صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣١	٩	پیشنیاں	پیشینیاں	٥٠	١٤	کہ ازجوازش منع تام	کہ جوازش منع تام
″	٢٢	جنھوں نے آگے	جنھوں نے ان آگے	″	١٧	اختیار مشنوع	اختیار ممنوع
٣٢	١٣	لا تستنوا	لا تنسوا	″	٢٠	نباشد	باشد
″	١٠	آں شدہ بدلیل قطعی	آں بدلیل قطعی ثابت	″	٢١	انتزاع زجہتین	انتزاع از جہتین
		ثابت نشدہ باشد	شدہ باشد	″	٢٢	جیزی را	چیزی را
٣٤	١٧	فضل کرم	فضل و کرم	″	٢٣	بر بای	بر بنائی
٣٧	٧	عقیدہ - دریں	عقیدہ - دین	٥١	١٢	اوان شرط کردہ شد	ازاں شرط کردہ شد
٣٨	٢٤	صاف و پاک کرنا	معاف کرنا اور پاک کرنا	″	١٨	متحقق	متحقق باشد
٤٠	٧	خدلان	خذلان	″	٢١	لازم یا قدم	لازم آید با قدم
″	١٠	اینکہ	اینکہ	٥٢	٤	عنہ	عنہ
″	٨	رضی حقتعالے از آنست چیز	رضی ست حقتعالے ازاں چیز	٥٣	٣	فیشرط	فیشترط
″	١٨	بمنضائی	بمقتضائی	″	″	محاج	محتاج
٤٢	٦	تعالی را بمناجی	تعالی بمناجی	٥٤	٣	وہذا	وہذا
٤٤	٩	غوث التقلین	غوث الثقلین	″	″	المیجاری	المجازی
٤٦	٨	فیہما	فہا	″	٤	ببسعطہ	ببسعہ
″	٢١	توضیح بمضاف الیہ	توضیح مضاف بمضاف الیہ	″	٩	تقدمہم علم للمابہتین مع معا ضروریا	تقدم علم للمابتین مع معا ضروریا
٤٧	١٧	وصف	وصفت				
٤٨	١٤	یعنی کہ گردیدن	یعنی تغیر کہ گردیدن	″	١٢	تنرط	شرط
″	١٨	بمعلوم خو قرار	بمعلوم خود قرار	″	١٣	رابط	ربط
″	١٩	باید بیست ہوہو	باید ہست ہوہو	″	١٥	چیری	چیزی
٥٠	٢	تقید	تقیید	″	١٩	تخصیص و تغیر	تخصیص بتغیر
″	٣	الجوار	الجواز	″	١٨	وایں	وایں
″	٥	منہ	منہ	″	٢٢	یس علم	پس علم
″	١٠	علیہ	علیہ	″	٢٤	متعافب	متعاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۵	الاحتصاص	الاختصاص	۶۰	۲و۳	اوّلاً حاصل صفت منتسب ضروری	اوّلاً حاصل صفت منتسب ضروری
"	۱۴	لا یجزی	لا تتجزی	۶۰	۱۳و۱۴	اخذ او در خارج	اخذ او از خود در خارج
"	۱۷	متحقق	متحقق	۶۱	۱۱	علی معنی ای مفرد اقائم	علی معنی مفرد ای قائم
"	۲۲	در تعبیر ماہیت این	در تعبیر ماہیت باین	۶۲	۱۴	دانسته نشود	دانسته شود
"	۲۳	ماہیت	ماہیت	"	۱۶	پیراو وصفت	او صفت
"	۲۴	لا یجزی	لا تتجزی	۶۳	۲	فیها	بنها
۵۶	۲۱	حیام	قیام	"	۳	لغیبها	لغیها
"	۲۳	یا غیر موجود	با غیر موجود	"	۱۳	نوائد	فوائد
۵۷	۷	استنعداده	استعداده	"	۲۱	جد	چون
"	۱۰	ان المعنی المصدر	ان معنی المصدر	"	حاشیه ۹	لزوم تنکیر	لزوم تنکر
"	۱۲	لانفعالیه	لانفعالیه	۶۴	۲	او بحرف	او بحرف
"	۱۵	توفیقی	توقیفی	۶۷	۶	ثابت	ثابت
حاشیه متن		الحقیقة	الحقیقیة	"	۱۱	لترتب	لترتب
۵۷ حاشیه سطر		تقدر	تقدم	۶۸	۱	لطلبیه	لطلبه
۵۸	۴	لمنبئی	لمنبئ	"	۶	فقد	فقد
"	۵	مبنی	منبئ	"	۱۳	کسیکه طالب	کسیکه او طالب
"	"	الوجود	الوجود	"	۱۷	دترتیبش	و ترتیبش
"	"	ہو	اہو	"	۲۳	شوتش	ثبوتش
"	۱۵	تقدم رتبتی	تقدم رتبی	۶۹	۸	موجودا	موجوداً
"	۱۷	تاخر رتبتی	تاخر رتبی	۷۰	۳	وجوداً غیر	وجوداً غیر
"	۱۹	تقدم رتبتی قوه	تقدم رتبی قوه	"	۷	المصداق	المصداق
"	"	تاخر رتبتی فعل	تاخر رتبی فعل	"	۲	ممتنع	ممتنع
"	۲۱	رتبتی است	رتبی است	"	حاشیه ۷	تعارض	متعارض
۵۹	۱۲	مینحو اہہ	ینحو اہہ	۱۰	۵	متقدماً الی عالم	متقدم المافی عالم
حاشیه ۸		بتقدم	متقدم	۲	حاشیه نمبر ۲۶	(عبارت مکرر ہو رہی ہے تصحیح ہے)	

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۷۲	حاشیه ۲۲ سطر	البوجود	الوجود	۸۳	۸	ممتنع	ممتنع
〃	۹	دقلیل بداهت	وقیل بداهت	〃	۱۰	ماهیته	ماهیته
۷۳	۵	نواعته	فواتحه	۸۴	۱۰	المار	المهار
〃	۸	بدیهیا	بدیهیا	〃	۱۷	حقیقت زانچه	حقیقت درانچه
۷۴	۱۷	الکارمی	انکاری	〃	۱۸	سوئی او	سوای او
〃	۲۲	یبود	بود	۸۵	۹	ثالثا	ثالثا
۷۵	۹	تجددا وحجازا	تجددا مجازا	〃	۱۵	برزخ درمتغایرین	برزخ درمتغایرین
۷۶	۸	اُخزی	اخری	〃	〃	ثالث	ثالث
〃	۱۱	اظهر	اظهر	۸۶	۱۰	فهو	فهو
〃	۱۵	بغیر	بغیر	〃	۲۲	غیراست	غیر خود است
〃	۲۲	صفت	صفت	۸۷	۲۳	بتواق	بتوافق
۷۷	۳	بعن زیادته علی الماهیة	من زیادته علی الماهیة	۸۸	۹	بمقابلة	لمقابلة
〃	۵	بعود فانی	بعود فانی	〃	۲۴	آهبارا	آنهارا
〃	۱۷	نعفن خود	تعین خود	۸۹	۴	تحقق	تحقیق
۷۸	۱۵	ادانکه	از آنکه	۹۰	۸	لاالاولی	لاالاولی
〃	۱۶	هوادامن	عوارض	〃	۵	علیه	علیهم
〃	۲۱	بدنمانیست	ثنانیست	〃	۸	قیل	قیل
۷۹	۱۷	دلیلی از	دلیلی است از	〃	۱۱	بالخلاف	بالخلاف
〃	۱۹	فته	رفته	۹۲	۵	وجه	وجه
۸۲	۱۰	حقیقیا	حقیقتا	〃	۲۲	حبر	خبر
〃	〃	الحقیقین	الحقیقتین	۹۳	۳	لم یذکر	لم یذکر
〃	۱۴	اخلاف	خلاف	〃	۶	وازفیکم	وازفیکم
〃	۱۶	دروراست	واواست	〃	۱۱	واگروجه	واگروجه
〃	۱۸	بانوارس	بالوارش	〃	۱۲	مقصد دیگر	مقصد دیگرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۴	فی المصدر	فی مصدر
〃	۶	کیفیت کازو	کیفیت ذات کازو
〃	۱۹	لعنی	یعنی
۹۶	۱	ووجب التوحد	ووجب التوحد للعبد
〃	۶	مفهوم	فمفهوم
〃	۹-۱۰	نظر	نظر
〃	۱۳	یکدیگر مفهوم به تبع	یکدیگر و به تبع
〃	۲۲	حقیقی یا حکمی بمقابلۂ یکدیگر	حقیقی یا حکمی و... افراد حقیقی یا حکمی بمقابله یکدیگر
۹۷	۱	دکان ماہ تا حکیما	یہ عبارت مکرر تحریر ہو گئی
〃	۴	موجود	موجود خب
〃	۶	موجودا	موجودا خبیم
〃	۱۶	واگرانچه	واگرانچه
۹۸	۴	الاجزاء	الاجزاء
۹۹	۳	منطبقة توصفا	منطبقة وغیر منطبقة توصفا
〃	۲	جبس	جنس
۱۰۰	۱	وبنابریت لفیته شود	وبنابرین گفته شود
۱۰۱	۳و۴	صفته ولا ماهیته الذاتیة	صفته الذاتیة ولا ماهیته
〃	۹	محل	محل
۱۰۲	حاشیہ ۲	معرفہ	معرفت
۱۰۳	۷	علم الیقین باضافة	علم الیقین باضافة

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۳	اضافت	اضافات
〃	۱۷	باخبار	اخبار
〃	۲۲	حکم او	حکم کہ او
〃	۲۴	خوده وجود	خود وجود
〃	حاشیہ ۱۱	اجمال	اجمالی
〃	۱۲	تکثر	متکثر
〃	۱۳	متکثره	تکثر و
۱۰۵	۸	میکتند	میکنند
〃	〃	ذکر کیفیة توحید	ذکر بیان توحید
〃	۱۳	وحدت او	وحدت او
〃	۱۵	واحد متوحد	واحد احد متوحد
〃	۱۸	نماند	نماند
۱۰۶	۳	فتثنیة	فتثنیته
〃	۱۱	خواد	خواه
〃	۱۲	ونه وجودی	ونه وجودی
〃	〃	قیام	قیام
〃	۱۶	قدرت	قدرت
〃	۱۷	منفرد	منفرد
〃	۱۸	بشمار	بشمار
〃	۱۹	مخلوق	مخلوق
۱۰۷	۲	بنفسه	بنفسه
〃	۹	عدام	عدم
〃	۱۳	لعدیجا	بعد از ینجا
〃	〃	حادث	حادث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۹	سایق	سابق	۱۱۴	۱۵	مفارضت	معارضت
۱۰۹	۴	حتی تهمل	حتی لاتهمل	〃	۱۹	عجز شان	عجز شان
〃	۲۲	مانع رارد	مانع دارد	〃	۲۴	تمیز آورده	تمیز آورده
〃	حاشیہ ۷	ولغیره	وبغیره	〃	〃	حائز	جائز
۱۱۰	۲۴	رساله	رسالة	〃	حاشیہ ۴	تفرضی	تفرض
۱۱۱	۴	ذات	ذات	۱۱۵	۴	وان تُفرِّضَ	وان تُفرض
〃	۵	فکانها	فکانها	〃	۱۰	نفس کثرت ای فی نفس کثرت وعکسها	نفس کثرت وعکسها
〃	۱۴	ماده	مادة				
〃	〃	نتو اندکرد وجود باشد	نتو اندکه وجودی باشد				
		باکه بوجودی	یا بوجودی	〃	حاشیہ ۲	دخود	ووجود
۱۱۳	۳	فتکون	فتكونُ	〃	〃 ۳	نیابر	نیاید
〃	۱۸	واحد آلسنت	واحد آلسنت	〃	〃 ۱۱	بسبت ثابت	بسبت دیگر ثابت
〃	حاشیہ ۵	یہ عبارت نہیں لکھی گئی	مرتبہ احدیت واسطہ	۱۱۶	۲	فی تفس	فی نفس
			احدیت نیست و ندرود	〃	۱۲	نفیامه	بقیامه
			تمائز صفات بنا بر عینیت	〃	۱۹	فتثنیة	فتثنیهٔ
			از لزوم کہ لا غیر است	۱۱۸	۷	النضور	التصور
۱۱	۲	علی الحلة	علی الجملة	۱۱۹	۲	حقیقا	حقیقیًا
〃	۱۰	لعدم وجدت	لعدم وحدت	〃	۱۳	نبعًا	تبعًا
〃	۱۲	تمیز از لروم	تمیز از لزوم	〃	۱۹	تبع وعدم	تبع عدم
〃	۱۳	خاصل	حاصل	〃	۲۱	بزبینش	جزبینش
〃	۱۵	وجود اولازمی بود	وجود او لازمی بود	۱۲۰	۱	معرفة	معرفة
〃	۲۰	واحد احد متوحد	واحد احد ومتوحد	〃	۱۱	ولضرورت	لضرورت
〃	حاشیہ ۳	بوجود خود	بوجود خود	〃	۱۷	بفقدان	بفقدان
۱۱۴	۶	لیقدرا	یقدر اینہمہ	۱۲۱	۲۱	اجزار	جزر
〃	۱۳	تخالف	تخالف	〃	۲۲	امتناع وتوقف	امتناع توقف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۲۴	جزو جزو	نہ جزو جزو	۱۲۷	۹	مرالذات ش	مر الذات ش
۱۲۲	و من حاشیہ	بیان کیفیت جبر وقدر الخ	بیان کیفیت جبر وقدر الخ	〃	۱۳	ہچنیں	ہمچنیں
۱۲۳	۱	فہی کاسبۃ	فہی کاعبۃ	۱۲۹	۱۱	لا نہما	لانہما
〃	۸	و سبتنی	و تسبتنی	〃	۱۴	لانہ بمقابلۃ	لا بمقابلۃ
〃	۱۴	بسوئے خود	بسوئے خود	〃	حاشیہ ۵	ملتزم اختیار	ملتزم از اختیار
〃	۲۵	عجز است	عجز است	۱۳۰	۱۲	آثار	آنکہ
حاشیہ	۵		حقیقت جبر وقدر	۱۳۱	۷	ففی الایجاد متعب	ففی الایجاد متعب
۱۲۴	۱	ای مخلوق	ای المخلوق	〃	۸	خطائر مبتدا مع خبر	خطائر مبتدا موخر مع
〃	〃	ان تفکر	ان تفکر	〃	〃	غطائر مبتدا موخر	غطائر مبتدا موخر مع
〃	۱۰	اسماء	اسماء	〃	۱۹	ایں غطاء است	ایں خطاء است
۱۲۵	۱۸	معلوم باشد	معلوم باشند	۱۳۲	۷	فراق	فرق
〃	۱۹	بمث بہ	مشابہ	〃	۱۶	اشتراک وحدت	اشتراک و وحدت
〃	۲۲	بعلم خود است درو احتیاج بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مخصص	بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مخصص	〃	۲۳	شد پس دریں	شد دریں
				〃	حاشیہ ۱	ان قائز الاعتبار الخ	ان تمائز الاعتبار الخ
				۱۳۳	۶	بما ہیتہ	بما ہیتہ عینہا
				〃	۷	عنیتہا	عینیتہا
〃	۲۳	اسماء	اسماء ہمہ	〃	۲۰	آن متغائر	آن ہمہ متغائر
〃	۲۴	در مرتبہ	نہ در مرتبہ	۱۳۴	۱۰	التغصب تفکرت	التغصب تفکرت
۱۲۶	۶	ان الکلام	ان الکلام	۱۳۵	۲۱	از حیثیت بوجود	از حیثیت وجود
〃	۱۰	وان للہ	وان للہ	〃	〃	آنچہ واو اوست	آنچہ او او است
〃	۱۲	تجاوزن کردن	تجاوز کردن	〃	ح ۳	ما عرفناک الخ ۔ عرفناک الخ	معنی ما عرفناک الخ معنی عرفناک الخ
〃	۱۹	نیا بدو	نیابد بدو	۱۳۷	۱۳	درمیان قدیم وحادث مرتبہ البیت	درمیان قدیم وحادث مخلوق یعنی آنکہ درمیان قدیم وحادث کہ مخلوق است مرتبہ البیت
۱۲۷	۵	تحیر الطریق	تحیر الطریق				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
//	۱۸	آبا	آیا	۱۶۸	۱۷	مشتنبہ	مشتبہ
۱۵۰	۱	واجتماع نقیضین	واجتماع نقیضین	//	۱۹	صفت رازظل	صفت ازظل
//	۱۲	قیام	بقیام	//	//	یافتہ می شود	یافتہ شود
//	ح ۱۹	باشد نیس ونہ	باشد ونہ	//	ح ۱و۲	ان آنکہ عصمت را لازم است بلکہ ومشتبہ	بیان آنکہ عصمت نبی را لازم است یقیناً ومشتبہ
۱۵۸	۲۳	ہر دوا وصاف	این ہر دو اوصاف				
۱۶۰	۱۸	کہ اضافات ذاتیہ	کہ آنہا اضافات ذاتیہ	۱۶۹	۳	فی مقابلۃ	فی مقابلۃ
//	ح ۳	الشائیہ	الشائبۃ	۱۷۱	۱۳	وکفرکہ او	وکفرکہ او
۱۶۱	۲۰	یقین او	تعین او	//	ح ۹و۱	وفارق در فعل اعجاز و کرامۃ ومعونۃ و استدراج	وفارق در بیان اعجاز و کرامۃ ومعونۃ و استدراج
۱۶۴	۶	ولاشتبہ	لاشتبہ				
//	۱۵	یعنی فریبندہ	یعنی بہ فریبندہ				
//	۱۷	سوئی ظل	سوئی ذی ظل	۱۷۲	۱۲	بدآنکہ	بدآنکہ
۱۶۵	۲۶	برتبع	بہ تبع	//	۱۵	سورۂ صف	سورۂ صف
//	ح ۷و۸	+	بیان آنکہ ہریک ازینہا اضافاً جامع وحدوداً مانع ولبطور اصل برای نبی ورسول است ولبطور عرض وتبع برای ولی است	//	۱۷	ایمان آوردند	ایمان بیاوردند
				//	۲۱	ہیچو مشتبہ بہ	از ہیچو مشتبہ بہ
				//	۲۲	خلاف کردہ	حذف کردہ
				۱۷۴	۱	بجوز	بجوز
				//	۲	للہ سبحا	للہ سبحانہ
//	۹	فتفرق	متفرق	//	۵	نُستر	فُستر
//	۱۰	آنکہ	وآنکہ	//	۲۱	تحقیق نیابد	تحقق نیابد
//	۱۳	در تہبروباشند	در تہبر و باشند	۱۷۵	۱۴	وآنکہ	وآزانکہ
//	۱۴	ناآن نکوبہا	نہ آن نکوبہا	//	//	نماز	نماز را
۱۶۶	۲	وعلی	وعلی	//	۲۲	بربنائی	بنابر
//	۱۴	مگر اللہ یکتاست او	مگر اللہ کہ یکتاست او	//	ح ۹	وصالحین	صالحین
//	۲۱	وبدانکہ جزائی	وبدانکہ جزائی	۱۷۶	۳	نثبت	بثبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٧٦	٤	یفتقی	تفتقی	١٨٥	١٧	چنانچہ دریں سورہ	چنانچہ ہم دریں سورہ
〃	٢١	ہردو طور	ہردو بطور	〃	٢٣	طریقہ ہم جائز شد	طریقت ہم جائز نجد
١٧٧	٢٠	درحال	در ہر حال	١٨٦	١	والحقق	والتحقق
١٧٨	١٩	معانی دارد اینکہ	معانی لازم آرد اینکہ	〃	١٦	بنابرا استغنا	بنابر استغنا
〃	〃	اینکہ بطلان	اینکہ ہر آئنہ بطلان	〃	١٧	برآمان	برآمان
١٧٩	٢١	فانہ منصور	فانہ منصور	١٨٩	٦	انتقض الحصر	انتقض ای ما انتقض
〃	٢٣	منصور یعنی فتحمند	منصور یعنی فتحمند	〃	١٥	کزد	کرد
١٨٠	٣	من توسع	من التوسع	〃	ح ٢	+	تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الخ
〃	٧	للہ سبحانہ	معٰ للہ سبحانہ				
〃	١٢	ولرسولہ	ولرسولہ تعالٰی	١٩٠	٢	لا تعبد و یدلہ	لا تعبد و یدل
〃	٢٤	برائی مومن	برائی ہر مومن	〃	١١	کسفاً	کشفاً
〃	٢٣	ولو سوی	ولو لی سوی	〃	〃	فتعارضا مما یجوز	فتعارض مما یجوز
١٨١	١٠	ماہو الثابت	معٰ ماہو الثابت	〃	١٧	واگر کشف ورد	واگر او کشف ورد
〃	١٣	واگر فصل	ثانیا واگر فصل	〃	٢٤	ہردورا	ہردورا
〃	٢٢	رسول او تعالی	رسول او تعالی صلعم	〃	ح ٦	تحت تفسیر	بحث تفسیر
١٨٢	٩	النصرۃ	النصرۃ	〃	١٢	متعارض آمد	متعارض آید
〃	١٨	ولو لی بولی	ولو لی بولی	١٩١	١٠	یتربصون	تربصون
١٨٣	١	استغاثہ	فاستغاثہ	〃	١٥	ارشارت	اشارت
〃	٣-٥	ان لم تجر	ان لم تجر غاشیۃ	〃	٢٦	ینتربصون	تربصون
〃	١١	اولی الحسنہم	اولی احسنہم	〃	〃	آرزو میکنند	آرزو میکنید
〃	١٥	یا ایہا الذین	یا ایہا الذین آمنوا	〃	ح ٢	عیزاو صلعم	عیزاو صلعم است
〃	ح ٦	اولی تربیان	اولی ترمع بیان	١٩٢	١٧	از ثابت بوجود	ثابت از موجود
١٨٤	٣ و ٤	ولو انہم اذظلموا	ولو انہم اذ ظلموا	١٩٣		نغایت ١٩٦ صفحات اولٹ پلٹ ہوگئے	
〃	حاشیہ متن	سہ	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا الخ			حسب ذیل ملاحظہ کرو	
〃	١٦	فاستغفرو اللہ	فاستغفروا اللہ	〃	تمام	اسکے بعد صفحہ (١٩٥) مطالعہ کیجیے	
١٨٥	١٤	تشخص	تشخص	〃	١٤	بعینت	بعینیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ مطالعہ کیجیے		۲۰۴	۱۹	بحجاز	بمجاز
۱۹۴	۴	لنعقیب	لتعقیب	〃	۲۲	براہ راست	برزہ راست
〃	۱۲	نتوان شناسید	تو نتوان شناسند	۲۰۵	۳	بمعنی	بمعنی
۱۹۴	تمام	اسکے بعد صفحہ ۱۹۶	مطالعہ کیجیے	〃	۲۱	بعث پس چگونہ	بعث پس بعث چگونہ
۱۹۶	۱۶	آیا ازکسی از شما	آیا کسی از شما	۲۰۶	۵	بحذفہ	بحذفہ
۱۹۷	۱۰	مخرفت النذار	مخرفت النذار	〃	۲۲	یعنی برآنان	یعنی تو برآنان
〃	۲۰	ہر یاری	مرا یاری	۲۰۸	۱۲	مقدم	متقدم
〃	۲۳	و فرمودند	و فرمود	〃	۱۴	واگر	واگر
۱۹۸	۱	الذین رحمکم اللہ	الذین رحمکم اللہ	〃	۲۰	واگر	واگر
〃	ح ۴و۵	ازعباد باشند ثابت	ازعباد خاصہ واحیاء باشند ثابت اند	〃	۲۳	مقدم	متقدم
				۲۱۰	۲۱	وتیہ انکہ	وبیہ انکہ
〃	ح ۱۱	تخمینا	تخصیصا	〃	ح ۷	و ذہنیا	و ذہنا
۱۹۹	۲۵	باطباہت	باجابت	〃	〃	اند باثریت خود	اندکہ باثریۃ خود
〃	ح ۴	ازنفارع	انفارع	۲۱۱	۱۰	یفعل ما یشاء	یفعل اللہ ما یشاء و
۲۰۰	۵	ولکیذ اہتہ ای بعث النبی ...	ولکیذا ہتہ ای بعث النبی ...	〃	۱۴	اولوا العزمی نبوت	اولوا العزمی نبوت
				〃	۲۵	حیات دنیا و آخرت	حیات دنیا و در آخرت
〃	۱۹	بعث اسباب اسماع	بعث ارسال حق باسماع	۲۱۲	۲۰	موجودت	موجودات
حاشیہ		بیان معنی موتی از روی	بیان معنی موتی از روی	۲۱۳	۲۶	جوالاختیار	جواز الاختیار
		موضوع مجاز	موضوع ومجاز	〃	ح ۷	دریں زمان	در ہر زمان
۲۰۲	۵	عن الاثبات لا زہر	عن الاثبات لا زہر	۲۱۴	۲۰	عکہ وا	عکہ وا
〃	۲۳	صمم کما شارت	صمم کہ اشارت	〃	۲۶	ہر دو سنت	ہر دو دست
۲۰۳	۵	والمؤخر	المؤخر	۲۱۵	۷	خبیثۃ	خبائثہ ضد طیبۃ
۲۰۴	۱	لا یہتدی	لا یہتدی	〃	۳	رضی اللہ عنہا	رضی اللہ تعالی عنہا
〃	۱۲	عدم اسماع	عدم انتفاع	〃	۱۹	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
〃	〃	وازشارت	واشارت	〃	〃	وسخن گندہ	وبشنل سخن گندہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۶	عیب عالم از انبیاء	عیب عالم عام از انبیاء	۲۴۳	۸	تحقق علم	تحقق علم
〃	۱۸	منه المسیح	منه اسمه المسیح	〃	۲۱	پیش	بیش
〃	۲۳	مرکزت	مرکزیت	۲۴۴	۱۱	وتکمیلهم	وتکمیلهم
۲۳۴	۴	وتخصیص	وتخصیص	〃	〃	عالم الشهود	عالم الشهود
۲۳۶	۱	یصلح	یصلح	〃	ح ۲	بیان التشخص	بیان التشخص
۲۳۷	۴	واختصاصه	واختصاصه	۲۴۵	۴	رغنت	رغنت
〃	متن حاشیه	ذکر کیفیة العلم	ذکر کیفیة العلم	〃	۱۴	مقصود است بدلائل	مقصود است بدلائل است
〃	〃	ذکر دربیان	ذکر دربیان	〃	۲۳	بردو	هردو
۲۳۸	۱	ای مرتبة - لاهنا	ای مرتبة - لاهنا	〃	۲۴	وظل	وظل
〃	۱۷	خوسوے	خود سوے	۲۴۶	۳	اعتبار فی	اعتبار ثانی
۲۳۹	۱	حادث	حادث	〃	۱۲	المعصة	المعصیة
〃	۱۴	ولوجود	ولو لوجود		〃	او مجهول	او مجهول
〃	۲۴	که مفعول او است	که او مفعول او است	۲۴۸	۳	موجودات	موجودات
〃	۲۷	هیچو اثر مخلوق است	هیچو اثر او مخلوق است	〃	۲۰	آنکه از ظل است	آنکه ظل است
۲۴۰	۷	شیئ	شیئ	〃	۲۳	خمسه	خمسه وحی یابد تمام او از
〃	۱۰	لیحتاج	لتحتاج	〃	〃	وحی باید	وحی یابد
〃	۱۸	درویرو	درود برو	۲۴۹	۱۲	بحاشیة	لیست بحاشیة
〃	۱۹	وجودکه	وجودیکه	〃	۱۸	مومن آئینه مومن آئینه	مومن آئینه مومن
〃	۲۲	بتاخر رتبتی	بتاخر رتبی			است	است
〃	ح ۴	بیان علم	بیان علم	〃	۲۲	مذکوره آمد	مذکور آمده
〃	ح ۵	بتاخر رتبتی است	بتاخر رتبی است	〃	ح ۱۰	هدایت	بداهت
۲۴۱	۵	التصدیق	التصدیق	۲۵۰	۱	المنقضة	المنقضة
〃	۱۸	فروختن	افروختن	〃	۱۱	ویتشابه	ویتشابهم
۲۴۲	۳	بحتا	بحتا هو	〃	۱۹	آنچه گفته شد	آنچه که گفته شد
〃	ح ۱۵	بذا	بذاته	〃	〃	نیز	تمیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۳	نش حقیقة	نش ای حقیقة	۲۵۸	۲۳	تخفیق	تحقیق
۔	۷	مجاوری	مجازی	//	//	موید	موئید
//	۸	فی کیفیة	فی ذکر کیفیة	۲۵۹	۱	منشاء سہو	منشاء سہو
۲۵۲	۴	والوصف	والوصف	//	۱۴	عبادی اسرفوا	عبادی الذین اسرفوا
//	۱۸	اگر چیزی دیگر	اگر باچیزی دیگر	//	۲۲	کہ متابعت	کہ او متابعت
//	۲۰	لام	لازم	۲۶۰	۲۳	لایغفر	لایغفر ہست
//	۲۱	انکہ ماہیت	انکہ از ماہیت	۲۶۲	۱۲	دلیل منطبق	دلیل منطبق
//	۲۴	از طلاق	از اطلاق	//	//	مرکزیتہ	مرکز بیتہ
۲۵۴	۱۴	فطنٌ ظنٌ	فطنَّ ظنَّ	//	//	علی حقیقة	علی حقیقة
//	۱۵	برضای	برخدای	۲۶۴	۱	علی دعوہ	علی دعوة
۲۵۵	۶۹۵	ان الاختلاف فی	ان الاختلاف فی	//	//	دلیل بنفسہ	دلیل بنفسہ
		المسلمین فی کیفیة	المسلمین فی کیفیة	//	۲	ختم	ختم
//	۱۴	چگونہ خواہد شد	چگونہ ثابت خواہد شد	//	۱۴	دلیل است	دلیل است
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	فالوجود مشترک	//	۱۷	آفریدہ	آفرید
//	۸	فالخذلان	فالخذلان	۲۶۴	۳	ممتنع	ممتنع
//	۲۳	متناقب	متعاقب	۲۶۵	۱۲	این نبی	این نبی
۲۵۷	۳	تغیر	تغیر	//	۲۴	مرد	بدرد
//	۹	عدمہ	عدمہ	۲۶۷	۱۴	رما خوذ	از ماخوذ
//	۲۲	دانستہ شد رب آل	دانستہ شد دانستہ شد	//	۲۰	ولایت	ولایت الخ
			رب آل	۲۶۸	۲	ومشتبہة	ومشتبہة
۲۵۸	۱	بجمیع القبلیة	بجمیع من القبلیة	۲۶۹	//	ماتحت	ماتحت
	۶	برب	برب	//	۱۴	وسزاوارے	وسزاوار
//	۷	والکفر	والکفر	//	۱۷	محمد وصہ از	محمد وصہ کہ از
//	//	حجة	حجة	۲۷۰	۱۶	تکفیر	تکفیر
//	۱۹	من	ممن	//	۲۰	وغیرہ درحدیث	وغیرہ چنانچہ درحدیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٧٢	٧	نتواں شد	نتواند شد	٢٨٧	ح ٥	من امرہم	من امرہم ط
〃	١٤	عالم ہیں	عالم و دانا ہیں	٢٨٩	١٦ و ١٧	اللہ تعالیٰ نے سورہ تحریمہ	اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریمہ
〃	٢١	فرمایا اللہ تعالیٰ نے	فرمایا اللہ تعالیٰ نے				
		ماکان الخ	سورۂ احزاب رکوع پنجم میں ماکان الخ	〃	ح ٦	بیان ذکر تعظیم	ذکر بیان تعظیم
				〃	١٧	بروئے خطاب	بُرے خطاب
٢٧٥	٥	فی نفسہ	من نفسہ	٢٩٠	٩	نتواند کرد	نتواں کرد
〃	٨	ترجمہ نباید	ترجمہ و نباید	٢٩١	١١	مشاجرت	مشاجرات
〃	١٩	کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہو	کہ میری بیٹی کا تحت حکم رسول صلعم ہونا	〃	ح ١	مشاجرت	مشاجرات
				٢٩١	٢	سیماہم من اثر	سیماہم فی وجوہہم من اثر
٢٧٧	ح ٧	بیان تعظیم	و بیان تعظیم	٢٩٤	٤	مختص	مختص را
٢٨٠	٤	وہم ازینجا است	و ایہام ازینجا است	〃	٢٠	دیکھو فرق	دیکھو تو فرق
٢٨١	٥	چہ نیست	چہ نیست استفہامیہ	٢٩٥	٢	زرین	زرّین
〃	١٠	منع صوت	منع رفع صوت	〃	٨	مقتدائی ثابت است	مقتدی ثابت است
〃	١٣	دلالت ہورہی ہے	دلالت ثابت ہورہی ہے	〃	١١	حسدیث	حدیث
٢٨٣	١٠	ترجمہ کسانیکہ	ترجمہ و کسانیکہ	〃	١٢	استغجابا	استحباباً
٢٨٤	١	ذات سبحانہ	ذات اللہ سبحانہ	٢٩٦	٣	خدائی عزوجل	خدائی را عزوجل
〃	〃	بواسطہ غیرہ	بواسطہ غیرہ سبحانہ	٢٩٧	٤	ازینجا دو تحذیر است	ازینجارد و تحذیر است
٢٨٥	١٦	نفی ہو سکتی	نفی نہیں ہو سکتی	〃	ح ٢	مشاجرت	مشاجرات
٢٨٦	٨	میسند	میپسند	٢٩٨	٢١	منتسب	منتسب
〃	١٠	و حذر ایذا و خیر	و حذر از ایذا و خیر	٣٠٠	٣	نہ در کثرت اعمال	نہ در کثرت اعمال
		خود است	خود است	٣٠١	ح ٨	متنازعہ کا چند	متنازعہ کا نتیجہ چند
〃	٢٤	اور یہ ادب	اور یہ مفید ادب ہے	٣٠٢	١٠	تمیم ضروری	تعمیم منع ضروری
〃	〃	اور خیر کیلئے مفید ہے	اور خیر کیلئے بھی مفید ہے	٣٠٣	٥	باثبات	باثبات است
٢٨٧	٥	گمرہی کردور کنندہ	گمرہی کہ دور کنندہ	〃	٢١ و ٢٢	حضور والدین	حضور کی والدین
〃	١٩	لابد منہ سے	لابد منہ ہے	〃	٢٥	اقتصاے	اقتضائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۴	۳	انا انشئکم	انا انفسکم	۳۳۰	۱۶	اپنی پالنے والے کر	اپنے پالنے والے سے
״	۸	نُعلتُ	ثقلت	״	۲۱	یعنی پالنے والے	یعنی پالنے والے
״	۱۲	آخرت آیت	آخر آیت	۳۳۲	۲۳	معلوم ہونا	معلوم ہونا چاہیے
۳۰۸	۳	حروج	خروج	۳۳۳	۷	واز قال	از قال
״	۱۱	جانب ہیں	جانب ہیں ہیں	״	۹	اجمعون الّا	اجمعون لا الّا
״	۱۴	ان تستغفروا	ان تستغفروا	۳۳۴	۸	غیرہ سجدہ عبودیۃ	غیر سجدہ عبودیۃ
״	ح ۲	یہ الیسی	یہ کہ الیسی	״	۲۵	ثابت نہ ہونیکے	ثابت نہ ہونیکے
۳۱۰	۱۰	یات البریہ	مات البریہ	۳۳۷	۱	تنبیہ ہو	تنبیہ پر
״	۲۰	ذازرۃ	وازرۃ	״	۵	محی السنۃ	محی السنۃ
״	ح ۳	قطعی پر	قطعی کفر پر	۳۳۹	۲	وتذرانہ ازہرچہ	وتذرا ازہرچہ
۳۱۲	۱۳	آپ کے حضرت عبد اللہ	آپکے والد حضرت عبد اللہ	״	۹	سرور نبیار	سرور انبیار
۳۱۴	۲۱	الآیہ	الآیہ سورہ حدید کے	״	۱۲	جوادبر	جوادپر
			تیسرے رکوع میں	۳۴۰	۵	ماموسہ	ماموریہ
۳۱۹	۱۷	برکت لینلی پر	برکت لینے پر	״	۱۷	اس خاص وجہ	اسی خاص وجہ
۳۲۰	۵	بر فع تعارض	بر فع تعارض	۳۴۱	۹	ینبغی درمحل جواز	ینبغی ولاینبغی درمحل جواز
״	״	کرمہا اللہ	کرمہا اللہ	۳۴۲	۲۴	گذر کیا ہے	گذرے کیا ہے
״	۲۲	ذاتی دجود یا وجو	ذاتی وجود یا جود	۳۴۳	۹	بعموم	بعموم
۳۲۱	۸	واحب القاع نودن	واجب القاع بودن	״	۱۵	تواسکا	توکہ اس کا
۳۲۳	۶	صلوبالنس	صلوبالنس	۳۴۴	۱۶	دی رہی ہی	دی رہے ہیں
۳۲۶	۳	نشور	مراد نشور	״	۱۷	مطابق	موافق
״	۱۸	ستلوم ہوکہ	معلوم ہوا کہ	۳۴۶	۸	فقلناک	فتنناک
״	۲۳	عبادت بندگی	عبادت وبندگی	״	۱۱	ساتھ ہی	اور ساتھ ہی
۳۲۸	۲۰	علیہ الآیہ	علیہ	۳۴۸	۳	اداء ترک	ادار وترک
״	۲۴	مدلہ میں	بدلہ میں	״	۶	بحرانی	بحرانی
۳۲۹	۲۱	اعتبار،	اعتبار سے	״	۱۱	خودرا باخفا	خودرا مگر باخفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۱۶	اداو ترک ہیں	اداو ترک میں	۳۶۲	۹ح	اور جو دین	اور جو دین انکی خاص کر
″	حاشیہ	+	بیان شان نزول کریمہ				میں فضیلت
			ماکان لبشر الخ	۳۶۳	۱۳	الشاط	الشاۃ
۳۵۰	۵	اولی تر	اولی ترجیب	″	۳ح	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
″	۲۰	ہوئی	ہووے	۳۶۴	۲۴	ہوئی	ہوئی ہے
″	۲۵	یہ اور دونو	یہ کہ ان دونو	″	۳ح	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
۳۵۲	۲۴	شامل ہے +	شامل ہے + اس تقدیر	″	۷	اور متعذر کو	اور ایصال متعذر کو
			پر عبارت نظم شریف	۳۶۵	۲ح	کہانا کہلانا	کہانا اور کہلانا
			کریمہ کی یہ ہوگی ولیطوفوا	۳۶۶	۱۵	ہر وقت میں سکو	ہر وقت میں سب کے لیئے
			بالبیت العتیق یعنی			شامل ہے	درست ہے جیسے کسی نے توجہ
			اور چاہیئے کہ وے اللہ کا				اللہ اپنے مال سے مدرسہ جاری
			طواف بواسطہ بیت				کرکے خود بھی انہیں تعلیم کی
			عتیق کریں۔				اور دوسرونکو بھی مدرس کیا
۳۵۴	۵	تبرک	تبرک فعل				اور آئیندہ کیلئے اسکا صرفہ بھی
″	۲۱	اشارہ	اشارہ ہے				مقرر کردیا پس یہ خبر ہر قسم
″	۲۴و۲۵	عمل نیک ثابت نہوگا	عمل پر حکم عمل ثابت نہوگا				خیر کو یعنی مالی و بدنی و روحی
۳۵۵	۱۳	اگر بہا میں	اگر لفظ بہا میں				ہر شخص کے واسطے خواہ آپ ہو
۳۵۷	۲۳	کرنا ناممکن ہے	کرنا ممکن ہے				یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت
۳۵۸	۹	وکر ہوا تا	وکر ہوا تا				میں سبکو شامل ہے
″	۲۰	المحققون	والمحققون	″	۲۵	اسپر زیادہ	اسپر اور زیادہ
۳۵۹	۱۸	فائدہ اسکی متعلق	فائدہ اسی کے متعلق	۳۶۸	۱	کردند وہرکہ	کردند ہرکہ
۳۶۱	۱۴	واطہروا	واطہروا فان لم تجدوا	″	″	بہ شداد	باشد پس او
۳۶۲	۳	وانمش	وانمش	″	۴	انصفات	الصفات
″	۵ح	بنا بر	بنا پر	۳۶۹	۵	در شب براءۃ	در شب عید براءت
″	۶ح	مرجع	راجع	۳۷۰	۱۴	ایسا ہو کہ	ایسا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۱	۱۵	مخصوص ہو	منع مخصوص ہو	۳۹۵	ح ۱-۲	+	حقیقة قبض تبصر یقیف تصرف کی روح ہے اور یہ قبض حقیقی واقعی ہے
۳۷۷	۲۶	دل	دلیل				
۳۷۸	۱۶	بین استحقاق	بین جسمیں استحقاق				
〃	۲۱	بما کسبت	بما کسبت	۳۹۶	۲	مگر آنکہ	مگر آنکہ
۳۷۹	۱۳	بدلالہ	بدلہ	〃	۸	وجہہ	لوجہہ
۳۸۱	۲	نہ مومنین مضا	نہ مومنین	۳۹۸	۶	ش ثقل	ش نقل ط
〃	۳	مد مومنین	مد مومنین مضا	〃	۱۹	منقول است	منقول است در طبرانی
〃	ح ۱۰	ملائکہ سے انسان کو	ملائکہ کو انسان سے	۳۹۹	۲۴	بدعت حسنہ است	بدعت حسنہ است بالاجماع
۳۸۴	۱۸	چنانچہ مدارک	چنانچہ تفسیر مدارک	۴۰۰	ح ۳	ملک	ملک
۳۸۵	۷	اماحوا	اباحوا	۴۰۱	۱۵	مگو	نگو
〃	۱۶	جنکی طرف	جسکی طرف	〃	۱۶	حافظ کہ ابن حجر برائے	حافظ ابن حجر کہ برائے
۳۸۶	۳ و ۴	مہلہ است بر چہار	مہلہ بر چہار	۴۰۳	۱۵	نیک از محاسن	نیک کہ از محاسن
۳۸۷	۹	باسم اللہ سبحانہ بقریش	باسم اللہ سبحانہ بقریش	〃	۱۹	توبیہ را	ثوبیہ را
〃	۱۱	غیر خدائی	غیر خدائی عز وجل	〃	۲۴	وچگونہ است پس	وچگونہ است این پس
〃	〃	بما موصولہ	بجا موصولہ	۴۰۴	۱	بمولدہ	لمولدہ
〃	〃	خلافت فصاحۃ	خلافت فصاحۃ	〃	۲۰	اشتغال	اشتغال
〃	〃	بیعد سش	بیعد سش	〃	۲۱	دریں	و دریں
〃	〃	بی تحقیق	بی تحقق	۴۰۵	۷	ولا فاذات	ولا فادت
۳۸۸	۲۰	کہ فائدہ	کہ اگر فائدہ	〃	۱۰	ذاہر	ظاہر
۳۸۹	۵	در فرج	در ما فرج	۴۰۶	۲۴	مفیسد	مفسد
۳۹۴	۸	خروج بذاتہ	خروج بذاتہ	۴۰۷	۱	علیک و	علیکم و ما
〃	۲۳	جبتک غیر	جبتک مالک کے سوا کوئی غیر	۴۰۹	۱۳	دیگر براں	دیگر براں
				〃	۲۳	کہ حسن نیست	کہ نیست حسن
۳۹۵	۵	العباذا	العیاذ	۴۱۰	۷	القیاس لقولہ	و القیاس بقولہ

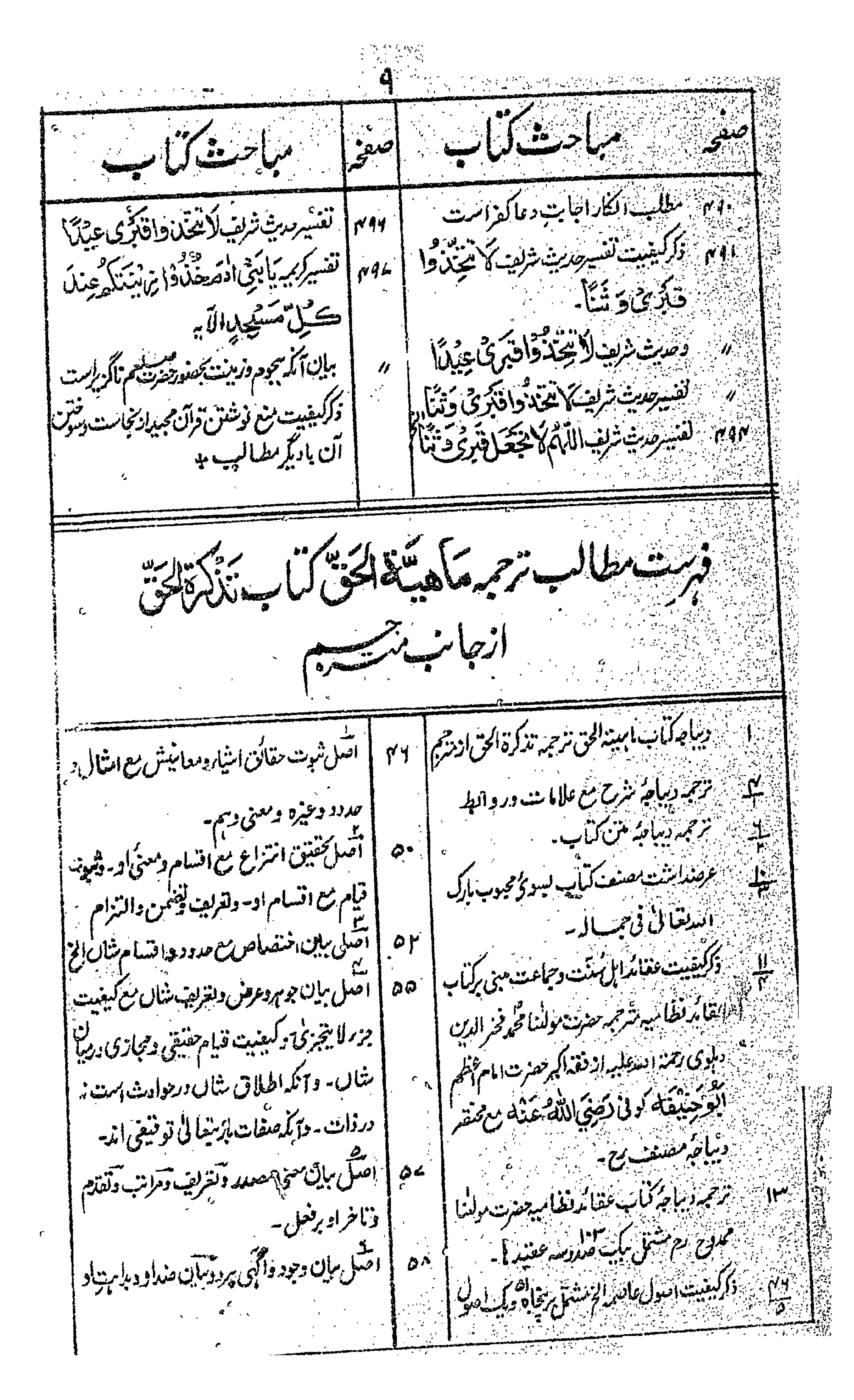
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۰	۱۶	ستند اجمال	سشد اکمال	۲۲۱	ح ۱۸ الخ	×	قیاس تعظیم و توقیع ذاکر ذکر
〃	۲۲	قیاس	وقیاس				او صلعم
۲۱۱	۷	یعارض	بیعارض جنایہ	〃	۲۴	بوجہی نیکو	بوجہی کہ نیکو
〃		التخصیص بالحسنۃ مقیا	التخصیص مقیا بالحسنۃ	۲۲۲	۱۳	فوت عمل و	فوت عمل شود و
〃	۸	الذی	الذی	۲۲۴	۱۷	خدائی صلعم	خدای تعالیٰ صلعم
۲۱۲	۲	میلاد صلعم	میلاد النبی صلعم	۲۲۷	۷	و علّم علیہ	علیہ وسلّم
〃	۱۰ و ۱۱	لا یبطلہ	لا یبطلہ وحتی لا تبطل	۲۲۸	۱۲	چارہ	وچارہ
〃	۲۳	بشار	بشار	۲۳۱	۹	انبہتنی	آہتنی
〃	۲۴	باطل نہ کنند۔	باطل نہ کنند۔ ونا آنکہ	〃	۲۰	این حویث از	این حدیث را
			فرمود صلعم در منام	〃	۲۱	بیدار کرد	ساختہ کرد
			یوسف حجازی لاتبطل	〃	ح ۳	×	احادیث در ثبوت وقوف
			المولد یعنی عمل مولد را				او صلعم بر قبور مومنین
			باطل نہ کنی	۲۳۲	۱۹	ولبسند	ولبسند دیگر
۲۱۳	۲۳	برائی	برائے	〃	۲۱	سلامتی باد	یعنی سلامتی باد
۲۱۴	۱	الفرض المطلق۔	الفرض المطلق جزاو	〃	۲۴	پیشنیاں و	پیشنیاں و
		ینبغی لمومن	جزء المطلق اُولیٰ			پشتیان	پیستان
			الاجزاء۔ ولا ینبغی	۲۳۳	۵	باجنحہم	باجنحتہم
			لمومن	۲۳۴	۱۱	عند الاسطونۃ	عند الاسطوانۃ
۲۱۶	۵ سطر خاتمت وفات	و المنظرہ الشمائل	و المنظر و الشمائل	〃	۲۳	ہمین است	وہمین است
				۲۳۶	۱۶	در آوری	در و آری
〃	۱۶	او صلی اللہ	او صلی اللہ	〃	۲۲	آورد و از	آورده از
۲۱۹	۱	کراہتہ	کراہتہ	۲۴۰	۱۳	فضل مراتب	افضل مراتب
〃	۱۷	قیام کردند	قیام کنند	۲۴۱	۸	یصدوہ	یصدونہ
۲۲۱	۱۱	قیاس این تقیید	قیاس برائی این تقیید	〃	۱۵	حالت حمات	حالت حیات
〃	۱۵	بندہ سوئی	بندہ کہ سوئی	〃	۲۲	بکوشید	بکوشد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۲	۱۸	عن الاشتغال	عن اشتغال	۴۵۹	۱۱	بصلاحہ وعلمہ	بصلاحہ وعلمہ
〃	۱۹	گرآں	نگراں	〃	۲۲	بروئی	بروئے
۴۴۳	۱۰	حتی یاتاک الیقین	حتی اتاک الیقین	〃	۲۴	بصلاحہ	بصلاحہ
〃	۲۵	وعیات	وعیدات	〃	۲۵	برائی صلاح او	بسبب نیک بختی او
۴۴۴	۱۸	وہمراہ سفرہا	وہمراہ او در سفرہا			وعلم او	وعلم او
۴۴۶	۳	لا یعرف عینا	یعرف عینا	۴۶۰	۶	عن الحال	عن الحار
〃	۷	ابن	بن	〃	۱۶	کراہت	کراہیت
〃	〃	المدینۃ	المدینۃ	〃	۲۰	پس او گرفت	پس از گرفت
۴۴۸	۲	للرء صنار	للرء صنا	〃	۲۴	و در پی	و در پی از وچیزے
〃	۲۳	فرزندان	وفرزندان				ظاہر نشدہ
〃	〃	ودرود خدا	درود خدا	۴۶۱	۱۴	می دمدمی	می دیدند کہ بر خاستند
〃	〃	رحمت خدا	ورحمت خدا			رحا سندلا انکہ	از انکہ می دانستند این
۴۵۰	۱۳	وبرنت	وتربت			می دلسدس	را یعنی قیام شان را
۴۵۱	۷	لئلا تقتضی	لئلا تقضی			الوی ساما	از کراہیت او صلعم
〃	۱۴	نیست	ونیست			ازیکہ.... مابر	بنا بر تواضع
۴۵۲	۲۴	ابن تیمیہ	برابن تیمیہ			تواضع	
۴۵۳	۱	السلف	لکن السلف	〃	۲۰	ہمہ او خال	ہمہ افعال
〃	۱۳	سلف	لیکن سلف	۴۶۴	۱۴	قوام عرش	قوائم عرش
۴۵۵	۶	وقال علیہ	قال وعلیہ	۴۶۵	۲	ہمہ عالم یاد	ہمہ عالم متوقف یاد
〃	۱۱	بحث آدمی	بحث ادب	〃	۳	وہر انبیاء	وہمہ انبیاء
۴۵۶	۲۵	نیست ست	نیست	۴۶۶	۳	وبجیب	بجیب
۴۵۷	۱۳	کسی را کہ اورا	کسیکہ اورا	〃	۱۷	ودرہر نفس	در نفس
۴۵۸	۱۴	میگفند اورا	میگفتند اورا	۴۶۸	۱۵	پس ساد سداس	پس شاد شد این عبد
۴۵۹	۳	استجابت	استحباب			عبد المطلب وبر	المطلب و برخاست او و
〃	۷	الی فخم	الی فہم			خاست وکسیکہ یا او	کسیکہ یا او بود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۸	۱۶	صلعم را ودال	صلعم را وداخل کرد	۴۸۳	۱۵	مفیند	مفید
		او اور حوف کعبہ	اورا درجوف کعبہ	″	ح ۱	۴	بیان نفس تاویلات در
″	۲	دروغ بستن بزے	دروغ بستن برادر				کریمہ مذکورہ
		اور رضی اللہ عنہا	اللہ عنہا گفت حضرت	۴۸۶	۴	چون دد لحد	وچوں در لحد
			عائشہ رضی اللہ عنہا	″	۱۸	ماتاہے	مارتاہے
″	ح ۳ و ۴	(چھوٹ گیا)	قیام شکر از و صلعم را	۴۹۰	۱۲	ذہ مطلب	وہ طلب
			ختم قرآن بروایۃ ابوہریرۃ رضہ	۴۹۱	۱۰ متن و حاشیہ	ذکر بیان تفسیر	ذکر بیان تفسیر ۲۸
			وابوجعفر از جد و پدر خود	۴۹۵	۱۴	الی از الجملہ	از الجملہ
			رضی اللہ عنہم	۴۹۸	۷	مع احببت	مع من احببت
۴۶۹	۱۰	شکرہ	شکرہ صلی اللہ علیہ وسلم	″	۱۴	طرف	ظرف
۴۷۰	″	الصرصری	الصرصری ای الزجیج الشدید [illegible]	۵۰۰	۵	از انجاست	از نجاست
۴۷۲	۱۵	شردہ دہندہ	وقردہ دہندہ	۵۰۱	۸	متشابہات	از متشابہات
۴۷۵	۸	ومقضی مراد موصف	ومقتفی مراد موصوف	″	۱۵	نظر کرکے	نظر کرے
″	ح ۳	القضاء	القضاء	۵۰۲	۱۷	رسول سے تہا۔	رسول سے تہا بغرض ہوائے
۴۷۹	۳ تا ۱۱	(چھوٹ گیا)	حقائق معنی کریمہ بتحقیق			ای حضرات	نفس دلیل اختیار کرنا نہیں
			الفاظ چنانچہ اذا بشرط				ہوسکتا ہے یعنی فعل حضرت
			مخصوص بزمانہ عام و				عثمان رضی اللہ عنہ ہوائے
			محقق الوقوع است۔				نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا
			وتعلیم دعا بطریق کہ درو				جا سکتا جو مصلحت دین کی
			قربت مخصوص حاصل				ضرورت پر مبنی تہا کہ مقصود
			شود				اسکا بعث رسول صلعم سے
۴۸۱	۷	ستغارہ	ستغارہ				تہا - ای حضرات -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ



فہرست مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق

از جانب مترجم

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

صفحه	مطالب کتاب

صفحه	مطالب کتاب

[illegible]

صفحہ	مطالب کتاب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ ۔ فارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۔ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ محمد ن المصطفٰی رحمۃ للعلمین خاتم الانبیاء نور من نور اللہ ۔ فھو سید المرسلین شفیع المذنبین حریص علی المؤمنین شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا ۔ ذلک من اتخذ عند الرحمٰن عھدًا لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ط فمن اٰمن باللہ وبنورہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقٰی ۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ۔ وعلٰی الہ و اصحابہ نجوم الھدٰی ومصابیح الدنیا والاٰخرۃ ۔ خصوصًا خلفاء الراشدین المھدیین وبقیۃ العشرۃ المبشرۃ ۔ والسبطین المقبولین المحبوبین مع امھما الزھراء البتول المطھرۃ بنت رسول اللہ ۔ وجمیع امھات المؤمنین ازواج خیر خلق اللہ ۔ وعلٰی اتباعھم التابعین و تبع التابعین خیار اھل الارض الی یوم الاٰخرۃ ۔ فاولٰئک الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا ۔ لھم ما یشاؤن عند ربھم فیدخلھم ربھم فی رحمتہ ۔ ذٰلک ھو الفوز المبین ۔ رضوان اللہ تعالٰی

علیهم ... لهم جنت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا +
انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا فان حزب الله هم الغالبون +
علی الفراق فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون + اللهم صل وسلم
علی محمد نبیک ونورک وعلی انواره اجمعین وعلینا معهم برحمتک
یا ارحم الراحمین - امین +

اما بعد این کتاب مسمی به تذکرة الحق از تصنیف عارف بالله واصل الی الله سالک کامل
مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملة والدین مظهر علمائی راسخین کاشف اسرار غیبی واقف علم لدنی
صوفی صافی شیخ الوقت فقیر کامل حضرت اوستادی ومولائی مولانا مولوی محمد عبد الوحید ا
پ محمد امیر رحمة الله علیه + که از حقائق ومعانی ومعارف ومسالک صوفیهٔ کرام - وبر جمیع عقائد
اہل سنت وجماعت با تفاسیر احادیث شریفه وآیات کریمه مؤید ما فی الباب - مملو ومشحون است
آیات منیفه وآثار شریفه ومسائل دینیه که در وی احتمالات واشتباهات واختلافات از متقدمین
علما وصوفیه منقول آمده با مطالب اخری هم بدو ثبت آمده - وبدلائل مثبتة وبراهین قاطعه ترجیح
واثقه عقلی ونقلی که هر کس را از آن گزیرے نباشد ارتفاع آنهمه اختلافات ونظریات کرده شد
طریق حق وسبل السلام وانموده شد - شان جلیل ورتبه رفیع دارد - مدحش بیرون از آن است که
برآید - وضرورتش زائد از و است که بسنجیدن در آید ع شنیده کے بود مانند دیده + فیا ایها
الناظر لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال + پس ببینی که حق حق است
انت الحق وتحق الحق - اما در غرر مطالب وجواهر زواهر معانی این مکتوب بانتهای [illegible]
ادب چون در عبارت قصیر المبانی کثیر المعانی بصورت الهامی باجمال الفاظ تعبیه آمده همچو گوهر شاهوار
در خلوتخانهٔ صدف وچون لعل بدخشان در صمیم کان مستور - اخذ مطالب وفهم معانی هر کس را
دشوار - وکشف معضلات وحل مشکلات از خون جگر ودقت نظر خالی نبود - وضروریات دین
دریافت مسائل حقه مقتضی بر وقوف مطالبش لابد منها - آرزو داشتم که بهره از و برگیرم و

شرمسارکہ نہ بہرۂ ادب و نہ از علم مایہ دار۔ و شوق دامنگیر کہ بہرچہ برآید۔ کہ بکار آید۔ پس بکم مایگی و از بے استعدادی خود درخود نگونسار۔ و از ہمت و شوق خود بفضل و کرم حق افتتاح کار را طلبگار۔ بحمد اللہ کہ نسیم رحمتِ حق وزید و غنچۂ بابِ امید شگفتہ و واگردید **شعر** رحمت ہزار جان بامید مائلی ٭ محروم از درت نہ شود ہیچ سائلی ٭ ناچار دیدم بعض مسائل کہ بزبان فارسی بعبارت سہل آمدہ مطالبش بر جنیم وا و را بزبان اردو نگاشتم **شعر** ہرچہ ہست از قامتِ ناساز و بے اندام ما است ٭ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ٭ ہمت و فیضان حضرت مصنف رحمہ اللہ کہ مؤیدِ من اللہ است یار آمدہ رہبری فرمود و بسی اشتہای شوقم افزود کشاں کشاں بتدبر و تفکر بہر گوشۂ کتاب در ہر مسئلہ بخوض درآمدم ہمتِ کریم کار فرما آمد۔ اگرچہ حلِ مشکل از ہرچہ باید نیامد الا ترجمہ اش بزبان اردو از فارسی و بفارسی از عربی کردہ آمد۔ آنقدر بر استعدادِ خود سنجیدم از بیروں یافتم۔ شکر نعمت باری بجا آوردم **شعر** منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیکنم ٭ منت بدار اینکہ بخدمت بداشتت ٭ بارِ دوسہ بار نظر نمودم بتصحیح درآوردم۔ رحمت خدا بر و باد کہ ہمتش مرا یار آمد ورنہ ازیں بے مایہ چہ آید۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ پس کتاب تذکرة الحق باترجمہ اش کہ نامش ماھیة الحق باد ہر دو بترتیبِ فوق و تحت علیحدہ علیحدہ ازیں ناچیز دوست محمد اجمیری کہ یکے از بندگانِ خواجہ بزرگ حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری است قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ آمد۔ و دریں مجلد دو فہرست نہادیم یکی از مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کہ برای اصل کتاب ترتیب دادہ۔ و دوم از مترجم کہ او را بسط نمودہ تا ہر یکی را در طلب مقصود آسانی شود و باللہ التوفیق و ھو خیر الرفیق تمنا از انصاف مندانِ ناظرین است کہ اگر سہوے و خطائے در ترجمہ ایں بیمایہ بمطالعہ کتاب ملاحظہ فرمایند بفحوای کریمہ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا حسب مدعای تن صحت فرمودہ بجان منت نہند و العفو عند کرام الناس ما مول را کار فرمودہ درگزارند کہ انسان بہ نسیان در آمدہ۔ و چوں ازیں ترجمہ کشف مطالب کتاب برآید و بہرہ از و بیابند و حظ و نفع بردارند از دعای خیر ایں فرومایہ را فراموش ندارند و ان اللہ ولی التوفیق یہدی من یشاء و انہ لذو الفضل العظیم۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ شرح

دیباچہ شرح

الحمد للہ مرسل محمد علی العالمین رحمۃ المصلی المخصوص من اللہ الرحمن بقاءً بوجودہ ومن الملائکۃ والمؤمنین دعاءً بشہودہ. اللھم صل وسلم علی محمد النبی الامی وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۞

زین پس آنست کہ دردمند مستمند نظر بمدعا کہ مبادا بتغیر دلالۃ و ربط الفاظ مقصودش از فہم قاصد دور افتد بنوشتن شرح وحاشیہ مایحتاج الیہ از دلالۃ و ربط بعض متن کفایۃ بعض بعبارت و بعض بعلامت نمود - پس علامت از فاعل فا است و از مفعول مف و از مبتدا مب و از خبر خب و از مضاف مض و از مضاف الیہ

ترجمہ دیباچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم شرح

ترجمہ

ترجمہ دیباچہ شرح کتاب تذکرۃ الحق مع علامات و روابط

محمود بیت یعنی تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ساری جہان پر بھیجنے والا ہے کہ وے رحمت ہیں مخصوص رحمت بھیجنے والے کی خداے رحمن سے اپنی وجود کے بقا کے سبب. اور رحمت ہیں ملائکہ اور مومنین کی دعا کی بنا پر جو موافق مراد خدا کے ہے اپنی شہود و ظہور کے سبب - اسطرح اللھم صل وسلم علی محمد الخ یعنی اے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کہ وے نبی امی یعنی اصل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب اور سارے پیروان پر۔

اسکے بعد یہ ہے کہ دردمند مستمند نے مدعا پر نظر کر کے کہ ایسا نہ ہو دلالت اور ربط الفاظ کے تغیر کے سبب اسکا مقصود قاصد کی فہم سے دور پڑ جاوے شرح اور حاشیہ لکھنے میں بعض متن کی اسقدر کہ دلالۃ و ربط سے اسکے لیے ضرورت تھی کچھ عبارت پر اور کچھ علامت پر کفایت کی - پس علامت فاعل کی فا ہے اور مفعول کی مف اور مبتدا کی مب اور خبر کی خب اور مضاف کی مض اور مضاف الیہ

الیہ مضا واز موصوف مو واز صفت صف واز ممیز مم واز تمییز تم واز ذوالحال ذ پیوستہ واز حال حا واز معطوف علیہ معع واز معطوف مع واز متعلق بہ متعب واز متعلق متع واز مردد ھما واز تردید تو واز مبدل منہ مبد واز بدل بد واز اسم اِنَّ ومثلہا سم واز خبر اِنَّ ومثلہا خب بر لفظ واز متن م واز شرح متن شن واز حاشیہ ح میان سطر واز ربط ہر گر علامت ہندسہ موافق برنیش واز مقدم قم واز موخر خ بر علامت واز مرکب در مرکب خطے بر علامتین واز مرجع ضمیر ہندسہ موافق زیر نیش منتہی تا نہ ۹ در متن و در شرح جدا ازاں و در حاشیہ جدا ازاں۔ و باید کہ ترتیب نگاہدارد و بضرورت رجوع بدور سابق تکرار ہندسہ وچون بسر آید از سر آید و مِنَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ التَّوْفِیْق اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ: الیہ کی مضا اور موصوف کی مو اور صفت کی صف اور ممیز کی مم اور تمیز کی تم اور ذوالحال کی ذ ملا ہوا اور حال کی حا اور معطوف علیہ کی معع اور معطوف کی مع اور متعلق بہ کی متعب اور متعلق کی متع اور مردد کی ما اور تردید کی تو اور مبدل منہ کی مبد اور بدل کی بد اور اسم اِنَّ اور اسکے مثل کی سم اور خبر اِنَّ اور اُسکے مثل کی خب یہ علامتیں مذکورہ لفظ کے اوپر ہیں۔ اور متن کی م اور متن کے شرح کی شن اور حاشیہ کی ح یہ سطر کے درمیان ہیں۔ اور علامت کو آپسمیں ربط کی غرض سے اُنپر اُسی کے موافق ہندسہ کر دیا گیا ہے اور علامت مقدم کی قم اور موخر کی خ علامت کے اوپر۔ اور علامت مرکب در مرکب کی ایک خط ایسا ــــ دو علامتوں پر ہے۔ اور مرجع کی ضمیر کا موافق ہندسہ اُسی ضمیر کے نیچے کہ نہ ۹ تک پورا ہوتا ہے متن میں علیحدہ ہے اور شرح میں اُس سے جدا اور حاشیہ میں اُن سے جدا۔ اور چاہیئے کہ ترتیب نگاہ رکھے اور ضرورت کی صورت میں تکرار ہندسہ کا اُسی پہلے دور پر رجوع کرتا ہے کہ جب عدد مذکورنہ ۹ تک تمام ہوتے ہیں تو ابتدا سے شروع ہوتے ہیں۔ اور خدائے برتر سے ہے توفیق کا ملنا۔

خداوندا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا تو اُسی محبوب رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہے اور اُنکو ہم میں شفیع کر اور اُن کے سبب سے ہمپر رحم کر۔

ترجمۂ دیباچۂ متن کتاب تذکرۃ الحق

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الضابط بنورہ فنستعینہ والصلوٰۃ علی رسولہ محمد الرابط بظہورہ فنستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ خصوصاً علی ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین وعلی خاتم الولایۃ دلیلہا والحسنین المحبوبین وعلی اتباعہ فعلی الذین ہم متبعون۔ بش باید دانست الحمد مصدر مجہول است چہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ در افادت مقصود محتاج غیر نبود و موافق است بمعنی لغت بخلاف مدح کہ احتیاج غیر وارد در وجود و حقائق محتویہ خطبہ بفحوای آنست کہ حل مطالب قرآن مجید کہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم است در باء است

ترجمۂ دیباچۂ متن کتاب تذکرۃ الحق از مصنف علیہ الرحمہ حال خود و کتاب

ترجمہ دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو اپنی نور سے ضابط یعنی نگاہ رکھنے والا ہے پس اُسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اور درود اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کہ اپنے ظہور سے رابط یعنی ربط دینے والے ہیں پس آپ ہی سے ہم سفارش چاہتے ہیں۔ اور رحمت آپکے آل واصحاب پر ہو جیو خاصکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی پر کہ خاتم ولایت اور دلیل یعنی رہنمائے ولایت ہیں اور حضرت حسنین پر کہ دونو محبوب ہیں اور آپ کے پیروان پر پھر ان لوگوں پر کہ وے پیروی کیے گئے ہیں یعنی جو میرے مقتدا ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ سمجھنا چاہیئے الحمد مصدر مجہول بمعنی محمودیت ہے یعنی تعریف کیا جانا اسلیئے کہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ کا یعنی وہ اسم مفعول جو اپنے فاعل کے معروف اور موسوم نہونیکے سبب اُسکا قائم مقام ہو وہ افادت مقصود یعنی مراد کے موافق نفع پہنچانے میں غیر کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اور موافق ہے یہ معنی لغت سے بخلاف مدح کہ یہ وجود میں غیر کی احتیاج رکھتا ہے اور خطبہ کے محتویہ حقایق یعنی جسے حقایق جو اس خطبہ کو حاوی ہو بولے ہیں اس مضمون کے موافق ہیں کہ قرآن مجید کے مطالب جو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حل ہو چکے ہیں وے سب اسکی باء میں ہیں

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقطۂ آں و کفایت کرد در صفات اصحاب و آل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر ترتیب تخصیص حقیقۃ شان کہ موفّق ایں اسرار را در محلش تواند دریافت والا کار دشوار تر از دشوار است۔

م اما بعد ایں مکتوب مسمّٰی بہ تذکرۃ الحق از دردمند عائذ موسوم بہ محمد عبدالوحید از والدیہ ش ابن محمد نورالاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ م ومخاطب بہ امیر از مرشدیہ ش یعنی جناب حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجناب حضرت مولوی محمد عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ م قریشی نسباً کیانی لقباً ش از عمّی حضرت عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ شنیدم کہ یکی را از ابناء حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنت کیان مسلّم از اولادش ہستیم ازیں باعث قریشی نسب وکیانی لقب ہستیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب م کرسوی وطناً ش کرسی قصبہ است قریب لکھنؤ۔ م اجمیری مسکناً ش بامر خواجہ غریب نواز حضرت محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار الخیر اجمیر مسکن گرفتہ

ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقطہ اسکے ہیں۔ اور اصحاب اور آل رضی اللہ عنہم کی صفات میں انکی حقیقت کی ترتیب تخصیص پر کفایت کی یعنی ایسی خاص ترتیب پر کہ انکی حقیقت مرتبہ ہے کہ صاحب توفیق ان بھیدوں کو انکے محل میں معلوم کر سکتا ہے ورنہ کام مشکل سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ یہ کتاب جس کا نام تذکرۃ الحق رکھا گیا اس دردمند عائذ یعنی پناہ ڈھونڈھنے والے سے ہے جسکا نام والدین کی طرف سے محمد عبدالوحید ہے۔ اس نسب نامہ کے ساتھ کہ ابن محمد نورالاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ اور لفظ امیر کے ساتھ اپنے دونوں مرشد یعنی حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور جناب حضرت مولوی محمد عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے خطاب پائی ہوئی ہے۔ نسب میں قریشی اور لقب میں کیانی ہے۔ کہ میرے چچا حضرت عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے سُنا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے کسی ایک کو کیانی سلطنت مسلّم و حاصل تھی ہم انکی اولاد سے ہیں اسی باعث سے قریشی نسب اور کیانی لقب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور وطن کے اعتبار سے کرسوی کہ کرسی ایک قصبہ ہے لکھنؤ کے قریب اور مسکن کے اعتبار سے اجمیری ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے دار الخیر اجمیر میں مسکن اختیار کیا۔

ھ حنفی شریعتًا و نقشبندی مجددی و چشتی معینی طریقتًا۔ سوئی محبوبی است بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ کہ دل و جان در گرو جمالش باد تا باشد کہ سیاہیش بنور جمالش بدلی یابد۔ و می سپارد کار خود بخداوندگار فنعم المولیٰ و نعم النصیر۔ وازاں رہ کہ گذران تا آنجناب رافت مآب بگذرد تنبیہًا للعوام بر قدر ضرورت بترجمۂ آیات منیفہ و اخبار شریفہ و تصریح مدعا باز یادت دیگر منافع پرداخت۔ و نکوشید مگر در تحقیق حق کہ مُزہق باطل است۔ و آرزوے ندارد ہر کہ توافقش کند یا تخالفش بر اوست۔ مگرش استتنار است اند ندارد اے آرزوے دارد ھم بتابعۃ کریمہ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

و تدبر کلام منعوت بجوامع الکلم و کلام قصیر المبانی کثیر المعانی در مند کہ مشتمل با دعوی متضمن دلیل است و با حکم غایت البحث و مطلب متاخر ہم و با جواب ایراد و حصول موارد نیز کہ خود ازاں ناشی است۔

ترجمہ اور شریعت کی راہ سے حنفی اور طریقت کی راہ سے نقشبندی مجددی اور چشتی معینی ہے۔ یہ ایک محبوب کی طرف لکھی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے۔ اور دل و جان اُسکے جمال کا گرویدہ ہو تا اُسکے نور جمال سے اسکی سیاہی شاید کچھ بدل جاوے۔ اور اپنا کام اپنے مالک کے سپرد کرتا ہے۔ پس کیا اچھا ہے مالک اور کیسا عمدہ مددگار ہے۔ اور اس اُمید پر کہ کوئی چلنے والا اُس رافت بھری جناب تک پہنچ جاوے عوام کی تنبیہ کے لیئے ضرورت کی مقدار پر بعض آیات منیفہ اور اخبار شریفہ کا ترجمہ اور مدعا کی تصریح میں کچھ فائدہ اور بڑھا کر مشغول ہوا۔ اور بجز حق کی تحقیق کے جو باطل کا مٹانیوالا ہی دوسری کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اسکی آرزو نہیں کہ کوئی اسکی موافقت کرے یا مخالفت یہ اسکی اُسی پر ہے مگر تمنا ہے اس آیت کریمہ کی متابعت میں کتٰبٌ انزلناہ الخ یعنی یہ کتاب کہ ہمنے اُسکو تیری طرف اوتاری مبارک یعنی برکت بھری ہے اسلیئے کہ وے اُسکی آیتوں کو سوچیں اور اُسمیں فکر کریں اور اسلیے کہ عقلمند یاد کریں اور یہ کہ وہ کلام جو جوامع الکلم کے ساتھ وصف کیا گیا ہی اور دردمند کا کلام جو الفاظ کم اور معانی بہت رکھتا ہے اُسمیں تدبر کریں کہ اکثر دعوی کے ساتھ دلیل کو متضمن ہے یعنی بیشتر کلام دعوی مع دلیل واقع ہوا ہے جس میں غایت وانجام بحث کے ساتھ حکم بھی لگا ہوا ہی اور مطلب متاخر بھی یعنی آخر میں مطلب بھی۔ اور ساتھ ہی اسکے اُسمیں ایراد کا جواب اور موارد کا حصول بھی جو اُس ہی سے خود پیدا ہوتے ہیں یعنی اعتراض

اللّٰھم انت حقٌ وتحق الحقّ فیا ایھا الناظر لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال **تنبیہ** باید دانست خیر کثیر کہ عبارت است از علم حقائق جز بآداب دان نبخشد کما قال سبحانہ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدًی للمتقین ۵ الآیۃ - پس بے ادب را نہ سزد کہ تعصبا با کلام دردمند درآویزد چہ دلالت لفظی بے علم ماہیت مختصہ نتواند شد - ہما کریمہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا ج وما یضل بہ الا الفسقین ۵ الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ۵ الآیہ تنبیہ فرما است **بیت** معشوقہ چوں نقاب زرخ بر نکردہ است + ناداں حکایتے بتصور چرا کند + وظاہر آنست ہر آنچہ نداند صبر چوں تواند ہاں آداب دانی فائز الحقائق مؤید العلم اگر در تحقیق حقائق + یا تعبیرش خطائے دریابد بکرم عمیم در اصلاح التفات فرمودہ بے محو عبارت محررہ ربط مناسب تحریر فرماید بجان منت از اں انصاف مند و دعا بخیرش ازیں دردمند

ترجمہ اے میرے خدا تو حق ہے اور حق کو حق کرتا ہے - اور اے دیکھنے والے تو اسکتاب میں یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہی بلکہ جو کچھ کہا اسمیں نظر کر - **تنبیہ** سمجھنا چاہیئے خیر کثیر کہ عبارت حقائق کے علم سے ہے وہ بجز آداب دانوں کے غیر کو نہیں بخشتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلک الکتٰب الخ یعنی یہ وہ کتاب ہے جسمیں شک وشبہ نہیں اسمیں پرہیزگاروں کے واسطے رہنمائی ہے - پس بے ادب کو لائق نہیں کہ دردمند کے کلام میں تعصب کی راہ سے الجھے کہ لفظی دلالت بغیر علم ماہیت کے منعقد نہیں ہو سکتی ہے یعنی خصوصیت نہیں پاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ کریمہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا الخ جو سورۂ بقر رکوع ۳ میں ہے تنبیہ فرما رہی ہے - یعنی اسی سے بہتیرے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے راہ پر لاتا ہے - اور نہیں گمراہ کرتا ہے اس سے مگر انھیں بیحکموں کو جو خدا کے عہد کو مضبوط کرکے بعد میں توڑ ڈالتے ہیں **بیت** معشوقہ نے نقاب نہ الٹا ابھی رخ سے + ناداں بات کرتا تصور پہ ہر کیسے + اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نہیں جانتا ہے اسپر صبر کیسے کر سکتا ہے - ہاں کوئی آداب داں کہ حقائق کو پہنچا ہو اور علم سے تائید پائے ہوئے ہو اگر حقائق کی تحقیق یا اس کی تعبیر میں کچھ خطا معلوم کرے تو بخشش عام سے اصلاح میں التفات فرما کر لکھی ہوئی عبارت کو بغیر مٹائے مناسب ربط کے ساتھ تحریر فرمادیوے تو اس صاحب انصاف کا احسان جان پر ہے اور دعائے خیر اسکے لیئے اس دردمند سے ہے +

تا خلق از خطیات بضلالت نرود و موجب دعائے تحسین یا استغفار از ان محبوب مظہر الحق شود۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ +

عرضداشت بسوئے محبوب بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ جَمَالِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُ اللّٰهَ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُهٗ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ + اے محبوب محبوبان حمدت از جمالت عیاں است و مدحت در جلالت نہاں بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ جَمَالِكَ وَجَلَالِكَ تمنائے ما ببیں بجلوۂ دلربائی خود ببیں + از دوری ضروری چہ تواں ناچار بعرض نالۂ دل والہ کہ گاہ بیگاہ سر میزند + خامۂ عجز نہاد را پیش دست گرفتم تا سر نیاز بخط اظہار راز نہادہ اشک درد میریزد شعر

ترجمہ۔ تا مخلوق خطاؤں کے سبب گمراہی میں نہ پڑے اور اس محبوب مظہر حق سے دعائے تحسین یا استغفار کا موجب ہووے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ

یہ عرضداشت محبوب کی طرف ہے خدا تعالیٰ اُسکے جمال میں برکت دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اُسکے رسول پر کہ نام پاک اُنکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اُن سے سفارش چاہتے ہیں۔ اور اُنکی آل اور اُنکے اصحاب اور اُنکے سب پیروان پر درود پڑھتے ہیں۔ اے محبوبوں کے محبوب تیری حمد تیرے جمال سے ظاہر اور ہویدا اور تیری مدح تیرے جلال میں پوشیدہ ہے۔ خدائے برتر تیرے جمال اور تیرے جلال میں برکت دے اور اُنکو زیادہ کرے ہماری آرزو کو نہ دیکھ اپنے دلربا جلوہ کو دیکھ یعنی ہماری تمنا پر خیال نہ کر اپنے دلربا جلوہ پر نظر کر۔ دوری ضروری کے سبب کیا کر سکتا ہے اور ناچار جدائی سے کیا بنا سکتا ہے۔ لاچار ہوکر دل شگفتہ و والہ کی فریاد و نالہ عرض کرنیکو جو موقع بموقع خود بخود نکل پڑتا ہے خامۂ عجز نہاد کو جنبش پیشہ بنایا تو سر نیاز اظہار راز کے خط پر رکھکر درد و غم کے آنسو برسا رہا ہے شعر

عرضداشت مصنف بسوی محبوب بارک
اللہ تعالیٰ فی جمالہ

ترجمہ عرضداشت مصنف جو محبوب کی طرف ہے
خدا اس کے حسن و جمال میں برکت دے

باشد کہ بدیں بہانہ روزے ٭ برخط نگری و یادم آری ٭ روئے ندارم کہ ترا خواہم روئے داری کہ مرا خواہی۔ والعذر عند المحبوب مقبول والرحمة منه مامول کل يعمل على شاكلته والسلام عليك وعلى من لديك۔ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى آله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به۔

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سنۃ وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين۔ دریں وقت صراط مستقیم صحۃ عقاید محبان اہل سنۃ وجماعۃ بمحبۃ ومعرفۃ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کہ از مبلغ کمال تحقیق حق است بخاشاک اختلاف مبتدعان محروش واختلاط مطالب شان مستور شد

ترجمہ کسی دن اس بہانہ سے تو شاید ٭ مرا خط دیکھ لے اور یاد کرلے ٭ میرا کیا منہ جو تجھ کو چاہوں یہ تیری ہی خوبی اور خوبروئی ہے جو میری پرسش و آبرو ہے۔ اور عذر محبوب کے سامنے مقبول ہے۔ اور رحمت کی اس سے امید موصول ہے۔ ہر کوئی اپنے ڈھنگ کا کام کرتا ہے۔ اور سلام تجھ پر اور انپر جو تیرے پاس ہیں ہو جیو اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى آله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا

ترجمہ

یہ ذکر اہل سنۃ وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں ہے خدائے برتر ان سے راضی و خوشنود رہے

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين

اس زمانہ میں سیدھا راستہ محبان اہل سنتہ وجماعۃ کے صحیح عقیدوں کا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت و معرفت کی طرف جو تحقیق کی پوری حد کو پہنچکر حق ہے۔ وہ اس کے مبتدعان محروم یعنی بدعتی لوگوں کے خاشاک اختلاف کے سبب اور ان کے مطالب کے اس میں مل جانے سے پوشیدہ ہو رہا ہے۔

بیشتر خلق بمقتضائے بیش سیرتی ناشناختہ بآشوبستان حرمان بدعت میروند۔ ہمانا فرمود صلعم کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃ وکُلُّ ضلالۃٍ فی النار۔ فیا اسفا علی الفراق شعر

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

منتظر تایید الٰہی باظہار سببے بودم تا بمدینۃ السلامۃ رسند فمن امن فیہا آمن۔ ناگاہ نامہ سامیہ عقائد نظامیہ زیب دست تمنا

شد قطوبیٰ للطالبین پس بعینہا بمقابلہ
شرح فقہ اکبر ملا علی رحمۃ اللہ
تعالیٰ بازیادت ترجمہ
وشرح نوشتہ
شد

ترجمہ اس وجہ سے بہت سی مخلوق اپنی بھیڑ عادت کے تقاضے سے انجانوں کی طرح بدعت کی محرومی کے آشوب جنگل میں چلے جارہے ہیں۔ یہی بات ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہی پس اے افسوس جدائی اور فراق پر۔ شعر خلاف پیمبر چلا جو کوئی + نہ پہنچے گا منزل کو ہرگز کبھی +
میں منتظر تھا تایید خدا کا کسی سبب کے ظاہر کرنے کی نسبت تاکہ وے شہر سلامتی کو پہنچ جاویں کیونکہ جو ایمان لایا اس میں نڈر ہوگیا۔ کہ اچانک کتاب بزرگ عقائد پر [illegible]
آرزومند کے ہاتھ لگ گئی قطوبیٰ للطالبین پس خوشخبری ہو جبو
طلبگاروں کو۔ پھر بعینہ وہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمہ اللہ
تعالیٰ سے مقابلہ کرکے معہ زیادتی ترجمہ اور شرح
کے لکھدی گئی + + +

عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد و ثنائی بے عد مر خالق ودود جل شانہ را ✽ و درود نامحدود بر محمود کونین رسول الثقلین محمد مصطفی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و بر آل و اصحاب او اما بعد ہرگاہ این مؤلف بے بضاعۃ محمد فخر الدین کہ تولید صوری و معنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز دارد ✽ برائے زیارت قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود الاجودھنی ایدنی اللہ بلطفہ الخفی والجلی کہ در حق طالبان حق کبریت احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاک پٹن رسیدہ بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزۂ آنحضرت از راہ کرم و عنایت فرمودند کہ عقائد اہل سنۃ و جماعۃ کہ بہج قدوہ انام

ترجمۂ کتاب عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جسکا شمار نہ ہو خاص خالق ودود جل شانہ کو یعنی پیدا کرنیوالیکو کہ دوست و مہربان ہی اور اُسکی بہت بڑی شان ہی۔ اور بیحد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سراہے ہوئے پر اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کیلیے بھیجے ہوے پر کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہی اور آپکی آل و اصحاب پر ہوجیو۔ اسکے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلف بیمایہ محمد فخر الدین جنکی ظاہری اور باطنی پیدایش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز سے ہوئی ہے زیارت کیلیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدا بزرگ اُنکے لطف خفی و جلی سے میری مدد کرے) کہ یہ زیارت حق کے طلبگاروں کے حق میں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچا اُس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا۔ اُس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم و عنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنۃ و جماعۃ کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت
سہل آرید کہ موجب یاد آوری درجناب فیض انتساب ش یعنی حضرت فریدالدین گنج
هم شود حال آنکہ استطاعت خود از جہت اختلاف مسائل اینقدر نمی یافتم و طاقت عدم قبول
سوال ایشان نیز نمیداشتم لہذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق
الی الصراط المستقیم مرشد الانام فی مناہج الدین القویم ش امام اعظم رحمہ
اللہ تعالیٰ هم بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رضی اللہ
تعالیٰ عنہ در زدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنون ش
اے پیش گرفتہ بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلام امام انام کہ بنائے
اہل سنت و جماعت حنفی است بہرہ یاب گشتہ این ہیچمدان را بدعای تبعیت اہل
سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم و خیریت خاتمہ افتخار بخشند
تولا کہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرام
الناس مامول بخشند و اصلاح فرمایند ✤

ترجمہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہو ویں آسان عبارت
میں تحریر کردیں کہ اس جناب فیض انتساب یعنی حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں
یاد آوری کا موجب رہے۔ حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اسقدر اپنی استطاعت نہیں پاتا
تھا اور نہ اُن کے سوال کو نہ مان کر رد کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اسلیے فرشتہ عادات قدسی صفات۔
مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت
امام اعظم رحمہ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو امام اکبر رضی اللہ عنہ کی تالیف و جمع کی
ہوئی ہے میں نے ہاتھ مارا ہے اور آسان عبارت میں اُس کو بیان کیا ✤ اور ہر مسئلہ کا شروع
لفظ عقیدہ سے کیا تا کہ عام و خاص امام انام کے کلام سے جو اہل سنت و جماعت حنفی
کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہو کر اس ناچیز کو پیروی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آلہ وسلم کی اور خیریت خاتمہ کی دعا کرکے افتخار بخشیں۔ امید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجاوے
تو موافق حکم العفو عند کرام الناس مامول یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی امید ہے معاف فرما کر درست کردیں

عقیدہ ۱ - اصلِ توحید و ما یصح الاعتقاد بہٖ ترجمہ چیزیکہ صحت
می یابد اعتقاد بآن بعد ایں است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم
بتوحید حق تعالیٰ در ذات و تفرید در صفات و بآنکہ بندہا ئے حق تعالیٰ اند و
مُبرا اند از ذنوب و معاصی و منزّہ اند از ذکورت و انوثت و بکتابہائے حق تعالیٰ
مثل توریت و انجیل و زبور و فرقان و غیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیا و رُسل و بزندگی
بعد موت و بآمدنِ قیامت و بتقدیرِ خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات
بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش ضمیر عاید بسوئے مرتبہ م از حُسن و قبح و نفع و ضرر
ش انہمہ بیانِ مرتبہ بصلۂ از بیانیہ ھ بقید زمان و مکان - عقیدہ ۲ حسابِ
افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق است -
عقیدہ ۳ حق تعالیٰ واحد است ش نہ بطریقِ عدد کہ توہم شود بعد
او دیگر ھ یعنی کسے او را شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات * عقیدہ ۴
و مشابہ نیست او را کسی از مخلوقات قَالَ نَعِيمُ ابْنُ حَمَّادٍ مَنْ شَبَّهَ اللّٰهَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهٖ

ترجمہ - عقیدہ ۱ توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہو کہ زبان کو دل کے موافق کرکے
یوں کہے - کہ میں ایمان لایا حقتعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر - اور میں ایمان لایا فرشتوں
پر کہ وہ حق تعالیٰ کے بندے ہیں - اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں - اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں
ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جنکا شمار مقرر نہیں
اور میں ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر - اور میں ایمان لایا مرنیکے بعد زندہ ہونے پر - اور میں ایمان
لایا قیامت پر - اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کردینے پر
یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور
نفع اور نقصان پایا جاتا ہے - عقیدہ ۲ فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور
دوزخ اور پل صراط اور حوض کوثر حق ہے عقیدہ ۳ حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کیطرح
اسکے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں -
عقیدہ ۴ اس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جسنے خدا تعالیٰ کو
اسکی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے

[illegible]

مخلوق اور قدیم ہے۔

عقیدہ ۹ - صفات حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق ۔ پس ہر کہ گفت صفات حق تعالیٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد دریں مسئلہ برابر ست کہ طرفین او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید یعنی دریجا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملا علی ہے کہ شان او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدستہا بواسطہ نقوش حروف و اشکالِ کلمات و در دلہا محفوظ است نزدیک تصورِ مغیبات یعنی آنچہ غائب باشد و شاید کہ ایں لفظ معینات باشد ہ بالفاظِ متخیلات و برزبانہا مقروء است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم منزل است بواسطۂ حروفِ مفردات و مرکبات در حالات مختلفات ۔ عقیدہ ۱۱ - تلفظ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتابتہای ما قرآن مجید را و خواندنہائے یعنی شاید کہ بجائے لفظ خواندنہا لفظ حفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی ہے ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ ۔ عقیدہ ۹ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں ۔ حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حقتعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالت شک میں اسکی شک کی دونوں طرفین برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایکطرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وہ کافر ہے ۔ عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید کہ اس سے مراد یہاں کلام نفسی خدا تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے ۔ اسکی شان سب سے بڑی ہے ۔ کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطے سے کلموں کی صورتوں میں ۔ اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصور کرکے یا معنی دار کا تصور کرکے خیالی لفظوں میں ۔ اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے انھیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سننے میں آتا ہے ۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکب حرفوں کے وسیلہ سے اتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے عقیدہ ۱۱ - ہمارا تلفظ یعنی لفظ کرکے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو ۔ اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے قرآن شریف کو مخلوق ہے ۔

عقیدہ[۱۶] - تحقیق بود اللہ تعالیٰ متکلم در ازل و نہ بود کلام با موسیٰ بل اصل موسیٰ - عقیدہ[۱۷] تحقیق بود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردن خلق عقیدہ[۱۸] - ہرگاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با موسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم خود کہ حق تعالیٰ را قبل از خلقت موسیٰ بود - عقیدہ[۱۹] - صفات حقتعالیٰ تمامہا واقع اند بخلاف صفات مخلوقین کہ صفات ایشاں ہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزہ نیستند اگرچہ اشتراک اسمی واقع است - عقیدہ[۲۰] - اللہ تعالیٰ میداند حقائق اشیاء را و کلیات اشیاء را و جزئیات اشیاء را و ظاہر اشیاء را و باطن اشیاء را بعلم ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانند علم ما زیراکہ ما میدانیم اشیاء را بآلات و تصور صور تہائے کہ در ذہنہا موافق فہمہائے ما حاصل آید -

عقیدہ[۲۱] قادر است اللہ تعالیٰ نہ مانند قدرت ما زیراکہ قدرت او قدیم است بدون آلات و بدون مشارکت و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آنہم بآلات و مددگار -

ترجمہ - عقیدہ[۱۶] - بیشک خدا تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا - عقیدہ[۱۷] بیشک خدا تعالیٰ خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے عقیدہ[۱۸] جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حقتعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا - عقیدہ[۱۹] حقتعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے عقیدہ[۲۰] خدا تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور انکی کلیات کو اور ان کی جزئیات کو اور انکے ظاہر کو اور ان کے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں سے اور صورتوں کے تصور کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں - عقیدہ[۲۱] خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اسکی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اسکو ان کی احتیاج نہیں - بخلاف ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگاروں کی مدد سے ✦

عقیدہ ۲۲ - می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانند دیدن ما و می شنود نہ مانند شنیدن ما
زیراکہ ما می بینیم اشکالہا و رنگہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات مؤلفہ را
باِلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائی مرکب و حقتعالی می بیند اشکال و
الوان و صور مختلفہ را بنظر اصلی خود - و می شنود آوازہا را و کلمات مفردات و
مرکبات را بسمعِ خود کہ صفۃ ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری
از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است - عقیدہ ۲۳ میگوید حقتعالیٰ
نہ مانند کلامِ ما زیراکہ ما کلام میکنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف - و
اللہ تعالیٰ کلام میکند بدون واسطۂ آلات و حروف از کمال ذات و صفات
خود - عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق است مانند آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق
است و قدیم است باذات - عقیدہ ۲۵ - اللہ تعالیٰ و تبارک شئے ہست
یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثل اشیاء مخلوقہ از روئے ذات و
صفات و معنی بودنِ حق تعالیٰ شئے نہ مانند اشیاء است -

ترجمہ - عقیدہ ۲۲ - خداتعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگونکو - اور ہم سنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو عضوا
مرکب یعنی کان آنکھ منہ میں پیدا کیے گئے ہیں - اور حقتعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صور تونکو اپنی
اصلی اور دائمی نظر سے - اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اُسکی
ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی
اور سنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں - عقیدہ ۲۳ - حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہماری کلام
کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے - اور خدا
تعالیٰ کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے -
عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خداتعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے
ساتھ یعنی ازلی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے - عقیدہ ۲۵ - خدائے برتر اور صاحبِ برکت شئے ہے
یعنی موجود ہے ذات و صفات کے ساتھ - اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات و صفات
کی رو سے بلکہ معنی حقتعالیٰ کے شئے ہونیکے اشیاء کی مانند نہیں ہیں -

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است چنانچہ اشیاء صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ و حق تعالیٰ از ہمہ منزّہ است وَلَا شَرِیْکَ لَہٗ در ذات و در جمیع صفات۔ عقیدہ ۲۶۔ نیست حد و نہایت حقتعالیٰ را و نیست ضد و منازع و ممانع در بدایت نہ در نہایت و نیست شبیہ مر حقتعالیٰ را۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ را ید است و وجہ است و نفس است چنانچہ لائق ذات او است مِمَّا ذَکَرَ اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِکْرِ الْوَجْہِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ وَالْیَدِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وَالنَّفْسِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی حِکَایَۃً عَنْ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ وَلَہٗ صِفَاتٌ بِلَا کَیْفٍ ترجمہ از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شوندہ است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودن او تعالیٰ دست خدا بر دستہائے شان است۔ و از ذکر نفس مثل فرمودن او تعالیٰ حکایتًا از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفس من است

ترجمہ ذات حق تعالیٰ کی وجود ہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیاء صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں۔ اور حقتعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔ اُسکا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقیدہ ۲۶ حق تعالیٰ کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنیوالا اُسکا نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حقتعالیٰ کے لیے شبیہ و شکل ہے عقیدہ ۲۷۔ حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اُسکی ذات کے لائق ہے اس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی مُنہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اُس کا قول ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اُس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اُس کا قول ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یعنی خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

و ہمیداہم آنچہ در نفس تست ۔ و برائے او تعالی صفات بیچگون ہستند یعنی کیفیات
صفات غیر معلوم اند ۔ عقیدہ ۲۸ ۔ نباید گفت در مقام تاویل چنانچہ بعض
خلف کہ مخالف سلف اند میگویند کہ عبارت از ید قدرت است یا نعمت حق است
زیراکہ در تاویل ابطال صفۃ حق است و آں قول اہل قدر و اہل اعتزال است
ولیکن ید حق صفت حق است بلا کیف کہ ما نمی شناسیم کیفیۃ ید او را کہ صفۃ
او است چنانچہ عاجزیم در معرفۃ کنہ بقیہ صفات او فضلاً عن معرفۃ
ذاتہ عقیدہ ۲۹ غضب حق تعالی و رضائے او دو صفۃ اند از صفات
او لیکن بلا کیف عقیدہ ۳۰ ۔ پیدا کرد حق تعالی اشیاء را بغیر مادہ کہ سابق
باشد بر مخلوقات چنانچہ اللہ تعالی در قرآن مجید فرمودہ است خالق کل شیء
ترجمہ پیدا کنندہ ہر چیز است ×

ترجمہ اور جو تیرے جی میں ہے وہ میں نہیں جانتا ۔ اور خدا تعالی کی صفتیں بلا کیف ہیں یعنی
بدون اسکے کہ کیونکر اور کیسی ہیں اسلیئے کہ کیفیات صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہوسکتی ہیں کیونکہ محدود بیحد
کو حد میں نہیں لاسکتا اور بغیر احاطہ کیئے کیفیت و حقیقت نہیں جانی جاسکتی پس ازلی و ابدی صفات
کی کیفیات اُنکے قدیم و دائم ہونیکے سبب کوئی مخلوق حادث جو علاوہ میں محدود ہے نہیں جان
سکتا ناچار اُسکے بلا کیف ہونے پر ایمان و اعتقاد لائے گا ۔ عقیدہ ۲۸ ۔ مذکورہ بالا صفات و الفاظ
کی تاویل کرکے یوں نہ کہنا چاہیے جیسا کہ پچھلے جو اگلوں کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ید سے مراد قدرت ہے یا نعمت حق ہے اسلیئے
کہ تاویل کیسے تو میں صفت حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفت قدرت یہ بھی ایک صفت حق ہے ۔ اور یہ قول تاویل قدریہ
او معتزلہ کا ہے ۔ اور نہ ہم اسکو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں ولیکن ید حق صفت حق ہے بلا کیف کہ ہم اس ید کی کیفیت
کو جو خدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا اسکی باقی صفات کی کنہ اور حقیقت کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھکر
اسی طرح ذات کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہذا اسکو بلا کیف ایک صفت حق جانتے ہیں عقیدہ ۲۹ حق تعالی کا غضب
اور اسکی رضا یہ بھی اسکی صفات ہیں یہ دو صفتیں ہیں لیکن بلا کیف ۔ عقیدہ ۳۰ حق تعالی نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادہ
کے کہ مخلوقات پر پہلی سے ہو یعنی اشیاء کے پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادہ کے اشیاء کو
پیدا کیا جیسا خدا تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے خالق کل شیء یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ۔

حالانکہ خلقتِ بعض اشیاء از مواد منافی عقیدۂ سابق نیست زیراکہ اصل مواد
از مخلوق غیر موجود است۔ عقیدہ [۳۱] ۔ بود اللہ تعالیٰ عالم در ازل باشیاء
قبل وجودِ اشیاء دراں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود و حکم
کردہ مطابق علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است و بعض متعلقاتِ
آں علم حادث است چنانچہ نص صریح دال اوست وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ
ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ ترجمہ پوشیدہ نگردد ازو برابر ذرہ در آسمانہا و نہ
در زمین و نیست خورد تر ازاں و نہ بزرگ تر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتاب
روشن یعنی لوح محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ عقیدہ [۳۲] نمیباشد در دنیا و نہ در
آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بمشیتِ او و علم او و قضاء او یعنی
حکم او و قدرِ او یعنی بمقدار تقدیر او و کتابتِ او در لوحِ محفوظ کہ بوصف است
آں اسے بوصفِ موجودِ حادث ہمہ بحکم یعنی نوشتہ است حقتعالیٰ در جمیع اشیاء

ترجمہ تو اس کلیہ میں مادہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتداء ہر چیز کی بے
مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق
کا غیر موجود ہے۔ عقیدہ [۳۱] خدا تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود کے پہلے اس حال میں
کہ مقدر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں۔ پس علم خدا تعالیٰ کا قدیم ہے
اور اس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نص صریح اسکی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے وَلَا يَعْزُبُ
عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ الخ یعنی اور اس سے چھپا نہیں رہتا ہے ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے
اس سے خرد تر اور نہ اس سے بزرگ تر مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا
عقیدہ [۳۲] نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام
احوال میں مگر اس کی مشیت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اسکے حکم سے۔ اور اسکے
قدر سے کہ موافق مقدار اسکے اندازہ کرنے کے ہے۔ اور اس کے لکھ دینے کے ہے لوح محفوظ میں
جو موافق وصف موجود حادث کے ہے۔ نہ موافق حکم کے۔ یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء
کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

بانکہ خواہد شد چنیں و چنیں موافق قضاء نہ بر وجہ امر زیرا کہ اگر می کرد امر جاں
وقت بوجود می آمد۔ و قضاء و قدر یعنی حکم اجمالی و تفصیلی او ست۔ و مشیّتہ
ارادۂ حق تعالیٰ کہ متعلق بآں است ش یعنی موجودات حادثہ م صفۃ
حق تعالیٰ است در ازل بلا کیف عقیدہ ۳۳ میداند حق تعالیٰ معدوم را
در حالتِ عدمِ آں معدوم و میداند کہ آں معدوم وقت موجود شدن بکدام
حال پیدا خواہد شد۔ عقیدہ ۳۴ میداند اللہ تعالیٰ موجود را در حالتِ وجود
او و میداند کہ بکدام ہیچ خواہد بود فناءِ او۔ عقیدہ ۳۵ میداند حق تعالیٰ
قائم را در حالت قیامِ او پس ہرگاہ می نشیند قائم میداند حق تعالیٰ او را قاعد
در حالِ نشستنِ او از غیر تغیر شدنِ علمِ او در ازل یعنی علمِ حق تعالیٰ از نشستن
و برخاستن و حیات و ممات و صلوٰۃ و صوم و سائر مقامِ موجود تغیر نمی یابد ایں
ہیچ کہ در ازل نبودہ باشد حالا حادث شدہ باشد بایں قسم ش یعنی بایں قسم
اختلاف احوال مذکورہ بالا ھ و لیکن تغیر و اختلافِ احوال از قیام و قعود

ترجمہ کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ اگر امر ہوتا تو اسی
وقت وجود میں آجاتا۔ اور قضا اور قدر اُسکے حکم ہیں اجمالی اور تفصیلی اور مشیت کہ حقتعالیٰ کا ارادہ
جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حقتعالیٰ کی ہے ازلی بلا کیف عقیدہ ۳۳ حقتعالیٰ
جانتا ہے معدوم کو اس معدوم کے نہ ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونیکے وقت
کس حال میں پیدا ہوگا عقیدہ ۳۴ خدا تعالیٰ جانتا ہے موجود کو اُسکے ہونیکی حالت
میں اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا۔
عقیدہ ۳۵ حق تعالیٰ جانتا ہے قائم کو اس کے کھڑے ہونے کی حالت میں
پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالیٰ اُسکو قاعد جانتا ہے اس کے بیٹھنے کی حالت
میں بغیر تغیر ہونے اس کے علم کے ازل میں یعنی علم ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور
اور اُٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اسکی ساری جگہ سے تغیر
نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہووے اب احوال مذکورہ بالا کے اس قسم
سے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہو۔ اور لیکن تغیر اور اختلاف احوال کا بسبب قیام اور قعود

و امثالِ آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین ۞ عقیدہ ۳۶ - پیدا کرد حقتعالے خلق را سادہ از آثار کفر و انوار ایمان باینکہ گردانید ایشاں را قابل اینکہ ازینہا عصیان و احسان ش عبادت بحضور دل ھ واقع شود بعد ازاں خطاب کرد حق تعالیٰ ایشاں را در وقت تکلیف ش اینوقت در شرع بلوغ است کہ تقدیر کردند ش علماء بہ پانزدہ ۱۵ سال ھ بعبادت و امر کرد ایشاں را بایمان وطاعت و منع کرد ایشاں را از کفر و معصیتہ پس ہر کہ کفر کرد کفر کرد بہ فعلِ خود و اختیارِ خود و انکارِ خود و اصرارِ خود بر جہل و استکبارِ خود بخذلانِ اللہ تعالیٰ یعنی بترک نصرتِ اللہ تعالیٰ اورا و ہر کہ ایمان آورد بفعلِ خود و انقیادِ خود و اقرار بر زبانِ خود و تصدیق بجنان س بفتح جیم بمعنی دل ھ خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیق اللہ تعالیٰ آنرا و یاری اللہ تعالیٰ اورا بمقتضائے فضلِ خود کما قال اللہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب فضل است بر آدمیاں ۞

ترجمہ اور اُس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ عقیدہ ۳۶ پیدا کیا حق تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثارِ کفر اور انوارِ ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اسطرح کہ انکو قابل اسکے بنا دیا کہ انسے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضور دل سے ہو۔ بعد اسکے خطاب کیا حق تعالیٰ نے انکو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ۔ اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علما نے پندرہ ۱۵ برس کیا ہے۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا انکو کفر و معصیت سے۔ پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدا تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اُسکے لئے خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے۔ اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مطیع ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدا تعالیٰ کے خدا تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے اُسکے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ یعنی یقینی خدا تعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر ۞

عقیده ۳۷ - بیرون آوردِ ذریتِ حضرت آدم علیہ السلام را تا روزِ قیامت بس یعنی ہر قدر کہ تا روزِ قیامت پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلبِ حضرت آدمؑ اولاً بعد ازان از اختلافِ اصلابِ فرزندان و ترائبِ بناتِ آدمؑ کہ بعض آن سپید بودند و بعض آن سیاه وانتشار ساخت بسوی یمین و یسارِ آدمؑ بعد ازان خطاب کرد ذریاتِ آدمؑ را بقولِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی آیا نیستم پروردگار شما و امر کرد ایشان را بایمان و احسان و منع کرد ایشان را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ جل شانہ را بربوبیتہ و ذاتہا خود را بعبودیتہ از قول بَلیٰ از روی ایمان حقیقی یا حکمی فَھُمْ یُوْلَدُوْنَ عَلیٰ تِلْکَ الْفِطْرَةِ ترجمہ پس آنہا پیدا کرده میشوند برین آفرینش ۔ عقیده ۳۸ ۔ شخصے کہ کفر آورد بعد ایمانِ میثاقے تبدیل کرد و تغییر ساخت ایمان فطری را بکفر و کسی کہ ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہارِ ایمان باین روش کہ ایمان لسانی را مطابق تصدیقِ جنانی ساخت ثابت ماند برین خود کہ اصلِ فطرت بود و مستمر شد بر اقرارِ خود کہ بقولِ لفظِ بَلیٰ بود۔

ترجمہ ۔ عقیده ۳۷ ۔ باہر لایا خدا تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو دن قیامت تک یعنی جسقدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونیوالے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے بعد اُس کے اُن کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض اُن کے سپید تھے اور بعض اُن کے سیاه ۔ اور آدم علیہ السلام کے دہنے اور بائیں انکو پھیلا کر اسکے بعد ذریت آدم علیہ السلام سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار ۔ اسکو روزِ میثاق کہتے ہیں ۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور احسان کا اور انکو کفر و عصیان سے منع کیا ۔ پس سب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے رب ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیت یعنی بنده ہونے پر قول بَلیٰ یعنی ہاں سے ۔ یہ اقرار ایمانِ میثاقی ایمان حقیقی کی راه سے تھا یا حکمی کی فَھُمْ یُوْلَدُوْنَ عَلیٰ تِلْکَ الْفِطْرَةِ یعنی پس وے پیدا کیے جاتے ہیں اسی پیدائش پر ۔ عقیده ۳۸ ۔ جس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اس نے ایمان فطری کو کفر سے بدل دیا اور تغیر کر دیا ۔ اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اس طریقہ سے کہ زبانی ایمان کو دلکی تصدیق کے مطابق کر لیا وه اپنے دین پر جو اصل فطرة کا تھا ثابت رہا اور اس اپنے اقرار پر جو لفظ بَلیٰ کے قول سے تھا جاری رہا

عقیدہ ۳۹ جبر نہ کردہ است ہیچکس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشان را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشان را اشخاص **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر فعل عبد است یعنی باعتبار اختیار ایشان نہ بر وجہ اضطرار **عقیدہ ۴۱** می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر میکند کافر در حالت کفر و ہرگاہ ایمان می آرد بعد از ارتکاب کفر بیداند اللہ تعالیٰ او را مومن در حال ایمان او از غیر تغیر علم او تعالیٰ و صفۃ او تعالیٰ **ش** یعنی غضب و رضا چنین است در شرح فقہ اکبر ملا علی۔ **ھ** یعنی از کفر بندہ و ایمان بندہ علم حق تعالیٰ متغیر نمی شود و نہ صفۃ او تعالیٰ **ش** یعنی غضب و رضا۔ **ھ**

عقیدہ ۴۲ جمیع افعال عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسب ایشان است بر سبیل حقیقۃ و نیست بر طریق مجاز و نہ بر سبیل اکراہ و غلبہ بلکہ اختیار ایشان است در فعل ایشان باعتبار اختلاف و میلان ذاہتہائے ایشان **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** ترجمہ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئیہا و بروے باشد آنچہ کسب کرد

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۹ خدا تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنی مخلوق میں سے کفر پر اور نہ ایمان پر اور نہ انکو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے انکو اشخاص۔ **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار اُن کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر **عقیدہ ۴۱** خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں۔ اور جب کفر اختیار کرنیکے بعد ایمان لاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکو مومن جانتا ہے اُسکے ایمان کے حال میں بغیر متغیر ہونے خدا تعالیٰ کے علم کے اور خدا تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفۃ غضب و رضا کے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حقتعالیٰ کا علم متغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسکی صفت غضب و رضا۔ **عقیدہ ۴۲**۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ انھیں کا کسب ہے۔ اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ اُن کے فعل میں انکا اختیار ہے اُن کے اختلاف کے اعتبار سے اور اُن کی ذاتوں کے اسطرف میلان کرنے سے **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ انھیں کے لیے ہونگی اور جو کچھ کوشش کر کے انھوں نے

يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ہ ترجمہ تحقیق اللہ تعالی دوست نمیدارد کافران را ونه پسندد معاصی بر بندہا رحق تعالی لقوله تعالی وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ سورہ زمر رکوع ا ونه بامر او تعالی چنانچه در کلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالی حکم نمی فرماید به بیحیائی ہ عقیدہ [۴۶] جمیع انبیاء علیہم السلام پاک اند از صغائر و کبائر و قبائح مانند قتل و زنی و لواطت و سرقه و قذف محصنه و سحر و فرار از جهاد و ظلم بر عباد و قصد فساد در بلاد نہ عمدًا و سہوًا از کبائر نہ سہوًا از صغائر بعد تشرف به نبوت نہ قبل و معصوم اند از کفر قبل از نبوت واین ہمه بالاجماع است خلاصه از شرح فقه اکبر ملا علی ہ

عقیدہ [۴۷] تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظهور نبوت یا بعد مناقب رسالت زلات و خطیئات - عقیدہ [۴۸] محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ [۱] ابن عبد المطلب [۲] ابن ہاشم [۳]

ترجمہ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ہ یعنی یقینی خدا تعالی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے - اور معصیتیں خدا تعالی کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدا تعالی کے سورہ زمر میں اول رکوع میں وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یعنی خدا تعالی اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ یہ خدا تعالی کے حکم سے ہیں جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یعنی خدا تعالی بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے عقیدہ [۴۶] تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل اور زنا اور لواطت اور چوری - اور پارسا عورتوں پر بہتان باندھنے - اور جادو اور جہاد سے بھاگنے - اور بندوں پر ظلم کرنے - اور شہروں میں فساد پھیلانے سے انہیں کبیرہ گناہوں سے جانکر اور بھولکر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں - اور صغیرہ سے جانکر پاک ہیں نہ بھولکر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونیکے بعد نہ اس سے پہلے - اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونیکے پہلے بھی - اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا ہ عقیدہ [۴۷] بیشک ہوئی ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالہ کے بعد یعنی رسالت کے اوصاف حمیدہ کے بعد عقیدہ [۴۸] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ [۱] ابن عبد المطلب [۲] ابن ہاشم [۳]

بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان شد درین قدر به نسب آنحضرت صلعم اختلاف
نیست۔ و روایت کرده شد از آنحضرت صلعم که منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار
بن معد بن عدنان از شرح فقه اکبر ملا علی۔ هم خاتم الانبیاء است و حبیب الله تعالی
و بندهٔ خاص حضرت جل و علی و رسول الله تعالی و تبارک و عبادت نه کرده است صنم را
و شریک نه کرده است بالله تعالی کسے را گاہے نه قبل از نبوت نه بعد از نبوت و نه مرتکب شده
است صغیره و کبیره را ہس نه قبل از نبوت نه بعد هم
عقیده ۴۹۔ افضل الناس بعد وجود مبارک حضرت رسول الله صلی الله علیه و علی
آله وسلم حضرت ابوبکر صدیق بن قحافه است رضی الله تعالی عنه بعد ایشان حضرت عمر
ابن الخطاب رضی الله تعالی عنه بعد ایشان حضرت عثمان ابن عفان رضی الله تعالی عنه
بعد ایشان حضرت مرتضی علی کرم الله تعالی وجهه ابن ابی طالب۔

ترجمہ ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر
ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان
جنکا نسب شریف یہ ہے۔ خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنیوالے نبیوں کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد
آپ کے نہیں ہو سکتا۔ اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں۔ اور حضرت جل و علی کے بندۂ خاص ہیں۔ اور خدا
تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بت کو آپ نے کبھی نہیں پوجا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوت کے
نہ بعد نبوت کے۔ اور نہ صغیرہ اور کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوت سے پہلے اور بعد۔ اسقدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ حضرت صلعم
بائیس پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے منسوب فرمایا اپنی نفس مبارک کو نزار ابن معد
عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملا علی میں ہے۔ عقیدہ ۴۹ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن
ابی طالب ہیں۔

عقیدہ۔ بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اصحاب باقی دوام بر تبعیت حق اند چنانچہ بودند در زمانِ ماضی یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تغیرِ حالِ ایشاں و نقصان در کمالِ ایشاں نشد نقصان عظمت است بر تغیر یعنی بے نقصان ہر پس بوقوعِ مشاجرات وغیرہا تغیرے بحال ولفضلے درکمال واقع نشد عقیدہ دوست میداریم با اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم را نیز آل نیز شامل اصحاب است ہم وزشت نمیگوئیم کسے را از ایشاں بخلاف روافض و خوارج لقولہ تعالیٰ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشینان کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ و از مددگاران کہ اہل مکہ را مدد کردند و آنانکہ متابعت کردند سابقان را در ایمان و طاعۃ مراد ند سائر صحابہ خوشنود شد خدا تعالیٰ از ایشاں بقبول طاعۃ ایشاں و خوشنود شدند ایشاں از خدا تعالیٰ بانچہ یافتند از نعیم دینیہ و دنیویہ خلاصہ از تفسیر حسینی

ترجمہ۔ عقیدہ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہونے انکی حال کے اور بدون نقصان کے انکے کمال ہیں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونیکے سبب کچھ تغیر انکے حال میں اور کچھ نقصان انکے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ عقیدہ ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں۔ بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور ان کی دوستی اس فرمان خدا تعالیٰ کے سبب سے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنھوں نے اہل مکہ کی جو مہاجر ہو کر آئے تھے مدد کی۔ اور جنھوں نے آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہو گیا خدا تعالیٰ ان سے انکی طاعت کو قبول فرما کر۔ اور راضی ہو گئے وے خدا تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔

و لقوله علیه السلام لا تسبّوا اصحابی ترجمه برای فرمودن علیه السلام زشت نگوئید اصحاب مرا ۔ عقیده ۵۲ یاد میکنیم هریکے را از اصحاب رضی الله تعالی عنهم بخیر اگرچه صادر شد از بعض ایشان آنچه در صورت شر است بنابر حسن ظن بایشان لقوله علیه السلام خیر القرون قرنی ترجمه بهترین هر قرنے که گذشت و گزرد قرن من است ۔ و لقوله علیه السلام اذا ذکر اصحابی فاسکتوا ترجمه و برای فرمودن پیغمبر علیه السلام هرگاه ذکر کرده شوند اصحاب من پس خاموش باشید ش ازین حدیث شریف اشارت است که در معاملات صحابه از نحو مشاجرات وغیرها حذر کنید و نیز از نکوهش و افراط و تفریط بخود رائی هم ۔ عقیده ۵۳ ۔ تکفیر نمیکنیم هیچ مسلمانے را از ذنوب اگرچه مرتکب کبیره باشد ما دام که معتقد حلت معصیتے که حرمت آں بدلیل قطعی ثابت نشده باشد نیست چنانکه خوارج میکنند ش اسے تکفیر میکنند مرتکب کبیره را از شرح فقه اکبر ملا علی ۔ م عقیده ۵۴ زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیره اسم ایمان

ترجمہ ۔ اور ان کی دوستی کے سبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السلام کے ہے لا تسبّوا اصحابی یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو ۔ عقیدہ ۵۲ ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں انسے حسن ظن کے سبب اگرچہ بعض سے انکے وہ چیز جو شر کی صورت میں ہو صادر ہو گئی سبب فرمانے حضور علیہ السلام کے خیر القرون قرنی یعنی ہر قرن و زمانہ کہ گذرا و گذرتا ہے ہمیں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے ۔ اور سبب فرمانے حضور علیہ السلام کے اذا ذکر اصحابی فاسکتوا یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جاویں تو چپ رہو ۔ اس حدیث شریف سے اشارت ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے جوان میں وقوع میں آئے پرہیز کرو ۔ اور ملامت اور خود رائی سے افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے بھی انکی نسبت میں بچو ۔ عقیدہ ۵۳ ۔ کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ اس سے ہوا ہووے جب تک اس گناہ کے حلال ہونے کا جس کا حرام ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو چکا ہو معتقد نہیں ہے جیسا خوارج گناہ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے ۔ عقیدہ ۵۴ مسلمان سے گناہ کبیرہ ہو جانیکے سبب اسم ایمان یعنی وصف ایمان زائل نہیں ہوتا ہے ۔

ش اے وصف ایمان از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم چنانچہ معتزلہ گویند ش کہ مرتکب کبیرہ بیروں شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت میکنند مرتبہ میان کفر و ایمان با آنکہ اتفاق دارند بر اینکہ صاحب کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم بلکہ نام مید از یم مرتکب کبیرہ را مومن از روئے حقیقۃ نہ از روئی مجاز۔ عقیدہ ۵۵ ۔ نمیگوئیم کہ ضرر نمیکند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ ش چنانکہ مرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم عقیدہ ۵۶ ۔ مسح بر خفین ثابت است از سُنّت برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷ تراویح در شبہائے ماہ رمضان سنت است۔ عقیدہ ۵۸ ۔ نماز عقب صالح و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹ ۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ فاسق باشد در آنحال کہ مردہ باشد بحسن خاتمہ عقیدہ ۶۰ ما قائل نیستیم باینکہ تحقیق حسنات ما مقبول اند و سئیات ما مغفور مانند قول مرجیہ

ترجمہ: جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنیوالا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے پس وسے درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے اس بات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ بلکہ گناہ کبیرہ کرنیوالے کا نام ہم مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی رو سے۔ عقیدہ ۵۵ ۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونیکے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیساکہ فرقہ مرجیہ اور ملاحدہ اور اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۵۶ مسح موزوں پر سُنّت سے ثابت ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین رات دن۔ عقیدہ ۵۷ تراویح ماہ رمضان کی راتوں میں سُنّت ہے۔ عقیدہ ۵۸ مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹ ۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے۔ عقیدہ ۶۰ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور برائیاں بخشدی گئی ہیں مانند قول مرجیہ کے۔

لیکن میگوییم کسیکه عمل خواہد کرد حسنه بشرائط مصححۂ آں حسنه دراں حال که خالی
باشد از عیوب مفسدۂ ظاہری و معانی مبطلۂ باطنی چوں کفر و عجب و ریا تا آنکه
خارج شود از دنیا ضائع نخواہد شد ش اے ایں عمل حسنه ھم الله تعالیٰ در قرآن
مجید میفرماید اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ ترجمه تحقیق الله تعالیٰ
ضائع نمیکند اجر عابدانِ حاضر دل × بلکه قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حقتعالیٰ
بفضل و کرم خود و ثواب براں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدۂ خود۔
عقیدہ ۶۱۔ کسیکه کرد سیئات را سوائے شرک و کفر و توبه نه کرد تا آنکه مُرد
مومن غیر تائب پس او متعلق باراده حق سبحانه و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند
بعدلِ خود بمقدار استحقاق عقابِ آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند
بفضل و کرم خود۔ عقیدہ ۶۲۔ ریا ہرگاہ که واقع شود در عملے از اعمال
پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکه ثابت نخواہد شد ش اے آں عمل ھم
و ہمچنیں عجب ضائع کننده عمل است ش از اقتصار بر ریا و عجب از سائر آثام اشعار است

ترجمہ۔ لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کریگا اُس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اسطرح سے کہ وہ نیک عمل اُن
عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور اُن باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنیوالی ہیں خالی ہووے
جیسے کفر اور عجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دکھلانے کو وہ عمل ہو یہانتک کہ وہ عامل دنیا سے خارج
ہووے۔ یہ عمل نیک اُسکا ضائع نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ
اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ بیشک خدا تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقتعالیٰ اپنے فضل
کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اُسپر بندوں کو اپنے وعدہ کے موافق ثواب دیگا۔
عقیدہ ۶۱ جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اَور بُرے کام کیے اور توبہ نہ کی یہانتک کہ
مومن مرا بے توبہ کیے ہوئے پس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ میں متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے
اپنے عدل سے اُس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔
اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرماوے۔ عقیدہ ۶۲۔ جب کسی عمل میں اعمال سے
ریا واقع ہو جاوے گی تو اُس عمل کا اجر باطل ہو جائیگا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا اور اسی طرح
عُجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے

بآنکہ دیگر سیئات ابطال حسنات نمیکنند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہد عقیدہ[۶۳] معجزات از انبیاء علیہم السلام و کرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت گردیدہ است از کتاب و سنت۔ عقیدہ[۶۴]۔ خرق شق دریدن یعنی خلاف عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طی ارض و فرعون در روانی نیل و دجال در کشتن و زندہ کردن و چنیں روایت کردہ شدہ است در اخبار کہ بودند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را معجزات زیرا کہ معجزات مختص بانبیاء علیہم السلام اند و نہ بکرامات زیرا کہ کرامات مختص باصفیا اند لیکن نام مینہیم آں خوارق را از قضاء حاجات مر اعدا را از روے استدراج مکرٌ بھم فی الدنیا وعقوبۃٌ لھم فی الاخرۃ ترجمہ فریب است باآنہا در دنیا و عذاب است برائے آنہا در آخرت ہ کما قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ہ ترجمہ زود باشد کہ بگیریم ایشاں را پایہ پایہ یعنی اندک اندک و بہلاکت نزدیک گردانیم از انجا کہ ندانند

ترجمہ اسبات کا کہ دوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے ہیں جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ہیں ہے عقیدہ[۶۳] معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سنت سے۔ عقیدہ[۶۴]۔ خرق عادت۔ خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں اور مراد یہاں خلاف عادت کی ہیں جو حق تعالیٰ کے دشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور دجال کے مار ڈالنے اور جلانے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے ہیں۔ پس ہم ان خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ نہ ان کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیا یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہکر پکارتے ہیں اور یہ دشمنان خدا کے لیے انکی حاجتیں پوری کرکے خدا تعالیٰ کا انکو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مکرٌ بھم فی الدنیا وعقوبۃ لھم فی الاخرۃ دنیا میں ان کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ہ جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے عنقریب ہم انکو آہستہ آہستہ یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ نہ جان سکیں گے

یعنی ہر گاہ کہ گناہ میکنند نعمہم الیشان را زیادت میکردانیم تا در طغیان و عصیان می افزایند از تفسیر حسینی۔ پس در غفلت می افتند و فریفتہ می شوند بآں شی است قضاء حاجات کہ از روئے استدراج است ہم و می پندارند آنرا انعام و احسان و زیادہ میشوند از روئے عصیان اگر باشند فجار و از روئے کفر اگر باشند کفار۔ عقیدہ ۶۵ ہست اللہ تعالیٰ خالق پیش از پیدا کردن مخلوق و ہست رازق پیش از رزق دادن شی باشد کہ تکرار فرمود امام علیہ الرحمۃ این مطلب را برائے آگہی اینکہ واجب است برین اعتقاد از شرح فقہ اکبر ملا علی قاری عقیدہ ۶۶ مومناں خواہند دید حق تعالیٰ را در جنت بچشم سر بلا تشبیہ و بلا کیف و کمیۃ۔ عقیدہ ۶۷ نخواہد شد میان حق تعالیٰ و خلق مسافت یعنی نہ در غایت از قرب و نہ در نہایت از بعد و نہ بوصف اتصال و نہ بصفت انفصال و نہ بحلول شی در آمدن در چیزے ہم و اتحاد شی یک شدن ہم عقیدہ ۶۸۔ و ایمان اقرار بزبان است و تصدیق بجنان ؛

ترجمہ یعنی وے جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اسوقت خاص ان کے لیے نعمت بڑھا دیتے ہیں تو وکر [illegible] ن اور نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ پھر وے غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان حاجت روائیوں پر جو بطور استدراج ہیں فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور انکو انعام اور احسان سمجھتے ہیں اگر بدکار ہوتے ہیں نافرمانی اور گناہ زیادہ کرتے ہیں۔ اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں عقیدہ ۶۵ خدا تعالیٰ خالق ہے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے۔ اور رازق ہے رزق دینے سے پہلے۔ شاید امام علیہ الرحمۃ نے فقط اسبات کی آگہی کے لیے اس مطلب کو مکرر فرمایا کہ اسپر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۶۶ مومن حق تعالیٰ کو جنت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اور بغیر کیفیت اور کمیت کے کیونکہ خدا تعالیٰ تشبیہ اور صورت ہونے اور کیفیت یعنی کیسا اور کس طرح اور کیونکر ہونے سے اور مقدار اور اندازہ ہونے سے پاک ہے۔ عقیدہ ۶۷ حق تعالیٰ اور خلق کے درمیان مسافت یعنی فاصلہ نہ ہوگا نہ نہایت نزدیک ہونیکی صورت میں اور نہ نہایت دور ہونے کی حالت میں۔ اور نہ اتصال یعنی نزدیک ہونیکی صفت کیساتھ۔ اور نہ انفصال یعنی جدا ہونیکی صفت کے ساتھ۔ اور نہ حلول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا جسکو گھل جانا کہتے ہیں اور نہ اتحاد یعنی ایک ہو جانا اسطریق پر جسمیں دوئی کا اطلاق نہ ہو عقیدہ ۶۸ ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنیکا اور دل سے تصدیق

عقیدہ ۷۹ ایمانِ اہلِ ایمان از ملائکہ و اہلِ جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء
و سائر مؤمنین زیادت و نقصان نمی پذیرد عقیدہ ۸۰۔ جمیع مؤمنین مستوی
اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال۔ عقیدہ ۸۱۔ اسلام
تسلیم ش اے قبولِ باطن ہم و انقیادِ ش فرمانبریِ ظاہر ہم امر و نہیِ
اللہ تعالیٰ را میگویند پس در طریقِ لغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در
شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیر اسلام پس ایمان و اسلام مانند شئے است
کہ ہرگز از یک دیگر جدا نمی شود چنانچہ پشت با شکم۔ عقیدہ ۸۲۔ بدین اطلاق
ش گفتن یا ضد تقیید ہم کردہ میشود برایمان و اسلام و شرائع بتمامہ۔
عقیدہ ۸۳۔ می شناسیم حق تعالیٰ را چنانکہ حقِ معرفت است حسب مقدورِ
خود و طاقتِ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود را بتمام صفات
ثبوتیہ۔ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ ہم و سلبیہ ش ای صفاتیکہ
در ذاتِ او تعالیٰ نیست ہم در کتابِ خود و در قرآن مجید آمدہ است

ترجمہ۔ عقیدہ ۷۹ ایمان ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے خواہ وہ فرشتوں میں سے ہوں یا
جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسم انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مؤمنین۔ عقیدہ ۸۰
تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔
عقیدہ ۸۱۔ اسلام خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد
یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں۔ پس لغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن
شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے۔ پس ایمان اور اسلام مانند ایک شئے کے ہے کہ ایک دوسرے
سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے۔ عقیدہ ۸۲ دین اطلاق کیا جاتا ہے
یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لئے۔ عقیدہ ۸۳
ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا ہے حق تعالیٰ
نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں۔ ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا
تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں
موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ترجمہ نیست مثل او
سبحانہ چیزے وحال اینست کہ او شنوا و بینا است عقیدہ ۴ نیست قادر
کسیکہ عبادت کند اللہ تعالیٰ را چنانچہ او سبحانہ سزاوار اوست لیکن بندہ عبادت
میکند اللہ تعالیٰ را بامر او تعالیٰ چنانکہ امر فرمودہ است عقیدہ ۵ تمام
مومنین مستوی اند در معرفۃ فی نفسہا و یقین در امر دین و توکل بر خدا و محبۃ
براے خدا و رسول و رضاء بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء
برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی الیقان بہ ثبوت ذات او تعالیٰ و تحقق
صفات او تعالیٰ ۔ و متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان و در چیزیکہ
ذکر کردہ شد است بتمامہ یعنی درغیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوت
ابرار در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقہ
اکبر ملا علی و تواند شد کہ از ماسوائے ایمان مراد تصفیہ و تزکیہ و تخلیہ
باطن باشد از ماسوی اللہ تعالیٰ باستقامۃ بر یقینیات ھ

ترجمہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ نہیں ہے مثل اس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال
یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔ عقیدہ ۴ نہیں ہو کوئی قادر کہ خدا تعالیٰ کی عبادت
کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اسکا سزاوار ہے لیکن بندہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اُسکے حکم سے جیسا
اُسنے حکم فرمایا ہے ۔ عقیدہ ۵ تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہو یعنی نفس
اسی معرفت میں ۔ اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو ۔ اور خدا پر توکل کرنے میں ۔ اور
خدا اور رسول کے لیے محبت میں ۔ اور تقدیر اور قضاء پر راضی ہونے میں ۔ اور غضب اور عقوبت سے
خوف کرنے میں ۔ اور خوشنودی اور ثواب پانیکے لیے امیدواری میں ۔ اور ایمان یعنی یقین
کرنے میں ذات خدا تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدا تعالیٰ کے متحقق ہونے پر ۔ اور مومن
متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور ان چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئیں ہیں یعنی غیر تصدیق
و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گناہ میں اختلاف
کے موافق ۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور
تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہووے یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدا تعالیٰ سے ہووے و قیام پانیکے لیے یقینیات پر

عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ افضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضل خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدلِ خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا میکند از ثواب و اجر دو چنداں چیزیکہ مستحق ہست بآں از فضلِ خود و گاہے می پوشد گناہ از فضلِ خود بواسطہ شفاعۃ و بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعۃ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعۃ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم برائے مؤمنین گنہگاران و برائے اہلِ کبائر از مومنین کہ مستوجب عقاب اند حق است۔ عقیدہ شفاعۃ ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفالِ مومنین صابرین علی البلویٰ ثابت است عقیدہ وزنِ اعمال بر ترازو کہ ہر دو کفہ خواہد داشت در روزِ قیامۃ حق است عقیدہ۔ قصاص میانِ نوعِ انسان در روزِ قیامۃ حق است یعنی حسناتِ ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلہ ظلم اِذْ لَیْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِیْرُ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درہما و دینار ہا ۔ عقیدہ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیئاتِ مظلومین بگردنِ ظالمین نہادن حق است۔

ترجمہ۔ عقیدہ خدا تعالیٰ افضل کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنی فضل سے۔ اور عذاب کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر۔ اور کبھی عطا کرتا ہی دوگنا ثواب اور اجر اس چیز کا جسکے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے۔ اور کبھی چھپاتا ہی گناہ کو اپنی فضل سے بواسطہ شفاعۃ یا بلا واسطہ۔ عقیدہ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعۃ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی گنہگار مؤمنین کے لیے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے کہ لائق سزا ہیں حق ہے۔ عقیدہ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور شہداء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی ان مومنین کے بچوں کی جنکے والدین نے انکی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے عَلَی الْبَلْوٰی ثابت ہی یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سبکا اتفاق ہے عقیدہ اعمال کا وزن ہونا یعنی تلنا ترازو میں جسکے دو پلڑے ہونگے قیامۃ کے دن حق ہے۔ عقیدہ قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان بنی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دینگے مقابلہ ظلم میں اِذْ لَیْسَ هُنَاكَ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِیْرُ اسلیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہونگے کہ انسے انکا بدل ہو سکے۔ عقیدہ۔ اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہونگی تو بدلہ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے۔

عقیده ۸۲ - حوض پیغمبر صلی الله علیه وعلی آله وسلم حق است و پل صراط حق است
عقیده ۸۳ - جنة و نار که موجود اند الیوم قبل از قیامة حق اند و فانی نخواهند شد
شي بعد دخول جنتیان و دوزخیان بخلاف جبریه هم - عقیده ۸۴ - عقاب و
ثواب الله تعالی فانی نخواهد شد همیشه شي بخلاف جبریه هم - عقیده ۸۵
الله تعالی هدایت شي راه راست بردن هم میکند سوے ایمان وطاعة از فضل
خود هر کسے را که میخواهد و ضلالت میدهد بکفر و معصیت از عدل شي اى عدل
بالحکمة هم خود هر کسے را که میخواهد - عقیده ۸۶ اضلال الله تعالی عبارت از خذلان است
و تفصیل خذلان اینست که توفیق نیابد بنده آں چیز را که راضی حقتعالی از آں چیز
و آں خذلان از عدل شي اے عدل بالحکمة هم اما تعیین عقوبت مخذول بر معصیت
از عدل شي اے عدل بالاستحقاق هم - عقیده ۸۷ - نیستیم قائل اینکه شیطان
سلب میکند ایمان را از بنده مومن از روے قهر و جبر لیکن میگوئیم بنده میگذارد ایمان را باختیار
خود باغوای شیطان یا بهوائے نفس پس هرگاه ترک میکند بنده ایمان را پس سلب میکند ایمان را از آں بنده شیطان

ترجمہ عقیدہ ۸۲ حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے۔
عقیدہ ۸۳ جنت اور دوزخ جو آج موجود ہیں قیامت سے پہلے حق ہیں۔ اور فنا نہ ہونگی یعنی جنتیوں اور
دوزخیوں کے داخل ہونیکے بعد بخلاف جبریہ کے۔ عقیدہ ۸۴ عذاب اور ثواب خدا تعالی کا
فنا نہ ہوگا ہمیشہ بخلاف جبریہ کے۔ عقیدہ ۸۵ خدا تعالی ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے
ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسیکو کہ وہ چاہتا ہے۔ اور گمراہ کرتا ہے کفر و گناہ کی طرف
اپنے عدل سے جو بمقتضائے حکمت ہے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے۔ عقیدہ ۸۶ گمراہ کرنا خدا تعالی کا
عبارت ہے خذلان سے۔ اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی
جس سے حق تعالی راضی ہے۔ اور یہ خذلان حکمت کی بنا پر خدا کے عدل سے ہے۔ اور اسی طرح مخذول کا
عذاب کیا جانا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا۔ عقیدہ ۸۷ ہم اثبات کے قائل نہیں ہیں
کہ شیطان ایمان کو بندہ مومن سے سلب کرلیتا ہے قہر اور جبر کرکے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو
اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے۔ پس جب بندہ ایمان کو ترک
کردیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کرلیتا ہے۔

عقیدہ (۸۸) سوال منکر ونکیر مَنْ رَّبُّکَ و مَا دِیْنُکَ و مَنْ نَبِیُّکَ
ترجمہ کیست ربِّ تو وچیست دینِ تو وکیست پیغمبرِ تو ۔ در قبر یا در مستقر
ش جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چنانکہ غریق و حریق و خوردہ گرگ وغیرہ
ھ حق است عقیدہ (۸۹) اعادۂ روح بسوئی جسد بندہ در قبر حق است ۔
عقیدہ (۹۰) ضغطہ ۔ ش ہندی دبانا ۔ ضغطۂ قبر برائی مومن مانند معانقۂ
مادرِ مشفقہ ہست از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ قبر جمیع مومنان را حق است ۔
عقیدہ (۹۱) عذابِ قبر حق است جمیع کافران را و بعضی عصات مومنین را ۔
وہمچنین تنعیم بعض مومنین حق است عقیدہ (۹۲) تعبیر تمام اسماء کہ ذکر کردہ
اند آنرا علماء بزبانِ فارسی از صفات حق تعالیٰ عزت اسمائہ وتعالت صفاتہ
جائز است مگر ید کہ تعبیر ید بفارسی جائز نیست ۔ عقیدہ (۹۳) جائز است
کہ گوید بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف ۔ عقیدہ (۹۴) ۔ نیست قرب اللہ
تعالیٰ از ارباب طاعت و بُعد اللہ تعالیٰ را از اصحاب معصیت

ترجمہ عقیدہ (۸۸) سوال منکر ونکیر مَنْ رَّبُّکَ و مَا دِیْنُکَ و مَنْ نَبِیُّکَ حق ہے
یعنی کون ہے تیرا رب ۔ اور کیا ہے تیرا دین ۔ اور کون ہے تیرا نبی ۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ
جہاں کہیں کہ ہووے جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا ۔ اور آگ میں جلا ہوا ۔ اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ
عقیدہ ۸۹ ۔ روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے عقیدہ ۹۰ ضغطۂ قبر
یعنی دبانا قبر کا نسبت مومنین کے لیے حق ہے ۔ مومنین کے لیے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے
لگا لینے کی مانند ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ ۹۱ قبر کا عذاب سب
کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے ۔ اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت
دینا حق ہے عقیدہ ۹۲ ۔ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزت اسمائہ وتعالت
صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اسکے اور برتر ہیں صفات اسکی ۔ علماء نے جنکی تعبیر
فارسی میں بیان کی ہے وہ تعبیر اسماء کی جائز ہے مگر ید کہ تعبیر ید کی فارسی میں دست کے ساتھ
جائز نہیں ہے عقیدہ ۹۳ جائز ہے کہ کہے بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے بغیر
تشبیہ اور بدون کیف کے ہے عقیدہ ۹۴ خدا تعالیٰ کی نزدیکی فرمانبرداروں سے اور دوری گنہگاروں سے

از طریق طول و قصر و مسافت و نہ بر معنی کرامت و ہوان ولیکن مطیع قریب
است از حق تعالیٰ بلا کیف و عاصی بعید است از حقتعالیٰ بلا کیف اے
بوصف تنزیہ ۹۴ قرار داد امام علیہ الرحمۃ قرب و بعد حق تعالیٰ را از بندہ
و قرب و بعد بندہ را از حق تعالیٰ از باب متشابہات بلا تاویل از شرح
فقہ اکبر ملا علی ہم عقیدہ ۹۵ قرب و بعد و اقبال مثل ضد اعراض ہم
اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورت بندہ در جنت و وقوف بندہ در قیامۃ
میان یدین حق تعالیٰ بلا کیف است عقیدہ ۹۶ - قرآن مجید کہ نازل شدہ است
نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و مکتوب است در مصاحف
ما بین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علی ما ہو المشہور - عقیدہ ۹۷ آیات
قرآن مجید کہ تمامہا در معنی کلام است یعنی در مقام مقصود است برابر است
کہ دراں ذکر رحمت اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکر غضب
اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلت لفظی و عظمۃ معنوی

ترجمہ: لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی
اور ہوان یعنی خواری اور بے عزتی کی بنا پر - ولیکن مطیع قریب ہے حقتعالیٰ سے بلا کیف - اور
عاصی بعید ہے حقتعالیٰ سے بلا کیف یعنی وصف تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جس میں اسکی پاکی ہوتی
ہو - امام علیہ الرحمۃ نے حقتعالیٰ کے قرب اور بعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قرب اور بعد
کو جو حقتعالیٰ سے ہے بدون تاویل باب متشابہات سے اسکو قرار دیا ہے - یہ ہی خلاصہ شرح
فقہ اکبر ملا علی قاری کا - عقیدہ ۹۵ نزدیکی اور دوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدا
تعالیٰ کا مناجات کرنے والے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت
میں اور بندہ کا قیامت میں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلا کیف ہے - عقیدہ ۹۶
قرآن مجید جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان
لکھا ہوا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے علی ما ہو المشہور یعنی اسی بنا پر کہ وہ مشہور ہے - عقیدہ ۹۷ قرآن مجید کی آیتیں جو کہ معنے
کلام میں برابر ہیں یعنی مقام مقصود میں برابر ہیں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے خواہ ان میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو خواہ
اولیاء اللہ کی مدح ہو یا خدا تعالیٰ کے غضب یا خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلت لفظی اور عظمت معنوی میں

ولیکن بعض آیات را فضیلۃ ذکر و مذکور است مانند آیۃ الکرسی زیرا کہ مذکور در آیۃ الکرسی جلالت و عظمۃ اللہ جلّ جلالہ وصفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذات حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلۃ یکی فضیلۃ ذکر و دوم فضیلۃ مذکور و بعضی آیات را فضیلۃ ذکر است فقط نہ فضیلت مذکور چنانچہ سورہ تبّت یدا و مانند این از احوال فجار عقیدہ ۹۸۔ اسمار اللہ تعالیٰ چنانچہ اللہ واحد و صفات حق تعالیٰ چنانچہ لہ الملک ولہ الحمد ہمارہ مستوی اند در فضیلۃ و عظمۃ ش مطلقاً یعنی بقطع نظر از وجوہ فضیلۃ بعض بر بعض ہم ونیست تفاوت در اطلاق آنہا بر ذات وصفات حق تعالیٰ و این منافی عظمۃ بعضی اسمار وصفات بر بعضی اسمار وصفات نیست ش عظمۃ جزئیۃ یعنی مع لحاظ وجہ فضیلۃ و عظمۃ بعض بر بعض ہم عقیدہ ۹۹ والدین رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مُردند بر کفر ش دریں مسئلہ اختلاف علمار است وجانب صحۃ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجّح بدلائل و زیادۃ فریقی است ہم

ترجمہ ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دو نو طرح کی فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی اسلیے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہ کی جلالت وعظمت اور اسکی اُس صفت کا مذکور ہے جو حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتوں کو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے نہ فضیلتِ مذکور جیسا سورہ تبّت یدا اور ایسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت۔ عقیدہ ۹۸ خدا تعالیٰ کے نام جیسے اللہ اور احد اور خدا تعالیٰ کی صفتیں جیسے لہ الملک اور لہ الحمد یعنی اُسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے لیے حمد ہے۔ بمطلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی اُن وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ اور ذات وصفات حق تعالیٰ پر اُن کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے۔ اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسمار وصفات کی عظمت کی جو اُن کو بعض اسماء وصفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت وعظمت بعض کے بعض پر۔ عقیدہ ۹۹ والدین رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر۔ اس مسئلہ میں علمار کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونیکی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے

رسول علیہ السلام انتقال ازیں عالم برایمان کردند۔ ابوطالب عم حضرت رسول اللہ تعالیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرد کافر۔ حضرت قاسم و حضرت طاہر و حضرت ابراہیم بودند فرزند
رسول خدا سبحانہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ و بیوی
زینب و بیوی رقیہ و بیوی ام کلثوم بنات رسول خدا سبحانہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم بودند عقیدہ ۱۰۱ ہر وقتیکہ مشکل شود بر انسان اہل ایمان شئی از دقائق
علم توحید پس واجب است بر آں انسان اینکہ اعتقاد کند چیزیرا کہ صواب است
نزد حق تعالیٰ بطریق اجمال لیکن یعنی ہرچہ صواب است نزد حق تعالیٰ ہماں مقبول و مختار من است و تفصیل نکند
مادام کہ یابد عالم را عارف بحقیقۂ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بر وجہ کمال و تاخیر
نکند۔ عقیدہ ۱۰۲ - خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بجسد در بیداری بسوئے آسمان حق است و ثابت است
بطریق متعددہ پس کسیکہ رد کند آں خبر را و ایمان نیارد بمقتضائے آں خبر ضال
است و مبتدع ۔

ترجمہ۔ رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابوطالب چچا حضرت رسول
خدا سبحانہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافر مرے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم
علیہم السلام رسول خدا سبحانہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی
فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی ام کلثوم سلام اللہ علیہن رسول خدا
تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں۔ عقیدہ ۱۰۱ جس وقت
انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جاوے تو اس انسان کو
واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے۔ یعنی جو کچھ
حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول و مختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہاں تک کہ کسی ایسے
عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پورے طور پر اس سے تفصیلی
ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔ عقیدہ ۱۰۲ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے
پس جو کوئی اس خبر کو رد کریگا اور اسکے موافق ایمان نہ لائیگا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے

عقیدہ ۱۰۳ خروج دجال و یاجوج و ماجوج و طلوع شمس از مغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام از آسمان و سائر علامات روز قیامۃ بنا بر چیزیکہ وارد است بآں اخبار صحیحہ بلکہ آیات صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میکند ہر کس راکہ می خواہد بسوئے صراط مستقیم نش۔ ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملا علی۔ زیں پس دعاء است از مترجم و صلوٰۃ از دردمند

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَّدِيْنًا قَوِيْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۰۳ خروج یعنی نکلنا دجال کا۔ اور یاجوج ماجوج کا۔ اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے۔ اور ساری علامتیں روز قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کے بلکہ صاف آیتیں اسکی نسبت وارد ہیں

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ جس کسیکو کہ چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملا علی قاری کی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مترجم کی دعا ہے اور دردمند کی درود ہے

دعائے مترجم

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَّدِيْنًا قَوِيْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الٰہا ہمکو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بنا صاحب صراط کی حرمت کہ واسطے اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔

درود دردمند اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ۔ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور انکے انوار پر جیسا تجھ وہ محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور اسکو ہمارا سفارشی کر اور

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمہ عن خطیئات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٭ اعلم ان الکلام فی اصول تعصمک عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ۱ - ان حقایق الاشیاء ثابتۃ ش فیہما مغایرت علی انواع الاضافۃ تامل فیہا - والشیٔ یطلق علی ما لہ وجود فیہما واقعتان بنفسہما - وان نفینا فثابتتان لثبوت متقدم للنفی ۰

ترجمہ اصول

این ذکر در بیان کیفیت اصول ست کہ از خطاہای فہم در حقائق حقہ نگاہ دارندہ اند و در آنہا گفتگو و کلام ست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنیم خدای را و یاری خواہیم از و، و درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم - و بر آل او و یاران او و تباع او تبا تہا - بدانکہ ہر آئینہ این کلام در اصول ہست کہ آنہا از خطاہائے فہم در حقایق حقہ ترا نگاہدارند - و در آنہا بحث و کلام ہست اصل ۱ ہر آئینہ حقایق اشیاء ثابت ہست یعنی حقیقتہائے چیزہا - و درین ہر دو مغایرت ہست بر اقسام اضافت یعنی در حقایق کہ مضاف ہست بسوئی اشیاء و مضاف الیہ درین ہر دو مغایرت موجود ہست - زیرا کہ اضافت در شیئین موجودین می باشد - و این مغایرت بر اقسام اضافت ہست چنانچہ اضافت لامی بمعنی برائی کہ تخصیصی ہم ہست چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ برائی اشیاء اند یا مخصوص باشیاء مثل اسم زید کہ برائی تخصیص است و اضافت منی بمعنی از کہ بیانئے ہم از و ہست چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ از اشیاء ثابتہ مثل انگشتری طلا کہ درین بیان مضاف از مضاف الیہ ہست - و اضافت تخلیلی چون حقایق اشیاء ہمچو آب شیر کہ درین مضاف بمضاف الیہ تحلیل یافتہ - و اضافت توضیحی چون حقایق اشیاء ہمچو شہر مکہ کہ درین توضیح بمضاف الیہ ہست. و علی ہذا القیاس - پس باید کہ در اینہا فکر و تامل کن - و اشیاء جمع شئے ہست و لفظ شئے گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد یعنی ہستی و بودن از و دانستہ شود - پس ہر دو یعنی شئے و حقیقتش بنفس خود واقع ہستند یعنی واقعی ہر دو ہستند - و اگر ہر دو نفی کردہ شوند پس برائی نفی ثبوتی پیش ازین ہر دو نیز ضروری است کہ نفی بدان جاری شود ورنہ نفی بر عدم باطل است پس بنا بر ثبوت متقدم برائی نفی ہر دو ثابت اند

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمہ عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ۱ ذکر کیفیۃ حقائق الاشیاء ثابتۃ

ذکر کیفیت اصول کہ از خطاہای فہم در حقائق نگاہ دارندہ اند و آنکہ در و کلام سخن [illegible]

اصل ۱ ثبوت حقائق اشیاء و معانی شئے [illegible]

والعلم بهما متحقق ش فيه اشارة الى ثبوتهما بل ثبوتهما بالاضافة
اذ العلم لا يتحقق بالعدم فاذا تحقق فصح الحكم م فالحقيقة
اما بمعنى الذي هو مصداق متقدم لحصول شيء لصنع شيء
فهو ثابت. واما بمعنى علت معلول كما في قيام محتاج بمحتاج
اليه قياما حقيقيا او مجازيا وهو اظهر ش اى لا يحتاج الى
دليل م واما بمعنى ماهية شيء وهي وجود نفسها الواقع
فان تكن وهمية اى متحصلة بمن وهم فمعنى وهمية
اما ان لا يكون لها وجود مطلقا فالعدم مجهول فكيف حكمه
واما ان يكون لها وجود منتزعا غير مستقر بذاته فالوجود
بهذا الوجه واقع ش وان لم يكن واقعا فالعلم به ممتنع

ترجمہ وعلم بآنہا متحقق است۔ ودریں اشارت است بہ ثبوت حقائق اشیاء بلکہ ثبوت ہر دو بنا بر ربطِ اضافت از انکہ علم بعدم متحقق نمی شود وہرگاہ کہ تحقق یافت پس حکم صحیح شد کہ آں ہر دو ثابت اند یعنی اشیاء وحقائق اشیاء۔ اکنوں حقیقت یا بمعنی آنکہ او مصداقِ متقدم است برائے حصولِ شیء صنع شئ را یعنی چیزے پیش شوندہ کہ از و برائے صنع وساختِ دیگر شئ شیء حاصل کنند تا او مصداق یعنی تصدیق کنندۂ پیشین باشد واو ثابت است ورنہ شیء از کجا حاصل آید۔ یا حقیقت بمعنی علتِ معلول است یعنی علتِ اشیاء چنانچہ در قیام محتاج بمحتاج الیہ یا علت ظاہر تر است کہ احتیاج دلیلے ندارد خواہ قیام حقیقی باشد چوں قیام عرض بجوہر یا فعل بصفت وصفت بذات۔ یا مجازی چوں قیام حادث بقدیم وسیاہی بکاغذ یا حقیقت بمعنی ماہیتِ شئ است و او بودنِ نفسِ شئے است کہ واقعی باشد۔ پس اگر آں ماہیت وہمی است یعنی از وہم حاصل شدہ چنانچہ بعض عقیدہ کردند۔ پس معنی وہمیہ یا آنکہ اورا وجود مطلق نباشد۔ پس عدم مجہول است ؟ ورا حکم چگونہ باشد ویا آنکہ اورا وجودے منتزع باشد کہ غیر مستقر بود بذاتِ خود یعنی بذاتِ خود قرار پذیر نباشد۔ پس دریں وجہ وجودے کہ منتزع است گو بذاتِ خود قرار ندارد اما واقعی است چراکہ اگر واقع نیست پس علم بدو ممتنع است حالانکہ علم ہست پس ایں وجود ضرور واقع است +

م وانما التغیر منتزع ش من حیث الاتخاذ م من متغیر ففی العلم موجودان واقعًا ش ای وجودًا واقعًا فهذا دلیل علی واقعیة وجود المنتزع م والا ش ای ان لم یکن بمعنی وجود واقع م فبالمعنی الاول للواجب تعالی توهم ش ای علم العدم م نفی له وحق انه الوهم علم غیر مستقر بمعلومه لا معلوم غیر مستقر فی وجوده فالمعلوم بحقیقته کما هو فان الماهیة الموجودة بین عدمین تشرع الی فنائها حتی لا یستقر علمها بها فهذا حقیقة الوهم والوهمیة لا کحلقة من شعلة جوالة لانها بحقیقتها معدومة وبوجود الحلقة من جولان الشعلة یلزم انها کهی حدوثا وقدما فلا یصدق التشبیه لوجود حادث من قدیم ❊

ترجمه و دیگر آنکه حق این نیست که تغیر از متغیر منتزع است بانتزاع بحیثیت اتخاذ بمعنی فرا گرفتن است یعنی گردیدن است ممکن نیست که بگرونده فرا گرفته شود پس در علم هر دو واقعی موجوداند یعنی وجود واقعی دارند - این دلیلی است بر واقعی بودن وجود منتزع یعنی منتزع هم وجود واقعی دارد پس حاصل معنی وجه آنکه او را وجود منتزع باشد که در وجود واقع است - ورنه باعتبار معنی اول برای واجب تعالی توهم محض است یعنی علم بر عدم است که وجود مطلق ندارد چنانچه در معنی وهم گفته شد - و این معنی را نفی کرده شد باینکه عدم مجهول است و حکم بر مجهول محال و حق آنکه هر آئینه وهم علمی است که بمعلوم خود غیر مستقر است یعنی آن علم بمعلوم خود قرار پذیر نیست بسرعت فنای خود بدانکه معلوم در وجود خود غیر مستقر است پس معلوم بحقیقت خود چنانکه باید نیست هو هو - چنانچه وجود باری تعالی که موجود معلوم است بحیثیتی است که هست کما هو هو و لیکن علم مخلوق بوجود خود بسرعت فنا غیر مستقر است که قرار نمی پذیرد و هر آئینه ماهیتی که موجود است در میان دو عدم یعنی سابق و لاحق چنان یعنی خود آن ماهیت نیز می رود که علم او باو قرار نمی پذیرد و همین حقیقت وهم و وهمیت است نه چون حلقه که از شعله جواله پدید آید که مذهب بعض کسان است زانکه این حلقه بحقیقت خود معدوم است - و در تسلیم وجود حلقه که از جولان شعله است لازم آید اینکه آن حلقه از روی حدوث و قدم مثل شعله است پس این تشبیه برای وجود حادث از قدیم صادق نیاید

فاما الكلام فى وجودٍ خارجٍ من علمٍ ووجودٍ ذهنيٍ فان لم يكن لمعلوماتٍ حادثة وجودٌ خارج فالحسُّ اى اللمس وان كان منتزعا بقيامٍ مجازيٍ من حاسٍ ومحسوسٍ او بقيامٍ حقيقيٍ من روحٍ و جسدٍ باطلٌ لان الحسّ لا يوجد الا فى وجودٍ خارجٍ وهو مجمع على وجوده بداهتًا. واما بمعنى اثر شيءٍ مثلاً فى مُبردٍ برودتٌ فان قيل الاثر بالنسبة لا بالحقيقة فتحقق الاثر بالنسبة بسلب الاثر بالحقيقة من الطرفين باطلٌ فكيف وانما الثبوت متقدم على السلب ش لان السلب لا يوجد الا بتقدم الثبوت م فحق انه ثابت بحقيقته ومسلوبٌ بنسبةٍ ش لان الحقيقة اقدم من النسبة اذ النسبة لا تقوم الا بالحقيقة م وانما التاثير وسلبه بالنسبة لا بالحقيقة ⁂

ترجمہ ولیکن سخن است در وجود خارج از علم و وجود ذہنی۔ پس برائے معلوماتِ حادثہ اگر وجود خارج نیست۔ پس حس یعنی لمس کہ سودن است باطل باشد اگرچہ ایں حس از حاس و محسوس بقیامِ مجازی منتزع است یا بقیامِ حقیقی از روح و جسد ازانکہ ایں حس یافتہ نہ شود مگر در وجودِ خارج حالانکہ بر وجود او مجمع است کہ او از بداہت است۔

یا حقیقت بمعنی اثر شئے است چون در مبرد برودت یعنی خنکی در خنک شئے۔ واگر گفتہ شود کہ اثر ثابت بنسبت است نہ بحقیقت کہ قول بعض حکما است ایں چگونہ راست آید۔ ازانکہ تحقق اثر کہ بنسبت است بسلبِ اثر بحقیقت از طرفین باطل است و بہ ثبوت نہ پیوستہ کہ اثر بحقیقت ازاں ہر دو اشیا کہ در واں بنسبت قائم است اگر سلب بود بدونش اثر بہ نسبت متحقق یابد پس اثر بہ نسبت بدون اثر بحقیقت چگونہ راست شود و ہمیں است کہ ثبوت متقدم است یعنی پیش شونده بر سلب و تا وقتیکہ ثبوت پیشتر نہ آید سلب از کجا آید لہذا سلب بغیر تقدمِ ثبوت یافتہ نہ شود۔ پس حق آنست کہ اثر ثابت بحقیقتِ خود است و مسلوب بہ نسبت است ازانکہ حقیقت از نسبت اقدم یعنی پیشتر است زیرا کہ نسبت بدون حقیقت قیام نیابد۔ وجز ایں نیست کہ تاثیر و سلبِ تاثیر بہ نسبت آمده نہ بحقیقت ⁂

ذکر کیفیت انتزاع

اصل - ان الانتزاع لیتحقق من جهةٍ وهو الخاذ
ش بخاءٍ وذالٍ فوقانیتین والاتخاذ یقید علی
تخصیص المخصص ممنوع الجواز هم شیٔ من شیٔ الخاذا
ش بخاءٍ ودالٍ مهملتین هم فلا یحتاج فی حده
بشیٔ آخر منه لعدم الاشتراك بأیّ وجهٍ وقد یحتاج
بتحققه ان شیٔ اخص منه فمن جهتین او جهات
ش اے فیتحقق من جهتین او جهات هم وان
قیام شیٔ بشیٔ علی وجهین حقیقی وهو تحقق النسبة
بین القائم والقائم به ای المنسوب والمنسوب الیه علی عینیته
به بوجهٍ مع زیادة القائم علیه ش ای علی القائم به متعلق بزیادة

ترجمہ اصل - ہر آئینہ انتزاعی کہ از جہتی محقق شود - و او اتخاذ است یعنی فرا گرفتن چیزی را از چیزے
در دو جا اتخاذ در دو وجه خلاف و ضد آخذ (بخاء و ذال معجمتین) از جانبین ممتنع است - این اتخاذ مقید است
بر تخصیص مخصص ممنوع الجواز یعنی این فرا گرفتن سودمند است بر خاص کردن خاص کرده شده یا چنین خاص
کردن که از جوازش منع تام باشد از آنکه در جواز طرفین مساوی باشد - و در اتخذ طرفین بسبب منع جواز مساوات ندارند
بلکہ فقط بیک طرف وجوب ثابت باشد چون قول او تعالی خذوا ما آتی به الرسول یعنی بگیرید چیزے که آورد
این رسول آورد و درین آیت شریفه از ما آتی به الرسول یعنی آنچه که آورد این رسول آورد - جواز
اختیار و عدم اختیار ممنوع است بلکه اختیار گرفتنش واجب است - پس در اخذ یعنی در گرفتن یک سمت وجوب
ثابت آمد و جواز ممنوع - الحاصل این انتزاع که از جهتی متحقق باشد بسبب عدم اشتراک بهیچ وجه در حد خود بچیز
دیگر از آن محتاج نشود یعنی بجز اتحاد من وجهٍ بهیچ وجه اشتراک بچیزی آخر ندارد پس در حد خود از چیزے
بچیزے دیگر محتاج نباشد - و گاہے این انتزاع تحقق خود بچیزی آخر از آن جهت واحد محتاج نباشد پس این
انتزاع از دو جهتین یا از جهات ثابت و متحقق شود - و چونکه انتزاع و اتخاذ بوجه اتحاد در شیئین باشند
لهذا در بینا چیزے را بچیزے از قیام چاره نیست - و هر آئینه قیام چیزی بچیزے بر دو وجه است یکی حقیقی و او تحقق
نسبت است درمیان قائم و قائم به یعنی منسوب و منسوب الیه بربنائے عینیت قائم با قائم به مع و
زیادت قائم بر قائم به یعنی در قیام حقیقی قائم را با قائم به نسبت بطور عینیت ثابت باشد - اگرچه
وجه زیادت قائم بر قائم به هم متمائز شود

م والزیادۃ شرطت فیه لان الانتساب لا یتحقق الا فی الموجودین ومجازی وھو لیس کذلک ش ای کیتحقق النسبة بالعینیة بوجهٍ مع الزیادت م بل مع المغایرت ولا یتحقق الا بتحقق واسطة بہما بالقیام الحقیقی الذی یسعه فھو حاجبٌ موصِلٌ بین القائم والقائم به ۔ فاما من جهة ش ای الانتزاع الذی یتحقق من جهةٍ م اما تضمنی وھو انتزاعٌ من وجودٍ من حیث ترتب الوجود تضمنا منه فاما قیاما حقیقیا کالفعلِ من الصفة والصفةِ من الذات ولزم حدوثهما ش ای المنتزع والمنتزع منه م او قدمهما علی حکم منتزع منه وحدوث منتزع کوجود الحاجب الموصِل وقدم منتزع منه علی حالهما

ترجمه

و وجه زیادت در قیام حقیقی اواں شرط کردہ شد کہ انتساب متحقق نمیشود مگر در موجودین پس نسبت درمیان موجودین کہ منسوب ومنسوب الیه باشند زیادت رامیخواہد وقیام حقیقی عینیت را و دیگر قیام مجازی کہ او ہمچنین نیست کہ مذکور آمد یعنی تحقق نسبت بعینیته مع وجہ زیادت بلکہ تحقق ایں نسبت با مغایرت آمدہ ۔ وایں نسبت متحقق نباشد مگر بتحقق واسطہ چیزے کہ با منسوب الیه قیام حقیقی دارد ومنسوب مجازی راہم درخود فرو گیرد یعنی او را گنجایش وفراخی دارد ۔ پس او حاجب موصل است کہ درمیان قائم وقائم بہ وصل وپیوند دہد ونیز حجاب آرد ۔ و انتزاعے کہ از جہتی متحقق ۔ یا تضمنی است وآں انتزاع واتخاذ است یعنی بیروں کشیدن و فراگرفتن بحیثیت ترتب وجود از وجودی بضمنش درگرفته یعنی ایں انتزاع بایں طور است کہ وجود از وجودی ترتیب دادن است بضمن او درگرفته ۔ وایں انتزاع تضمنی یا قیام حقیقی است چوں فعل از صفت وصفت از ذات پس بقیام حقیقی حدوثِ ہردو لازم یا قِدم ہردو بنا بر حکم منتزع منه ومنتزع یعنی اگر منتزع منه قدیم است قِدم منتزع ہم لازم آید واگر آں حادث است پس ہم حادث وحدوث منتزع چوں وجودِ حاجب موصل وقدم منتزع منه چوں ذات وصفات واجب تعالیٰ پس در حدوث یا در قدم ہردو بر حال خود اند +

ش حدوثًا او قدمًا مرو امّا مجازيًا فهما على احدهما كوجودِ حادثٍ مخلوقٍ عن قديمٍ شبهًا عنه واما التزامي وهو انتزاعٌ من عدمٍ لازمٍ مبنيٌّ عليه بوجودِ حادثٍ تضمنًا منه من حيثِ ترتبِ الوجود التزامًا من وجودٍ شبهًا عنه فمن وجودٍ خارجٍ ملتزمٍ الّا في هذا وجهُ التزامي يتعلّق بالوجود ووجهٌ تضمني يتعلق بالعدم فاحفظِ النظرَ عن الزيغ وهذا لا يحتاج بتحققه الى جهةٍ اخرى وما من جهتين كالتحت والفوق وهذا يحتاج بانتزاعه الى جهةٍ وبتحققه الى جهةٍ اخرى وما من جهاتٍ كالقرب والبعد وهذا لا ينتزع الّا من جهتين محكومتين في حكمٍ واحدٍ للانتزاع ولا يتحقق الّا بجهةٍ ثالثةٍ ‡

اصل ۔ ان اختصاصَ شيءٍ بشيءٍ على قسمين حقيقيٌّ هو احتياج بينهما امّا قيامًا حقيقيًا وامّا قيامًا مجازيًا كما في الانتزاع من جهةٍ وهذا

اصل در کیفیت اختصاص

ترجمه ۔ و دریں انتزاع تضمنی یا قیام مجازی است پس هر دو در حدِ خود اند چوں وجودِ حادث مخلوق که انتزاع است تضمنًا بقیام مجازی از قدیم بغرض حصولِ شبه از قدیم ۔ و یا انتزاعی که از جہتی متحقق باشد التزامی است و او انتزاع است از عدمِ لازم که بوجود حادث برو آگهی است بایں طور که ایں انتزاع از عدم ضمنًا بحیثیت ترتبِ وجود است بطورِ التزام که لازم آمدن است از وجود بغرضِ حصولِ شبه تا وجودی از وجود بغرض حصولِ شبه بطور التزام مترتب شود ۔ پس ایں انتزاع از وجودِ خارج ملتزم است یعنی از وجود خارج که لزوم گیرنده و لازم شونده است انتزاع شده ترتبِ وجود بود ۔ آگاه باش که دریں انتزاعِ التزامی وجه التزامی بوجود تعلق دارد و وجه تضمنی بعدم تعلق دارد پس از کجی نظر را نگهدار ۔ و ایں انتزاع بتحقق خود سوی جہتِ دیگر محتاج نباشند ۔ و آنچه ثبوتش از جہتین است چوں تحت و فوق است یعنی زیر و بالا ۔ و ایں بانتزاعِ خود سوی جہتے محتاج باشد و تحقق و ثبوتِ خود سوی جہتی دیگر ۔ و آنچه تحققش از جہات است چوں قرب و بعد است یعنی نزدیکی و دوری ۔ و ایں انتزاع نیابد مگر از دو جہتی که هر دو در حکمِ واحد برای انتزاع محکوم اند و متحقق نشود مگر بجہتِ ثالث ۔

اصل ۔ هر آئینه اختصاص یعنی خاص گردیدن و شدن و خاص گردانیدن و کردن چیزی بچیزی بر دو قسم است یکی حقیقی و او احتیاجی است درمیان هر دو ۔ و ایں احتیاج یا بطورِ قیامِ حقیقی باشد یا مجازی چنانچه در انتزاع جہتی مذکور آمد

ش ای الاختصاص الحقیقی م لا یحتاج فیما فیه ش ای فیما وقع فی الاختصاص الحقیقی م الی اختصاص مخصِّص فیشترط علم محتاجٍ من جهة محتاج الیه ضرورتا ش ای وجوبا م لا عکسه وهٰذا ش ای الاختصاص الحقیقی م بمعنی ربطٍ بینهما ش ای بین الشیئین او بین المحتاج و المحتاج الیه م وهٰهنا الاختصاص بمعنی لازم ش الذی بمقابلة متعدٍ م و بمعنی اختصاص مخصِّص ایضا فیشترط علمها بربطهما الدائر ش ای بینهما قبل اختصاص المخصِّص م وهٰهنا الاختصاص بمعنی متعدٍ ش الذی بمقابلة لازم م فیشبه بمجازی ش الذی بمقابلة الحقیقی م و مجازی وهو اختصاص مخصِّصٍ شیئا بشیءٍ ولا احتیاج بینهما قیاما حقیقیا ولا مجازیا

ترجمہ داین اختصاص حقیقی محتاج بسوئی اختصاص مخصِّص نباشد یعنی بسوئی خاص گردانیدن خاص کننده درانچه که او درین اختصاص حقیقی واقع آمده پس علم محتاج ازجهت محتاج الیه ضرورتا شرط باشد یعنی این شرط واجب هست نه عکس او یعنی ازجهت محتاج علم محتاج الیه که این شرط واجب نیست۔ داین اختصاص حقیقی بمعنی ربط است درمیان دو شئی یا درمیان محتاج و محتاج الیه۔ وآنجا اختصاص بمعنی لازم است یعنی خاص شدن که مقابل متعدی باشد چون اختصاص فعل به صفت وصفت بذات که درین اختصاص لازم بسبب ربط درمیانی ذات را علم صفت یعنی دانستن صفت واجب است نه عکس او۔ داین اختصاص حقیقی بمعنی اختصاص مخصِّص هم آید پس بسبب ربطی که پیش از اختصاص مخصِّص درمیان هردو دائر است علم محتاج و محتاج الیه هردو شرط باشد۔ دانجا اختصاص بمعنی متعدی است یعنی خاص گردانیدن که مقابل لازم باشد۔ داین اختصاص مشابه بمجازی بشود که درمقابل حقیقی آید که بیانش می آید چون اختصاص اسم زید به زید که پیش از مخصِّص باو خاص است۔ پس درین اختصاص متعدی مشابه بمجازی وقت اختصاص۔ مخصِّص را علم ذات واسم هردو بسبب رابطی که درمیان ذات واسم پیش از اختصاص مخصِّص دائر است مشروط باشد۔ همچنین علم اختصاص لفظ اللّٰه بذات واجب۔ دوم مجازی واو خاص کردن مخصِّص چیزی را بچیزی است۔ و درمیان این هردو شئی احتیاج قیام حقیقی و مجازی نیست

فهنا يشترط علمهما معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومين
من قبل ويكون بمعنى رابط بينهما بعد اختصاص مخصص مجازًا
فيشبه بحقيقي - وهذا ش اي الاختصاص المجازي هم
لا يتحقق الا بتحقق واسطة ما باختصاص حقيقي الذي يتبعه
فلا بد للمخصص من فعل يستجمع الربط بينهما ش الضمير
الى الشيئين يحتملان الربط مجازًا م مجازًا وهما ش اي
الشيئان م مفعولاه فكان الفعل في نفس المخصص باختصاص
حقيقي فيما يشبه بمجازي في حكمه وما يشبه بحقيقي في حكمه
ففي ما يشبه بمجازي لا يكون تقدم علم للماهيتين معًا ضروريا
الا الماهية محتاج فالى قدم ضروري ش اي تعاقب العلم
الى قدم هو محتاج اليه محتاج ضروري لحصول الدلالة القطعية

ترجمہ پس اینجا وقت اختصاص شرط باشد کہ علم ہر دو معًا بود مع شرط اینکہ معلومین
از پیش موجود باشند۔ و این اختصاص مجازی بمعنی رابطہ مجازی است کہ درمیان ہر دو شے بعد
خاص گردانیدن خاص کنندہ است پس مشابہ باشد بحقیقی۔ و این اختصاص مجازی متحقق
نشود مگر بہ تحقق واسطہ چیزے کہ با مختص اختصاص حقیقی داشتہ باشد آنچنان کہ
اختصاص مجازی را آن واسطہ شے گنجایش دارد۔ پس مختص را از فعلے چارہ
نیست کہ آن فعل درمیان ہر دو شے ربط را مجازًا گرد آرد۔ و این ہر دو شے ہر دو
مفعول آن فعل باشند۔ پس این فعل در نفس مختص باختصاص حقیقی بود۔ و این فعل
بلفظ تخصیص تعبیر کردہ شود۔ پس آنچہ کہ مشابہ بمجازی است در حکم خود است و آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است در حکم خود است
پس در آنچہ کہ مشابہ بمجازی است تقدم علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری نباشد
مگر برائے ماہیت محتاج۔ پس بسوئے قدم ضروری است یعنی پس علم ماہیت محتاج
در تعاقبش علم سوئے قدم کہ او محتاج الیہ است محتاج را برائے حصول
دلالت قطعیہ ضروری است۔ پس علم ہر دو متعاقب یکدیگر حاصل شود نہ معًا کہ این ضروری
نباشد بلکہ ضرورت برای حصول دلالت قطعیہ است کہ او از علم متعاقب حاصل شود۔

م فیتحقق الاختصاص بتحقق شرطِ المعلومین معًا وفت الاختصاص لا بشرط المعلومین معًا قبل الدلالۃ والی الممکن لیس کذلك ش ای تعاقب العلم الی محتاج الیہ ھو الممکن محتاج للبس بضروری لعدم حصولِ الدلالۃ القطعیۃ م فیتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومین معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومین قبل الدلالۃ وفی ما یشبہ بحقیقی یکون تقدم علم للماھیتین متعاضرۃ یا والبحث مشتمل فی اختصاص الذی بدلالۃ والذی لا بہا ش ای بدلالۃ م

اصل ۴ — ان الجوھر والعرض لموجودان معتبران بالخصوصیۃ ش ای خصوصیۃ النسبۃ فیھما وخصوصیۃ اللفظ للمعنی م والا فماھیتان موجودتان وبالحال لا حاجۃ فی تعبیر ماھیۃ بانھا جوھر او عرض فقد یطلق لفظ الجوھر علی عینھا لا یراد فیھا الخصوصیۃ المذکورۃ فھی التی لا یتجزی اذ ھی غیر متجزیۃ

ترجمہ — پس این اختصاص متحقق می شود باین شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشند نہ باین شرط کہ معلومین معًا پیش از دلالت متحقق باشند و بسوی ممکن این چنین نیست یعنی تعاقبِ علم بسوی محتاج الیہ کہ او ممکن است محتاج را بسبب عدم حصولِ دلالت قطعیہ ضروری نیست۔ پس این اختصاص متحقق می شود باین شرط کہ معلومین معًا وقتِ اختصاص متحقق باشد بشرطیکہ معلومین پیش از دلالت موجود باشند۔ و در آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است تقدم علم برائی ہر دو ماہیت متعاضر دیبا باشد۔ و این بحث مشتمل است در اختصاصی کہ او بدلالت است و آنکہ بدلالت نیست۔

اصل ۴ — ہر آئینہ جوہر و عرض ہر دو البتہ موجود اند کہ تعبیر کردہ شوند بخصوصیت نسبت کہ درمیان ہر دو است و خصوصیت لفظ برائے معنی۔ ورنہ پس دو ماہیت اند کہ ہر دو موجود اند۔ و در ینحال در تعبیر ماہیت باین کہ این ماہیت جوہر است یا عرض حاجت نیست۔ و گاہے لفظ جوہر بر عین ماہیت گفتہ شود کہ در و خصوصیتِ مذکورہ مراد نبود۔ پس او ہمان است کہ لا یتجزی باشد یعنی جزء جزء نہ شود۔

اصل ۴ ذکر کیفیۃ الجوہر و العرض

اصل ۴ کیفیۃ جوہر و عرض و تعریف شان مع کیفیۃ و حقیقۃ جزء لا یتجزی و کیفیۃ قیام حقیقی و مجازی فیما بین شان ذاینکہ اطلاق شان در حوادث است نہ در ذات و صفات باری تعالی کہ آن توقیفی اند۔

فی بدوِ وجودها من عدمٍ وجوبا ش کما ذُکِرَ فی شرح
ذکر کیفیۃ توحید الله تعالیٰ م ولمّا الجزء لا یصح فی تعبیرها
لفظ الجزء اذ هو یقتضی بمقابلته الجزء ش کما ذُکِرَ فی کیفیۃ
الاصول فی اصلِ کیفیۃ الکل والجزء م فموجود یُعبَّر
بعرضٍ بنسبۃ قیامه ش ای بحصول نسبۃ القیام باخره
حقیقتاً وهما ثابتان فالعرض فی الحال موجودٌ واقع زائدٌ علی
الذات وان لم یکن هکذا فکیف ثبتت نسبۃ القیام بین
معدومٍ وموجودٍ ش ای العرض المعدوم والجوهر الموجود
اذ لا یکون موجودٌ واقعٌ حِسِّیًّا وقع او غیره بغیر موجودٍ
واقعٍ من ایّ جهۃٍ عینه م فبطلت نسبۃ القیام ش
هی وجه التعبیر بالعرض فالعرضیۃ باطلۃٌ م وکیفیۃ
العینیۃِ والزیادتِ مجهولۃٌ فی التحقیق۔

ترجمہ از آنکہ او در بدوِ وجود یعنی ابتدای ہستی خود کہ از عدم است وجوباً یعنی
بالضرورہ غیر متجزی است یعنی منقسم و جزء جزء شوندہ نیست۔ چنانچہ در شرح ذکر کیفیۃ توحید اللہ تعالیٰ
مذکور آمدہ است۔ و ہرگاہ کہ او جزء جزء نمی شود لفظِ جزء در تعبیرش صحت نمی پذیرد از آنکہ جزء جزء را
بمقابلۂ خود میخواہد۔ چنانچہ در ذکر کیفیۃ اصول در اصل چہل و چہارم کیفیتِ کل و جزء بیان کردہ شد
پس موجودیکہ بعرض تعبیر کردہ شود با بہ نسبتِ قیامِ حقیقیِ خود با آخر خود است یعنی نسبت قیامیکہ او را
حقیقتاً حاصل است با آخرِ خود کہ موجود دیگر است و ازین نسبتِ قیام کہ او را با دیگر حاصل آمدہ و ازو
عارض شدہ بعرض تعبیر کردہ شد و آن ہر دو ثابت اند یعنی عرض مع موجود آخرِ خود کہ با و قیام گرفتہ
و او ما قام بہ است یعنی آنچہ کہ او بدو قائم است۔ پس این عرض کہ بقیام حقیقی بموجود آخر آمدہ در حال موجود واقع زائد
بر ذات۔ و اگر چنین نسبت نیست پس نسبتِ قیام در میانِ معدوم و موجود چگونہ ثابت شود یعنی
در میانِ عرضِ معدوم و جوہر موجود زیرا کہ نمی شود موجود واقع کہ حسی واقع شدہ است
یا غیر حسی۔ بغیر موجود واقع از ہیچ جہتی عینِ او یعنی موجود واقعی کہ وقوعش حسی باشد یا غیر حسی با غیر موجود واقعی
از ہیچ جہتی عین او نباشد۔ پس نسبت قیام باطل شد کہ وجہ تعبیر بعرض ہمین نسبت است۔ پس عرضیت باطل است۔

والمسئلة تشیر الی مسئلة قیام الافعال بالصفات والصفات الحقیقیة بالذات والصورة بالهیولیٰ فی وجه القیام تلمیحا فاقتصرت علی الاشارة فان قصدت فهمت لکنهما یطلقان فی حوادث واسمائه وصفاته سبحانه توقیفیة فلا یجوز اطلاقهما فی ذاته وصفاته واسمائه سبحانه۔ او مجازا ففی الحال موجود واقع لا زائد بل مغائر فی حقیقته لا تحقق عینیته فالمجاز لا یتحقق الا بان یتضمنه بقیام حقیقی فی موجود اٰخر وهو استعداده لقیام النسبة به والاٰخر یجوهر ش ای یعبر بجوهر وهو محل قیام عرض فقط فالمجاز لا یتحقق بمرتبة قدیمة ؞

اصل ۔ ان المعنی المصدر هو صفة لمنبئ علیه من فعل فاعله لانه منشاء انتزاعه فهو قوة واستعداد بانفعاله فی فاعله ولا فعاله به

ترجمہ وایں مسئلہ در وجہ قیام بطور تلمیح اشارت میکند سوی مسئلہ قیام افعال با صفات حقیقیہ وصفات حقیقیہ با ذات۔ وقیام صورت با ہیولیٰ۔ پس بریں اشارت کوتاه کردم اگر قصد کنی بفہمی۔ ولیکن ہر دو یعنی جوہر وعرض در حوادث اطلاق کرده شوند۔ واسماء وصفات حق سبحانہ توقیفی ہستند یعنی بواقف گردانیدن شارع متوقف آمدند وازیں غیر کہ شارع از و خبر داده گفتہ نشوند اگرچہ در حد خود بحصر نیامدند۔ پس اطلاق آں ہر دو یعنی جوہر وعرض در ذات وصفات واسمائی حق سبحانہ جائز نیست۔ یا قیام عرض بجوہر خود کہ ایں جوہر از وموجود دیگر است بطور مجاز باشد بخلاف قیام حقیقی کہ او چنانست کہ گذشت۔ پس ایں عرض کہ با آخر خود قیام مجازی دارد ہم درحال موجود وواقع است نہ زائد بلکہ در حقیقت خود مغائر کہ عینیتش متحقق نمیشود۔ پس ایں مجاز متحقق نمیشود مگر اینکہ متضمن باو چیزی باشد کہ در موجود آخر بقیام حقیقی است وہمو است استعداد او برائے قیام نسبت باو۔ وآں آخر کہ موجود دیگر است بجوہر تعبیر کرده شود۔ وہم محل وجائی قیام عرض است فقط۔ پس مجاز بمرتبہ قدیمہ ثابت نشود ؞

اصل ہر آئینہ معنی مصدر کہ او صفت است کہ از فعل فاعل او بر وا البتہ آگہی کرده آید از انکہ آں معنی مصدر انتزاع فعل را منشا ہست کہ نشو فعل از انجا است پس آں معنی مصدر قوت واستعداد است با نفعال خود در فاعل فعل یعنی قوت واستعداد بفعل در آمدن وبکار پذیرفتن خود است در فاعل فعل۔ ونیز قوت واستعداد است برائے افعال فاعل با نفعال یعنی برائے کار کردن فاعل بواسطہ قوت انفعال معنی مصدر۔ حاصل آنکہ معنی مصدر قوتے

اصل ذکر کیفیة معنی مصدر

اصل کیفیت معنی مصدر کہ تعریف ومراتب وتقدم وتاخرش بر فعل در وی مذکور است ؞

ولا يقتضي نفيًا بمقابلته الا سلبًا فالثبوت هو بموضعٍ خارجًا بمقابلةِ سلبه عن موضعٍ فالثبوتُ بديهيٌ ❊

اصل ان العدمَ لضدُّ الوجودِ فلا يقتضي الوجودَ ولا يجتمع به فنبنيٌّ عليه من معدومٍ حقيقيٍ او حكميٍ ش الحقيقي بعدم لاحقٍ والحكمي بعدمٍ سابقٍ هر ملتزمًا بوجودِ حادثٍ من جهةِ حدوثه لا منتزعَ منه لان الانتزاعَ لنفي اتحادٍ فالعدم نظريٌّ ❊

اصل ٩ إن النفيَ لا يجري على عينٍ ثابتٍ وش الواو حالية لبيانِ حالتِ الثبوت وحكمته نفي ضمن الثابت عطفا هر الثبوتُ المبنيُّ عليه منه ثابتٌ ولا على عدمٍ فقط ش لانه عليهما غير معقول

اصل ٨ ذكر كيفية العدم

اصل ٩ ذكر كيفية النفي

ترجمه و این ثبوت بمقابلهٔ خود نفی را نمیخواهد مگر سلب را پس ثبوت آنکه او بموضعی باشد بطور خارج بمقابلهٔ سلب خود از موضع (یعنی ثبوت در خارج بموضعی است که سلبش بمقابلهٔ او از موضع هست یعنی بمقابلهٔ سلب یعنی ضد خود در خارج ثابت بدیهی آمده از انکه بر ثبوت از ثابت آگهی هست بنا برین در ضمن ثابت او هم ثابت است) پس معلوم شد که اینجا ثبوت که بر و از ثابت آگهی است بدیهی است ❊

اصل ٨ هر آئینه عدم البته ضد وجود هست پس وجود را نمی خواهد و نه با و گرد آید (که اجتماع ضدین منع هست) و او از معدوم حقیقی یا حکمی مبنی علیه است یعنی آگهی داده شده یا اینکه این عدم ملتزم آمده یعنی لازم شده هست وجود حادث را از جهت حدوث آن وجود نه از و منتزع است از انکه انتزاع و جدا گرفتن شیٔ از شیٔ هر آئینه در اتحاد آید (و در وجود و عدم متغایرت کلی هست بعد پس اتحاد چگونه بر آمد اللہ) وجود حادث را این عدم از جهت حدوث التزام یافته که حدوث را از عدم سابق و لاحق چاره نیست ـ معدوم حقیقی آن باشد که عدم با و لاحق بود یعنی بر بنایش پیوسته و با و بهم شده باشد ـ و حکمی آنکه در سابق او عدم یعنی عدم پیش او سبقت کرده بیشتش حکم عدم کرده شد ـ پس معلوم شد که این عدم (که بر و از معدوم حقیقی یا حکمی آگهی هست بالتزام وجود حادث) نظری است نه بدیهی ❊ اصل ٩ هر آئینه نفی بر عین ثابت و ثبوت بر و جاری نمی شود که از ان ثابت بر ثبوت که او هم ثابت نیست آگهی داده شده است پس در ضمن ثابت ثبوت هم ثابت است پس باعتبار بیان حالت ثبوت که وصف و حالش گذشت در ضمن ثابت حکمش

اصل ٨ کیفیة عدم و ضد او و آگهی بر و و تعریف معدوم حقیقی و حکمی و اینکه عدم نظری است ـ

اصل ٩ کیفیة نفی و ثبوت بتقدم و ذهنی و اثر متأخر او و اینکه نظری است کیفیة آگهی بر و و انکه نفی بر ثابت و ثبوت و عدم جاری نمی شود و اکثر بر ترتیب اثر متأخر ـ و انکه نفی بوصفی می شود نه بذات و نه بوصف منطبق العین

لكنه يجري على ترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كان صالحا
لترتبه بانتزاعه منه في خارج شبها الصنعة أولا حاصل
صفة ورتي وهو موقوف الحكم للاثر ش فان لم يحصل
لا يمكن حكم النفي للاثر م من ثبوت متقدم خارج ش اعلم
ان ترتب اثر متاخر فعين ثابت وان لم يترتب فعدم
فان النفي لترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كما هو
المذكور حصرا الا من غيره م فيقتضي الثبوت قبله
لا بمقابلته خارجا فمنبئ عليه من منفي ملتزما بثبوت
ما ثبت ش اي ثبوت حاصل ما ثبت م فالنفي نظري فاعلم ان
النفي بالوصف هو مخبر به لا بالذات فهي مخبرة عنها اذ هي ثابتة

ترجمہ ولیکن از ثبوت ذہنی اثری کہ پس ترتب شود بران ترتب اثر این نفی جاری می شود۔ خواہ این ثبوت ذہنی صلاحیت داشتہ باشد ترتب اثر را بانتزاع و اخذ او از آن ثبوت ذہنی در خارج بطور شبہ برائے صنع اثر یا نداشتہ شد۔ یعنی این ثبوت ذہنی را برائے ترتب اثر بانتزاع و اخذ او در خارج بغرض صنع بطور شبہ صلاحیت حاصل باشد یا نباشد۔ و اینکہ ثبوت ذہنی از ثبوتے کہ پیش ازین در خارج باشد ضروری حاصل باشد و آن ثبوت پیشین ثبوت متقدم است از ثبوت ذہنی۔ حالانکہ این ثبوت ذہنی برائے اثر موقوف الحکم است یعنی حکم نفی برائے اثر موقوف بر ثبوت ذہنی است و اگر این ثبوت ذہنی مذکور از ثبوت متقدم خارج حاصل نشود حکم نفی برائے اثر ممکن نشود۔ بدانکہ اگر اثر متاخر کہ پس ثبوت ذہنی است مترتب شد پس او عین ثابت ہست و اگر مترتب نشد پس عدم است۔ پس ہر آئینہ نفی برائے ترتب اثر کہ از ثبوت ذہنی متاخر و باز پس آمدہ چنانچہ او بطور حصر مذکور آمد نفی از غیر او ہست۔ و نفی ثبوت را قبل خود میخواہد نہ بمقابلہ خود در خارج۔ و این بیان تمامہ ہمان است کہ مصنف رح در اصل بحث ثبوت پیش ازین بر وجہ تفارق سلب و نفی از و وعدہ ذکر فرمودہ فاعلم واحفظہ۔ پس نفی از منفی مبنی علیہ است یعنی خبر از منفی الٰہی دادہ شدہ و اینکہ ملتزم آمد بثبوت یعنی ثبوت لازم شدہ کہ آن ثبوت حاصل است از آن چیزی کہ ثابت شدہ ہست۔ پس معلوم شد کہ این نفی کہ مراد از منفی الٰہی ہست بالتزام خود بہ ثبوت کہ حاصل ہست از ثابت نظری است نہ بدیہی۔ و بدانکہ ہر آئینہ این نفی از وصف یا کہ او مخبر بہ ہست یعنی باو کہ خبر دادہ شود نہ از ذات یا شد کہ او مخبرہ عنہا ہست یعنی بنسبت او خبر دادہ شدہ۔ از انکہ ذات ثابت ہست و نفی از ثابت نمی شود کہ خلاف بداہت و عقل است

ولا بالوصفِ المنطبق بالذات عيناً اذ هو مع الذات عينٌ ثابت + اصل - ان السلب لا يجرى الا على ثبوتٍ الذي هو مبنيٌ عليه من ثابت ويقتضيه قبله وبمقابلته خارجاً فالسلب هو عن موضعٍ بمقابلة ثبوتٍ بموضعٍ خارجاً فمبنيٌ عليه من مسلوبٍ ملتزماً بثبوتٍ مما ثبت ش اى بثبوت حاصلٍ مما ثبت م فالسلبُ نظريٌ - اصل ان الواضعَ بالتخصيص ش شيئاً لشيءٍ حال الوضع م لتحقق دلالةٌ ش من شيءٍ على شيءٍ م ليقتضى دلالةً استلزاماً والدلالةُ لا توجد الا بالوضع ش المعرّفِ على وصفِ التخصيص م اصل ان اللفظ بالوضع الدالِ ان اعتبر فيه دلالةٌ على معنى مفرد فهو كلمة ولو كان مركباً على اصل معنىً فان دل على معنى اى مفردٍ اقام بنفسه ولم يفهم به تقيد زمانٍ كالذات فهو اسمٌ

اصل ذکر کیفیۃ السلب

اصل ذکر کیفیۃ الوضع

اصل ذکر کیفیۃ اللفظ

ترجمہ ونہ نفی از وصفی باشد کہ باذات منطبق بعین باشد ازانکہ او باذات عین ثابت است وثابت نفی نہ کردہ شود۔ ماحصل وصفیکہ از ذات منطبق بعین باشد در ثابت ہمچو ذات است ونفی از عوارض باشد نہ از ذات ونہ از وصفیکہ باذات منطبق بعین باشد چراکہ ذات بحث کردہ نشود مگر از عوارض + اصل ہر آئینہ سلب جاری نمیشود مگر بر ثبوتیکہ او مبنی علیہ از ثابت است یعنی از ثابت بروآگہی ہست۔ وایں سلب ثبوت را در خارج بیش از خود میخواہد بمقابلہ خود۔ پس سلب آنست کہ او سلب است از موضع بمقابلہ ثبوت کہ او در خارج است بموضعی۔ وایں سلب از مسلوب مبنی علیہ ہست یعنی از مسلوب بروآگہی است۔ وآں ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ است ثبوت را کہ او از چیزی حاصل ہست کہ ثابت آمدہ۔ پس سلب معلوم شد کہ نظری ہست نہ بدیہی چراکہ از مسلوب بروآگہی است وبا اینکہ او بہ ثبوت ملتزم آمدہ کہ از ثابت بروآگہی حاصل است۔ اصل ہر آئینہ وضع کہ خاص کردن چیزی برای چیزی است تا دلالت از چیزی بچیزی ثابت ومتحقق شود واین وضع دلالت را البتہ بطور استلزام میخواہد ای ہمچو لازم گرفتن۔ بانیوجہ کہ دلالت نیافتہ شود مگر بانیوضع۔ پس این وضع بنابر وصف تخصیص معرف ہست یعنی خاص کردن چیزی بچیزی معرفت حاصل کردہ معرفہ کردہ شد وہمین است کہ بلام تعریف اینجا آوردہ شد + اصل ہر آئینہ لفظی کہ بنابر وضع دلالت کنندہ است چون در و دلالت بر معنی مفرد اعتبار کردہ شود پس آن کلمہ ہست اگرچہ آن لفظ بر اصل معنی مرکب باشد۔ واگر دلالت کند بر معنی مفرد

اصل کیفیۃ سلب واگر بر ہو اینکہ نظری است ونعر لیفش والتزامش

اصل ذکر کیفیۃ تحقیق وضع ودلالت ولزوم فیما بین تخصیص ووضع۔

اصل ذکر کیفیۃ تحقیق وانقسام او وحدو کلمہ اسم وفعل وحرف وکلام مشبہ مع دلالت معنی وتحقیق تمام بجمیع

وان دلّ علی معنی قائمٍ بالغیر اصلاً وفهم به تقیید زمانٍ کالوصف الواقع فهو فعلٌ وان دلّ علی معنی قائم بالغیر عرضاً ولم یفهم به تقیید زمانٍ کالابتداء والانتهاء فهو حرفٌ فان اشترک اللفظ بالمعنیین ش ای بمعنی فعلٍ وبمعنی اسمٍ کالفاعل والمفعول فهو صفةٌ مشبهةٌ ش باسمٍ ولذا قد یجرد لواحد منهما ولمّا کان الوضع مقتضی الدلالة والدلالة موجودةً بالوضع فلا یمکن ان الوضع لیس بدالٍ وما هو لا یدل فخرج من الوضع وان اعتبر فیه دلالةٌ علی معنی مرکبٍ فهو کلامٌ ولو کان مفرداً علی اصل لفظٍ + اصل ان الاسم قد یکون معرفةً وقد نکرةً اصلاً فالنکرة قد تعرّف او تخصّص عرضاً والفعل والحرف هما وصفان قائمان بغیرهما لذا کانا نکرةً اصلاً فلیحکمان معرفاً او مخصصاً عرضاً علی حکم ما قام به +

اصل ۱۲ ذکر کیفیته الاسم والفعل والحرف +

ترجمه واگر دلالت کند بر معنی آنکه بطور اصل قائم بغیر است یعنی از خود بغیر قائم است و تقیید زمان بدو دانسته شود همچو وصف واقع یعنی وصفی که واقع شده است پس او فعل است - واگر دلالت کند بر معنی مفردی که قائم بغیر است بطور عرض و قید وقت بدو دانسته نه شود همچو ابتدا وانتها پس او حرف است - واگر لفظ بدو معنی ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مشترک آمده باشد چون فاعل ومفعول پس او صفت مشبه است یعنی صفتی است که باسم مشابهت گرفته - وازین سبب گاهی از هر دو معنی به یکی مجرد شود و تنها کرده آید وهرگاه که وضع دلالت را مقتضی باشد یعنی خواهنده - و دلالت موجود باشد یعنی یافته شود با وضع - پس ممکن نباشد که وضع دال یعنی دلالت کننده نباشد یعنی رهنما - وآنچه که او دلالت نکند یعنی رهنما نباشد پس او ازین وضع خارج شد - و چون در و دلالت بر معنی مرکب اعتبار کرده شود پس او کلام است اگرچه بر اصل لفظ مفرد باشد - اصل ۱۳ - هر آئینه اسم گاهی معرفه باشد و گاهی نکره بطور اصل و این نکره بطور عرض گاهی معرفت یا خصوصیت داده شود و فعل و حرف که هر دو وصفانند که با غیر خود نا قائم اند البته هر دو بطور اصل نکره هستند - پس هر دو از روی تعریف یا تخصیص حکم کرده شوند بطور عرض بر حکم ما قام به یعنی بر بنای حکم چیزی که آن هر دو بطور عرض بدو قائم اند حکم کرده شوند +

اصل کیفیته ... [illegible]

اصل ۱۴ ذکر کیفیة الصفة

اصل ۱۵ ذکر کیفیة الاسناد

اصل ۱۴ ان الصفة تكون عينًا للذات من وجه قيامها الحقيقي بها فبها الاخبار اثباتًا او نفيًا فقد تكون عينًا منطبقًا بالذات ش كالوجود هر فلا يمكن نفيها للزومه نفي الذات وعنها الاخبار

اصل ۱۵ ان الاسناد هو اقامة ش على المجاز هر شئ بشئ نوعان ش احدهما الاسناد هر الحقيقي وهو بقيامه الحقيقي بمسند اليه ولزمه التنكر بمسند به اصلًا فيحكم معرفًا او مخصصًا على حكم مسند اليه عرضًا و ش ثانيهما الاسناد هر المجازي وهو بقيامه المجازي بمسند اليه ولكن الاسناد المجازي لا يتحقق الا بان يتضمنه ما بالاسناد الحقيقي فهما يصحان في المعرفة بالاصل

ترجمہ اصل ۱۴ هر آئینه صفت برائی ذات عین باشد بوجه قیام حقیقی خود بذات پس بدو هست اخبار بطور اثبات یا نفی یعنی خبر دادن اثبات ونفی بصفت است وبس. وگاهی این صفت عین باشد منطبق بذات چون وجود. پس نفی این صفت نمی تواند بود بسبب لزومش نفی ذات را یعنی این صفت با ذات چنان منطبق بعین باشد که نفی این صفت نفی ذات لازم آرد. پس بسبب لزوم نفی صفت نفی ذات را نفی این صفت ممکن نباشد حالانکه اخبار از ذات هست یعنی از ذات خبر داده شود بواسطهٔ صفت از انکه ذات خود بحث کرده نشود مگر بعوارض پس اخبارش ازو بعوارض وصفات باشد وازان صفات هم بذات منطبق بعین باشد چون کل صفات خبر داده شود لاکن این صفات که بطور عین منطبق بذات شده اند نفی کرده نشوند مثل دیگر صفات که ازانها اثبات ونفی هردو کرده آید.

اصل ۱۵ هر آئینه اسناد که او قائم کردن چیزی بچیزی است بنا بر مجاز. او بر دو قسم است یکی ازان هردو اسناد حقیقی است واو بمسند الیه بقیام حقیقی خود باشد. واورا نکره بودن لازم است با مسند به بطور اصل یعنی مسند به که فعل وصفت باشد چو اسناد بدو کرده شود بسبب لزوم اسناد بمسند به که در اصل خود نکره است اسناد حقیقی را نکره بودن نیز بدو لازم است. پس بنا بر قیام حقیقی حکم کرده شود بر حکم مسند الیه از روی تعریف یا تخصیص بطور عرض. و دوم ازان هردو اسناد مجازی است واو بمسند الیه بقیام مجازی خود باشد ولیکن اسناد مجازی ثابت ومتحقق نباشد مگر بانکه متضمن باشد بدو چیزی که با اسناد حقیقی است. پس هردو یعنی اسناد حقیقی ومجازی صحت می

اصل ۱۴ کیفیة اخبار صفة بنفی واثبات بوجه قیام حقیقی وعینیت ذات وبیان صفت منطبقه بذات وعدم امکان نفی ازوی

اصل ۱۵ کیفیة اسناد قیاما وحدا و ولزوم تنکیر با حقیقی وتعریف وتخصیص بعرض مع امثال وتفصیل وحد تحقیق وتخصیص وتنکیر ومعرفه وتعریف معرف ومنکر تخصیص منکر وتخصیص معرف ونقل منکر مخصص بوصف یا باسم وبحرف

ش كالعلم م من جهةٍ لا في المنكر لاهمالهما الا
بتخصيصه بالعرض ش كما باسمٍ او بحرفٍ او بقرينةٍ
م من جهتين فضرورة التخصيص لا بد منه استقامةً
للمعنى فقرينةٌ كافيةٌ فينتبها الاسناد حتى يجرّها الى ان
يستقيم المعنى به فكانا مفيدين لثبوتهما في حدّهما
ش فمثال الحقيقي في معرفةٍ بالاصل من جهةٍ زيدٌ قائمٌ
والمجازي غلامُ زيدٍ - ومثال الحقيقي في المخصص بالعرض
من جهتين فبا سم هذا الرجلُ قائمٌ وبحرفِ الرجلُ قائمٌ -

ترجمه چون علم که در اصل معرفه است همیں جهت معرفت او را سند هست - نه در منکر یعنی در منکر هر دو اسناد صحت نمی یابند و راست نیاید بسبب اهمال آن هر دو یعنی هر دو در خصوصیت مهمل افتند مگر بخاص کردن منکر بعرض از دو جهت چنانچه باسم یا بحرف یا بقرینه - از آنکه حکم قیام بر ما قام به آمده است پس عرض، آنکه عارض است در حکم تخصیص یا تعریف هست لهذا آن منکر را بعرض خاص کردن از دو جهت در صحت پذیرفتن اسناد ضروری است پس ضرورت تخصیص که از و چاره نیست برای استقامت معنی قرینه تخصیص کافی است و آن قرینه را اسناد نشو می آرد یعنی پیدا میکند تا آنکه می کشد آن تخصیص منکر را بسوی آنکه بدو معنی استقامت می یابد - پس آن هر دو اسناد مفید شوند برای ثبوت خود ها در حد خود ها - پس مثال اسناد حقیقی در معرفه باصل از جهتی چون زیدٌ قائمٌ است یعنی زید استاده است - که اسناد قیام با زید که معرفه باصل است اینجا حقیقتاً از جهتی صحت یافته است - و مجازی غلامُ زیدٍ است یعنی غلام مملوک خاص برای زید است - اینجا اسناد غلام بزید بتضمن ملکیت زید که در او اسناد حقیقی است هم از یک جهت صحت یافته - و مثال اسناد حقیقی در مخصص بعرض از جهتین - یعنی اسناد حقیقی در نکره که بعرض اسم یا حرف یا قرینه خاص کرده شده است از دو جهت صحت اسناد گیرد این است پس چون باسم هذا الرجلُ قائمٌ

ای این مرد قائم است - و بحرف الرجلُ قائمٌ یعنی مرد

خاص ایستاده است -

امثال اسناد حقیقی و مجازی در معرفه و نکره مخصص

وبقرينة رجلٌ قائمٌ والمجازي هذا الغلامُ للرجلِ والغلامُ لرجلٍ وغلامُ رجلٍ فالمقصودُ في الكلامِ بالاسنادِ المخصص بقرينة من هو قائمٌ ومن هو مملوكٌ لرجلٍ مالكِه لا الجنسيةُ فتعلّق العلم بالمعلوم بوجه الذي لا يزيل العمومَ فالتعريف تعيينٌ من حيث الذات فلا يقبل التعميمَ اصلا والمعرَّف منه والتنكيرُ تعميمٌ من حيث الوصف فلا يقبل التعيينَ اصلا فالمنكّر منه والتخصيص تعيين يقتضي العمومَ بمقابلته لا يزيله فتعريف المعرَّف تاكيدٌ وتعريفُ المنكّر مهملٌ لاقتضائه التعميمَ اصلا فالتعارضُ ولكن جاز تخصيصُه لاقتضائه العمومَ

ترجمہ وبقرینہ رجلٌ قائمٌ بجواب قرینہ من ہو قائمٌ یعنی بجواب کسی کہ پرسید کیست کہ او استادہ است گفتہ شد مرد استادہ است۔ ودریں ہر سہ امثلہ اسنادِ حقیقی از دو جہت صحت یافتہ۔ ومثال اسنادِ مجازی در مخصص مذکور اینست چوں باسم هذا الغلامُ للرجلِ یعنی ایں غلام برائ مرد است ومحرف و الغلامُ لرجلٍ یعنی غلام خاص برائ مرد است۔ وبقرینہ غلامُ رجلٍ بجواب قرینہ من ہو مملوکٌ لرجلٍ مالکہ یعنی کیست او کہ ملک کردہ شدہ برائے مردی کہ مالک اوست گفتہ شود غلامُ رجلٍ یعنی غلامِ مرد است۔ ودریں ہر سہ امثلہ ہم اسنادِ مجازی از دو جہت صحت پذیرفتہ پس مقصود دریں کلام باسناد کہ بقرینہ خاص کردہ شدہ بقرینہ من ہو قائمٌ است یعنی کیست کہ او قائم است وبقرینہ من ہو مملوکٌ لرجلٍ مالکہ است یعنی کیست کہ او مملوک است برائے مردی کہ مالکِ اوست۔ پس مقصود دریں کلام ازیں قرائن تخصیص است نہ جنسیت کہ تخصیص را نشاید ولسبب تنکر اسناد مہمل گردد۔ پس علم با معلوم بایں وجہی متعلق شد کہ عموم را آنوجہ زائل نمیکند پس حاصل آنکہ تعریف تعیین است یعنی مقرر کردن است از حیثیتِ ذات پس تعمیم را آں تعیین از رو اصل نمی پذیرد واز وست ایں معرَّف۔ وتنکیر تعمیم است یعنی عام کردن است از حیثیتِ وصف پس تعیین را در اصل خود آں تعمیم نمی پذیرد۔ وایں منکّر ہم از وست۔ وتخصیص تعیینی است کہ عموم را بمقابلہ خود میخواہد واو را زائل نمیکند آں تعیین۔ وتعریفِ معرَّف تاکید است۔ وتعریفِ منکّر مہمل است ازانکہ خواستِ او تعمیم را از رو اصل است۔ پس تعارض پیدا می شود درمیانِ تعمیم وتعریف۔ وتعمیم کہ اصل از منکّر است تعریف را رفع نمودہ مہمل گرداند۔ ولیکن تخصیصِ منکّر جائز است بنابر خواستِ او عموم را۔

حد تعریف وتنکیر وتخصیص ومقصود تعریف معرف وتخصیص معرف ومنکر

م وتخصیصُ المعرّفِ یُشیرُ الی زوالِ اقتضائه ش ای لا یقبل التعمیمَ اصلاً م عرضاً ش تمییزٌ من الزوال ای بعرض التخصیص م فیقبلُ التعمیمَ لا اصلاً ش تمییزٌ من الزوال ای لا یشیر الی زوالِ اقتضائه من اصله م وتخصیص المنکر یُشیر الی زوالِ اقتضائه ش ای لا یقبل التعیینَ اصلاً م عرضاً فیقبل التعیین لا اصلاً ش شرح الممیزین کما تبیّن م ولا یفرق فی وجه المقصود من التعریف والتخصیصِ ولکن فیهما اشارةٌ الی اقتضائهما وفیهما مطلبٌ آخر هو تعیینٌ فی حد ذات المعرّف وتعمیمٌ فی حد وصف المنکّر ش ینظر اهلُ النظر فی محلهما م ویجوز نفیُ المنکّرِ المخصّصِ بالوصف عن نفسه ش اذ نفیُ الوصف جائزٌ والمنکّرُ المخصّصُ شاملٌ به م

ترجمه: وتخصیصِ معرّف اشارت میکند سوئ زوالِ خواستِ او بطورِ عرض و خواستِ معرّف آنست که تعمیم را نمی پذیرد و این زوالِ خود و آن زوالِ خواستِ معرّف بعرضِ تخصیص است که ازین اشارت رفته پس تعمیم را می پذیرد این معرّف بطورِ عرض بسبب تخصیص نه بطورِ اصل یعنی بسبب تخصیص خواستِ خود را از اصلِ خود نمیگرداند بلکه بطورِ عرض بسبب عرضِ تخصیص که بدین زوال اشارت میکند. پس در تخصیصِ معرّف قبولِ تعمیم عارضی است و عدم قبولِ تعمیم اصلی است. وتخصیصِ منکر اشاره میکند سوئ زوالِ خواستِ خود بطورِ عرض. و خواستِ منکر آنست که تعیین را نمی پذیرد از روئ اصل. واین زوالِ خواستِ منکر بعرضِ تخصیص است که ازین اشارت رفته. پس منکر ازین تخصیص تعیین را می پذیرد بطورِ عرض نه بطورِ اصل یعنی خواستِ خود را از اصلِ خود ازین تخصیص زائل نمی گرداند بلکه بطورِ عرض بسبب عرضِ این بدین زوال اشارت می کند. پس در تخصیصِ منکر قبولِ تعیین عارضی است و عدم قبولِ تعیین اصلی. واز تعریف و تخصیص در وجهِ مقصود فرق کرده نمیشود ولکن در هر دو اشارتے است سوئ خواستِ هر دو. و دراین اشارت مطلبی است دیگر و آن تعیین است در حد ذاتِ معرّف و تعمیم است در حدِ وصفِ منکر که در محلِ هر دو اهلِ نظر بهبیند نه هر کس. و نفیِ منکر مخصّص بوصف از نفسِ او جائز است زانکه نفیِ وصف جائز است و منکر که خاص کرده شده بوصف شامل بدو است پس از نفسِ منکر که مخصّص بوصف است

لا شئ يجوز نفي المنكر المخصص بالاسم والحرف اذ هما المعرفة بالذات في ثابت شئ ولا نفي عن نفس ثابت

اصل [16] ان معارض الثابت يأول بما لا يعارضه الثابت لتقدمه على المعارض والا الثابت باطل وكيف بطلانه۔

اصل [17] - ان نفيا بضد ثابت باطل شئ اذ لا يجري نفي بضد ثابت على ثابت فعدم والعدم لا يحكم فباطل وبمخالفه شئ اي ثابت ما ول شئ اذ له الوجود فيحكم بتاويل بما لا يعارض ثابتا فلنتأمل في الضد والتخالف فيصيب ان شاء الله تعالى - اصل [18] ان الامر طلب لترتب اثر جائز امكان من ثبوت ذهني صالح له حاصل من ثبوت متقدم خارج معلوم شئ امر ومامورا۔

ترجمه ونفی منکرے کہ باسم وحرف مخصص یعنی خاص کردہ شدہ است جائز نیست از آنکہ آں ہر دو در ثابت ہمچو معرفہ بالذات اند - ونیست نفی از نفس ثابت یعنی از نفس ثابت نفی نیاید - اصل [16] ہر آئینہ معارض ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ آں ثابت را معارض نباشد نہ ثابت تاویل کردہ شود کہ او بر معارض تقدم وپیشی یافتہ است ورنہ ثابت باطل است وبطلان او چگونہ می شود کہ از پیشتر ثابت آمدہ۔

اصل [17]: ہر آئینہ نفی کہ ضد ثابت است نقیض باطل است از آنکہ آں نفی بر ثابت جاری نمی شود پس آں نفی عدم است وعدم حکم کردہ نہ شود پس باطل آمد - ونفی کہ بمخالف ثابت است ماؤلی است از آنکہ برائے او وجود است پس بتاویل حکم کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نباشد - پس باید کہ در ضد و تخالف فکر کنی واگر خواست خدا تعالی است پس بر سی

اصل [18] - ہر آئینہ امر طلب است برائے ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ مترتب شدن جائز باشد ودر امکان بود - از ثبوت ذہنی کہ آں برائے ترتب اثر صلاحیت دارد وآں از از ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد - وایں ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم آمر ومامور باشد +

اصل [16] ذکر کیفیة معارض الثابت +

اصل [17] ذکر کیفیة النفی بالضد والمتخالف

اصل [18] ذکر کیفیة الامر

اصل [16] کیفیت در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت بسبب بطلان او -

اصل [17] کیفیت نفی بضد ونفی بتخالف وبطلان نفی بضد بسبب عدم اجرائی حکم بعدم واثبات نفی بتخالف وامکان تاویل او بنا بر وجود او وعدم معارضت ثبوت -

اصل [19] کیفیت تعریف امر بغیر [illegible] بسبب بودن دلیل ظاہر وعدم اختیار جواز ما مور و لغویت امر بغیر موجود معلوم وبر ممنوع امکان بنا بر طلب وترتب الیہ [illegible] تشریف خطاب براہ تاویل - وامتناع - امر برائی مجہول ثبوت متقدم [illegible]
[illegible]

حاصل من ثبوت متقدم خارج معلوم ش ناهٍ ومنهي ه ممن هو اهل للمنع ويقصده ولا يجوّز الجوز باختيار المنهي ولا دليل على استعلاء المنع وعدم استعلائه ظاهر + فممن هو لا يقصده تنبيه احتمالاً لامكان القصد لا المنع فالنهي عن عين موجود معلوم وعن ممنوع امكان منعا وترتبا لغو وقصدا ايضا ش اى ممنوع امكان قصد لغو ه لكنه قد يأول تشريفا بالخطاب وعن مجهول ثبوت متقدم خارج موجودا او معدوما ممتنع فالنهي به نظري + اصل ۲۰ ان الخلاف خلافه ش الضمير الى الخلاف اى وجود غير مثله وليس بضده فيقتضي وجودا غير مثله ه وليس بعكسه فيوجدان في محل واحد +

اصل ۲۰ ذکر کیفیة الخلاف

ترجمه واز ثبوت متقدم حاصل شده باشد - واین ثبوت که در خارج متقدم از ثبوت ذهنی است معلوم ناهی ومنهی باشد یعنی آنکه منع کننده است وآنکه منع کرده شده است با ودانسته باشد - پس این منع ترتب از آن کسی است که او برای منع آن اهلیت داشته باشد درحالیکه قصدش بدارد - واین نهی برا منهی یعنی نهی کرده شده جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی نهی را بعد اجرای نهی اختیار نیست در جواز تعمیل - وبرای استعلا منع یعنی بر غلبه آن وبر استعلا نبودن آن از روی ظاهر دلیلی ثابت نیست - پس از آن کسیکه او منع ترتب اثر را قصد نمیکند این نهی تنبیه است برای قصد نکردن بنا بر احتمال برای امکان قصد یعنی تنبیه از این احتمال است که ممکن است که قصد کند وباز نماند لهذا این نهی در صورت برای قصد نکردن آگهی است نه برای منع است - پس نهی از عین موجود معلوم واز ممنوع امکان که از روی منع وترتب است یعنی آنکه منع وترتبش غیر ممکن ومحال است لغو باشد واز ممنوع امکان قصد یعنی آنکه قصدش غیر ممکن ومحال است نهی او نیز لغو باشد اگر باشد در آن قصد گاهی تاویل کرده شود چنانچه ماتن فرموده لاکن آن قصد که ممنوع امکان است از روی تشریف بخطاب گاهی از و تاویل کرده شود - ونهی از مجهول ثبوت متقدم خارج که از راه موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی ثبوتیکه در خارج متقدم است ومجهول ناهی ومنهی که ثبوتش خواه از موجودش بود یا از معدومش نهیش ممتنع است - پس نهی با آن نظری است + **اصل ۲۰** هر آینه خلاف خلاف خلاف است یعنی وجود دیگر غیر مثل او باشد ای مثلش نباشد - وبضدش نباشد پس وجود دیگر خواهد غیر مثل خود - واین خلاف که خلاف خلاف است عکس خلاف نیست - پس این هر دو خلاف در محل واحد یافته شود

اصل ۲۱ - ان المعارض بالخلاف یأوّل وبالضد لا ش
یأوّل - هر لان الخلاف یقتضی وجوداً غیر مثله بمقابلته فیسع
تاویله والضد لا فلا ش ای لا یقتضی وجوداً غیر مثله
فلا یسع التاویل هر فلزم التساقط +

اصل ۲۲ - ان العکس وجود مثله فی العکس +

اصل ۲۳ ان الوجود الخارج ماهو المصداق لما فی علم
متقدماً منه ش ای المصداق متقدماً مما فی علم ای الشبه
هو معلوم هر او متاخراً ش ای المصداق متاخراً مما فی علم
ای الشبه هو مصنوع هر حسیاً او غیره +

اصل ۲۴ ان الوجود الذهنی فی حصوله موقوف علی مصداقه
المتقدم فلیس مستقلاً فی وجوده ولا بمصداق

ترجمه اصل - هر آئینه معارض که بخلاف هست تاویل کرده شود - و معارض که بضد است چنین نیست
یعنی او را تاویل نیست از آنکه خلاف وجود غیر مثل خود بمقابله خود میخواهد پس گنجایش دارد تاویل وجود غیر مثل را
و ضد در مقابله خود وجود غیر مثل خود که ضد او باشد نمیخواهد یعنی ضد ضد را نمیخواهد پس تاویل را گنجایش ندارد و
تساقط لازم آید + اصل ۲۲ هر آئینه عکس وجودی است مثل او در عکس -
اصل ۲۳ - هر آئینه وجود خارج آنچه که او مصداق باشد متقدم یعنی تصدیق کننده چنین که
پیش شونده باشد برائے آنچه که در علم است یعنی این وجود خارج مصداق است متقدم
از آنچه که در علم است که او شبه است از آن مصداق که او معلوم متقدم است - یا این وجود
خارج مصداقی متاخر باشد حسی یا غیر حسی از آنچه که در علم است که شبه مصداق
متقدم است - و این مصداق که متاخر است مصنوع است از آن شبه که در علم
از مصداق متقدم حاصل آمده پس از وبصنع در آمده مصنوع شد +
اصل ۲۴ هر آئینه وجود ذهنی در حصول خود موقوف بر مصداق متقدم خود
است پس در وجود خود مستقل نیست و نه این مصداق است از آنکه مصداق در
وجود خود خارج مستقل باشد +

اصل ۲۱ ذکر کیفیة المعارض بالخلاف

اصل ۲۲ ذکر کیفیة العکس

اصل ۲۳ ذکر کیفیة الوجود الخارج

اصل ۲۴ ذکر کیفیة الوجود الذهنی

اصل ۲۱ کیفیت تعارض و اقسام او مع تاویل و عدم تاویل

[illegible]

اصل ۲۳ کیفیت وجود خارج و اقسام او مصداق متقدم و متاخر و تعریف هر دو مع دلائل

اصل ۲۴ کیفیت حصول وجود ذهنی و اعتبار توقف او بر مصداق متقدم [illegible]

ولذا يمكن ان يقال ليس للذهني وجود اى وجود مستقل و ان يقال للذهني وجود اى وجود غير مستقل فان يفهم كذا فلا نزاع والا فالقولان باطلان وعلم من هذا ان الذهني فى حال معلوميته خارجي لانه مصداق متقدم لما فى علم له ش اى للذهني هو مصداق متقدم فى علم آخر له م ولا يحصل الذهني ان كان مصداق متقدم معدوما لا متاخر

اصل ۲۵ ان الوجود البديهي ما تحقق وجوده واقعا حسيا او غيره وان لم يكن غير حسي بديهيا فما اطلق على انتزاعي منه ش اى قولهم ان البديهي ما يدرك بنفسه والنظري ما يدرك بدلالة فحسي بديهي وغير حسي نظري فيقول الحزين ان نظرت فى تعريف النظري وجدته بعرض دلالة وتفكر كما قالوا توقف ادراكه على دلالة وتفكر فقط

ترجمه وازیں رو ممکن است گفته شود که برای ذهنی وجودی نیست یعنی مستقل نیست و آنکه گفته شود ذهنی را وجودی است یعنی غیر مستقل پس اگر همچنین که گفته شد فهمیده شود در و نزاعی نیست ورنه پس هر دو قول باطل اند۔ وازیں دانسته شد اینکه ذهنی در حال معلوم شدن خود خارجی است از آنکه این ذهنی مصداق متقدم است برای آنچه که در علم است که برای ذهنی این علم آمده یعنی این علم آخر که برای ذهنی است ازیں علم آخر ذهنی مصداق متقدم واقع شده۔ واین وجود ذهنی حاصل نباید اگر مصداق متقدم معدوم باشد نه مصداق متاخر یعنی این وجود ذهنی برای حصول شئ خود موقوف بر مصداق متقدم است نه بر مصداق متاخر پس بی وجود مصداق متقدم حاصل نباید بلکه در حصول شئ باو محتاج است لهذا در صورت معدوم شدن معدوم باشد۔ و برای مصداق متاخره او را احتیاجی است و نه برو موقوف است + اصل ۲۵ هر آئینه وجود بدیهی آنکه وجودش از روی واقع بطور حسی یا غیر حسی متحقق آمده۔ واگر غیر حسی بدیهی نباشد پس بر وجود انتزاعی که از غیر حسی است چه گفته و اطلاق کرده شود۔ یعنی قول آنان اینکه بدیهی آنست که بنفس خود ادراک شده باشد۔ و نظری آنکه بدلالت ادراک شود۔ پس حسی بدیهی است و غیر حسی نظری۔ و میگوید این حزین که در تعریف نظری اگر تو نظر کنی نظری را بعرض دلالت و تفکر بیابی یعنی موقوف بعارض شدن اینها او را بیابی چنانچه گفتند که ادراکش بر دلالت و تفکر موقوف آمده و بس

اصل ۲۵ ذکر کیفیة الوجود البدیهی +

اصل ۲۵ کیفیت بدیهی مع تعریف و تقسیم او و اقوال دیگر آن که نقل او است و نظر بر آن مع دلائل +

لکن ماهیة التی توقف ادراکها علی دلالة فی تحقق وجودها
واقعةً بذاتها کما هی وان یحصل نظری آخر کانتزاع من
النظری الاول ای غیر حسی وشرط ان نظریا لا یحصل الا ببدیهی
علی قولهم فما الحکم علی الاول ولا یمکن حکم البداهة والنظر
علی حقیقة واحدة فما (استفهامیة) یحکم علی الوجود الانتزاعی من غیر
حسی ھ وان یشترط وجوداً واقعاً فغیر حسی فیه ش
ای داخل فی البدیهی لوجوده الواقع ھ اصل ۲۶ ان الوجود
النظری ما هو بانتزاعه فی علم ش وحال الانتزاع او صفته ای
لیس بخارج من علم فلیس بواقع ھ حکماً عقلیاً فاذا تحققت
انتزاعیته خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو فی الحال
ش ای کائناً فی حال تحقق انتزاعیته خارجة من علم ھ بدیهی

اصل ۲۵ ذکر کیفیة الوجود النظری
اصل ۲۶ ذکر کیفیة الوجود النظری

ترجمہ لیکن ماہیتی کہ ادراکش متوقف است بر دلالت در تحقق وجود خود آں ماہیت بذات خود
[illegible] است چنانکہ او او است۔ پس نظری بنا بر توقف ادراکش بر دلالت ہمچو ماہیت وجود واقع
دارد وبذات خود چنانکہ او او است واقع بود کہ تفصیلش در اصل او عنقریب خواہد آمد آنجا نظری دیگر
اگر نظری دیگر چوں انتزاع از نظری اول کہ غیر حسی است حاصل کردہ شود حالانکہ بر قول شاں شرط آنکہ
کہ نظری حاصل نمی شود مگر بہ بدیہی پس چہ حکم است بر نظری اول کہ غیر حسی است بنا برین بر قول
شاں نظری اول کہ غیر حسی است بدیہی می شود و غیر حسی ہم بہ بداہت در آید۔ و حکم بداہت و
نظر بر حقیقت واحدہ امکان نیابد پس بر وجود انتزاعی از غیر حسی چہ حکم کردہ شود۔ واگر وجود
بدیہی شرط کردہ شود از روی وجود واقع پس غیر حسی در او است یعنی بسبب وجود واقع خود در
بدیہی داخل است۔ **اصل ۲۶** ہر آئینہ وجود نظری آنکہ او بانتزاع خود است از روی حکم عقلی کہ
آں انتزاع در علم است یعنی خارج از علم نیست پس واقع نیست۔ وچوں انتزاعیتش خارج از
علم متحقق شد پس آں انتزاعیت بوصف خود واقع آمد پس در آں حال او بدیہی است
یعنی بوقت ثبوت وتحقق انتزاعیتش خارج از علم بودنش ثابت بدیہی است۔

اصل ۲۶ کیفیۃ وجود نظری کہ انتزاعش در علم است [illegible] بذاتہ وخارج از علم بدیہی است [illegible] انتزاع ونسبۃ [illegible] باشد وبطور تحلیل

[illegible] نظری حالت قلیلہ است وقلیل بداہت است ومجتمع ہر دو نیاید با ثبوت ادلہ

هذا التعريف بذاته شرح اعلم ما قال في المتن فاذا تحقق وجود ما هو بانتزاعه خارجاً من علم فواقع بوصفه فهو في الحال بديهي بل قال ما قال ففيه نكتة اي ما هو بالانتزاع في علم حكما عقليا الى ان يتحقق انتزاعيته خارجة من علم نظري فاذا تحققت خارجة من علم فواعه بوصفها فهو في الحال بديهي لان منشاء الثبوت للنظر هو الانتزاع الحال بين المنتزع والمنتزع منه لا وجود المنتزع المتحقق ولكن لما تحقق فتحقق انتزاعيته خارجة من علم يجعله به بديهيا وكذلك بنسبة وانباء شرح مثلا ان الملك مفهوم انتزاعي من جهتين من مالك ومملوك فالى ان لا يتحقق خارجا من علم نظري فاذا تحققت انتزاعيته خارجة من علم فهو في الحال بديهي فهذا مثال للنسبة والانتزاع والانباء كلها في الجهتين ومثلا ان فعلا لانه ما مفهوم انتزاعي من جهة من صفة وذات

ترجمہ۔ ایں است تعریفِ وجود نظری کہ بذاتِ اوست۔ بدانکہ دریں تعریف نظری کہ گفتہ شد ایں نگفت کہ چوں وجودِ کہ او بانتزاع خود خارج از علم متحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال بدیہی است۔ لیکن گفت آنچہ گفت کہ درو نکتہ است یعنی آنچہ کہ او بانتزاع است در علم از روئے حکم عقلی تا آنکہ انتزاعیتش خارج از علم متحقق شود نظری است۔ وچوں خارج از علم متحقق شد پس بوصفِ خود واقع آمد پس او فی الحال اسے دراں حال بدیہی است ازانکہ منشاء ثبوت برائے نظر ہمو انتزاع است کہ درمیان منتزع و منتزع منہ حال است یعنی فرود آیندہ۔ نہ وجودِ منتزع متحقق۔ ولیکن چوں متحقق وثابت شد پس ثبوت وتحقق انتزاعیتش خارج از علم متحقق خروج از علم او را بدیہی گرداند۔ وہمچنین است نسبت وانباء۔ مثلاً آنکہ ملک مفہوم انتزاعی است از جہتین کہ از مالک ومملوک است پس تا آنکہ او خارج از علم متحقق نیاید نظری است وچوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس او دراں حال بدیہی است۔ وایں مثال است نسبت وانتزاع وانباء ہمہ اکہ درجہتین باشد۔ ومثلاً آنکہ فعل لازم کہ مفہوم انتزاعی از جہتی است کہ از صفت وذات

قالی ما لا یتحقق بنفسه من منتزع منه خارجا من علم نظری
فاذا تحققت انتزاعیته خارجة من علم فهو فی الحال بدیهی
فهذا امثال للنسبة والانتزاع والابناء کلها التحلیلی فللنظری
حالة قلیلة م فالنظری قبل البداهة ش ای اذا کان
الامر کما قیل فی النظری والبداهة فالنظری ثابت قبل البداهة
م فما استجمعهما ش الفاء لجزاء الشرط المحذوف ای اذا
کان الامر کذا ای النظری قبل البداهة - وما للاستفهام
للانکار فالحاصل ما من شیء استجمعهما ویمکن ان یکون ما
نافیة والمستتر الی ما هو بالانتزاع فی علم - هذا شامل لجواب
سوال متوهم من عبارة المتن ای النظری ما هو بالانتزاع
فی علم فاذا تحققت انتزاعیته خارجة من علم فواقعة
بوصفها فهو فی الحال بدیهی

ترجمه پس تا آنکه او از منتزع منه خارج از علم بنفس خود متحقق نشود نظری است و چون انتزاعیتش
خارج از علم ثابت شد و تحقق یافت پس او همان وقت بدیهی است - و این مثال است نسبت و انتزاع و ابنا
همه را که تحلیلی است پس نظری را حالتی است قلیل - و این نظری چنانکه در نظر و بداهت او گفته شد
قبل بداهت است یعنی ثابت هست و چون ثابت شد که نظری پیش از بداهت است فما استجمعهما
یعنی پس چیست که هر دو را گرد آورد و مجتمع کرد - این استفهام است انکاری از آنکه درین جمله
مذکوره حرف فا جزای شرط محذوف اذا کان الامر کذا است یعنی هرگاه که امر چنین هست
و حرف ما استفهام انکاری - پس حاصل مضمون جمله مذکوره آنکه ما من شیء استجمعهما یعنی
چیست از چیزها چه چیزی است که هر دو را مجتمع ساخت - خلاصه آنکه چون امر چنین است که نظری پیش از بداهت
است پس چه چیزی است که هر دو را مجتمع ساخت - و ممکن است که در جمله مذکور حرف ما نافیه باشد و
ضمیر مستتر در فعل استجمع راجع بسوی جمله بما هو بالانتزاع فی علم بود یعنی گردنیاورد هر دو را آنچه که او بانتزاع
است در علم - پس این عبارت شامل است جواب سوال را که متوهم از عبارت متن است باینطور که نظری آنکه
او انتزاعی است در علم و چون انتزاعیتش خارج از علم تحقق یافت پس بوصف خود واقع آمد پس او همان ساعت بدیهی شد

هو ان اجتمع النظري والبداهة شيءٌ واحد اي ما هو بلا انتزاع
في علم. فجوابه انما اذا كان النظري قبل البداهة فما اجتمعهما
هو على الاصل العلميات بديهيةٌ في حدها.

اصل - ان تعبير الخارج والذهني بوصفهما مع لحاظ العلم
بوجودهما. **اصل** - ان تعبير البديهي والنظري
بوصفهما بلحاظ وجودهما فقط ولو لا المجهولين.

اصل - ان التجدد لا يوجد بوجود الذي وُجد
لا بوجود الذي يتحد مجازا. ش تميزه من تجدد
الذي مصدر لفعله اي تجددا ومجازا. ش مثله
باتحاد مجازي لا حقيقتا. ش تميزه من تجدد الذي

ترجمه - اینجا این توهم پیدا آمد که نظری و بداهت هر دو جمع آمده شی واحد بر آمد یعنی نظری و بداهت
شی واحد است که جمع آورده و آن نیست یعنی آنچه که او با انتزاع است در علم هرگاه که او در علم نظری نامیده و چون
خارج از علم شد بدیهی گفتند پس شیء واحد را باعتبار محل نامش دیگر گفتند ورنه در خارج همان آمد که در علم بود پس
جوابش همین است که چون نظری پیش از بداهت ثابت شد فما اجتمعهما یعنی نظری و بداهت هر دو را
مضمون اینجمله آنچه که او با انتزاع است جمع نیاورده از آنکه نظری پیش از بداهت است و این پیشی و پسی
درمیان هر دو فارق است. و این قاعده مسلمه بر بنائی اصل است که علمیات در حد خود همه بدیهی هستند

اصل - هر آینه تعبیر خارج و ذهنی بوصف خودها با لحاظ علم است بوجود هر دو یعنی
تعبیر خارج و ذهنی بوصف ایشان هر دو است مع لحاظ علم بوجود هر دو.

اصل - هر آینه تعبیر بدیهی و نظری بوصف خودها بلحاظ وجود هر دو است فقط
اگرچه هر دو مجهول باشند یعنی تعبیر بدیهی و نظری بوصف همین هر دو است فقط بلحاظ وجود
هر دو اگرچه مجهول هر دو باشند و لحاظ علم درین هر دو درکار نیست.

اصل - هر آینه تجدد یافته نشود بوجودی که یافته شد مگر بوجودی که متجدد میشود از روی تجدد مجازی مثل
وجودی که یافته شد بسبب اتحاد مجازی - نه بوجودی که از راه تجدد حقیقی متجدد میشود که نه یافته از راه تجدد حقیقی می یابد

۲۸ اصل ذکر کیفیة تعبیر البدیهی والنظری

۲۹ اصل ذکر کیفیة التجدد

۲۸ اصل کیفیة تعبیر بدیهی و نظری که هم بوصف است و در انها لحاظ وجود است فقط

۲۹ اصل کیفیة تجدد مثل وغیره بمطالب دیگر

فاعلم ان التجدد صفة لوجود الذي يتجدد بمقابلة وجود الذي
وُجِد لا لوجود الذي وجد م فلا بغيره ش اى اذا كان التجدد
بالمثل باتحاد مجازي فلا يوجد التجدد بغير مثل وجود الذي وجد
م في العوارض مع الذات ش لان تجدد العوارض يلزم التجدد
في الذات لقيامها الحقيقي بها وهي منشأها م فالتجدد والتجديد
بها ش اى هو مفهوم جديد ومتعلق ثابت م وقع بازائه
مفهوم قديم منه من وجود وجد يتعلق به من جهة صفة
التجدد به لا من جهة اخرى فيهما ش اى في نفسهما دون تعلق
بصفة التجدد ومع اشارة الى معنى بينهما م ولو وجد تهما وكيف
التقابل فيهما بها ش اى ليس التقابل بالجهة الاخرى في نفسهما
م فالحدوث بالتجدد اظهر ش لان التجدد يستلزم عدما سابقا
م فللحادث حالة قارة غير قارة بين عدم سابق ولاحق
منبئين عليهما به فههنا وجود الحال ش

ترجمه پس بدانکه تجدد یعنی نو شدن صفت است برائی وجودی که متجدد است یعنی نو شونده
بمقابله وجودی که یافته شده نه صفت است برائی وجودی که یافته شده - پس این تجدد بمثل یافته نشود بغیر
مثل یعنی هرگاه که تجدد بمثل باشد باتحاد مجازی پس این تجدد یافته شود بغیر مثل وجودیکه یافته شده - و این تجدد
در عوارض مع ذات باشد از انکه تجدد عوارض در ذات تجدد لازم گیرد بسبب قیام حقیقی آن عوارض با ذات که او
منشاء عوارض است - پس تجدد و تجدید ثابت است باینکه او مفهوم جدید است که بمقابله او مفهوم قدیم از و
واقع شد حالانکه این مفهوم قدیم از وجودی است که یافته شد و این وجود متعلق میشود بمفهوم جدید از جهت
صفت تجدد که بدو هست نه از جهت دیگر که در هر دو هست یعنی در نفس هر دو مفهوم جدید و قدیم باید درمیان هر دو سوای
تعلق بصفت تجدد تعلقی که از جهت دیگر است اگرچه جهت دیگر را بیابی ولیکن مفهوم قدیم بجدید تعلق بنا
بهمین جهت صفت تجدد که او بمفهوم جدید است و ازین رو تقابل اشاید - وچگونه باین جهت دیگر در نفس هر دو
مفهوم جدید و قدیم تقابل باشد یعنی این تقابل بجهت دیگر در نفس این هر دو نیست - پس حدوث باین تجدد ظاهرتر است
از انکه تجدد عدم سابق را مستلزم بود و لزوم میخواهد پس برای حادث حالت قاره غیر قاره است در میان عدم سابق
و لاحق که از حادث برین هر دو عدم آگهی حاصل آید +

تجدد صفت متجدد است که در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نه صفت وجود سابق او و تجدد بمثل اتحاد مجازی است نه حقیقی +

ثبوت تجدد و تجدید بمفهوم جدید بمقابله مفهوم قدیم و تعلق بینهما بجهت تجدد نه از جهت دیگر اگرچه باشد +

ظهور حدوث از تجدد بعدم سابق و حالت وجود حادث و زمان حال +

اَیْ وجودَ الزمانِ الحالِ ﴿ مع بقاءِ تشخّصٍ حاصلٍ زائدٍ علی الماہیۃِ منہا ولا ھو عینُ نفسِہا ﴾ ش التشخّصُ ھو تعیّنٌ معیّنٌ من غیرِ اعتبارِ عرضٍ باَیّ وجہٍ من زیادتٍ علی الماہیۃ فلا یتجدّد معہا اَو عینیۃٍ بالماہیۃِ فیتجدّد معہا ﴿ فالتجدّدُ بمثلٍ فانٍ حقٌّ لا بعودِ فانٍ عن المحل ﴾ وان لم ش اَی اِن لم یکنِ التجدّدُ بمثلٍ فانٍ وھو یستلزمُ عدمًا سابقًا حقًّا وکان عودُ الفانی عن المحل ﴿ فبقاءُ غیرِ محتاجٍ فی مستقرٍّ ش المجرورُ متعلّقٌ ثابتٍ خبرِ المبتدء فجزاءُ الشرطِ ﴿ ففی جھۃِ الموجودِ شرکُ افعالٍ وفی جھۃِ الموجِدِ تعطّلٌ وھذا باطلٌ ﴾

ترجمہ وجودِ زمانِ حال از ینجا است۔ و اینحالت مع بقار تشخص حاصل کہ از ماہیت است زائد بر ماہیت ہست۔ و نہ این تشخص عین نفسِ ماہیت است یعنی حادث را درمیان عدمِ سابق ولاحق کہ بر ہر دو بجادث آگہی حاصل آید حالتی است قرار کنندہ کہ گاہی او را قرار نیست ہمین حالت وجودِ زمانِ حال ہست با وجودِ اینحالت تشخص او باقی ماند و این تشخص عین نفسِ ماہیت نیست بلکہ زائد بر ماہیت است حالانکہ آن از ماہیت حاصل است۔ و این تشخص کہ او تعینِ معین است کہ معین از غیرِ اعتبارِ عرض ہیچ وجہی آمدہ یعنی تشخص تعینِ معین است حالانکہ آن معین از غیرِ اعتبارِ عرض ہیچ وجہے معین آمدہ است ای در تعینِ خود آن معین ہیچ وجہی اعتبارِ عرض ندارد۔ این تشخص یا از زیادت ہست بر ماہیت پس با ماہیت متجدد نشود یا از عینیت است با ماہیت پس با ماہیت تجدد یابد۔ پس تجدد کہ بمثلِ فانی است حق است نہ بعودِ فانی از محل یعنی تجدد بمتجدد کہ ہیچ شئی فانی باشد حق است نہ اینکہ تجدد بعودِ شئی فانی باشد یعنی بعد فنا شدن شئی فانی عود کرد و تجدد بعودِ فانی شد این لغو است ہرگز راست نیاید و حق نباشد۔ و اگر این تجدد بمثلِ فانی است حق نباشد حالانکہ او عدم سابق را مستلزم است و لزومش خواہد بلکہ عودِ فانی باشد از محل یعنی آنچہ از محل فنا شدہ عود کرد پس فانی از محل عود کرد در صورت بقای غیرِ محتاج ثابت و مستقر باشد یعنی در قرارگاہ بقا ثابت آید کہ محتاج بکسی نباشد۔ پس در جہتِ موجود یعنی مخلوق شرکِ افعال پدید آید و در جہتِ موجِد یعنی خالق کہ تو آورندہ مخلوق ہست تعطل و اثماید یعنی بیکار ماندن و این بقائے غیرِ محتاج در مستقر باطل است

تعریف تشخص مع فنا و بقائے او و اقسام او

وحقیقت تجدد بمثل فانی ونفی بعود وبقائی غیر محتاج مع دلائل بسیطہ

لان ش تعليل نفي عود فانٍ عن المحل وبقاءٍ في محلٍ عن المحل
م فناء العوارضِ ش دون الماهيةِ م عن المحل انتقالا ش لا
فناء لنفسها م يقتضي بقاءها في محلٍ والمحلُ ما قامت به ش اي الماهية
التي قامت به العوارضُ بقيامها الحقيقي م لا ما قامت فيه ش اي
الزمان والمكان م وبقاء العوارض بقيامها الحقيقي بماهيةٍ اخرى
دون ما قامت به ممتنع فان في محلٍ ش اي ان بقيت في محلٍ من
الزمانِ والمكان م بما قامت به ففي المحل ليس الفناءُ عن ما قامت به
فاذا البقاءُ غيرُ محتاجٍ ش ففي المحلِ اي في هذا الزمان والمكان
متعلق بمتقدم بليس جزاءُ شرطٍ والفاءُ للتفسير واذا للشرط على
الجملة المحذوفة اي اذا كان الامر كذا فالبقاءُ غيرُ محتاجٍ جزائه م
والماهيةُ لا تقوم الا بنفسها فليس لها محلٌ ش المقصود ان يثبت
التجددُ في الماهيةِ ولم يسلم فناءُ نفسها كما هو قولنا فما لها من محلٍ
اي ما قامت به ونفي ما قامت فيه كما هو المذكور فكيف م وان
يقصد ما قامت فيه فلغوٌ ولزم البقاءُ غيرُ محتاجٍ ش

ترجمه از انکه هر آئینه فنائے عوارض از محل بدون ماهیت که از راه انتقال است نه فنا است
برائے نفس عوارض بلکه این فنا که نقل است بقائے عوارض در محل میخواهد۔ و محل عوارض ما قامت
به است یعنی ماهیت است که عوارض بقیام حقیقی خود بدو قائم اند۔ نه محل ما قامت فیه است
یعنی زمان و مکان که عوارض وغیره درو قیام دارند نه بدو قائم اند چنانکه عوارض با ماهیت صفت
با ذات۔ حالانکه بقائے عوارض بقیام حقیقی خود بماهیت دیگر بدون ما قامت به ممتنع است
واگر در محلے از زمان و مکان بما قامت به باقی مانند پس درین محل یعنی درین زمان و مکان
از ما قامت به فنا نیست۔ و هرگاه که چنین است بقائے غیر محتاج ثابت و ماهیت قائم نمی شود
مگر بنفس خود پس نیست او را محل۔ مقصود آنکه تجدد ثابت می شود در ماهیت حالانکه فنائے نفس ماهیت مسلم
نیامد و تسلیم کرده نشد چنانچه او قول ما است پس حیثیت برائی ماهیت از محل یعنی ما قامت به۔ و ما قامت فیه
نفی کرده شد چنانچه او مذکور آمد۔ پس چگونه تجدد در ماهیت ثابت خواهد شد۔ و اگر ما قامت فیه برائی محل ماهیت قصد
کرده شود پس این لغو است که بقائے غیر محتاج لازم آید۔

دلیل اول نفی عود فانی و بقائے غیر محتاج

محل عوارض ما قامت به است نه ما قامت فیه که بدون اول بقائے شان ممتنع است بسبب قیام حقیقی

قیام ماهیت بنفس خود است حاجت محل ندارد و فنا کردن او غیر مسلم است

برائے ماهیت محل ما قامت فیه لغو است

لان التجدد واقعٌ فی نفس المتجددِ لا من حیثِ انتقالٍ من المکانِ والزمانِ والقیامِ فیہما ولزم البقاءُ غیرُ محتاجٍ لعدمِ التجددِ فی نفسہا ھ و التجددُ باطلٌ ش ان تفرض انتقالُ المکانِ والزمانِ والقیامُ فیہما فالتجددُ الذی انّما لا یقع الا فی نفس المتجددِ باطلٌ ھ ولیس المحل للمحل ش ولو من مّا قامت بہ او ما قامت فیہ لان المحل متجددٌ ولیس لہ محلٌ آخرُ لقیامِ ما فنیٰ ھ وانّ العلمَ بالمعلوم فی حدہ ان انتقلَ منہ فعاد الیہ فکیف فی علمِ المعلومِ الذی لا ینفکُّ عنہ ولولا الجہلُ فی حدٍ من الانتقالِ الی العود ش و انّ معطوفٌ علی انّ مجرور اللام علۃ نفیِ عودِ فانیٍ ومن لابتداء الانتقالِ والی لغایۃِ العودِ ھ فالدھرُ موجودٌ واقعٌ فی زمانِ حالٍ واقعٍ ش لان التجدد لا یقع الا فی وجودٍ واقعٍ فی زمانِ حالٍ

ترجمہ از انکہ تجدد واقع است در نفس متجدد نہ از حیثیتِ انتقال از مکان و زمان و نہ از حیثیت قیام درین ہر دو است۔ و بقای غیر محتاج بسبب عدم تجدد در نفسِ ماہیت لازم آید۔ و تجدد باطل شود باینکہ اگر انتقال مکان و زمان و قیام درین ہر دو فرض کردہ شود پس تجدد یکہ او جز این نیست کہ واقع نشود مگر در نفس متجدد باطل ہست۔ و برای محل محل نیست اگرچہ از مّا قامت بہ یا از مّا قامت فیہ باشد از انکہ ہر آئینہ محل متجدد است و برای او محل دیگر نیست بسبب قیامِ ما فنیٰ یعنی محل متجدد را محلے دیگر نیست از انکہ قیام بچیزے است کہ فانی شد در تجددِ خود۔ این اول دلیلے از مصنف برائے نفی عودِ فانی از محل۔ و برائے نفی بقا در محل از محل کہ سابق در شرح عبارت عربی بدو اشارت فتہ از الفاظ تعلیل نفی عودِ فانی الخ و در ترجمہ بہندسہ اینجا او را باتمام رسانید۔

و دلیل دوم بطور عطف از اینجا در بیان آورد چنانچہ گفت۔ و از اینکہ ہر آئینہ علم بہ معلوم در حدِ خود ہست اگر از و منتقل شدہ باز سوی او عود کرد پس چگونہ این انتقال و عود است در علمِ معلومی کہ از معلوم انفکاک نمی پذیرد یعنی جدائی نمی یابد اگرچہ در حدے کہ از انتقال تا عود ہست جہل نیست پس این دہر است کہ موجود واقع است در زمانِ حال کہ واقع است و از انکہ تجدد واقع نمی شود مگر در موجود واقع در زمان حال +

دلیل دوم نفی عودِ فانی و بقائے غیر محتاج مع وجود دہر باطل برائے دہریہ +

[illegible] +

فالماضي بعدم لاحق به يستلزم فناءً ش الضمير المجرور يرجع الى
موجود واقع في زمان حال متعلق لاحق صفة لعدم مجرور
متعلق ثابت خبر مبتدء ق ويستلزم فناء صفة لهما اي للموصوف
والصفة معًا هـ و المستقبل بعدم سابق به يستلزم تجددًا
ش تركيب الجملة كتركيب جملة سابقة عليها هـ ويتحقق الدعوى
بالتجدد ش اي يتحقق الدعوى لوجود زمان حال وعدم ماضي
ومستقبل بالتجدد اي الحادث لانه يستلزم العدمين هـ و
ان لم يكن كذا فيشتمل بالدهر الباطل للدهرية في بقاء غير محتاج
ولزوم التناسخ في العود ش بعدم العدمين هـ ومن دونه
ان فناء فاني بنفسه والتجدد بمثله بديهي ش لما يدركان
بداهتًا فلا يحتاجان بدليل هـ وان نترضى بقائه في محل اخر
فالعود فليس عليهما دليل ش اي على بقائه في محل اخر وعود
نفس الفاني هـ فاعلم الحق ومن قوله تعالى على ما ندعي

بيان وجود زمان ماضي

ش يعني حاصل آنكه پس ماضي ثابت است بعدمي كه لاحق بموجودي است كه در زمان حال واقع آمده ولاحق
شدن عدم مستلزم فنا است پس آن موجود بعدم لاحق بماضي در آمده وماضي بعدم لاحق ثابت آمده و مستقبل
ثابت است بعدمي كه سابق بر وجود است يعني بموجودي كه در زمان حال وقوع بيابد وسبقت عدم مستلزم تجدد است
پس آن موجود بعدم سابق بمستقبل آمده مستقبل بعدم سابق ثابت آمده - واين دعوى متحقق مي شود
بتجدد يعني ثابت مي شود اين دعوى بنابر وجود زمان حال وعدم ماضي ومستقبل بتجدد يعني بحادث
از انكه حادث عدمين را مستلزم شود - واگر چنين نيست پس بدهر باطل كه براي دهريه است بقائي خواهند
در بقائي غير محتاج ولزوم تناسخ در عود بسبب نبودن عدمين - وعلاوه ازين اينكه فناي فاني بنفس
خود وتجدد بمثل او بديهي است از انكه هردو بطور بداهت ادراك شوند وهر دو بدليل محتاج نيند - واگر بقاي
او در محل ديگر وعود هر دو فرض كني پس هر دو را دليلي نيست يعني بر بقاي او در محل ديگر
وعود نفس فاني - پس بدان حق را كه گفته شد واز قول او تعالى
است بر آنچه ما دعوى كنيم

وجود وظهور مستقبل

تجدد بمثل بديهي است وفناي فاني بنفس خود است

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ
تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ فاعلم انّ النسخ
يتناول بخيرٍ منها او مثلها لا ش اى لا يتناول هر التجدد الّا ليصدق
مثلها فقط فبخيرٍ منها والقدير ههنا يدفع لبس عجز في خلقٍ مجدّدٍ
بالعود ش يتعلق بلبسٍ هر كما قال الله سبحانه اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ
الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ٥ هم يرجع الى
مشخصاتٍ موجودةٍ بعد فانيٍ وفي لبسٍ اى التباسٍ بالفاني
بتجددِ مثله ذاتًا وعرضًا او في لباسٍ اٰخر فبل للترقي او هم الى الكفار
وفي لبس اى في شكٍ من خلقٍ جديدٍ اي خلقَ يوم البعث فبل
للاضرابِ على قولِ الكفار

تفسير آيه مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ

ترجمه مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (در سورهٔ بقره رکوع ۱۳) یعنی چون ما آیتی نسخ و موقوف کنیم یا او را فراموش گردانیم بهتر ازو
یا مثل اوی آریم یا میرسانیم آیا ندانستی که هر آئینه خدائی برتر بر همه چیز قادر و بزرگ است. پس بدانکه هر آئینه نسخ فرا گیرد
و شامل شود بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا را یعنی به بهتر از و یا مثل او. نه تجدد که فرا میگیرد و شامل نمیشود مگر صادق شود
فقط مِثْلِهَا را یعنی تجدد بمثل اوست و بس. و لفظ بِخَيْرٍ مِّنْهَا و لفظ قدير اینجا لبس عجز در خلق مجدد بعود
را دفع و دور میکند یعنی التباس و شک عجز در خلق مجدد یعنی نو آمده که از عود پیدا می شد از بین بر دو الفاظ
رفع میشود چنانچه فرمود خدائی سبحانه (در سورهٔ ق رکوع ۱) اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ٥ یعنی آیا پس مانده شدیم با فرینش اول. اینچنین نیست. بلکه ایشان از آفرینش نو در لبس یعنی
شک افتاده اند. اینجا ضمیر هم سوی مشخصات میگردد که بعد فانی موجود آمده. و مراد از فِيْ لَبْسٍ التباس است بفانی
بسبب تجدد بمثل او که از روی ذات و عرض است. یا مراد به فِيْ لَبْسٍ فِيْ لِبَاسٍ اٰخَر هست یعنی در لباس دیگر است
و لفظ بَلْ برای ترقی است. حاصل اینکه ما مانده نشدیم از خلق اول بلکه این مشخصات موجوده که بعد فانی از خلق جدید اند در لباس
دیگر اند. یا این مشخصات موجوده بعد فانی اول بسبب تجدد مثل خود در التباس و شک اند بفانی که آیا فانی شده اند یا نه. یا ضمیر
هم راجع بکفار است. و به فِيْ لَبْسٍ مراد فِيْ شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ است یعنی خلق یوم البعث. و بَلْ برای اضراب
است یعنی روگردانیدن از قول کفار. حاصل اینکه ما مانده نشدیم از خلق اول بلکه کفار در شک و شبه مانده اند از خلق

تفسير آيه اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ الخ

فاعلم ان التجدد حسی ش کما هو ظاهر م و نظری باستدلال منع
بقاء غیر محتاج. فیا رب کیف خلقتنی فی الخلاف ش ای فی خلاف
هذه المسئلة وغیرها م و انی اخافک ش ای فی التخالف م وما
توفیقی الا بک ش علی الحق م و توکلت علیک لتهدینی م وافتح
لی ابواب رحمتک ش وهی الحق م وانت خیر الفاتحین. وصل
وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی انواره ش یراد بانواره وجود
الانبیاء والاولیاء والملئکة حتی ما فیه نوره صلعم م وشفعه
فینا وترحمنا به وانت خیر الراحمین ٥ ٭

اصل ۳ ذکر کیفیة الاشتراک ومنعه حقیقیا ٭

اصل ۳ ان الشرکة تقتضی التغائر والاتحاد فالتغائر ظاهر و
الاتحاد لا یوجد الا فی شیئین مجازا فاشتراک الحقیقتین حقیقیا
فی ما تمتازان ممتنع الا مجازا

تجدد حسی و نظری

ترجمه پس بدانکه هر آئینه تجدد حسی است چنانچه او ظاهر است. و نظری است باستدلال
منع بقای غیر محتاج یعنی بسبب دلیل آوردن بر منع بقای که احتیاج غیر ندارد این تجدد نظری است. پس
ای رب من چگونه مرا آفریدی در اختلاف این مسئله وغیر او حالانکه من هر آئینه بتو می ترسم در بین تخالف. و ما
توفیق بر حق نیست مگر بتو. و من بر تو توکل و اعتماد کردم که مرا رهنمائی. پس برای من دروازهٔ رحمت
خود کشاده کن در واست حق. وحال اینکه تو بهتر کشایندگان است وصل وسلم علی محمد
نبی الرحمة وعلی انواره و نزول رحمت کن و سلام بفرست بر محمد صلی الله علیه وسلم که نبی رحمت است
و بر انوار او ـ مراد بانوارش وجود انبیاء و اولیاء و ملائکه هست تا آنکه در و نور او صلعم است و
شفعه فینا وترحمنا به وانت خیر الراحمین ٥ و او را درمیان ما شفیع گردان و باو ما را
رحم کن که تو بهتر رحم کنندگان است ٭

ضمیر در دو مصنف ازو

اصل ۳ هر آئینه شرکت تغایر و اتحاد هر دو را می خواهد. پس تغایر ظاهر است. و اتحاد یافته
شود مگر مجازا در دو شی. پس اشتراک حقیقتین حقیقیا در انچه که هر دو تمیز کرده شوند ممنوع است
یعنی شریک شدن دو حقیقت در آن چیز که آن هر دو حقیقت تمیز کرده و شناخته شوند اند ازو
حقیقت منع آمده مگر مجازا ٭

اصل کیفیة اشتراک و منع او که حقیقتا است بسبب اقتضاء تغایر و اتحاد هر دو و بنا بر تغایر هر ممتاز اند و بنا بر اتحاد مجازی
اشتراک منع دلایل و امثال وغیره
و هم باهم متعارض شده تساقط هر دو و هم حقیقت لازم آید پس آب چگونه نار شود ٭

ش لانهما ان تغايرتا حقيقتًا فالاتحاد بينهما مجازًا فكيف المتغائران في حدهما يتحدان حقيقتًا يا ربّ الّا مجازًا بوصف جامع م و حقيقةٌ واحدةٌ لا تقتضي التغائر والاتحاد في حدها فكيف هي دائرة فيما به الامتياز وهو التغاير و في ما به الاتحاد وهو في شيئين يا ربّ و اما اشتراك العارضين فالعارضان اما بقيام حقيقي واما بقيامٍ مجازيٍ على حقيقةٍ او حقيقتين فبما منع اشتراك الحقيقتين ممنعٌ الّا مجازًا و من دونه ان يكن العارضان في ماهيةٍ قديمةٍ فلزم حدوثها بتغيرهما عن حدهما فرضًا باطلا ش لان الاشتراك يغيرهما عن حدهما الذي يمتازان به وهما لا يتغيران م و ان يكونا في ماهيةٍ حادثةٍ فالفناء لا يمهلهما حتى يستحيلا و ما ترى مستحيلا ش كما في قوله تعالى

ترجمه از انکه آن هر دو اگر متغائر بحقیقت اند پس اتحاد درمیان هر دو بطور مجاز است - پس ای پروردگار من دو متغایر در حد خود ها از روئے حقیقت چگونه متحد شوند مگر بطور مجاز بوصف جامع متحد آیند - و حقیقت واحده تغایر و اتحاد هر دو را در حد خود نمیخواهد پس ای رب من او در چیزے که امتیاز بدوست و او تغایر است و در انچه که اتحاد بدوست و این در دو چیز باشد چگونه دائر شود یعنی این حقیقت واحده در تغایر و اتحاد باوصف چنین امتیاز و تعدد شیئین موجودین چگونه دائر باشد - ولیکن اشتراک عارضین پس این هر دو عارضان یا بقیام حقیقی و یا بقیام مجازی بر حقیقت یا بر حقیقتین عارض شده اند - پس بانچه اشتراک حقیقتین ممنوع است اشتراکِ عارضین ممتنع آمده مگر مجازًا - و از سوائے او اگر این هر دو عارض در ماهیت قدیمه باشند پس به تغیر هر دو از حد خود ها بطور فرض باطل حدوثِ ماهیتِ قدیمه لازم شود از انکه اشتراک تغیر میدهد هر دو عارض را از حدِ آن هر دو که بدو هر دو ممتاز اند حالانکه ان هر دو عارض متغیر نمی شوند - و اگر این هر دو عارض در ماهیتِ حادثه باشند پس فنا مهلت نمی دهد آن هر دو را تا آنکه استحاله یابند یعنی هر دو از حال بگردند و انچه تو می بینی مستحیل یعنی گردنده از حال او متشخص اند بر ماهیت - چنانچه در قول او تعالی است (در سوره مومنون رکوع ۱)

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ فَأَلْقٰی عَصَاهُ فَإِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِینٌ الآیہ
وفی غیرهما ایضًا ه‍ و هو التشخص الزائد علی الماهیة ینسخ بغیر مثلها
وان یمهل نفرضا باطلا فبقاؤها غیر محتاج فالحق ما قیل
ش ای امتناع اشتراک الحقیقتین حقیقتا فیما نمتازان۔ ه‍ و
من ورائه ان الکلام دائر فی الاشتراک وهو فی المتغایرین من
حقیقتین او عرضین علی حقیقة او حقیقتین فان تعارض
المتغایران للاشتراک فتساقطا هما وحقیقة معًا یقومان بها فیا رب
کیف تبقی حقیقة ساذجة وتصیر ماء نارًا افافقهوا یا اولی الالباب
ما قیل ش ای ما رد وما اثبت ه‍ وقیل استحالة الماء نارًا بدیهی
فافهموا ان فناء نفسه بدیهی ام فنائه عن المحل واستحالته

ترجمه ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ یعنی باز آفریدیم نطفه را پارهٔ خون بسته پس آفریدیم پارهٔ خون بسته را پاره
گوشت و آفریدیم پاره گوشت را استخوان تا آخر۔ و دیگر فَأَلْقٰی عَصَاهُ فَإِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِینٌ الآیہ
یعنی بیانداخت عصای خود که ناگاه اژدهائی بود ظاهر۔ و هم در غیر این هر دو۔ که فنا آن تشخص زائد بر ماهیت را
نسخ میکند و نیست میگرداند سوی غیر مثل ماهیت۔ و اگر اندر وی نفرض باطل فنا مهلت میدهد پس بقائے
ماهیت غیر محتاج است پس حق همو است که گفته شد۔ امتناع اشتراک حقیقتین اندر وی حقیقت۔ آنچه ممتاز اندر دو
دا از سوی او آنکه کلام در اشتراک دایر است و او در متغایرین است از حقیقتین باشد یا از عرضین
بر حقیقت یا بر حقیقتین۔ پس اگر متغایرین برائے اشتراک متعارض آیند پس متساقط شوند هر دو
و هم حقیقت که آن هر دو بدو قائم اند پس اے رب چگونه باقی ماند حقیقت ساذجه و آب آتش
گردد پس اے دانشمندان دریابید آنچه گفته شد یعنی آنچه ردّ کرده و آنچه اثبات کرده شد
و گفته شد که استحالهٔ آب بسوئے آتش بدیهی است یعنی این بدیهی است که آب آتش
گردد۔ پس بفهمید آنکه فنائے نفس او بدیهی است یا فنائے
او از محل و استحالهٔ او + +

وعلى القائل ان یاتِ علیهما بدلیلٍ وانّ الظّنّ لا یغنی من الحق شیئاً + **اصل ۳۱** - انّ البرزخ فی المتغایرین تغایرهما فهو وصفٌ مانعٌ فی نفسهما لا الثالث بینهما مستجمعٌ بوصفهما والدّلیل علیه لفظاً وجودُ المتغایرین ومعنًا مفهومُه وهذا برزخ حقیقیٌّ ولا یحتاج الی غیرهما للفرق والمعرفۃ وان یکن ثالثًا بینهما مستجمعًا بوصفهما کقولهم فقولهم لا مستجمعَ المتغایرین فی وجهِ التغایُرِ وهو مانعٌ فلا یمکن ان یکون عینَ الاٰخرِ ش ای التغایر الاٰخر هم فلمّا کان التغایُرُ بماهیۃٍ عینُها فلا یمکن عینیّتُها بوصفِ التغایرِ الاٰخر انتهی وان یکن ثالثًا بینهما مستجمعًا بوصفِهما علی وجهٍ مجهولٍ بقیامهما الحقیقیّ بہٖ او المجازیّ فالوجود مستجمعُ المتغایرینِ فی نفسہٖ ومتغایرُ المتغایرینِ غیریّۃً فلزم برزخٌ بینهما مستجمعٌ لتغایرهما فکانَ التسلسلُ والدورُ +

اصل ۳۱ ذکر کیفیۃ البرزخ

ترجمہ و برگوینده است اینکہ برثنای محل و استخالہ ہر دو دلیلی آرد - وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (در سورۂ نجم رکوع ۲) یعنی و ہر آئینہ ظن از حق و راستی ہیچ بے نیاز نمیکند ای در ہندی اور اٹکل کام نہ آوے ٹھیک بات میں کچھ **اصل ۳۱** ہر آئینہ برزخ در متغایرین تغایر ہر دو متغایرین است و آں تغایر وصفی است مانع کہ در نفس آں ہر دو متغایرین است نہ ثالث است درمیانِ ہر دو کہ وصفِ آں ہر دو را مستجمع یعنی گرد آرندہ باشد - و دلیل برو از روئی لفظ وجودِ ہر دو متغایر است و از روئی معنی مفہوم او - و ایں برزخِ حقیقی است و ایں برای فرق و معرفت سوئی غیرِ آں ہر دو محتاج نباشد - و اگر ایں برزخ درمیان ہر دو ثالث باشد ہمچو قول شاں مستجمع بوصفِ ہر دو - پس قولِ شاں اینکہ در وجہِ تغایر ایں ثالث ہر دو متغایر را مستجمع نیست کہ تغایر مانع است پس ممکن نیست کہ تغایر عینِ تغایرِ دیگر باشد - و ہرگاہ کہ تغایر ہما ماہیت عینِ ماہیت باشد پس عینیتِ او بوصفِ تغایرِ دیگر ممکن نباشد یعنی وصفیکہ ہماں تغایر است چوں عینِ ماہیت یکی باشد پس ممکن نباشد کہ عینیتِ ماہیت وصفِ تغایرِ دیگر باشد ای چوں تغایر عینِ ماہیت باشد پس نتوانَد کہ عینیتِ ماہیت کہ تغایر است وصفِ تغایرِ دیگر گردد انتہی - و اگر ایں برزخ درمیانِ ہر دو متغایر ثالث است مستجمع بوصفِ ہر دو بر وجہِ مجہول بقیامِ حقیقیِ ہر دو بثالث یا بقیامِ مجازی - پس ایں ثالث وجودی است کہ مستجمع متغایرین است در نفسِ خود و ہم متغایرِ متغایرین است کہ ہر دو

وما هو ثالث بينهما غيريّة وفي نفسه ولا غيره ش لا
فالجملة مع تقديره اي لا غيرة بثالث بينهما غيريّة وفي نفسه
على الجملة الاولى م والعجب من ان الثالث بين الاثنين وانما
هو الثاني بين الثلث والا هذا الكلام في برزخ حقيقي وهو المفرق
والبتة وجود بسيط متاخر من المتغايرين ش من من اشارة
الى الانتزاع من المتغايرين م مستجمع باثار الطرفين وصف
الحقيقي به او المجازي الذي يحتاج بالحقيقي فهي وصف جامع في
الوجود ش اي هذا الوجود المتاخر في نفسه ش تاكيد في
الوجود م فرقا ومعرفتا لهما ش اي للفرق والمعرفة للمتغايرين
م لا هو واقعا بينهما للفصل او الوصل حقيقة فهو برزخ في حد
نفسه تشخصا زائدا اي مستجمع وهذا برزخ مجازي ويحتاج الى
غيره لفرقه ومعرفته وان قيل هو موصل الطرفين او مفرق
حقيقة فيرد ما قيل في الصدر على نفسه وفيه ش اي في
معنى البرزخ المجازي م برزخ مثالي

ترجمه و نه این وجود ثالث مانده درمیان هردو متغایرین که هردو غیر این وجوداند و هردو که مستجمع
این وجوداند. و نه غیر او ثالث است درمیان هردو که غیر این وجوداند و در نفس وجوداند. و عجب است ازین که ثالث
درمیان دو باشد و حال اینکه جز این نیست که او ثانی است درمیان سه. و آگاه باشید که این سخن در برزخ حقیقی
و او مفرق یعنی جدا کننده است. و البته وجود بسیط متاخر یعنی پس آینده که منتزع از متغایرین است مستجمع آثار
طرفین است از روی وصف بقیام حقیقی آثار بآن وجود یا بقیام مجازی که محتاج بحقیقی باشد. و آن الخ
درین وجود متاخر در نفس او وصفی است جامع بنابر فرق و معرفت برای هردو متغایرین وجودی
درمیان هردو بنابر فصل و وصل از روی حقیقت. پس این وجود بسیط متاخر مستجمع آثار برزخ است در حد نفس خود
از روی تشخص زائد یعنی مستجمع. و این برزخ مجازی است که محتاج سوی غیر است بنابر فرق آن غیر و معرفت آن. و اگر
گفته شود که این برزخ موصل یعنی پیوند دهنده طرفین است یا مفرق یعنی برنده است از روی حقیقت پس آنچه
در صدر گفته شد وارد شود بر نفس او. و در معنی برزخ مجازی برزخ مثالی است

وهو علمٌ مستجمعُ مثالِ الطرفين فالمثالانِ لا يتحدانِ فيما يمتازانِ به الا مجازاً و ش المثال م الواحد لا يوافقُ لمصداقين متقدمين لعلمٍ الا المصداقِ متقدمٍ ومتاخرٍ لصنعٍ بتوافقٍ مجازيٍ بجامعيةٍ لا حقيقيٍ بمانعيةٍ ولا يساويانِ في حدهما و ان كانا ماهيةً واحدةً فلزم الدور بانَ الماهيةَ ش الالف واللام للعهد الذهني م كانت ماخذ وجود الشبه فالشبه ش الالف واللامُ للعهدِ الذهني م كان ماخذ وجودِها ومثالُ الذي لصنعٍ يحتاج الى مثالِ الذي لعلمٍ و في المثالين برزخٌ حقيقيٌ كما ذكر ولطافةُ المقاصدِ في البحثِ لا يدركُ الا اللطيف اصل[۳۲] ان المنع ليس بخصوصيته على تعميمِ مسلمٍ في وجه الاشتراكِ لان الممنوع منه فكيف ش اى فكيف المنعُ على المسلّمِ م الا في وجه غيرِ مشتركٍ ❁

اصل ۳۲ ذکر کیفیۃ المنع

ترجمہ و او علم است مستجمع مثالِ طرفین پس این ہر دو[۲] مثال در آنچہ کہ بدو شناختہ شوند ہر دو متحد نشوند مگر مجازاً۔ و این مثال واحد موافق نمیشود برائے ہر دو مصداق کہ برائی علم ہر دو متقدم اند مگر موافق آید برائے مصداق متقدم و متاخر کہ برائی صنع است بتوافقِ مجازی کہ بجامعیت است نہ بتوافقِ حقیقی کہ با مانعیت ہست۔ و ہر دو مصداق متقدم و متاخر در حدِ خود ہا مساوی نباشند و اگر ہر دو مصداق مذکورہ ماہیت واحدہ باشند پس دور لازم آید باینطور کہ این ماہیت معہودِ ذہنی ماخذِ وجودِ شبہ باشد و این شبہ کہ برائی معہودِ ذہنی است ماخذ وجود او باشد۔ و ماخذ مثالی کہ برائے صنع است ہر آئینہ محتاج سوئے مثالی شود کہ برائی علم است و درین ہر دو[۲] مثال برزخ حقیقی است چنانچہ مذکور آمد۔ و لطافتِ مقاصدی کہ درین بحث است ادراک نکند مگر لطیف ❁

اصل[۳۲] ہر آئینہ منع نیست بخصوصیتش بر تعمیم مسلّم در وجہ اشتراک کہ تعمیم مسلّم است برین مسلم از خصوصیتش منع نباید از آنکہ ممنوع از و ہست کہ مسلّم است یعنی مسلّم آنست کہ منع از و ممنوع است مگر در وجہ مشترک یعنی در وجہیکہ اشتراک نباشد ❁

والمستثنى شامل لهما لا لوجهي الاستثناء فتغاير وجهي
الاستثناء بالضد للمعنى المذكور وتغاير المستثنى
منه والمستثنى بالخلاف ضروريات وان لم يبطل الاستثناء
واهمل معناه فالاستثناء يفيد لحصر وتحقيق لما فيه من اثبات لا من نفي
اذ ليس الحصر والتحقيق الا في وجود شيء
مثلا جاءني زيد العالم
الا عمرو الجاهل
وعكسه

ترجمه: ومستثنی بهر دو تعلق دارند لیکن نه با بر دو وجه استثنا یعنی تعلق شامل بهر دو نه بر دو وجه استثنا
نباشد. پس جمله استثنا در فاعل و مفعول و در وصف شامل باشد که قیام وصف بفاعل فی الحقیقة
باشد و با مفعول بطور مجاز لهذا دو وجه استثنا وصف آید و مستثنی و مستثنی منه هر دو از فاعل و مفعول. و نه جایز که
در جا باشد برای هر دو شامل هر دو باشند نه بر دو وجه استثنا. پس تغایر دو وجه استثنا برای معنی مذکور بضد
ضروری و تغایر مستثنی منه و مستثنی بخلاف ضروری است یعنی هر دو جمله استثنا متغایر یکدیگر باشند که
در آن مغایرت وجه استثنا را معنی ضد از اول ضروری باشد و مستثنی منه و مستثنی را در بین مغایرت معنی خلاف
با یکدیگر ضروری است. و اگر چنین نباشد که گفته شد در وجه مغایرت بالضد و بالخلاف ضروری پس استثنا
باطل شده و معنیش مهمل گردد. و این استثنا برای آنچه که در و از اثبات است حصر و تحقیق را فائده دهد نه در کلام
نفی است زیرا که حصر و تحقیق نیست مگر در موجود. پس استثنا در جمله مثبته حصر کند و او را محقق گرداند
منفی را از آنکه حصر و تحقیق در ثابت موجود آیند در نفی که او غیر موجود است. مثلاً جاءني زيد
العالم الا عمرو الجاهل یعنی زید که عالم است نزدم آمد مگر عمرو که جاهل است نیامد. و عکسش چون ما
جاءني عمرو الجاهل الا زيد العالم یعنی عمرو که جاهل است نزدم نیامد مگر زید که عالم است بیامد.
و استثنا را در صورت اتحاد جنس مستثنی منه و مستثنی متصل خوانند که مثالش گذشت. و در انفصال
و انقطاع فریقین مذکورین مستغرق و منقطع چون در انفصال مثلاً جاءني القوم الا حمارا یعنی قوم نزدم آمد
الا حمار که در جنسیت قوم و حمار انفصال است که از یکجنس نیند و باهم فصل دارند. و در انقطاع چون لا يملكون
الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا یعنی باختیار ندارند خواستن کسی را مگر باختیار دارد کسی که
استوار گرفت از رحمت کننده عالمیان پیمان. که تفصیلش در تفسیر این آیه است. اما چون از فریقین یکی نباشد

اصل ۳۵ ذكر كيفية الاستدراك

اصل ۳۵ إن الاستدراك محصور في وصف وما قام به حقيقتاً ش هو فاعله هـ او مجازاً ش هو مفعوله هـ فالوصف وجه الاستدراك وما قام به حقيقتاً او مجازاً مستدرك في الجملة الاولى ومستدرك منه في الجملة الثانية والمتعلقات الزائدة على الوصف ش الذي حصر الاستدراك فيه هـ للمستدرك والمستدرك منه لا لوجه الاستدراك فمقصود الاستدراك الثانية لا الاولى لصراحتها دلالة عليه ولكن الاستدراك لا يتحقق بغير ذكر الاولى فلذا قيل مستدركاً ش تأمل في معنى لفظ المستدرك والمستدرك منه فوضح تغاير المائين فيهما هـ فتغاير وجه الاستدراك بالخلاف للمعنى المذكور ضروري

ترجمه - اصل ۳۵ هر آئینه استدراک محصور است در وصف وبما قام به حقیقتاً یعنی با نچه که قیام وصف باو فی الحقیقت است و همو فاعل وصف است. ومجازاً یعنی قیام وصف بطور مجاز بدو که همو مفعول است. پس این وصف وجه استدراک شود. وما قام به حقیقتاً او مجازاً که فاعل و مفعول است چنانچه معلوم شد در جمله اولی مستدرک و در جمله ثانی مستدرک منه باشد. ومتعلقات زائده که غیر آن وصف اند که در وحصر استدراک آمده برائی مستدرک ومستدرک منه باشد نه برا بر وجه استدراک یعنی تعلق شان بهر دو بر وجه استدراک نباشد. پس مقصود استدراک که طلب دریافت مقصود مراد است جمله ثانیه است نه جمله اولی که صراحتش دلالت است براو یعنی بر جمله ثانی که مراد است این دلالت ضرورت طلب دریافت ندارد در انچه در صورت طلبیت قصدش بسوئی مقصودیت می برد وان جمله ثانیه است که مطلوبیت ومقصود ولیکن بغیر ذکر جمله اولی استدراک متحقق نشود پس بنا برین گفته شد که ما قام به در جمله اولی مستدرک است که قیام استدراک یعنی طلب دریافت از جمله اولی بسوئی ثانی متحقق شد. نیک بنگر در معنی لفظ مستدرک ومستدرک منه که تعبیر در بیان هر دو بوضوح پیوست ونیک بر آمد پس تغایر وجه استدراک بخلاف برائی معنی مذکور ضروری است یعنی بر وجه استدراک در جمله اولی که مستدرک است گفته آید ضروری است که متغایر آن در جمله ثانی که مستدرک منه است بخلاف معنی مذکور وجه استدراک مذکور باشد پس این تغایر بخلاف در وجه استدراک آمد و معنی در هر دو جمله ضروری آمد

اصل ۳۵ کیفیة استدراک و حصر وصف و اقسام او و فائده او بالا وغیره مع امثال و دلائل وغیره +

فلابد ان يتغاير المستدرك منه من المستدرك فيذكر وجه الاستدراك والمستدرك والمستدرك منه وجوبًا بعدم دلالة عليهما بتغايرهما ش مثلاً جاءني زيدٌ لكن عمرًا ذهب الى خالدٍ هر او لم يتغاير ش المستدرك منه هر فقد يحذف جوازًا فصاحةً بوجود الدلالة عليه بتوحده ش مثلاً ما جاءني زيدٌ لكن ذهب الى عمرٍو ولكنه ذهب الخ هر وقد يُحذف وجهُ الاستدراك العام ش الذي ما يستقيم المعنى به هر في الجملة المستدركة وجوبًا فصاحةً وبلاغةً لتوسعه ش مثلاً ما زيدٌ الا عالمٌ هر وان كان تغاير وجه الاستدراك بالضد للمعنى المذكور فله ان لم يتغاير المستدرك منه من المستدرك

ترجمه پس او را با آنکه مستدرک منه از مستدرک متغایر باشد و درینصورت واجب است که وجه استدراک و مستدرک و مستدرک منه هرسه مذکور آیند که بسبب مغایرت شان دلالت برین همه نمانده چون زید نزدم آمد لاکن عمرو سوئے خالد رفت ـ یا مستدرک منه متغایر نباشد و درینصورت جائز است که از روئے فصاحت گاہے آن حذف کرده شود که بوجه یگانگت و توحدش دلالت برو موجود است چون زید نزدم نیامد لاکن سوئے عمرو رفت ـ اینجا زید که مستدرک منه است در جمله ثانی بوجه اتحاد محذوف شد ـ و هم جائز است که ضمیر بجایش آورده مذکور گردد چون زید نزدم نیامد لاکن او سوئے عمرو رفت ـ و حضرت مصنف هر دو امثال مذکوره را در عبارت شرح کتاب یکجا جمع آورده همچنین فرمود مثلاً ما جاءني زيد لكن ذهب الى عمرو ولكنه ذهب الخ یعنی زید نزدم نیامد و لیکن سوئے عمرو رفت و لیکن او رفت الخ ـ و گاہے وجه استدراک که عام باشد چنانکه معنی بدو راست آیند و قیام پذیرند در جمله مستدرکه از روئے فصاحت و بلاغت واجب است که برای توسیع وجه استدراک حذف گردد چون زید نیست مگر عالم اینجا وجه استدراک در جمله اولی مستدرکه ـ و در جمله ثانی مستدرک منه هردو محذوف است یعنی مستدرک منه بوجه توحد ـ و وجه استدراک بسبب عموم معنی مستقیم باو که اصلش چنین است ما زيد جاهل الا زيد عالم یعنی زید جاهل نیست لیکن زید عالم است ـ و اینجا در وجه استدراک تغایر بالخلاف است و مستدرک و مستدرک منه متحد ـ و اگر تغایر وجه استدراک برای معنی مذکور بضد باشد یعنی وجه استدراک در هر دو جمله

ش ولا فهو الاستثناء مثلاً جاءنی زید الا عمروا وما
جاءنی زید الا عمرو ص فالاستدراك هنا الا المقصد اخر الذی
یذکر بعد المستدرك منه نفی الحال الا ان الاستدراك استفادنا
لحصر وتحقیق فی جهة الثبوت لا فی جهة النفی اذ لیس الحصر
والتحقیق الا فی موجود ولم یذکر وجه الاستدراك
بوجود الدلالة علیه بضدیته ش مثلاً لا ینفع
سعیهم الا بمشیة الله تعالی ای ینفع سعیهم بمشیة الله
تعالی ص بخلاف لکن ش لا یستفاد منه الحصر
والتحقیق ص لا یستفاد منه الحصر والتحقیق فی الثبوت
المتغایر بالضد من النفی السابق ش اذ الثبوت بعد
النفی بالضد یفید للحصر والتحقیق مثلاً ما کان
زید اخا احد منکم ولکن امیرا وعادلا۔ ص

توضیح در نیست او استثناء است چون زید نزد من آمد مگر عمرو۔ و زید نزد من نیامد مگر عمرو۔ و در تعیین کردن وجه
استدراك در جملہ ثانی متغایر بضد ثابت برای معنی مذکوره که در جملہ اولی است حرف لیکن یعنی مستدرك و مستدرك منه
متغایر نباید بلکه متوحد باشند استدراك مهمل است مگر برای مقصد دیگر که آن بعد مستدرك منه ذکر کرده شود
پس در ینحال حرف الا برای استدراك فائده حصر و تحقیق میدهد در جهت ثبوت نه در جهت نفی از انکه حصر و تحقیق
نمیشود مگر در موجود۔ و وجه استدراك مذکور نیاورد که از ضدیت دلالت بر وجود آن است چون سعی شان نفع نمیدهد مگر بمشیت
تعالی یعنی کوشش شان از مشیت خدا تعالی سود مند شود۔ اینجا الا بمعنی برای استدراك است از انکه در هر دو جمله
استدراك که انقطاع و غیر انقطاع است متغایر بالضد۔ و مستدرك و مستدرك منه که نتیجه آنهم هست متوحد و وجه
استدراك در مستدرك منه غیر مذکور بسبب وجود دلالت بر ضدیت۔ گو این حصر آن را بمعنی استثنا میخواهد مگر برای
که بعد مستدرك منه مذکور آمد یعنی مشیت او تعالی استفاده این استدراك میدهد لطیف حصر و تحقیق در جهت ثبوت بعد نفی
از انکه حصر و تحقیق در موجود نباید و در غیر موجود نباید زیرا صحیح و نفی حکم بر عدم باطل بخلاف لکن که از فائده حصر و تحقیق
نباید مگر در ثبوت که نفی سابق متغایر بضد باشد فائده حصر و تحقیق از و حاصل آید زیرا که ثبوت بعد نفی که بنا بر ضدیت است
حصر و تحقیق مفید چون نیست زید برادر کسے از شما لیکن امیر و عادل است۔ پس درین مثال لکن مفید حصر و تحقیق
فائده از انکه ثبوت امارت و عدالت زید که بعد نفی اخوت زید که متغایر بضدیت است برای حصر و تحقیق امارت و عدالت زید است

وان لم یتغایر وجہ الاستدراک للمعنی المذکور فہو مہمل الا استیناف لمقصد اٰخر الذی یُذکر ولم یذکر شیٔ وجہ الاستدراک مع وجود الدلالۃ علیہ بعدم التغایر فصاحۃً جاز ایضاً مثلاً لو شئتُ لضربتکم لٰکن لاکرامکم ولو شئتُ لضربتکم لٰکن اذ فیکم زید ای ما ضربتکم لاکرامکم وان فیکم زیداً ہ

اصل [۳۷] ان فی المفضَّل والمفضَّل علیہ تغایراً حقیقیاً واتحاداً مجازیاً مثل کما زیدٌ اعلم مِن عمرٍو ہ وقد یحذف المفضل علیہ للتوسّع مثل کما اللّٰہُ اکبر ہ والّا فبطلان ہ

ترجمہ واگرچہ استدراک برائے معنی مذکور متغایر نیست پس مہمل است مگر بطور جملہ استینافیہ یعنی جملہ نو برائے مقصد دیگر کہ ذکر کردہ شود۔ و وجہ استدراک در یںصورت جائز است کہ برائے فصاحت نیاید کہ بسبب متغایر نبودن و از مستور شدن دلالت بروی موجود است چوں اگر خواستمی ہرآئینہ زدمی شمارا لاکن برائی اکرام شما۔ و اگر خواستمی البتہ زدمی لاکن برائی آنکہ زید درمیان شما ہست یعنی من شمارا نزدم برائی اکرام شما۔ و برائی اینکہ زید درمیانِ شما ہست۔ این آخر جملہ ہائی مستانفہ اند کہ در ہر دو مثالِ مذکورہ بحذف وجہ استدراک بنا بر نو حدیش بالاجمال آمدہ بودند با وجود تغایر وجہ استدراک ہر دو جملہ مستدرکہ را بنا بر استیناف بمقصدِ آخر رفع اہمالش نمودہ راست آوردند ورنہ اہمال ظاہر ہ اصل [۳۷] ہرآئینہ در مُفضَّل و مُفضَّل علیہ یعنی فضیلت دادہ شدہ و آنکہ بروے فضیلت دادہ شود۔ تغایرِ حقیقی و اتحادِ مجازی است چنانچہ زیدٌ اَعلمُ مِن عمرٍو یعنی زید از عمرو دانا تر است۔ پس زید و عمر کہ اول مفضل و دوم مفضل علیہ است تغایر حقیقتاً در و ظاہر است و در جنسیت با یکدیگر اتحاد مجازی است۔ و گاہے مفضل علیہ بنا بر توسع حذف کردہ شود چنانچہ اللّٰہُ اکبرُ یعنی خدا از ہمہ بزرگتر است۔ اینجا مفضل علیہ محذوف شدہ توسع آوردہ۔ ورنہ در عدم تقرر یا توسع البطالِ ہر دو آید یعنی مفضل و مفضل علیہ چراکہ مفہومِ تفضیل کہ متوقف بر تقابل است از حذف یکی تقابل نماند و توقفِ مفہوم تفضیل ہر دو و پس نہ مفضل باشد نہ مفضل علیہ۔ و این درست نہ آید مگر در گرفتن توسع در صورتِ حذفِ مفضل علیہ ہ

۳۶ اصل در ذکر تفضیل المفضل والمفضل علیہ

۳۷ اصل در تغایر مفضل و مفضل علیہ و اتحاد ایشان و گاہے حذف شدن مفضل علیہ ہ

اصل ٣٧ ذكر كيفية الحصر والتأكيد

اصل ٣٧ انّ الحصر هو الحصر المحصور فليس خارج منه شئ اى ثابتًا من بعض المحصور م فلا يجرى عليه انتقاض فان استثنى او استدرك او خصص بعض منه فى الكلام فهو بمعنى جمع لا حصر م فالحصر لا يرجع الى المستثنى والمستدرك والمخصوص م والتاكيد كالحصر فى الحكم ✣

اصل ٣٨ ذكر كيفية الربط فى المصدر

اصل ٣٨ ان الربط فى مصدرٍ متعدٍ لا يتحد فى فاعل ومفعول لانه بقيام حقيقي فى فاعل و بقيام مجازي فى مفعول اذ هما متغايران بنسبة لهما لكنه يقتضى الدلالة الى كل واحدٍ منهما به فلا يدرك كل واحدٍ غيره الا مجازًا والكلام فى الادراك الذى بالربط المصدري لا بوجه غيره

اصل ٣٩ ذكر كيفية الجواز

اصل ٣٩ انّ الجانب الاوّل فى الجواز قوى لانه موجود ✣

ترجمه — اصل ٣٧ هرآئينه حصر او حصر محصور است يعنى گرد آوردن گرد آورده شده پس آنكه خارج حصر است از محصور نيست يعنى از بعض محصور ثابت نيست - پس انتقاض بر و جارى نمى شود يعنى نقض و شكسته شدن - واگر بعض از محصور در كلام استثنا كرده شد يا استدراك يا خاص كرده شد پس او بمعنى جمع است نه حصر - پس اين حصر سوى مستثنى و مستدرك و مخصوص باز نميگردد - و تاكيد در حكم همچو حصر است يعنى آنچه حكم حصر است تاكيد را همچنين است ✣

اصل ٣٨ - هرآئينه ربط در مصدر متعدى در فاعل و مفعول متحد نمى شود از آنكه او در فاعل بقيام حقيقى است و در مفعول بقيام مجازى زيراكه فاعل و مفعول هر دو بنسبتى كه براے هر دو است متغاير اند يعنى با هم دگر مغايرت دارند ليكن ربط دلالت راى خواهد بخود سوئے هر واحد از هر دو - پس هر واحد غير خود را ادراك نميكند يعنى درك نے يابد مگر مجازًا - و اين كلام در ادراك است آنكه بربط مصدرى است نه بوجه غير او ✣

اصل ٣٩ - هرآئينه در جواز جانب اول قوى است از ان كه او موجود است ✣

اصل ۳۹ إنّ الذات لا تبحث بنفسها لمفهوميتها بالوجدان علماً بالضرورة إلا بعوارضها فلا تتبع إلا بعوارضها وهكذا العوارض لا تتبع بنفسها إلا بما قامت به لأنها لا تقوم إلا بماهية والعرض على العرض ممنوع وإن أفرز ماهية فالعرض مفقود وإن وجد فما نقول۔ اصل ۴۰ إن التعميم لا يقع في الذات نفسها إلا في اختصاصها بوجوه جائزة ش هي ليست بضرورية فيجوز سلبها ام او واجبة ش هي كانت ضرورية فلا يجوز سلبها ام

اصل ۴۱ إنّ التبيين يقع من العوارض لا من الذات فمن عوارض جائزة ش هي ليست بضرورية فيجوز سلبها لرفع الابهام في وجه مخصوص ومن واجبة ش هي كانت ضرورية فلا يجوز سلبها لرفع الجهل عن وجه مخصوص

ترجمہ۔ اصل ۳۹ ہر آئینہ ذات بنفس خود بحث نمیکردہ شود از آنکہ مفہومیت یعنی دانستہ شدن و فہمیدن ذات بوجدان ہست بطور علم ضروری از آنکہ وجدان بعلم است پس ضروری ہست کہ ذات را بعلم دریابد۔ مگر ذات بحث کردہ شود بعوارض خود۔ پس ذات تتبع کردہ نشود مگر بعوارض خود و ہمچنین عوارض بنفس خود تابع و پیروی نمی شوند مگر بہ ما قامت بہ یعنی بچیزی کہ با و قائم اند از آنکہ عوارض قیام نمی یابند مگر بماہیت۔ و ہر آئینہ عرض بر عرض ممنوع است۔ و اگر ماہیت افراز کردہ شود پس بر عرض مفقود و گم است۔ و اگر یافتہ شود پس آنچیز است کہ ما میگوئیم یعنی ماہیت +

اصل ۴۰ ہر آئینہ تعمیم در ذات واقع نمی شود نفس ذات مگر در اختصاص او بوجوہ جائزہ یعنی تعمیم در ذات نفس ذات واقع نہ گردد مگر این تعمیم در ذات واقع گردد در خاص شدن او از وجوہ جائزہ آنکہ نیستند ضروریہ پس سلبش جائز است یا از وجوہ واجبہ آنکہ ضروریہ ہستند پس سلبش جائز نیست +

اصل ۴۱ ہر آئینہ تبیین یعنی بیان کردن از عوارض واقع شود نہ از ذات پس یا واقع شود از عوارض جائزہ آنکہ ضروری نیستند و سلبش جائز باشد این تبیین مذکورہ برائے رفع ابہام یعنی بر داشتن شک و پیچیدگی ہست در وجہ مخصوص و یا از عوارض واجبہ آنکہ ضروری ہستند سلبش جائز نباشد این تبیین از عوارض واجبہ برائے رفع جہل است از وجہ مخصوص

اصل ۳۹ رجع مرسے ... سیفینیہ ...

اصل ۴۰ ذکر کیفیۃ التعمیم

اصل ۴۱ ذکر کیفیۃ التبیین +

اصل ۳۹ کیفیت کہ از ذات بنفس خود بحث نیاید مگر بعوارض ہم دلائل

اصل ۴۰ کیفیۃ تعمیم کہ در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر باختصاص او بوجوہ جائزہ یا واجبہ بجواز سلب و عدم سلبیت +

اصل ۴۱ کیفیۃ تبیین کہ از عوارض واقع شود نہ از ذات خواہ از عوارض جائزہ برائے رفع ابہام در وجہ مخصوص یا از واجبہ برائے رفع جہل از وجہ مخصوص و توحد و تغایر در طرفین من وجہ واجبیست و وجہ توحد مبین ... [illegible]

ووجب التوحد في المبيَّن والمبيِّن من وجهٍ والتغاير من
وجهٍ وهما ظاهران منهما فوجه التوحد مبيِّنٌ +

اصل - انّ التشبيه باضافةٍ لا بحقيقةٍ اذ وجه
التشبيه وصفٌ مانعٌ بحقيقته شيء فالتشبيه
بحقيقته ممتنعٌ +

اصل - انّ مفهومَ كلٍّ ليتعلق باجزائه بمعنى جميعها فمفهوم
كلٍّ يقتضي مفهومَ جزءٍ له ومفهومُ جزءٍ يقتضي مفهومَ كلٍّ له وهما
متخالفان في مفهوميهما فلا ينطبق بعضهما على بعضهما ويقطع
نظرٌ عن مفهوميهما لا بحث فيهما فانّ مفهومَ كلٍّ متوقفٌ
على مقابلة مفهوم جزءٍ له ومفهومُ جزءٍ على مقابلة مفهوم
كلٍّ له فان كان ما به مفهومُ كلٍّ موجودًا حقيقيًا ضروريًا في حدّه
وهو واحدٌ حقيقيٌّ فكان ما به مفهومُ جزءٍ له موجودًا حكميًا

ترجمه - در مبيَّن ومبيِّن يعني بيان كرده شده وبيان كننده توحد از وجه واجب آمد يعني از وجهي
در ميان مبيَّن ومبيِّن يگانگت مقرره ضروری است . وتغاير از وجهٍ يعني از وجهي جدائيگی ضروری است و
هر دو از هر دو ظاهر اند يعني از توحد وتغاير كه از هيچ وجه باشند - پس وجه توحد مبيِّن است يعني
اين وجه از بيان كننده هويدا است -

اصل هر آئينه تشبيه باضافت يعني بنسبت است نه بحقيقت از آنكه وجه تشبيه وصف
مانع است بحقيقت خود يعني اين وصف در حقيقت خود از شركت مانع غير است پس تشبيه
بحقيقت ممتنع است گويا تنها تشبيه آن حقيقت از آنكه نسبت بدون حقيقت قيام نمی يابد +

اصل هر آئينه مفهوم كل البته متعلق باشد باجزائی خود بمعنی همه اجزاء - پس مفهوم كل مقتضی مفهوم جزء است
برائی خود . ومفهوم جزء مقتضی [illegible] مفهوم كل را برائی خود حالانكه هر دو در مفهوم خود با هم متخالف
اند - پس بعضی هر دو بر بعضی هر دو منطبق نمی آيند - واز مفهوم هر دو قطع نظر كرده
[illegible] هر آئينه مفهوم كل متوقف يعني وا ايستاده است بر مقابله مفهوم جزء كه برا او است
مفهوم جزء متوقف است بر مقابله مفهوم كل كه برا او هست پس اگر آنچه كه بايد مفهوم كل است در حد خود موجود
حقيقي ضروری باشد حالانكه او واحد حقيقي است [illegible]

اصل كيفيت آنكه تشبيه بنسبت است نه بحقيقت كه وصف مانع بحقيقت خود هست +

اصل ذكر كيفيت مفهوم كل وجزء +

اصل كيفيت مفهوم كل وجزء وتعريف كل
وهر دو بمقابله خود هر دو را ميخواهد ومتوقف
با هم گرانند كه چون يكی موجود حقيقي باشد
بمقابله او ديگر موجود حكمی وتعريف
حكمی بيان تخالف هر دو وعدم الانطباق
يكی بر ديگری وانكه كل واحد حقيقي يا حكمی
بمقابله يكديگر مفهوم وبه تتبع يكديگر ورنه
هر دو مفهوم باطل ومفهوم جزء بمقابله
مثل خود ثابت كه حاصل از افراد است اگرچه مختلف اند تخالف فرد فرد واحد پس حاصل مفهوم
كل آنكه بر كثيرين مختلفين دفعتا خاصه [illegible] اجزا آن وصف مانع [illegible] - واجزا بمقابله كل خود
[illegible] ديگر +

فکان ما به مفهوم جزء له موجوداً حکمیاً ش ای غیر
موجودٍ منفرضاً بالوجود ص غیر ضروریٍ فی حداۀ نبعاً بوجود
ما به مفهوم کل ان لم یکن امکانُ جوازِ وجوده ممتنعاً
وهو افراد حکمیة وان کان ما به مفهوم جزءٍ موجوداً
حقیقیاً ضروریاً فی حداۀ وهو افراد حقیقیة فکان ما به
مفهوم کلٍّ موجوداً حکمیاً ش ای غیر موجودٍ منفرضاً
بالوجود ص غیر ضروریٍ فی حداۀ نبعاً بوجود ما به مفهوم جزءٍ
ان لم یکن امکانُ جوازِ وجوده ممتنعاً وهو واحدٌ حکمیٌ فان لم یکن
النبعُ لامتناع الوجود الحکمی فالتوقفُ ش الفاءُ تفید معنی العطف
علی النبع والجزاءِ لشرطٍ مقدرٍ ای اذا لم یکن النبعُ بامتناع الوجود الحکمی
بطل بعضهما فلم یکن التوقف بینهما المتوقف علی وجودهما ص بطل
مفهوم کلٍ وجزءٍ لعدم وجودِ بعضهما لعدم النبع ولعدم وجودهما لعدم التوقف

ترجمه پس آنچه که باو مفهوم جزء است برای آنچه که باو مفهوم کل است موجود حکمی غیر ضروری باشد
در حد خود بطور تبع بوجود آنچه که مفهوم کل باو است از آنکه موجود حکمی تبع باشد موجود حقیقی را۔ اگر امکان جواز
وجود موجود حکمی ممتنع نباشد و آن موجود حکمی افراد حکمیه است یعنی افرادند غیر موجودی که بوجود فرض
کرده شده اند و اگر آنچه که باو مفهوم جزء است موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد حال آنکه افراد حقیقیه
از از مفهوم کل۔ پس آنچه که باو مفهوم کل است موجود حکمی باشد یعنی غیر موجودی که بوجود فرض کرده شده
که غیر ضروری است در حد خود که حکمی است۔ بطور تبع بوجود آنچه که مفهوم جزء باو است
اگر امکان جواز وجود او ممتنع نباشد و آن موجود حکمی واحد حکمی است۔ پس اگر بنابر امتناع وجود حکمی این
تبع که یکی را بدیگرے است نباشد بعض هر دو باطل گردد پس توقفی که متوقف است بر وجود هر دو
در میان هر دو یکی را بدیگری نماند۔ و بدون توقف مفهوم کل و جزء باطل گردد از آنکه بسبب
عدم تبع۔ وجود بعض هر دو مفهوم معدوم شود و بسبب عدم توقف وجود هر دو معدوم
شود۔ یعنی بسبب امتناع وجود حکمی تبع نماند و از آن هر دو بعض باطل شود و بسبب این توقف که در میان
هر دو است که یکی بر دیگری متوقف است نباشد و بسبب نبودن این توقف وجود هر دو معدوم شود یعنی مفهوم کل و جزء

فاعلم ان مفهومَ جزءٍ لا یتحقق الا بمقابلةِ مثله ش هو جزءٌ
م بخلافِ فردٍ واحدٍ فلا یحصل الجزءُ الا بافرادٍ ولو
مختلفین ش فلیس اتحادٌ مجازیٌ فیهما بشرطٍ فی هذا
الوجه م ولمّا الاجزاءُ بمقابلة کلها والافراد بمقابلة
بینها فالاجزاءُ لیست بافراد والافراد لیست باجزاء واذا
توقف مفهومُ بعضهما علی بعضهما ففی ایّ وجهٍ ش
من الوجهین المذکورین ای ان کان ما به مفهومُ کلٍ موجودًا
حقیقیًا ضروریًا فی حده وان کان ما به مفهومُ جزءٍ موجودًا
حقیقیًا ضروریًا فی حده م لا یتحقق الا وجودًا حکمیًا ش ای
الا یتحقق مفهومُ بعضهما وجودًا حکمیًا م فالحاصل انما مفهومُ
کل ما هو یختص علی کثیرین ولو مختلفین دفعةً من حیث
انهما اجزاء له فهذا وصف الـــمانع

ترجمه پس بدانکه هر آئینه مفهوم جزء ثابت ومتحقق نه شود مگر بمقابله مثل خود که جزء است
بخلاف فرد واحد وحاصل نمی شود این جزء مگر با فراد اگرچه مختلف باشند پس درین وجه
اختلاف اتحاد مجازی درین افراد شرط نیست ـ وهرگاه اجزاء ثابت اند بمقابله کل خود
وافراد ثابت اند بمقابله که درمیان شان است پس اجزاء افراد نیستند وافراد اجزاء
وچونکه مفهوم بعض هر دو بر بعض هر دو متوقف وایستاده است پس درهیچ وجهے
از هر دو وجه مذکور یعنی آنچه که باو مفهوم کل است در حد خود اگر موجود حقیقی ضروری
باشد وآنچه که باو مفهوم جزء است اگر موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد ـ
ثابت نشود وتحقق نه پذیرد مگر وجود حکمی یعنی مگر مفهوم بعض هر دو بطور وجود حکمی متحقق
خواهد شد ـ مطلب آنکه چون مفهوم بعض هر دو یکی بر دیگری متوقف آمده ـ پس در هیچ وجهے
که ازین هر دو وجوه مذکوره یکی ضرورتًا موجود حقیقی متحقق گردد بمقابله او موجود حکمی لامحاله متعرض
خواهد شد از آنکه مفهوم یکی بر دیگری متوقف است ورنه مفهوم هر دو کل وجزء باطل ـ پس حاصل این که مفهوم
کل آنکه او بر کثیرین دفعتًا خاص شود بایں طور که هر آئینه ایشان اجزاء اند مر آن کل اگرچه آن کثیرین مختلف باشند

۴۵ اصل در کیفیت مفهوم جنس

اصل ۴۵ اِنَّ مفهومَ جنسٍ ش ثابتٌ ھ باَفرادٍ حقیقیۃٍ ش ای لہا وجودٌ واقعٌ ھ متقابلۃٍ موصوفۃٍ بعینیۃٍ منطبقۃٍ توصُّفًا عارضیًا بوصفٍ بمعنی مصدرٍ جعلیٍ او اصلیٍ مبنیٌ علیہ لِما یکون اتحادٌ مجازیٌ بینہا فلا بفردٍ ش ای لا یثبت مفہومُ جنسٍ بفردٍ واحدٍ ھ فالاتحادُ المجازیُ شرطٌ مُثبتٌ لمفہومِ جنسٍ فمغایرتُ مجازیۃٌ فی افرادٍ مجازیۃٍ ش ای مَا لہا وجودٌ واقعٌ ھ لا تحقُّقُ افرادیۃً حقیقیۃً فبطل مفہومُ جنسٍ حقیقیۃً الا مجازًا فافرادُ الوصفِ المقیدۃُ بافرادٍ موصوفۃٍ بہٖ توصُّفًا عارضیًا موصوفۃٌ توصفًا ذاتیًا جنسٌ ایضًا

ترجمہ اصل ۴۵ ہر آئینہ مفہوم جنس کہ ثابت است با فراد حقیقیہ یعنی افرادے کہ برای آنہا وجود واقع است و آن افراد حقیقیہ متقابل یعنی متقابل بہدگر باشند۔ و موصوف بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور توصفِ عارضی بوصفی باشد یعنی این موصوف شدن افراد بطور عارضی بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است کہ بر ہمینی بآن افرادِ حقیقیہ آگہی می شود این مفہوم جنس در میان افراد اتحادی مجازی باشد۔ پس مفہوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد آنکہ مفہوم جنس کہ ثابت با فراد حقیقیہ می باشد یعنی ازان افراد کہ وجودِ آنہا واقع باشد نہ از فردِ واحد و اتحادی ہست مجازی در میانِ ہمان افراد کہ آنہا باہم تقابل دارند و اینکہ بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور عارضی وصف شدہ موصوف بوصفی باشند کہ بمعنی مصدرِ جعلی آید یا اصلی کہ اِنبار و آگہی بران مصدر با فراد حاصل شود۔ پس این اتحادِ مجازی شرطِ مثبت یعنی ثابت کنندہ آمد برای مفہوم جنس۔ و مغایرت مجازیہ در افرادِ مجازیہ یعنی افرادیکہ آنہا را وجود واقع نیست افرادیتِ حقیقیہ متحقق و ثابت نکند پس مفہوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد وصفیکہ مقید با فرادی ہست کہ موصوف بدان وصف از راہ توصف عارضی اند یعنی بطورِ موصوف شدن عارضی آن افرادِ وصفِ مقیدہ کہ موصوف از راہ توصف ذاتی یعنی بطورِ وصف شدن ذاتی آنہم از جنس آمدہ یعنی چنانکہ افراد بوصفی از راہِ توصفِ عارضی موصوف شدہ مفہوم جنس در می یابند گذشت ہمچنان افرادِ این وصفِ مقیدہ مذکورہ از راہ توصفِ ذاتی بدان موصوف شدہ نیز جنس می باشند

فمصدر جعلي وما موصوف به جنس على اصل المعنى واللفظ
ومصدر اصلي وما موصوف به جنس على اصل المعنى
لا اللفظ ولذا يقال مصدر اصلي وصفا عاما وفاعل و
مفعول اسما عاما باعتبار الذات وصفة عامة باعتبار
الزمان فالحاصل انما مفهوم جنس ما هو يعم على كثيرين متفقين
من حيث انهم متقابلين فهذا وصفه المانع + اصل ان
مفهوم نوع ما هو يعم على كثيرين متفقين من حيث وصفهم
فهذا وصفه المانع + اصل انما ماهية التي يظهر منها
عارض تعبر بهيولى والعارض بصورة في محاورة قوم
فقط فاني اصرح اي ان كان العارض زائدا على الماهية بقيام
حقيقي بها اصلا لمنشأيتها له وهو صفة ذاتية لها
فليس بحادث منها

اصل ذکر کیفیة مفهوم النوع

اصل ذکر کیفیة الهیولی والصورة

ترجمه - پس مصدر جعلی وانچه موصوف است بدو جنس است بر اصل معنی ولفظ - ومصدر اصلی
وانچه بدو موصوف است بر اصل معنی جنس است نه بر لفظ - وبنا برین گفته شود مصدر اصلی بطور
وصف عام یعنی از روی وصف عام است - وفاعل ومفعول باعتبار ذات اسم عام و
باعتبار زمان صفت عام - پس حاصل همین آمد که مفهوم جنس آنکه او بر کثیرین متفقین عام
باشد از حیثیت که هر آئینه ایشان مقابل یکدیگر باشند - وهمین وصف اوست مانع +
اصل - هر آئینه مفهوم نوع آن که او عام باشد بر کثیرین متفقین از حیثیت
وصف شان - وهمین است وصف مانع او +
اصل هر آئینه همین است که ماهیتی که از و عارض ظاهر شود بهیولی تعبیر کرده شود وعارض بصورت
در محاورهٔ قومی فقط - پس البته من تصریح میکنم یعنی اینکه اگر آن عارض زاید بر ماهیت است
بقیام حقیقی آن ماهیت بطور اصل بنا بر آنکه برای عارض آن ماهیت منشا
واقع شده واو صفت ذاتیه است برای ماهیت پس آن
عارض از ماهیت حادث نیست +

اصل کیفیة هیولی وصورت بمقابله ماهیت وعارض به نسبت بقیام حقیقی که ثابت بماهیة باشند مع عرض اگر عارض بقیام مجازی است از ماهیت مسلوب است زاید صفاتها مسلوبه بدیهیه نگارنده تواند که اجتماع اضداد لازم آید +

وإن كان زائدًا على صفةٍ ذاتيةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بها أصلًا
لمنشأيتها له فبالماهيةِ عرضًا بواسطةِ الصفةِ الذاتيةِ
فهو حادث منهما مثل كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغير صفته ولا
ماهيته الذاتية لكن تغيّر قيامُه وقعودُه قائمان بقيامٍ حقيقيٍ
بصفته الذاتية أصلًا لمنشأيتها لهما فبماهيته بواسطةِ
صفتهِ الذاتيةِ عرضًا فهما يحدثان منهما مع فما هو بقيامٍ
مجازيٍ ليس بصورةٍ لها إذ هو ماهيةٌ أو عارضٌ فإن كان
ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها مثل أي ماهيةٍ
لا عارض مر وإن كان عارضًا فله محلٌ قيامه فيه قائمٌ
بقيامٍ مجازيٍ وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في
معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقيٍ بينهما في
معنى هيولى وصورةٍ فلا على نسبةٍ بقيامٍ مجازيٍ

ترجمہ و اگر آں عارض زائد بر صفتِ ذاتیہ است بقیامِ حقیقی بآں صفت بطور اصل بنا بر آنکہ
برائی عارض آں صفت منشا واقع شدہ پس ایں عرض بواسطۂ صفتِ ذاتیہ عرض ماہیت
آمدہ و او حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ او۔ چنانچہ زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ
است پس دریں مثال متغیر نمی شود صفتِ ذاتیہ و نہ ماہیت زید را ولیکن قیام و قعود او متغیر
شد کہ ہر دو بقیامِ حقیقی بصفتِ ذاتیہ بطور اصل قائم اند از آنکہ ایں صفتِ ذاتیہ برائی ہر دو
منشا ظہور و جائے نشو است پس بواسطۂ صفتِ ذاتیہ بماہیتش بطور عرض قائم اند۔
پس ہر دو قیام و قعود از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ حادث می شوند۔ پس آنچہ کہ او
بقیام مجازی است نیست صورت برائی او یعنی برائے ماہیت از آنکہ او ماہیت است
یا عارض۔ پس اگر او ماہیت است پس او قائم است بنفسِ خود در معنای خود یعنی در معنی ماہیت
نہ عارض۔ و اگر او عارض است پس برائے او است محلِ قیام کہ قائم بقیام مجازی است
و ایں محل ماہیت است قائم بنفسِ خود در معنای خود۔ پس ہر دو یعنی عارض مع محل کہ ماہیت است بنا بر
نسبت بقیام حقیقی اند کہ درمیان ہر دو است در معنی ہیولی و صورت و نیستند بنا بر نسبت بقیام مجازی کہ درمیان ہر دو

فاعلم ان ما هو بقيامٍ حقيقيٍ من صفاتٍ التي ثابتةٌ في ماهيةٍ
وما هو بقيامٍ مجازيٍ من صفات التي مسلوبةٌ من ماهيةٍ
فان انكرت مسلوبة التي بديهيةٌ لزم اجتماع اضداد
بالتي ثابتةٌ ✤ اصل انما الاطلاق بمقابلة التقييد وعكسه
شئ اي وانما التقييد بمقابلة الاطلاق م وهما على ماهيةٍ
واحدةٍ والا بطلا فالتقييد على ماهيةٍ بقيامٍ حقيقيٍ من
جهةٍ اخرى بمغايرتٍ حكميةٍ بالاطلاق فزاد عليها
لا الاطلاق شئ كما ذكر في ذكر كيفية العلم والمعرفة
بزيادةِ شئٍ من هذا م وتقييد الذات ليس من حيث اوصافها
بمغايرتِ الوصفِ بالذاتِ حقيقةً في حدهما لكنه
من حيثِ نفسها بالوصف لا بالذات ✤

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ آنچہ کہ او بقیام حقیقی است از صفاتی است کہ در ماہیت آں صفات
ثابت اند۔ و آنچہ کہ او بقیام مجازی است از صفاتی است کہ از ماہیت آں صفات مسلوب اند پس اگر
صفاتہای مسلوبہ آں کہ بدیہیہ اند انکار کردہ شوند اجتماع اضداد لازم آید بآنکہ ثابت اند۔
اصل۔ اطلاق ہمیں است کہ بمقابلۂ تقیید شناختہ شود و عکس او یعنی تقیید ہماں است
کہ بمقابلۂ اطلاق تمیز کردہ شود و ہر دو بر ماہیت واحدہ اند ورنہ ہر دو باطل۔ پس تقیید کہ بر
ماہیت است بقیام حقیقی از جہت دیگر ثابت بمغایرت حکمیہ باطلاق است۔ پس این
تقیید زاید شد بر ماہیت نہ اطلاق چنانچہ در ذکر کیفیت العلم والمعرفت الخ
بزیادت چیزے ازیں بیان کردہ شد۔ وتقیید ذات از حیثیت اوصاف ذات
نیست بسبب مغایرت وصف با ذات از روئے حقیقت در حد ہر دو یعنی در
حد وصف و ذات لیکن تقیید از حیثیت نفس ذات بالوصف است نہ بالذات
یعنی ذات را با وصف در حد خود ما چوں مغایرت حقیقی است
پس تقیید ذات از حیثیت اوصاف نباید ولیکن از حیثیت
نفس ذات باشد بنا بر وصف نہ بنا بر ذات ✤

اصل ذکر کیفیۃ الاطلاق والتقیید

اصل کیفیۃ الاطلاق و تقیید

اصل ذكر كيفية الاضافة ٤٩

اصل ٤٩ ان الاضافة لا تصح بين عامٍ وخاصٍ وعامين
ولا بين موجودٍ ومعدومٍ ومعدومين الا بين موجودين
خاصين فعليك تاملٌ فى البيان + اصل ٥٠ انما الدلالة
الى مدلولها قاطعةٌ عن غيره فمتضمنةٌ اخبارٍ محتمل تصديقٍ
ش لا تكذيب م فالتصديق متضمن تسليمٍ فحصل
يقينٌ ش هو علمٌ بديهٍ اى واقعٍ م فقد يكون
ش تامٌ م علمُ اليقين باضافةٍ الى مفعولٍ وقد
عين اليقين باضافةٍ بيانيةٍ ش اى نفس اليقين م
وقد حق اليقين باضافةٍ الى فاعلٍ للمحصّل + اصل ٥١ الحكم
هو تعيين شئٍ يدور بين فاعلٍ ومفعولٍ فحكم تصديقٍ
باجمالِ مصدَّقٍ هو لازمُ تفصيلٍ وجودٌ واحدٌ فى حدِه
تفصيلُ مصدَّقٍ لازمُ اجمالٍ وجودٌ متكثرٌ فى حدِه

اصل ذكر كيفية الدلالة ٥٠

۵۱ اصل ذكر كيفية الحكم

ترجمه - اصل ٤٩ هر آئینه اضافت یعنی نسبت در میان عام و خاص و در میان دو عام صحت نمی پذیرد و نه در میان موجود و معدوم و دو معدوم مگر در میان دو موجود که هر دو خاص باشند. پس درین بیان بر تو تأمل لازم است۔

اصل ٥٠ دلالت همین است که سوئے مدلول خود از غیر او قاطع باشد یعنی برنده۔ پس این دلالت متضمن باخبار باشد یعنی خبرے از و حاصل آید که محتمل تصدیق باشد نه تکذیب و تصدیق متضمن تسلیم است پس یقین حاصل آمد که او علم بدیهه است یعنی واقع۔ و این یقین گاهی علم الیقین باشد باضافت سوئے مفعول یعنی درین حال اضافت علم مصدر سوئے مفعول بمعنی یقین را دانستن است۔ و گاهے عین الیقین باضافت بیان یعنی نفس یقین۔ و گاهی حق الیقین باضافت سوئے فاعل برائے حاصل کننده یعنی حاصل کننده یقین را یقین محقق شد۔

اصل ٥١ حکم او تعیین یعنی مقرر کردن چیزی است که دائر باشد در میان فاعل و مفعول۔ پس حکم تصدیق مع اجمال مصدّق که آن اجمال تصدیق شده لازم تفصیل است در حد خود وجود واحد است۔ و تفصیل مصدّق که لازم اجمال است این در حد خود وجود متکثر است یعنی بسیار شونده

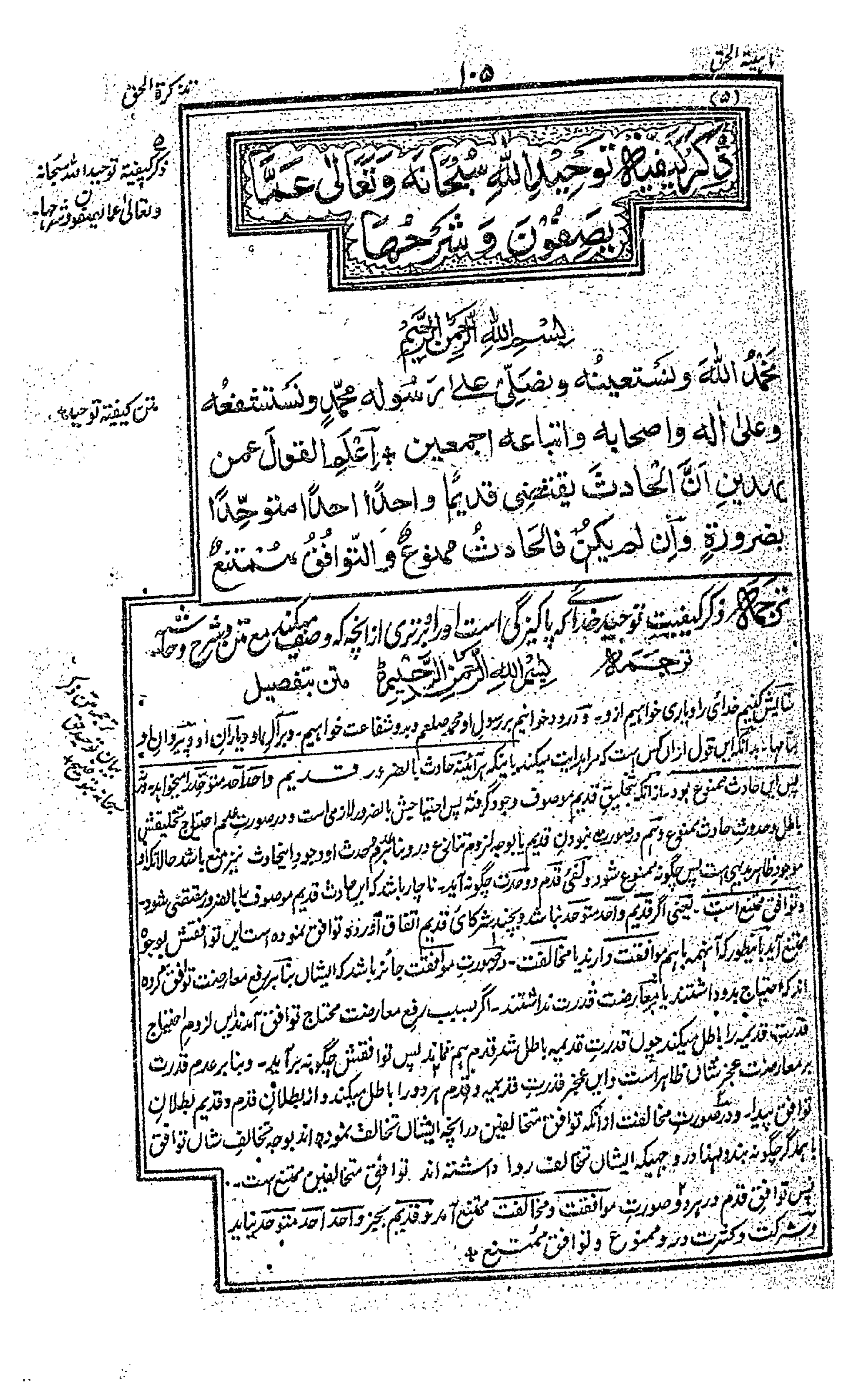
٤٩ اصل کیفیة الاضافت وشناخت شان۔

٥٠ اصل کیفیة دلالت و تصدیق و تسلیم و یقین و علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و معنی شان ہے۔

٥١ اصل کیفیة حکم تصدیق و بیان اجمال و تفصیلی مع اجمال و تفصیل مصدق و وجود واحد و تکثر و توحد و متکثره عکس او

فتبیّن ھھنا توحُّدٌ مع تکثّرٍ وتکثّرٌ مع توحّدٍ ش
ای توحّدُ وجودِ حکمِ تصدیقٍ باجمالِ مصدَّقٍ مع تکثّرِ
وجودِ حکمِ تصدیقٍ بتفصیلِ مصدَّقٍ وعکسُہ ای وجودِ
حکمِ تصدیقٍ بتفصیلِ مصدَّقٍ مع توحّدِ وجودِ حکمِ
تصدیقٍ باجمالِ مصدَّقٍ م فحکمُ تصدیقٍ باجمالِ
مصدَّقٍ اَھوَنُ وانفعُ للمصدِّقِ ش کما تقول اٰمنتُ
باللّٰہِ کما ھو باسمآئہٖ وصفاتہٖ وقبلتُ جمیعَ احکامہٖ
م اللّٰھُمَّ صلِّ وبارِکْ وسلِّمْ دائماً ابداً علی محمدٍ رسولِکَ
حبیبِکَ وعلی الہٖ کما تُحِبُّہٗ وترضاہُ وشفِّعہُ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ پس ازینجا است توحّد با تکثّر و تکثّر با توحّد یعنی توحّدِ وجودِ حکم تصدیق
باجمالِ مصدَّق مع تکثّر وجودِ حکم تصدیق بتفصیلِ مصدَّق وعکس این یعنی تکثّر وجودِ حکم تصدیق
بتفصیلِ مصدَّق با توحّدِ وجودِ حکم تصدیق باجمالِ مصدَّق - پس حکم تصدیق باجمالِ مصدَّق
برائے مُصدِّق یعنی تصدیق کنندہ آسان تر و سودمند تر است چنانچہ تو گوئی اٰمنتُ باللّٰہ
کما ھو باسمائہٖ وصفاتہٖ وقبلتُ جمیعَ احکامہٖ یعنی ایمان آوردم
بخدائے برتر چنانکہ او باسمائی خود و صفات خود است و ہمہ احکام او قبول نمودم و پذیرفتم
اللّٰھمَّ صلِّ وبارِکْ وسلِّمْ دائماً ابداً علی محمدٍ رسولِکَ حبیبِکَ وعلی
الہٖ کما تُحِبُّہٗ وترضاہُ وشفِّعہُ فینا وترحمنا بہٖ یعنی اے خدائے
من رحمت نازل فرما و برکت بدہ و سلام رسان ہمیشہ کہ انجامش نباشد بر رسول تو
وحبیب تو کہ محمد است صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بر آل او از انبیاء و اولیاء
و ملائکہ تا آنکہ درود و نورش دائر و سائر باشد آنچنان کہ دوست داری تو اورا و ازو خوشنود شوی
و اورا درمیان ما شفیع گردان و مغفرت خواہ و بدو ما را رحم فرما و نزول رحمت کن - الحمد للہ
رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین انیس
الغریبین شفیع المذنبین محمد وآلہ واصحابہ واھل بیتہ واولیائہ جمیع
امتہ وعلینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین - آمین +



ذکر کیفیة توحید اللہ سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون وشرحہا

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٭ اعلموا القول عمن یدین ان الحادث یقتضی قدیما واحدا احدا متوحدا بضرورة وان لم یکن فالحادث ممنوع والتوافق ممتنع

متن کیفیۃ توحیدہ

ترجمہ ذکر کیفیت توحید خدا کہ پاکیزگی است اور ابرتری از آنچہ کہ وصف میکنند مع متن و شرح و حاشیہ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم متن بتفصیل

ستائش کنیم خدائی را وباری خواہیم از وے ٭ درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم وبدو شفاعت خواہیم ۔ وبر آل او ویاران او وپیروان او بنا مہا ۔ بدانکہ این قول از آن کس است کہ مراہ ایت میکند بانیکہ ہر آئینہ حادث بالضرور قدیم واحد احد متوحد را میخواہد و نہ

پس این حادث ممنوع بود ۔ از آنکہ تعلیق قدیم موصوف وجود گرفتہ پس احتیاجش بالضرور لازمی است و در صورت عدم احتیاج تخلیقش باطل و حدوث حادث ممنوع و ہم در صورت نبودن قدیم یا بوجہ لزوم تنازع در وبنا برم حدث او وجود ایجاد حادث نیز منع باشد حالانکہ او موجود ظاہر بدیہی است پس چگونہ ممنوع شود و لیکن قدم و حدوث چگونہ آید ۔ ناچار باشد کہ این حادث قدیم موصوف بالضرور مقتضی شود و توافق ممتنع است ۔ یعنی اگر قدیم واحد متوحد نباشد و بچند شرکای قدیم اتفاق آوردہ توافق نمودہ است این توافقش بوجوہ ممتنع آید بایطور کہ آنہمہ باہم موافقت دارند یا مخالفت ۔ در صورت موافقت جائز باشد کہ ایشان بنا بر رفع معارضت توافق کردہ اند کہ احتیاج بدو داشتند یا بمعارضت قدرت نداشتند ۔ اگر بسبب رفع معارضت محتاج توافق آمدند این لزوم احتیاج قدرت قدیمہ را باطل میکند چون قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم نماند پس توافقش چگونہ بر آید ۔ وبنا بر عدم قدرت بر معارضت عجز شان ظاہر است و این عجز قدرت قدیمہ وقدم ہر دو را باطل میکند و از ابطال قدم وقدیم بطلان توافق ہم بیاید ۔ و در صورت مخالفت از آنکہ توافق متخالفین در آنچہ ایشان تخالف نمودہ اند بوجہ تخالف شان توافق باہم گر چگونہ بندد لہذا در وجہیکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین ممتنع است ۔

پس توافق قدم در ہر دو صورت موافقت ومخالفت ممتنع آمد و قدیم بجز واحد احد متوحد نباید و شرکت وکثرت در وممنوع و توافق ممتنع ٭

ترجمہ متن ذکر حمد بیان توحید صانع بسیجانہ شبہ

وبالتفرض الباطل توافقاً لا دليل على المتوافقين والمتوحد ليس بمتعدد وانتزاع الحادث بقيامه الحقيقي من قديم يبطله فتثنيته وجمعه بكل الوجوه باطل وانما الله اله واحد سبحانه وتعالى عما يصفون ۞ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى الواره كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمه: و بتفرض باطل از روی توافق دلیلے بر متوافقین نیست - از آنکه در تفرض نسبة قیام خواه حقیقی باشد یا مجازی اشتراک نیست - و نه وجودی میان دو نسبة برائے قیام خود مشترک باشد و وجود برائے وجودے که متحقق شد از نسبت دیگر ثابت نمیگردد - و اگر برائے هر فرد نسبت قیام علیحده پنداشته خالق هر فرد جدا گانه فرض کرده بدیں گونه معارضت باهمی برداشته شود دران صورت برائے رفع معارضت جائزه لزوم احتیاج دائر خواهد شد حالانکه لزوم احتیاج برائے رفع معارضت مذکوره بر بطلان قدرت قدیمه و قدم و توافق ظاهر و موجود است - و متوحد متعدد نیست که بشمار جزو جزو شدن تواند - و انتزاع حادث بقیام حقیقی خود از قدیم بطلان قدیم کند چرا که حادث مخلوق که در حدین محدود است فانی شئی است پس هر که این فانی قیام حقیقی وارد او هم بفنائے این بسبب قیام حقیقی فنا پذیرد - پس تثنیه و جمع قدیم بهر وجه باطل شد حالانکه این یقینی است که الله اله واحد است از ان اوصاف پاک و برتر است که آنان وصف او میکنند - اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى الواره كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به - خدایا رحمت نازل کن و سلام بفرست بر محمد که نبی رحمت است و بر الوار او چنانچه دوست داریم او را و از خوشنودی او شفیع کن او را در میان ما

و رحم کن ما را با او ۞ ۞

فش حم — بسم الله الرحمن الرحیم حامدًا ومصلیًا ومسلمًا اعلموا انما علم توحید قد یتوقف علی دلالة الحادث بنفسه الیه فقال م إنّ الحادث ش اعلم ان معرفة حدوث وقدم متوقفة بعدمین ح ای عدم سابق وعدم لاحق ش فالحادث ما هو بین عدمین والعدم بالتغیر بدیهی فکیفیة خلقه مجهولة والمادة له معدومة ولا تجزی بنفسه ح ای لا ینقسم ش ولا بغیره ح ای لا یترکب ش من بدو وجوده من عدم ح سابق ش الی فنائه الی عدم ح لاحق ش وجوبًا والتجزی بغیره لازم ترکیب والترکب یقع فی الاجسام لا فی البسائط

ترجمه — اکنون شرح اوست یعنی ترجمه شرح مع متن وحاشیه وغیره بتفصیل بزبان پارسی

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد بجا آوردن حمد وصلوة وتسلیم بدانکه یقینی است که دانستن توحید قدیم بر دلالت حادث توقف یافته تا حادث بنفس خود جانب قدیم دال نباشد فهم علم توحید محال باشد پس علم حادث مقدم باشد برای دلالت لهذا حضرت ماتن حادث را مقدم فرمود وگفت إنّ الحادث یعنی تحقیق این حادث. بدانکه بر آئینه معرفت حدوث وقدم متوقف یعنی بازمانده است بعدمین که یکی ازان عدم سابق باشد ودیگرے لاحق. پس حادث آنست که درمیان عدمین واقع شود. وعدم که اول وآخر حادث است از تغیر حادث واقعی معلوم می شود که ظاهر است. وکیفیت آفرینش حادث مجهول است باینکه ابتدائی خلق حادث از عدم واقع شده. ومادہ برای او معدوم ازانکه ماده سبقت میخواهد وعدم سابق از خلق است پس ماده در عدم معدوم. وضروری است که حادث از ابتدائے آفرینش خود از عدم سابق تا فنائش بعدم لاحق نتواند که بنفس خود جزو جزو شود که منقسم باشد ونه بغیرش اجزا پذیرد که مرکب باشد. زیراکه بغیر خود اجزا گرفتن ترکیب را لازم گرداند. وترکب در اجسام واقع شود نه در بسائط

فثبت الدعوی من جهتٍ والکلامُ فیهما مطلقا فان ترکّب
لزم موجودان للترکب من قبل ح الترکب ش فلا بدو الوجود
الترکب ح وکلامنا فی بدوِ الوجودِ ش وان بدا وجودُ
الترکب من عدمٍ لزم موجودان سابقان للترکب فی مرتبة
عدمٍ او عدمُ مرتبةِ عدمٍ وهما باطلان ولزم الترکبُ للموجودین
السابقین للترکّب فلزم تسلسلٌ لا ینتهی بنفی الوجودِ من
عدمٍ الذی منه بدایتُ الوجود فالوجودُ ازلیٌ بلا بدایتٍ
فذلک شراکٌ حقیقیٌ فی قدمٍ اوهو لا خالق لوجوده
وفنائه وان انتهی بالوجود الذی لا ترکّب له حصل انه
لا تجزّی بنفسه ولا بغیره من بدوِ وجودِهِ من عدمٍ الی فنائه
الی عدمٍ وجوبًا مع ان الوجودَ الذی فارغٌ عن عدمٍ ازلیٌ بلا
بدایتٍ لا تجزّی بنفسه ولا بغیره ❖

ترجمہ اینجا دعوے جهتی از جهاتِ حادث که عدمِ سابق را باشد ثابت گردید حالانکه کلام در هر دو
جهات مطلق آمده یعنی همین دعوی برائے جهتِ دیگر حادث که عدمِ لاحق باشد دلیل باشد پس اگر حادث
مرکب باشد برائے ترکیبِ او پیش از ترکیب دو موجود لازم شوند حالانکه ابتدائے وجودِ ترکیب را
نیامده و کلامِ ما در بدوِ وجود است ۔ و اگر وجودِ ترکیب از عدم پیدا آمد و ابتدا شد در مرتبۂ عدم
نیز برائے ترکیب دو موجودِ سابق لازم آیند یا عدمِ مرتبۂ عدم لازم شود بنا بر وجودِ هر دو موجود
سابق و این هر دو امر باطل است چراکه برائے ترکیبِ هر دو موجودِ سابق نیز ترکیب لازم شود
و تسلسلے لازم آید که بنفی کردنِ وجود از عدم که بدایت وجود از وست منتهی نه شود ۔
پس این وجود ازلی باشد که ابتدائے ندارد ۔ و این شرکِ حقیقی است در قدم یا دهر است
که برائے وجودِ او و فنائے او خالق نیست ۔ و اگر حادث بوجودی که برائے او ترکیب نیست
آخر شد همین برآمد که حادث بالضرور بنفسِ خود و نه بغیر شی از ابتدائے وجودِ خود از عدمِ سابق
تا فنایش بعدمِ لاحق جز و جز نه شود با آنکه هر آئینه وجودی که خالی از عدم فارغ است ازلی
هست که بدایت و ابتدا او نیست او نه بنفسِ خود جز و جز شود و نه بغیر خود ❖

كيفية تجزى بنفسه وبغيره

فالكلام في تحقيق كيفية تجزّي بنفسه وبغيره فانهما في مرتبة تشخّص زائد على ماهية لا في مرتبة تشخّص ماهية اذ هي سريعة في فنائها كما يفهمان في ذكر كيفية الاصول في ذكر كيفية تجدد شئ حتى تمهّل للتركب ففي حال التركب ماهية التي في مرتبة بدو وجودها غير متجزّية مطلقا لا بنفسه ولا بغيره شئ ولوجوده الى غيره محتاج كما قال سبحانه بديع السموات والارض الاية والبديع من يخلق المخلوق من غير مواده كما قال سبحانه ام خُلقوا من غير شئ هو عدم اعلم ان الشئ يطلق على ماله وجود فغيره عدم فثبت خالق بوصف مانع وبتوحيده بتخليق من عدماء من غير مادة

تفسير آيه ام خلقوا الخ مع اختلاف معنى غير شئ

ترجمه :- زین پس سخن است در تحقیق کیفیت تجزّی بنفسه وبغیره والبته این هر دو در مرتبهٔ تشخصی هستند که زائد بر ماهیت است نه در مرتبهٔ تشخص ماهیت زیرا که ماهیت در فنای خود چنان سبک سیر است که برای ترکب مهلت نمی یابد چنانچه در ذکر کیفیت اصول با صل ذکر کیفیت تجدد مفهوم میشود پس در وقت ترکب آن ماهیت که در مرتبهٔ بدو وجود خود هست مطلقا غیر متجزی است یعنی نه خود جزو پذیر نیست نه بنفس خود و نه بغیرش و برای وجود خود جانب غیرش محتاج - زیرا که هر چه از عدم بوجود آید خود نیاید مگر با حتیاج غیر چنانچه فرموده سبحانه در سورهٔ انعام رکوع ۱۳ - بدیع السموات والارض الایه یعنی نو آورندهٔ آسمانها و زمین هست - اینجا لفظ ارض بمعنی زمین اسم جنس هم دلالت بر کثرت از سموات میکند اگر جمع آمدے خلاف فصاحت بودے و کلام الٰهی جل جلاله مبنی بر کمال فصاحت و بلاغت هست - و بدیع کسی است که آفریند خلق را بغیر ماده اش چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ طور رکوع ۲ - ام خلقوا من غیر شئ آیا آفریده شدند آنان از غیر شئ که آن عدم است چون باید انکه شئ اطلاق کرده شود و گفته شود بر چیزے که او را وجود باشد پس غیر او عدم باشد اکنون ثابت شد که بغیر ماده از عدم آفریننده همان خالق است که وصف مانع دارد و متوحد باشد زیرا که از عدم بوجود آوردن سوائے خالق حقیقی دیگرے را محال هست پس چنین خلق را فاعل مختص و متوحد باید که وصفش بر غیر ممنوع و برای غیر مانع باشد و توضیحش تو سّع را نه خواهد.

در بیان کیفیت تجزی بنفسه وبغیره

بمعنی بدیع -

تفسیر آیه ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شئے وتعریف شئے

فاذا کان الاستبعاد فی خلق جدید بعد صدقت الرسالۃ بتحقیق المقالۃ والعدم
قول راجح عندی من اقوال فی التفسیر الکبیر وغیرہ منظور فیہ عند
ل فی النظم والدعوی ففی قول من غیر شیء ای من غیر خالق نظر بان
خلقوا یقتضی خالقاً بتوسعہ فکیف الاستفہام من خالقہم المخصوص
بتوحدہ + وفی قول من غیر شیء ای من غیر مادۃ باستفہام لنفی فی حاصلہ
خلقوا من مادۃ نظر بان لا یثبت خالق بوصف مانع لاشتراک خالقین فی
وصف جامع بخلق من مادۃ وان اللہ احسن الخالقین بابداع من غیر مادۃ فکیف
یثبت دعوی حشر ودعوی رسالۃ بتحقیق المقالۃ ام ہم الخالقون بوصف مانع

ترجمہ۔ والحال ہیچ استبعاد و دشواری در خلق جدید نماندہ بخوبی مفہوم شد کہ خلقت جدید را از عدم آوردن
ایچنین فاعلی را سزد نہ غیرش را۔ وہم رسالت رسول بتحقیق مقالتش کہ از صدق کلام رسول صادق محقق ہست را
آمد۔ باینکہ آں رسول امین است مبین امانت حق را حق حق نمود و آنکہ خالق را چنین تخلیق بغیر مادہ مانع الوصف
فرمود پس صدق ارسالش رسول صادق را وانماید و دعوی رسالت چنین کس را شاید۔ واز اقوال تفسیر کبیر قول غیر شیء
بمعنی عدم نزد من راجح وقوی تر است ای نزد شارح رحمۃ اللہ علیہ از آنکہ اقوال دیگر بر متامل در نظم کتاب و ثبوت دعوی
منظور فیہ آمدہ کہ خالی از خدشات نمیباشد۔ چنانچہ در قول من غیر شیء بمعنی من غیر خالق این جائے نظر است کہ لفظ
خلقوا بوجہ مجہولیت فاعل خالق خود بتوسع بخواہد پس استفہام خالق مخصوص بتوحد خود از خالق آنہا کہ متوسع اند چگونہ
صورت بندد۔ و در قول من غیر شیء بمعنی من غیر مادۃ بسبب استفہام کہ برائے نفی است حاصلش خلقوا من مادۃ یا
معنی آنکہ آیا پیدا کردہ شدند آناں از غیر مادہ۔ چونکہ اینجا استفہام برائے نفی آمدہ لہذا حاصل معنی چنین شد کہ آنہا از مادہ
آفریدہ شدند۔ پس ہمیں جائے نظر است و خدشہ این ہست کہ خالق مانع الوصف بسبب اشتراک خالقین در وصف جامع
کہ آں از مادہ آفریدن ہست ثابت نگردد۔ ووصف مانع آنست کہ شرکت غیر را بخود مانع باشد چنانکہ در غیر آں وصف
یافتہ نشود۔ ووصف جامع آنست کہ شرکت غیر را بخود جامع باشد چنانکہ آں وصف در غیر یافتہ شود۔ پس
وصف جامع بخلق از مادہ اشتراک خالقین ہست کہ ازیں اشتراک خالق بوصف مانع ثابت نگردد حالانکہ
بمقتضائے ان اللہ احسن الخالقین یقینی خدا برتر بوجہ ابداع خود از غیر مادہ نیکوترین آفرینندگان ہست
پس دعوی حشر و دعوی رسالت بتحقیق مقالت چنانکہ در تفسیر آیت مذکورہ ما فی البحث مذکور آمدہ چگونہ ثابت گردد و
حال اینست کہ آیت مذکورہ باثبات رسالت و حشر استدلال گرفتہ۔ واثبات حشر یعنی تحقیق مقالت رسول صادق نیز بدینگونہ
برآمدہ کہ خالق بغیر مادہ از عدم بوجود آوردندہ را باز بحشر موجود کردن چہ دشوار گردد۔ وآں اینست۔ ام ہم
الخالقون الخ یا آنہا خالقانند بوصف مانع۔ یعنی آناں این وصف ندارند کہ بغیر مادہ
از عدم آفرینند۔ الحاصل حادث بغیر مادہ خلق شدہ و در پیدائش خود محتاج آمدہ لہذا حضرت تا تن در نمود۔

تعریف وصف جامع ومانع +

م يقتضي ش لاحتياج وجوده ص قديمًا ش اي قديمًا هو ليس بين عند سيت فكيفية قدمه مجهولة وازلي بلا بدايت وابدي بلا نهايت وليس له مواد ولا يحتاج لوجوده الى غيره ولا يتحد به ص واحدًا ش هو يتصف بصفات لها زائدة على ذات بغيرها منها التمائزها بنفسها هنا فكانها تحدث ولا يقابله عددٌ وهو واسطة احداث لفاعلية ح اللامُ الجارة لعلة والضمير المضاف اليه الى واحد ش لفظًا ح تمييزٌ من الفاعلية اي بناءً على لفظ فاعل الذي يستعمل لحدوث فعلٍ فهذا دليلٌ على معنى كانها تحدث ش ومعنًا ح معطوفه اي بناءً على معنى فاعلِ الذي يحتاج الى شبهِ مفعولٍ

ترجمہ يقتضي قديمًا ميخواہد قديم را يعني اقتضاى حادث براى قديم بنا بر احتياج وجود اوست وقديم آنست كہ درميان عابين نباشد پس كيفيت قدم او مجهول است - وازلى است بى بدايت ازانكہ حد بدايت ممیز است از عدم سابق - وابدى است بى نہايت ازانكہ حد نہايت ممیز است از عدم لاحق - و نيست براى او مادّه چہ عدم ماده نتوانند كرد وجودى باشد تا وجودى نام نہاده شود حالانكہ او تعالى واجب الوجود است - واحتياج ندارد بركسے وجود خود جانب غير خود - ونہ متحد مى شود بغير خود چہ اتحاد شيئين ممتنع است تكيف اتحاد الحادث بالقديم لمنع اجتماع الضدين يعنى اتحاد حادث با قديم با وجود منع اجتماع ضدين چگونہ صورت بندد - بناءً عليہ فرمود واحدًا يعنى آن قديم كہ مطلوب حادث است واحد است - واو موصوف است بصفاتى كہ براى آنہا بر ذات ازان صفات زيادت باشد كہ از ذات غير دارند چہ غير بسبق نفس صفات متمايز است پس گويا اين صفات حدوث يافتہ حالانكہ اين حدوث زيادت مى باشد - ونہ اورا عدد مقابل باشد يعنى ثانى وغيره - واو واسطہ احداث است بنا بر فاعليت خود از روى لفظ ومعنى - چہ در لفظ لفاعليتہ لام جاره براى علت آمده - وضمير لاحقہ مضاف اليہ راجع براى واحد - ولفظًا كہ زير شرح است تميز از فاعليت است يعنى صفت واحد واسطہ احداث است بر بناء لفظ فاعل كہ مستعمل مى شود براى حدوث فعل پس اين دليل است براى اين معنے كہ گويا آنہا حادث مى شوند - ولفظ معنًا معطوف است از لفظًا مذكور يعنى صفت واحد واسطہ احداث است ہم بر بناى معنے فاعل كہ محتاج جانب شبہ مفعول مى شود

وشبهُ الذات لایحصل الا بعوارضها التی هی لاعینها فواحدیتهٗ هی مصداقٌ متقدمٌ لحصول شبهٍ لصنع من ذاتٍ بصفات التی هی لاعینها فتکون واسطة احداث.

م احدًا ش هو متصف بصفات التی هی فی واحدیته عینیة فلا تمیز لها زیادةً علی ذاتٍ بغیریتها منها هٰهنا ولا یقبل تجزیًا فی وجوده ولا هو واسطة احداثٍ للزومه ح اللام الجارة لعلةٍ والضمیر المضاف الیه الی احدٍ ش لفظا ح تمیز من اللزوم ای بناءً علی لفظ صفةٍ مشبهة التی تستعمل للزوم صفةٍ فهٰذا دلیل علی لزوم صفاتٍ عینیةٍ فی احدیةٍ لاغیریة

ترجمہ وشبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارضِ او کہ آنہا لاعین او ہست یعنی غیر او ہستند. پس واحدیت کہ او مصداقِ متقدم است برائی حصولِ شبہ برای صنعت از ذات بصفات آنکہ او لاعین او ہست یعنی غیر او ہست پس واحدیت بواسطۂ احداث باشد. حاصل معنی آنکہ واحدیت صفت زائد برذات است موصوف بغیریت تمایزش اینجا بغیرِ او حاصل است از لفظِ صفت کہ زائد است از ذات پس گویا کہ او حادث شدہ. وہمین صفت واسطۂ احداث ہست درمیانِ فاعل ومفعول کہ از روئی لفظ ومعنی بلفظ واحد فاعل ہویدا است چہ لفظ فاعل مستعمل حدوثِ فعل میشود واز روئی معنی اینکہ فاعل احتیاج شبہ مفعول میدارد وشبہ ذات بغیر عوارض زائدہ برذات حاصل نمی شود پس واحدیت برائی حصولِ شبہ صنعت مصداق متقدم خواہد شد ومصداق متقدم برائی صنع وواسطۂ احداث است. ومرتبہ وصفِ احدیت چنانچہ فرمود. احدًا یعنی آن قدیم ہم احد است. واحد آنست کہ موصوف بود بصفاتیکہ در واحدیت ہست ولاکن اینجا آنکہ عین اوست. پس زیادتِ برذات مع غیریت او ازینجا چون واحدیت شناختہ نمیشود. واو در وجودِ خود تجزّی نہ پذیرد تا آنکہ جزو جزو شود. ونہ او بنابر لزوم خود واسطۂ احداث است از روئی لفظ ومعنی چہ در لفظ للزومہ لام جارہ برائی علت ہست. وضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع جانب احد ولفظًا در شرح تمیز از لزوم یعنی بر بنائی لفظ احد کہ صیغۂ صفت مشبہ ہست آنکہ برائی لزوم صفت مستعمل می شود پس این دلیل است بر لزوم صفات بطور عینیت کہ در احدیت از روئی عین اند وغیریت را دران گنجایش نیست چون در واحدیت کہ زیادتِ صفات برذات در اینجا غیریت را وانماید +

شبہ ذات بعوارضش آید ومصداق متقدمش واحدیت است وہمین واسطۂ احداث ہست.

شبہ ذات حاصل نمی شود مگر بعوارضِ او ومرتبہ واحدیت مصداق متقدم است وہمین واسطۂ احداث است وورد است تمایز صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبہ لاعین ہست

رتبۂ احدیت نہ واسطۂ احداث ونہ در وی تمایز صفات بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت

ش ومعناً ح معطوفه ای بناءً علی معنیٰ احدیة فیها
لیس تمایزُ صفاتٍ بلزومها بعینیّةٍ فلا یحصل شبهةٌ لصنعٍ
من ذاتٍ فلا تکون واسطةَ احداثٍ م متوحدًا ش
هو تلزمه وحدةٌ فی وجوده فلیس بمتعددٍ م بضرورةٍ
ش متعلقٌ بفعلٍ یقتضی م وان لم یکن ش
الواو حالیةٌ فحالٌ من قدیمٍ او للعطفِ علی الجملةِ
وانْ شرطیةٌ ولم یکن تامةٌ والضمیرُ المستترُ
الی قدیمٍ واحدٍ احدٍ متوحدٍ فاعلهُ او ناقصةٌ
فموجودًا خبره محذوفٌ م فالحادثُ ممنوعٌ ش
فهذا الحادثُ بعدمِ القدیمِ او بتنازعٍ فیه لعدمِ وحدتٍ
ممنوعُ الوجودِ وانّما هو بدیهیٌّ م والتوافقُ ممتنعٌ

ترجمہ ولفظ معناً دریجا معطوف بر لفظاً مذکور است کہ تمیز از لزوم است یعنی بر بنائی معنی احدیت کہ درو تمایز صفات نیست بسبب لزوم صفات کہ بعینیت است۔ پس برائی صنع شبہ از ذات حاصل نشود کہ او خود صفت مشبہ بذات است پس واسطۂ احداث نخواہد شد۔ متوحداً و نیز صفت متوحد قدیم را ضروری واو آنست کہ وحدت و یکتائی در وجود او لازمی بود پس تعدد در و نگنجد۔ بضرورۃ۔ و این متعلق بفعل یقتضی است کہ خبر حادث است یعنی ناچاری خواہد۔ از آنکہ حادث را بجانب قدیم کہ واحد احد و متوحد است ضرورت احتیاج است۔ وان لم یکن۔ و اگر نبود آن قدیم کہ واحد واحد و متوحد است یا اگر آن قدیم موجود نیست ایجا واو حالیہ است کہ از قدیم حال است یا برائی عطف بر جملہ۔ و ان شرطیہ بنا بر استدلال قدیم از حادث۔ ولم یکن فعل تام کہ فاعلش ضمیر مستتر است راجع جانب قدیم واحد احد متوحد یا فعل ناقص کہ موجوداً خبرش محذوف است فالحادث ممنوع پس وجود این حادث ممتنع بود یعنی اگر آن قدیم واحد احد متوحد است نباشد پس وجود این حادث بسبب عدم قدیم یا بوجہ تنازع در و یعنی در قدیمین ممتنعین کہ در احداث حادث بنا بر عدم وحدت لازمی است ممنوع خواہد شد حالانکہ حادث بالبداہت ہست یا لواقعی موجود است۔ والتوافق ممتنعٌ۔ و توافق ممتنع است ❊

متوحد در وجود خود لزوم وحدت دارد

متوحد بوجود خود لزوم وحدت دارد و تعدد را نشاید ❊

ش الواوُ للعطفِ على الجملةِ والتوافقُ اتحادٌ مجازيٌّ
فان قيل توافقا في خلقِ الحادث فكيف امتناع وجوده
قيل توافقُ المتخالفَين في وجهِ تخالفٍ في ما شيءٍ
ممتنعٌ وتوافقُ المتوافقَين في ما شيءٍ بلزومِ احتياجِ رفعِ
معارضةٍ جائزةٍ مبطلُ قدرةٍ قديمةٍ فقدمٍ وان لم
يقدرا لمعارضةٍ عجزهما مبطلُ قدرةٍ قديمةٍ
فقدمٍ ش لاقتضائه عدمًا سابقًا ولاحقًا م وبالتعرضِ
الباطلِ توافقًا ش الواو كالاولى والتعرضُ ما
يجوّزه العقلُ وقد ما وُجِدَ فوُصِفَ بباطلٍ اي لا يجوّزه
العقلُ على ما ذُكِرَ وتوافقًا تمييزٌ للتعرضِ الباطلِ

ترجمه این واو عطف بر جمله است ـ و توافق اتحاد مجازی را گویند ـ و اگر بطور سوال
و دعوی گفته شود که چون هر دو در پیدائش حادث اتفاق نمودند پس امتناع وجودش چگونه خواهد شد
بطور رد و جواب گفته شود که توافق متخالفین بوجه تخالف در آنچه که خواسته شده است ممتنع است
یعنی در وجهیکه ایشان تخالف روا داشته اند توافق متخالفین بوجه مخالفت ممتنع است ـ و توافق
متوافقین در آنچه که خواسته شده است باطل کننده قدرت قدیمه است از آنچه جائز باشد که معارضت
پیدا شود و برای رفع معارضت احتیاج لازم آید یعنی در وجهیکه ایشان اتفاق نموده اند جائز یا
که بنا بر احتیاج رفع معارضت که لازم بود این اتفاق ورزیدند ـ در یصورت بسبب لزوم احتیاج
توافق متوافقین قدرت قدیمه را باطل میکند ـ چون قدرت قدیمه باطل شد قدم هم باطل شد پس توافق
چگونه بر آید ـ و اگر هر دو معارضت نمی توانند پس عجز شان بطلان قدرت قدیمه و قدم هر دو میکند چه
قدیم آنست که در میان عدمین نباشد بلکه فارغ از عدمین باشد ـ و این عجز عدم سابق و لاحق هر دو
میخواهد و ازین بطلان بطلان توافق ظاهر ـ وبالتعرض الباطل توافقًا این واو مثل سابق عطف
بر جمله است ـ و تعرض آنست که عقل او را جائز دارد و چونکه او یقینًا غیر موجود است لهذا بباطل وصف
کرده شد یعنی عقل او را جائز نمی پندارد همچنانکه مذکور شد ـ بعده توافقًا را از فرض باطل
تمییز آورده یعنی هر چند نزد عقل چنانچه مذکور شد توافق جائز نیست و ایشان بفرض باطل
نموده با وجود بطلان توافق جائز دارند ❖

تعریف توافق مع اقسامه
تعریف توافق و اقسامش
توافق متوافقین متخالفین
تعریف تعرض مع باطل

م لا دلیل علی المتوافقین ش لان لیس اشتراک فی نفس نسبۃ قیام ولو حقیقتاً او مجازاً ولیس الوجود مشترکاً فی نسبتین لقیامہ ولا یتحقق وجود او وجود محقق من نسبۃ اخری وان تفرض خالق فرداً لکل فرد وھم لا یعارضون فی خلق علی وجہ مفارقۃ نسبۃ قیام فاحتیاج رفع معارضۃ ظاھر ولا دلیل علی المتوافقین الا علی واحد۔ م و المتوحد لیس بمتعدد ش الواو کالاولی والجواب عن التثلیث ای المتوحد لا یقبل التجزی عدداً واعلم ان وحدتاً فی کثرت وعکسہا فمعناھا اما ان وحدتاً فی نفس کثرت ای فی نفس کثرت وعکسہا ح ای ان کثرتاً فی نفس وحدت ش فباطل واما ان وحدتاً فی کثرت ای فی نفس کل فرد من الافراد تقتضیہم فحق لا عکسہا

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیابد و خود در نسبتین برائے قیام مشترک نیابد و نہ وجود برائے وجودے ثابت شود کہ بہ نسبت دیگر ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس آں۔

ترجمہ لا دلیل علی المتوافقین۔ دلیلے بر متوافقین نیست از آنکہ در نفس نسبت قیام خواہ حقیقتاً باشد یا مجازاً اشتراک نیست ورنہ وجودی بیان دو نسبتہ برائی قیام خود مشترک باشد ونہ وجودی برائے وجودی کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت گردد۔ واگر فرض کردہ شود کہ برائی ہر فرد خالق علیحدہ ہست والیشاں باہم دگر در آفرینش معارض نیند چراکہ نسبت قیام ہر فرد جدا گانہ آمدہ در اں حال احتیاج رفع معارضت ظاہر چنانچہ بر بطلان قدرت قدیمہ و قدم و توافق از لزوم احتیاج رفع معارضت مذکور شد پس بر متوافقین ہیچ دلیلے دانستہ نشود مگر بر واحد و ایں فرض واقعی باطل است ہیچ نوع پسندیدگی و پذیرائی را نشاید۔ والمتوحد لیس بمتعدد۔ و متوحد متعدد نیست۔ ایں واو ہم بنا بر عطف بر جملہ است۔ و ایں جملہ جواب از تثلیث ہست یعنی متوحد بطور عدد جزو جزو نمی شود و بتجزی نمی پذیرد۔ و بدانکہ ہر آئینہ وحدت در کثرت و کثرت در وحدت پس مراد از آں یا وحدت در نفس کثرت و کثرت در نفس وحدت است و آں باطل است۔ و یا مراد از وحدت در کثرت اینکہ وحدت در نفس ہر فرد از افراد ہست کہ کثرت آنہا را میخواہد پس حق است نہ عکس او۔

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیست۔ ونہ در نسبتین برائے قیام وجود مشترک باشد ونہ وجود برائی وجودی ثابت گردد کہ بہ نسبت ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس آں۔

ح اى ان كثرتا فى نفسِ وحدتٍ ش لانَّ توحُّدًا
ليس فى نفسِ تعددٍ وعكسه ح اى تعددًا ليس فى نفسِ
توحدٍ م وانتزاعُ الحادث بقيامه الحقيقي من القديم
يبطلُه ش الواو كالاولى والردُّ على توحيدِ الفلسفة
والتثليثِ لان انتزاعَ الحادثِ المخلوقِ الذى اثرُ لامره تعالى
بتكوينه بقيامه الحقيقي من القديم يبطلُ القديمَ - م
فتثنيتُه وجمعُه بكلِّ الوجوه باطلٌ ش هذا جزاءُ
شرطٍ محذوفٍ وهو اذا كان الامرُ كما ذُكر فى ردِّ
المتخاصمين والتثنيةُ مثل الواحدِ فى وصفه والجمعُ
مماثلُ الواحدِ فى وصفه

ترجمہ یعنی اینکہ کثرت در نفس وحدت چراکہ توحد یعنی در نفس تعدد نیست و نہ عکس این یعنی
تعدد در نفس توحد - وانتزاعُ الحادثِ بقيامهِ الحقيقيِّ من القديمِ يبطلُه - و انتزاع
حادث بقیام حقیقی خود از قدیم بطلان قدیم کند - و این واو مثل سابق عطف است بر جملہ - و در این رد
بر توحید فلسفہ و تثلیث - از انکہ انتزاع حادث از قدیم کہ قیامش با قدیم حقیقتاً باشد مبطل قدیم
است چہ حادثی کہ مخلوق است اثر امر او تعالی است کہ بتکوینش یعنی بہست کردنش برآمدہ چون
انتزاعش از قدیم بطور قیام حقیقی باشد بسبب عینیتش در قدیم حدوث خلق را نماید و بطلانش
کند پس ناچار انتزاع حادثِ مخلوق از قدیم بطور قیام مجازی باشد نہ حقیقی چہ در صورت
قیام حقیقی از قدم و حدوث اجتماع ضدین لازم آید و آن ممتنع است لہذا بطلان یکی گردد
فتثنيته وجمعه بكلِّ الوجوهِ باطلٌ پس تثنیہ و جمع قدیم بہر وجہ باطل شد - این
جزائے است از شرط محذوف کہ او اذا كان الامر كما ذُكر فى ردِّ المتخاصمين است یعنی
چون امر چنان باشد کہ در رد متخاصمین مذکور شد پس تثنیہ و جمعش بہر صورت باطل شد
و تثنیہ چنانکہ واحد در وصف خود موصوف است بوصف خود مثل واحد آمدہ و
ہمچنین جمع مماثل واحد است بوصف واحد و تا اینجا حقیقت مثل نزد الٰی قید وصف
نہ بہ نہادی ٭

تحقیق معنی مثل

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمِثْلَ يَقْتَضِي اتِّحَادًا وَتَغَايُرًا وَلٰكِنَّ التَّغَايُرَ حَقِيقِيٌّ وَالْاِتِّحَادَ مَجَازِيٌّ فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الْوَجْهَيْنِ بَطَلَ الْمِثْلُ فَقَيَّدَ وَاَكَّدَ بِنَفْيِ وَصْفِهِ لِاَنَّ الْاِتِّحَادَ اَقْوٰى فِي وَجْهِ التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ لِاَنَّهٗ وَجْهُ تَشْبِيهٍ فِي الْمِثْلِ وَهُوَ مَقْصُودٌ وَالضَّمِيرُ فِيهِمَا اِلَى الْقَدِيمِ ﴿وَاِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

ش اَلْوَاوُ حَالِيَةٌ عَنْ مَقُولَةِ الْقَوْلِ اَوْ كَالْاُولٰى فَمَا ثَبَتَ بَعْدَ الرَّدِّ بِالتَّحْقِيقِ اِنَّمَا اللّٰهُ الخ ﴿سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُونَ﴾

ترکیب لفظ سبحانہ

ش هٰذَا تَخْفِيفُ الْكَلَامِ عَلٰى سَبِيلِ الْمُحَاوَرَةِ اَيْ سَبَّحْتُ سُبْحَانًا وَالْوَاوُ حَالِيَةٌ وَالْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَةُ حَالٌ عَنْ ضَمِيرٍ لَاحِقٍ فِي سُبْحَانَهٗ وَضَمِيرٌ مُسْتَتِرٌ فِي يَصِفُونَ عَامٌّ اِلَى مَعْهُودٍ ذِهْنِيٍّ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلَى اٰلِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِينَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ۔

تحقیق معنی مثل

ترجمہ لہٰذا بدانکہ مثل اتحاد و تغایر را می خواہد لیکن باید کہ تغایر حقیقی باشد و اتحاد مجازی۔ پس اگر یکی ازیں دو وجہ فقدان یابد مثل باطل گردد پس قید و تاکید وصف بمثل ازیں سبب آمد کہ وصف اتحاد در وجہ تثنیہ و جمع قوی تر است زیراکہ در مثل ہمیں وجہ تشبیہ واقع شد و ہمین مقصود است۔ و ضمیر در تثنیہ و جمع جانب قدیم است۔ وَاِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ حالانکہ این یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است۔ این واو حالیہ است از مقولہ قول یا مثل سابق عطف است۔ پس انچہ ثابت شد بعد رد بہ تحقیق ہمیں است کہ اللہ ہست الٰہ واحد و معبود یکتا و کسی دیگر معبودیت و پرستش را نہ سزد۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ پاکی ستودم او را چنانکہ پاک ہست حالانکہ او برتر است از انچہ کہ وصف میکنند در توصیفش یا انچہ مشرکان وصف میکنند بوصف محدود۔ این تخفیف کلام در سبحانہ بر سبیل محاورہ است کہ از سَبَّحْتُهٗ سُبْحَانًا آمدہ۔ ازیں پس واو حالیہ است کہ بعدش جملہ فعلیہ حال واقع شدہ از ضمیر لاحقہ کہ در سُبْحَانَهٗ آمدہ۔ و ضمیر مستتر در یَصِفُوْنَ عام است کہ سوئی معہود ذہنی است۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ۔ ترجمہ این درود

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیاً +

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

اللهم قیل جواز نفس تصور مفهوم الواجب کلیاً فجاز لك شریك ولا اله الا انت وحدك یا ایها المستفهم ان المفهوم هو المصداق والتصور یتبعه

تحقیق مفہوم کل وجزء و ہمیں مصداق است۔

ترجمہ۔ بیان کیفیت آنکه منع است جائز داشتن نفس تصور مفہوم واجب را کلی یعنی آنکه از واجب تعالی فہم کرده شود پس این مفہوم نفس تصور او را در فہم خود کلی پنداشتن۔ و آنرا جائز شمردن منع است ++

بیان آنکه نفس تصور مفہوم واجب را کلی جائز شمردن منع است +

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد میکنیم خدا را و از و مدد میخواہیم۔ و درود میفرستیم بر رسول او که نام پاکش محمد است صلی الله تعالی علیه وسلم وشفاعت میخواہیم از و۔ و بر آل و اصحاب و پیروان او تمام را باد۔ خدا وندا گفته شد که "نفس تصور مفهوم واجب را کلی پنداشتن جائز است"۔ پس بدین قول ترا شریک جائز آمد حالانکه نیست معبود بجز تو و یکتائی تراست۔ ای مستفهم البته آنکه مفهوم است ہمو مصداق است و تصور او را تابع بود ف چرا که تصور که محلش دماغ است وجودی است ذہنی غیر مستقل که برائے حصول شبہ صنع مصداق متقدم اورا ضروری است که وجودی باشد خارج مفہوم و معلوم و آن پیش از وجود ذہنی یعنی از تصور ما که از آں شئے معلوم که مصداق متقدم است شبہ گرفته شود برائے صنع مصنوع که مصداق متاخر باشد پس تصور واسطہ و سبب شود درمیان مصداق متقدم معلوم و متاخر مصنوع۔ بدینوجه تصور بذاته مقصود نیست مگر از برائی سبب و واسطہ پس لامحاله غیر مستقل خواهد شد و ہر چه غیر مستقل است وجوب را نشاید۔ و چونکه در حصول شبه برائی صنع اورا مصداق متقدم ضروری است که احتیاج حصول شبه بدو دارد تبع او بمصداق لازم است۔ و از ین احتیاج و تبع واجب منزه است +

بیان حقیقت تصور و مصداق او۔

تحقیق مفہوم کل و جزء و ہمیں مصداق است۔

وَاِنَّ مفهومَ كُلٍّ متوقفٌ على مفهومِ جزءٍ له فَاِنْ كَانَ ما بِهِ مفهومُ كُلٍّ موجوداً حقيقتاً ضروريًا فى حدِهٖ وَهو واحدٌ حقيقيٌّ فكان ما به مفهومُ جزءٍ له موجوداً حكمياً غير ضروريٍ فى حده تبعاً بوجودِ ما به مفهومُ كُلٍ اِنْ لم يكُن امكانُ جوازِ وجودِهٖ ممتنعاً وَهو افرادٌ حكميةٌ ومفهومُ جزءٍ لا يتحقق اِلّا بمقابلةِ مثلِهٖ وهو جزءٌ فلا يحصُلُ اِلّا بافرادٍ

بیان تحقیق مفہوم کل و جزء و حقیقی و حکمی بودن افراد و جزء رسنیر

ترجمہ والبتہ اینکہ مفہومِ کل متوقف است بر مفہوم جزو کہ برائے کل است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم کل است اگر حقیقتاً موجود باشد کہ ضروری است در حدِ خود۔ و اوہوا حد حقیقی است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم جزو است برائی او حکماً موجود شود کہ غیر ضروری است در حدِ خود بسبب تبع وجود آں چیز کہ بدو مفہوم کل است بشرطیکہ امکانِ جوازِ وجودِ ش ممتنع نباشد۔ و آں افراد حکمی است۔ **ف** از ینجا معلوم شد کہ مفہوم کل بے مفہوم جزء نتواں داشت چراکہ فہم ہر واحد بدیگری متوقف آمد۔ اگر یکی موجود حقیقی باشد دیگری برای فہم آں بنا بر توقف فہم یکی بدیگری تبعاً موجود حکمی خواہد شد یعنی وجود فرضی پنداشتہ نہ موجود اصلی۔ و آنچہ موجود حقیقی باشد در حدِ خود ضروری باشد کہ ہمیں واحد حقیقی است۔ و آنچہ موجود حکمی باشد در حدِ خود غیر ضروری باشد چراکہ آں بر تبع موجودِ حقیقی ضروری بنا بر توقفِ فہم فرضاً پنداشتہ آمد لہذا بطور حکم افراد فرض کردہ شود پس آں افراد حکمی باشد۔ بشرطیکہ امکانِ جوازِ وجودِ ش ممتنع نباشد چہ بسبب امتناعِ وجودِ افراد حکمی مفہوم تبع بر نیاید۔ و از نبودنِ تبع مفہوم وجود یکی ازاں ہر دو یعنی کل و جزء حاصل نہ شود۔ چوں یکی ازاں ہر دو معدوم بود عدم توقف لاحق شود حالانکہ فہم ہر یکے ازاں بدیگری متوقف بود پس لامحالہ عدم ہر دو پیدا آید و ازیں صورت مفہوم کل و جزء باطل گردد یعنی از عدم تبع و عدم وجودِ یکی ازاں ہر دو و از عدم توقف عدم وجودِ ہر دو الحاصل مفہوم کل و جزء ہر دو باطل شود۔ دیگر آنکہ مفہوم جزء بغیر مقابلہ مثلش کہ آں ہم جزو باشد متحقق نشود و ایں مفہوم حاصل نیاید مگر بافراد۔ **ف** زیراکہ جزء را بمفہوم خود اگرچہ احتیاجِ مفہوم کل است الّا بثبوتش بغیر مقابلۂ جزءِ دیگر کہ مثلش باشد ثابت نشود پس لامحالہ افراد را خواہد و بغیر تحققِ افراد مفہوم جزء حاصل نگردد۔ و چونکہ مفہوم یکی ازاں ہر دو بدیگری متوقف است پس در وجہیکہ آنچہ از و جزء مفہوم شود چوں موجودِ حقیقی باشد مفہوم کل وجود حکمی گیرد و علیٰ ہذا عکس آں بنا بریں ہر یکے را ازاں ہر دو در وہمی وجود حکمی حاصل است۔ و از توقف یکے بدیگرے افراد ہم متحقق است +

جزء بمقابل مثل خود می خواہد و مقتضی افراد

وَاَفْرَادُ الْوَاجِبِ مُمْتَنِعَةٌ بِاَنَّ مَعْرِفَةَ الْوَاجِبِ بِدَلَالَةِ الْحُدُوثِ فَاِنْ كَانَ اَفْرَادُ الْوَاجِبِ فَاِنْ تَوَافَقُوْا فِيْ اِرَادَتِهِمْ لِاِحْدَاثٍ فَبَطَلَتْ قُدْرَةٌ قَدِيْمَةٌ عَنْهُمْ لِاحْتِيَاجٍ رَفْعِ مُعَارَضَةٍ جَائِزَةٍ تَوَافُقًا ش مفعول له لرفع م فَالْوُجُوْبُ ش اى فبطل الوجوب بِبُطْلَانِ الْقُدْرَةِ م وَاِنْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى مُعَارَضَةٍ فَلِعَجْزٍ ش متعلق بطل اى فبطل الوجوب لعجز م لِاقْتِضَائِهِ عَدَمًا سَابِقًا وَلَاحِقًا وَاِنْ تَخَالَفُوْا فَكَانَ وُجُوْدُ الْحَادِثِ مَمْنُوْعًا بِتَنَازُعٍ وَاِنَّمَا الْحَادِثُ بَدِيْهِيٌّ۔

بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است

ترجمہ و واجب را افراد ممتنع است۔ باینکہ معرفت واجب بدلالت حدوث است۔ کہ مصنوع بصانع گواست۔ پس اگر واجب را افراد باشند۔ و آنہمہ افراد برای احداث حادث یعنی برای خلق مخلوق۔ اگر در ارادۂ خود ہا اتفاق نمودہ اند و بضرورت احتیاج رفع معارضت جائزہ بنا بر موافقت پس قدرت قدیمہ از انہا باطل شد **ف** زیرا کہ جائز باشد کہ درمیان آن افراد متوافقہ واجب معارضت و نزاع پیدا آید و لغرض رفع این معارضت و نزاع احتیاج یکی بدیگری لازمی است تا اتفاق ماند کہ بدین ضرورت اتفاق نمودہ اند پس جائیکہ بضرورت و احتیاج باشد قدرت کجا ماند چہ جائیکہ قدرت قدیمہ۔ چون قدرت نماند وجوب ہم برفت زانکہ بطلان وجوب ببطلان قدرت ظاہر است لہذا واجب را افراد نیست در تحت وحدت و یکتائی۔ و اگر آن افراد واجب باہم گر بر معارضت و نزاع قدرت ندارند پس بسبب عجز شان کہ او سابق و لاحق عدم را میخواہد وجوب شان باطل شد۔ چہ نقیض این قدرت عجز خیزد۔ و عجز بہ تنگی خود محدود۔ و ہر محدود باول و آخر منتہی است۔ و ہر محدود نہایت را از اول و آخر عدم پیدا۔ و ہرچہ بین العدمین است حادث ہست و ہر حادث ممکن باشد نہ واجب پس بسبب عجز و عدم قدرت وجوب باطل شد لہذا وجوب را افراد نیامد کہ وجوب را یکتائی سزا است و زیبا۔ و اگر آن افراد واجب باہم مخالفت نمودہ اند پس وجود حادث بسبب نزاع باہمی ممنوع بود حالانکہ وجود حادث ہمیں موجود بدیہی است **ف** چونکہ نزاع و مخالفت ہمہ گرفتار و فساد گیر در چیزا کہ یکی آن خواہد دیگری نہ پسندد و از خواہش خود ہر یکی بدیگری مانع آید پس از بین منع و نزاع و خلاف وجود حادث صورت نہ بندد و فساد پذیرد۔ پس وجود حادث ممنوع بود حالانکہ حادث موجود بدیہی است کہ ہر کس علانیہ بیند و میداند و از کسی پوشیدہ نیست۔ پس این وجود کہ ممکن است دلیلی است بر واجب و آن یکتا باشد تا فساد در وجود حادث نیاید کہ انکار بداہت گردد و آن خلاف عقل و نقل خواہد شد چنانچہ از قول لاحق ماتن ہویدا است۔

فلا تثبت دلالةُ الیهم الاعلیٰ واحدٍ کما قال سبحانه فی سورة الانبیاء رکوع ۲ ولو کان فیهما الهةٌ الا الله لفسدتاه فبامتناع وجودِ الافرادِ حقیقتًا وحکمًا الذی حصلت بهِ الاجزاءُ فالتوقفُ مع الاجزاء ش الفاءُ یفید للعطفِ علی الاجزاءِ مع والجزاءِ لشرطٍ مقدرای اذا حصلت به الاجزاءُ فحصل التوقفُ الذی لمفهومِ کلٍ علی مفهومِ جزءٍ لهٗ ولعکسه ح ای لمفهوم جزءٍ علی مفهوم کلٍ له م بطل مفهومُ کلٍ وجزءٍ.

ترجمه - پس برای افرادِ واجب دلالت ثابت نمی شود (بسبب امتناع وجودِ حادث) مگر بر واجب واحد چنانچه فرمود سبحانه که در سوره انبیاء از رکوع دوم است - ولو کان فیهما الهةٌ الا الله لفسدتا یعنی و اگر بودی درین هردو معبودان کثیر بجز ذاتِ الله معبود یکتا برباد شدندی هردو ف یعنی بسبب کثرتِ افرادِ واجب آسمان و زمین هردو از نزاع و مخالفتِ یکدگر فسادپذیرفتی و از فساد و بربادی هردو و هرچه درو است و از معدومی مخلوق حادثِ ممکن بر واجب دلیلی نماندی و دلالت ثابت نشدی - حالانکه هردو آسمان و زمین و هرچه درو هست بداهتًا و صراحتًا موجود هست و دلیل و دلالت بر واجب و صانع پیدا و ظاهر - پس معلوم شد که خالق و صانعِ اینهمه که واجب هست موجود است و او بجز ذات واحد افراد را نخواهد تا حادث ممکن برجا ماند که پیدا است لهذا واجب را افراد ممتنع آمد چنانچه از فرموده او سبحانه ظاهر است که اگر سوای معبود برحق الله در آسمان و زمین معبودِ کثیر بودی هردو برباد شدی - پس بسبب امتناعِ وجودِ افرادِ حقیقی و حکمی آنکه بدو اجزا حاصل آمدند و از اینها توقف که مفهوم کل و جزء و عکس آن بدو حاصل است - مفهوم کل و جزء باطل گردد - اینجا فای فالتوقف مفید است برای عطف بر اجزاء و نیز فای جزا است شرط مقدر را یعنی چونکه از وجود افراد که حقیقی و حکمی اند اجزا بر آمدند چنانچه مذکور شد و از اجزا توقف حاصل آمد تا مفهوم کل بر مفهوم جزء که برای کل است همچنین عکس آن یعنی مفهوم جزء بر مفهوم کل که برای اجزاء هست حاصل شود چرا که مفهوم هریکی ازان بر دیگری متوقف است و فهم هریکی بر دیگر از توقفِ فهم فیما بینِ هردو حاصل آید - پس از امتناع وجودِ افراد امتناع اجزا و نیز امتناع و توقف شود که هردو بوجودِ افراد حاصل میشدند - و از عدم اجزا و عدم توقف مفهوم کل و جزء نمی ماند از انکه تمائز و مفهوم هریکی از آن به تمائز و مفهوم دیگر متوقف آمده است. و این امر بدون اجزا و افراد ممکن نیست چون وجودِ افراد ممتنع باشد این هم نماند و مفهوم کل و جزء باطل گردد نه کل ماند نه جزء ❊

شـ ارجع لتوضيح حقيقة مفهوم كلٍ وجزءٍ الى الاصل فى ذكر كيفيتهما
مع شرحهما فتوضح مر قال سبحانه فسبحان الله رب العرش عما يصفون (در سورهٔ انبياء در ركوع ٢)
فاعلم ان البحث مشترك فى منع جواز مفهوم كلٍ للواجب ذهنًا وخارجًا.
اللّٰهم صلّ وسلّم على محمدٍ نبى الرحمة وعلى جماله كما تحبّه
وترضاه وشفّعه فينا وترحّمنا به ❊

ترجمه و چون حقيقت مفهوم كل و جزء بوضاحت ميطلبى بسوى اصلى كه در ذكر كيفيت هردو مع شرح هردو است رجوع كن پس واضح خواهى يافت و نيكو فهم كنى - فرمود سبحانه در سورهٔ انبياء كه از ركوع دوم است فسبحان الله رب العرش عما يصفون پس پاك است آن خداى كه مالك تخت است از آنچه آنها وصف كنند - و بدانكه اين بحث كه در منع جواز مفهوم كل واجب تعالى را است ذهنى و خارجى هردو را مشترك است يعنى مفهوم كل براى واجب تعالى جائز داشتن چنانچه از روى ذهن منع است از روى خارج هم منع است يعنى هردو نوع ممنوع آمد - اللّٰهم صل و سلم على محمد نبى الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به يعنى خدايا درود و سلام بفرست بر محمد صلى الله عليه وسلم كه نبى رحمت است و بر جمال او چنانكه تو او را دوست دارى و از او خوشنود شوى و شفيع كن او را در ما و رحمت فرما از او ما را ❊

(٧)

ذكر كيفية الجبر والقدر وما هو حق

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمدٍ ونستشفعه وعلى اله واصحابه
واتباعه اجمعين - اعلم ان للعرض الحادث محلًا حادثًا للقيام الحقيقى
لابد منه فله نسبة الى خالقه فينسب بها اليه

ترجمه - (بيان كيفيت جبر و قدر و آنچه او حق است ❊) بسم الله الرحمن الرحيم ❊
حمد ميكنيم خداى را و از و مدد ميخواهيم - و درود مى فرستيم بر رسول او كه نام پاكش محمد است صلى الله عليه وسلم و شفاعت ميخواهيم از و - و بر آل و اصحاب و پيروان او تمام را باد -
بدانكه عرض حادث را محلى است حادث كه براى قيام حقيقى او محل را از حدوث چاره نيست پس عرض را بجانب خود باعتبار تعلق نسبتى است كه بدان نسبت بسوئے او نسبت كرده شود ❊

ذكر كيفية الجبر والقدر وما هو حق ❊

بيان تفارق نسبة خلق و نسبة قيام وآنكه ماهيت ... عرض ... مع دلائل الحق -

بيان فرق نسبت خلق و نسبت قيام مع دلائل و آنكه ماهيت ... سبب ...

وَنِسْبَةٌ اِلَی مَاهِيَّةِ الَّتِی قَامَ بِهَا فَيُنْسَبُ بِهَا اِلَيْهَا فَكَانَ نِسْبَةٌ لَهٗ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الآیہ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ الآیہ فَلَا بُدَّ مِنْ اَنَّ هُوَ الْمَنْسُوْبُ اِلَيْهِمَا فَاِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةٍ اِلَی خَالِقِهٖ هُوَ قَدَرٌ لِلْقَدَرِيَّةِ۔ وَاِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةٍ اِلَی مَاهِيَّتِهِ الَّتِی قَامَ بِهَا هُوَ جَبْرٌ لِلْجَبْرِيَّةِ فَلَيْسَ لَنَا الْجَبْرُ وَالْقَدَرُ لٰكِنْ ثَمَّ لَنَا مِنْ قُدْرَتِنَا اِضَافِيَّةٌ ثَمَّ اَیْ مَخْلُوْقَةٌ مُسْتَلْزِمٌ عَجْزًا حَقِيْقِيًّا مُنَبَّأً عَلَيْهِ مِنْهَا فَالْاِضْطِرَارُ وَالْاِخْتِيَارُ مِنْ كَيْفِ الْكَسْبِ الْمُضَافِ

حقیقت قدریہ و جبریہ

بیان قدرت اضافی و فرق اضطرار و اختیار مع تمایز آنہا۔

ترجمہ و نسبتی او را بسوی ماہیت است کہ بداں ماہیت آں عرض قائم است پس بسوی ماہیت بداں نسبت آں عرض منسوب شود۔ و آں ماہیت عرض را کسب کنندہ ہست چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ صافات رکوع ۳ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الآیہ آفرید شمارا و آنچہ عمل کنید الخ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ الآیہ در سورہ بقرہ رکوع ۱۶۔ برائے شما است آنچہ کسب کردید الخ۔ پس چارہ نیست ازانکہ ہمانست آں عرض برائی ہر دو باشد کہ بسوی شاں نسبت کردہ شدہ است۔ پس اگر کجی کرد ازاں نسبتی کہ بسوی خالق عرض است ہمیں قدر است کہ برائی قدریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبت خلق کہ از خالق ہست غفلت کردند و در ہر عمل و فعل خود کہ آں عرض ماہیت ہر فاعل و عامل است بسبب قیام حقیقی آں عمل و فعل کہ با ماہیت ہست ازاں خود پیدا شدند ازانکہ عرض را با ماہیت قیام حقیقی باشد پس بسوی خود گماشتہ خود را قادر و مختار ہر فعل و عمل دانستند و ہمیں مذہب اہل قدر است کہ در ہر عمل و فعل خود را فاعل مختار و عامل قادر دانند و براہ غلط آمدند و از قدریہ نامیدند چرا کہ خود را قادر و خالق فعل و عمل پنداشتہ از قادر و خالق حقیقی کہ نسبت خلق ہر فعل و عمل بدو ہست کہ فرمود خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ الخ روگردانیدند و راہ گم کردند۔ و اگر کجی کرد از نسبتی کہ برائی ماہیت ہست کہ عرض بدو قائم است ہموں جبر است کہ برائی جبریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتی کہ سوئی ماہیت است کہ محل و قیام آں عرض است۔ وہم کاسب عرض غفلت کردند و ہمہ فعل و عمل خیر و شر از خالق پنداشتہ بسوی او گماشتند و خود را مجبور محض دانستند و از نسبت کسب عرض کہ با ماہیت خود ہست رو گردانیدند حالانکہ ورا بہر دو قیام حقیقی است کہ ہیچ عینیت آں را انفکاک و جدائی در میان شاں دشوار است و از اختیار کسب غفلت ورزیدہ خود را مجبور محض گماشتند جبریہ نامیدند۔ و ایں است کجی کردہ راہ گم کردند و جبر پنداشتند جبریہ شدند۔ و برائی ما جبر و قدر نیست لیکن برائی ما قدرت اضافی است مخلوق شدہ کہ مستلزم عجز حقیقی است کہ از قدرت اضافی برو آگہی میشود یعنی قدرت اضافی کہ از خلق خالق پیدا شدہ عجز حقیقی را از خالق خود لازمی خواہد کہ در قدرت خود احتیاج خلق بخالق دارد و ایں احتیاج عجز او قدرت اضافی ہرچہ حاصل است از عطیہ خلق خالق ہست۔ پس اضطرار و اختیار کہ از کیفیت کسب ہست مضاف است

بیان قدرت اضافی و فرق اضطرار و اختیار

شئ ای مخلوق هو وهما متمايزان منهما لكاسب ان تفكر فيهما - اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى اله الاطهار كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمه یعنی مخلوق است و هر دو اضطرار و اختیار برای کاسب متمایز اند از اضطرار و اختیار کاسب پیدا در هر دو فکر کنی تمیز هر دو از حالت کاسب بخوبی میشود اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى اله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ذكر كيفية اسماء الله تعالى وصفاته وذاته تعالت

گفتن اسماء الله تعالی صفات و ذات او تعالی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين + اعلم ان اسماء الله تعالى قديمة فنعتصم باسم الله القديم فيجب بحدوث الحروف لتركيبها بها والصوت لتكليمه تعالى به في مرتبة الحجاب وماهما بحادثين الا صفته تعالى القديمة المنزهة عن الكيف كالافعال المنتزعة من الصفات والمتشابهات

ان اسماء الله تعالی قدیمة ... للاسماء من الحروف والترکیب

ترجمه - این ذکر بیان اسمای خدای برتر و صفات او و ذات اوست که همه برتر اند +

بیان کیفیت اسماء و صفات و ذات او تعالی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين - بدانکه هر آئینه اسمای خدای تعالی همه قدیم اند پس ما چنگ می زنیم باسم الله که قدیم است و واجب است بحدوث حروف بنا بر ترکیب اسما با آن حروف و حدوث صوت برای کلام کردن او تعالی با آن آواز در مرتبهٔ حجاب حالانکه آن هر دو یعنی حروف و صوت حادث نیستند مگر صفت قدیمه خدای برتر اند منزه از کیف چون افعال که از صفات منتزع اند و چون متشابهات +

بحث آنکه اسمای خدای برتر قدیم اند و برای اسما از حروف و ترکیب چاره نیست و از صوت برای تکلیم

حروف و ترکیب و صوت ... او تعالی را ... متشابهات ...

لانه سبحانه مستجمع بجميع الصفات في استعداده تعالى فان اُعرِض عن هذا فانما اسماءُ حادثةٌ مخلوقةٌ فيلزم شبهُ خلقها من الواجب اوّلاً واُعرِض عنه فكيف خلقها و اعجبُ القولِ انّ اسمائه تعالى عينُ الذاتِ ومع هذا احدوثُ الحروف الا نظر الى دلالةٍ لفظيةٍ وهي باختصاصٍ مجازي في شيئين ش اى لفظٍ وماهيةٍ اقتضاءَ المحل ثم معلومين قبل الاختصاصِ بفعلٍ مخصصٍ فانما ههنا الاختصاصُ بفعلِ مخصصٍ قديمٍ بعلمه مافيه الذى يشبه مجازي ❊

فالاسماءُ قديمةٌ قائمةٌ بالقديم متمائزةٌ في مرتبةِ زيادتها على الذات لا في مرتبةِ عينيتها في الذات ولا بدّ للاسماء من الحروف والتركيب فظاهرٌ

ترجمہ از انکہ حق سبحانہ در استعداد خود مستجمع ہمہ صفات است یعنی ہمہ صفات را گرد آرندہ است۔ واگر ازیں اعراض یعنی روگردانی کردہ گفتہ شود کہ ایں حروف و صوت صفت قدیمہ منزہ از کیف نیستند پس چیز ایں نیست کہ ایں اسمار کہ حادث اند مخلوق اند بنا بر دلیلے کہ اسمار بحروف مرکب شدہ و صوت برائی تکلیم ناچار آمدہ۔ و ایں ترکیب و تکلیم را حدوث لازم آمدہ۔ پس لازم شود شبہ خلق اسمار از واجب اوّلاً یعنی بنا بر اولیت حالانکہ از خلق اسمار روگردانی کردہ گفتہ شد کہ اسمار قدیم اند پس چگونہ خلق اسمار است۔ و عجیب تر ایں قول است کہ اسمار او تعالیٰ عین ذات اند و با وصف ایں دعوئی حدوث حروف۔ آیا ندید او سوئی دلالت لفظیہ کہ ایں باختصاص مجازی است در شیئین یعنی در لفظ و ماہیت بنا بر اقتضار و خواست محل کہ ہر دو شی معلوم باشند پیش از خاص شدن بفعل مخصص۔ پس چیز ایں نیست کہ اینجا اختصاص بفعل مخصص قدیم کہ بعلم مخصص است چیزی است در مخصص کہ آں بمشابہ مجازی شود۔ بیں ایں اختصاص حقیقی مشابہ مجازی را در معنی اختصاص مخصص کہ بمعنی ستبری است در اصل اختصاص در ذکر کیفیت اصول کہ در ایں اختصاص علم محتاج و محتاج الیہ ہر دو مشروط است برائی مخصص بنا بر ربطی کہ درمیان محتاج و محتاج الیہ ہر دو پیش از اختصاص مخصص درکار است پس ایں اختصاص مخصص قدیم کہ بفعل خود بعلم خود را در و احتیاج بعلم خود نیست در و احتیاج بقیام حقیقی است بہ مخصص اما تشابہ بقیام مجازی دارد گو یکساں نیست۔ و مصنف رحمۃ اللہ علیہ بریں اصل اشارت فرمود کہ در اصل اختصاص گفتہ شد پس اسمار قدیم اند قائم بقدیم کہ در مرتبہ زیادت اسمار بر ذات شناختہ شوند۔ در مرتبہ عینیت آں اسمار در ذات۔ و برائی اسمار از حروف و ترکیب چارہ نیست

ولابد للتكليم من الصوت بوجوب تعديته بمفعولين له فالثاني
لتعرض قوة الى فعل للاول ومافيه الا صوت تضمن حروفا و
تركيبا فكيف حدثوهما اعلم ان تعرض قوة الى فعل بفعل
فاعل الى غيره فان احتاج الى غيره فليس يحق الا الى الذي هو
قائم به فلزم ان مفعولا ثانيا في تكليمه لتعرض قوة الى فعل
بفعل فاعل الى غيره لقيامه به واعلم ان الكلام ان كان
بمخاطب بغير صوت وحروف وتركيب لم يحصل به استماع
ولفظ يفيد معناه للسامع وكيف كتب الله تعالى وانها من
كلامه سبحانه مع صوت وحروف وتركيب فلفظ يفيد معناه
واسمائه القديمة مع حروف وتركيب وان لله تعالى وجه وعين
ويد وقدم في مرتبة القدم وقيل هي كلها من المتشابهات

ترجمہ و برای تکلیم از صوت ہمچنین ہست از آنکہ تکلیم را متجاوز کردن بسبب وجوب تعدیہ بدو
مفعول چارہ نیست۔ و مفعول ثانی مفعول اول را برای تعرض یعنی پیش آمدن قوہ سوی فعل
است و نیست در پیش آمدن مگر صوت کہ متضمن آمدہ حروف و ترکیب را۔ پس چگونہ حدوث
صوت و حروف است۔ بدانکہ تعرض قوہ سوی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او۔ پس اگر فاعل
سوی غیر خود محتاج شد پس این حق نیست مگر آنکہ احتیاجش سوی آنکہ او قائم باو ہست باشد
حق ہست۔ پس لازم آمد آنکہ مفعول ثانی کہ در تکلیم برای تعرض قوہ سوی فعل بفعل فاعل است
جانب غیر او۔ البتہ قائم بفاعل است
و بدانکہ ہر آئینہ کلام اگر بہ مخاطب بغیر صوت و حروف و ترکیب شود حاصل نباید در
استماع و لفظ کہ معنیش برائے مستمع مفید باشند و چگونہ اند کتابہائے خدائے برتر کہ ہر آئینہ
آنہا از کلام او سبحانہ اند مع صوت و حروف و ترکیب۔ پس لفظ از انہا کہ مفید شود معنی خود
را۔ و اسمائے او سبحانہ قدیمہ اند مع حروف و ترکیب۔ و بدانکہ ہر آئینہ برائے خدائے برتر
وجہ و عین و ید و قدم است یعنی روئے و چشم و دست و قدم
مبارک در مرتبہ قدم۔ و گفتہ شد کہ اینہا ہمہ از متشابہات اند ÷

لابد للتکلیم من الصوت

وان لہ تعالی وجہ و عین و ید و قدم فی مرتبۃ القدم وقیل کلہا من المتشابہات

بیان آنکہ تکلیم ... از صوت چارہ نیست

بیان آنکہ خدا را وجہ و عین و ید و قدم است در مرتبہ قدم و گفتہ شد کہ اینہمہ از متشابہات اند بلا تاویل

ولا تأول بل يختار في معنى موضوع مع مجهولية كيفيتها فكذا ان يختار الصوت والحروف والتركيب في مرتبة القدم من المتشابهات لا يخالف المختار ش فتوافق القول قول طائفة من اهل الكلام والحديث انه ح اى الكلام ش حروف واصوات ازلية مجتمعة في الازل كما في شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري فما نحن بخرة الطريق م وان الصفات على ثلثة فعلية وحقيقية وشانية فالفعلية هي اضافات ذاتية متضمنة الحقيقية احتياجا لوجودها انتزاعا منها والحقيقية هي متضمنة الذات بقيامها الحقيقي بها من حيث انها لا هي عين ش اى نفس م الذات ش اذ الوصف ليس نفس الموصوف م ولا غيرها ش من حيث انتزاع الوصف بقيام حقيقي بالموصوف م وتحدد ش بالحاء المهملة م الذات عليها فلذلك سميت صفة ذاتية فقرار تشخص النفس عليها

ترجمہ: و تاویل نکردہ شوند بلکہ در معنی موضوع اختیار کردہ شوند مع مجہولیت کیفیت آنہا ہمچنین است آنکہ اختیار کردہ بشود صوت و حروف و ترکیب در مرتبہ قدم از متشابہات کہ مخالف مختار نشود پس این قول موافق شد قول طائفہ را از اہل کلام و حدیث اینکہ ہر آئینہ کلام حروف و آواز است ازلیہ کہ در ازل جمع آمدہ چنانچہ در شرح فقہ اکبر ست برائی ملا علی قاری۔ پس نیستیم ما کہ درین طریق تنہا ہستیم۔ و بدانکہ ہر آئینہ صفات بر سہ نوع اند فعلیہ و حقیقیہ و شانیہ۔ پس صفات فعلیہ کہ او اضافات یعنی نسبتہائی ذاتیہ اند متضمن بحقیقیہ یعنی حقیقیہ را فرا ہم گیرندہ و بضمنش در آمدہ بنا بر احتیاج برائے وجود خود از حقیقیہ بطور انتزاع و اتخاذ یعنی فرا گرفتن و حاصل نمودن۔ و صفات حقیقیہ کہ او متضمنۂ ذات اند بقیام حقیقی خود بذات بحیثیتے اند کہ اینہا نہ عین ذات یعنی نفس ذات اند از آنکہ وصف نیست نفس موصوف و نہ این صفات حقیقیہ غیر ذات اند بدین حیثیت کہ انتزاع و اتخاذ وصف بقیام حقیقی بموصوف است۔ و ذات برین صفات تحدید است یعنی باز داشتہ شدہ پس بنا برین صفات ذاتیہ نام نہادہ شدند۔ و قرار تشخص نفس بر اینہا است۔

فالفعلية هي اضافات ذاتية متضمنة الحقيقية

والحقيقية هي متضمنة الذات بقيامها الحقيقي بها

بیان اقسام صفات و اینکہ فعلیہ اضافات ذاتیہ متضمن حقیقیہ اند

و آنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بدو۔

والشانية هي اضافات ذاتية منضمنة الذات ولاتحتاج في وجودها
الى الحقيقية انتزاعا كالفعلية الا احتياجا بوجه لتحدد الذات
عليها فحاجتها اليها في تضمن الذات لاحاجة خاصة لوجودها
اليها فالاحتياج اليها بوجه غير معتبر فتحققت اصالتها بمقابلة
الحقيقية فمتساوية بالحقيقية في استقرارها في تضمن الذات
ولاتحدد الذات عليها وهي لاعينها ولاغيرها والفرق بين
الحقيقية والشانية بتحدد الذات ولتوصف الحقيقية بالشانية
كالسمع بالوجود والقدرة بالعظمة ولاتتوصف الشانية
بالحقيقية كالوجود بالسمع والعظمة بالقدرة وتتوصف
الشانية بالشانية كالرحم بالوجود والعظمة ولاتتوصف الحقيقية
بالحقيقية كالسمع بالبصر وقس على هذا وقدم الحقيقية والشانية
بالعينية والفعلية بانتزاعها من الحقيقية ببقائها الحقيقي +

والشانية هي اضافات ذاتية منضمنة الذات +

والفرق بين الحقيقية والشانية +

بالحاء المهملة ۱۲

ترجمه وصفات شانیه که او اضافات ذاتیه یعنی نسبتهائی ذاتیه اند متضمنهٔ ذات ودر
وجود خود سوئے حقیقیه بطور انتزاع مثل فعلیه محتاج نیند مگر احتیاج بوجهی دارند بنابر تحدد ذات بر صفات
حقیقیه ـ پس در تضمن ذات سوئے حقیقیه محتاج اند از روئے حاجت خاصه که برائے وجود خود
سوئے حقیقیه باشد پس این احتیاج سوئے حقیقیه بوجهی است غیر معتبر ـ پس اصالت صفات
شانیه بمقابله حقیقیه ثابت ومتحقق شد ـ پس با حقیقیه در استقرار خود در تضمن ذات برابر اند ـ وذات
بر اینها همچو حقیقیه متحدد نمی شود ـ واین صفات نه عین ذات اند نه غیر ذات +
وفرق میان حقیقیه وشانیه به تحدد ذات است ـ ووصف شدن حقیقیه بشانیه چون
وصف شدن سمع بوجود وقدرت بعظمت ـ وبخلاف آن شانیه به حقیقیه بوصف شدن
نمی آید چون وجود بسمع ـ وعظمت به قدرت ـ وفرق میان این هر دو بوصف شدن شانیه
بشانیه است چون رحم به وجود وعظمت وبخلاف این حقیقیه به حقیقیه بوصف نمی شود چون
سمع به بصر ـ وهمبرین قیاس کن ـ وقدم حقیقیه وشانیه بعینیت است وقدم فعلیه بسبب
انتزاع او از حقیقیه است بقیام حقیقی خود +

بیان آنکه شانیه او اضافات ذاتیه اند متضمن بذات

بحث فرق میان حقیقیه وشانیه +

فاعلم ان الترك وجود نظری ملتزم من اختیار منتزع متضمن من صحت فعل بخلاف الترک ش ای الترک لیس منتزعاً متضمناً من صحت فعل ھم فسلب الاختیار بعد ثبوته ترک فلیس الترک مساوی صحت فعل فی صفتہ قدرت فوضح حقیقتہ من عدمیات والمنتزعات العدمیۃ النظریۃ لیست مقاومۃ بصحت فعل ففی القدم بمنع سلب الاختیار انتزاع الترک ممنوع الوجود کالعدم وما یشتبه بالترک ھو صحۃ فعل فی حدھا من قدرته تعالی فی علمه تعالی فالقدرۃ ما صحۃ فعل منه فقط کما قیل انه تعالی علی کل شیٔ قدیرٌ ای لترتب وجوده من صحۃ فعله ولا یحسبن منع الترک مستلزم جبر و اضطرار لله سبحانه لانهما من خصائص الحوادث وھو سبحانه منزہ عن شوائب الحدوث فعلمه تعالی به من ابناء الحوادث به لانه بمقابلۃ القدم

ان الترک وجود نظری ملتزم من اختیار

ترجمہ پس بدانکہ ترک وجود نظری است کہ ملتزم از اختیار است یعنی از اختیار لازم شوندہ ہست آن اختیار کہ منتزع متضمن از صحت فعل است بخلاف ترک یعنی ترک منتزع متضمن نیست از صحت فعل و پس بعد ثابت شدن اختیار سلب او ترک است۔ پس ترک مساوی صحت فعل نیست در صفت قدرت۔ پس واضح شد کہ حقیقتش از عدمیات است۔ و منتزعات عدمیہ نظریہ را با صحت فعل مقاومت نیست یعنی مساوات و باہم برابری کردن نیست پس در قدم بسبب منع سلب اختیار انتزاع ترک مثل عدم ممنوع الوجود است یعنی وجودش در قدم ممنوع است۔ و آنچہ مشابہ میشود بہ ترک او صحت فعل است در حد خود از قدرت او تعالی در علم او تعالی۔ پس قدرت چیزے است کہ از و صحت فعل است فقط چنانچہ گفتہ شد انہ تعالی علی کل شیٔ قدیر یعنی ہر آئینہ خدائے برتر بر ہر شے بسیار توانندہ است یعنی برائے ترتب وجود شیٔ از صحت فعل خود۔ و باید کہ ہرگز گمان نکند کسے کہ منع ترک مستلزم جبر و اضطرار است برائے حق سبحانہ از آنکہ جبر و اضطرار ہر دو از خصوصیتہائے حوادث اند و او سبحانہ از شوائب یعنی آمیزش و آلودگی ہائے حدوث منزہ و پاک است پس علم او تعالی بہ منع ترک از ابنائے حوادث ہست بود یعنی بمنع ترک از حوادث آگہی است کہ علم او تعالی بدو ہست نہ این علم او سبحانہ بمقابلہ قدم است۔

بحث آنکہ ترک وجود نظری است ملتزم اختیار

تعریف قدرت

والارادة ما تخصيص فعلٍ منه لصحته فقط والمشية مترادفتها كما قال سبحانه فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَبْلُغَا اَشُدَّهُمَا الآية وماشاء و فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُهُ وَيَخْلُقُ مَا يَشَآءُهُ فَالمفعول يدل الى تخصيص صحة الفعل به والبتة المشية بوقوع القريب وقيل التكوين ما ايقاع صحة فعلٍ مختصٍ منه حقيقة فقيل ليس بحقيقية لان صحة فعلٍ هي ايقاعه والا الحقيقية في وصفها تحتاج الى الحقيقية وليس كذالك ✠ فالتكوين من اضافاتٍ ذاتيةٍ متضمنة الحقيقية انتزاعًا فالفرق بين التخليق والتكوين كالانشاء والابداع والبتة ان الافعال القديمة نظرًا بصحة ربطٍ بينهما ومفعولٍ به تحتمل حدوثها او قدام مفعولٍ به وانتزاع الفعل حدوثًا يلزم الحدوث بالصفات والذات بحكم منشايتها وهي تعالى وتقدست

ترجمه و ارادت چیزی است که تخصیص فعل از واست برای صحت فعل فقط ـ و مشیت مترادف ارادت یعنی شریک هم معنی است با ارادت چنانچه گفت سبحانه در سوره کهف رکوع دهم فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا الآیه یعنی باز خواست پروردگار تو اینکه برسد برسند بقوت خود ما ـ و در سوره هود رکوع نهم مَا شَآءَ یعنی آنچه خواست و در سوره هود رکوع نهم فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ یعنی کننده است هرچه اینخواهد یا باز خواهد و در سوره زمر رکوع ششم يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ یعنی پیدا میکند آنچه او میخواهد پس درین امثال مفعول دلالت میکند سوی تخصیص صحت فعل که با آن مفعول است ـ و البته مشیت بوقوع قریب است ✠ و گفته شد تکوین آنکه واقع کردن است صحت فعلی که خاص کرده شده است از و ـ از روی حقیقیه یعنی تکوین آنکه از صحت فعلی که تکوین خاص کرده شده است واقع کردن او است از روی حقیقیه ـ و گفته شد که تکوین حقیقیه نیست از آنکه صحت فعل همان ایقاع فعل است ـ ورنه حقیقیه در وصف خود سوی حقیقیه محتاج شود و اینچنین نیست ✠ پس تکوین از اضافات ذاتیه متضمنه حقیقیه است از روی انتزاع ـ پس فرق میان تخلیق و تکوین چون انشاء و ابداع است ✠ و البته آنکه افعال قدیمه بنظر کردن صحت ربط که درمیان شان و مفعول به هست احتمال یا گمان کرده شود بحدوث خود یا قدم مفعول به را حالانکه انتزاع فعل از روی حدوث لازم گرداند حدوث را بصفات و ذات بنابر حکم منشایت او از آنکه منشاء وجود افعال ذات آمده و او سبحانه برتر و پاک هست از حدوث ✠

قيل التكوين حقيقية فقيل ليس بحقيقية

ان الافعال القديمة تحتمل حدوثها او قدام مفعول به

تعريف ارادت و مشيت و فرق ميان آن ـ

بحث آنکه گفته شد تکوین حقیقیه و گفته شد که حقیقیه نیست و تحقیق آنکه او از اضافات ذاتیه متضمنه از روی انتزاع است ـ

او قدمًا القدم بمفعولٍ به ش ای انتزاعُ الفعلِ قدمًا یلزمُ القدمَ بمفعولٍ به هر فالخدشة علی الطرفین ش ای انتزاع الفعل حدوثًا و انتزاع الفعلِ قدمًا مرفوعةٌ بامرٍ و فعلٍ حجابین ش کما ذُکِرَ حقیقتُهما فی ذکرِ کیفیةِ اثباتِ مرتبة الحجاب بین القدیمِ و الحادثِ المخلوقِ هر الی معلومٍ متعلّقٍ بفعلِ فاعلٍ قدیمین کما هو معلومٌ ولیس بموجودٍ خارجٍ و مخلوقٌ من عدمٍ ولیس له موادُ ففی الایجاد بقطعِ نظرٍ عن الامرِ بصحةِ الفعلِ خطاءٌ وعن صحةِ الفعلِ بالامرِ غطاءٌ فاعلم انَّ للحقیقیة مادةُ الکشفِ وهی ما هو وصفُها کفی البصرِ البصریةُ هی عینُه وقِس علی ذلک فمادةُ الانکشافِ فی حدِّ کلِّ واحدةٍ من الصفاتِ محدودةٌ غیرُ مشترکةٍ بغیرِها لانَّ الاشتراکَ حقیقةً ممنوعٌ و مجازًا العدمِ وصفٍ جامعٍ فیهما باطلٌ کما لیس البصرُ سمیعٌ ✤

ترجمہ یا انتزاع فعل از روی قدم لازم گرداند قدم را بمفعول بہ۔ پس این خدشہ کہ بر ہر دو طرف ہست یعنی انتزاع فعل حدوثا باشد یا قدما این دفع کردہ شدہ است بامر و فعل کہ ہر دو حجابی اند چنانچہ حقیقت ہر دو یعنی امر و فعل در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمد۔ و آن ہر دو امر و فعل حجابی واقع شدہ اند سوی معلومی کہ متعلق بفعل فاعل است کہ آن فعل و فاعل ہر دو قدیم اند چنانچہ او دانستہ شدہ و معلوم ہست۔ و این معلوم متعلق موجود خارج نیست بلکہ آفریدہ از عدم ہست کہ برای او مواد نیست۔ پس در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدن خطا است۔ و بقطع نظر از صحت فعل در ایجاد بامر غطا است یعنی پردہ است یعنی این غطا است کہ در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدہ شود۔ و ہمچنین چون در ایجاد بامر از صحت فعل قطع نظر کردہ شود خطا پیش آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ برای صفات حقیقیہ مادۂ کشف ہست و او آنچیز است کہ او وصف صفات ہست چون در بصر بینائی کہ او عین او ہست و برین قیاس کن ہمہ صفات حقیقیہ را۔ پس مادۂ انکشاف در حد ہر واحد از صفات محدود ہست و با غیر او مشترک نیست از آنکہ اشتراک حقیقتاً ممنوع است و مجازاً ہم باطل است بنا بر وصف جامع نبودن درین صفات حقیقیہ چنانچہ بصر نیست سمیع یعنی بینائی بگویائی حاصل نمی شود ✤

انّ الحقیقیة مادة الکشف معناه
فلا یجوز ان یقال المادة عین

یعنی اگر گفته شود که حقیقیه مادۂ کشف است معنایش
این نیست که ماده او ذات او است ✤

وَاِنْ تَغَيَّرَ الاعتبارُ محضًا لا من حيث الوجودِ فالعلمُ بالعدمِ
وَاعلم اَنَّ الفرقَ فى الزيادةِ حسبُها وفى الاعتبارِ حسبُه فليس
فرارٌ عن الفرقِ فلما سُلِّم سَلِمَ الدعوىٰ واعلم اَنَّ الذاتَ
مستجمعةُ المتغايرين عينيةً مجهولةً ولا نتعدَّدُ باستجماعهم
وَاِنْ قيل بتقدمِ المادةِ الواحدةِ على ما قيل اى لم يكن مستجمعُ
المتغايرين فى وجهِ التغايرِ وهو المانعُ فلما كان التغايرُ بماهيتِ
لا تمكن عينيتُها بوصفِ التغايرِ الاخر لانها ليست عينيةَ المتغايرين
فى حدهم فتتعدَّدُ ۔ فقيل شى فى الجواب ھ ان المتغايرَ متخالفٌ
معنًا والمتخالفُ يقتضى وجودًا بمقابلته فيجتمع المتخالفون فى محلٍ
واحدٍ كما هو بديهيٌّ فى نفسِك لا اضداد اذ الضدُّ لا يقتضى
وجودًا بمقابلته ووحدتُ مادةِ الكثيف والاشتراكُ فيها نظريان
لم يصحّا بعارضاتِ البداهتِ فباطلان ۔ •

ترجمہ ۔ واگر تو تغیر کنی ایں اعتبار را اعتبارِ محض یا اگر تغیر کردہ شود ایں اعتبار از روئے محض نہ از حیثیتِ وجود پس ایں علم بعدم است دیر و حکم نیست ۔ بدانکہ ہر آئینہ فرق در زیادت موافقِ زیادت ہست و در اعتبار موافقِ اوست پس از فرق فرار نیست ۔ پس چوں فرق تسلیم کردہ شد دعوی تسلیم کردہ شد ۔ و بدانکہ ہر آئینہ ذات مستجمع ہمہ صفاتِ متغایر است از روئے عینیتِ مجہولہ و باوجود اجتماع اینہمہ متغایر تعدد نمی پزیرد یعنی عدد عدد نمیشود ۔ واگر گفتہ شود بنا بر تقدم مادۂ واحدہ بر انچہ گفتہ شد یعنی اینکہ در وجہ تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد از انکہ اوصاف متغایرہ در وجہ تغایر مستجمع نمی شوند کہ ایں تغایر وصف مانع ہست پس ہرگاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد دریں صورت عینیتِ او بوصف تغایر دیگر ممکن نشود از انکہ آں عینیت نیست عینیت ہمہ متغایر در حد آں متغایر پس ذات متعدد شود ۔ پس در جواب گفتہ شود کہ ہر آئینہ متغایر در معنی متخالف است و متخالف بمقابلہ خود وجود را میخواہد پس می تواند کہ ہمہ متخالف در محل واحد جمع آیند چنانچہ او در نفس تو بدیہی است ۔ نہ اضداد کہ اینہمہ دریکجا مجتمع نشوند از انکہ ضد بمقابلۂ خود وجود را نمی خواہد ۔ و وحدت مادۂ کثیف و اشتراک ہر دو در بینہا ای در صفاتِ حقیقیہ نظری اند کہ صحیح نیایند کہ آں ہر دو بداہت را معارض آیند پس ہر دو باطل باشند

اى لان مستجمعة
المتغايرين ۱۲

عینیت ذات مستجمع متغایرین نیست ۱۲

وقيل ش في الجواب مه منقوض باطل لقولهم لزم تعارض
خلاف في القولين ش اى ان الذات مستجمعة المتغايرين الخ
ولم يكن مستجمع المتغايرين الخ هر او تعارض ضد ففي الخلاف
كيفية الزيادة معروفة او العينية فالاهون ان نسلم معروفية
كيفية الزيادة مع مجهولية كيفية العينية اذ الزيادة اظهر
لا معروفية كيفية العينية مع مجهولية كيفية الزيادة اذ
العينية اخفى وفي الضد كيفيتهما مجهولة لما اذا تعارض العلم
والجهل في شيئ فبقي الجهل لانه لو عرف فقطعي رفع النزاع
فلا نسلم ان لا يخاض فيها لان المجهول لا يخاض وههنا العجز عن درك
الكنه درك فان لا ينزغك التعصب وتفكرت فاصبت بالحق ان شاء
الله تعالى فاعلم ان مفهوم الذات وجداني علما مع وجوده خارجا
بضرورة بل لاثة عوارضه فلا يوجد بنفسه ولا يحاط +

ان مفهوم الذات وجداني الخ

ترجمه مر و منقوض باطل بنا بر قول شان در جواب گفته شود که تعارض خلاف درین هر دو
قول یعنی آنکه ذات مستجمع همه متغایر است الخ و در وجه تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشود الخ
لازم آید یا تعارض ضد پس در صورت خلاف کیفیت زیادت معروف است یا عینیت و آسان
تر آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت زیادت مع مجهولیت کیفیت عینیت از آنکه
زیادت ظاهر تر است نه آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت عینیت مع مجهولیت کیفیت
زیادت از آنکه عینیت اخفی است یعنی پوشیده تر است - و در صورت ضد کیفیت هر دو
مجهول است بنا بر آنکه چون علم و جهل در چیزی باهم عارض آید پس جهل باقی ماند از آنکه اگر شناخته
شد پس قطعی است و نزاع برخاست - پس مسلم نیز آنکه در مجهولیت خوض و فکر نکرده شود از آنکه مجهول
خوض نکرده شود و همین جا است که گفته شد العجز عن درك الكنه درك یعنی عاجز شدن از دریافت
حقیقت همین دریافت است - و اگر نیز التعصب به وسوسه نه اندازد و فکر کنی پس بحق برسی اگر مرضی خدائی تعالی
است و بدانکه هر آئینه مفهوم ذات از روی علم وجدانی است یعنی گم شده یا فتگی مع وجودا و در خارج
بضرورت بدلالت عوارضش - پس بنفسه نیافته نشود و نه احاطه کرده شود ۱۲

بیان آنکه مفهوم ذات وجدانی است الخ

وكنه الشيء ماهيته لا يتقدم ولا يتأخر منه شيء فان تقدم
منه ليس كنهه او ان تأخر منه ليس كنهه لكن يمكن ان يكون صفة
قائمة به فليس كنهه فقيل لا يدرك كنه ذات الله تعالى و
صفاته وقيل يدرك لانه سبحانه لا يجهل عن كنهه فيجوز في
ظله فيمكن الاختلاف بحسب حال فالعلم به سبحانه كما هو
بالتنزيه والتشبيه لا يزيل التنزيه ويمكن ان يأول الدرك
بالجهل عن كيف التنزيه والجهل عنه بالدرك فالجهل درك
والدرك جهل فتوافق القولان فقوله صلعم ما عرفناك حق
معرفتك اي عرف من حيث وجوده لا من حيث كنهه اي ما هو و
عرفناك حق معرفتك مع الجهل عن معرفة الكنه او مع معرفة
الكنه على حسب حال فتوافقا ويمكن ان يكون هذا قول صلعم
من المتشابهات اذ تعارض العلم والجهل في شيء فبقي الجهل

ترجمہ وکنہ و حقیقت شی ماہیت شے است کہ از وے پیش نمیشود و نہ پس می آید۔ پس اگر از وے پیش
رفت کنہ او نیست یا اگر از وے پس آمد کنہ او نیست لیکن ممکن است کہ وصف او باشد قائم باو پس نیست
کنہ او۔ و گفتہ شد کنہ ذات خدای برتر و صفات او ادراک نہ شود یعنی دریافت نکردہ شود و
گفتہ شد کہ ادراک شود از آنکہ حق سبحانہ از کنہ خود نا دانندہ نیست۔ پس در ظل او جائز است پس
بحسب حال اختلاف ممکن باشد۔ پس این علم کہ خاص است باو سبحانہ است چنانکہ او با تنزیہ است
حالانکہ تشبیہ او تنزیہ را زائل و دور نمیکند۔ و ممکن است کہ تاویل کردہ شود درک بجہل از کیف تنزیہ
و جہل او بدرک۔ پس جہل درک است و درک جہل۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند کہ
قول او صلعم است ما عرفناک حق معرفتک یعنی نشناختیم ترا حق شناخت تو۔ مراد آنکہ شناختہ شد
از حیثیت بوجود او نہ از حیثیت کنہ او کہ ما ھو ای چہ ذات او است۔ و قول او صلعم عرفناک حق معرفتک یعنی
شناختیم ترا حق شناخت تو۔ این قول یعنی شناختیم ترا الخ مع جہل است از معرفت کنہ یا مع معرفت کنہ او
بر حسب حال۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند۔ و ممکن است کہ این قول او صلعم از متشابہات باشد
از آنکہ علم و جہل در چیزے باہم عارض آمدند پس جہل باقی ماند۔

ما عرفناک حق معرفتک

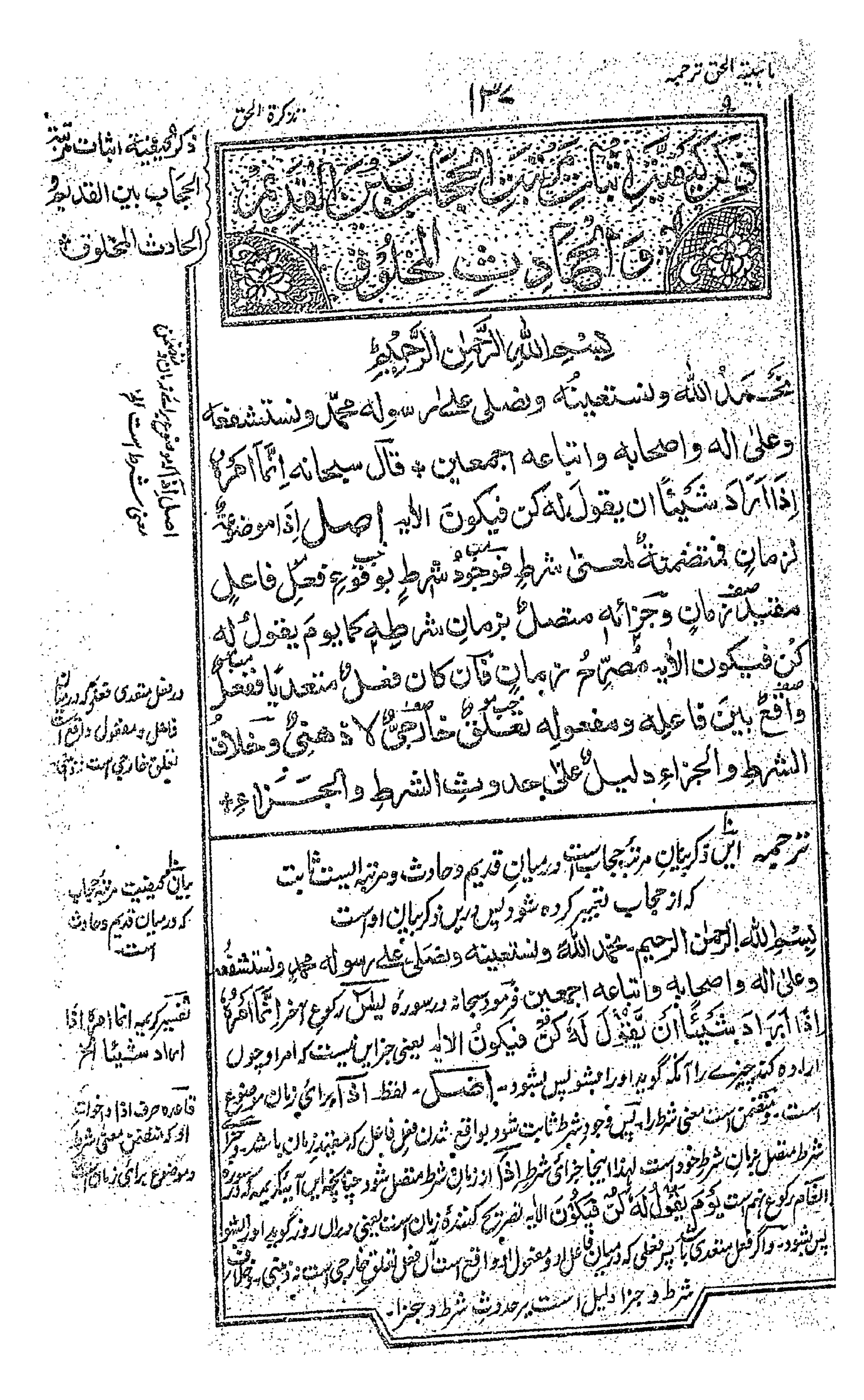
عرفناک حق معرفتک

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

وهو في حاله صلعم ممنوع واعلم انه سبحانه وراء الوراء
عن درك حادث لا في حد ذاته وصفاته والا اي
ان كان وراء الوراء في حد ذاته وصفاته فالثبوت من
نفي النفي المذكور لزم النفي عن الثابت على التسلسل فلا
يثبت القدم فما يدرك بالكيف هو بتشبيه حادث وما
يدرك بلا كيف هو اعدم سابق ولاحق او دلالة وربط
تتم حد الادراك وهو سبحانه وراء الوراء عن درك
حادث فهذا حق ولا نزاع ولا استقرار عليه اهون
والله بالغ امره قد جعل الله لكل شيء
قدرا + اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى انواره كما تحبه و
ترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ: واین در حال او صلعم ممنوع ہست۔ وبدانکہ ہر آئینہ او سبحانہ از درک حادث ورار
الورار است یعنی پیش از پیش است نہ در حدِ ذاتِ او ونہ در صفاتِ او۔ ورنہ اگر در
حدِ ذات وصفاتِ خود ورار الورار بودے پس از نفیِ نفیِ مذکور ثبوتے کہ متحقق است
بدین طور کہ این نفیِ آخر کہ نفیِ سابق است گویا نفیِ نفی میکند پس ثابت متحقق میشود
ازین ثبوتِ ثابت بنا بر تسلسل نفی از ثابت نفی لازم آمدے پس قدم ثابت نشدے
پس آنچہ بکیف دریافت شود او ست بتشبیہ حادث وآنچہ بلا کیف ادراک شود او عدم
سابق ولاحق است یا دلالت وربط است۔ پس حدِ ادراک تمام شد واو سبحانہ از درک
حادث ورار الورار ہست واین حق است ونیست نزاع یعنی خصومت وکشیدگی۔ وقرار گرفتن
بر او آسان تر است والله بالغ امره ط قد جعل الله لكل شيء قدرا کہ در سورۂ طلاق رکوع
اول ہست۔ یعنی خدائے برتر رسانندۂ امرِ خود است۔ تحقیق خدائے برتر برائے ہر شئے اندازہ
نہادہ است۔ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى انواره كما تحبه وترضاه
وشفعه فينا وترحمنا به۔ ترجمہ اش در بحث سابق گذشت ٭



ذکر کیفیت اثبات مرتبت الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

ذکر کیفیة اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين . قال سبحانه انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون الآية . اصل اذا موضوعة لزمان متضمنة لمعنى شرط فوجود شرط بوقوع فعل فاعل مقيد بزمان وجزائه متصل بزمان شرطه كما يوم يقول له كن فيكون الآية مصرح زمان فان كان فعل متعديا فتعلق واقع بين فاعله ومفعوله تعلق خارجي لا ذهني وخلاف الشرط والجزاء دليل على حدوث الشرط والجزاء .

در فعل متعدی تعلقی که درمیان فاعل ومفعول واقع است تعلق خارجی است نه ذهنی

ترجمه این ذکر بیان مرتبه حجاب است درمیان قدیم وحادث ومرتبه ایست ثابت که از حجاب تعبیر کرده شود ونیز درین ذکر بیان اوست

بیان کیفیت مرتبه حجاب که درمیان قدیم وحادث است

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين فرمود سبحانه در سوره یس رکوع آخر انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون الآیه یعنی جز این نیست که امر او چون اراده کند چیزی را آنکه گوید او را بشو پس بشود . اصل لفظ اذا برای زمان موضوع است ومتضمن است معنی شرط را پس وجود شرط ثابت شود بواقع شدن فعل فاعل که مقید بزمان باشد وجزا شرط متصل بزمان شرط خود است لهذا اینجا جزای شرط اذا از زمان شرط متصل شود چنانچه این آیه کریمه که در سوره انعام رکوع نهم است یوم یقول له کن فیکون الآیه تصریح کننده زمان است یعنی دران روز گوید او را بشو پس بشود . واگر فعل متعدی باشد پس تعلقی که درمیان فاعل او ومفعول او واقع است آن فعل تعلق خارجی است نه ذهنی وخلاف شرط وجزا دلیل است بر حدوث شرط وجزا .

تفسیر کریمه انما امره اذا اراد شیئا الخ

قاعده حرف اذا که متضمن معنی شرط وموضوع برای زمان است

فو ظهر تعلق بين الامر والارادت والقول كل واحد منهم
حادث الذى ظاهر من فعل فاعل قديم بقيامه الحقيقى به
اذ اذا يقتضى فعلا و فاعلا خارجين قبل ايقاع الفعل والا
الايقاع من معدوم ممتنع عقلا لا حادث الذى كائن اثرا
لامر بقيامه المجازى به - فالظاهر الذى وصف فاعل
زائد على صفة زائدة على الذات حادث غير مخلوق
اذ وصف الموصوف لقائم به بقيام حقيقى لا مخلوق فيه
شئ اذ المخلوق بقيامه المجازى مر والكائن الذى اثر
امر و فعل فاعل حادث مخلوق فالحادث الذى غير
مخلوق حجاب بين فعل فاعل قديم وحادث الذى
مخلوق بحفظ حدهما

ترجمہ پس بہ تعلقی کہ درمیان امر و ارادت و قول است ظاہر شد کہ ہر واحد از انہا حادثے
است ظاہر یعنی نمودار از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی خود بآں فاعل قدیم یعنی ہر یک از ینہا کہ
با فاعل قدیم قیام حقیقی دارد بواسطۂ فعل فاعل قدیم بطور حادث نمودار آمده ظاہر شد - زانکہ
اذا فعل و فاعل ہر دو را در خارج پیش از ایقاع یعنی واقع کردن فعل میخواہد ورنہ ایقاع از معدوم
عقلاً یعنی از روی عقل ممتنع است - نہ ہر واحد از انہا حادثی است کائن بطور اثر برای امر بقیام
مجازی خود بآں فاعل قدیم یعنی اینہا حادث کائن نیند کہ امر را اثر باشند و با فاعل قدیم قیام
مجازی دارند - بلکہ ہر سہ از فعل فاعل قدیم حادث بظہور آمده بواسطۂ این فعل با فاعل قدیم
قیام حقیقی می دارند - پس ظاہری کہ از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی بآں بحدوث نمودار آمده آنکہ او
وصف فاعل قدیم است زائد بر صفتی کہ زائده است بر ذات این ظاہر حادث غیر مخلوق است از انکہ
وصف موصوف است کہ ہر آئینہ این وصف بآں موصوف قائم بقیام حقیقی است نہ مخلوق آں موصوف
است از انکہ مخلوق بخالق خود قائم بقیام مجازی است - و کائنے کہ اثر امر و فعل فاعل است این
کائن حادث مخلوق است - پس حادثی کہ غیر مخلوق است او حجاب است درمیان فعل و فاعل
کہ ہر دو قدیم اند و درمیان حادثی کہ مخلوق است - ہمین حجاب است کہ حد ہر دو محفوظ دارد یعنی فعل
و فاعل ہر دو قدیم و حادث مخلوق را بحد خود نگاه دارد ۞

وجزا دلیل است بر … شرط وجزا ہر یک از امر وارادت وقول بتعلق قیام … حادثی است کہ از فعل فاعل قدیم ظاہر است بقیام حقیقی بوده

تعریف حادث ظاہر

تعریف حادث کائن کہ اثر او است -

بیان حادث غیر مخلوق

بیان آنکہ امر وارادت وقول … تعلقی کہ درمیان شان است و بقاعده اذا حادثی است ظاہر از فعل فاعل قدیم نہ حادثی است کائن اثر امر الخ

تعریف حادث ظاہر کہ از فعل فاعل قدیم است -

تعریف حادث کائن کہ اثر امر است -

بیان حادث غیر مخلوق کہ حجاب است درمیان فعل و فاعل قدیم و حادث مخلوق

والحادث المخلوق دلیل علی الحجاب والقدیم وحفظ الحدین
بتعلق القدیم بلا واسطة الحجاب بحادث مخلوق ممتنع
عقلا فلیحفظ الفکر عن الزیغ ومن ورائه ان کان الامر
قدیما فکان الذی اثره معه فی القدم تعاقبا رتبیا فلیس
الاثر قدیما فلیس الامر قدیما وقال صلعم کان الله ولم یکن
معه شئ الحدیث غیر قدیم وان کان الامر حادثا مخلوقا
لزم فوقه امر اخر فتسلسل فثبت ان الامر حادث غیر
مخلوق من حیثیة وصف امر بزیادته علی صفته الزائدة
علی الذات فهو حجاب کما ذکر والکونیة الحادثة التی هی اثر
للامر ان لم تکن بایقاع فعل الذی حجاب من فاعل

حادث مخلوق دلیل بر حجاب و قدیم است

امر و اثر قدیم نیست و دلائل

کونیه را حادثه اثر او ست

ترجمه: واین حادث مخلوق دلیل است برین مرتبه حجاب قدیم از حدوث خود بر حجاب حادث و از خلق خود بر خالق قدیم. و نگاهداشت هر دو حد مذکوره درین تعلق که قدیم را با حادث مخلوق است بلا واسطه حجاب عقلا ممتنع است زیرا که همین که واسطه حجاب واسطه تعلق است درمیان قدیم و حادث مخلوق و حاجب و نگاهدارنده است حد هر دو. پس باید که فکر را از کجی نگاه دارد. و علاوه ازین اگر امر قدیم باشد پس کائنی که اثر امر است با او باشد در قدم بطور تعاقب رتبی نه از روے حقیقی ورنه این امر ناقص و ضعیف است تا آنکه آمر حالانکه اثر متعاقب امر است یعنی از امر پس آینده است از روے تعاقب حقیقی نه رتبی یعنی اثری که از امر است اولیں امر در حقیقت می باشد بطور رتبه و پایه پس اثر مذکور شود ورنه این اثر با امر بسبب اتصال و قربت در زمانه ثابت شود و امر ناقص و ضعیف آید تا آنکه آمر. پس ظاهر شد که اثر نیست قدیم و آنکه امر هم قدیم نیست و فرمود صلعم کان الله ولم یکن معه شئ الحدیث یعنی بود خدا برتر و با او چیزے نبود. مطلب آنکه خدای برتر قدیم است هیچ شئ با او نبود یعنی با او نبود غیر قدیم پس چیزیکه با او نبود حادث شد قدیم نیست. و اگر این امر حادث مخلوق باشد لازم آید امر دیگر لازم شود پس تسلسل حتی آید. پس ثابت شد که هر آئینه این امر حادث غیر مخلوق است از حیثیت وصف آمر که این وصف زیادتی است بر صفت زائده که زائد بر ذات است و این حجاب است چنانچه مذکور آمده. و کونیت حادثه آنکه او اثر است برای امر اگر واقع کردن فعلے که او از فاعل حجاب است حادث نه واقع نه شود.

بیان آنکه حادث مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم

بیان آنکه امر و اثر قدیم نیست مع دلائل او

معنی حدیث کان الله ولم یکن معه شئ الخ

لزم استعداد الكونية في الكائن خارجا قبل الامر والايقاع
فلزم قدم استعداد كونية الكائن فلا شئ يلزم من
عدمهما شئ اى الكونية والكائن فكيف امر الوجود
على الموجود وكيف قدم استعداد الكونية في شئ الذى
موجود من العدم وقول الله سبحانه الا له الخلق
والامر تبارك الله رب العالمين ٥ دليل على كونية
الكائن بتخليقه فقط والظروف متضمنة شرط
على الاصل المذكور فالتجلى المذكور في قوله سبحانه
فلما تجلى ربه للجبل الآية حجاب حادث وتفكر فيما لم
تذكر ظروف متضمنة شرط عليه فتجد على الاصل المذكور

الا له الخلق والامر

فالتجلى المذكور في قوله سبحانه حجاب حادث

ترجمه - استعداد کونیت در کائن پیش از امر و ایقاع از روی خارج لازم شود پس قدم استعداد کونیت کائن لازم آید یعنی استعداد کونیت را قدم لازم شود - و عدم هر دو لازم نشود یعنی کونیت و کائن هر دو را عدم لازم نیاید پس امر وجود بر این موجود چگونه شود - و قدم استعداد کونیت در چیزی که او از عدم موجود آمده چگونه ثابت شود یعنی چیزی که او از عدم بوجود آمده در وی قدم استعداد کونیت چگونه ثابت آید - و قول خدای سبحانه که در سوره اعراف رکوع هفتم است الا له الخلق والامر تبارک الله رب العالمین ٥ یعنی آگاه شو که برای اوست سبحانه خلق و امر صاحب برکت است خدا که پروردگار عالمیان است - این دلیل است بر کونیت کائن یعنی شدن شونده به آفریدن او سبحانه فقط یعنی چون خلق و امر با او سبحانه منحصر شد پس هیچ آفریده آفریده نشود مگر با مر و خلق او سبحانه پس کونیت هیچ کائن نشود مگر با آفریدن او پس شدن شونده با آفریدن او سبحانه است فقط و ظروف که متضمنه شرط اند بر آن قاعده مذکوره اند - یعنی وجود شرط شان بوقوع فعل فاعل است که مقید بزمان باشد و جزای شرط شان بزمان شرط خود متصل باشد پس تجلی که مذکور است درین قول حق سبحانه فلما تجلی ربه للجبل الآیه در سوره اعراف رکوع هفتم یعنی هرگاه که پروردگار او برای کوه تجلی فرمود این تجلی حجاب حادث است - و تدبر بیا فکر کن در آنچه که از ظروف متضمنه شرط مذکور نیامده پس بیابی بر قاعده مذکوره یعنی از ظروف متضمنه شرط که مذکور نیامده برای ظرف مذکوره در آنها فکر کنی پس بر اصل مذکوره بیابی.

تفسیر آیت الا له الخلق والامر

بیان آنکه تجلی مذکوره در فلما تجلی ربه للجبل حجاب حادث است

فاعلم ان الحجاب معبر بظل کما قال سبحانہ کیف مد الظل الاٰیۃ والظل بقیامہ الحقیقی بہ والمخلوق ظل الظل بقیامہ المجازی بہ فیمکن ان الظل المذکور فی الاٰیۃ الکریمۃ یعبر باحد منہما مع لحاظ تفاوت فیہما شئن قیاما حقیقیا ومجازیا کما فی ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمۃ الم تر الی ربک کیف مد الظل والله تعالیٰ اعلم بالصواب ۞ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ حجاب بہ ظل تعبیر کردہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ فرقان در رکوع پنجم کیف مد الظل الاٰیہ یعنی چگونہ دراز کرد ایں سایہ را وظل بذی ظل بقیام حقیقی خود داشت۔ ومخلوق ظل ظل یعنی سایہ از سایہ است بقیام مجازی خود بذی ظل۔ وممکن باشد کہ ہر آئینہ ایں ظل کہ در آیت کریمہ مذکور است بیکے از ہر دو تعبیر کردہ شود مع لحاظ تفاوت دریں ہر دو یعنی از روئے قیام حقیقی ومجازی چنانچہ در ذکر کیفیت تفسیر ایں کریمہ کہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم است الم تر الی ربک کیف مد الظل یعنی آیا ندیدی سوئے پروردگار خود کہ چگونہ ایں سایہ را دراز فرمود والله تعالیٰ اعلم بالصواب وخدائے برتر بدرستے داناتر است ۞
اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ ۞ ترجمہ ایں درود شریف بالا نوشتہ آمد۔

ان الحجاب معبر بظل کما کیف مد الظل الاٰیہ والمخلوق ظل الظل

فیمکن ان الظل المذکور یعبر باحد منہما مع لحاظ تفاوت فیہما ۞

[illegible]

بیان امکان ہمکہ ظل کہ در کریمہ است بہر دو ظل تعبیر کردہ [illegible] بتفاوت لحاظ قیام حقیقی ومجازی ۞

ذکر کیفیة تحقیق حقیقة القرآن المجید

ذکر کیفیت تحقیق حقیقة القرآن المجید۔

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علیٰ رسوله محمد و نستشفعه و علیٰ
اٰله و اصحابه و اتباعه اجمعین ۔ فاعلم انّ فی تحقیق حقیقة
القرآن المجید انواعًا منها انه قدیم من حیث انه کلام الله
تعالیٰ هو وصفٌ لنفسه الکریم القدیم زائد علی الذات
فلا یمکن ان یسمعه الحادث و یُدرک حقیقته و لا ینقل
و لا ینکثر و لا یتبعض و لا ینتفی و هو سبحانه مع صفاته
وراء الوراء عن الدرک الحادث و منها انه حادث غیر
مخلوق فی مرتبة الحجاب من حیث انه ظهر منه مع حروف و ترکیب
و صوت یلیق بشانه تعالیٰ من کلامه تعالیٰ

منها انه قدیم من حیث انه کلام الله تعالیٰ و صفة ۔

و منها انه حادث غیر مخلوق فی مرتبة الحجاب مع حروف و ترکیب و صوت الخ

ترجمه — این ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید است

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علیٰ رسوله محمد و نستشفعه و علیٰ اٰله و اصحابه
و اتباعه اجمعین ۔ پس بدانکه هر آئینه در تحقیق حقیقت قرآن مجید انواع است ۔ از آنها
یکی آنکه او قدیم است ازین حیثیت که او کلام خدائے برتر است که او وصفیست برائے نفس
کریم که او قدیم است و این وصف زائد بر ذات است ۔ پس ممکن نباشد که حادث او را بشنود
و حقیقت او را ادراک کند یا حقیقت او فهمیده شود و نه این قلت می پذیرد و نه کثرت یعنی
کم و بیش نمیشود و نه تبعض تواند و نه نفی می شود بلکه او سبحانه مع صفات خود وراء الوراء
است از درک حادث ۔ و از آنها یکے آنکه او حادث غیر مخلوق است در مرتبهٔ
حجاب ازین حیثیت که اظهار شد از کلام او تعالیٰ مع حروف و ترکیب و
صوتے که زیبا تواند و لایق شود بشان او تعالیٰ ۔

بیان آنکه یکی قرآن مجید کلام قدیم و صفت نفس قدیم اوست تعالیٰ زائد بر ذات

دیگر آنکه قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبهٔ حجاب مع حروف و ترکیب و صوت آنچه لائق اوست تعالیٰ

و ایهام وصف نفس کریم قدیم است نه ابدی بر صفت ذاتیه ۔

فهو وصفٌ قائمٌ بنفسه الكريم القديم بقيامٍ حقيقيٍ زائدٌ على الصفةِ الذاتيةِ وإن لم يكن بحروفٍ وتركيبٍ وصوتٍ فلا تمكن استفادةً وإفادةً للمستفيد ❊

هٰذا ما كانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ الآية كما يتكلم الروحُ بصفتها الذاتية بزيادتٍ حادثةٍ عليها بقيامٍ حقيقيٍ بها وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ مع تفاوتِ كيفيةِ القيامِ فيهما ش اي كلامُ الله تعالى الذي هو حجابٌ وكلامُ الروحِ الذي هو حجابٌ هم قيامًا حقيقيًا ومجازيًا به سبحانه فانه يسمع من سمع عالمِ المثال ويفهم حقيقته كما قال سبحانه لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

ترجمه واو وصف است قائم بقیام حقیقی بنفس کریم او که قدیم است وایں وصف زائد بر صفت ذاتیه است . واگر ایں وصف حجابی حادث غیر مخلوق بحروف وترکیب وصوت نباشد پس استفاده وافاده یعنی فائده گرفتن وداون برائے مستفید یعنی نفع گیرنده ممکن نباشد . وہمیں معنی یعنی مراد است ازیں آیت کریمه که در سورهٔ شوری رکوع پنجم است مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ الآية یعنی لائق بشر نیست اینکه او را خدائے برتر کلام کند مگر از روئے وحی یا از روئے حجاب . چنانچه روح کلام میکند بصفت ذاتیه خود بواسطهٔ زیادت حادثه که بر صفت ذاتیه است بقیام حقیقی بآں صفت یعنی زیادتی که بر صفت ذاتیه حادث و بیدا یعنی ظاہر شده بدو قیام حقیقی دارد بواسطهٔ ایں زیادت حادثه روح بصفت ذاتیه کلام میکند . وازیں آیت کریمه که در سورهٔ ذاریات رکوع اول است فِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ یعنی در نفسہائے شما آیا پس نمی بینید . مع تفاوت کیفیت قیام که دریں ہر دو ہست یعنی کلام خدائے برتر آنکه او حجاب است . وکلام روح آنکه او حجاب است از روئے قیام حقیقی ومجازی است باو سبحانه . پس ہر آئینه او شنیده می شود از شنوائی عالم مثال وحقیقتش فہم کرده ودانسته شود چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ واقعه رکوع سوم لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ الآية

معنی آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ الخ

تکلم روح بصفت ذاتیه کما فی انفسکم الآیه که ہمچو کلام حجابی است

وکلام حجابی بسمع عالم مثال شنیده شود وحقیقتش مفہوم شود که قول او سبحانه است

تفسیر آیه لا یمسه الا المطهرون الآیه

وکیفیت آنکه قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبهٔ حجابیه مع حروف وترکیب هم آنچه لائق اوست تعالی وایں ہم صفت نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیه

معنی آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ

معنی فی انفسکم الآیه که تکلم روح بصفت ذاتیه است ہمچو کلام حجابی است

کلام مرتبهٔ حجابی بسمع مثال شنیده شود وحقیقتش دانسته شود لا یمسه الا المطهرون

ای لا یسمعونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الآثام الظاهرة والباطنة اذ هو یتعلق بعالم المثال ولا
یکون اهله الا المتقون فلا یمس مضارع و یتقلل و یتکثر
و یتبعض و ینتفی کما قال سبحانه لا یکلمهم الله یوم
القیامة الآیة فکتب الله تعالی وکلامه تعالی بالانبیاء و
الاولیاء والملائکة علی نبینا وعلیهم الصلوة والسلام
من هذا شیء ای من انه حادث غیر مخلوق فی مرتبة
الحجاب من حیث انه ظهر مع حروف وترکیب وصوت یلیق
بشانه تعالی من کلامه تعالی وفی سنن ابی داود و
البیهقی فی کتاب الاسماء والصفات عن عبد الله ابن
مسعود رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمه ای لا یسمعونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الآثام الظاهرة والباطنة یعنی او را مس و لمس نمی کنند مگر پاکیزگان مراد آنکه او را نمی شنوند
و نه حقیقتش می فهمند مگر آنانکه طاهر و پاکیزه شده اند از نجاست گناهان ظاهره و پوشیده - از آنکه او
بعالم مثال تعلق دارد و او را اهل نمی باشند مگر پرهیزگاران - پس لا یمسه فی اینجا بمعنی مضارع
است - و می تواند که این نوع کلام قلیل و کثیر و کم و بیش شود و بعض و نفی شود چنانچه فرمود
حق سبحانه لا یکلمهم الله یوم القیامة الآیه یعنی کلام نکند خدای برتر ایشان
را روز قیامت الخ پس کتابهای خدای برتر - و کلام او تعالی با انبیاء و اولیاء و ملائکه علی نبینا
وعلیهم الصلوة والسلام ازین نوع است یعنی آنکه او حادث است غیر مخلوق در مرتبه
حجاب ازین حیثیت که هر آئینه او ظاهر شد مع حروف و ترکیب و صوتی که زیبا شود بشان
او تعالی از کلام او تعالی - و در سنن ابوداود و بیهقی است در کتاب اسماء و صفات
از عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالی عنهما قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم

و کتب او تعالی و کلام با انبیاء و
اولیاء و غیره حادث غیر مخلوق مع
حروف و ترکیب [illegible]
در مرتبه حجاب است

حدیث عبد الله ابن مسعود
اذا تکلم الله الخ

کتابهای او
تعالی و کلام او با انبیاء و اولیاء و ملائکه
و غیره حادث غیر مخلوق مع حروف
و غیره [illegible]
شان ذات تعالی [illegible]

اذا تكلم الله بالوحي سمع اهل سماء الدنيا صلصلة كجر
السلسلة على الصفا ولا يزالون كذلك حتى ياتيهم جبريل
فاذا اتاهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل ماذا
قال ربك فيقول الحق فينادون الحق الحق هـ والا فكيف يحيط
الحادث قديما وكيف ينتفى وينبعض ويتقلل ويتكثر قديم
وما هو متكلم به على وصفه حدوثا وقدما ش
هذا يوافق بقول صاحب المعتبر والرازي في المطالب
العالية ان كلامه يرجع الى ما يحدثه من قدرته
وارادته لقائمه بذاته كما في شرح الفقه الاكبر لملا علي
القاري انتهى اى ان كلام الله تعالى الذي يرجع الى ما

ترجمه اذا تكلم الله بالوحي سمع اهل سماء الدنيا صلصلة كجر السلسلة
على الصفا ولا يزالون كذلك حتى ياتيهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل
ماذا قال ربك فيقول الحق الحق يعني فرمود رسول خدا صلى الله عليه وسلم چون كلام كند خدا وحي
بشنوند اهل آسمان دنيا صلصلة يعني آوازي مثل كشيدن زنجير از كوه صفا وهمچنين ميباشند تا آنكه جبريل
نزدشان بيايد پس هرگاه كه جبريل بيايد نزدشان دفع كرده شود بيم از دل شان گويند اى جبريل چيست كه اين
گفت پروردگار من پس گويد الحق يعني حق است كه ميگويد پس همه ندا ميكنند وميخوانند الحق الحق يعني اين
حق است اين حق است. اينجا فزع عن قلوبهم بمعنى دفع الفزع عن قلوبهم است ازانكه فزع
از تفزيع بمعنى بيم گردانيدن آمده بصله عن كه در صراح است پس حاصل آنكه بيم از دل شان دور كرده شود
ده پس چگونه احاطه كند حادث قديم را وچگونه ميتواند كه نفى شود وبعض بعض شود وقليل وكثير يعني كم وبيش
شود قديم. وآنچه او كلام كرده شد بدو بر وصف خود است از روى حدوث وقدم.
اينكه گفته شد موافق مى شود بقول صاحب معتبر ورازي كه در مطالب عاليه است كه هرآينه
كلام او كه بازگردد بسوى آنچه كه او را احادث ميكند از قدرت خود وارادت خود
البته قائم بذات اوست چنانچه در شرح فقه اكبر است كه براى ملا علي قاري
است. انتهى. يعني هرآينه كلام خداى برتر آنچنان كه بازگردد بسوى چيزى

* اى دفع الفزع عن قلوبهم التفزيع بے بيم گردانيدن بصله عن صراح ۱۲

ولفظ البخاري عن ابن مسعود اذا تكلم الله بالوحي الخ

توافق كلام حجابي ازعبارت فقه بقول صاحب معتبر ورازي آنكه كلامه يرجع الى ما يحدثه من قدرته الخ

ای مرتبة التی یجد بها الله تعالیٰ من قدرته وارادته لقائم بذاته تعالیٰ هر وان کان الحجاب غیر ما ذکر بقیام مجازی ش اے مخلوقاً هم فیرجع الکلام فی تحقیق ما وراء الحجاب وشیخ الحادث کلاماً قدیماً فیری ما یقال ومنها انه حادث مخلوق من حیثیة الکتابة والقرأة من مخلوق والمعنی فی ذهنه مع نسبة الحادث بکلام الله تعالیٰ من الحجاب واصله فالاٰیة الکریمة لا یمسّه الا المطهرون علیٰ معنی اخری ای لا یمسّه الا المطهرون من الحدث ش الکبیر والصغیر هر فلا یمسّ نهی والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اللهم صل علیٰ محمد نبی الرحمة وعلیٰ اٰله کما تحب وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

وبکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت ... (side note, partly legible)

ودرین معنی لا یمسّه اینجا بمعنی نهی است ✦

ترجمه یعنی سوی مرتبه که اورا حادث کند خدای برتر از قدرت خود وارادت خود البته او قائم است او تعالیٰ۔ واگر این حجاب بقیام مجازی است یعنی مخلوق است غیر آنچه که مذکور آمد پس این کلام بازگردد در تحقیق ماورای حجاب و در شنیدن حادث کلام قدیم را پس دیده خواهد شد که چه گفته شود۔ وازان اینکه کلام یکی آن حادث مخلوق است از حیثیت کتابت وقرأت یعنی نوشتن وخواندن از مخلوق۔ واز حیثیت معنی که در ذهن است مع نسبت حادثه خود بکلام خدای برتر از حجاب واصل او یعنی این کلام که حادث مخلوق است از حیثیت فعل مخلوق مخلوق است بنا بر نوشتن وخواندن که فعل مخلوق است واز حیثیت یعنی که ایهام صفت ذهنی مخلوق است ازان نسبتی که اصلش مرتبه حجاب است که حادث غیر مخلوق آمده۔ پس این نسبت که اورا بواسطه حجاب بکلام خدای برتر است نسبتی است بقیام مجازی بنا بر فارقی که درمیان قدیم وحادث مخلوق است۔ و واسطه قیام دریں هر دو اندرونی مجازه مرتبه حجاب است که حادث است اما غیر مخلوق است از انکه ز انمه

وبکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت وخواندن مخلوق ومعنی او در ذهن مع نسبت حادثه بکلام او تعالیٰ از حجاب واصل حجاب

دبا قدیم اورا باین واسطه زیادت قیام حقیقی است پس باین نسبت وواسطه این کلام حادث مخلوق که منسوب بکلام خدا از حجاب است که اصل او هست محترم آمده ولمس او به مطهرین مقید کرده شد۔ پس اینجا این آیت کریمه لا یمسّه الا المطهرون بمعنی دیگر است ای لا یمسّه الا المطهرون من الحدث الکبیر والصغیر یعنی باید که اورا مس نکنند مگر آنانکه طاهر وپاکیزه شدگان اند از حدث کبیر وصغیر یعنی از جنابت وحدث وضو پس اینجا لا بمعنی نهی است والله تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی وخدای برتر بهتر داننده است براستی ودرستی این کلام۔ اللهم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمة وعلیٰ اٰله کما تحب وترضاه وشفعه فینا وترحمنا

اینجا برین مراد لا یمسّه بمعنی نهی است۔

ذکر کیفیۃ معیۃ اللہ تعالیٰ وقربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

ذکر کیفیت معیۃ اللہ تعالیٰ و قربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٭ اعلم انما اللہ الہ واحد موجود خارج ش ای ما ھو مصداق لما فی علم منقدما منہ ص بوجودہ القدیم کما ھو باسمائہ وصفاتہ بغیر عرضیتہ وجوھریتہ وتقیدہ بزمان ومکان واتحادہ وحلولہ بغیرہ ولم یکن معہ شیٔ غیرہ فخلق ولم یکن محل الخلق فبعضہ محل لبعضہ من حیثیۃ تشخصہما الزائد علیٰ تشخص ماھیتہما ش لا من حیثیۃ تشخص ماھیتہما اذ ھو سریع فنائہم

بدانکہ خدائی واحد موجود خارج است بوجود قدیم خود باسماء وصفات خود یعنی مصداق متقدم است برای آنچہ کہ در علم است نہ از عرض وجوہر است ونہ بقید زمان ومکان الخ

ترجمہ این ذکر بیان معیت وقربت واحاطت او تعالیٰ است بخلق او تعالیٰ یعنی
ہمراہی ونزدیکی وفراگرفتن او تعالیٰ است بمخلوق خود ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین ٭ بدانکہ جز این نیست کہ اللہ کہ معبود واحد است کہ فرمود انما اللہ الہ واحد الآیہ در سورۂ نساء رکوع بست وسوم۔ او موجود خارج است یعنی آنکہ او مصداق است یعنی آنچہ کہ تصدیق بدو است برای آنچہ کہ در علم است وآن مصداق متقدم است از آنچہ کہ در علم است پس این ذات واحد کہ مصداق متقدم است پیش از آنکہ او در علم او است موجود خارج بودن ضروری است۔ بوجود قدیم خود ہمچنانکہ او باسمای خود است وصفات خود است بغیر عرض بودن او وجوہر بودن او و قید شدن او بزمان ومکان واتحاد او وحلول او بغیر او یعنی ذات او عرض شود ونہ جوہر ونہ بزمان ومکان قید شود ونہ از غیر خود متحد باشد ونہ درو حلول کند و فرمودہ آید ونہ با او چیزی غیر او باشد کہ وصف خلق است کہ خلق شود۔ ونہ او برای خلق محل باشد چنانکہ در خلق بعض او بعض را محل است از حیثیت تشخص ہر دو۔ واین تشخص زائد است بر تشخص ماہیت ہر دو نہ یعنی این محل بعض است بعض را از ان خلق از حیثیت تشخص ماہیت ہر دو از انکہ تشخص ماہیت سریع الفنا است یعنی فنای او یا ماہیت خود چندان سبک است کہ مہلت محل گرفتن وشدن نمی یابد ٭

فالله سبحانه معيٌّ بخلقه وقريبهٔ ومحيطه في آنٍ واحدٍ
ولا منافات بينها اذ لكلٍّ واحدٍ منها وجهٌ خاصٌّ لا يعارض
غيره فالمعية مستفادةٌ بموجودين بغير استيعاب اجزاء
المعي والقربة مستفادةٌ بموجودين باستيعاب اجزاء القريب
والاحاطة مستفادةٌ بموجودين بغير استيعاب اجزاء المحاط
فالفرق بين المعية والاحاطة بمعناهما فالمعية والقربة
والاحاطة كلها ذاتيةٌ مش اي الله سبحانه معيٌّ وقريبٌ
ومحيطٌ بذاته تعالت وتقدست هر فوصفية مش اي
معيته وقربه واحاطته صفاته ايضا هر معها مش
اي مع الذات هر وجوبًا قد دلّت نصوص القرانية عليها صراحةً

ترجمه — پس الله سبحانه بخلق خود معی است یعنی با او هست و قریب او هست و محیط او هست در آن واحد و درمیان
اینها منافات نیست از انکه هر واحد را از اینها وجهی خاص است که غیر خود را معارض نباشد. و آن اینکه معیت
مستفاد هست بموجودین بغیر استیعاب اجزای معی یعنی انچه که او بطریق فائده بدو موجود حاصل شده هست
آن اجزای معی را یعنی او را که با او هست فرا نگیرد. و قربت مستفاد هست بموجودین باستیعاب اجزای قریب
یعنی انچه که او بطریق فائده بدو موجود حاصل شده هست آن اجزای قریب و نزدیک شونده را فراگیرد. و احاطت
مستفاد هست بموجودین بغیر استیعاب اجزای محاط یعنی انچه که او بطریق فائده بدو موجود حاصل آمده است
آن اجزای محاط یعنی فرا گرفته را فرا نگیرد.

پس فرق درمیان معیت و احاطت به معنای آن هر دو هست یعنی با او شدن و فرا گرفتن
بغیر استیعاب اجزای همراه شده و فرا گرفته تفارق هر دو ازین هر دو معنی نمایان است
پس معیت و قربت و احاطت همه ها ذاتیه اند یعنی خدای سبحانه معی و قریب و محیط خلق هست
بذات خود که برتر و پاک است — و اینها همه پس وصفیه اند مع ذات یعنی معیت و قربت
و احاطت همه بصفات او سبحانه هست بانیکه او سبحانه بدین صفات مع
ذات معی و قریب و محیط خلق است یعنی همراه و نزدیک و فرا گیرنده است
از روی وجوب که تحقیق دلالت میکنند بر اینها نصوص قرآنیه یعنی آیات کلام
شریف بطور صراحت.

و خدای سبحانه بخلق خود معی و قربت و محیط است در آن واحد

تعریف معیت و قربت و احاطت

فرق درمیان معیت و احاطت

و بیان آنکه معیت و قربت و احاطت ذاتیه و وصفیه هر دو اند [illegible]

تعریف معیت و قربت و احاطت

فرق معیت و احاطت

بیان آنکه این هر سه اوصاف ذاتیه مع وصفیه اند نه فقط وصفیه که قول مخالفین هست.

بیان نصوص قرآنیه [illegible]

كما قال سبحانه إنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ الآية وَاللهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ الآية وَإِنِّي قَرِيْبٌ الآية ونحن اقرب اليه الآية وانّ الله بكلّ شيءٍ محيطٌ الآية وانّ الله قد احاط بكل شيءٍ علماً الآية ومع هذا استوائه تعالى شانه على العرش بحاله كما هو عند الله تعالى على مذهب امامنا الاعظم رحمه الله تعالى وانّما فِرَقٌ مخالفةٌ لاهل سنةٍ وجماعةٍ قائلةٌ بمعيةٍ وقربةٍ واحاطةٍ كلّها وصفيّةً بنفي ذاتيةٍ بحجج عقليةٍ بلزوم الجهتين في الذاتية وليس قراءها بمقابلة النصوص القرانية ويُرَدُّ عليهم في الوصفية ما يجوابه شيء اي لزوم الجهتين ۵

ترجمہ چنانچہ فرمود سبحانہ اِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ الآیہ درسورۂ بقر رکوع نوزدہم[19] یعنی ہر آئینہ خدائے برتر باصبر کنندگان ہست یعنی ہمراہ ایشان ہست وبا ایشان معی ہست الخ۔ وَاللهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ الآیہ یعنی وخدائی برتر باشما ہست ہر جا کہ شما باشید الخ۔ وَاِنِّيْ قَرِيْبٌ الآیہ درسورۂ بقر رکوع بست وسوم یعنی وہر آئینہ من نزدیکم الخ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ الآیہ درسورۂ ق رکوع دوم یعنی ما نزدیک تریم بسوی او الخ۔ وَاِنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيْطٌ الآیہ یعنی ہر آئینہ خدائی برتر ہر شیء را فراگیرندہ ہست الخ۔ وَاِنَّ اللهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا الآیہ درسورۂ طلاق رکوع دوم یعنی ہر آئینہ خدائی برتر ہر شیء را از روی علم فرا گرفتہ است الخ وباوصف این استوای او تعالی شانہ یعنی قرار گرفتن وظاہر شدن او کہ برتر است شان او بر عرش بحال خود ہست ہمچنانکہ او نزد خدائی برتر است بر مذہب امام اعظم است رحمت کند او را خدائی برتر۔ وجز این نیست کہ فرقہا کہ مخالف برائی اہل سنت وجماعت قائل اند بمعیت وقربت واحاطت کہ اینہا ہمہ از روی وصفیہ اند بنفی ذاتیہ یعنی میگویند کہ خدائی برتر بخلق معی وقریب ومحیط باوصاف ہست نہ بذات بحجتہائی عقلیہ بسبب لازم شدن جہتین در ذاتیہ یعنی گویند کہ درصورت معیت وقربت واحاطت بذات بر ذات دو جہت لازم شوند حالانکہ این دلائل عقلیہ را بمقابلہ نصوص قرآنیہ قرار نیست کہ رد کردہ شود برآنان در وصفیہ آنچہ آنان باو حجت گرفتند بلزوم جہتین یعنی آنچہ آنان درصورت ذاتیہ بدین صفات بلزوم جہتین حجت گرفتند پس این ہمہ حجتہائی عقلیہ شان ہمچنان درصورت وصفیہ برآنان رد کردہ شوند باینطور کہ درصورت وصفیہ ہم لزوم جہتین لازم آید وبقاعدہ کہ آنان از و حجت گرفتند ہم برآنان حجت شود پس ناچار بمعیت وقربت واحاطت ذاتیہ رجوع کنند یا قاعدہ شان باطل گردد

داستوای او تعالی بر عرش بذات خود ... برمذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

استوای او تعالی بر عرش ... برمذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

والظرف مقدمٌ على المظروف فانظر ماذا ترى في الطرفين
ولزم فيما يردّ على المخالفين الذي حجّوا به ثمّا من ضمن هذا
فالمعية والقربة والاحاطة بتجاوزٍ بين مرتبتين لا جهتين
لنفي المكانين وما ترى من مكانٍ لكائنٍ وهو بنسبةٍ بينهما
لا بنسبةٍ بين المكوَّن والكائن لا ينافي نفي المكانين
على الاصل المذكور فهو سبحانه ليس بداخلٍ في
شيءٍ غيره ولا بخارجٍ منه ولا بحالٍ فيه ولكنه
سبحانه معيٌّ وقريبٌ ومحيطٌ كما هو مذكورٌ. فاعلم انّما
المعية والقربة والاحاطة على نوعين من مرتبةٍ قديمةٍ فكيف
كلها مجهولٌ وعامٌّ لكل شيءٍ ومضبوطٌ في عقائد اهل سنةٍ وجماعةٍ

ترجمہ ظرف مقدم است بر مظروف پس نظر کن چیست این که می بینی در طرفین۔ و لازم شود آنچه کہ از ضمن این است و آنچہ کہ رد کردہ میشود بر مخالفین کہ آنہا بدو حجت گرفتند یعنی قول مخالفین کہ بلزوم جہتین حجت آوردہ از آنچہ کہ رد کردہ شود در و ہم ازین ضمن لازم شود کہ مخالفین بر و حجت گرفتند ۔ پس این معیت و قربت و احاطت بتجاوز است درمیان دو مرتبہ یعنی حقیقیہ و فعلیہ نہ در دو جہت بسبب اینکہ این ہر دو را بمکان ۔ از آنکہ در جہتین بر آن مکون و کائن ہر دو را مکان لازم آید و تقدم ظرف بر مظروف شود پس ببین کہ در طرفین چہ پیش آید پس ناچار بتجوز از لزوم جہتین نفی از ہر دو بمکان تسلیم شود ۔ و آنچہ تو می بینی از مکان کہ برای کائن است حال آنست کہ او بہ نسبت است درمیان ہر دو یعنی درمیان مکان و کائن نہ بہ نسبت است درمیان مکون و کائن کہ این بر اصل مذکور منافی نیست ہر دو مکان را ۔ از آنکہ این ہمہ اوصاف بتجاوز اند بین مرتبتین لہذا این تجاوز رتبتی است نہ محلی کہ محل و مکان فقط برای کائن است پس نسبت جہت در مکان و کائن است نہ در مکون و کائن لہذا این تجاوز رتبی بر اصل مذکور نفی ہر دو مکان را منافی نیامد کہ با ہم یکی را دیگری نفی کند۔ پس او سبحانہ در چیزی غیر خود داخل نیست ۔ و نہ از و خارج است ۔ و نہ در و حال است یعنی حلول کنندہ ۔ ولیکن او سبحانہ معی و قریب و محیط است چنانچہ او مذکور آمدہ ۔
پس بدانکہ جز این نیست کہ معیت و قربت و احاطت بر دو نوع است یکی از مرتبہ قدیمہ است کہ کیفیت تمام آن مرتبہ مجہول است و برای ہر شئی این نوع عام است و در عقائد اہل سنت و جماعت مضبوط است یعنی مسئلہ این مرتبہ در عقائد اہل سنت و جماعت ضبط کردہ شدہ است ۔

ومع مرتبة حجابية فكيف كلها معلوم وخاصة للنبي و
الولي وغير مضبوطة في عقائد اهل سنة وجماعة
لخصوصيتها واذا تحققت المعية والقربة والاحاطة كلها
في الموجودين فلا في موجود واحد والله سبحانه مع صفاته
الذاتية موجود واحد وصفاته الحجابية قائمة به بقيام حقيقي
لا مخلوقة منه شئ في الجملة ادفاع زعم الذين زعموا مرتبة قديمة
الى صفاته الذاتية ومرتبة حادثة مخلوقة تاويلا باطلا الى صفاته
الحجابية مع نفي وجود دونها خلقا وحكموا عليها ما حكموا نعوذ بالله
تعالى منه وحق ان صفات الموصوف ليست بخلقه بل قائمة به
تعالى الله عما يصفون ه اللهم صل وسلم على محمد النبي
نورك وعلى انوارٖه كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به

ترجمه و دیگر از مرتبهٔ حجابیه است که کیفیت تمام این مرتبه معلوم است - و این نوع خاص است برای نبی و ولی
و مسئلهٔ این مرتبه در عقائد اهل سنت و جماعت غیر مضبوط است یعنی ضبط نکرده شده است بسبب خصوصیت او
یعنی بسبب خاص شدن این مرتبه برای نبی و ولی ﴿ هرگاه متحقق شود که معیت و قربت و احاطت همه اینها در
موجودین است یعنی اینهمه ثابت آمده در موجودین پس نیستند در موجود واحد و حالانکه خدای سبحانه مع
صفات ذاتیهٔ خود موجود واحد است - و صفات حجابیهٔ او با و قائم اند بقیام حقیقی که نیستند مخلوق او
این فی الجملة ادفاع یعنی دفع کردن زعم آنان است که زعم کردند مرتبهٔ قدیمه را تا صفات ذاتیه - و مرتبهٔ حادثهٔ
مخلوقه را از روی تاویل باطل تا صفات حجابیه مع نفی وجود سوای این هردو از روی خلق یعنی
تا این دو مرتبه حد وجود پنداشتند و علاوه از هردو از روی خلق نفی وجود انگاشتند و حکم کردند
بر و آنچه حکم کردند نعوذ بالله تعالى منه یعنی پناه میخواهیم بخدای تعالی از و - و حق اینست که صفات
موصوف نیستند مخلوق موصوف بلکه قائم اند بموصوف تعالى الله عما يصفون یعنی برتر است
خدا از آنچه که آنان وصف میکنند - اللهم صل وسلم على محمد النبي نورك وعلى
انوارٖه كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به خدایا درود و سلام بفرست بر محمد صلی الله علیه
وسلم آنکه نبی است و نور تو و بر انوار او بهمچنانکه تو دوست داری او را و از و خوشنود شوی و شفیع گردان او را در میان ما و رحم کن

دوم از مرتبهٔ حجابیه کیفیت او معلوم و خاص برای نبی و ولی است و
بوجه خصوصیت در عقائد غیر منضبط

و خدای سبحانه مع صفات ذاتیهٔ خود موجود واحد است و صفات حجابیه قائم بقیام حقیقی باوست نه مخلوق اوست

و دیگر از مرتبهٔ حجابیه کیفیتش معلوم و خاص است برای نبی و ولی و از
خصوصیت در عقائد منضبط نامده شد

بیان آنکه خدای سبحانه مع صفات ذاتیهٔ خود موجود واحد است و صفات حجابیه بقیام حقیقی قائم باوست نه از و مخلوق است

ذکر کیفیت منع تعبیر الہیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ +

ذکر کیفیۃ منع تعبیر الھیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + انما الماھیۃ التی یظھر منھا عارض تعبر بھیولی والعارض بصورت فی محاورۃ قوم لا فی الشریعۃ الشریفۃ فانی اصرح ای ان کان العارض زائدا علی الماھیۃ بقیام حقیقی بھا اصلا لمنشائیتہا لہ وھو صفۃ ذاتیۃ فلیس بحادث منھا وان کان زائدا علی الصفۃ الذاتیۃ بقیام حقیقی بھا اصلا لمنشائیتہا لہ فبالماھیۃ عرضا بواسطۃ الصفۃ الذاتیۃ

تعبیر عارض بصورت اصطلاح بعضے از قوم است +

تصریح کہ عارض آنچہ زائد بر ماہیت است بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است و آنچہ زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی این عرض ماہیت است بواسطہ صفت ذاتیہ مع امثال +

ترجمہ

این ذکر در بیان آنکہ تعبیر ہیولی از ذات خدای سبحانہ منع است و تعبیر صورت از خلق او

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + جز این نیست کہ ماہیتی آنکہ از وعارض ظاہر می شود بہ ہیولی تعبیر کردہ شود وعارض بصورت در محاورۂ قومی نہ در شریعت شریفہ - پس من تصریح میکنم یعنی اگر این عارض زائد است بر ماہیت بقیام حقیقی بآن ماہیت کہ اصل است برای عارض بسبب منشائیت خود یعنی ماہیت عارض را منشاء واقع شدہ کہ ازو نشو یعنی بالبدیگی عارض است - پس این عارض صفت ذاتیہ است واین از ماہیت حادث نیست - واگر این عارض زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی بآن صفت کہ اصل است برای این عارض بسبب منشائیت خود یعنی این عارض را صفت ذاتیہ منشاء آمدہ کہ ازو نشو و بالیدگی این عارض است - پس این عارض بماہیت بطور عرض است بواسطۂ صفت ذاتیہ

بیان کیفیت منع تعبیر ہیولی از ذات او سبحانہ و صورت از خلق او +

انما تعبیر ماہیت بہ ہیولی و عارض بصورت اصطلاح قوم است نہ شرع +

بیان آنکہ زائد بر ماہیت بقیام حقیقی صفۃ ذاتیہ ہست کہ از ماہیت حادث نیست +

بیان آنکہ عارض زائدہ بر صفۃ ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت بواسطہ صفۃ ذاتیہ است این ہر دو حادث است مع امثال +

فهو حادثٌ منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا
صفته الذاتية ولا ماهية لكن تغير قيامه وقعوده
قائمان بقيامٍ حقيقي بصفته الذاتية اصلاً لمنشائيتها
فبماهيةٍ بواسطةِ صفة الذاتية عرضاً فهما يحدثان
مر فيما هو بقيام مجازي ليس صورةً لها اذ هو ماهيةٌ او عارض
فان كان ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش اي ما
لا عارضٌ مر وان كان عارضاً فله محل قيامه قائمٌ بقيام مجا
وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في معناها فهما على نسبةِ بقيامٍ حقيقي
بينهما في معنى هيولى وصورةٍ لا على نسبةِ بقيامٍ مجازي فهذ
محاورتهم توافق في الشريعةِ الشريفةِ في ذاته سبحانه وصفا
الذاتية حتى مرتبةِ الحجاب ش كما ذكرتُ في ذكر
اثبات مرتبةِ الحجاب هم ولكن ما لنا ان نتبع محاو

ترجمه پس این حادث است از هر دو یعنی از ماهیت وصفت ذاتیه چنانچه زید قائم وقاعد
پس از این قیام وقعود صفت ذاتیه او تغیر نمی یابد ونه ماهیت او ولیکن متغیر می شود قیام او و
که هر دو بصفت ذاتیه قائم اند بقیام حقیقی بنا بر اصل بسبب منشا ربودن صفت ذاتیه برای هر دو
بواسطه این صفت ذاتیه قیام وقعود بر دو ماهیت عرض آمده . پس هر دو از هر دو حادث اند
ذاتیه وماهیت پس آنچه که او است بقیام مجازی برای ماهیت صورت نیست از آنکه او ماهیت است یا عارض
پس اگر او ماهیت است پس او قائم است بنفس خود در معنای خود یعنی در منشائی ماهیت است نه در معنای عا
که عارض ماهیت باشد بلکه ماهیت است بنا بر اعتبار معنی ماهیت آنکه بنفس خود قائم باشد . واگر ا
است پس برای او محل قیام او باید که قائم بدیگری بقیام مجازی باشد وحال آنکه این محل ماهیت او
خود قائم است در معنای خود واین بدین عارض شده قیام گرفته است پس این هر دو ماهیت وعارض که اول
را محل آمده بنا بر نسبتی که بقیام حقیقی درمیان این هر دو است در معنی هیولی وصورت اند نه بنا بر نسبتی که بقیا
مجازی است چنانچه خلق را با خالق باختلاف محققین . پس این محاورهٔ شان موافق آمد در شریعت شریفه در ذ
سبحانه وصفات ذاتیه او تا مرتبه حجاب . چنانچه بیان کردم در ذکر کیفیت اثبات مرتبه حجاب . ولیکن
پیروی کنیم محاورهٔ شان را در کلام

ماهیة محل عارض است که از وقیام اوست

محاوره هیولی وصورت در ذات و صفات او سبحانه تا مرتبه حجاب موافق آید

مارا اتباع محاوره شان در کلام نباید

بیان ترجمه

ماهیت محل عارض هست که از وقیام او است

محاورهٔ هیولی وصورت در ذات وصفات او سبحانه تا مرتبه حجاب موافق آید ولیکن مارا اتباع محاورهٔ شان در کلام نباید

وَنُورُ مُحَمَّدٍ مخصوصٌ بذاته صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمنِ موجوداتٍ قديمةٍ شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها وغيرُه صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمنِ موجوداته صلعم شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها او من تضمن مسلوباته صلعم بقيامٍ مجازيٍ ملتزمًا بموجوداته صلعم ش كما تعرفُ في ذكرِ كيفيةِ تخليقِ نورِ محمدٍ صلعم من نورِ اللهِ سبحانه وَالمخلوقُ كُلُّه من نورِه صلعم م فلا يوافقُ تعبيرُ الهيولى من موجوداتٍ قديمةٍ والصورةِ من نورِ محمدٍ صلعم ومن غيرِه صلعم ش لقيامِهما المجازي وَاِنَّ الصورةَ بقيامٍ حقيقيٍ م الا في حدِّ ذاتِه صلعم وعوارضِها بقيامٍ حقيقيٍ بها وهكذا في غيرِه صلعم فالهيولى مع صورتِها حادثةٌ مخلوقةٌ فاِنْ لا يُسلَّم فانكارٌ من مرتبةِ الخلقِ الثابتةِ بالنصيةِ بقولِه سبحانه

ترجمہ و نورِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کہ مخصوص است بذات او صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق از عدم است کہ منتزع از تضمن موجوداتِ قدیمہ بطور شبہ است ازاں موجودات ودریں انتزاع تضمنی اورا بموجوداتِ قدیمہ قیامِ مجازی است۔ وغیر او صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم مخلوق است از عدم منتزع از تضمن موجوداتِ او صلعم است بطور شبہ ازیں موجودات ودریں انتزاع تضمنی ہم اورا بایں موجوداتِ او صلعم قیامِ مجازی است یا غیر او صلی اللہ علیہ وسلم کہ مخلوق از عدم است منتزع از تضمنِ مسلوباتِ او صلعم است بقیامِ مجازی کہ بموجوداتِ او صلعم ایں مسلوبات ملتزم آمدہ یعنی بدو التزام یافتہ بسبب خروج وخلق از عدم کہ او را سلب لازم است چنانچہ بشناسی ایں را در ذکرِ کیفیتِ تخلیقِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کہ از نورِ اللہ سبحانہ است و ہمہ مخلوقِ خدائی سبحانہ از نورِ او است صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس موافق نشود تعبیرِ ہیولی از موجوداتِ قدیمہ و تعبیرِ صورت از نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و از غیرِ او صلی اللہ علیہ وسلم بسبب قیامیکہ دریں ہر دو مجازی است و بآنکہ ہر آئینہ صورت را بہیولی قیامِ حقیقی است۔ مگر ایں تعبیر موافق شود در حدِّ ذاتِ او صلی اللہ علیہ وسلم و عوارضِ آں ذات بسبب قیامِ حقیقیِ عوارض بذات۔ وہمچناں در غیرِ او صلعم۔ و در ینصورت ہیولی مع صورت خود حادث مخلوق است واگر اینکہ گفتہ شد تسلیم نکردہ شود پس ایں انکار است از مرتبہ خلق کہ ثابت است بدلائل نصیہ بفرمودنِ او سبحانہ در سورہ ملک رکوع اول

نورِ او صلعم مخصوص بذاتِ او مخلوق است از عدم کہ منتزع از تضمن موجوداتِ قدیمہ بقیامِ مجازی بطور شبہ است وغیر او صلعم ہمچنیں از و از تضمن موجودات یا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

تعبیر ہیولی از موجوداتِ قدیمہ و صورت و غیر او صلعم موافقت نکند مگر در ذاتِ او و عوارضِ او صلعم بسبب قیامِ حقیقی در ہر دو۔

درصورتِ مذکورہ ہیولی مع صورت حادث مخلوق است ورنہ انکار آید از مرتبہ خلق کہ بدلائل نقلیہ وعقلیہ ثابت است کہ دریں مذکور آمدہ یا لزوم مسلوبات آید برای ہیولی قدیمہ کہ ایں باطل است

نورِ او صلعم کہ مخصوص بذاتِ او است مخلوق است از عدم کہ منتزع از موجوداتِ قدیمہ بقیامِ مجازی بطور شبہ است۔ وغیر او صلعم ہمچنیں از و است صلعم کہ از تضمن موجوداتِ او صلعم یا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجوداتِ او انتزاع یافتہ و مخلوق از عدم است۔ تعبیر ہیولی از موجوداتِ قدیمہ و صورت از نورِ او صلعم وغیر او موافق نیاید مگر در حدِّ ذاتِ او و عوارضِ او صلعم بسبب قیامِ حقیقی در ہر دو در صورتِ مذکورہ کہ تعبیر ہیولی و صورت از ذات و عوارضِ او صلعم شود۔ ہر دو حادث مخلوق اند ورنہ انکار آید از مرتبہ خلق کہ او بدلائل نصیہ وعقلیہ ثابت است کہ مذکور آمدہ یا لزوم مسلوبات آید برای ہیولی قدیمہ کہ ایں باطل است

ماترى فى خلق الرحمن من تفاوت الآية ش عموما الخلق
م وبقوله صلعم اول ما خلق الله نوری وخلق المخلوق
كله من نوری الحدیث ش خلق نوره صلعم وغیره صلعم
كما ذكر م والعقلية بدلالة متغير لازم العدمين
ش السابق واللاحق م مقتضى موجده
ولزوم مسلوبات لهيولى قديمة بصور من مسلوبات
بديهية عقلية ونقلية كما هي ظاهرة الانفهم
ش كالتوالد والسنة والنوم وغيرها م وهو
باطل +

ترجمه ماترى فى خلق الرحمن من تفاوت الآیه یعنی نمی بینی در آفرینش رحمن از تفاوت تا
اینجا در خلق رحمن عموم خلق است - وهم بقول او صلعم اول ما خلق الله نوری وخلق المخلوق
کله من نوری الحدیث یعنی اول چیزی که خدای برتر آفرید نور من است وهمه مخلوق خود را از نور من آفرید
تا آخر حدیث یعنی خلق نور او صلی الله علیه وسلم وغیر او صلعم همچنان است که مذکور شد - وهم این مرتبه خلق ثابت
است بدلائل عقلیه بدلالت متغیر که تغیر شونده است بانکه متغیر را بسبب تغیرش دو عدم لازم اند یکی عدم سابق
ودوم لاحق پس این متغیر در تغیر خود خواهنده موجد خود است از انکه ایجاد او را تغیر دهنده موجد باید که
که وجود نو پیدا آرد - وتغیر در صورت عدم تسلیم هیولی وصورت از مرتبه حادث مخلوق برای هیولی
قدیمه لزوم مسلوبات شود بسبب صورتها که از مسلوبات اند که بدیهیه عقلیه نقلیه اند یعنی ظاهر اند
بعقل می آیند واز نقل ثابت اند چنانچه این ظاهر است آنانکه دانسته شود - چون توالد یعنی باهم
زائیدن یکی بدیگری - وسنة یعنی غنودگی - ونوم یعنی خواب وغیر اینها که مسلوب از ذات قدیم اند
وموجود در مخلوق اند حالانکه صورت با هیولی قیام حقیقی دارد از انکه بر هیولی عارض زائد است پس
همچنانکه عارض را با ماهیت قیام حقیقی است صورت را با هیولی است - پس حاصل آنکه اگر هیولی وصورت
هر دو از مرتبه حادث نباشند بلکه هیولی از مرتبه قدیم وصورت از مرتبه حادث مخلوق پس تسلیم کرده شوند
برای هیولی قدیمه مسلوبات حادث مخلوق که بسبب حدوث صورتها لازم آیند بنا بر قیام حقیقی هر دو باقی عده
مذکوره - ووجود مسلوبات بصورتهای شان بالبداهت واز عقل ونقل ظاهر است چنانچه گفته شد -

واجتماع نقیضین فی هیولی بصور متضادة لمنشائیتها لها وهو غیر معقول وان قیل للتحذر ش ای لتحذر من انکار مرتبة الخلق الثابتة ولزوم مسلوبات لهیولی قدیمة بصور من مسلوبات واجتماع نقیضین فی هیولی بصور متضادة هو صورت بقیام مجازی بهیولی قدیمة مع خلاف باصلهما فلا لزوم المسلوبات لکن ادعاء وحدت وجود هیولی قدیمة مع صورتها بنفی وجود دونهما باطل اذ ماهیة التی بقیام مجازی قائمة بنفسها فی معناها مع عوارضها فلیست بعارضة لها بقیام حقیقی فلیست بصورة لها والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

ترجمہ وہم در صورت عدم تسلیم ہر دو از مرتبۂ حادث مخلوق اجتماع نقیضین شود در ہیولی بسبب صورتہای متضادہ بنا بر منشائیت ہیولی برای صور یعنی ہیولی صور را در صورت قیام حقیقی منشاء واقع شود کہ ازو نشو و بالبدیہ صورتہا حاصل آید کہ اینہا عارض زائد اند بر و قیام حقیقی پس بسبب صورتہای متضادہ در ہیولی بقیام حقیقی کہ ضدین در و گرد آیند اجتماع نقیضین پیش آید۔ واین ہم معقول نیست۔ اگر بنا بر تحذر از انکار مرتبۂ خلق ثابتہ۔ ولزوم مسلوبات برای ہیولی بصور از مسلوبات۔ واجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ۔ گفتہ شود کہ صورت حادث را با ہیولی قدیمہ قیام مجازی است، با وصف خلاف باصل ہر دو کہ گفتہ آمد نسبت اصل ہر دو و قیام ہر دو در ابتدای این ذکر۔ پس درینصورت لزوم مسلوبات نیست لیکن ادعای وحدت وجود یعنی این دعوی کردن کہ وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او ست بالنفی وجود سوای این ہر دو یعنی سوای ہر دو مذکورہ از وجود نفی کردہ شود این دعوی وحدت وجود باطل است از انکہ ماہیتی کہ آن بقیام مجازی است قائم بنفس خود ہست در معنای خود مع عوارض خود۔ نہ اینکہ این ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض شود و ماہیت را عرض نام نہادہ شود در عرض و ماہیت قیام مجازی باشد حالانکہ درین ہر دو قیام حقیقی باید۔ پس این ماہیت عارض نیست برای ماہیت بقیام حقیقی پس نیست صورت برای ہیولی والله یهدی من یشاء الی الصراط مستقیم یعنی خدای بزرگ رہنمایی ہر کسی را کہ بخواہد بسوی راہ راست و درست۔ اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

یا در صورت عدم تسلیم تغییر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ پیش آید و این ہم معقول نیست +

و ادعای وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی با نفی وجود غیر این باطل است

ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض نہ شود و این او را صورۃ نشود +

یا در صورت عدم تسلیم تغییر مذکورہ و اقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ پیش آید کہ این ہم معقول نیست +

ادعای وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی با نفی وجود غیر این باطل است +

ماہیتہ بماہیتی بطور عرض عارض نشود و نہ ماہیتہ بعرض نام نہادہ شود و نہ ہر دو بقیام مجازی باشد پس نہ ماہیتہ برای ماہیتہ بقیام حقیقی عارض است پس صورت برای ہیولی چگونہ است +

ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية والاعجاز والاستدراج والاستغاثة وما فيها مع مطالب اخرى

كيفية الرسالة والنبوة والولاية والاعجاز والاستدراج والاستغاثة وما فيها مع مطالب اخرى ۝

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين ۝ اعلم انما الرسالة هي ارسال والرسول لغة منها بمعنى مفعول ففيها تعرض ذات بنفسها من جهة الى جهة ونبوة منقوصة بواو هي رفعة او مهموزة لام هي انباء فنبي على الوجهين لغة منهما بمعنى فاعل او مفعول ففيهما تعرض ذات بوصفها من جهة الى جهة وقد تعبر الرسالة بالنبوة والنبوة بالرسالة لامتزاجهما بامتزاج الذات بالصفات

مطلب في الرسالة والنبوة والولاية وصفتهم ومنشئهم

ترجمه — این ذکر بیان رسالت و نبوت و ولایت و اعجاز و استدراج و استغاثت است و آنچه در وی است مع مطالب دیگر ۝

بیان کیفیت رسالت و نبوت و ولایت و اعجاز و استدراج و استغاثت و آنچه در وی است مع دیگر مطالب ۝

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين

بدانکه خبر این نیست که رسالت مصدر بمعنی ارسال یعنی فرستادن است و رسول از روی لغت وصف است بمعنی مفعول یعنی فرستاده شده - پس در این صفت تعرض ذات بنفس خود است یعنی ذات را بنفس خود پیش آمدن و پرداختن است از جهتی سوی جهتی و نبوت منقوصه بواو یعنی این مصدر در صورت ناقص واوی بمعنی رفعت یعنی بلندی آید یا این مصدر مهموز لام است بمعنی انبا یعنی آگهی و خبر دادن است پس لفظ نبی بر پایه دو وجه لغت و وصفست از هر دو مصدر ناقص یا واوی و مهموز لام که نبو و نبا است بمعنی فاعل و مفعول ای رافع و مرفوع یعنی بلند شونده و بلند کرده شده یا بمعنی مخبر و مخبر است یعنی خبر دهنده و خبر داده شده - و در این هر دو لفظ تعرض یعنی پیش آمدن و پرداختن ذات بوصف خود است از جهتی سوی جهتی - و گاهی رسالت به نبوت و نبوت برسالت تعبیر کرده شود بسبب امتزاج هر دو بامتزاج ذات بصفات یعنی این تعبیر بنا بر بهم آمیختن هر دو وصف رسالت و نبوت است بسبب بهم آمیختن ذات بصفات - چون در تعریف هر دو اوصاف فکر کنی تعبیر یکی بدیگری بنا بر امتزاج ذات بصفات دریابی ۝

بحث رسالت و نبوت و ولایت و صفت و لغت آنها ۝

معنی لغوی رسالت و نبوت مع حاصلش ۝

فاصطلاح فی معناهما شرعًا ش ای هما من الله سبحانه الی
خلقه ص علی معناهما لغةً فالرسالة والنبوة مرکزیة تعین صف منشأ
افادت منتزعاته بقیامها الحقیقی والمجازی به ففس علیهما
ش اے علی الرسالة والنبوة ص حقیقتهما دلالة
بهما الیها بظلیتهما منها۔
فهما عامتان بعمومهما لما تحت مرکزیتهما من موجودات
ومسلوبات ومخصوصتان بخصوصیتهما بالانس والجن
عما تحت مرکزیتهما بحکمته تعالی وازلیتان فی
تعینهما فی علمه سبحانه ووجودهما فی ازل حادث
وان لم تکونا معلومتین فکان الرسول مجهولاً
فکیف فی المیثاق مسئولاً

معنی اصطلاحی ہر دو ہست حاصل شد +

بیان وقوع مرکز منشاء تعینات این ہر دو

ترجمہ پس اصطلاح در معنای آں ہر دو از روی شرع کہ ہر دو از خدای سبحانہ ہست سوی خلق بر بنای
معنای آں ہر دو ہست از روی لغت یعنی معنی اصطلاحی آں ہر دو در شرع بنا بر معنی لغوی آں ہر دو ہست
وآں در شرع بر بنای معنی لغوی رسالت ونبوت تعرض یعنی پیش آمدن وپرداختن رسول ونبی ہست بنفس وصف
خود از خدای سبحانہ سوی خلق او پس این ارسال وفرستادن ذات رسول بنا بر اطلاع واخبار او ہست
پس این رسالت ونبوت مرکز تعینی واقع شدہ کہ آں تعین منتزعات خود را منشاء افادت ہست بسبب
قیام حقیقی ومجازی این منتزعات باں تعین۔ پس حقیقت رسالت ونبوت بریں ہر دو قیاس کن از روی دلالتی
کہ این ہر دو سوی حقیقت ہست بسبب ظلیت ہر دو از حقیقت یعنی حقیقت رسالت ونبوت بسبب ظل بودن
این ہر دو از حقیقت قیاس باید کرد از روی دلالتی کہ این ہر دو را سوی حقیقت ہست بنا برین دلالت حقیقت
ہر دو بریں ہر دو قیاس باید کرد مطلب اینکہ حقیقت این ہر دو بریں ہر دو قیاس شود باینطور کہ بسبب ظل
بودن این ہر دو از حقیقت دلالتی کہ این ہر دو را سوی حقیقت ہست بنا برین دلالت حقیقت این ہر دو باید فہمید
واین ہر دو بسبب عموم خود عام اند برای ماتحت مرکزیت ہر دو کہ از موجودات ومسلوبات اند یعنی آنچہ کہ زیر مرکزیت
ہر دو اند از موجودات ومسلوبات۔ ومخصوص اند این ہر دو بسبب خصوصیت خود بانس وجن از آنچہ کہ زیر
مرکزیت ہر دو ہست بحکمت او تعالی۔ ودر تعین خود در علم او تعالی ہر دو ازلی اند ودر وجود خود در ازل
حادث۔ واگر ہر دو معلوم او تعالی نباشند پس این رسول مجہول شود پس چگونہ در میثاق مسئول یعنی پرسیدہ شود۔

مطلب فی التعینات الذات والصفات الحقیقیه والشانیه والفعلیه والتنزیهیه الخ

ومقدم التعینات تعین ذات کما عرفتها ش ای انما
معطوف علی رسالة تحت اشاره
مفهوم وجدانی علما مع وجودها خارجا بضرورة م
فصفات حقیقة کما عرفتها ش ای هی متضمنة ذات
بقیامها الحقیقی بها من حیث انها لا هی ولا غیرها و
تحدد ذات علیها فقرار تشخص نفس علیها م فشانیة
کما عرفتها ش ای هی اضافات ذاتیة متضمنة ذات
ولا تحتاج فی وجودها الی حقیقیة انتزاعا کفعلیة الا
احتیاجا بوجه لتحدد ذات علیها فتحتاجة الیها فی
تضمن ذات لا حاجة خاصة لوجودها الیها فالاحتیاج
الیها بوجه غیر معتبر فتحققت اصالتها بمقابلة الحقیقیة
فمساویة بالحقیقیة فی استقرارها فی تضمن ذات ولا تحدد
ذات علیها وهی لا عینها ولا غیرها م ففعلیة کما عرفتها
ش ای هی اضافات ذاتیة متضمنة حقیقیة احتیاجا لوجودها.

بحث تعینات که درش مقدم تعین ذات است ۱

بیان تعین صفات حقیقیه ۲

بیان تعین صفات شانیه ۳

ترجمه و جز این نیست که تعین ذات مقدم تعینات است چنانچه او را دانستی که هر آئینه ذات از روی علم
مفهوم وجدانی است مع وجود او که خارج است بضرورت ـ پس تعین صفات حقیقیه است چنانچه دانستی آنها
را که بقیام حقیقی بذات متضمن ذات اند ازین حیثیت که آنها نه عین ذات اند و نه غیر ذات ـ و ذات برانها
متحدد شود یعنی باز داشته شده ـ و قرار تشخص نفس برانها است ـ پس تعین صفات شانیه است
چنانچه دانستی آنها را که اضافات ذاتیه اند متضمن ذات و در وجود خود سوی حقیقیه همچو فعلیه الخ
انتزاع محتاج نباشند مگر احتیاج بوجهی است که ذات را بر صفات حقیقیه تحدد واقع شده ـ پس در
ضمن آمدن ذات سوی حقیقیه محتاج اند نه برای وجود خود سوی حقیقیه حاجت خاصه دارند
پس این احتیاج که سوی حقیقیه هست بوجهی است که اعتبار ندارد ـ پس اصالت شانیه بمقابله حقیقیه
متحقق شد ـ پس در استقرار خود با حقیقیه در تضمن ذات برابر اند ـ و ذات برانها همچو حقیقیه متحدد نباشد ـ و
این صفات نیز همچو حقیقیه نه عین ذات اند و نه غیر ذات ـ پس تعین صفات فعلیه است چنانچه دانستی آنها را
که آنها اضافات ذاتیه اند متضمن حقیقیه از روی احتیاج برای وجود خود که انتزاع وجود فعلیه از حقیقیه هست

بیان تعین صفات فعلیه ۴

انتزاعًا منہا ص فتنزیہ انتزاعًا وصفًا لموصوفہ لا احتیاجًا
لوجودہ متساویًا بذاتٍ فی استقرارہ لا ستجماعہ کذاتٍ۔
ففی کلِ واحدٍ منہا تعینٌ اولٌ لانشاءٍ منشاءُ اولی عزمٍ وثانی
لغیرہٖ ش ای تعینٍ ثانی لانشاءٍ منشاءُ لغیر اولی عزمٍ ص
علی تعددِ صفاتٍ الّا فی تعینِ ذاتٍ لعدم تعددِہا ش ای
لیس التعینُ الثانی فی تعینِ ذاتٍ لعدم تعددِ ذاتٍ ص
لحقیقۃُ ش الحقیقۃُ بمعنی علۃٍ معلول علٰی مبدائیتہا
ص ابراہیمیۃٌ التی تصطلح عن تعین صفاتٍ حقیقیۃٍ لمبدئیۃ
تعینہٖ عم ش لمبدئیۃ تعینِ صفاتٍ حقیقیۃٍ تعینِ ابراہیم
ص فی اولیۃٍ منشاءُ نبوتٍ استقلالًا ش ای علی استقرارِ
وجودِ صفاتٍ حقیقیۃٍ استقلالًا ص اصلًا ش

ترجمہ پس تعینِ صفتِ تنزیہیہ است کہ انتزاعش از روی وصف است برائی موصوفِ خود نہ ایں
انتزاع بنا بر احتیاج است برائی وجودِ خود بلکہ ایں وصف در استقرارِ خود بذات باہم مساوی شود
بنا بر استجماعِ خود ہمچو ذات یعنی چونکہ در ایں وصف استجماعِ جمیعِ صفات ہمچو ذات است بنا بریں استجماع ایں
وصف با ذاتِ خود باہم مساوات دارد اگرچہ ایں وصف ہم برائی موصوف است بایں استجماع۔ پس در
ہر یکی از ینہا تعینِ اول است برائی انشاء او منشاء اولوا العزمی است۔ و تعینِ ثانی برائی غیر اولوا العزم
است کہ از و منشاء غیر اولوا العزم انشا یابد بنا بر تعددِ صفات مگر در تعینِ ذات بسبب عدم تعددِ ذات
یعنی در تعینِ ذات ہمچو تعینِ صفات تعینِ ثانی نیست از انکہ در ذات ہمچو صفات تعدد نباشد و حقیقت
بنا بر مبدئیتِ خود یعنی بنا بر محلِ آغاز و آشکارہ شدنِ خود بمعنی علتِ معلول است۔ پس حقیقتِ ابراہیمی
کہ از تعینِ صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ شود بنا بر مبدئیتِ تعینِ شان است تعینِ او علیہ السلام
را یعنی تعینِ صفاتِ حقیقیہ مبدء است تعینِ ابراہیم علیہ السلام را بنا بریں حقیقتِ ابراہیمی از تعینِ
صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ می شود۔ پس حقیقتِ ابراہیمی در اولیت بطورِ استقلال ہم اصل منشاءِ نبوت
است ہمبر انکہ استقرارِ وجودِ صفاتِ حقیقیہ از روی استقلال است در اولیت یعنی وجودِ ایں صفات با ذات بسبب
تحدِ ذات بریں صفات بطورِ استقلال در اولیت قرار گرفتہ ہمچنیں حقیقتِ ابراہیمی کہ مبدأ انتزاعِ تعینِ او
ایں صفات آمدہ در اولیت منشاءِ نبوت را بطورِ استقلال و اصل آمدہ برانچہ کہ او اصل نیست

مطالب فی تعین الرسالۃ والنبوۃ والولایت و منشاء اولی عزم ولغیرہ و مبدء حقیقیۃ ابراہیمیہ وموسویہ ومحبسویہ وآدمیہ ومحمدیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام

بیان تعین صفات تنزیہ

بیان منشاء اولوا العزمی وغیر اولوا العزمی و تعین رسالت و نبوت و ولایت

بیان حقیقت ابراہیمی و اولیت منشاءِ نبوت و مبدء و منشاءِ او

لما هو لیس باصلٍ والاصل بمقابلة فرعٍ واصلاً ای لا یحتاج
الی غیره فی استقراره فالاصل بمقابلة تبعٍ فالاصل علی
المعنیین فیشیر الی الفرع والتبع هما للاولیاء ه وحقیقة
موسویة التی هی مصطلحة عن تعین شانیة لمبدئیة
تعینه عم فی اولیةٍ منشاء نبوت استقلالاً اصلاً تساوی
منشاء نبوتٍ لحقیقةٍ ابراهمیة کما عرفته ش ای التساوی
ه وتعین فعلیة مبدء لتعین آدم عم فی اولیت فیصطلح
حقیقة آدمیة وتعین تنزیه مبدء لتعین عیسی عم فی
اولیة فیصطلح حقیقة عیسویة فینکشفان باستقلالهما
بالانتزاع احتیاجاً لوجودهما فعلاً ووصفاً .

ترجمه واین اصل بمقابلهٔ فرع است. وہم اصل آمده یعنی او در استقرار خود سوئی غیر خود محتاج
نشود. واین اصل بمقابلهٔ تبع است. پس اینجا اصل بر ہر دو معنی است که اشاره میکند سوئی فرع و
تبع ہر دو. واین فرع و تبع ہر دو برائی اولیاء الله است. وحقیقت موسوی که از تعین صفات شانیه
اصطلاح کرده شده است بنابر مبدئیت تعین این صفات است تعین موسی علیه السلام یعنی تعین
صفات شانیه مبدء تعین موسی علیه السلام است بنا برین حقیقت موسویه بتعین صفات شانیه
مصطلح آمد پس این حقیقت موسویه در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت است ہمچنان که حقیقت
ابراہیمی منشاء نبوت واقع شده که درین منشاء ہر دو باہم مساوی آمدند چنانکه این مساوات را در تعریف
صفات حقیقیه و شانیه شناختی. و تعین فعلیه مبدء است برائی تعین آدم علیه
السلام در اولیت پس حقیقت آدمیه اصطلاح کرده شود از تعین صفات فعلیه
و تعین تنزیهیه مبدء است برائی تعین عیسی علیه السلام در اولیت پس حقیقت
عیسویه مصطلح است از تعین وصف تنزیهیه +
واین ہر دو تعین فعلیه و تنزیهیه باستقلال خود ها منکشف شدند یعنی واشوند بانتزاع
بنابر احتیاج برائی وجود خود ها از روئی فعل و وصف +

بیان حقیقت موسوی و اولیت منشاء نبوت او مع مبدء منشاء ١٠٤

بیان حقیقت آدمی در اولیت و مبدء او ١٠٥

و بیان حقیقت عیسوی در اولیت و مبدء او ١٠٦

وحقیقۃ محمدیۃ التی تصطلح عن تعین ذات لمبدئیۃ
تعینہ صلعم فی اولیۃ منشاء رسالۃ استقلالاً اصلاً
تضمن منشئی نبوت باعتباریھا من حیث قیامھما بہ ✤
فاستکملت محبوبیۃ محمدیۃ باستجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین بالاصالۃ ش متعلق استجماع
ومعناھا انہ لیس احتیاج فی استجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین الی الغیر ففی استقرار استکمال
المحبوبیۃ اصالتاً بل الغیر یحتاج فی استقرارہ الی الحقیقۃ
المحمدیۃ حقیقتاً من وجہ قیامہ بھا ھ فصدق قولہ
صلعم اَنَا اَوَّلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَنَا اٰخِرُ الْاٰخِرِیْنَ الحدیث
فالاولیۃ علی الوجود والاٰخریۃ علی الظھور

مطلب استکمال محبوبیۃ محمدیہ باستجماع بالاصالت ہر دو حقیقت مذکورہ مستقلہ و ہر دو منتزعات ✤

تفسیر حدیث شریف انا اول الاولین و انا آخر الآخرین

ترجمہ وحقیقت محمدیہ آنکہ مصطلح است از تعین ذات بنا بر مبدئیت او تعین او صلعم را در
اولیت منشار رسالت است بطور استقلال و اصل کہ این منشار رسالت متضمن شدہ است ہر دو منشار نبوت
را کہ حقیقت ابراہیمی و موسوی ہست باعتبار ہر دو منشار آن از حیثیت قیام این ہر دو کہ بآن ہست۔ کہ
کیفیتش در مبدء تعین حقیقت ہر دو منشار کہ تعین صفات حقیقیہ و شانیہ اند در حقیقت ابراہیمی
و موسوی مع تفارق باہمی وحیثیت قیام ہر دو باذات مذکور آمد بفکر و تامل در انجا نظر کن بجواب
عدا ایشہ مطالب دریابی ✤ پس محبوبیت محمدیہ بسبب استجماع ہر دو حقیقت مذکورہ کہ ہر دو مستقلہ و ہر دو
منتزعہ ہستند کہ مستجمع بالاصالت آمدند استکمال یافت و تمام کردن خواست و مراد آنکہ در استجماع یعنی گرد
آمدن این ہر دو حقیقت مستقلہ و ہر دو منتزعات مذکورہ ہر آئینہ حقیقت محمدیہ را سوی غیری احتیاج نیست
پس در استقرار استکمال محبوبیت این حقیقت محمدیہ از روی اصالت است بلکہ این غیر در استقرار خود سوی
حقیقت محمدیہ حقیقتاً محتاج مشود از وجہ قیام خود بحقیقت محمدیہ۔ پس صادق آمد قول او صلعم اَنَا
اَوَّلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَنَا اٰخِرُ الْاٰخِرِیْنَ الحدیث۔ یعنی من اول ہمہ اولان ہستم و من آخر آخرام
تا آخر حدیث۔ و این اولیت بنا بر وجود است و این آخریت بنا بر ظہور ✤

تفسیر حدیث شریف اَنَا اَوَّلُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اَنَا اٰخِرُ

فالرسالة بمعنى مصدرِ ربطٌ بين مرسِلٍ ورسولٍ فهي نسبةٌ معروفةٌ لا تشتبه ولا تشترك وموصلةٌ الى مرسِلٍ فلا تعرف ولا توصل نش الضمير المستتر في الفعلين الى النسبة الا بتعريف رسولٍ وهكذا الظلية ظلٍ من ذي ظلٍ نش اى كرسالة رسولٍ من مرسِلٍ اى بينهما ربط الظلية فهي نسبةٌ معروفةٌ ولا تشتبه ولا تشترك وموصلةٌ الى ذي ظلٍ فلا تعرف ولا توصل الا بتعريف ظلٍ ور حقيقةٌ نش الحقيقة بمعنى ماهيةٍ ونبوتٍ ايضًا في حكم الرسالة والظلية فالرسالة افضلُ من النبوت بما وصفنا والنبوتُ افضلُ من الولاية هي قربةٌ مخصوصةٌ حقيقيةٌ ونظريةٌ واستحاليةٌ بقطع نظرٍ عن المنشائية وعن غير الاتصاف بصفات الله سبحانه فالاتصافُ المحض مقصودٌ في الولاية

ترجمہ پس رسالت بمعنی مصدر ربطی است درمیان فرستندہ و فرستادہ شدہ - پس این نسبتی است معروفہ کہ نہ مشتبہ شود و نہ مشترک بلکہ سوئے فرستندہ موصل است یعنی رسانندہ - و این نسبت شناختہ نمیشود و کسی را نمیکند یعنی فرستندہ نمی رساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن رسول - و ہمچنین است ظلیت ظل از ذی ظل یعنی ہمچو رسالت رسول از مرسل مراد آنکہ درمیان ظل و ذی ظل ربط ظلیت است - و این نسبتی است معروفہ یعنی شناختہ شدہ کہ مشتبہ و مشترک نمی شود بلکہ سوئی ظل موصل است و این شناختہ نمی و بصاحب سایہ نمیرساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن و آگاہانیدن ظل - و حقیقت یعنی ماہیت نبوت نیز در حکم رسالت و ظلیت است - پس رسالت افضل از نبوت است بنا برآنچہ بالنسبہ چیزے کہ وصف کردہ شدند ہر دو - و نبوت افضل است از ولایت - و این قربتی مخصوصہ است بطور حقیقیہ و نظریہ و استحالیہ - و این قربت بقطع نظر است از منشائیت و بقطع نظر است از غیر اتصاف بصفات خدائے سبحانہ - بلکہ در ولایت اتصاف محض مقصود است

حدود تعریف رسالت و حقیقت

حقیقۃ نبوت

بیان افضلیت رسالت از نبوت و نبوت از ولایت و حد ولایت

...پس رسالہ بمعنی مصدر ربطی ...یۃ درمیان مرسل و مرسل و ...ا و ذی ظل ربط و نسبتی است ...روفہ کہ مشتبہ و مشترک نشود ...تو صل بذی ظل و ہمچنین حقیقۃ ...وت است

بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و حد او تعریف

هر یک از رسالت و نبوت و ولایت بطور اصل برای نبی و رسول است و بطور عرض و تبع برای ولی

فكلٌ من الرسالةِ والنبوةِ والولايةِ جامعٌ اتصافاً ومانعٌ حدوداً ش اى تعريفاً بوصفه م فاصلاً ش اى لا احتياجَ الى الغير بل غيرُه يحتاج اليه م لنبيٍّ ورسولٍ عم وعرضاً ش اى هو قيامٌ مجازيٌّ مع مراديته فى ضمن النبى عم احتياجاً اليه عم م وتبعاً ش اي الاتصافُ بصفاتِ الله سبحانه فى تبعِ صفاتِ النبيِّ صلعم م لولي * وتفرّقَ نظرٌ بأن لم يتعرّج الى اعتبارِ الرسالة والنبوة من اعتبار الولاية وهو مستجمعٌ له لبعضٍ وبأن تعرّج فلم يتنزّل لبعضٍ فلم يستجمعا بهما فالاولُ ناظرٌ بفضيلةِ الولايةِ من الرسالةِ والنبوةِ والثانى بفضيلة الرسالة والنبوة وان تنزّلَ فاستجمعهما * فدليلٌ بذاته ش اي ليس بمحتاجٍ الى غيرهِ م على دعوى رسالة الرسولِ لحسناته الذاتية ش اى ليست بعرضٍ فلا يحتاج الى غيرٍ م باصالتٍ

ترجمه پس هر یک ازین رسالت و نبوت و ولایت از روی اتصاف جامع است یعنی گرد و از روی حدود مانع یعنی از روی تعریف بوصف خود ـ پس هرچه ازینها بطور اصل است یعنی آنکه سوی غیر محتاج نباشد بلکه غیرش سوی او محتاج شود برای نبی و رسول علیهم الصلوة والسلام است ۔ وهرچه بطور عرض است یعنی او که قیام مجازی دارد مع مراد شدن خود در ضمن نبی علیه السلام است بغرض احتیاج سوی نبی علیه السلام ۔ وهرچه بطور تبع است یعنی موصوف شدنش بصفات خدای سبحانه در تبع صفات نبی صلی الله علیه وسلم این هر دو یعنی عرضاً و تبعاً برای ولی است رضوان الله علیهم اجمعین ۔ ومتفرق و جدا شده است نظر اینجا بآنکه سوی اعتبار رسالت و نبوت از اعتبار ولایت عروج نکرد و بلند نشد یعنی اعتبار رسالت اعتبار ولایت را مستجمع است برای بعض که آنها با گرد آرنده آمده ـ و بآنکه نظر عروج کرد و بلند شد پس نزول نکرد و پست نشد برای بعض ـ پس هر دو بهر دو مستجمع نشدند یعنی اعتبار رسالت و ولایت با خود ها گرد نیامدند ـ پس اول ناظر است بتفضیلت ولایت از رسالت و نبوت ـ و دوم ناظر است بفضیلت رسالت و نبوت ـ و اگر نزول کرد پس آن گرد آرنده شد هر دو را ـ پس دلیلی که بذات رسول است یعنی آن دلیلی که محتاج سوی غیر او نیست بر دعوی رسالت رسول حسنات ذاتیه رسول اند که باصالت اند یعنی آنکه بتبع نیند یعنی دلیل که بذات رسول است بر دعوی رسالت آن نیکوییها و خوبیهای ذاتیه رسول اند که بعرض نیستند پس سوی غیر خود محتاج نشوند و آنکه باصالت اند یعنی بر تبع نیستند

ش ای لیست بتبع م فی صفۃ تبرء عما وجب ش الضمیر
المستتر الی التبرء م فلما ثبت حسنۃ الذاتی باصالۃ
فضدہ مسلوب عنہ فحصل دلیل الی الدعوی بقول رسول
لا الہ الا اللہ ش لان ہذہ الحسنۃ حسنی الحسنات
وھذا التبرء خیر التبرات والبحث العظیم فی اثبات لا
الہ الا اللہ م وانہ رسول اللہ ش لان لا یعرف رسولا
الا رسول دلیلا بذاتہ م وبعرضہ احتیاج غیرہ الیہ
ش ای احتیاج غیر رسول الی رسول م فکشف حقائق
حسنات والہام لخواص وتواتر اخبار وشہرۃ آثار لعوام
وموقوف المعرفۃ ش ای معرفۃ الرسول والرسالۃ والحسنات
وصول لعقل (ای موقوف علیہ) وقد تشتبہہا ش الضمیر المتصل الی الحسنات
متشابہات وما ہی بحسنات

ش ترجمہ وایں حسنات از آنچہ کہ بیزاری وبری شدن وتبرا واجب است در تبرو باشند - مراد آنکہ دلیل ذات رسول کہ در اثبات دعوی محتاج غیر نباشد بر دعوی رسالت رسول نیکوییہا ذاتیہ رسول اند نہ آں نکوییہا کہ عارض شدہ باشد و آنکہ بالاصالت باشند نہ بالتبع و آنکہ در تبرو باشند از آنچہ کہ بری شدن و بیزاری واجب است - وہر گاہ کہ نکوئی ذاتی رسول باصالت ثابت شد پس ضدش از و مسلوب است - پس دلیل سوئی دعوی حاصل شد بقول رسول کہ گفت لا الہ الا اللہ از انکہ ایں نکوئی نیک ترین نکوییہا است - وایں تبرو بہترین بیزاریہا است - وبحث عظیم ست در اثبات لا الہ الا اللہ وتیز دلیل حاصل شد بقول رسول کہ گفت انہ رسول اللہ یعنی آنکہ او رسول خدا است - از آنکہ رسول را بجز رسول دیگر نمی شناسد از روئی دلیل بذاتہ یعنی ازیں رو کہ ایں دلیل بذات رسول است پس غیرش بجز رسول او را نمی شناسد - ودلیلے کہ بعرض اوست از روئی احتیاج غیرش سوئی او یعنی دلیلے کہ بسبب عارض آمدن احتیاج غیر رسول سوئی رسول غیر را بعرض اوست معرفتش باحتیاج است کہ غیر رسول را سوئی او باشد - پس آں کشف حقائق حسنات است یعنی واشدن حقیقت نکوییہا والہام است وایں ہر دو برائی خواص است - وتواتر اخبار یعنی پے درپے اخبارش رسیدن - وشہرت آثار یعنی اثرہائی او شہرت گرفتن - ایں ہر دو برائی عوام است - وموقوف المعرفت یعنی معرفتیکہ رسول در رسالت وحسنات برو موقوف است آں وصول بعقل است یعنی
پیوستن ورسیدن است ایں کہ رسول سو گاہی متشابہات بحسنات مشتبہ شوند وحال آنکہ آنہا حسنات نباشند

بحث دلیل بذاتہ وبعرضہ بر دعوی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیہ او باصالت کہ حسن حسنات وخیر التبرات قول اوست بتوحید و رسالت بکلمہ طیبہ ٭

دلیل بعوارض رسول برائی خواص وعوام وبیان عوارض ٭

بیان موقوف رسول در رسالت وحسنات وبیان اشتباہ حسنات

فَیَہۡدِی اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ مَنۡ یَّشَآءُ فَاَشۡہَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ وَعَلِیٌّ وِلَایَتُہٗ تَابِعَۃٌ تَبِعَہَا ۔ش۔ بِالۡوَاوِ عَطۡفٌ عَلٰی دَعۡوٰی رِسَالَۃِ الرَّسُوۡلِ وَالضَّمِیۡرُ الۡمُضَافُ اِلَیۡہِ اِلٰی حَسَنَاتِہِ الذَّاتِیَّۃِ فَخَبَرٌ عَلَی الۡعَطۡفِ ۔م۔ فَالۡاِیۡمَانُ بِبَدَاہَۃِ النُّبُوَّۃِ وَالۡوِلَایَۃِ لِغَیۡرِ النَّبِیِّ عَم لَا یَتَحَقَّقُ اِلَّا بِاِدۡرَاکِ صُحۡبَۃِ مَنۡ قَامَتۡ بِہٖ فِیۡ زَمَانِہٖ وَالصُّحۡبَۃُ مِنَ التَّاَثُّرِ فَمَنۡ لَّمۡ یُدۡرِکۡہَا فَفِی الۡجَاہِلِیَّۃِ وَلَوۡ کَانَ عَارِفًا بِتَوۡحِیۡدِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ فَمَا لَکُمۡ فِیۡ اعۡتِقَادِ الۡوِلَایَۃِ اَلَا تَفَکَّرُوۡنَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا النُّبُوَّۃُ صِفَۃٌ مَّالِغَۃٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاِخۡوَانِہٖ مِنَ الۡاَنۡبِیَآءِ اِضَافِیَّۃٌ ۔ش۔ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیۡ مَخۡلُوۡقَۃٌ ۔م۔ مُشۡتَرَکَۃٌ وَصَفِیَّۃٌ مِّنۡ مَوۡجُوۡدَاتٍ قَدِیۡمَۃٍ

ترجمہ فَیَہۡدِی اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ مَنۡ یَّشَآءُ فَاَشۡہَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ پس خدای سبحانہ ہر کرا خواہد راہ راست عنایت کند پس گواہی میدہم آنکہ نیست ہیچ معبودی مگر اللہ یکتا است او نیست او را شریکی گواہی میدہم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ او است و رسول او۔ و دلیل بر دعوئی ولایت تابعہ تبع حسنات ذاتیۂ رسول است یعنی حسنات ذاتیۂ رسول بنابر تبع آنہا دلیل از نیز بر دعوئی ولایت تابعہ کہ ولایت ولی تحت و تبع رسالت رسول باشد و حسناتش تبع حسنات رسول پس حسنات ذاتیۂ رسول بر رب ولایت تابعہ دلیل دعوئی ولی بر ولایت او آمدند پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت برائی غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانۂ او و این صحبت از تاثر است یعنی از اثرپذیر رفتن پس کسیکہ او را ادراک نکرد او در جاہلیت است اگرچہ عارف بتوحید رب العالمین است پس چیست برائی شما در اعتقاد ولایت آیا فکر نمی کنید۔

و بدان کہ جز این نیست کہ نبوت صفتِ مالغہ ہست برائے نبی ما درود و سلام خدائے برتر بر نبی ما باد و بر برادران او کہ از انبیاء آمدہ در حالے کہ این صفت اضافیہ ہست از خدائے برتر یعنی مخلوق خدائے برتر است و این صفت مشترکہ و صفیہ ہست کہ از موجودات قدیمۂ او سبحانہ اشتراک وصفی دارد۔

۳
بحث ۳ اینکہ نبوة صفة مالغہ ہست بر نبی و اعجاد او است صلعم و این شیء بتعدی نیست

فهي اعجازه الغير ش الضمير المضاف اليه يرجع الى النبي
عم فاعل المصدر والغير مفعوله م في تقابله عن صفته
فهذه الصفة فيه مادامت نفسه معصومة والعصمة
غير منقطعة منها ش اي النبوة م يقينا على انها
ش اي النبوة م لحسنة قاطعة عن غيرها ش اي
الحسنة م ولا تشتبه بغيرها ش اي النبوة م
فالعصمة على لزوم ش مقابل بتعديته م صفة لسبحا
لذاته تعالى ليس نفيها عنه فكيف من ظلها ش
اي كيف يمكن نفيها من ظلها م فما وجد من صفته
في اي وقت اعجاز له من الله الرحمن الرحيم فلا يشترط
ش اي الاعجاز م بالتحدي ش اي بالمعارضة م والاعجاز
في البرزخ ش اي القبر م وليس التحدي هنا بل مخصوص
بوقته فالتحدي وقت من اوقات ش اي من اوقات ظهور الاعجاز

ترجمه پس این نبوت اعجاز یعنی عاجز کردن نبی است غیر نبی را در تقابل او از صفت خود - و این
صفت ثابت است در نبی مادامیکه نفس او معصوم است - و عصمت از نبوة یقینا منقطع
و علیحده نباشد بنا بر آنکه نبوت هر آئینه حسنه یعنی نیکوئی است چنین که قاطع یعنی برنده است از غیر حسنه
و این عصمت مشتبه نشود بغیر نبوت - پس این عصمت بنا بر لزوم خود که مصدر لازمی است
مقابل متعدی صفتی است برای حق سبحانه ذات او تعالی را که از وی نفی این صفت نیست پس چگونه
ممکن است نفی این صفت را از ظل او + پس آنچه یافته می شود از صفت نبی در هیچ وقت
آن اعجاز است برای نبی از خدای رحمن رحیم + و آئین اعجاز مشروط به تحدی نباشد
یعنی بمعارضت با خصم در غلبه جستن حالانکه این اعجاز در برزخ یعنی در قبر هم
ثابت است و یافته می شود و اینجا تحدی نیست بلکه تحدی بوقت خود مخصوص است پس
تحدی وقتی است از اوقات ظهور اعجاز +

بیان آنکه عصمت نبی را لازم است
نگر و مشتبه بغیر نیست

آنچه از صفت نبی در هیچ وقت
یافته شود اعجاز است یا داده
از خدای رحمن رحیم +

مطلب الولاية التابعة صفة مالغة الخ فهي كرامة

وكذا الولاية التابعة صفةٌ مالغةٌ باضافةٍ ش من الله تعالى اي مخلوقةٌ م مشتركةٍ وصفيةٍ لنفس الولي فهي كرامةٌ له في مقابلةٍ غيرِه فهذه الصفة فيه ما دامت نفسه محفوظةً والحفظ غيرُ منقطعٍ منها ش اي الولاية التابعة م يقيناً على انها ش اي الولاية التابعة م من حسنةٍ قاطعةٍ عن غيرِها ش اي الحسنة م فظناً على انها ش اي الولاية التابعة م مجهولة الحقيقةِ في انها ش اي الولاية التابعة م من حسنةٍ او من متشابهةٍ - فما من متشابهةٍ ليست بولايةٍ حقيقةً والله تعالى اعلم بصوابها لكنّ الحكم على الموجود والظاهر ش فالحكم على المعدوم باطلٌ وعلى الحقيقة مجهولٌ م فالحفظُ على تغذيةٍ ش بمقابلة لزوم م صفةٌ له سبحانه لغيره تعالى فنفيه جائزٌ عن غيره تعالى وفي الجواز جانب اوّلٍ قوي فما وجد من صفته حسناً في اي وقتٍ كرامةٌ له من الله العزيز الرحيم

بحث ولايت که صفة مالغه هست دلي وكرامت است

حفظ ولي يقيني وظني هردو بنا بر قاطعيت و اشتباه

ترجمه وهمچنین ولایت تابعه برای نفس ولی صفت مالغه باضافت هست از خدای برتر یعنی مخلوق وا قریده شده اوست سبحانه که مشترکه وصفیه است یعنی از موجودات قدیمیه اشتراک وصفی دارد - پس این کرامة که برای ولی هست در مقابله غیر خود هست پس این صفت ثابت است در ولی مادامیکه نفس او محفوظ است وآن صفت حفظ از ولایت تابعه یقیناً وظناً غیر منقطع است - یقیناً بر بنای آنکه این ولایت تابعه از حسنه است که از غیر خود قاطع وبرنده است - وظناً بر بنای آنکه این ولایت تابعه مجهول الحقیقت هست یعنی حقیقت این ولایت تابعه مجهول هست در آنکه او از حسنه است یا از متشابه - پس آنچه که از متشابه هست آن در حقیقت ولایت نیست والله تعالی اعلم بصوابها یعنی وخدای برتر دانا تر است بصواب او - لیکن حکم بر موجود وظاهر است وبر معدوم این حکم باطل وبنا بر حقیقت مجهول - لیکن این صفت حفظ بنا بر تغذیه بمقابله لزوم صفتی است برای حق سبحانه غیر او تعالی را پس نفیش جائز است از غیر او تعالی - ودر جواز جانب اول قوی است پس آنچه یافته شود از صفت او بطور حسن در هیچ وقت بانقاف جامع یا رسول خدا بسبب متصف بودن ولی در صفت جامع با رسول خدا این کرامت هست برای ولی از خدای غالب ورحیم

حقیقت ولایت نیست ... حکم بر موجود ... بنای حقیقة مجهول ... تعالی جائز ... ودر جانب اول قوی

بطور حسن ... با رسول خود در هیچ وقت ... شود کرامت هست از خدای غالب

بانصافٍ جامعٍ مع رسوله وكذلك الايمان ش هو في الشرع
الشريف محبة الحق فلانه منها التصديق به م صفةٌ
مانعٌ - باضافة ش من الله تعالى اى مخلوقٍ م مشتركٍ
وصفي لنفس المومن العامي فهو معونةٌ له في مقابلة غيره
فهذا الوصف فيه مادامت نفسه معانةٌ والمعونة غير
منقطعةٍ منه ش اي الايمان م يقينًا على انه ش
اي الايمان م حسنٌ قاطعٌ عن غيره فظنًا على انه ش اي
الايمان م مجهول الحقيقة في انه حسنٌ او متشابهٌ فما هو
متشابهٌ ليس بايمان حقيقةً والله تعالى اعلم بصوابه لكن الحكم
على الموجود والظاهر ش فالحكم على المعدوم باطلٌ و
على الحقيقة مجهولٌ م فما وجد من وصفه حسنًا في
اي وقتٍ معونةٌ له من الله العزيز الرحيم بالصفا جامع مع رسوله

مطلب الايمان وصف مانع الخ فهو معونة +

ترجمه و همچنین ایمان که او در شرع شریف محبت حق است - و محبت حق را تصدیق لازم و ملزوم است - وصف مانع باضافت است از خدای برتر تعالی یعنی مخلوق خدای برتر است
که مشترک وصفی است نفس مومن عامی را که از موجودات قدیمه اشتراک وصفی دارد +
پس این معونت است برای مومن در مقابله غیر خود + و این وصف معونت در مومن مادامی
است که نفس او یاری داده شده است + و این معونت از ایمان غیر منقطع است از روی یقین
برین که هر آئینه ایمان حسن و نیکوئی است که از غیر خود برنده و قاطع است + و از روی ظن - برین
که هر آئینه ایمان مجهول حقیقت است یعنی حقیقتش مجهول است درین امر که او حسن
است یا متشابه + پس انچه که او متشابه هست در حقیقت ایمان نیست والله تعالی
اعلم بصوابه و خدای برتر داناتر است براستی و درستی این حسن و متشابه +
لیکن حکم بر موجود و ظاهر است و بر معدوم باطل و بنا بر حقیقت مجهول + پس انچه یافته شود از وصف
او بطور حسن در هیچ وقت باتصاف جامع با رسول خدا معونت است او را از خدای عزیز و رحیم +

بحث حقیقة ایمان و تعریف شرعی و حقیقت معونت یقینًا و ظنًا -

والكفرُ ش هو في الشرعِ الشريفِ استتارُ الحقِّ وانكارُهُ م وصفٌ مانعٌ مشتركٌ اسميٌّ بوجودِ مسلوباتٍ التزامًا فارغًا عن موجوداتٍ تضمنًا للكافرِ باضافةٍ ش من اللهِ تعالى اى بخلقه م فهو استدراجٌ له في مقابلةِ غيرِهِ فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسُهُ مستدرجةً ✣

والاستدراجُ غيرُ منقطعٍ منه ش اى من الكفرِ م يقينًا على أنّه من مسلوبٍ قاطعٌ عن غيره فظنًا على أنّه مجهولُ الحقيقةِ ممّا وقع في الازلِ ش من سجدةِ العبوديةِ م واللهُ تعالى اعلم بها لكنّ الحكمَ على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدومِ باطلٌ وعلى الحقيقةِ مجهولٌ م فما وجِد من وصفه في أيِّ وقتٍ استدراجٌ له من اللهِ العزيزِ الحكيمِ فالفارقُ عن الاعجازِ والكرامةِ والمعونةِ والاستدراجِ بالوصفِ المانعِ

ترجمہ وکفر کہ او در شرعِ شریف استتار یعنی پوشیدنِ حق است وانکار او وصف مانع مشترک اسمی است بسبب وجودِ مسلوبات کہ این وجود شان از روی التزام است یعنی کفر ہم وصفی است مانع کہ بنا بر وجودِ مسلوبات اشتراک اسمی دارد وبنا بر لازم شدنِ مسلوبات بایں وجود وفارغ است از موجودات براہ تضمن - وایں وصف ثابت است برائی کافر باضافت از خدائے برتر یعنی بآفریدنِ او تعالی - پس این وصف استدراج است برائی او در مقابلہ غیر او - واین وصف در کافر دامی است کہ نفسِ او مستدرج است یعنی گزاشتہ شدہ ✣ واستدراج از کفر غیر منقطع است یعنی جدا شوندہ نیست یقیناً بر بنائی آنکہ او کہ از مسلوب است از غیر خود قاطع وبرندہ است پس از روی ظن بر بنائی آنکہ او مجہول الحقیقت است از انچہ کہ در ازل سجدۂ عبودیت واقع شدہ وخدائی برتر بایں سجدہ داناتر است الکن حکم بر موجود وظاہر است - پس این حکم بر معدوم باطل وبر بنائی حقیقت مجہول - پس انچہ یافتہ شد از وصف او در ہیچ وقت این استدراج است بر کافر از خدائے عزیز وحکیم یعنی غالب وصاحب حکمت بسیار - پس این فرق کہ از اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج است درمیانِ اینہا بوصف مانع اینہا است ✣

مطلب الكفر وصف مانع الخ فهو استدراج

مطلب • تعریف وحقیقت کفر • استدراج از کفر یقیناً / ظناً بنابر عدم سجدۂ عبودیت در ازل ✣

استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً وظناً -

آنچہ از وصف کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز وحکیم وفارق ما بین اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج ہمیں وصف مانع است

اعلم ان الاستعانة تقتضی الدعوة حقیقتاً ش ای هی
نفس النداء للاستعانة م او مجازاً ش ای ما یفهم به
الاستعانة م فمن غیر الله تعالی فیما یجوز فی المضافات
ش هی مخلوقات م لیست بشرك مخصوص ممنوع کما
فی سورة الصف یا ایها الذین آمنوا کونوا انصار الله کما
قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی الله ط فی
الآیة نکات باقتضاء واشارة اعلم ان التشبیه بالقول و
المقولة لوجوبها له ش ای ثابت بالقول والمقولة لوجوب
المقولة للقول م فیقتضی مشبهاً محذوفاً تعظیماً له صلعم
بالاحتراز عن کالمشبه به المذکور علی مقصود ش تعظیماً
مفعول له للمحذوف ای حذف المشبه بعظمة شانه صلعم

مطلب ان الاستعانة تقتضی الدعوة الخ لیست بشرك مخصوص

تفسیر کریمه یا ایها الذین آمنوا کونوا انصار الله +

ترجمه بدانکه هر آئینه استعانت دعوت را میخواهد حقیقتاً که او نفس ندا یعنی آواز دادن و
خواندن است برای یاری خواستن - یا مجازاً یعنی آنچه بدو استعانت مفهوم شود - پس این استعانت از
غیر خدای برتر در آن چیزی که در مضافات یعنی در مخلوقات جائز است شرک مخصوص ممنوع نیست یعنی آن
شرک نیست که مخصوص ممنوع است یعنی خاص کرده شده که منع کرده شده است چنانچه در سوره صف است از
رکوع دوم یا ایها الذین آمنوا کونوا انصار الله کما قال عیسی بن مریم للحواریین
من انصاری الی الله ط یعنی آنانکه ایمان آوردند مددگاران خدا شوید چنانچه گفت عیسی ابن مریم
حواریان را کیست مددگار من سوی خدا - درین آیت کریمه نکته‌هائی است موافق اقتضا و اشارت
این آیت شریفه - بدانکه هر آئینه تشبیه درین آیت کریمه بقول و مقوله ثابت آمده بسبب وجوب مقوله
برای قول یعنی اینجا قول برای مقوله واجب است بنا بر امر پس بر تشبیه مشبه را محذوف
میخواهد تعظیماً یعنی بنا بر تعظیم برای او صلعم بغرض نگاهداشت و احتراز [illegible] مشبه به مذکور بر بنای
مقصود - اینجا تعظیماً لفظ محذوف را مفعول له است یعنی مشبه خلاف کرده شد بنا بر
عظمت شان او صلعم +

بحث استعانت که مقتضی دعوت است حقیقتاً یا مجازاً از غیر خدا مخصوص ممنوع شرک نیست +

تفسیر کریمه یا ایها الذین آمنوا کونوا انصار الله الخ +

لانہ صلعم لا ینبغی لہ صلعم ان یقول من انصاری ویوہم
بہ فامر بالمومنین بنفسہ سبحانہ لنفسہ سبحانہ فجاز لہ
لہ صلعم ان یقولہ وبالاحتراز یتعلق تعظیما او محذوفا
وعلی مقصود متعلق بیقتضی والمقصود تعظیم نبیہ حبیبہ
صلعم وما فی علمہ سبحانہ ہ وفی المشبہ بہ المذکور
اضافۃ الی یاء المتکلم وھی مفعول بہ خص للنصرت والی
اللہ حال من فعل الناصرین وفیہ اشارۃ بانباء ایمان
بالواجب تعالی ورسالتہ علیہ السلام فلا یجرد الفعل من بنسبتین
بل تضمنت الاولی الثانیۃ فقالوا نحن انصار اللہ بترک
النسبۃ الیہ عم اظہارا لاخلاص اللہ سبحانہ فی ضمن
نصرتہ علیہ السلام لا اعراضا عنہا

ترجمہ ازانکہ سزاوار نیست او صلعم را کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من حکم کردہ شود بدو کہ اینچنین گوید پس امر فرمود بنفس او سبحانہ مومنین را برای نصرت نفس او سبحانہ۔ پس جائز است برای او صلعم کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من۔ ولفظ بالاحتراز اینجا بہ لفظ تعظیما یا با محذوفا متعلق میشود۔ وعلی المقصود متعلق است بلفظ یقتضی۔ مراد آنکہ حذف مشبہ بغرض احتراز از ہجو مشبہ بہ مذکور است یا احتراز بنا بر تعظیم او صلعم است۔ حاصل آنکہ این حذف مشبہ بغرض نگاہداشت عظمت او صلعم است پس تشبیہ مشبہ محذوف را بر بنای مقصود میخواہد۔ وآن مقصود تعظیم نبی او و حبیب او صلعم۔ وانچہ در علم او سبحانہ مقصود وانست۔ در مشبہ بہ مذکور اضافتی کہ سوی یای متکلم است وآن مفعول بہ است برائی نصرت خاص کردہ شدہ است او۔ والی اللہ حال است از فعل ناصرین۔ ودرین اشارت است باگاہانیدن ایمان بواجب تعالی ورسالت او علیہ السلام۔ پس این فعل نصرت ناصرین از ہر دو نسبت مجرد و خالی نخواہد شد بلکہ نسبت اولی دوم را متضمن آمدہ۔ فقالوا پس بنا برین ناصرین گفتند نحن انصار اللہ یعنی ما مددگاران خدا ہستیم۔ وترک نسبت او علیہ السلام کردند و نگفتند نحن انصارک یعنی ما باشند مددگاران تو۔ پس این ترک نسبت کہ سوی او علیہ السلام است بنا بر اظہار است برای اخلاص خدائے سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام نہ بنا بر اعراض است از نصرت او

بیان کنندہ اعراض از نصرت نبی کی ممنوعہ

فثبتت استعانته عم لنفسه عم فيما يجوز في المضافات فيما
عجز عنه وفي هذا حكمة لله سبحا وهو اعلم بها وفي
تعميم الخطاب براءة عن الاستعانة من غير المؤمنين
واستطلاع على من يستجيب فهو مؤمن وان لم يسلم ما
فكيف ينطبق وجه التشبيه وما من وجه لحذف المشبه
المقتضي بالضرورة ولتعميم الخطاب مع الفهم قوم مخاطبة
مخصوصة وكيف يثبت ايمان الحواريين باعراض عن نصرته
عم وهو كفر الا من نصرة الله سبحانه في ضمن نصرته عم ش
لان لا تتحقق حقيقتها غير ما امر به النبي عليه السلام
وقد كفر ما امر فكيف نصرة الله تعالى بدون
تضمنها في نصرة النبي عم وهي مطلوبة

ترجمه - پس استعانت او علیه السلام برای نفس خود ثابت است در انچه که در مضافات یعنی مخلوقات جائز شود در انچیزی که از و عجز آمده - و درین حکمة است خدای سبحانه را و او دانا تر است باو - و در تعمیم خطاب که اینجا برای مومنین است برادت و بیزاری است از استعانتی که از غیر مومنین است و استطلاع یعنی خبر جستن و آگهی دادن است برکسیکه هر آئینه قبول کند پس او مومن است - و اگر تسلیم کرده شود انچه که تقسیر کرده شد پس چگونه منطبق خواهد شد وجه تشبیه و نیست از وجهی برای حذف مشبه که این مشبه بضرورت خواسته شده است و نیست از وجهی برای تعمیم خطاب با وصف آنکه هر آئینه آنان که قوم مخاطب اند مخصوص اند - و چگونه ایمان حواریین ثابت شود با عراض و رو گردانیدن از نصرت او علیه السلام حالانکه این اعراض کفر است مگر از نصرت خدای سبحانه در ضمن نصرت او علیه السلام ایمان شان ثابت خواهد شد - از انکه حقیقت نصرت خدای تعالی بجز انچه که نبی علیه السلام او را امر فرمود ثابت و متحقق نشود یعنی در غیر او علیه السلام نصرت حق تحقق نیابد - و انچه امر کرد تحقیق کفر کرده شد یعنی انکار کرده آمد اینجا پس چگونه نصرت خدای تعالی است بدون تضمن نصرت او تعالی در نصرت نبی علیه السلام یعنی نصرت خدا تعالی در نصرت نبی عم که او مطلوب است بدون نصرت او تعالی پس چگونه متحقق خواهد شد مراد آنکه نصرت حق بدون تضمن او در نصرت نبی متحقق نشود که او مطلوب است

تفسیر کریمہ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا الخ

وَفِی سُورَۃِ المَائِدَۃِ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ فَتَحَقَّقَتِ الوِلَایَۃُ العَامَّۃُ عَلٰی اِختِصَاصِ اللُّغَۃِ بِالمَعَانِی ش ھِیَ قُرْبَۃٌ وَتَکَفُّلٌ وَخُلَّۃٌ وَمَالِکِیَّۃٌ وَتَصَرُّفٌ وَنُصْرَۃٌ م بِالتَّحْصِیْرِ وَالتَّحْقِیْقِ ش مِنْ اِنَّمَا م حَالَ عَامَّۃً لِلّٰہِ سُبحَانَہٗ وَرَسُولِہٖ تَعَالٰی صلعم وَالمُؤمِنِیْنَ الصَّالِحِیْنَ لِلمُخَاطِبِ العَامِّ المُؤمِنِ فِی کُلِّ حَالٍ وَزَمَانٍ وَمَکَانٍ عَلَی العَطفِ ش یَتَعَلَّقُ بِفِعلِ تَحَقَّقَتْ وَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی تَحَقُّقِ اتِّحَادِ المَقصُودِ م بِقُدرَۃِ اللّٰہِ سُبحَانَہٗ

ترجمہ

و در سورہ مائدہ است در رکوع ہشتم اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی جز این نیست کہ ولی و رفیق شما اللہ و رسول او ہست و آنکہ ایمان آوردند آنان نماز قائم و برپا میدارند و زکوٰۃ میدہند و ہمانا اندر رکوع کنندگان۔ و ہرکہ ولی و رفیق گیرد خدا و رسول او را و آنان راکہ ایمان آوردند پس ہر آئنہ گروہ خدا است کہ ہمانان غالب شوندگانند ✤

پس دریں آیتِ کریمہ ولایتِ عامہ بربنائی اختصاصِ لغت بامعانی کہ آنہا قربت و تکفّل و خلّت و مالکیت و تصرّف و نصرت اند تحقق یافتہ است بسبب تحصیر و تحقیق از لفظ اِنَّمَا حالانکہ ہمیں ولایت بطور عام برائے خدائی سبحانہ و رسول او تعالی صلعم و برائی مومنین صالحین بربنائے عطف ثابت شدہ بسبب مخاطب عام مومن۔ در ہر حال و زمان و مکان۔ اینجا علی العطف متعلق است بفعل تحققت در عبارت اصل مصنف کتاب ✤ و دریں اشارت است سوئے تحقق اتحادِ مقصود باین کہ ایں ولایت عام متحقق مے شود با تحادِ مقصود بربنائے قدرتِ خدائے سبحانہ ✤

ولا عجاز النبی وکرامۃ الولی ببقاء صفاتھم مع توسعہا
وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلوماً او مجھولاً بما شاء اللہ سبحانہ
شئ یثبت المدعا اقتضاءً لان الولایۃ فی کل حالٍ وزمانٍ
ومکانٍ لعموم المخاطب یقتضی الاعجاز والکرامۃ ببقاء
صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلوماً او
مجھولاً بما شاء اللہ تعالیٰ لا لغیرھم من الفاسق والکافر
والتخصیص بالرکوع اشارۃ الی خشوعھم واستثناءھم عن
الیھود والنصاریٰ لان صلوتھما لیست بالرکوع فلا تتحقق
الولایۃ لھما کنایۃً فاعلم ان الصلوۃ تستجمع العبادات
البدنیۃ کلھا والزکوۃ تستجمع العبادات المالیۃ کلھا فالصلاح
یستجمع کلیھما خشوعاً للہ سبحانہ

ترجمہ: وبنا بر اعجاز نبی وکرامت ولی۔ کہ بباقی ماندن صفات شان مع
توسع آنہا است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است خواہ آنکس معلوم
شان باشد یا مجھول بانچہ کہ خواست خدای سبحانہ۔ یعنی این مدعا ازین آیت کریمہ اقتضاءً
ثابت می شود ازانکہ ہر آئینہ ولایت در حال وزمان ومکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز
وکرامت را مقتضی است می خواہد کہ این اعجاز وکرامت ببقائے صفات شان بسبب
حیات شان است وبتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است معلوم شان باشد
آنکس یا مجھول بانچہ کہ خواست خدائے تعالیٰ نہ برائے غیر شان است از فاسق وکافر
وتخصیص ایمان برکوع اشارت است سوئے خشوع شان واستثنائے شان
از یہود ونصاریٰ از انکہ نماز آن ہر دو برکوع نیست۔ پس این ولایت برائے
این ہر دو طور کنایت متحقق نہ شود ✣
پس بدانکہ ہر آئینہ نماز کل عبادات بدنیہ را مستجمع می شود۔ وزکوٰۃ کل عبادات مالیہ را مستجمع آمدہ
پس صلاح ونیکی این ہر دو را مستجمع است بنا بر خشوع برائے اللہ سبحانہ ✣

نماز مستجمع عبادات بدنیہ
زکوٰۃ مستجمع عبادات مالیہ و
صلاح مستجمع ہر دو خشوع است
و اینکہ ولی باعتبار عموم
بسبب بقاء صفات بحیات دوام مطلح است در ہر حال

فاباح التولی لمن یتولّ ش یدلّ علی انّ التولّی مباحٌ ہر الله ورسوله والذین اٰمنوا فی کلّ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ ش باستلزام منّ تعمیمِ الشخصِ صراحتًا فتعمیمُ الزمّانِ والمکانِ اقتضاءً ہر علی العطفِ ش یتعلق بفعل اباحَ فاشارةٌ الی تحقّقِ اتحادِ المقصودِ ہر لقدرتِ اللهِ سبحانہ ولاعجازِ النبی وکرامةِ الولی ببقاءِ صفاتھم مع توسّعھا بدوامِ حیاتھم وتعلّقھم بمستعینٍ معلومًا اومجہولًا بما شاء الله سبحانہ ش یثبتُ المدّعا باقتضاءٍ لانّ التوّلّیَ فی کلّ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ لعمومِ المخاطَبِ یقتضی الاعجازَ والکرامةَ ببقاءِ صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمستعینٍ ہر والتولّی بمعنی تحویلِ تکفُّلِ المھماتِ علی التعدیۃِ لا بمعنی المحبۃِ لانھا واجبۃٌ الی جہۃِ الله سبحانہ مقصدًا۔

ترجمہ: پس برای کسیکہ متولی گیرد خدا و رسول خدا و آنانرا کہ ایمان آوردند یعنی گرویدند بخدا این تولی مباح آمد در ہر حال و زمان و مکان بربنای عطف کہ تعلقش باباحت میگرداند کہ مشیر تحقق اتحاد مقصود است و این تولی را مَن یتولّ مباح کردہ است بہ تعمیم شخص و حال و زمان و مکان از انکہ مَن تعمیم شخص را بصراحت مستلزم است و تعمیم زمان و مکان را باقتضار۔ و این اباحت تولّی بالتعمیم کہ بربنای عطف مشیر اتحاد مقصود است بنا بر قدرت خدا سبحانہ و بنا بر اعجاز نبی و کرامت ولی ہست بسبب باقی ماندن صفات شان با توسّع صفات بحیات دائمی شان و بتعلق شان است بہ مستعین کہ او از ایشان مدد و استعانت میخواہد خواہ او معلوم شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدای سبحانہ۔ یعنی این مدعا کہ باقتضار ثابت می شود ازین آیت کریمہ از ان است کہ تولّی در حال و زمان و مکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز و کرامت را مقتضی است و میخواہد بسبب بقائے صفات شان بحیات شان و تعلق شان ہست بہ مستعین یعنے بمدد و یاری خواہندہ۔ و تولّی بمعنے سپردن تکفّل است یعنی سپردن ضمان مہمات و این بربنائے تعدیہ است۔ نہ بمعنی محبت از انکہ محبت واجب است سوئی جہت خدائے سبحانہ بنا بر مقصد و مراد ❁

وَلَا من غيرِ مالكٍ للتولّي ﴿م﴾ ويقتضي شعورًا من جهتين
مَن يتولّى وما به التولّي ﴿ش﴾ اذ لا تكفّل من جاهلٍ ممّن يتولّى
وما به التولّي ﴿م﴾ وقدرةً على ما به التولّي ﴿ش﴾ اذ لا تكفّل من عاجزٍ لما به التولّي
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ اعجازًا وكرامةً اختياريين
على انتصارِ المستنصرين جزاءُ شرطٍ مقدّرٍ ﴿ش﴾ اي مَن
يتولَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴿م﴾ على ان اُقيم سببٌ
مقامَ مسبَّبٍ فانه (اي الجزاء) كمنصورٍ فصاحةً في الكلام وبلاغةً
للمرام ﴿م﴾ وفيه اشارةٌ الى استغاثةٍ بهم ﴿ش﴾ فالحاصلُ
من يتولَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فانه (اي الجزاء) منصورٌ لِاَنَّ
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ على انصاره ﴿م﴾ فَاِنَّ لِلّٰهِ سبحانه

ترجمہ ونہ از کسی کہ مالک تولّی نباشد یعنی تکفّل است از غیر مالک کہ تولّی را نشاید مراد آنکہ تکفّل است از آں
کسیکہ او استحقاقِ تولیت ندارد۔ وآیں تولّی از جہتین شعور میخواہد برائی کسیکہ ولایت میگیرد و چیزی را کہ باو
ولایت گرفتہ از آنکہ تکفّل نباید از جاہل از کسیکہ متولّی می شود وازانچہ کہ بدو تولیت ہست۔ وآیں تولّی قدرت
می خواہد برانچہ کہ بدو تولّی است از آنکہ از عاجز برائی انچہ کہ اورا بدو تولّی است تکفّل نباید۔ فَاِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ پس ہر آئینہ گروہِ خدا ہمانان ہستند کہ غالب شوندگان اند۔ از روی اعجاز و کرامت
کہ ہر دو اختیاری ہستند بر نصرت دادن یاری خواہندگان۔ واین جملۂ آیت کریمہ مذکورہ جزا است شرطِ
مقدم را کہ آں مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ است بربنای آں کہ سبب بجای مسبّب
قائم کردہ شد۔ پس این جزا سبب است کہ بجای مسبّب کہ ہر آئینہ او ہمچو لفظ مَنْصُوْرٌ میباید از روی فصاحت
در کلام و بطور بلاغت برائی مقصود نہادہ شد۔ و درین اشارت ہست سوئی استغاثت بایشان یعنی
بخدائی تعالیٰ و رسولِ او و مومنین صالحین۔ پس حاصل این شرط و جزا بصورت مقدرات این
است وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْصُوْرٌ لِاَنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ عَلٰى اِنْصَارِهٖ یعنی ہر کہ متولّی کرد خدا و رسول او را و آنان را کہ ایمان آوردند
پس ہر آئینہ او یعنی جزا منصور یعنی الجزا منصور است از آنکہ بتحقیق لشکر خدا است کہ ہمانان غالب
شوندگان اند بر داد شدن یاری دادن او۔ پس ہر آئینہ برائی خدائے سبحانہ است ۔

بیان ترکیب آیت کریمہ [illegible]

مطلب فان لم یفصل الاستقلال والاضافۃ فی المستعان الخ

فَاِن لَّمْ یُفْصَلِ الاستقلالُ والاضافۃُ فی المستعان فانّہ الاستقلالُ لیس بشرکٍ او انّہ اجازَ اللّٰہُ سبحانہ شرکًا وھما ممنوعانِ نقلاً وعقلاً منہ فیلزمُ التفصیلُ لیمتاز ش ای الاستقلالُ والاضافۃ ھر وَاِلّا ش ای اِن لم یُفصّلْ ھر فحکم بغیرِ مُفصَّلٍ فی منعٍ وجوازِ الولایۃِ والتولّی فی نِسَبٍ مختلفۃٍ اقرارٌ لِما مُنِعَ وانکارٌ لِما جاز ففی الاوّلِ شرکٌ وفی الثانی کفرٌ علی الحاکمِ فالانتصارُ والنصرتُ لمن یتولّ اللّٰہ تعالٰی ورسولہ تعالٰی صلعم والمومنین الصالحین متحقّقٌ فخلافُ الثابتِ ماوّلٌ وَاِلّا فکیف ابطالُہ ش ای خلافُ ما ھو الثابتُ من غلبۃِ اللّٰہِ تعالٰی ورسولہ تعالٰی صلعم والمؤمنین الصالحین لانتصارِ المستنصرین والنصرت یاوّل بما ھو برفعُ الخلاف

مطلب حکم بغیر مفصل بر مستعان باستقلال واضافت اگر فصل نکردہ شود در استقلال وحکم کردہ شود جواز ولایت بلا فرق لازم آید اقرار لما منع وانکار لما جاز

ترجمہ واگر فصل وفرق نکردہ شود باستقلال واضافت در مستعان پس ہر آئینہ او استقلال است کہ شرک نیست یا آنکہ ہر آئینہ او است کہ خدای سبحانہ شرک را جائز داشتہ واین ہر دو ممنوع است از روی نقل وعقل ازو پس تفصیل وجدا کردن لازم شود تا کہ ہر دو استقلال واضافت تمیز کردہ شوند۔ ورنہ یعنی اگر فصل نکردہ شود۔ پس حکم بغیر مُفصّل کہ در وفصل نکردہ شدہ در منع وجواز ولایت وتولّی در نسبتہای مختلفہ اقرار لما منع ہست یعنی اقرار است براچہ کہ منع کردہ شد یا انکار است لما جاز یعنی برای انچہ کہ او جائز است این حکم انکار شود۔ پس در اوّل یعنی در اقرار لما منع شرک است۔ ودر ثانی یعنی در انکار لما جاز کفر است بر حاکم۔ پس انتصار ونصرت یعنی یاری خواستن ویاری دادن برای کسی کہ متولی گیرد خدای تعالٰی ورسول او تعالٰی را صلعم ومومنین صالحین را متحقق وثابت است وخلاف ثابت تاویل کردہ شود ورنہ ابطال ثابت پس چگونہ شود۔ یعنی تاویل کردہ شود خلاف انچہ کہ او ثابت است از غلبۂ خدای تعالٰی ورسول او تعالٰی ومومنین صالحین برای یاری دادن مدد خواہندگان وخلاف نصرت تاویل کردہ شود بانچہ کہ او خلاف را رفع ودور کند یا تاویل کردہ شود۔

انتصار ونصرت بفصل استقلال واضافت یاختیار ثابت ومتحقق آمد وخلافش تاویل

وبالانتصار والنصرة حقيقتاً في علم الله تعالى وحكمته
وان لم يأوّل فيلزم انّ الثابت باطل وانّه لا يبطل
م ولا يمكن ان يقع خلاف هذا الثابت ش اي
خلاف ثبوت جواز الاستغاثة منع عموم جواز الاستغاثة
م في ثابت ويأوّل خلافه لانّ لا منع بخصوصيته على
تعميم مسلّم ش لانّ الممنوع من جزء التعميم المسلّم
فان منع فبطل التعميم المسلّم م والتولّي بالولي يلزم
تبعه فخلافه خلافه ش اي خلاف تبع الولي خلاف
التولّي م فكيف ترجى النصرة ش اي لمّا وقع خلاف
التولّي فكيف ترجى النصرة م ولمّا تحقق انتصار المستنصرين
لرسوله تعالى صلعم والمومنين الصالحين بالغلبة
من اضافة الله تعالى اختيارا فانه صلعم كاشف
الشدائد ودافع المكائد فالاولياء

مطلب التولّي بالولي يلزم تبعيته

ترجمه بانتصار و نصرتی که حقیقتاً در علم خدا تعالی است و در حکمت او۔ و اگر خلاف ثابت تاویل
نکرده شود پس لازم شود اینکه ثابت باطل است حالانکه ثابت باطل نشود۔ و ممکن نباشد که خلاف
این ثابت واقع شود در ثابت یعنی خلاف ثبوت جواز استغاثت منع عموم جواز استغاثت
است + و خلافش تاویل کرده شود از انکه هر آئینه بر تعمیم مسلّم بخصوصیتش منع نیست زیرا که ممنوع
از جزو تعمیم مسلّم است۔ پس اگر منع کرده شود پس تعمیم مسلّم باطل شود۔ و تولّی بولی لازم گیرد
تبع ولی را + و خلاف تبع ولی خلاف تولّی است پس چگونه امید کرده شود نصرت
یعنی هرگاه که خلاف تولّی واقع شود پس نصرت چگونه امید کرده شود + و هرگاه که انتصار
مستنصرین یعنی داد ستدن و مدد کردن مدد خواهندگان برای رسول او تعالی صلعم و مومنین
صالحین بسبب غلبه که از اضافت یعنی خلق خدا تعالی است از روی اختیار ثابت و متحقق شد۔ پس آنکه
او صلعم کاشف الشدائد یعنی کشاینده سختیها و دافع المکائد یعنی دور کننده مکرها هستند پس اولیای او [illegible]

بحث آنکه تولّی بولی تبع ولی را لازم کند [illegible]
موقوف [illegible] باختصار آمده

استغاثةٌ هِيَ في التولي يجوز حتى من الفاسق لشموله الايمان
ش اي حتى يجوز من الفاسق م مع سلب الكرامة ان لم
يجر الى الفسق بالكراهة لعدم تحقق ولايته الا من
الكافر ش اي لا يجوز من الكافر م بسلب الايمان و
ان لم يجر الى الكفر كما قال سبحانه يا ايها الذين امنوا
لا تتخذوا الكافرين اولياء من دون المؤمنين الاية
وهي مبدء الخير والشر في حدودها في الخير والشر قال
الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على
الاثم والعدوان الاية فالمفعول به هو المستعين الا
نظرها في الممكنات لا بد منها فاستغاثة من الانبياء والاولياء
اولى لحسنهم وقربهم بالحسنات ولتعظيمهم كما يشير

ترجمه - پس استغاثتی که او در تولی است جائز می شود تا آنکه از فاسق جائز است بسبب شمول او
ایمان را مع سلب کرامت اگر این استغاثت با این فاسق سوی فسق نکشد پس این استغاثت بکراهت
جائز است بسبب عدم تحقق ولایت فاسق - مگر از کافر جائز نشود بسبب سلب ایمان او اگرچه سوی
کفر نکشد این کافر با این استغاثت چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ نساء رکوع بست ویکم یا ایها الذین
لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین الآیه ای آنکه ایمان بیاوردند کفار را
اولیاء مگیرید بجز مومنین الخ - و این استغاثت در حد و خود در خیر و شر مبدء خیر و شر است یعنی خیر و شر را
محل آغاز است وجائی ظهور که فرمود خدای برتر در سورهٔ مائده رکوع اول تعاونوا علی البر
والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیه یعنی با همدگر یاری کنید
بر نکوئی و پرہیزگاری و با همدگر یاری مکنید بر گناه و بزه کاری و ستم آشکارا - پس درین آیت
کریمه مفعول به فعل تعاونوا همان مستعین است یعنی یاری و عون خواهنده - آگاه باش که این
استغاثت را در ممکنات آیا منی نیست که از و چاره نیست - پس از انبیاء و اولیاء الله بسبب خوبی و نکوئی
شان و قرب شان بنکوئیها و بسبب تعظیم شان چنانچه این آیت کریمه ❊

استغاثت از کافر جائز نیست
اگرچه سوی کفر نکشد و از مومن
فاسق تا آنکه سوی فسق نکشد
بکراهت جائز است - و از انبیاء
و اولیاء بعظمت و قرب و نکوئیها
شان اولی تر بیان نصوص
آیات و ترکیب شان ❊

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۵ ش ای تُشِیْرُ الْاٰیَۃُ اِلٰی
اَوْلَوِیَّۃِ الْاِسْتِعَانَۃِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَحُسْنِھِمْ
وَتَعْظِیْمِھِمْ م وَیُؤَیِّدُہٗ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ وَلَوْ
اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ
لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۵
اِعْلَمْ اِذْ تَدُلُّ عَلٰی تَعْمِیْمِ الزَّمَانِ فَالْاٰیَۃُ عَلٰی اِسْتِعَانَۃٍ
ش اَیِ الْاٰیَۃُ تَدُلُّ عَلٰی اِسْتِعَانَۃٍ م مِنْہُ صلعم دَوَامًا
وَاسْتِوَاءٍ ش عَطْفٌ عَلٰی اِسْتِعَانَۃٍ م حَالَۃَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ
صلعم وَاِنَّہٗ صلعم لَحَیٌّ بِاَعْلَی الْحَیَاتِ کَمَا سَنَذْکُرُہٗ اِنْ شَاءَ
اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِجَابَۃٍ ش عَطْفٌ عَلٰی اِسْتِوَاءٍ م اِسْتِغْفَارُہٗ
الْمُتَحَقِّقِ ش مِنْ صِیْغَۃِ مَاضٍ اَیِ اسْتَغْفَرَ م وَالتَّاکِیْدِ
وَالتَّحَقُّقِ ش مِنَ اللَّامِ وَمَاضٍ اَیْ لَوَجَدُوْا م

ترجمہ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ٭ سوی اولویت استعانت از انبیاء واولیاء وسوی
خوبیہای وتعظیم شان اشارت میکند استعانت ویاری خواستن اولی ہست - وبنابر تائید این مضمون
قول او تعالی ہست کہ یاری میدہد اورا درسورہ نساء برکوع نہم آمدہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا
اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ
تَوَّابًا رَّحِیْمًا واگر ہر آئینہ ایشان وقتیکہ ظلم نمودند لنفسہای خودرا - آمدند نزد تو ومغفرت خواستند
بخدا - ومغفرت خواست این رسول برای شان البتہ یافتند خدای را بسیار رجوع کنندہ وبسیار مہربان
بدانکہ لفظ اِذْ دلالت میکند بر تعمیم زمان - پس این آیت دلالت میکند بر استعانت از وصلعم از روی
دوام - وبر استواء یعنی برابر شدن حالت موت وحیات او صلعم - وہر آئینہ او صلعم البتہ حی وزندہ است
باعلی الحیات یعنی برتر زیست چنانچہ عنقریب او را ذکر خواہیم کرد اگر خواست خدا تعالی است - واین
آیت دلالت میکند بر اجابت وقبولیت استغفار او صلعم کہ متحقق است از صیغہ ماضی اِسْتَغْفَرَ
وتاکید وتحقق اجابت از لام وفعل ماضی لَوَجَدُوْا است

بحث تفسیر کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ الخ -

لوجدهم الله تعالى توابًا رحيمًا في حالِ استغفارِ الرسولِ بتعميمِ الشخص صراحتًا ش اے بتعميمِ شخص الرسول على دلالةِ اللفظِ صراحتًا على الوصف العام م وتخصيص سوقَ الكلامِ ومحلَ النزولِ ش اى تخصيص شخصِ الرسولِ مِنْ سوقِ الكلامِ ومحلِ النزول م هو صلعم ش اى مَنْ هو مخصّصٌ بسوقِ الكلام ومحلِ النزولِ هو صلعم م لا باستغفارهم ش وهم كانوا منافقين م مجردًا عن وساطةِ الرسولِ كما في السورةِ ومَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بغيرِ التاكيد والتحقق فما للمؤمنين لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوه مستغفرًا واستغفر لهم وانه صلعم بالمؤمنين رءوف رحيم فجاز الحكم الى شيوخ الطريقة

ترجمہ بنا بر یافتن شان خدای تعالی را بسیار رجوع کنندہ و بسیار مہربان در حال مغفرت خواستن این رسول حالانکہ ازین لفظ رسول بتعمیم شخص رسول بر بنای دلالت لفظ بر وصف عام بطور صراحت است و تخصیص شخص رسول دلالت از سوق و روانی کلام و از محل نزول است کہ آں رسول او صلعم است . یعنی آنکہ او کہ بسوق کلام و محل نزول خاص کردہ شدہ ہمو است صلعم برای استغفار مؤمنین نہ باستغفار منافقین کہ آناں از وساطت رسول مجرد اند چنانچہ درین سورہ بر کوع شانزدہم آمدہ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی ہر کہ کار کند بدی را یا ظلم کند نفس خود را باز مغفرت خواہد خدای را - خواہد یافت او خدا را بسیار بخشندہ و بسیار مہربان - پس درین آیت کریمہ استغفار بی وساطت رسول آمدہ و اجابتش بغیر تاکید و تحقق است - وانچہ برای مؤمنین است اینکہ اگر ہر آئینہ ایشان وقتیکہ ظلم کردند نفسہای خویشتن را آمدندی نزد تو صلعم مغفرت خواہان و مغفرت خواست او صلعم برای شان حالانکہ ہر آئینہ او صلعم بمؤمنین بسیار رافت کنندہ و بخشندہ و بسیار مہربان است - پس این حکم طلب مغفرت سوی شیوخ طریقہ ہم جائز شد

واعلم ان التاكيد والتحقق يتعلق بفعل الواحد صريحا
وبفعل الله تعالى تلميحا بالمفعول الثاني لاستغنائه عن
النقص فهذا هو المعتقد فالتواب مبالغة لفعله تعالى
عليهم بخلاف الغفور فاعلم ان في الاية الكريمة
تخصيص على تعميم ولا يزيله وهذا مذهب اهل سنة
وجماعة ولله كون القصص في مقصد الاية من اعجازه
صلعم وهو في البرزخ في كتبهم ان شئتم ش ذكر
الحافظ عبد الله في المصباح الظلام جاء البدوي على
قبر النبي صلى الله عليه وسلم بعد ثلثة ايام من وفات
النبي ص وقبض التراب من القبر وصب على راسه و
قال يا رسول الله نعم ص ظلمت على نفسي وجئت في حضورك

ترجمہ و بدانکہ ہر آئینہ تاکید و تحقق متعلق می شود بفعل واحد صریحاً - و تعلق او بفعل خدائی برتر بطور تلمیح
و اشارت است بسبب مفعول ثانی بنا بر استغنا و بی نیازی او تعالی از نقص و کمی - پس اینست که او
اعتقاد کرده شده یعنی تعلق تحقق و تاکید بفعل واحد بطور صراحت است و بفعل خدائی تعالی این تحقق و
تاکید بطور تلمیح و اشاره بسبب مفعول ثانی تواب و رحیم معلوم میشود و آیا به تلمیح و اشارت اظهار کردن
سخن راندن او تعالی بنا برا استغنا ہست از انکه او تعالی از نقص و کمی مستغنی است و ہمین ہست که او
اعتقاد کرده شده - و تواب مبالغه است برائی فعل او تعالی بر آنان بخلاف غفور - و بدانکه ہر آئینه درین
آیت کریمه تخصیص است بر تعمیم و این تخصیص تعمیم را زایل نمیکند - و ہمین مذہب اہل سنت و جماعه ہست و بخواہد
دریافت و در رسید قصه ها را اگر بخواہید در کتب شان در مقصد این آیت کریمه از اعجاز او صلعم حالانکه
او در برزخ است یعنی اعجازش صلعم در برزخ آمده - که حافظ عبد الله در مصباح الظلام ذکر کرده که یک
بدوی یعنی روستائی بعد سه روز از وفات نبی صلعم بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم آمد و از قبر شریف
خاکی در مشت گرفت و بر سر خود ریخت و گفت ای رسول خدای تعالی من بر نفس خود ظلم کرده ام در
پیش حضور تو آمده ام -

لتطلب الا ستغفار لی فجاء النداء عن القبر قد غفر الله لک

ھ ومن باعداه فهيهات هيهات وعليها نش اي على

بناءِ مفهوم الآية ھ اذا جاءه صلعم رجل متمنياً لعينه

فقال صلعم من له حاجة فليحسن وضوئه وليصل ركعتين

وليقل اللهم اني اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد

نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه

لتقضى لي اللهم فشفعه في الحديث قال الترمذي هذا

حديث حسن صحيح غريب وصححه البيهقي وزاد في آخر الحديث

فقام وقد ابصر وفي رواية ففعل فبرء وفي معجم كبير

طبراني عن عثمان رض بن حنيف انه في خلافة عثمان رض بن

عفان علمه رجلا فقضيت حاجته فقال رايت رسول الله تعالى

ای العمل

نقضیہ الحدیث الشریف من

دعا جتہ الخ

ترجمہ

کہ استغفار برائی من بخواہی پس از قبر شریف ندائی باید کہ تحقیق خدائی تعالیٰ ترا بیامرزید

دہر کہ دوری گرفت اور البس افسوس وافسوس است ۔ وبر بناے مفہوم این آیت کریمہ این حدیث

ہرگاہ کہ مردی آرزومند برائی چشم خود پیش وے صلعم آمد پس فرمود صلعم من لہ حاجۃ فلیحسن وضوئہ

فلیصل رکعتین ولیقل یعنی ہر کہ را حاجتی باشد پس باید کہ وضوئی خود نیکو کند و دو رکعت نماز

گزارد و باید کہ بخواند اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا

محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی فشفعہ فی الحدیث

یعنی خدایا من ترا میخواہم و متوجہ تو روی آرم بواسطہ نبی تو محمد صلعم کہ نبی رحمت است ای محمد صلعم ہر آئینہ من

بوسیلہ تو روی آوردم سوے پروردگار خود درین حاجت من تا روا کردہ شود برائی من خدایا پس شفیع گردان اورا

در من تا آخر حدیث ۔ گفت ترمذی این حدیث حسن است صحیح و غریب ۔ و بیہقی اورا صحیح شمردہ و در آخر حدیث ایں

زیادہ کرد فقام فقد ابصر و فی روایۃ ففعل فبرء پس برخاست بتحقیق او بینا آمدہ و در روایت

است کہ او کرد بہ شد و در معجم کبیر طبرانی ہست از عثمان بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنہ کہ ہر آئینہ او در خلافت عثمان

بن عفان رضی الله تعالیٰ عنہ این عمل را بمردی آموخت پس حاجتش روا شد پس گفت او دیدم رسول خدا تعالیٰ را صلعم

۱۳
بحث تفسیر حدیث شریف نا
حاجت ہر کرا حاجتی باشد
وطریق نماز و دعا +

صلعم علمه ضریر البصر وا ظن ان فی له صلعم لیصل علی
قوله سبحانه واستعینوا بالصبر والصلوٰة الآیة او علی ما
ارادہ صلعم والله تعالی اعلم بالصواب والحدیث الشریف
مع اختلاف بعض اللفظ فی الروایات ان شئتم ترجعوا الی
کتب الحدیث الشریف ٭ واعلم تعمیم من یقتضی تعمیم
الوقت کما هو ظاهر فانظر فی الاعجاز والکرامة الی المستغین
فتدرك وان تکن بشرك فلم توجد بین مستغاث من الانبیاء
والاولیاء لبداهة حسناتهم عصمة وحفظا ومستغین من
اصحابهم ـ کما مذکور ومن خالد رضی الله تعالی
عنه فی معرکة یا محمد یا منصور اجب اجب فی فتوح الشام
و قال الله تعالی فی اخر سورة یوسف

ترجمہ صلعم کرا این علم آموخت ضریر البصر یعنی کسیکہ بینائی او رفتہ باشد وگمان میکنم کہ آمدۂ این
قول او صلعم لیصل یعنی باید کہ نماز بخواند بر بنای قول او سبحانہ ہست و استعینوا بالصبر والصلوٰة
الآیہ یعنی و یاری خواہید بوسیلۂ صبر و نماز الخ ـ یا بنا بر انچہ کہ او صلعم اورا ارادہ فرمود واللہ تعالی علم بالصواب
یعنی وخدای تعالی داناتر است براستی و درستی ـ و این حدیث شریف مع اختلاف بعض لفظ در روایات
آمدہ اگر میخواہید سوی کتب حدیث شریف باز گردید ـ
و بدانکہ تعمیم من تعمیم وقت را میخواہد چنانچہ او ظاہر است ـ پس ببین و نظر کن در اعجاز و کرامت سوی
مستغین یعنی یاری خواہندہ پس دریابی ـ و اگر این استعانت شرک بودی پس نیافتہ شدی در میان
مستغان یعنی یاری خواستہ شدہ کہ از انبیاء و اولیاء اند بسبب بداہت حسنات و نیکوئیہائی شان کہ این
ہمہ بعصمت و حفظ آمدہ اند ـ و در میان مستغین یعنی یاری خواہندہ کہ از اصحاب شان اند ـ چنانچہ
مذکور است کہ از خالد است رضی اللہ تعالی عنہ در معرکہ یا محمد یا منصور
اجب اجب یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ای فتحمند بپذیر بپذیر ـ و این روایت در فتوح
الشام ہست و فرمود خدای تعالی در آخر سورۂ یوسف بر کوع دوازدہم [12] ٭

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِذَا انْتَقَضَ الْحَصْرُ
الْمُدَّعٰى الْمُسْتَفَادُ مِنْ تَخْصِيْصِ الَّذِيْ فِيْ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
ش فِيْ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ م لِمَنْعِ اسْتِعَانَةٍ بِوُجُوْهٍ عَامَّةٍ
لِغَيْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَالْحَصْرُ لَا يَنْقَضُ فَبَطَلَ الدَّعْوٰى اِنَّا
ش اِلَّا اسْتِثْنَاءٌ مِنْ اِنْتَقَضَ الْحَصْرُ الْمُسْتَفَادُ مِنْ
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ لِمَنْعِ اسْتِعَانَةٍ م بِوُجُوْهٍ خَاصَّةٍ ش
كَالُوْهِيَّةٍ تَامَّةٍ وَقُدْرَةٍ كَامِلَةٍ وَهِدَايَةٍ خَاصَّةٍ هِيَ
تَوْفِيْقُ مَرْضِيَّاتٍ م لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهُوَ الْمُرَادُ وَاِنْ تَدَبَّرْنَا
قَوْلَنَا فِيْمَا يَجُوْزُ فِي الْمُضَافَاتِ لَقَدْ اَصَبْتَ خَيْرًا وَقَالَ
سُبْحَانَهٗ فِيْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ
وَلَا يَضُرُّكَ ط فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مطلب انتقض الحصر فی ایاک نستعین فی سورۃ الفاتحۃ وتفسیرہ +

ترجمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَسُبْحَانَ اللّٰهِ
وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی بگو کہ این راہ من است کہ می خوانم سوی خدا۔ بہ بینائی ہستم من و کہ
مرا پیروی کرد۔ و پاکی است خدای را و نیستم من از مشرکین۔ درین ہنگام[14] حصر مدّعی کہ مستفاد از تخصیص
است آنکہ در اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی خاص از تو یاری میخواہیم۔ کہ در سورۂ فاتحہ است۔ برای منع
استعانت بوجوہ عامہ برای غیر خدای سبحانہ بشکست بنا بر دعوی خود کہ مدّعی از ین تخصیص فائدہ گرفتہ
قائم کردہ بود۔ حالانکہ حصر نمی شکند۔ پس این دعوی حصر باطل شد۔ مگر بوجوہ خاصہ کہ برای خدای سبحا
ست این حصر مستفاد از تخصیص آیت کریمہ مذکورہ کہ برای منع استعانت ہست نشکست چون الوہیت تامہ
قدرت کاملہ و ہدایت خاصہ۔ و این ہدایت توفیقِ مرضیات ہست برای خدای سبحانہ یعنی موافقت کردن
ست بانچہ کہ پسندیدہای خدا است۔ و ہمین مراد است۔ پس حصر درین وجوہ خاصہ موجود ہست و شکستہ نشد۔ و اگر
ل ما در انچہ کہ جائز میشود در مضافات یعنی مخلوقات بیاندیشی و تفکر کنی البتہ تحقیق خیر و نیکوئی را برسی۔ و فرمود
حانہ در سورۂ یونس[15] برکوع یازدہم وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ط
فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی و مخوان بجز خدا چیزی را کہ ترا
نہ فائدہ دہد و نہ ترا ضرر کند۔ و اگر کردی پس ہر آئینہ تو در آنگاہ از ستمگاران ہستی +

[14] مطلب آنکہ حصر در ایاک نستعین بوجوہ خاص است نہ بوجوہ عام۔ و فرق در وجوہ خاص و عام و استعانت در وجوہ خاص ممنوع و فیما یجوز فی المضافات جائز +

[15] بحث تفسیر کریمہ لا تدع من دون الله الآیۃ

فنهى الدعوة الحقة لغيره تعالى عبادةً كما لا تدع مع الله
الٰهًا اٰخر ش اى لا تعبد و يدل على المعنى الٰهًا هو لانه
ش اى غيره تعالى هو لا ينفع و لا يضر عمومًا فى الدنيا و
الاخرة استقلالًا فهذا دليل على نقصانه بوجودٍ غير
مستقل وبحث الالوهية يقدم الى الكافر وما من غيرها
لاثباتها ش اى ما يقدم من غير الالوهية يقدم
لاثبات الالوهية م وان يمسسك الله بضرٍّ فلا كاشف
له الا هو ع اى كشفًا مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادته
سبحانه لا اضافيًا تابعًا بها وان يردك بخيرٍ فلا رادّ لفضله اى
مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادته سبحانه لا اضافيًا تابعًا بها وان لم
يشترط كشفًا ورد استقلالًا او اضافيًا متعارضًا فمتعارضًا مما يجوز فى المضافات
الثابت ش بثاءٍ مثلثة صفة لموصولةٍ مجرورةٍ مع صلتها

ترجمه پس نهى و ممانعت كرده شد دعوت حقه براى غير او تعالى از روى عبادت - چنانكه آيت كريمه
است لا تدع مع الله الٰهًا اٰخر در سوره شعرا در ركوع آخر يعنى مخوان با خدا معبود ديگر - اينجا لا
تدع بمعنى لا تعبد است يعنى مخوان بمعنى بندگى مكن - و بر همين معنى لفظ الٰهًا دلالت ميكند - از آنكه او
آخر است يعنى غير او تعالى است كه نه او نفع ميدهد و نه ضرر رساند عمومًا در دنيا و آخرت از روى استقلال
و اين دليل است بر نقصان او بوجود غير مستقل يعنى اين وجود غير مستقل دليل نقصان اوست - و بحث
الوهيت مقدم شود سوى كافر و آنچه از غير اوست براى اثبات اوست يعنى آنچه مقدم شود از غير الوهيت
مقدم شود براى اثبات الوهيت - كه پيشكرده شود وان يمسسك الله بضرٍّ فلا كاشف له
الا هو ع در سوره يونس ركوع يازدهم - يعنى و اگر خدا تعالى ترا تكليفى برساند پس او هيچ كشاينده نيست مگر
اينجا از كاشف كشف مستقل مراد است يا اضافى كه باراده او سبحانه متعارض باشد نه آن اضافى كه تابع
بارادت او سبحانه باشد وان يردك بخيرٍ فلا رادّ لفضله يعنى و اگر اراده كند ترا بخير پس فضل او را
هيچ رد كننده و باز دارنده نيست - اينجا از ما رادّ رد مستقل مراد باشد يا اضافى متعارض باراده او سبحانه نه اضافى
تابع باو - و اگر كشف و رد غير مستقل يا اضافى كه متعارض است شرط نكند پس لعارض شود از آنچه كه ثابت است

تفسير كريمه وان يمسسك الله بضر

بيان آنكه درين آيت كريمه لا تدع بمعنى لا تعبد است براى غير او تعالى بدلالت لفظيه

بحث تفسير آيه كريمه وان يمسسك الله الخ كه در وى كشف و رد مستقل مراد است يا اضافى متعارض باراده او سبحانه نه اضافى تابع باو و نه آنچه كه در مضافات جائز و ثابت است متعارض آمده

يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○
فهذا النهي والتنبيه والاطمينان مقصودٌ لغيره صلعم كما
يشير اليه يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط ولانه صلعم معصومٌ
من كلّ ذنب فلا يصح النهى له صلعم لامتناع قصده صلعم
للمنهى عنه الّا لغيره صلعم ومحفوظٌ من كلّ ضرّ لقوله تعالى
وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ فكيف اشرف الانسان
كلهم بالايمان وعمل الصالحات ، ومرادٌ بكلّ خيرٍ
لقوله تعالى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى فيما اراد الرسول صلعم
وفيما اراد الله تعالى ولقوله تعالى قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى
الْحُسْنَيَيْنِ الاية فلا يصح التنبيه له صلعم الا لغيره صلعم

ترجمه يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ مى رساند او خير را هر كرا ميخواهد
از بندگان خود ، و اوست بسيار بخشنده و مهربان . پس اين نهى و ممانعت عبادت غير خدائى عز وجل ، و تنبيه
ايصال ضرر او را و غير او را كاشف نبودن ، و اطمينان خير رسانى و فضل او را هيچ مانع و مزاحم نبودن ، اين نهى
و تنبيه و اطمينان مقصود برائ ديگر غير او است صلعم چنانكه يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سوى او ارشاد ميكند
و از انست كه او صلعم از هر ذنب و گناه معصوم است . پس نهى برائ او صلعم بنابر امتناع و باز ماندن قصد او صلعم
منهى عنه را است نبايد يعنى قصد منهى عنه كه از و ممانعت آمده از و صلعم بسبب عصمت او صلعم ممتنع است
پس نهى برائ او صلعم راست نبايد مگر برائ غير او صلعم . و از انكه او صلعم از هر ضرر و گزند محفوظ است
بسبب فرمودن او تعالى در سوره عصر پاره عم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ يعنى قسم است زمانه را كه انسان البته در
نقصان است مگر آنانكه ايمان آوردند و نيكوئيها كردند و با هم بيكديگر براستى و حق وصيت و نصيحت كردند و بصبر تاكيد
نمودند . پس بدليل اين آية كريمه چون هر مومن صالح از ضرر و خسر يعنى نقصان و زيان محفوظ است پس چگونه اشرف
انسان كه تمام خود شان با ايمان و نكو كاريها است محفوظ نباشد ، و از انكه او صلعم مراد است بكل خير كه او اشرف الناس
است و تمامش نيكوئيها است (و عطف اين جمله بر جمله هاى معصوم و محفوظ است) بنابر قول او تعالى كه در سوره
والضحى پاره عم است وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى يعنى و هر آئينه آخرت بهتر است براى تو از اولى

بيان اينكه در خطاب نهى غير
مقصود غير او است صلعم
بنا بر مراد او صلعم تمام
خير از منصوصات قرآنيه
كه ثابت آمده در اين بحث

فتخصيص الخطاب على تخصيص اللطف بالمحبة فهذا النهي
عن الشرك الحقيقي الممنوع لا عن استغاثة من الانبياء عم
والاولياء رض فيما يجوز في مضافاتهم من الموجودات فتصل
الى الله تعالى لتضمنها بها ش اي لما كانت مضافاتهم
من الموجودات فهي اي الاستغاثة تصل الى الله تعالى
لتضمن مضافاتهم بالموجودات م ولكنها ش اي الاستغاثة
هـ لا تجوز من الاصنام والخبائث لانها مضافاتهم من المسلوبات
فلا تصل الى الله تعالى لتضمنها بها ش اي لما كانت مضافاتهم
من المسلوبات فهي اي الاستغاثة لا تصل الى الله تعالى لتضمن
مضافاتهم بالمسلوبات م الا انظر في المسئلة على البناء
فتصيب خيرا فالاستغاثة بالانبياء وندائهم في كل وقت
ش من الشهود والبرزخ م صحيح على دوام الاعجاز بالعصمة

ترجمه تخصيص خطاب بنابر تخصيص لطف است بمحبت. پس اين نهى از شرك حقيقى است كه ممنوع است
نهى از استغاثت است از انبياء عليهم السلام و از اولياء رضي الله عنهم در آنچه كه جائز مى شود
در مضافات شان حالانكه آن مضافات از موجودات اند پس اين استغاثت با مضافات
سوى خداى برتر برسد و واصل شود بسبب تضمن اين مضافات بموجودات يعنى هرگاه كه
مضافات انبياء و اولياء از ثابت بموجودات هستند پس اين مضافات با استغاثت واصل
شود و با رسد سوى خداى برتر بسبب تضمن مضافات شان بموجودات. وليكن استغاثت از
اصنام وخبائث جائز نميشود از انكه جز اين نيست كه مضافات شان از مسلوبات ثابت آمده پس اين
مضافات با استغاثت سوى خداى برتر واصل نشود و وا نرسد بسبب تضمن اين مضافات بمسلوبات يعنى
هرگاه كه مضافات بتان وخبائث از مسلوبات ثابت آمده پس اين مضافات با استغاثت واصل نمى شود
و وا نرسد سوى خداى برتر بسبب تضمن مضافات شان بمسلوبات. آيا نمى بينى درين مسئله برين بنا كه گفته شد پس بخير
برسى. پس استغاثت با انبياء وندا با ايشان در هر وقت از عالم شهود و برزخ صحيح و درست است بنابر دوام اعجاز كه بعصمة است

مطلب في الاستغاثة بالانبياء وندائهم الخ

[illegible]

بحث آنكه استغاثت نمودن بانبياء و هر وقت از هر عالم صحيح است بنابر اعجاز لعصمة و از خبائث و اصنام درست نيست

مطلب واما الاستعانۃ بالاولیاء وندائہم الخ

اثبات سماعت موتی عقلاً و نقلاً من الآیات القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ صلعم

واما الاستعانۃ بالاولیاء وندائہم فان قیل لا یسمعون ولا یبصرون مطلقاً ش ای فی الشھود والبرزخ م فھذا انکارکم امتصم وعجب لان السمع والقدرۃ من صفات قائمۃ بالذات بالعینیۃ وھی بسیطۃ فزوالہما یستلزم زوالہا ولا خصوصیۃ بزوالہما عن دونہما فکیف یثبت شعور نعمۃ وعذاب فی قبر مخصوصاً وکیف یسلب شعور ما دونہما مخصوصاً ومن حالانکہ مع قولہ تعالی حکایۃ عن صالح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قومہ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ٥ وحکایۃ عن شعیب علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قومہ

مطلب ۱۸ استعانت باولیا وندا بایشاں الخ

بحث ۱۹ اثبات سماع موتی عقلاً ونقلاً از آیات قرآنیہ وازاحادیث نبویہ صلعم

ترجمہ ۱۸ ولیکن استعانت با ولیاء وندا بایشاں پس اگر گفتہ شود کہ آناں نمی شنوند ونمی بینند مطلقاً یعنی در عالم شہود و عالم برزخ۔ پس ایں انکار کرانہ شان است۔ و عجب ۱۹ است ازانکہ ہر آئینہ سمع و قدرت ازاں صفات اند کہ قائم بذات اند بعینیت وذات بسیط است۔ پس زوال ہر دو صفۃ مذکورہ لازم گیرد زوال ذات را بسبب قیام عینیت صفات بذات۔ و بزوال ایں ہر دو صفات خصوصیت نیست بغیر یا بدون ایں ہر دو یعنی بجز ایں ہر دو صفات زوال دیگر صفات نباشد خصوصیتی پیدا نشود پس چگونہ زوال ایں ہر دو مخصوص باشد نہ صفات دیگر۔ و شعور نعمت و عذاب در قبر از براہ مخصوص چگونہ ثابت خواہد شد و چگونہ شعور آنچہ سوائی ایں ہر دو است بطور مخصوص سلب خواہد شد۔ حالانکہ از قول او تعالی است بطور حکایت از صالح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قوم او علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع دہم فتولی عنہم وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ٥ یعنی پس رو گردانید از ایشاں و گفت ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا رسالت و پیغام پروردگار من و نصیحت کردم شمارا ولیکن شما نصیحت کنندگان را دوست نمیدارید۔ ونیز حکایت فرمود خدای برتر از شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد ہلاک قوم او علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع یازدہم

اَلْمرادُ بِالسّمعِ معناہ الموضوعُ لا المجازيّ ہو اجابۃ
ایمانٍ بالحقِّ اذ ہو معارِضُ الثابتِ الشرعيِّ البدیہيّ لقولہ
تعالیٰ لا تُسْمِعُ الموتیٰ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ
وغایتُ البحثِ اَنَّ الفاءَ علیٰ تولّیٰ لتعقیبٍ بعد الختم
لعدمِ صحۃِ غیرہٖ بنظمٍ سابقٍ کما لا یخفیٰ علیٰ متاملٍ
وتلکَ اقوالُ الانبیاءِ علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
کقولہ سبحانہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ
وَمِنْ حدیثٍ فی المشکوٰۃِ ش فی کتابِ الجہادِ
فی الفصلِ الثالث م عن ابنِ عائذٍ

ترجمہ - دریں حدیث شریف از لفظ سمع معنیٔ موضوع او مراد اند نہ
معنی مجازی واو قبول کردن است ایمان بحق از انکہ معنی مجازی معارض ثابت شرعی بدیہی آمد
بنابر فرمودن او تعالیٰ لا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی نتوان شنانید
موتیٰ را و بگوش شان نرسانی - و در سورۂ فاطر رکوع سوم مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ
یعنی تو شنانندہ و بگوش رسانندہ نیست آں کس را کہ در گورہا ہستند ✣
و انجام و غایتِ ایں بحث آنکہ حرف فا کہ بر تولّیٰ آمدہ برای تعقیب است بعد ختم وہلاکی کہ بر رو
افتادند بسبب عدم صحت غیر ایں معنی تعقیب باعتبار نظم سابق یعنی باعتبار نظم سابق کہ پیش ازیں
آیت مذکورہ آمدہ کہ در بیان ہلاکی قوم است ایں فا کہ بر لفظ تولّیٰ آمدہ برای تعقیب می شود
یعنی در پس یکدیگر کردن و بجز معنی تعقیب معنی دیگر درست نمی آیند کہ نظم سابق بر وجحت است کہ
بعد ہلاکی و ختم ایں چنیں واقع شدہ چنانچہ بر متامل و فکر کنندہ پوشیدہ نماند ✣
و آں اقوال انبیاء علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام مثل قولِ او سبحانہ است کہ در سورۂ مومن
رکوع دوم است لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ یعنی امروز برای کیست
ملک و بادشاہی - برای خدای واحد است کہ قہار یعنی بسیار غالب و چیرہ شوندہ است ✣
وچگونہ ثبوت شعور و سلب شعور نعمت و عذاب در قبر بطور مخصوص خواہد شد حالانکہ از حدیث است
کہ در مشکوٰۃ در کتاب جہاد در فصل ثالث از ابن عائذ رضہ روایت آمدہ کہ

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كَافِرِيْنَ ○ كما قوله صلعم
فی المشكوٰة عن قتادة الی ان قال فجعل يناديهم باسمائهم
واسماء آبائهم يا فلان بن فلان ويا فلان بن فلان ايسرّكم
انكم اطعتم الله ورسوله فانّا قد وجدنا ما وعدنا ربّنا
حقًّا فهل وجدتم ما وعد ربّكم حقًّا فقال عمر يا رسول الله
ما تكلّم من اجسادٍ لا ارواح لها فقال النبيّ صلی
الله عليه وسلّم والّذی نفس محمّد بيده ما انتم
باسمع لما اقول منهم وفی روايةٍ ما انتم باسمع منهم
لكن لا يجيبون متّفق عليه ✤

ترجمہ فتولی عنهم وقال يا قوم لقد ابلغتكم رسالات ربی ونصحت لكم فكيف
آسی علی قوم كافرين ○ پس بگردید از ایشاں وگفت ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا پیغامہائے پروردگار
من ونصیحت دادم شمارا۔ پس چگونہ اندوہگین شوم بریں قوم کافرین۔ ہمچنانکہ قول او صلعم است در
مشکوٰۃ از قتادہ رضی اللہ عنہ تا آنکہ گفت۔

پس ندا ایشاں کردن گرفت بنامہائے شاں ونامہائے پدران شاں اے فلان ابن فلان
اے فلان ابن فلان آیا خوشنود می گردانند شمارا اینکہ شما اطاعت کردید خدا ورسول
اورا۔ پس ہر آئینہ ما یافتیم آنچہ پروردگار ما از روئے حق بما وعدہ فرمود۔ پس آیا
یافتید شما آنچہ وعدہ فرمود پروردگار شما از روئے حق۔ پس گفت عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ چیست اینکہ حرف مے زنید از اجساد کہ نیست
آنہارا ارواح یا آیا کلام مے کنی از اجساد بے روح فرمود نبی صلی
اللہ علیہ وسلم قسم بآنکہ نفس محمد بدست اوست
نیستید شما شنوندہ تر برائے آنچہ کہ میگویم از ایشاں ○
ودر روایتے است نیستید شما شنوندہ تر از ایشاں لیکن
ایشاں جواب نمی دہند۔ این حدیث در کتب صحاح متفق علیہ است
یعنی بر صحت این حدیث اتفاق کردہ اند ✤ ✤

قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَانَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَآهُ اَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَم يَا رَسُولَ اللهِ حَرَسَ لَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ فَصَلَّى عَلَيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَحَثَى عَلَيهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُكَ يَظُنُّونَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَدِيثَ وَمِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ اَبِيهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِهِ حَتَّى يَقُومَ وَمِنْ قَوْلِهِ صلعم اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ التِّرْمِذِيُّ فِي سُنَنِهِ دَلَالَةً اِلَى السَّمْعِ وَالشُّعُورِ وَاَهْلِيَّةِ الْخِطَابِ

ترجمه که گفت برآمد رسول خدا صلی الله علیه وسلم در جنازهٔ مردی پس هرگاه که نهاده شد گفت عمر ابن خطاب ای رسول خدا بر وی نماز مخوان که هر آئینه او مرد نافرمان است پس رسول خدا صلی الله علیه وسلم سوی آدمیان التفات فرمود و گفت آیا از کسی از شما او را بر عمل اسلام دیده است پس مردی گفت آری ای رسول خدا شبی در راه خدا او پاسبانی کرده۔ پس بر وی رسول خدا صلی الله علیه وسلم نماز خواند و بر وی یعنی بر قبر او خاک ریخت و فرمود یاران تو گمان میکردند که تو از اهل نار هستی و من گواهی میدهم که هر آئینه تو از اهل جنت هستی تا آخر حدیث و از حدیث عائشه است رضی الله تعالی عنها که نیست از مردی که گور پدر خود را زیارت کند و نزد او می نشیند مگر آرام یابد باو صاحب گور تا آنکه بایستد۔ و از قول او صلعم است اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ الخ یعنی سلامتی باد بر شما ای اهل قبور بخشد خدا برای ما و برای شما و شما پیشین هستید و ما پسین بنشان شما هستیم۔ این حدیث را امام حافظ ترمذی در سنن خود بر آورده است بنا بر دلالت سوی شنیدن و آگاه بودن و اهل شدن خطاب با اهل گور۔

یان آنکه سمع وشعور و اهلیت خطاب برای اهل قبور المرحامی است و خلافش با اول و خطاب باو صلعم مخصوص نیست

وقوله صلعم السلام علیکم ما خصّ له صلعم بل وجد
من اصحابه صلعم حتی الآن ممّن تبعهم والّا فکیف منهم
ش ای ان لم یکن غیر مخصوص له صلعم فکیف کان
منهم ای من اصحابه صلعم وممّن تبعهم فالسمع و
الشعور واهلیة الخطاب امر اجماعیّ ص فخلاف الثابت
مأوّل بما لا یعارض الثابت ش الخلاف بما استدل
به المخاصمون فی عدم السماع والشعور فهو مأوّل بما لا
یعارض الثابت م وقال رسول الله صلعم ان اراد
عونا فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی
یا عباد الله اعینونی ط حصن حصین فحرف النداء للقریب
والبعید فلا محذور للبعید من الانبیاء لاعجازهم والاولیاء
لکرامتهم م وقال رسول الله صلعم اذا انفلتت دابته

ترجمه وقول او صلعم السلام علیکم برای او صلعم خاص کرده شد بلکه از اصحاب او
صلعم یافته شد تا این زمان از هر کس که ایشان را پیروی کرد۔ ورنه پس چگونه است از ایشان یعنی اگر نه
او صلعم غیر مخصوص بود بلکه مخصوص شد پس از آنان که از اصحاب او صلعم هستند و از هر کسی که ایشان را پیروی
کرد چگونه آمدی۔ پس شنیدن و شعور و اہلیت خطاب برای اہل قبور امر اجماعی است۔ بنا برین خلاف
این ثابت تاویل کرده شود با نچه که ثابت را معارض نشود یعنی خلاف بانچه که مخاصمین بر دو دلیل
گرفته اند در عدم سماع و شعور پس از تاویل کرده شود بانچه که معارض ثابت نشود +
و فرمود رسول خدا صلعم یعنی اگر اراده کند کسے مدد را و بخواهد پس باید که بگوید اے
بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا مدد کنید سه بار +
این حدیث شریف در حصن حصین آمده از معجم طبرانی + پس درین حدیث شریف که
حرف نداست قریب و بعید هر دو را است + پس حذر و باکی نیست برای بعید که از انبیا اند بنا بر
اعجاز شان و از اولیاء بنا بر کرامت شان۔ و فرمود رسول خدا صلعم یعنی هر گاه که سواری او واژگون شود

متن: فلیُنادِ آعینوا عبادَ الله رحمکم الله
حصین والعبادُ عامۃٌ والاستغاثۃُ والنداءُ بوجود
قُدرتِھم وسمعِھم فلاخصوصیۃَ للاستغاثۃِ وا
وجودِ القدرۃِ والسمعِ لاحیاءِھم فلامنعَ لاموا
فانَّ الاستغاثۃَ والنداءَ لثابتین ولومن عبادِ خا
واحیاءٍ ❊ فقولہُ تعالیٰ لاتُسمِعُ الموتیٰ الآیۃ یصرّح
شرح صفۃً لقولہ تعالیٰ لاتسمع الموتیٰ ھم بقولہ
تعالیٰ وما انت بمُسمِعٍ من فی القبورِ الآیۃ ای جسدُہٗ
والمرادُ بہ الکفّارُ وھم احیاءٌ ویسمعون یاوّلُ بمعنی
الذی یدلُّ علیہ نظمُ القرانِ المجیدِ لتشبیہا استعا
فی وجہٍ مقصودٍ تخصیصًا شرح ای فی وجہٍ مقصودٍ انتفاعٍ

ترجمہ پس باید کہ ندا کند۔ مدد کنید ای بندگان خدا۔ در روایتی است رحم کند خدای تعالی
شمارا۔ این حدیث شریف در حصن حصین است از بزار و از ابی یعلی موصلی۔ و مصنف ابن ابی شیبہ
و اینجا لفظ عباد عام ہست۔ و استغاثت و ندا بسبب وجود قدرت شان و سمع شان است پس
این استغاثت و ندا و وجود قدرت و سمع را برای زندگان شان خصوصیت نیامد پس برا
اموات شان ہم منع نیامد۔ پس ہر آئینہ استغاثت و ندا ہر دو البتہ ثابت اند اگرچہ از
خاص باشد و از زندگان است ❊
پس قول او تعالی لا تسمع الموتی الآیہ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی تو موتی و میت را
شنانیدہ بگوش او نہ ہیچ آنی این قول تصریح کردہ میشود بقول او تعالی وما انت بمسمع من فی
القبور الآیہ در سورۂ فاطر رکوع سوم یعنی تو شنانندہ و بگوش رسانندہ نیست ہر کسی
ہستند یعنی جسم مردہ ہستند و مراد باو کافران اند حالانکہ آنہا زندگان اند و می شنوند۔ پس این
قول تاویل کردہ میشود بمعنی مجازی آنکہ برو نظم قرآن مجید دلالت میکند کہ این بطور تشبیہ و استعارہ
شدہ است بسبب احتمال تعمیم از راہ خصوصیت نمودن در وجہ مقصود کہ آن انتفاع بالاسماع است

بیان آنکہ استغاثہ و ندا در وجود
قدرت و سمع برا حیا مخصوص نیست
و موتی را ممنوع نیامد و ہر دو ادل
خواہ از عباد
باشند ثابت

بیان تفسیر آیہ لا تسمع الموتی الآیہ و
آیہ وما انت بمسمع من فی القبور
الآیہ کہ درین ہر دو از موتی و من فی
القبور کافران مراد اند۔ و از اسماع
معنی مجاز انتفاع بالاسماع در وجہ
مقصود ایمان بر بعث مراد اند تخصیصا
کہ در تعمیم احتمال معنی موضوع است
بدلائل نص قرآنی ❊



لمن یؤمن علی البعث م لا تعمیما ش ای لا فی وجہ مقصود
اسماع من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع م لا اھمالہ
کقولہ تعالی صم بکم عمی فھم لا یعقلون ۰ وھم یسمعون
ویکلمون ویبصرون ویعقلون وقولہ تعالی وما انت
بھادی العمی عن ضلالتھم ۰ والاعمی یکون مھتدیا
لقولہ تعالی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک
لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایۃ فکیف
علی ظاھر اللغۃ ش ای معنی موضوع م فالحاصل
ان الاسماع خاص بعثا علی مقصود ش الذی
متعلق ببعث النبی عم م فماول بمعنی مجاز ای انفاع
باجابۃ الحق لمن یؤمن بالاسماع

ترجمہ برای کسیکہ ایمان بر بعث آرد یعنی مقصود ازین قول کہ بسبب اہمال تعمیم بطور تشبیہ و استعارہ
آمدہ آنست کہ کسیکہ ایمان بر بعث نبی علیہ السلام می آرد بگوش او در افگندہ بالخصوص اورا بہرہ مند گردانید
است ؛ نہ این قول او را تعمیم بمعنی موضوع واقع شدہ است ازین رو کہ ہر شنانندہ ہر شنوندہ را شنانید
مقصود است از آنکہ در ینصورت اہمال تعمیم است کہ کلام بہ تعمیم مہمل میشود بلکہ نظم این آیت بطور تشبیہ و
استعارہ بہ بیان آوردن ہمچو قول او تعالی است در سورہ بقر رکوع دوم صم بکم عمی فھم لا
یعقلون ۰ یعنی کر و ناشنوا و گنگ و نابینا ہستند پس ایشان نمی فہمند حالانکہ آنان می شنوند و کلام میکنند
و می بینند و می فہمند ؛ و ہمچو قول او تعالی در سورہ نمل رکوع ششم وما انت بھادی العمی عن
ضلالتھم یعنی و نیستی تو راہ نماینت نابینایان را از گمرہی شان ؛ حالانکہ اعمی یعنی نابینا مہتدی ای راہ یافتہ
می شود بنا بر قول او تعالی در سورہ عبس پارہ عم عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک
لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایۃ یعنی ترشروی کرد و رو گردانید بانیکہ آمد پیش او
نابینا و تو چہ دانی شاید کہ او تزکیہ و تہذیب یابد یا پند گیرد پس این پند اورا نفع دہد ؛ پس چگونہ یعنی
این بر ظاہر لغت یعنی بر معنی موضوع محمول شوند پس حاصل اینکہ اسماع یعنی شنانیدن در آیۃ مذکورہ خاص برای
بعث است بر بنای مقصودی کہ متعلق بہ بعث نبی علیہ السلام است ؛ پس ماول است بمعنی مجاز یعنی نفع دادن
و بہرہ مند گردانیدن باطاعت و قبولیت حق برای کسیکہ ایمان آرد کہ این انفاع با سماع است یعنی شنانیدن

على ما ذكر السبب مقام المسبب صحة للنفي والبعث
بثبوت منقدم ش فليس عاما بالخصوص بعث النبي
عم على مقصود الذي يتعلق ببعث النبي عم.
اذ هو غير مقصود هنا والنفي مخالف لثابت اي اسماع
الموتى بمعنى موضوع ولبداهة المقصود وهمل البعث
هم موتى ومن في القبور هو جسد منعطل خصوص
العمل هنا ش اذ الموت على مقصد تعطيل
من آثار الدنيا فالتعطل خاص عملا هنا م فيراد بها
الكفار استعارة على المبالغة في وجه التشبيه
بمعنى مجاز لبطلان معنى موضوع ش لموتى اذ
اسماع الموتى بمعنى موضوع ثابت م فاصرح بتصريح اخ

ترجمہ بر بنای آنکہ سبب بجای مسبب ذکر کردہ شدہ۔ تاویلش بنا بر صحت است برای نفی وبعث
بر ثبوت متقدم۔ زیرا کہ اگر بعث ثبوت متقدم نباشد پس نفی از چہ شود وصحتش بغیر ثبوتش نباید۔
این اسماع عام است بالخصوصیت بعث نبی علیہ السلام بر بنای مقصودی کہ آن بلعث نبی
علیہ السلام متعلق می شود از آنکہ او یعنی اسماع عام اینجا غیر مقصود است۔ واین نفی مخالف
است ثابت را یعنی اسماع موتی را کہ بمعنی موضوع است وآن کفار بودند احیاء کہ می شنیدند۔ وبجا
است برای بداہت مقصود کہ بعث است از آنکہ بعث نبی عم برای اسماع حق است واسماع حق موقوف
بر بعث پس نفی این اسماع مخالف است بداہت بعث را کہ مقصود است۔ وہم مہمل بعث است از
بعث اہمال حتی اسماع است ولنفی اسماع اہمال بعث پس بر بنای معنی موضوع نفی اسماع چگونہ راست
آید۔ وموتی وہر کہ در قبور است او جسدی است کہ خصوص عمل را اینجا منعطل است یعنی درین عالم
برزخ عمل برای او مخصوص نیست از آنکہ موت بر مقصد مراد تعطیل است یعنی خالی گذاشتن جسد
از آثار دنیا پس درینجا تعطل از روی عمل خاص شدہ۔ پس از موتی کفار مراد شود بطور استعارہ بر بنای
مبالغہ در وجہ تشبیہ بمعنی مجاز برای بطلان معنی موضوع کہ برای موتی است از آنکہ اسماع موتی بمعنی موضوع
ثابت است ودرین معنی تصریح میکنم بتصریح دیگر

بیہر معنی موتی از روی
موضوع ومجاز

قال سبحانه فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ اعلم ان الاسماع بمعنى موضوع عام من كل مُسْمِعٍ لكل مُسْتَمِعٍ بمعنى موضوع ولا يختص بالمقصود الذي يتعلق ببعث النبي عم فما يختص **ش** بالمقصود الذي يتعلق ببعث النبي عم كما قال سبحانه إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ هم ماوّلٌ بمعنى مجازٍ هو انفاعٌ باجابة الحق لمن يؤمن **ش** اى من هو اهلٌ باجابة ايمانٍ بالحق هم بالاسماع على ما ذكر السببُ مقام المسبّبِ ۞

ترجمه فرمود سبحانه در سورهٔ روم رکوع پنجم فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنی پس هر آئنه تو مرده را نمی توان شنانید و نه کر را توان شنانید خواندن و دعوت خود را بآواز یا باشارت هر گاه که او شان پشت داده باز گردیدند - و نه تو نابینا را راه نمائی از گمرهی شان - نه توان شنانید تو مگر کسے را که بآیات ما ایمان می آرد پس ایشان مسلمان اند ۞

بدانکه اسماع بمعنی موضوع یعنی بشنانیدن و در گوش انداختن عام است از هر مُسْمِع یعنی شنانندہ و در گوشها رسانندہ برائی هر مُسْتَمِع بمعنی موضوع یعنی هر گوش دارنده - و آیں اسماع بمعنی موضوع عام مختص نشود بمقصودے که آں تعلق می دارد به بعث نبی علیه السلام - پس آنچه که مختص شود به مقصودی که تعلق به بعث نبی عم دارد چنانچه گفت سبحانه إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنی تو نتوان شنانید مگر کسی را که بآیات ما ایمان می آرد و ایشان اند اسلام آرندگان - پس همین مختص ماوّل است بمعنی مجاز که او انفاع است باجابت حق برائی کسیکه ایمان آرد باسماع یعنی بسیکه او اهل است بقبولیت ایمان بحق - و ایں انفاع یعنی بهره مند گردانیدن باسماع بر بنا مجاز علی است که آنچه سبب بجای

تفسیر آیه کریمه لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الخ

بیان معنی موضوع عام اسماع که به بعث مختص نه شوند کا ایں همه بجز و آخر آیه اظهر است

بیان تاویل معنی مختص اسماع بمعنی مجاز که او انفاع باجابت حق است بجهت سببیه بجای مسبب آمده ۞

فالانتفاع قد يكون بالاسماع وقد يكون بالذي يفيده ش
اي الانتفاع م فيشتمل معنًا بالاسماع على غلبة المحاورة
بالاسماع فسوف تعرف بحجّة قاطعة وانّ الموت قد يكون
بمعنى مجازٍ اي تعطّلٌ اذا الموتُ يعطِّل كما قال سبحانه
كيف يحيِ الارض بعد موتها اي تعطّلها عن الانبات
فيها فالموتى متعطّلون عن اجابة الحقّ لما فات عنهم
وقت اجابة الحق فلا يفيدهم الاسماع والذي يفيد الاجابة
فعلى هذا مفعول ثانٍ للاسماع متوسّع بحذفه فالموتى
بمعني مجازٍ هم الكفّار استعارتًا في وجه تعطّلهم التامّ
عن اجابة الحق والصمّ بمعني مجازٍ اي متعطّلين عن استماع
ش اي استجابة م الحق والدعاء دعاء الرسول صلعم الى
الحق حقيقتًا او مجازًا اي ما يفهم به الدعوة كالاشارت ولكن
الصّم يفيد هم الاشارت فلذا قال اذا ولّوا مدبرين

ترجمه پس انتفاع يعني بهره مند گردانيدن گاهي به اسماع ميشود و گاهي بآن كه انتفاع را فائده دهد پس معنا باسماع
شامل شود بر بناي غلبه و كثرت محاوره باسماع و عنقريب در حجّت قاطعه مذكور شود خواهي شناخت و هر آينه موت
گاهي بمعني مجاز شود يعني تعطّل از انكه موت معطّل ميكند چنانچه گفت سبحانه در سوره روم ركوع پنجم كيف يحيِ الارض
بعد موتها يعني زمين را چگونه زنده ميكند بعد موت او يعني تعطّل او از انبات كه لازم است يعني بعد معطّل شدن او
از روئيدگي در و پس موتى آنند كه از اجابت حق متعطّل اند يعني خالي گذاشته شونده اند از انكه انچه وقت اجابت حق بود از انها
فوت شد پس انهارا اسماع و انكه فائده اجابت دهد مفيد نخواهد شد پس بر بناي اين اجابت مفعول ثاني است براي اسماع يعني از
لا تسمع كه بحذف خود متوسّع است پس موتى آنست بمعني مجاز همان كفّار اند بطور استعاره در وجه تعطّل تام شان از اجابت حق و
وصمّ يعني كر هم بمعني مجاز است يعني متعطّلين از استماع حق يعني از استجابت حق كه خواست پذيرائي حق است - و دعا
خواندن رسول صلي الله عليه وسلم است سوي حق از روي حقيقت يا از روي مجاز يعني انچه باو خواندن مفهوم شود چون اشارت
ولكن صمّ كه اشارت انهارا فائده ميدهد پس بنابرين گفت اذا ولّوا مدبرين يعني هرگاه كه انها پشت داده باز گرديدند

بيان معني موت و موتى و صمّ و دعا و ادبار و توليت مجازًا و حقيقتًا الخ

فالادبار بیان التولیۃ علی نہایتہ فاذا لا یفیدہم الاشارۃ وہما بمعنی مجاز اے انکار الحق غایۃ الانکار فہم الکفار استعارۃ فی وجہ تعطلہم التام عن استماع الحق بالاسماع و استفادۃ الحق بالاشارۃ ٭ واعلم ان لا یتوقف الجزاء المقدم علی الشرط والمؤخر وہما بمعنی موضوع اذ لیس عدم اسماع الصم علی شرط التولیۃ والادبار بمعنی موضوع فالشرط بمعنی مجاز یشیر الی التعطل التام بما لا یستفیدون بالاشارۃ فی حالۃ الادبار یلزم ان الجزاء بمعنی مجاز استقامۃ المعنی بش ای لاستقامۃ للمعنی ہر و الہادی والعمی بمعنی مجاز ای ہادی الی الحق للعمی ای متعطلین عن اہتدائہم علی صراط مستقیم للحق

ترجمہ

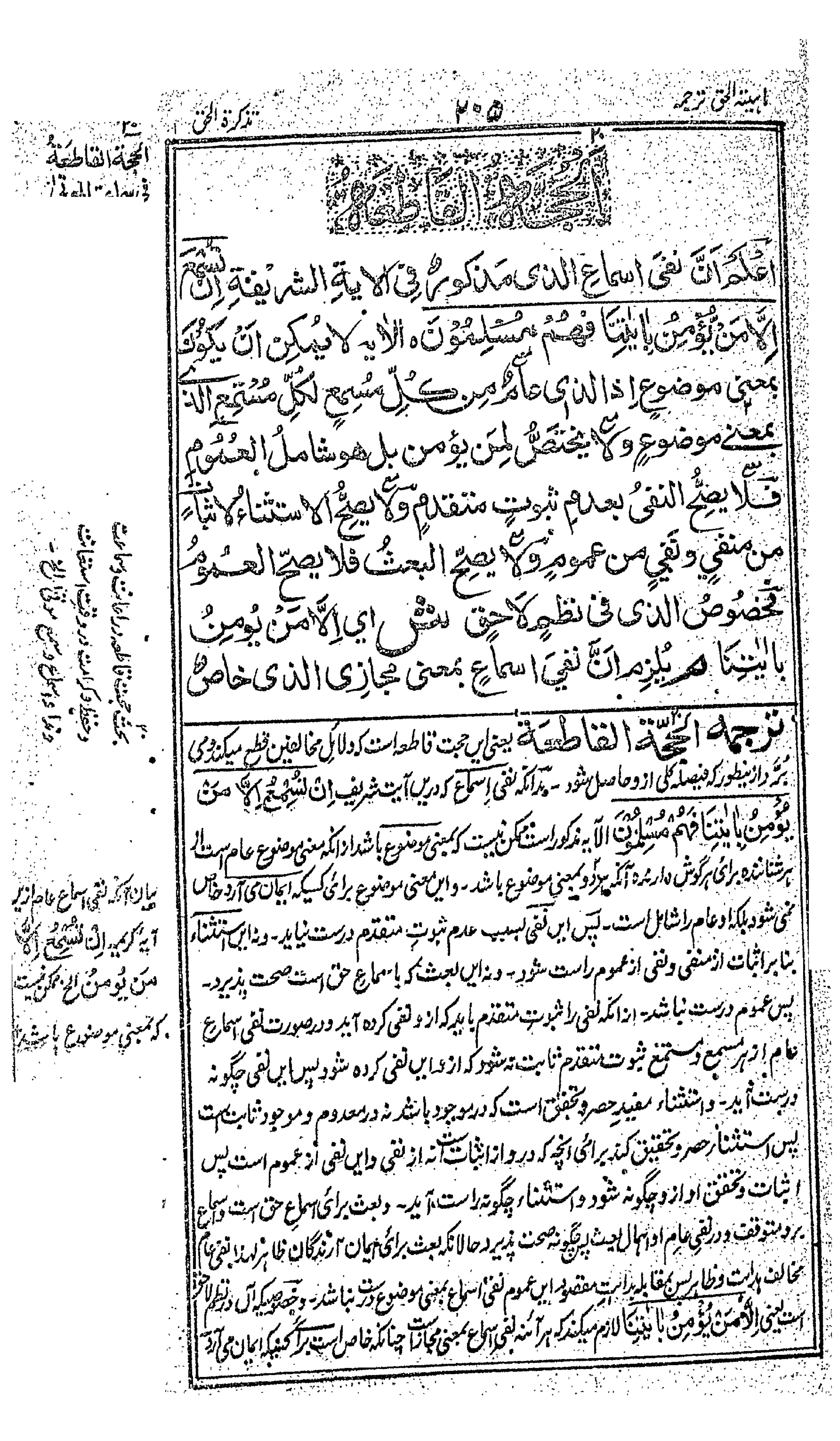
پس این ادبار یعنی پشت دادن بیان تولیت است بمعنی روگردانیدن بر بنای نہایت او یعنی انتہائی روگردانی پشت دادن است کہ دریں ہنگام اشارت با یشاں ہم سود ندہد حالانکہ ہر دو ادبار و تولیت بمعنی مجاز اند یعنی انکار حق غایت انکار پس از روی استعارہ ہماں کفار اند بوجہ تعطل تام شاں از استماع حق باسماع یعنی از گوش داشتن حق بیکار محض شدہ کہ دعوت رسول بگوش شاں انداختن بوجہ تعطل تام شاں با جبلت سود مند نیاید۔ وہم استفادہ حق باشارت یعنی با شارت ہم بوجہ تعطل تام خود از دعوت حق فائدہ اجابت حاصل نمی توانند ٭ وبداں اینکہ جزاء مقدم بر شرط موخر اینجا متوقف نمیشود وقتیکہ ہر دو شرط و جزا بمعنی موضوع باشند زیرا کہ عدم اسماع صم بر شرط تولیت و ادبار کہ ہر دو بمعنی موضوع آیند نیست یعنی تولیت و ادبار ہر دو چوں بمعنی موضوع آیند عدم اسماع صم در یں صورت بر شرط ہر دو نیاید از انکہ ایشاں خود بہ کری چوں نمی شنوند۔ در شنواں شنانیدن شاں شرط تولیت و ادبار نہادن یعنی قید پشت دادہ روگردانیدن چہ نفع دہد۔ پس جزای مقدم عدم اسماع صم بر شرط موخر تولیت و ادبار چگونہ متوقف گردد۔ پس این شرط بمعنی مجاز سوی تعطل تام اشارت میکند بسبب آنکہ آنہا در حالت ادبار باشارت مستفید نتوانند یعنی فائدہ نمی بردارند و ایں لازم شود اینکہ ہم آئینہ جزا بمعنی مجاز است بنا بر استقامت برای معنی۔ و ہادی و عمی ہم بمعنی مجاز است یعنی ہدایت کنندہ سوی حق برای نابینایاں کہ متعطل و بیکاراں اند از ہدایت یابی خود شاں بر صراط مستقیم حق ٭

والاعمى الضال لا يهتدى على صراط مستقيم بالاسماع
والاشارة والضلالة ضد الاهتداء فهم الكفار
استعارة في وجه تعطلهم التام عن اهتدائهم على الحق
بالاسماع والاشارة فاختلاف التشبيه على اختلاف
كيفية المشبه والمشبه به فان تدبرت اصبت ان شاء
الله تعالى ش اي الموتى ليستمعون ولا ينفعون بالاسماع
بخلاف الصم لا يستمعون فلا ينفعون بالاسماع ولكن
يمكن ان ينفعوا بالاشارة فاشدون من الموتى في وجه
عدم الانفاع بخلاف العمي لا ينفعون بالاسماع والاشارة
فاشدون من الصم في وجه عدم الانفاع مه

ترجمه: والعمی گمراه بر صراط مستقیم باسماع و اشارت راه نمی یابد و ضلالت ضد اهتدا است
پس آنها کفاراند بطور استعاره در وجه تعطل تام شان از اهتدار خود شان بر حق باسماع و اشارت یعنی
آنها همان کفاراند که از رهنمونی خود بر حق باسماع و اشارت چون بالکلیه بیکار و معطل محض شدند در وجه تعطل
تام خود بطور استعاره بموتی و صم و عمی نام نهاده شدند پس اختلاف تشبیه بر اختلاف کیفیت مشبه و مشبه به است
اگر فکر کنی برسی اگر خواست خدا تعالی - یعنی حاصل اختلاف آنکه موتی البته می شنوند باسماع نفع نمیگیرند بخلاف
صم که آنها نه گوش دارند و نه از اسماع نفع گیرند ولیکن امکان دارد که از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتی
در وجه عدم اسماع سخت تراند بخلاف عمی که آنها باسماع و اشارت هر دو نفع نمیگیرند پس از صم در وجه عدم انتفاع
سخت تراند - پس حاصل معنی آیت کریمه مذکوره فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الآیه با
معنی مختص مجاز بطور استعاره اند و نی تحقیق با تعلق نسبت بمعنی موضوع حقیقی بر آمدند میفرماید او تعالی ای رسول
من پس هر آئینه تو نتوانی شنوانید به بهره مندی دعوت حق کفار مرده دلان را که گویا موتی اند و نه تو بهره مند گردانی
بشنوانیدن بخواندن سوی حق با آواز یا باشاره آن منکران سخت را که گویا کر هستند از پذیرائی و استجابت حق هرگاه
انکار حق را بغایت انکار رسانیدند که گویا پشت داده رو گردانیدند و نه تو آن گمراهان را براه راست حق رهنمائی
کرا از گمرهی خود بیکار محض و معطل تام شده گویا نابینا آمده اند پس خواندن خود را که دعوت سوی حق است با آواز یا
باشاره تو هیچ نتوانی شنوانید و بهره و نفع بدان دعوت نرسانی در راه راست حق و انتمائی که مبعوث نشده گو مگر
رهنماینده مگر کسی را که ایمان آرد بآیات ما یعنی اهلیت قبولیت ایمان بحق دارد پس ایشان اند
اسلام آرندگان یعنی مسلمانان اند مه

بیان اختلاف کیفیت تشبیه موتی و صم و عمی بنا بر اختلاف مشبه و مشبه به - و بیان توفیق و فرق فیما بینهم

حاصل ترجمه آیت کریمه فانک لا تسمع الموتی الخ



الحجۃ القاطعۃ فی اسماع الموتٰی

الحجۃ القاطعۃ

اعلم ان نفی اسماع الذی مذکور فی الآیۃ الشریفۃ ان تسمع
الا من یؤمن بآیاتنا فہم مسلمون الآیہ لا یمکن ان یکون
بمعنی موضوع اذ الذی عام من کل سمیع لکل مستمع الذی
بمعنے موضوع ولا یختص لمن یؤمن بل ہو شامل العموم
فلا یصح النفی بعدم ثبوت متقدم ولا یصح الاستثناء لاثبات
من منفی ونفی من عموم ولا یصح البعث فلا یصح العموم
مخصوص الذی فی نظم لاحق لنفی ای الا من یؤمن
بآیتنا ھ یلزم ان نفی اسماع بمعنی مجازی الذی خاص

ترجمہ الحجۃ القاطعۃ

یعنی این حجت قاطعہ است کہ دلائل مخالفین قطع میکند و می برد بنطور کہ فیصلہ کلی ازو حاصل شود ـ بدانکہ نفی اسماع کہ درین آیت شریف ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا فہم مسلمون الآیہ مذکور است ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد از آنکہ معنی موضوع عام است از ہر شنانندہ برائی ہر گوش دارندہ آنکہ بود بمعنی موضوع باشد ـ و این معنی موضوع برائی کسیکہ ایمان می آرد خاص نمی شود بلکہ او عام را شامل است ـ پس این نفی بسبب عدم ثبوت متقدم درست نیاید ـ و نہ این استثناء بنا بر اثبات از منفی و نفی از عموم راست شود ـ و نہ این بعث کہ با سماع حق است صحت پذیرد ـ
پس عموم درست نباشد ـ از آنکہ نفی را ثبوت متقدم باید کہ ازو نفی کردہ آید و در صورت نفی اسماع عام از ہر سمیع و مستمع ثبوت متقدم ثابت نہ شود کہ ازو این نفی کردہ شود پس این نفی چگونہ درست آید ـ و استثناء مفید حصر و تحقق است کہ در موجود باشد نہ در معدوم و موجود ثابت نیست پس استثناء حصر و تحقیق کند برائی آنچہ کہ درو از اثبات آنہ از نفی و این نفی از عموم است پس اثبات و تحقق او ازو چگونہ شود و استثناء چگونہ راست آید ـ و بعث برائی اسماع حق است و اسماع برو متوقف و در نفی عام او اہمال بعث پس چگونہ صحت پذیرد حالانکہ بعث برائی ایمان آرندگان ظاہر لہذا نفی عام مخالف ہدایت و ظاہر نص مقابلہ ہدایت مقصود این عموم نفی اسماع بمعنی موضوع درست نباشد ـ و خصوصیکہ آن در نظم لاحق است یعنی الا من یؤمن بآیتنا لازم میکند کہ ہر آئنہ نفی اسماع بمعنی مجاز است چنانکہ خاص است برای کسیکہ ایمان می آرد

بیان آنکہ نفی اسماع عام از زیر آیہ کریمہ ان تسمع الا من یؤمن الخ ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد

لمـ من استقامة المعنى هو انقاع باجابة الحق لمن يؤمن
س اى من هو اهل باجابة ايمان بالحق م بالاسماع
و بالذى يفيده فهم مسلمون على التاثير و التاثر فحينئذ
يصح ش بالخصوص م مالا يصح ش بالعموم اى
النفى و الاستثناء و البحث م و مفعول لا تسمع متروك
وهو الموتى و الصم و العمى وهم الكفار على خصوص المحل م
نظم سابق بمعنى مجاز فحاصل الكلام الشريف ان ما
بعثت مسمعا و هاديا الا لمن يؤمن اى من هو اهل باجابة
ايمان بالحق فقوله لا تسمع الموتى و ما انت بمسمع من فى
القبور و لا تسمع الصم و ما انت بهادى العمى كقوله تعالى
لست عليهم بمصيطر و ما انت عليهم بوكيل والله تعالى اعلم بالصواب
و انه صلى الله تعالى عليه وسلم محيى الموتى و مسمع الصم و مبصر
العمى ولو بمعنى موضوع او مجاز باعجازه صلعم فكيف النفى

ترجمہ و این اختیار معنی مجاز بنا بر استقامت معنی است و او انقاع است باجابت حق برای کسیکه ایمان
آرد یعنی کسیکه او اهل است باجابت ایمان بحق باسماع و بآن که او را مفید باشد پس ایشان اسلام آرندگان
بر بنای تاثیر و تاثر یعنی اثر کردن و اثر گرفتن از قول و فعل مسمع بحق - پس درین حالت بخصوص راست
آید آنچه بعموم راست نشود یعنی نفی و استثنا و بعث - و مفعول لا تسمع بحذف خود متروک است
آن موتی و صم و عمی است و آنها کفار اند بر بنای خصوص محل از نظم سابق بمعنی مجاز - پس حاصل کلام شریف
آنکه بتحقیق ما بعثت مسمعا و هادیا الا من یؤمن ای من هو اهل باجابة ایمان بالحق یعنی
برانگیخته نشده شناسنده و رهنما مگر کسی را که ایمان آرد یعنی کسیکه او اهل باشد بقبولیت ایمان بحق - پس قول او تعالی
لا تسمع الموتى - و ما انت بمسمع من فى القبور - و لا تسمع الصم - و ما انت بهادى العمى
اینهمه همچو قول اوست تعالی که در سوره غاشیه رکوع اول پاره عم است لست عليهم بمصيطر یعنی نیستی تو
یعنی داروغه و برگماشته نیستی - و همچو در سوره انعام رکوع سیزدهم و ما انت عليهم بوكيل یعنی و نیستی تو بر ایشان
نگاهبان والله تعالی اعلم بالصواب - حالانکه بر آینه او صلی الله علیه وسلم البته موتی را زنده کننده است - و کر را
شنواننده - و نابینا را بینا کننده اگرچه بمعنی موضوع یا مجاز باعجاز خود پس چگونه باشد نفی این

بیان آنکه اسماع بمعنی انقاع است باجابة حق کسی را که اهل است

بیان حاصل معنی آیت ان تسمع الا من یؤمن الخ

[illegible]

اعلم ان کلام البعض فی نفی السمع والاسماع لموتی بمعنی موضوع باستدلال الآیة الکریمة و للموتی حالة معروفة فی السمع والاسماع و تعلق الروح بالجسد بکیفیة اخری عن اولی کیف یشاء الله تعالی فلمّا لم یثبت النفی فی الوجه المخصوص ش ای فی السمع والاسماع لموتی بمعنی موضوع لوجود حالة معروفة لموتی و عدم دلالة الآیة الکریمة علیه ای النفی م بقی الثبوت العام ش فی السمع والاسماع ولو لحیٍّ و میتٍ بمعنی موضوع م علی حاله و ما ذکر ش فی البعض م نفی اسماع من مسمِع بمعنی مجاز الذی قد ثبت لا اسماع بمعنی موضوع الذی قد ثبت فکیف نفی سمع من سامع و تعذر اسماع ش مسمِع م لا یلزم تعذر سمع ش سامع م

ترجمہ بدانکه هر آئینه کلام بعض در نفی سمع و اسماع برای موتی بمعنی موضوع باستدلال این آیت کریمه است حالانکه برای موتی در سمع و اسماع حالت معروف هست همچنانکه در احادیث آمده و تعلق روح بجسد برای موتی بکیفیت دیگر است از اولی که همچنان هست که خدا تعالی میخواهد و هرگاه که ثابت نشد این نفی درین وجه مخصوص یعنی در سمع و اسماع برای موتی بمعنی موضوع بنابر بودن حالت معروفه برای موتی و بنابر نبودن دلالت آیت کریمه برین نفی که در جواب ش ذکر کرده آمده باقی ماند آن ثبوت که عام است در سمع و اسماع اگرچه هست برای زنده و مرده بمعنی موضوع بر حال خود - و آنچه در بعض ذکر کرده شد نفی اسماع است از مسمِع بمعنی مجاز آن که بتحقیق ثابت آمده از نص بتخصیص اِلّا مَنْ یُّؤْمِنُ - نه نفی اسماع است بمعنی موضوع از بعض که آن هم بتحقیق ثابت شده است نص بنفی خاص از عموم ثابت بمعنی موضوع و بدونه نفی از کجا آمد بدون ثبوت متقدم - پس چگونه است نفی سمع از سامع یعنی نفی شنیدن از شنوا بعض - و تعذر اسماع مسمِع لازم نمی آرد تعذر سمع سامع یعنی معذوری شنوانیدن شنوانندہ شنیدن شنوا را معذوری لازم نمیکند ❖

وان قيل يمكن ان لا يغيثوا ولا يسمعوا في وقت ش اي
بعض وقت هر لعدم العصمة والحفظ يحتمل سلبه فلا دليل
على نفي الاعانة والسماعة وسلب الحفظ في الوقت ش
اي وقت الاستعانة والنداء هر وهذا الاحتمال الى النهاية
يلزم نفيهما ش الضمير الى الاعانة والسماعة وهما
من الكرامة او الى الحفظ والكرامة هر في كل وقت و
هذا خلاف الثابت والجزم ش اي ادعاء ان يمكن ان لا
يغيثوا ولا يسمعوا في وقت هر من الكل ش اي هذا الاحتمال
الى النهاية يلزم نفيهما في كل وقت هر وان قيل يمكن
ان يغيثوا ويسمعوا في وقت بوجود الحفظ والحفظ يحتمل ثبوته
لتقدمه من السلب فالثبوت اقوى ش لان الثبوت
مقدم على السلب وفي الجواز جانب اول قوي لوجوده وهو
الثبوت هر فدليل امكان الاعانة والسماعة موجود في الوقت

مطلب وان قيل يمكن ان لا يغيثوا ولا يسمعوا في وقت ما

ترجمه - واگر گفته شود اینکه مدد نه کردن و نشنیدن شان در وقتی چند از اوقات
ممکن باشد بسبب عصمت نبودن در اولیاء، وحفظ که احتمال دارد سلب خود را پس نیست دلیلی
بر نفی اعانت وسماعت و بر سلب حفظ درین وقت یعنی وقت استعانت ونداء - واین احتمال تا نهایت
وانتها نفی هر دو در هر وقت لازم آرد یعنی نفی اعانت وسماعت در هر وقت کند حالانکه این هر دو
از کرامت اند پس کرامت کجا ماند یا این احتمال نفی حفظ و کرامت کند که مراد از هر دو با این هر دو
باشند - واین امر خلاف ثابت است وجزم است از کل یعنی دعوی کردن امکان نشنیدن و مدد نکردن
در وقتی چند این جزم است از کل یعنی ازین احتمال تا نهایت که نفی هر دو لازم آرد در هر وقت - واگر گفته
شود که مدد کردن و شنیدن در وقتی بوجود حفظ یعنی در وقت یافته شدن حفظ ممکن باشد نه هر وقت حال
اینکه حفظ محتمل ثبوت خود باشد بسبب تقدم او از سلب - پس این ثبوت قوی تر است از انکه هر آینه ثبوت
مقدم است بر سلب. و در جواز جانب اول قوی است بسبب وجود او یعنی ثبوت است پس دلیل امکان اعانت وسماعت در وقت

بحث ۲۱ آنکه اگر گفته شود که مدد نکردن و نشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمة او با احتمال سلب حفظ با تفصیل جوابش

بحث ۲۲ آنکه اگر گفته شود یاری کردن و شنیدن در وقتی ممکن است باحتمال حفظ مع جواز ثبوت حفظ بنقل و نقل تفصیلاً الخ

ش اى وقت الاستعانة والنداء م وهذا الاحتمال الى النهاية يلزم ثبوتهما ش الضمير الى الاعانة والسماعة وهما من الكرامة او الى الحفظ والكرامة م فى كل وقت وهذا هو الثابت والجزء ش اى دعوى ان يمكن ان يعينوا ويسمعوا فى وقت م من الكل ش اے من هذا الاحتمال الى النهاية يلزم ثبوتهما فى كل وقت م فالقول على قوله سبحانه اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ الاية فكيف يحتمل سلب الحفظ وفى زاد اللبيب وخزانة الجلالى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تحيرتم فى الامور فاستعينوا من اهل القبور الحديث

ترجمہ یعنی وقت استعانت وندا موجود است۔ واین احتمال تا غایت وانتہا ثبوت ہر دو لازم کند در ہر وقت یعنی ثبوت اعانت وسماعت کہ ہر دو از کرامت اند یا ثبوت حفظ وکرامت۔ واین ہمو ثابت است وجزء است از کل یعنی دعوی امکان اعانت وسماعت در وقتی۔ این جزء است از کل یعنی ازین احتمال کہ تا نہایت لازم کند ثبوت ہر دو در ہر وقت۔ پس این قول بر بنائے قول او سبحانہ است در سورۂ یونس رکوع ہفتم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیائے خدا اند کہ بر آنان نہ خوف است و نہ ایشان اندوہگین شوند ہمانا گروید ند و می ترسیدہ بودند۔ ایشان را مژدہ است در زندگی دنیا و در آخرت۔ کلمات خدا را تبدیلے نیست۔ این ہمو فوز عظیم یعنی رستگی بزرگ است۔ وانیکہ در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم است وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ الاية یعنی ثابت و بر جا دارد خدائے بزرگ آنانرا کہ ایمان بقول ثابت آوردند در حیات دنیا و در آخرت۔ و ہر آئینہ خدائے برتر خلاف نمیکند میعاد را یعنی وعدہ کردہ را الخ۔ پس چگونہ اکنون محتمل باشد سلب حفظ۔ و در زاد اللبیب وخزانہ جلالی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر گاہ کہ در امور حیران و سرگشتہ شوید شما بس از اہل گور ہا مدد خواہید تا آخر حدیث۔

شو قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی
وفی المختصر الطیبی واما الاستمداد باھل القبور فقد انکرہ بعض الفقہاء فان
کان الانکار بانہ لا سماع لھم ولا علم لھم ولا شعور بالزائر واحوالہ فقد
یثبت بطلانہ وان کان بانہ لا قدرۃ لھم ولا تصرف لھم فی ذلک الموطن
حتی یمدوا بل ھم محبوسون عن ذلک ومشغولون بما عرض لانفسھم
من المحنۃ فلیس ذلک کلیا خصوصا فی شان المتقین الذین ھم اولیاء اللہ
فیمکن ان یحصل لارواحھم عند الرب من القرب فی البرزخ والمنزلۃ والقدرۃ
علی الشفاعۃ والدعاء وطلب الحاجت لزائرھم المتوسلین بھم کما یحصل
یوم القیمۃ انتہی مر فیا ایھا الغافلون الا تنتبھون علی الحق واعلم ان
الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ ففی الحادث الخارج خارجا
ش ای محیطان فی الوجود الحادث الخارج من الذھن خارجا مر وفی
الحادث الذی ذھنا ش ای ومحیطان فی الوجود الحادث الذھنی ذھنا مر علی مرکزیتھما اصلا

ترجمہ کہ گفت حجۃ الاسلام محمد غزالی رح ہر آنکہ در حیات خود مدد خواستہ شود بعد وفات خود مدد خواستہ شود تمام شد۔ و در مختصر
طیبی ہست۔ ولیکن یاری خواستن باہل گورہا پس تحقیق انکار کردہ اند او را بعض فقہا۔ پس اگر این انکار بآن ہست کہ برائی اہل قبور سماع نیست
علم است برائی شان و نہ شعور است بزائر و احوال او پس تحقیق ثابت میشود بطلان او۔ و اگر این انکار بآن ہست کہ برائی شان قدرت نیست و نہ
تصرف ہست شان را درین وطن کہ مسکن شان ہست تا آنکہ یاری دہند بلکہ ایشان محبوس اند و بازداشتہ شدند ازین مشغول اند بانچہ کہ پیش کرد
شد برائی نفسہای شان از محنت۔ پس این از روی کلی نیست خصوصا در شان پرہیزگاران کہ آن ہمان اند اولیای خدا کہ در آیات کریمہ مسطورہ
بالا ذکر کردہ آمدند۔ پس ممکن است اینکہ حاصل باشد ارواح شان را نزد رب از قرب و نزدیکی در برزخ۔ و منزلت و قدرت
بر شفاعت۔ و دعا و طلب حاجت برائے زائرشان کہ توسل کنندگان و وسیلہ گیرندگان اند بایشان چنانچہ حاصل
خواہد شد روز قیامت انتہی۔ یعنی تمام شد قول مختصر طیبی۔ پس اے غفلت کنندگان آیا بیدار و ہشیار نمی شوید بر حق
و بدانکہ ہر آئینہ اعجاز و کرامت ہر دو از ابتدا تا انتہا محیط و فراگیرندہ اند پس محیط اند در وجود حادث کہ
خارج از ذہن ہست از روئے خارج۔ و محیط اند در وجود حادث آنکہ ذہنی است از روئے ذہن بر بنائے
مرکز بودن ہر دو۔ بطور اصل

مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایتہ الی نہایتہ

بیان ثبوت استمداد ... علم و شعور ... از اہل قبور خصوصا از اولیاء اللہ از مختصر طیبی

محیط اند در وجود حادث خارجی و ذہنی ساختن مرکز خود
قدیم ... اند ... قدیمہ الہیہ اند باشریت خود ... اند

ش ای المرکزیۃ لیست بتبع فللانبیاء عم **م** وذاتا **ش** ای المرکزیۃ لیست بعرض فللانبیاء عم **م** وعرضا وتبعا **ش** ای المرکزیۃ لیست باصل وذات فللاولیاء **م** وفی الذہنی القدیم من مصداق متقدم وہو من افعال اللہ تعالیٰ قدیما یدل لان علیہا باثریتہما منہا فی العالم کمانبہ اللہ تعالیٰ فی سورۃ ابراہیم الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء ۙ تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ۭ ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون ۝ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ۨ اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار ۝ یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۚ ویضل اللہ الظٰلمین ۣ ویفعل اللہ ما یشاء ۝

ترجمہ یعنی ایں مرکزیت بطور اصل است کہ نیست بتبع وازروئے ذات ہست نہ بعرض پس ایں مرکزیت اصلی وذاتی برائے انبیاء علیہم السلام ہست۔ ومرکزیت بطور عرض وتبع کہ اصلی وذاتی نیست پس ایں برائے اولیاء ہست رضی اللہ عنہم۔ یعنی اعجاز وکرامۃ ہر دو بربنائے مرکزیت خود محیط اند از ابتدا تا انتہا بماتحت مرکز خود ہر وجود حادث خارجی را کہ خارج از ذہن است در خارج وہر وجود حادث ذہنی را در ذہن خواہ باعتبار اصل وتبع نباشد وایں اعتبار اصلیت مرکز بوجہ اولوالعزمی ونبوت ہست۔ وخواہ باعتبار ذات کہ عرض نباشد وایں احاطت مرکزیت بوجہ نبوت جداہست بغیر اولوالعزمی۔ وخواہ باعتبار عرض وتبع کہ ہمچو اولی اصلی وذاتی نیست بلکہ بعرض وتبع اوہست۔ پس مرکزیت اصلی وذاتی برائے انبیاء اولوالعزم وغیر اولی عزم است۔ ومرکزیت عارضی وتبعی درتحت اصلی وذاتی بعرض وتبع ہر دو نوع انبیاء برائے اولیاء اعداست کہ ہر د جود حادث خارجی وذہنی ماتحت مرکز خود را محیط ہست از ابتدا تا انتہا۔ ودر ذہنی قدیم ایں اعجاز وکرامت از مصداق متقدم اند کہ او از افعال خدائے تعالیٰ ہست از ذہنی قدیم کہ دلالت میکنند بریں افعال ہر دو اعجاز وکرامت باثریت خود کہ ازاں افعال است دریں عالم۔ یعنی اعجاز وکرامت دریں عالم اثر افعال قدیمۂ الٰہیہ آمدہ کہ باثریت خود از انہا بریں افعال قدیمۂ او تعالیٰ دلالت می نمایند وبواسطہ مصداق متقدم کہ او ازیں افعال است در ذہنی قدیم اند از ذہنی قدیم۔ چنانچہ آگہی داد خدائے برتر در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء الخ یعنی آیا ندیدی چگونہ خدا برتر مثل زدہ است یعنی بیان کردہ است وآن ایست کہ کلمہ طیبہ ہمچو درخت است طیبہ یعنی پاکیزہ کہ بیخ او ثابت ومضبوط ہست وشاخہائے او در آسمان اند۔ میدہد ثمر خود بحکم پروردگار خود ہر وقت۔ وخدائے برتر برائے آدمیاں ایں مثلہا میزند وخواہد زد شاید کہ ایشاں یاد آرند وتامل کنند۔ ومثل کلمۂ خبیثہ یعنی سخن گندہ وپلید ہمچو درخت پلید وگندہ است کہ برکندہ شدہ ہست او بالائے زمین کہ نیست او را ہیچ قرار۔ ثابت ومضبوط میدہد خدائے برتر آناں را کہ ایمان آوردند بقول ثابت در حیات دنیا وآخرت۔ وگمراہ میکند خدائے برتر ظلم کنندگان را۔ ومیکند خدائے برتر آنچہ می خواہد +

[illegible]

[illegible]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ
يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَبِشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ تَشَخُّص مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ تعالى صلعم رُوْحًا وَاِنْ قِيْلَ
القرانُ المجيدُ ومحمدٌ صلعم اقربُ للاول ولكن لا يَنطبِقُ التمثيلُ كما
حقه لانه ش اي القران المجيد هر تبيانٌ من عوارضه صلعم
في وجهٍ لا مثله صلعم وفي وجهٍ عكسه ش اي محمد صلعم تبيانٌ
للقران المجيد مصداقًا من عوارضه صلعم هر بخلاف لا اله الا الله
لانّ محمدًا رسول الله مثله وصفًا وتعريضٌ له وهو المقصود من
ضرب المثل فكان مصداقًا للمسلوبات منفية الالوهية انتزاعًا
منه صلعم ووجودًا به صلعم ودليلًا على موجوداتٍ نزهت منها الالوهية
مظهرًا بنا بها ش اي بالموجودات المنزهة هر اصلها ثابتٌ

ترجمه آیا نمیدیدی سوی آناں که نعمت واحسان خدا بکفر وناشکری بدل کردند وفرود آوردند قوم خود را بدار ہلاکی یعنی جاہ [illegible]
سرے که دراں ہلاکی وخرابی ہست - وآں جہنم است - درروند در او یعنی بنشینند در آں - واین جایگاہ خراب است - بدانکه مراد [illegible]
بکلمه طیبه لا اله الا الله ہست وبشجره طیبه تشخص روحی حضرت محمد رسول الله تعالی صلعم است - واگر گفته شود که قرآن مجید ومحمد صلی
علیه وسلم نزدیک تر است برائے اول ولیکن این تمثیل چنانکه باید منطبق نشود از انکه قرآن مجید تبیان وشرح است از عوارض او صلعم در وجہی
که از عوارض شرح آمده نه مثل او صلعم است تمامه ودر وجہی عکس اوست یعنی محمد صلعم تبیان وشرح است برائے قرآن مجید از روئے مصداق
عوارض خود صلعم بخلاف لا اله الا الله از انکه محمد رسول الله از روئے وصف مثل اوست وتعریض است برائے او وہمیں
مقصود است از بیان مثل پس او صلعم مصداق باشد برائے مسلوبات منفیة الالوہیت یعنی مسلوباتی که از الوہیت نفی کرده شده
واز وے صلعم منتزع آمدند وباز روئے وجود باو صلعم اند - واو صلعم دلیل باشد بر موجودات منزہه که [illegible] مظہریت
بموجودات منزہه یعنی آں موجودات که منزه وپاکیزه آمده واز انہا اثبات الوہیت شده - مراد آنکه او صلعم مصداق ودلیل میشود برائے مسلوبات
منفیة الالوہیت وبر موجودات منزہه عنہا الالوہیه از روئے انتزاع ووجود از وے وباو صلعم - واز روئے مظہریت بموجودات منزہه - پس
انطباق تمثیل کلمه طیبه باو صلعم بنا بر مظہریت موجودات والتزام مسلوبات کلی وتمام میشود بخلاف قرآن مجید که او فقط شرح وتبیان عوارض
او صلعم است وباعتبار مصداق از عوارض خود او صلعم تبیان قرآن مجید واقع شود - پس قرآن مجید به تمثیل ہیچگونه انطباق با مسلوبات وموجودات
که او صلعم منبع ہمه است نیامده حالانکه قرآن مجید فقط بیان عوارض او صلعم است - اصلہا ثابت یعنی بیخ آں شجره پاکیزه ثابت ومضبوط است

بیان آنکه مراد از شجره طیبه تشخص روحی او صلعم است [illegible] کلی ونیز تمثیل کلمه طیبه باو صلعم [illegible] قرآن مجید که او تبیان عوارض او صلعم است ونه مثل او

بیان آنکه مقصود از مثل مثال ومعنی تعریض است

في موجوداتٍ قديمةٍ من حيثُ انتزاعِها التضمني منها ففي تركِ
المستقرِّ اشارةٌ الى انّ لا امكانَ له وفرعُها في السماءِ اى من جهتِ تمكنِها
فى عالمِ الشهودِ اشارةٌ الى توسعِها وانّ كلاً من سفلياتٍ يستفيضون من
علوياتٍ وهما فى تضمنه انتزاعًا منه صلعم تؤتى اُكُلها اى اثمارها هي
ما يترتّبُ من تضمنِها من اضافاتِها اختياريةٌ او اضطراريةٌ بتوسع مفعولٍ ثانٍ بحذف
كُلَّ حينٍ فى الدنيا والآخرة باذنِ ربّها تعالى كما يشاء فمن الاذنِ جوازُ
اختيارٍ مضافٍ ش من الله تعالى اى غير مستقل م فى الايتاءِ
وسلبِه لتشريفِها وتعظيمِها وتوافقُ الاذنِ مقصودٌ فلا يظهر خلافُه
وورد فى الحديثِ الصحيحِ انّما انا مبلّغٌ والله يهدى وانّما انا قاسمٌ والله
يُعطى ذكره السيوطيُّ فى الجامعِ الصغيرِ

ترجمہ در موجوداتِ قدیمہ از حیثیتِ انتزاعِ تضمنیِ آن شجر از آں موجوداتِ قدیمہ۔ پس در ترکِ مستقر
و قرارگاہِ ایں شجر اشارت است سوی آنکہ او را امکانے نیست یعنی ایں لا امکانی است۔ وفرعُها فی السماءِ یعنی
و شاخہای او در آسمان اند از حیثیتِ تمکن یعنی جای گرفتن و قائم شدن او در عالمِ شہود کہ اشارت است سوئے توسیع او
و آنکہ ہر یکے از سفلیات اند بتمامہ از علویات مستفیض اند و فیض میگیرند و ایں ہر دو در تضمن او بطورِ انتزاع از وے صلعم
مستفیض از یں رو اشارت سوئے علویات آمد تؤتی اُکُلها یعنی میدہد ثمرہای خود۔ و آں آنچہ کہ مترتب میشود از
تضمن شجر از اضافات او بطورِ اختیاری یا اضطراری ہر آنکس را کہ میخواہد۔ بتوسیع مفعول دوم بحذف او و فعل او آن
کہ متعدی بدو مفعول است۔ کُلَّ حینٍ یعنی ہر وقت در دنیا و آخرۃ۔ باذنِ ربّها بحکم پروردگار خود کہ بر تنہا
ہمچنانکہ او میخواہد۔ اینجا اذن مضاف است سوئے رب۔ و ایں اختیار با جازت است از خدا تعالیٰ یعنی غیر مستقل است پس ازیں اذن
مقصود جواز اختیار مضاف است یعنی اختیار یکہ نسبت دادہ شدہ از خدائی بر تر است کہ غیر مستقل است در ایتا و سلب او
یعنی دادن و باز گرفتن وے بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک کہ آں در صلعم است و مقصود توافقِ اذن است از آنکہ اذن جواز
اختیار را میخواہد کہ از وے تعالیٰ اجازت اختیار است و جواز اختیار دادن و باز گرفتن ہر دو را شامل است۔ پس ہر دادن و باز
گرفتن از اذن جواز اختیار مقصود است و ایں بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک است کہ او صلعم اند۔ و آں اذن بنا بر موافقت
میباشد۔ در خلاف نہ لہذا توافق وے لازمی است و ہمیں توافقِ اذن است کہ مقصود است پس آن پروردگار باذنِ او صلعم موافق آمد
پس خلافش ظاہر نخواہد شد۔ و در حدیث صحیح وارد شدہ انّما انا مبلّغ الخ یعنی جز ایں نیست کہ من رسانندہ ام و خدا رہنما
و جز ایں نیست کہ من قسمت کنندہ ام و خدا کریم بخشش میکند۔ ایں حدیث را سیوطی در جامع صغیر ذکر آوردہ

بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بدادن و باز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری و اضطراری ہر دو در یں زمان برائے ہر موجود است و ذکرش بنا بر تشریف و تعظیم او صلعم است

بیان آنکہ او صلعم اصل الاصول است ... انتزاع تضمنی ... موجودات ... مستفیض ... سفلیات از علویات ... صلعم

إعْلمْ انَّ التبليغَ والهدايةَ والقِسمتَ والاعطاءَ عامُ المفعول بما صدر عن الفاعل وبما صدر عليه لمركزيته صلعم لكلِّ موجودٍ دلالة النظم

ش قال ابن الحجر المكي في شرحه على الهمزية انّ النبي صلعم هو الخليفة الاعظمُ عن الله تعالى في جميع شيونانه لاسيما في قسمة الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثمّ قال في الحديث الصحيح انّما انا قاسمٌ والله يُعطي + ولاجلِ هذا عدّوا من خصائصه انّه اُعطي مفاتيح الخزائن انتهى + وفي اللؤلؤ المُطهّم بين جواهر المنظم انّه خليفة الله الاعظمُ الذي جعل خزائن كرمه وموائد نِعَمه طوع يديه وارادته يعطي منها من يشاءُ ويمنع منها من يشاءُ والعالمُ بالصواب هو الله انتهى هر وقال سبحانه لسليمان عم هذا عطاؤنا فامنُن او امسك بغير حساب الاية منوسّعة لمعان +

ترجمه بدانکه هر آئنه درین حدیث تبلیغ یعنی رسانیدن وهدایت یعنی راه نمودن وقسمت یعنی بخش وبهره کردن واعطا یعنی بخشایش نمودن از روی دلالت نظم عام المفعول است یعنی هریک مفعول خود عام می خواهد اینکه بانچه که صادر شد از فاعل وبانچه که آن برین صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم برای هر موجود یعنی هرچه که از فاعل حقیقی صادر شد وهرچه که آن برین صادر شد این هردو تبلیغ وهدایت وقسمت واعطا هریک را عام مفعول است بنا بر مرکز بودن او صلعم برای هر موجود. مراد آنکه او صلعم رساننده وبهره بخش وهادی ومعطی است برای هر موجود بهرچه بود از خدای فاعل صادر شد وهرچه که برین آن صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم که برای هر موجود است. گفت ابن حجر مکی در شرح خود که بر همزیت است که هر آئینه نبی صلعم که او خلیفه اعظم از خدای برتر است در همه شیونات یعنی در همه مخلوقات بر همه حالات خصوصا در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات. واز اینجا است که گفت درین حدیث صحیح انّما انا قاسمٌ والله یعطی یعنی همین است که من بخش کننده ام وخدا می بخشد. واز این رو شمار کردند از خصائص او صلعم اینکه او صلعم کلیدهای گنجینها داده شد. آخر شد قول ابن حجر مکی. ودر کتاب لولو المطهم بین جواهر المنظم است که او صلعم خلیفه اعظم خدای برتر است آنچنان که گنجینهای کرم خود وخوانهای نعمتهای خود او تعالی فرمان بردار دست او واراده او صلعم گردانید از انها هرکه را میخواهد بخشش میکند وهرکه را خواهد باز دارد از انها ودانندهٔ بصواب همواست خدای برتر انتهی + وفرمود سبحانه در سورهٔ ص رکوع سوم آخر برای سلیمان علیه السلام هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب یعنی این بخشش ما است پس تو منت بنه بدادن یا باز دار بغیر حساب. این آیه متوسع المعنیها است +

بیان تفسیر کریمه هذا عطاؤنا فامنن او امسک الخ +

منها قال ابن عباس رضی الله تعالی عنهما اعطِ من شئتَ او امنع من شئتَ بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت و فیما امسکت تفسیر کبیر و هکذا فی الجلالین و لمّا کان الاختیار فی الاعطاء و الامساک لسلیمان عم فکیف کان لسیّد الرسل حبیب الله تعالی صلعم و یضرب الله الامثال فی المستقبل للناس کالمثل المذکور بوجود الاولیاء لعلّهم یتذکّرون ۝ ترجیًا بامکان اختیار مضاف شفقتًا و رحمةً لانّه لذو فضل علی الناس و المراد بمثل کلمةٍ خبیثةٍ کشجرةٍ خبیثةٍ اجتثّت من فوق الارض ای لا اصلها فی موجودات قدیمةٍ الّا فی مسلوباتٍ منبتةٍ علیها من موجوداتٍ ممکنةٍ التزامًا منها فما لها من قرارٍ فی مقصدٍ فعلم ان لیست الشجرة غیر ما ذکر فیدرک الاعجاز و الکرامة کما قیل فیا ایّها العارفون احفظوا انظارکم عن الزّیغ۔

ترجمہ از آنست که گفت ابن عباس رضی الله عنهما اَعْطِ مَنْ شِئْتَ اَوْ اَمْنِعْ مَنْ شِئْتَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ای لَیْسَ عَلَیْکَ حَرَجٌ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَ فِیْمَا اَمْسَکْتَ ۔ از تفسیر کبیر است و همچنین است در جلالین ۔ یعنی بخش هر کرا خواهی یا منع کن هر کرا خواهی بی حساب یعنی بر تو حرج نیست در آنچه عطا کردی و در آنچه باز داشتی ۔ و هرگاه که اختیار در اعطاء و امساک یعنی در دادن و باز داشتن برای سلیمان علیه السلام است پس برای سید رسل حبیب خدای بزرگ صلی الله تعالی علیه و سلم چگونه وی را باشد ۔ و یضرب الله الامثال و بیان خواهد کرد خدای برتر مثلها در زمانهٔ آینده لِلنَّاسِ برای آدمیان همچو مثل مذکور بوجود اولیاء لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ شاید ایشان یاد آرند و تفکر کنند از راه امید با مکان اختیار مضاف که با ذن است از خدای بزرگ یعنی بنا بر امید دانیدن این اختیار که از راه شفقت و رحمت است از آنکه او تعالی البته صاحب فضل و بخشش است بر آدمیان ۔ و مَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ کَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ و مثل کلمهٔ گنده همچو درخت گنده است از بالای زمین ۔ اینجا مراد بمثل از کلمهٔ خبیثه همچو شجرهٔ خبیثه که بیخش برکنده شده است از بالای زمین ۔ از آن است که اصل و بیخ او در موجودات قدیمه نیست ۔ چنانکه ضدش شجرهٔ طیبه اصلش موجودات قدیمه است ۔ مگر در مسلوبات است که الٰهی داده شود بر آنها از موجودات ممکنه از روی التزام با آنها یعنی الٰهی بر مسلوبات از این موجودات ممکنه است بسبب التزام عدم تعلق که وجود ممکن از وی بر آمده و عدم که از موجود حقیقی سلب است با وجود موجودات ممکنه لزوم یافته و از وی مسلوبات الٰهی آمد ۔ فَمَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ پس نیست او را هیچ قرار در مقصد و مراد پس دانسته شد که این درخت آنچه ذکر کرده شد غیر او نیست پس اعجاز و کرامت چنانچه گفته شد ادراک کرده و شناخته شود ۔ پس ای اهل عرفان و شناسندگان نظرهای خود را از کجی

بیان آنکه امکان اختیار مضاف و دادن او از روی شفقت و رحمت است که صاحب فضل حقیقی او است

بیان آنکه شجرهٔ خبیثه از مسلوبات آمده که اصلش در موجودات نیست و وقوف مسلوبات

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت في المثل اي لا اله الا الله محمد

رسول الله في الحيوة الدنيا وفي الاخرة اي بعد الحيوة الدنيا في البرزخ

فلا يحتمل سلب الايمان الحقيقي كما قال سبحانه هم المومنون حقا الآية

ويضل الله الظالمين نفرا اي المعرضين بخذلان بحكمته ويفعل الله ما يشاء

من هدايت قوم وقيامهم عليها ومن اضلال قوم فتنبه عن المضلين

الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله وهي اكل الشجرة الطيبة كفرا واحلوا

قومهم اي معهم قومهم دار البوار جهنم يصلونها اي هم وقومهم

تاكيد وتفسير على احلوا قومهم وبئس القرار ظاهر فاعلم انما الروح

اثر من الامر فمنتزعة منه اتحادا في ترتبها وتغايرا في تعاقبها

ترجمه يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت ثابت ومضبوط خواهد داشت خداي برتر آنان را كه ايمان آورده اند بقول ثابت درين مثل يعني لا اله الا الله محمد رسول الله ـ في الحيوة الدنيا وفي الاخرة در حيات دنيا و در آخرة يعني بعد حيات دنيا در برزخ ـ و ابتداء از وقت موت است پس احتمال سلب ايمان حقيقي نباشد چنانچه فرمود سبحانه هم المومنون حقا الآية يعني ايشان اند ايمان آورندگان از روی حق ـ ويضل الله الظالمين نفرا وگمراه ميكند خداي برتر ظلم كنندگان را يعني رو گرداندگان از ايمان يعني بترك نصرت و بي بهرگي بحكمت و دانائي ويفعل الله ما يشاء و ميكند خداي برتر آنچه ميخواهد از هدايت قوم و قيام شان بران هدايت ـ و از گمراه كردن قوم پس بيدار و هوشيار فرمود از گمراه شدگان كه آنها از ضائع گردانندگان و هلاك كنندگان اند كه گمراهي خود بدين حالت رسيدند الم تر الى الذين بدلوا نعمت الله آيا نديدي سوی آنان كه نعمت و احسان خدا را بدل كردند و آن نعمت ثمرهای درخت پاكيزه اند يعني حسنات او صلعم كفرا واحلوا قومهم بكفر و ناشكري و فرود آوردند قوم خود يعني قوم خود را با خودها ـ دار البوار جهنم يصلونها بدار هلاكي كه جهنم است در رسند و بنشينند آنان و قوم شان بجهنم ـ اينها تاكيد و تفسير است احلوا قومهم يعني در آوردند قوم خود را با خود بدار هلاكي كه جهنم است و در رسند ادرا ـ وبئس القرار و اين جايگاه خراب بهت كه ظاهر است ـ و بدانكه جز اين نيست كه روح اثری است كه از امر است پس منتزع از امر است از روی اتحاد در ترتب خود و بنا بر تغاير در تعاقب خود يعني ترتب وجود روح كه از امر انتزاع اثر او بسبب اتحاد است كه مجازا درين هر دو است و بنا بر مغايرتي است كه حقيقتا درين هر دو است كه از پس آمدنش پيدا است پس انتزاع و اخذ يعني اثر گرفتن بنا بر اتحاد است در ترتب وجود و بسبب تاثرات و تعاقب روح كه معتبر است با امر و اين اتحاد و تغاير در ترتب و تعاقب در صورت انتزاع است پس بمعنوت حرف من درين آيت كريمه در سوره بني اسرائيل ركوع دهم قل الروح من امر ربي براي انتزاع است پس روح منتزع است و من منتزعه ـ يا اين روح مبين از امر است و من مبينه

مطلب انما الروح اثر من الامر

بيان آنكه قول ثابت كلمه طيبه است ـ و آخرت برزخ و ابتداء اش موت و در ايمان حقيقي احتمال سلب نيست

بيان آنكه گمراهي بخذلان بحكمت است براي رو گردانان

بيان گمراه كردن منعم عليهم قوم خود را

بيان آنكه روح اثر امر است

اَوْ مُبَيِّنَةٌ لِرَفْعِ جَهْلٍ عَنْ وَجْهٍ وَاجِبٍ لَهَا وَهُوَ حُدُوثٌ اَوْ قِدَمٌ لِدَلَالَةٍ
مِنَ الْجَوَابِ لَا لِرَفْعِ اِبْهَامٍ عَنْ وَجْهٍ جَائِزٍ لَهَا وَهُوَ اَيْنَمَا كَانَ لِعَدَمِ دَلَالَةٍ
اِلَى الْحُدُوْثِ اَوِ الْقِدَمِ فَمِنْ ذٰلِكَ لَئِنْ اَيْ كَوْنُهَا مُبَيِّنَةً مَرْجِعُ الْاَمْرِ
اِلَى الْاِنْتِزَاعِ وَاِلَّا فَكَانَتْ عَيْنَ الْاَمْرِ عَلَى التَّبْيِيْنِ فَكَانَتْ مِنَ الْحِجَابِ فَلَيْسَتْ
مَخْلُوْقَةً وَهٰذَا بَاطِلٌ حَقِيْقَةً فَتُضَافُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى تَضَمُّنًا وَالْتِزَامًا
بِالْمَوْجُوْدَاتِ لِتَوَقُّفِ تَرَتُّبِ وُجُوْدِهَا مِنْهُ سُبْحَانَهُ فَمِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ
اِلٰهِيَّةٌ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ الْاٰيَة بِاِضَافَةٍ مُغَايِرٍ وَ
مِنَ الْمَسْلُوْبَاتِ غَيْرُهَا وَالْاَمْرُ مِنْ حِجَابَاتٍ حَادِثَةٍ لَا مَخْلُوْقَةٍ وَاِنْ لَمْ يَكُ
حِجَابًا فَلَزِمَ التَّسَلْسُلُ بِالْخَلْقِ لِلْاَمْرِ وَاِنْ يَكُ بِمَعْنٰى لَا هُوَ عَيْنُ ذَاتٍ وَلَا هُوَ
غَيْرُهَا فَلَزِمَ قِدَمٌ لِاَثَرِهِ وَهِيَ حَيَّةٌ بِحَيَاتِ عَيْنِهَا فَلَا تَمُوْتُ فَتَعْبُدُ مَعْبُوْدَهَا

ترجمه واین بیان بنا بر رفع جهل است از وجه واجب برای او یعنی برای روح وآن وجهی است که روح را جهل بر داشتن از وی ضروری است ازانکه بیان بنا بر رفع جهل از وجه واجب وجائز هر دو می شود وواجب از جائز ضروری است پس رفع جهل از وجه واجب وینجا وجه واجب که از وی رفع جهل است او حدوث است یا قدم بسبب دلالتی که از جواب است یعنی از جواب کریمه قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ بگو که این روح از امر رب است. این بیان روح از امر رب که وجه واجب قدیم است دلالت می شود که رفع جهل از وجه واجب است پس ازین دلالت جواب دانسته می شود که در کریمه يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ یعنی از تو می پرسند نسبت روح سوال از حقیقت روح است در وجه حدوث یا قدم او. ودر رفع جهل از وی برای روح واجب وضروری است. بنا برین رفع جهل نسبت روح از وجه واجب ازین بیان جواب کرده آمد که روح قدیم نیست بلکه حادث از امر رب است. نه این روح بیان است برای رفع ابهام وپوشیدگی از وجه جائز که برای روح است هر چه که او باشد ازانکه سوی حدوث یا قدم دلالتی از وی یافته نشود. پس ازین نسبت که روح مبینه است امر سوی انتزاع هم باز میگردد. ورنه پس روح بر بنای تبیین عین امر گشت واز مرتبه حجاب شد پس مخلوق نیست واین باطل است از روی حقیقت وتحقیق. پس نسبت کرده شود روح سوی خدای برتر از راه تضمن والتزام بموجودات بنا بر توقف ترتب وجود خود از وی سبحانه یعنی چونکه وجود روح در ترتب یعنی راست ودرست شدن خود با وسبحانه متوقف وبازمانده است بسوی او بطور تضمن والتزام بموجودات او تعالی نسبت کرده شود. پس از موجودات آن روح الٰهیه است یعنی منسوب بالله چنانچه فرمود سبحانه نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ الآیه در سوره حجر رکوع سوم. وسوره ص رکوع پنجم. یعنی دمیدم در وی از روح خود با ضافت مغائر ازانکه تغائر روح با ضافت یای متکلم ظاهر است. واز مسلوبات آن روح غیر الٰهیه است یعنی بخدای برتر منسوب نیست وامر از حجابات حادثه است مخلوق نیست. واگر امر حجاب نباشد پس تسلسل بخلق برای امر لازم آید. واگر امر بمعنی لا هو عین ذات ولا هو غیرها باشد یعنی این امر همچو صفات وافعال او تعالی نه عین ذات ونه غیر ذات مراد باشد پس برای اثر او قدم لازم آید. وآن روح زنده است بحیات خود که عین اوست پس نمی میرد. وعبادت میکند معبود خود را.

تحقیقاً

وتصرف من وصفه متضمنا بموجودات او مسلوبات بما شاء الله تعالى من عالم المثال وعالم الشهود فصحت الاويسية هي عبارة عن كسب الذي في المثال ففي الشهود من المثال - ولا منع بخصوصيته على تعميم مسلم ويسمى ش اي الكسب المثالي م اويسيا تشبيها باحتياج اويس قرني رضي الله عنه صلعم مثاليا وقد تعطى جسدا مثاليا الذي لا يراه غير صاحب المثال وقد تعطى جسدا شهوديا ولا يدرى أهو الاول او آخره فيتاثر من آثار عالم الشهود ويرى عموما وقد لبعض ولا يعرف أهو من المثال او لا ويعرف بالاول او مثله لا بخلافه ش كما ذكر حضور حوا واسيه ومريم وقت ولادة حضرة رحمة للعالمين صلعم وما فعلن في عقد الجوهر من سيد جعفر البرزنجي ومن غيره في تاليفه م

ترجمه - و بگرداند و تصرف میکند از وصف خود درحالیکه متضمن میباشد بموجودات یا مسلوبات بانچه بتقدیر کرد خدای برتر خواسته است از عالم مثال و عالم شهود - پس صحیح آمد اویسیت و آن عبارت است از کسب آنکه در مثال است پس در شهود از مثال - و منع نیست بخصوصیت بر تعمیم مسلم - یعنی چون عبادت و تصرف این روح از عالم مثال مسلم آمد پس کسب و اکتساب او در عالم مثال صحیح آمد - و این صحت کسب مثالی که عام است بخاص شدنش باطل نمیشود از آنکه تخصیص تعمیم اصل تعمیم که مسلم است منع نگردد - و این کسب مثالی بطور اویسیت نام نهاده شود بنا بر تشبیه باحتیاج حضرت اویس قرنی رضی الله عنه با و صلعم از روی مثالی یعنی این کسب مثالی که باویسیت نام نهاده می شود بنا بر تشبیه بحضرت اویس قرنی است رضی الله عنه از آنکه حضرت اویس قرنی رضی الله عنه با و صلعم در عالم مثال بکسب احتیاج داشت - وگاهی این روح جسد مثالی بخشیده شود که آنرا بجز صاحب مثال غیر او نمی بیند - وگاهی جسد شهودی عطا کرده شود و نمی شناخته شود آیا او اول است یا آخر یعنی دیگر او - و این متاثر می شود از آثار عالم شهود - و دیده می شود از روی عام وگاهی دیده می شود برای بعض - و نمی شناخته شود آیا او از مثال است یا نیست بلکه شناخته شود باول یعنی همو اول است یا مثل او است و بخلاف او شناخته نمی شود - چنانچه مذکور است حاضر شدن حضرت حوا و آسیه و مریم وقت ولادت حضرت رحمت عالمیان صلی الله علیه وسلم - و آنچه ایشان کردند - در کتاب عقد الجوهر از سید جعفر برزنجی و از غیر او در تالیف خود -

بیان کیفیت جسد مثالی و حقیقت

وهذا ليس من لزوم ممنوع للتناسخ والموت هو موجود بوجوده فيحضر ويذبح وان لم ش اے ان لم يك موجودًا بوجوده م ش فكيف يحضر ويذبح م لا هو محض نزع روح عن جسد بل هو يعرضه ش اي الموت يعرض الجسد م فتنزع في الحال ولا يحتاج بعروضه الى سبب بل يعرض شيء في حال عروضه اولا ويبقى تعلق الروح بالجسد بكيفية اخرى عن اولى كيف يشاء الله سبحانه قال الله تعالى وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ فقتل نفس التي هي معنى من هو تعطيلها عن مرادها الذي من مسلوباته تعالى باتصافها بما من موجوداته تعالى فمن قتل جسد غايته التعطيل كما قال سبحانه فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ وان لم يرو هذا فكيف قتل النفس بعدم تجزيتها فكيف الخير ش اے الخير الموقوف على

ترجمہ واین نیست از لزوم کہ برائی تناسخ ممنوع است یعنی لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیر او واین از لزوم نیست پس ممنوع نیست۔ وموت کہ او بوجود خود موجود است پس حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود ورنہ پس چگونہ آ یعنی اگر موجود بوجود خود نباشد پس چگونہ حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود۔ نہ او محض کشیدن روح است از جسد بلکہ این موت جسد را عارض شود ودر همان حال تزع روح شود۔ وموت محتاج نباشد بعارض شدن خود سوئی سببے بلکہ در حال عارض شدن موت بجسد چیزے عارض می شود یا نہ شود۔ وبعد عارض شدن موت تعلق روح بجسد بکیفیت دیگر از اولی باقی ماند ہمچنانکہ خدائی سبحانہ خواہد۔ کہ فرمود خدائی برتر در سورہ بقرہ رکوع نوزدہم وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی ومگوئید برائے ہر کس کہ کشتہ شود در راہ خدا مردگان۔ بلکہ زندگانند ولیکن شما نمی دانید۔ پس قتل نفس آنکہ او معنی ومراد است کسی او تعطیل است یعنی بیکار کردن نفس از مراد او کہ آن از مسلوبات او تعالی است بوجہ اتصاف نفس بآنچہ کہ از موجودات او تعالی است۔ ومراد است قتل جسد کہ غایۂ تعطیل است چنانچہ گفت سبحانہ در سورہ بقرہ رکوع ششم فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یعنی بکشید نفسہائی خود را این کشتن نفسہائی شما برائی شما بہتر است نزد آفرینندۂ شما۔ واگر این معنی کہ گفتہ شد برائی قتل نفس مرادنہ شوند وخواستہ نہ شوند پس چگونہ قتل نفس باشد بسبب عدم تجزیۂ نفس یعنی نفس چون جزء جزء وپارہ پارہ شدن نمی تواند کشتنش چگونہ حاصل آید وچون کشتنش حاصل نشود پس خیر کہ بر قتل نفس

بیان اثبات وجود موت وکیفیت وحقیقت آن وبعد موت تعلق روح بجسد

۲۶ بحث تفسیر کریمۂ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ

بیان معنی قتل نفس وقتل جسد

بیان عدم تجزی نفس

ر والموتُ كنايةٌ مِن تعطّلِ النفسِ عمّا يتعلّق بالجسد لانه يعطّلها عنه
ش اى عمّا يتعلّق بالجسدِ ر فنهي ش الموتُ الذى هو تعطّلٌ
مقصودٌ فى النهي حقيقتًا لا القولُ ر نهيًا ش مصدرٌ مجهولٌ و
مفعولٌ مطلقٌ ر خاصًا بقتلٍ فى سبيلِ اللهِ تعالى لا عامًا بغيره بل
احياءٌ خصوصًا باعلى مِن حياتِ التى بغير قتلٍ فى سبيلِ اللهِ تعالى
تصريفًا كما قال سبحانه بل احياءٌ عِندَ ربّهِم يُرزَقون فرِحين بما آتٰهم
اللهُ مِن فضلِه فعندَ ربّهم يتعلّق بما قبله فالحيوةُ خاصّةُ التى
لا تشعرُونها ولولا ش اى لا يتعلّق بما قبله ر فعامّةٌ تشعرُ لا
ش اى لا يتعلّق ر بما بعده فيُرزَقون بعمومِ الرازقِ فكان الرزق
من الله تعالى ومن غيرِه تعالى بماشاء الله تعالى فالرزقُ مطلقٌ وعامٌ
من الدنيا والاخرةِ باطلاقٍ وعمومِ رازقٍ ومرزوقٍ به وما آتٰهم ش
كما يقال اللّهمّ ارزُقني عِلمًا نافعًا وعملًا صالحًا

بیان معنی موت

ترجمه وموت کنایه از تعطّلِ نفس است از انچه که متعلق میشود بجسد از انکه موت نفس را از انچه که بجسد تعلق دارد معطل بیکار میکند - پس در آیتِ کریمهٔ بالا از حکم لا تقولوا الخ نهی ومانعتی که از مرده گفتن کرده شد آن همه تعطّل مقصود است درین نهی حقیقتًا نه صرف قول یعنی مرده نگفتن - واین نهی که نهی کرده شده است بمرده گفتن بمعنی تعطّلِ مقصود - خاص است بقتلی که در راه خدا حاصل آید نه عام است که بغیر قتل این راه نیست - بلکه مقتولانِ راهِ خدا زنده اند خصوصًا به برتر از حیاتی که بغیر قتل است در راه خدا از روی گردانیدن از حالی بحالی چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ آل عمران رکوع ۱۷ بل احیاءٌ عندَ ربّهم یُرزَقون فرِحین بما آتٰهم اللهُ مِن فضلِه یعنی آن مقتولان راه خدا زنده اند نزد پروردگار شان رزق داده شوند - ترجمان رشاد ان هستند بانچه که خدای برتر از فضل خود داده است شان را - پس درین آیت کریمه عندَ ربّهم متعلق بما قبل خود می شود - پس این حیات که تعلق بما بعد دارد خاص است چنانکه شما ادراک نمی دانید وآن زنده ماندن شان نزد پروردگار شان - واگر عند ربّهم بما قبل خود متعلق نباشد پس حیات عام است که دانسته میشود لهذا بما بعد خود متعلق شده پس رزق داده شوند بعموم رازق بنا بر فعل مجهول که فاعلش مذکور نیست - پس این رزق از خدای تعالی واز غیر او تعالی باشد بانچه خدای برتر خواسته است - واین رزق مطلق است عام از دنیا وآخرة است بسبب اطلاق وعموم رازق یعنی رزق دهنده ومرزوق به یعنی انچه بدو رزق داده شود وما آتٰهم یعنی انچه داد شان را چنانچه گفته شود اللّهمّ ارزقنی علمًا نافعًا وعملًا صالحًا خدایا مرا علم نافع وعمل صالح رزق کن

۲۸ بحث تفسیر کریمه بل احیاءٌ عند ربّهم الخ

فلا يكون مخصوصًا بالماكولاتِ والمشروباتِ والملبوساتِ ولا مانعًا هر فرحين بالحسناتِ ومعصومون من السيئاتِ ومنهم المدبراتِ امرًا ش اے يذكرون لما يؤمرون هر ولولا ش كذا اى لا يتعلق بما بعده فيتعلق بما بعد هر فخاص لا يشعر ولا دليل عليه ش اى على انه خاص لا يشعر اذ ما قال الله تعالى ولكن لا تشعرون كما قال احياءٌ ولكن لا تشعرون هر ولا يراد حيات التى هى صفةٌ ذاتيةٌ لانها مما التى هى بل ما هى صفة ذاتية من الروح عمومًا ش ما نافية وما موصولة لانها باقيةٌ بالروح فى البرزخ على السوية للمقتول وغيره عمومًا بخلاف حيوة التى خصت للمقتول المخصوصِ هر وان يرد قتل جسدٍ فيرد قولنا ش اى قولنا ان قتل جسدٍ غايةُ التعطلِ وله الحيوة كما ذكر هر وان لم ش اى ان لم يرد قولنا هر فما الخيرُ فيه فالحيوة لقوله تعالى ثابتةٌ والموت اشارة

ترجمہ پس این رزق بماکولات ومشروبات وملبوسات یعنی باشیائے خوردنی ونوشیدنی وپوشیدنی مخصوص نباشد ونہ مانع غیر این باشد پس بحسنات ثواب دادہ شوند واز سیئات نگاہداشتہ شوند۔ وازایشان فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا اند یعنی تدبیر کنندگان امر مراد آنکہ تدبیر میکنند برای آنچہ کہ حکم کردہ شوند۔ واگر چنین است کہ با بعد خود متعلق نباشد پس متعلق بما بعد باشد پس خاص باشد آنچنان کہ دانستہ شود۔ وبرین دلیلی نیست یعنی برو کہ او خاص است چنانکہ دانستہ شود از آنکہ نفرمود خدای برتر وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ہمچنانکہ گفت اَحْيَاءٌ وَّلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ یعنی ہر کہ در راہ خدا کشتہ شود او را مردہ مگوئید بلکہ زندہ اند ولیکن شما نمی شناسید۔ واز این حیات آن حیاتی مراد نباشد کہ او صفت ذاتیہ است از آنکہ متحقق است کہ این صفت از روح عمومًا زائل نشد بلکہ ہر آنچہ کہ او صفت ذاتیہ است از روح بالعموم زوال پذیر نیست۔ زیراکہ صفات ذاتیہ روح در برزخ بروح باقی ہستند یعنی مقتول وغیر مقتول ہر دو علی السویہ عمومًا یعنی مقتول وغیر مقتول ہر دو درین بقاء صفت ذاتیہ روح خواہ این حیات باشند یا غیر ش عمومًا برابر اند وخصوصیتی نیست برای کسے ازین ہر دو بخلاف حیاتے کہ برائے مقتول مخصوص خاص کردہ شد۔ واگر ارادہ کردہ شود قتل جسد پس قول ما مراد شود کہ ہر آئینہ قتل جسد غایت تعطل است و برائے او حیات است چنانچہ ذکر کردہ شد۔

واگر قول ما مراد نہ شود پس در و خیر نیست کہ گفتہ شد ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ۔ پس بنا بر فرمودہ او تعالیٰ این حیات ثابت است۔ و موت اشارتے است سوئے تعطل۔

الى التعطّل فلا يلزم التعطّل للجسد وان لم ش اى ان لم يكن الموت
اشارةً من التعطّل م فكيف النهى عمّا ثبت ش اى عروض الموت م و
الاثبات عمّا زال ش اى تعلق الروح بالجسد والحيوة كما فى الدنيا م
فما الاستبعاد فى التصريف من الجسد الشهودى والمثالى لانه لا يستبعد
ممّن قتل نفسًا فى الحيوة الدنيا وجسدًا ش الواو حالية اى لبيان
حالة جسد اشارة الى ان لا استبعاد فى التصريف وجسدًا تمييز بالعطف
على نفسًا م منه ش اى بعض من قتل النفس م فالانبياء اعلى الاحياء
بالقتل الاوّل المذكور اصلًا لا الثانى المشهور حصرًا والاول يستجمعه
ش اى الثانى م فاكبر لا ش اى لا يستجمع م الثانى الاول فاصغر
قال رسول الله تعالى صلعم رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر
وقال صلعم الانبياء احياء فى قبورهم ويصلّون الحديث ش وقال
الحافظ السيوطى فى التنوير انّ النبىّ صلى الله عليه وسلم حىّ بجسده
وروحه وانّه يتصرّف ويسير فى اقطار الارض وفى الملكوت بهيئته التى

شرح جسم سوی تعطّل پس لازم نمیشود این تعطل برای جسد. واگر موت اشارت از تعطّل نمیشود پس نهی چگونه شود از آنچه که ثابت شده است
از عارض شدن موت. وچگونه اثبات شود از آنچه که زائل شده یعنی تعلق روح بجسد وحیات چنانچه در دنیا است پس چه استبعاد است در تصرف
ازین جسد شهودی ومثالی یعنی در برگشتن وگردانیدن جسد شهودی ومثالی چه دوری وبعد شمردن واقع شود از آنکه این تصریف از کسیکه گشته شد
از روی نفس مستبعد ودور شمرده شود در حیات دنیا حالانکه از روی قتل جسد که از قتل نفس بعض است یعنی در تصریف استبعاد با ذلت
نیست از روی قتل جسد. پس انبیاء برترین زندگانند بقتل اول مذکور یعنی بقتل نفس در راه خدا بنا بر اصل بودن نه ثانی مشهور
یعنی بقتل جسد از روی حصر. واول مستجمع شود ثانی را پس اکبر است. نه ثانی اول را مستجمع باشد که بعض اوست پس اصغر است که فرمود
رسول خدای تعالی صلی الله علیه وسلم رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر یعنی برگردیدیم از جهاد اصغر سوی
جهاد اکبر. وفرمود صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم ویصلّون الحدیث یعنی انبیاء زندگانند در گورهای شان ونماز
میخوانند تا آخر حدیث. وگفت حافظ سیوطی در کتاب تنویر که هر آئینه نبی صلعم زنده است بجسد خود وروح خود وهر آئینه او صلعم تصرف
میکند وسیر ورفتار میکند در کنارهای زمین ودر ملکوت وبهیئتی که

بیان آنکه از موت تعطل برای جسد لازم نیاید -

بیان آنکه از قتل نفس که از قتل جسد اولی واتم است تصریف جسد شهودی ومثالی مستبعد نیست وانبیا بنا بر اصل اعلی الحیات اند بقتل نفس فی سبیل الله -

وقتل نفس جهاد اکبر است از قتل جسد در راه خدا که جهاد اصغر است +

بیان آنکه انبیاء در گورهای خود زنده ونماز خوان اند بجسد وروح وتصرف وسیر در ملکوت واین عالم عیان میکنند بیشتر از وفات - وزمین جسد شان نمیخورد واین مسئله قطعی است بتواتر اخبار +

كان قبل وفاته ولم يبدل منه شئ وايضًا فيه واذن لهم اى الانبياء في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي وايضًا قال الحافظ في انباء الاذكياء بحيوة الانبياء ان حيات النبي في قبره وحيوة سائر الانبياء معلومة عندنا علمًا قطعيًا لما قام عندنا من الادلة القطعية في ذلك وتواترت بها الاخبار منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء في قبورهم ويصلون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم الله على الارض ان تاكل اجساد الانبياء واخرج ابو نعيم في اخبار المدينة عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام الحرة حتى عاد الناس هر وقال الله تعالى واعبد ربك حتى ياتيك اليقين ه اعلم ان اليقين مصدر كالنذير وهو تحقق علم البديه وحتى للتبيين والعبادة تتعلق بالجوارح والقلب ويدل عليه اليقين والاحسان وان قيل على الاختلاف هو الموت فليس لغنًا بل يتحقق يقين بما هو حق بالموت عمومًا فيراد بالموت في مقصد

ترجمہ کہ پیش از وفات او بود واز وے صلعم ہیچ تبدیل نکردہ شد۔ ونیز درست است کہ اذن دادہ شدہ است برای انبیاء در برآمدن از گورہائے خود ہا ودر تصرف در ملکوت علوی وسفلی۔ ونیز گفت حافظ رحمہ اللہ در کتاب انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم در قبر او وحیات تمام انبیاء نزد ما از روئے علم قطعی معلوم است از آنچہ از دلائل قطعیہ قائم شدہ این نزد ما۔ واخبار بداں متواتر آمدہ۔ ازاں است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ انبیاء علیہم زندگانند در گورہائے شان ونماز میخوانند۔ وفرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اینکہ خدائے برتر بر زمین حرام کردہ کہ جسدہائے انبیاء را بخورد وبیروں آورد ابو نعیم در اخبار مدینہ این حدیث از سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہ گفت می شنیدہ باشم اذان واقامت در گور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایام حرہ یعنی در زمانہ خرابیہائے یزید بن معاویہ تا آنکہ باز گردیدند آدمیان۔ وفرمود خدائے برتر واعبد ربك حتى ياتيك اليقين در سورہ حجر ختم یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ ترا یقین آید۔ بدانکہ ہر آئینہ یقین مصدر است ہمچو نذیر وا و درست تحقق علم بدیہہ۔ وحتی برائے تبیین است۔ وعبادت تعلق دارد بجوارح وقلب کہ یقین واحسان بر و دلالت رہنمائی میکند۔ واگر گفتہ شود بر بنائے اختلاف کہ او موت است پس نیست این معنی از روئے لغت بلکہ یقین متحقق میشود بآنچہ کہ او حق است بموت عمومًا پس مراد شود موت باید در مقصدے

بیان آنکہ از یقین موت مراد نیست لیکن بر مقصد کہ مراد شود از موت عبادت مطلقہ ساقط نشود بلکہ سقوط فرض ووجوب عبادت وفتنہ

فيسقط تقييد الفرض والوجوب على العبادة على تقييد الموت وقتا
ش اى وقتا مقيدا بتقييد الموت هـ لا العبادة المطلقة على اطلاق
اليقين وقتا ش اى وقتا مطلقا باطلاق اليقين هـ فلا مشارة فيهما
فتعبد الله سبحانه فى عالم المثال - والامر اليه صلعم تشريفا بالخطاب
لمحبوبيته صلعم على اصل معروف ش هو عدم صحة الامر اليه صلعم
هـ والى غيره صلعم مرادا ويتعلق بتحقق اليقين اى اعبد ربك حتى يتحقق
اليقين على حقيقة العبادة للمعبود وهو لا يزول وصفا للروح ولا منع
بخصوصيته للاولياء ولتعمهم بالانبياء والثانى لغير الانبياء من التبع
ش الواو حالية لبيان حال الثانى هو القتل جسدا هـ فلا فضل
للشهداء على الانبياء ولكنهم مشتركون بالاولياء فى الولاية التابعة
على قدر نصيب بتشرف وجه خاص غاية تعطيل نفس عن مرادها الذى
من مسلوبات تعالى باتصافها بما هو من موجوداته تعالى تضمنا بقتل جسد +

ترجمہ — و درین صورت تقیید فرض و وجوب آن که از اشارت امر است بر عبادت بر بنای تقیید موت ساقط شود
از روی وقت یعنی فرض و وجوب عبادت در آن وقت که مقید به تقیید موت است ساقط شود نه عبادت مطلقه
شود بر بنای اطلاق یقین که مقید بوقتی نیست بلکه باطلاق خود مطلق است بی قید بوقتی - پس در میان هر دو
معینهای مختلفه یعنی یقین و موت هیچ مضارت یعنی نقصان و ضرر باهم نیست پس در عالم مثال خدای سبحانه
عبادت کرده شود - و امر سوی او صلعم بنابر تشریف است بخطاب بسبب محبوبیت او صلعم بر اصل معروف که امر سوی
او صلعم صحت نیابد باعتبار عصمت او صلعم و باعتبار تعریف مراد آنکه برای ممنوع الامکان فقد قصد او لیا باشد مگر برای
تشریف خطاب چنانچه گذشت در اصل ذکر کیفیت امر - و سوی غیر او صلعم این امر بنابر مراد است - و این امر عبادت
که درین آیت است متعلق میشود بتحقق یقین یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکه یقین متحقق شود بر حقیقت عبادت
برای معبود - و این یقین زائل نمی شود که روح را وصف آمده - و این منع نیست بخاص شدن وی برای اولیا و امده
بسبب تبع شان بانبیاء علیهم السلام - حالانکه ثانی یعنی قتل جسد که برای غیر انبیاء است از تبع است با انبیاء
پس برای شهیدان بر انبیاء فضل نیست ولیکن ایشان با اولیاء در ولایت تابعه مشترک اند بر قدر نصیب بسبب تشرف یعنی حصول امر
وجه خاص که غایت تعطیل نفس است از مراد نفس و آن مسلوبات او تعالی اند بسبب اتصاف نفس بانچه که او موجودات
او تعالی است تضمنا بقتل جسد +

وفضّل بعضهم علی بعضٍ علی قدر نصیبٍ فیصرّف تصریفًا علی همّتی یا قتل فی سبیل الله تعالی بفعله وهمّته اختیاریّین واضطراریّین ودعائه وشفاعته لکنکم ما اصبتم بها شیٔ ای حیٰوة التی تقتل النفس فی سبیل الله تعالی هم فلا تشعرون فنفی الشعور دلیلٌ علی انّ ما اصبتم بها ومغایرتها من حیٰوة التی لغیر مقتولٍ فی سبیل الله تعالی لانّ ماحصل شیٔ ـ وفقنا الله بها من یشاء بفضله وایّاکم وصلّی وسلّم علی محمّدٍ نبی الرّحمة وعلی جماله کما یحبّه ویرضاه وشفعه فینا وترحمنا به ۞

ترجمه وفضیلت داده شد بعض شان بر بعض شان بر قدر نصیب پس بگرداند وتصرف میکند از وی گردانیدن بر زنان کسیکه کشته شد در راه خدا تعالی بفعل خود وهمت خود هر دو اختیاری واضطراری ودعای خود وشفاعت خود لیکن شما نیافتید یا نرسید حیاتی را که تقتل النفس در راه خدای تعالی است فلا تشعرون یعنی پس شما نمی فهمید ـ پس نفی شعور دلیل است بر آنکه هر آئینه شما دریافتید آن حیات را ومغایرت او را از حیاتی که برای غیر مقتول است در راه خدا تعالی زیرا که هر آئینه آنچه حاصل شد دانش وآگهی داده شد وتوفیق دهد ما را خدای برتر که رسانید کسی را که میخواهد بفضل خود خاص شما را وصلّی وسلّم علی محمّد نبیّ الرّحمة وعلی جماله کما یحبّه ویرضاه وشفعه فینا وترحمنا به ورحمت وسلامتی باد بر محمد صلعم که نبی رحمت است وبر جمال او چنانچه دوست دارد او را وخوشنود وشفیع کن او را در میان ما ورحمت کن ما را باد ۞

ذکر کیفیة غیبٍ وعلمه وما فیها

بسم الله الرّحمٰن الرّحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلّی علی رسوله محمّدٍ ونستشفعه وعلی اٰله واصحابه واتباعه اجمعین ۞ اعلم انّ غیبًا امّا بمعنی ضدّ حضورٍ وشهودٍ فهو عدم مجهولٌ

ترجمه این ذکر بیان غیب وعلم او است وهرچه در وی است

بسم الله الرّحمن الرّحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلّی علی رسوله محمّد ونستشفعه وعلی اٰله واصحابه واتباعه اجمعین

بدانکه هر آئینه غیب یا بمعنی ضد حضور وشهود است پس او عدم مجهول است ـ ویا بمعنی خلاف حضور وشهود است ـ وخلاف آن نیست که وجود غیر مثل او باشد یعنی این وجود خلاف ـ همچو وجودی نباشد که از وی خلاف کرده شده ـ

اقسام غیب وتعریف آن

که بمعنی ضد حضور وشهود است

وأمّا بمعنى خلاف شيءٍ أسْرِ وجود غير مثله هو حضور وشهود فغيبُ

الذى بمعنى خلاف حضورِ ما ينبغى عليه ممّا جاز استحضاره وقد

غاب شيءٌ وهو غائبٌ هو فالغائبُ ما ينبغى عليه ممّا جاز عدم استحضاره

وقد حضر شيءٌ وهو حاضرٌ هو وقد يكونان شيءٌ اى الغيبُ والحضور هو

بمعنى غائبٍ وحاضرٍ مجازًا فيما حضر وإغاب وعكسه فالغيبُ لا يثبتُ إلّا

بإنبائه من حضورٍ جائزٍ وإن لم يُشترط جوازُ الاستحضار وعدمه فلزم

وجوبهما فالغيبُ والغائبُ ممتنعان بامتناع إنبائهما من الوجوب شيءٌ

اى إن لم يُشترط جوازُ الاستحضار وعدمه فلزم وجوبُ الاستحضار أو

وجوبُ عدم الاستحضار فإنّهما ممتنعٌ من الوجوب فما ينبّئُ الغائبُ فيما

ينبئ مستحيلُ الغيبِ وكيف عُلم أنّه لغائبٍ فكيف إنباءُ الغيبِ منه هو هذا

تعريفُ الغيبِ والغائبِ بحقيقتهما - وإن قيل غائبٌ وغيبٌ بمقابلة من

يحضر له شيءٌ فهى بمقابلة غير عالمهما لكن الحضور أعمّ من كلّ وجهٍ

هو فلا يتحققان حقيقةً إلّا شيءٌ يتحققان هو مجازًا بسلب الحضور وثبوته

ترجمه - پس غیب که بمعنی خلاف حضور است آن چیزی است که بر او آگهی داده شود از آنچه که استحضارش یعنی حضورِ خواستنش جائز شد حالانکه او غائب است

پس غائب چیزی است که بر او آگهی داده شود از آنچه که عدم استحضارش یعنی حضور نخواستنش جائز شد حالانکه او حاضر است - وگاهی هر دو غیب و حضور

بمعنی غائب و حاضر مجازاً می‌شود - پس آنچه حاضر است غائب نیست و عکسش یعنی آنچه غائب است حاضر نیست پس غیب ثابت نمی‌شود مگر بانباء او از حضور

جائز - واگر جواز استحضار و عدم او شرط کرده نشود پس وجوب هر دو لازم شود - پس این غیب و غائب هر دو ممتنع آید بسبب امتناع انباء هر دو

از وجوب یعنی اگر جواز استحضار و عدم استحضار شرط کرده نشود پس وجوب استحضار یا وجوب عدم استحضار لازم شود پس بسبب این هر دو انباء از خبر دادن

هر دو ممتنع آید - پس غائب خبر داده نشود - وچیست که بر غیب خبر دهد - وچگونه دانسته شود که هر آینه او از نه غائب است - وچگونه است خبر دادن

غیب از وی یعنی از غائب - این تعریف غیب و غائب است بحقیقت آن هر دو - واگر گفته شود که غیب و غائب بمقابله کسی است که هر دو غیب

و غائب او را حاضر نشدند - گفته شد این قول بمقابله غیر داننده هر دو و آن کسی است که هر دو را داننده نیست - لیکن این حضور

که در اینجا است از هر وجه عام کرده شد - پس غیب و غائب هر دو حقیقتاً متحقق نخواهند شد مگر مجازاً بسلب و ثبوت حضور یعنی

حضور غیب و غائب نام کرده شود بسبب حاضر نبودن اگرچه ثابت است یا شرط حضور غیب و غائب نام نهاده شود بسبب دانسته نشدن +

تعریف خلاف غیب که بمعنی خلاف حضور است

تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او

بیان جواز و عدم جواز استحضار و وجوبش و امتناع غیب غائب مع تعریف حقیقی شان +

اقوال در تعریف غیب و غائب

ش الضمیر الی الحضور هو فالغیب والغائب ثبتا بانباء مما جاز استحضاره وقد غاب ومما جاز عدم استحضاره وقد حضر لا یتحققان فی حضور الله سبحانه بوجوب الاستحضار الا ان الذات لسلب الحضور وثبوته فهو بعرضه فان نفی السلب فلا یثبت الغیب فی علم الله سبحانه لکن النوعین ش الغیب الحقیقی والمجازی هو یتحققان فی حضور غیره تعالی وبمعنی خلاف الشهود المثال والروح والقدم فعالم الاجسام شهود وعالم المثال غیب وعالم الروح غیب الغیب والقدم غیب الغیوب وهکذا للملائکة الشهود فالمثال والروح مناسبا لهم فعالم الملکوت عندنا کالمثال وعندهم الشهود اذ یدرکونه بحواس ظاهرة فالغیب عندهم ما ثم وغیب الغیب وراءه ولا تخرج الانسانیة من حدها باتصافها بصفات الملکیة بل تعرج من الملکیة بافضلیتها منها فی اتصافها بالموجودات قدیمة و لا تدرک مرتبة منها بنفسها الا بصفة فی حدها فالشهود یدرک بحواس ظاهرة

ترجمہ پس غیب وغائب کہ ہر دو ثابت آمدند بخبر دادن از آنچہ کہ حضور خواستنش جائز شد در حالیکہ او غائب است وازانچہ کہ حضور نخواستنش جائز شد در حالیکہ او حاضر است ایں ہر دو متحقق نشوند در حضور خدای سبحانہ بسبب وجوب استحضار مگر آں ہر دو کہ بنا بر سلب حضور وثبوت حضور اند۔ پس او بعرض او است یعنی امر دنی است بحضور از انکہ سلب وثبوت از عوارض حضور اند پس اگر نفی کردہ شود سلب پس غیب ثابت نماند در علم او سبحانہ۔ لیکن ایں ہر دو اقسام غیب حقیقی ومجازی متحقق می شوند در حضور غیر او تعالی۔ وغیبی کہ بمعنی خلاف شہود است مثال وروح وقدم است۔ پس عالم اجسام شہود است۔ و عالم مثال غیب۔ وعالم روح غیب الغیب۔ وقدم غیب الغیوب۔ وہمچنین است ملائکہ را شہود ومثال وروح کہ مناسبت بہت ایشاں را۔ پس عالم ملکوت نزد ما ہمچو مثال است ونزد ایشاں شہود از انکہ ایشاں او را بحواس ظاہرہ ادراک میکنند ومی شناسند پس نزد ایشاں غیب بمثال شان است۔ وغیب الغیب ورای او یعنی پس وسوائے او۔ و انسانیت بسبب متصف شدنش بصفات ملکیہ از حد انسانیت خارج نشود بلکہ عروج میکند وبلند می شود از صفات ملکیت بسبب افضلیت خود از ملکیت در متصف بودن خود بطور ظل بموجودات قدیمہ۔ و مرتبہ از شہود ومثال وروح بنفس مرتبہ شناختہ شود مگر بصفت در حد آں صفت۔ پس شہود شناختہ می شود بحواس ظاہرہ۔

بیان فضیلت انسان از ملائکہ وتمائز مراتب شہود ومثال وروح وتمائز ظاہر وباطن

ای ما یتعلق بالشهود والمثال بحواس باطنة **شق** بمقابلة حواس ظاهرة
ای ما یتعلق بالمثال وهي مرتبة صفة ظاهرة له والروح بصفة باطنة
للمثال وهي صفة ظاهرة للروح لان الظاهر والباطن لا يمتازان الا
بانطباقهما على ماهية واحدة بتقابلهما **شق** المجرد متعلق يمتازان مجرد
بعد حرف الاستثناء هو بينهما - والبتة ينزل الادراك من الروح الى المثال
ومنه الى الشهود ويعرج من عكس النزول وان لم يكونا منطبقين على ماهية
واحدة فكيف الامتياز بتقابل بينهما فيهما بل بطلا والنزول والعروج
شق مطروفان على الامتياز هو بتغاير ماهية لهما وعدم اتحاد الحقيقتين
حقيقتنا **شق** عطف على التغاير والجواب ان قيل اتحدنا هو وعدم انقلاب
حقيقة الى حقيقة اخرى **شق** عطف على ما قبله والجواب ان قيل
انقلبتا هو والقديم لا يعلمه بنفسه الا هو فيدرك بلا آلة بعيره لان ما علم
احيط واحاطة غيره عليه ممتنعة فهو لا يمان بالغيب في معرفة الله تعالى

ترجمہ یعنی آنچہ کہ متعلق میشود بشهود - و مثال بحواس باطنه بمقابله حواس ظاهره یعنی آنچه که متعلق می شود بمثال برای
مثال مرتبه صفت ظاهره است - و روح شناخته میشود بصفت باطنه که برای مثال است حال آنست که آن صفت ظاهره است روح
از آنکه ظاهر و باطن هر دو ممتاز نه شوند مگر بمنطبق شدن هر دو - بر ماهیت واحده بتقابل هر دو ممیز کرده شوند درمیان هر دو - و البته
ادراک از روح سوی مثال نزول میکند و از مثال سوی شهود - و همچنین عروج میکند بترتیب از عکس نزول - و اگر هر دو بر ماهیت
واحده منطبق نشوند پس امتیاز ظاهر و باطن که درمیان هر دو متقابل است درین هر دو چگونه شود بلکه هر دو باطل شوند - و همچنین
چگونه نزول و عروج شود بسبب تغایر ماهیت که برای هر دو است - و بسبب متحد نشدن هر دو حقیقت از روی حقیقت از آنکه در دو حقیقت
اتحاد از روی حقیقت نمی شود مگر بطور مجاز ورنه دو حقیقت واحده است نه دو - و این نیز جواب است اگر گفته شود که هر دو متحد آمدند
بسبب منقلب نشدن حقیقت سوی حقیقت دیگر - از آنکه امتیاز هر دو متقابل است و در انقلاب یکی بدیگری تقابل نمی ماند پس تمایز
از کجا آید حالانکه هر دو در آنچه که امتیاز دارند اشتراک مثال در دو حقیقت ممتنع است - چنانچه بیانش واضح تر در ذکر
اصول در اصل سی ام ذکر کیفیت اشتراک و منعش حقیقتاً مذکوره آمده اگر خواهی آنجا ببین - و این جواب است
نیز اگر گفته شود که هر دو منقلب آمدند یعنی از حالی بحالی مگر دیدند - و قدیم که ادراک نفس او میداند مگر او - بی آلت بغیر او لیشناخته شود
از آنکه آنچه دانسته شود احاطه کرده شود و احاطت غیر او بر و ممتنع است - پس همون ایمان بغیب است در معرفت خدای تعالی

بیان شنیف تمیم درایمان بالغیب

وهذا ش لے كل ما ذكرنا في الصدر من الغيب هر من بداهة الا ترى في نفسك ما اذا رأيت في الرؤيا هو عالم المثال وما انت تعلم لا تعلم من قبل وان قيل امتناع حضور غيب بان ما حضر ففي حضور وهو شهود فجوابه يتعلق بما جاز استحضاره وغيب الذي خلاف شهود اخر من غيب الذي خلاف حضور فهو بيّن انه فلا نفي له من علمه سبحانه فالله عالم الغيب والشهادة ش اى جنس الغيب والشهادة من كل خلق هر بتمامها جزءً وكلاً بنفسهما فهو علام الغيوب نفي عالم الغيب نكتة بعلم اخفى الخفيات واشد غيب المغيبات واعلم ان حضور غائب بمعنى خلاف حاضر لا يحصل بنفسه والغيب منفي عليه مستلزم ش اى من غائب فنفي الغائب ينفي الغيب هر الا ش يحصل حضور الغائب والغيب هر بانباء من حاضر بشرط جواز استحضاره وحضور غائب بمعنى خلاف شهود وبنسبة الى من لم يحضر له يحصل بنفسه لان الغائب ههنا يتحقق بنفسه ويكشف المغيبات برفع الحجب الى ما شاء الله تعالى

ترجمہ واین از بداهت است تمامه آنچه که از غیب در صدر مذکور آمد - آیا نمی بینی در نفس خود میست آنکه دیدی در خواب که او عالم مثال است و چیست این که میدانی که ازین پیش نمی دانستی - و اگر گفته شود امتناع حضور غیب با ینطور که آنچه حاضر آمد پس در حضور آمد و او شهود است پس غیب کجا ماند که حضور مش گفته شود لهذا ممتنع آمد - پس جوابش متعلق می شود بما جاز استحضاره یعنی آنچه که حاضر آمدنش و حضور خودش جائز شده - و غیبی که خلاف شهود است دیگر است از غیبی که خلاف حضور است پس او بداهت خود است پس نفی نیست او را از علم او سبحانه چنانچه در رکوع آخر سورهٔ حشر است فالله عالم الغیب والشهادة پس خدا داننده غیب و شهادة است یعنی جنس غیب و شهادت از خلق تمام او بطور جزو و کل نفس آن هر دو فهو علام الغیوب پس او عنها را نیکو داننده است نفی در عالم الغیب یعنی در غیب دانندگی نکته ایست بدانستن اخفى الخفيات و اشد غیب المغیبات یعنی پوشیده ترها و پوشیده ترو سخت تر غیب غیبها - و بدانکه هر آئینه حضور غائب که بمعنی خلاف حاضر است آن حضور بنفس غائب حاصل نمیشود حالانکه غیب از و منفی علیه است یعنی بر غیب از غائب آگهی داده شود پس نفی غائب نفی غیب باشد مگر حضور غائب و غیب حاصل میشود با آگاه کردن حاضر بشرط جواز استحضار او که حضور آمدنش جائز باشد و حضور غائب که بمعنی خلاف شهود است و بنسبت است سوی کسیکه او را حاضر نشد آن حضور بنفس غائب حاصل شود لذا آنکه هر آئینه این غائب هم اینجا است که محقق و ثابت میشود بنفس خود - و مغیبات منکشف میشوند برداشتن حجابها تا آنکه خواسته است خدای برتر

بیان حضور غائب بمعنی خلاف شهود

اعجازًا او كرامةً ومعونةً بتصفيةٍ وتزكيةِ النفس بتقوى الله تعالى باتيان
ما اتى به الرسول من الايمانيات والاحكاميات فالرسول اولى بكشفها ورسولنا
صلعم اعلى ش لعلوه فى خلقه صلعم استجماعًا هو الخلائق كلهم بانكشافها
كما هو بشواهد الخلقت على تفاوت درجاتها بديهى والله تعالى احق بعلمها
لكن احاطة علم بكلها فى ان وجوبًا لغيره تعالى ممنوعة وفى اوان جوازًا له صلعم
جائزة ش كما ذكر فى ذكر كيفية احاطة علمه صلعم هو فاما انكشاف المغيبات مع خلاف ما اتى به الرسول
فهو استدراج ويحصل بانواع ويصل بالمسلوبات فمشترك الاسم بخلاف ما فى اتيان ما اتى به الرسول نيصل بالموجودات فمشترك الصفت
يهدى من يشاء الى صراط مستقيم وليس تعارض فى المسئلة لان علم
الغيب بالاضافة وهو ثابت فخلافه ماول فرافع التعارض فى منعه
وجوازه من العقل ش اى بادراك العقل اصالتًا هو والنقل ش اى
لا يدركه العقل اصالتًا لعلوه لطافته الا بنقل الناقل الذى ابداه الله تعالى

ترجمه از روى اعجاز وكرامت ومعونت بتصفيه وتزكيه نفس بتقوى خداتعالى به بجا آوردن آنچه كه او را اين رسول از ايمانيات
واحكامات آورده است پس رسول بكشف مغيبات اولى است . ورسول ما صلعم كه برترين خلق اند تمام او را بنابر علو او صلعم در خلق خود
از روى اجتماع پس از همه برتر آمدند بانكشاف مغيبات چنانچه او بديهى است بشواهد يعنى بدينهاى خلقت بر تفاوت درجات آن كه بديهيات
خداى برتر سزاوارتر است بعلم آن مغيبات ليكن احاطه علم بتمام آن از روى وجوب در آن واحد براى غير او تعالى ممنوع است واز روى جواز
در آوان براى او صلعم جائز است چنانچه در ذكر كيفيت احاطت علم او صلعم ذكر كرده شد . وليكن انكشاف مغيبات مع خلاف آنچه كه او را رسول آورده
پس او استدراج است حاصل شود بانواع وبمسلوبات مى پيوندد پس مشترك اسم است بخلاف آنچه يعنى آن مكاشفات كه به بجا آوردن آنچه است كه او را
رسول آورده كه هر آئينه او بموجودات مى پيوندد پس بامشترك وصفت است يعنى در كشف منهاجى كه خلاف ما اتى به الرسول است و
يا داى ما اتى به الرسول كه از ايمانيات واحكاميات است آمدن هر دو واطلاق اسم كشف غيب ميشود پس هر دو در اسم مشترك آمده اند در حقيقت
بخلاف آن غيب كه در بجا آوردن آنچه كه او را رسول آورده كشف شد كه هر آئينه اين مكاشفات يعنى بموجودات مى پيوندد پس اين كشف كه باداى ما
اتى به الرسول است بموجودات مشترك الوصف است الله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم كه در سوره نور كوع ششم آمده يعنى خداى
رهنمايى ميكند هر كرا خواهد بسوى صراط مستقيم كه ره راست است . ودرين مسئله تعارض نيست از آنكه علم غيب ثابت است باضافت ونسبت است يعنى بخلق خالق وحال
نيست كه او ثابت آمده پس خلاف او ماول است پس اين تعارض كه در منع غيب وجواز او است از عقل ونقل رفع شد مع استتار آن غيب كه
است وعلم عادى است كه بدرس وتدريس وكسب حاصل شود وبرآيد . و آن كه ثابت سماهت است يعنى فرد ايكى ديگر درست است از آنكه آنچه از عقل
است او بادراك يعنى در رسيدن است باصل عقل . وآنچه از نقل است او را عقل اصالتًا درنمى آيد بسبب علو وبلندى لطافتها وگرنه بنقل ناقل

یادراکه اصالتًا هر باستثناءٍ بحسبِ الحالِ والعلمِ العادی وانکارُ الثابت سفاهة

فامّا من العقل کما هو لا یخفیٰ علی العاقلِ من المذکورِ وامّا من النقلِ فالآیاتُ

فی الجوازِ شٓ ای جوازُ علمِ الغیبِ هر فی آخرِ سورةِ البقرِ یعلمُ ما بینَ ایدیهم

ای فی زمانِ حالٍ وما خلفهم ای فی زمانٍ مستقبلٍ فعلمُ ما مضیٰ الذی

لا یثبت باستقلالهِ من کیفِ الممکنِ شٓ متعلق لا یثبت هر بالحال

شٓ متعلق ثابتٍ خبرُ مبتدءٍ هو علمُ ماضٍ هر اذ هو یعرضُ عدمٌ لاحقٌ

بوجودِ الحالِ فیقتضی عدمًا فیحتاجُ الی الحالِ فی استقرارهِ فبعلمهِ شٓ

مصدرٌ مجهولٍ اذ علمُ العدمِ بالوجودِ هر بخلافِ الحالِ والمستقبلِ اذ الحالُ

موجودٌ مستقلٌ والمستقبلُ بعدمٍ سابقٍ فیقتضی الوجودَ فلا یحتاج الی الحالِ فی استقراره

فبعلمهِ شٓ مصدرٌ مجهولٍ هر فالکلامُ فی الاستقلالِ من حیث عدم

احتیاجهِ الی غیرهِ وجودًا واستقرارًا وعلمًا ولا یحیطون بشیءٍ من علمهِ

ای من علمهِ یتعلقُ بالمعلوماتِ فی الزمانین ففیه نکتةٌ بتنزهِ علمهِ

ومنعِ حصرهِ مع حدوثِ معلوماتهِ وحصرِها فان لم یسلم هذا فکیف تجزیةُ

علمهِ البسیطِ الّا بما شاءَ ای بمعلومٍ من معلوماتهِ وشاءَ یدلُّ علی تحققِ الفعل

ترجمہ: او را بادراک و اصالتًا توانائی داده است۔ ولیکن از عقل چنانچه او بر عاقل پوشیده نیست از بیان مذکور۔ ولیکن از نقل پس آیات اند در جواز علم غیب

در آخر سورهٔ بقره یعلم ما بین ایدیهم یعنی میداند در زمان حال آنچه پیش شان است و ما خلفهم و میداند در زمان مستقبل آنچه پس شان است پس

علم ماضی آن که باستقلال خود از کیف ممکن ثابت نمیشود ثابت بحال است از آنکه او بعرض عدم است که لاحق بوجود حال شده او را سوی عدم کشیده

گردانید پس ماضی بعرض عدم لاحق بوجود حال عدم را میخواهد و سوی حال در استقرار خود باحتیاج دارد پس بدانسته شدن خود با محتاج است از آنکه علم

ایجاد وجود است در نه عدم مجهول۔ بخلاف حال و مستقبل از آنکه حال موجود مستقل است و مستقبل بعدم سابق است و مقتضی وجود است پس سوی

حال در استقرار خود احتیاج ندارد۔ بدانسته شدن خود هم بدو محتاج نباشد۔ و این کلام در استقلال است از حیثیت عدم احتیاج او سوی غیر او از

وجود و استقرار و علم ولا یحیطون بشیءٍ من علمه و آنان در نمیگیرند و احاطه نمی توانند چیزی را از علم او یعنی از علم او که تعلق دارد بمعلومات

در هر دو زمان حال و مستقبل و درین نکته است بتنزه علم او و منع حصر او با وصف حدوث معلومات آن علم و حصر آن معلومات۔ اگر این پذیرفته

نشود و تسلیم نباید پس تجزیه علم بسیط او چگونه شود یعنی علم بسیط حق چگونه تجزیه یابد و جزء جزء شدن لازم آید الّا بما شاء مگر با آنچه که خواسته

است یعنی در نمیگیرند معلوم را از معلومات او الّا آن قدر که خواسته است۔ اینجا لفظ شاء بر تحقق فعل دلالت میکند بنا بر صیغه ماضی که برای تحقق است۔

فخاجر العادیات وغیرها فی ای زمان لغیر الله سبحانه اضافةً بالاستثناء
من المستثنی منه یدل علی منع الاستقلال عن غیر الله سبحانه تعمیماً
متحقق فلا دلیل علی منع علم الغیب لغیر الله سبحانه الا علی جوازه وفی

سورة القصص واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه
فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوه الیک وجاعلوه من المرسلین

وفی آل عمران واذ قالت الملئکة یا مریم ان الله یبشرک بکلمة منه
اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین ٥
من الآیتین علم الغیب لغیر الرسول ثابت ش عند اهل سنة وجماعة
خلافاً المعتزلین ه وفی سورة الجن عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً

الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصداً
اعلم ان الله تعالی عالم الغیب ش الذی خلاف الشهود وبنسبة الی من یحضر له

ترجمہ پس علم عادیات وغیر عادیات در هیچ زمان بغیر خدای سبحانه را از روی اضافت بخلق فالق ثابت و متحقق است بسبب استثناء
از مستثنی منه که بر منع استقلال از غیر خدای سبحانه دلالت میکند که بطور تعمیم است پس دلیلی نیست بر منع علم غیب برای غیر خدای سبحانه
مگر بر جواز او۔ و در سوره قصص است رکوع اول واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه ٥ فاذا خفت علیه
فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوه الیک وجاعلوه من المرسلین ٥ وحی
کردیم و خبر دادیم مادر موسی را اینکه شیر نوشانی او را یعنی از شیر خورانیدن او۔ چون بترسی بر او پس او را در دریا بیافگن و تو
غمناک مشو۔ ما او را سوی تو باز گرداننده ایم و او را از رسولان آورنده ایم۔ و در سوره آل عمران بر کوع پنجم است واذ قالت
الملئکة یا مریم ان الله یبشرک بکلمة منه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والآخرة
ومن المقربین ٥ و چون فرشتها گفتند ای مریم هر آیینه خدا ترا بشارت و مژده میدهد بکلمه از و که نام او مسیح عیسی ابن مریم
او با قدر و جاه است در دنیا و آخرت و از مقربان خدا است۔ از این هر دو آیت علم غیب برای غیر رسول ثابت است نزد
اهل سنة و جماعة و معتزله را اختلاف است درین۔ و در آخر سوره جن است عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا
من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصداً یعنی داننده غیب است
پس یاری نمیدهد بر غیب خود کسی را مگر آنکس را که پسند فرمود از رسول و هر آیینه او در کشد در برگمارد از پیش او و از پس او ملائکه را نگهبان۔ بدانکه هر آیینه او تعالی داننده غیب است آنکه بخلاف شهود است و بنسبت الی من یحضر له است یعنی غیب است

تفسیر الآیة الکریمة عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه
احداً الا من ارتضی من رسول

تفسیر کریمہ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه
احداً الا من ارتضی من رسول

م العام له سبحانه وغيره ش عادتاً او بغيرها ويدل على عمومه عدم اختصاصه لمختص م والاظهار بمعنى الامداد الذي يقع فيما وقع قبله ش اي الاظهار م فلا يظهر على غيبه الخاص له سبحانه ش لا لغيره سبحنه عادتا ويدل على الغيب الخاص اضافت الغيب الى الضمير م الا من ارتضى من رسول فلا نفي من علم الغيب العام لعام من الانبياء وغيرهم من المومنين ومن علم الغيب الخاص لخاص من الانبياء ولما الاستثناء عن نفي علم الغيب الخاص يجوزه لغيره سبحانه فالعام ش فيجوز علم الغيب العام م بالاولوية ش عند اهل سنة وجماعة خلافا للمعتزلين اذ عندهم الرسول من ملك والمتوهبين م فيدل على جواز احاطة كلية علما بالغيب للرسول لعموم اللفظين ش اي الغيب والرسول م فلسيد الرسل صلعم بخصوصية قرينة الكلام مقدار ش متعلق بيدل وان وقع صفة او حالا للاحاطة الكلية علما فمتعلق ثابتة م احاطة مركزيتهم في شرح الصدر ش

ترجمہ این غیب عام است برای او سبحانه وغیر او بطور عادت باشد یا بغیر عادت۔ ودلالت میکند بر عموم این غیب عدم اختصاص او برای مختص۔ و اظهار بمعنی امداد است آنکه واقع شود درانچه که او پیش از اظهار و امداد وقوع یافت۔ پس او سبحانه امداد و یاری نمیدہد بر غیب خاص خود که او سبحانه راست نه غیر او سبحانه را از روی عادت۔ و بریں غیب خاص دلالت میکند اضافت غیب بسوی ضمیر است۔ مگر یاری دہد کسی را که پسند آورد از رسول۔ پس نفی نیست از علم غیب عام از انبیاء و غیر شان از مومنین و نه نفی است از علم غیب خاص خاص را از انبیاء۔ و ہرگاه این استثناء که از نفی علم غیب خاص است اورا یعنی علم غیب خاص را برای غیر او سبحانه جائز دارد پس ایں استثناء علم غیب عام باولویت جائز دارد نزد اہل سنت وجماعت درحالیکه خلاف است برای معتزله زیرا که نزد شان ایں رسول مراد است از فرشته۔ و خلاف است برای وہابیہ۔ و ایں استثناء دلالت میکند بر جواز احاطه کلیه بطور علم لغیب برای رسول بنا بر عموم ہر دو لفظ غیب و رسول که دریں کریمه آمده اند یعنی ایں استثناء بسبب عموم ہر دو لفظ غیب و رسول که دریں کریمه آمده دلالت میکند که رسول را آمده علم احاطه کلی لغیب جائز است۔ پس دلالت میکند برای سید رسل صلعم بخصوصیت قرینه کلام که دلالت بمقدار احاطه مرکزیت شان است حالانکه ایں احاطه مرکزیت شان درشرح صدر آمده ثابت۔ یا پس دلالت میکند برای سید رسل صلعم بخصوصیت قرینه کلام بر جواز احاطه کلی لغیب بطور علم که ثابت است بمقدار احاطه مرکزیت شان حالانکه ایں ثابت است درشرح صدر

متعلق ثابتة حال لاحاطة مركزيتهم ه ولو فى اٰن او اوان ش كما
ذكر فى ذكر كيفية احاطة علمه صلعم كما هو عند اهل سنة وجماعة من
المتصوفين ه وانّ عن ش مفعول اعلم على العطف ه لفظ من معمم ولفظ من مخصص لان
ليس تبيين من الا لتخصيص من تعميم وتخصيص بعد تعميم لا ينفى جواز امر مخصص
لغير مخصص له لاشتراكهما ش اى مخصص له وغير مخصص له ه فى العموم لم يكن ش الضمير المستتر
الى الامر المخصوص ه ممتنعا فى وجه الجواز جانب اوّل قوى ش الجملة
حال من جواز الذى مضاف الى الامر فالواو حالية والّا عطف على الجملة
ه ولا ينفى نقصان فهم المستفهم هذه البلاغة الى المرام فى فصاحة
الكلام مع التوسع للمقاصد وانّ الرسول غير الملك ش عند اهل
سنة وجماعة خلافا للمعتزلين فعندهم هو ملك ه وانّه انسان بدلالة
يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا لان الملك غنى من الملك فى امره
وفى سورة النحل ويوم نبعث فى كل امة شهيدا عليهم من انفسهم وجئنا بك

ترجمه اگرچه در آن واحد باشد یا در آوان چنانچه در ذکر کیفیت احاطهٔ علم او صلعم ذکر کرده شد همچنان که او است نزد اهل سنت و جماعت از متصوفین یعنی از صوفیه رحمهم الله تعالی. و بدانکه هر آئینه لفظ من بالفتح که در من از لفظی است معمم یعنی عام دارنده است. و لفظ من بالکسر از من رسول مخصص است یعنی خاص کننده. از آنکه اینجا من تبیین نیست که از کسی بیان کرده باشد مگر برای تخصیص است از تعمیم. و تخصیص بعد تعمیم نفی نمیکند جواز امر مخصص را برای غیر مخصص له یعنی امر که خاص کرده شده است جواز ش نفی نمیکند جواز امری را که برای او تخصیص نه کرده شده است بنا بر اشتراک هر دو مخصص له و غیر مخصص له در عموم اگر آن امر مخصوص ممتنع نباشد حالانکه در وجه جواز جانب اول قوی است و نه نفی میکند نقصان فهم مستفهم این بلاغت را که سوی مرام است در فصاحت کلام مع توسع برای مقاصد یعنی این کلام فصیح که برای مقاصد توسع دارد و بلاغت سوی مرام میرساند اینچنین بلاغت و فصاحت متوسع بمقاصد موصل بمرام را از نقصان فهم مستفهم نفی نتوان کرد. و بدانکه رسول در کریمهٔ مذکوره غیر ملک است یعنی فرشته نیست نزد اهل سنت و جماعت حالانکه خلاف است معتزلین را که نزد شان او ملک و فرشته است. و حال آنست که هر آئینه او انسان است بدلالت یسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا یعنی بطور نگاهداشت از پیش و پس او مقرر میکند. از آنکه فرشته از فرشته در امر خود بی نیاز و غنی است. و در سورهٔ نحل آیت رکوع دوازدهم ویوم نبعث فى كل امة شهيدا عليهم من انفسهم وجئنا بك شهيدا على هؤلاء
و در آن روز در هر گروه شهید یعنی گواه خواهیم برانگیخت بر آنان از نفسهای شان یعنی از جنس های شان و بیاریم ترا

شَهِیْدًا عَلٰی هٰؤُلَاءِ ولیس الشهادة الا بعلم المشهود به فلما یشهد فکیف یجهل فهذا تدل علی ان الرسول عم کثیر العلم بالمغیبات فی اِنْ شٌ لکثرة المعلومات فی اٰنٍ فی حدمرکزه واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم بسندٍ صحیحٍ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان قال رایت ماتعمل امتی بعدی فاخترت لهم الشفاعة الحدیث هر وکم من ایةٍ فی القران المجید تدل علی الدعوی والایات فی المنع شٌ ای منع علم الغیب هر فی سورة النمل قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ وفی سورة لقمان اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ وفی سورة الانعام وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وغیرها لیست معارضة للاولی لان الغیب باضافته الله سبحانه ثابت فتاول شٌ الضمیر المستتر الی ایاتٍ فی المنع والاصل ان معارض الثابت ان کان خلافه لاصنه یاول بوجود غیر مثاله لان ما ثبت لا ینفی الا الذهنی

ترجمه گواه برین همه کسان ـ وشهادت نیست مگر بعلم مشهود به یعنی گواهی نباشد مگر بعلم چیزی که بدو گواهی داده شود که دیده است او را پس هرگاه که شاهد باشد پس چگونه جاهل باشد پس این آیت دلالت میکند برانکه این رسول علیه السلام کثیر العلم است بمغیبات دریک آن بسبب کثرت معلومات در آن واحد در حد مرکز خود ـ و بزار و طبرانی در اوسط بر آورده است و ابونعیم بسند صحیح که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم تا آنکه فرمود دیدم آنچه عمل خواهد کرد امت من پس من ـ برای ایشان شفاعت را پسندیدم تا آخر حدیث ـ و بسی است از آیت در قرآن مجید که برین دعوی دلالت میکند ـ و آیاتیکه در منع علم غیب اند ـ در سوره نمل رکوع پنجم است قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ؕ یعنی بگو ای حبیب من نمیداند کسیکه در آسمانها و زمین است غیب مگر الله ـ و ایشان نمیدانند که کدام وقت برانگیخته و برداشته شوند ـ و در سوره لقمان است رکوع چهارم اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ؕ یعنی هرآینه خدای بزرگ نزد اوست علم قیامت و فرود آرد باران را ـ و داند آنچه در رحمهای مادران است و نمیداند هیچ نفس که فردا چه حاصل خواهد کرد ـ و نمیداند هیچ نفس که در کدام زمین است آنچه خاک خواهد مرد ـ هرآینه خدا بر ترتیبا داننده آگاهنده است ـ و در سوره انعام است رکوع هفتم وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ونزد اوست کلیدهای غیب نمیداندشان آنها را مگر او ـ این همه آیات مذکوره و غیر اینها معارض نیستند آیات اولی را که در اثبات علم غیب اند ـ از آنکه هرآینه غیب باثبات و نسبت یعنی بجانب خدا سبحانه ثابت است پس این همه آیات که در منع غیب اند تاویل کرده شوند بوجهیکه بخلاف آنها وارد است که هرآینه معارض ثابت اگر او خلاف ثابت باشد نه ضد او تاویل کرده شود بوجود غیر مثل او از آنکه آنچه ثابت شده است نفی نکرده شود مگر ذهنی

بیان آیاتیکه در منع علم غیب اند و تاویلات آنها

الذي تصلح لوجودٍ خارجٍ وهو غير ثابتٍ بنسبةٍ اُخرى فيأول النفيُ لا الثبوت
لتقدّمه ﻫ بوجهٍ بالخلاف فرفع التعارضِ باستثناءٍ بحسب الحالِ او بحسب
العاداتِ المخصوصةِ فلا ش اي فلا يثبتُ ﻫ منعاً مطلقاً والّا التعارضُ و
مخالفة البداهة مما في نفس المعرضِ ومن الاعجازِ والكرامةِ في المغيباتِ ش
الالف واللام للجنسِ ﻫ كلامه افلا يتدبّرون القرانَ ولو كان من عند غير الله لوجدوا
فيه اختلافاً كثيراً فالخمسةُ المشهورةُ من المغيباتِ افرادُها فاربعةٌ منها
في الاعجازِ والكرامةِ الا الساعة ش فارجع لثبوتها الى كتب السيرِ والاحاديث
في اعجاز النبي صلعم ومن غيرها في كرامةِ الاولياءِ رض فتدرك ﻫ والله
تعالى اعلم والموفّقُ والحفيظُ

اللّٰهمّ صلّ وسلّم على محمّدٍ نبيّ الرّحمةِ وعلى جميع آله
كما تحبّه وترضاه وتشفّعه فينا
ونحن نحبّنا بهم

ترجمه آنكه وجود خارج را صلاحيت دارد حالانكه او غير ثابت است بنسبت ديگر پس نفى تاويل كرده شود نه ثبوت بسبب تقدم
او پس رفع تعارض ثابت باستثناء است بحسب حال يا بحسب عادت مخصوصه يعنى آنچه حسب حال يا حسب عادات مخصوصه است
از استثناء آن ازان عيب تعارض رفع شود پس منع مطلق ثابت نشود ورنه تعارض است . ومخالفت بداهت از آنچه كه در نفس
معترض است يعنى رو گرداننده و از اعجاز و كرامت كه در جنس مغيبات است لازم است يعنى از اعجاز و كرامت كه در هر جنس مغيبات
ثابت بداهت است ازين بداهت آنچه كه در نفس معترض است مخالفت لازم آيد و مخالفت از بداهت باطل پس اعراض ازو
چگونه گردد - افلا يتدبرون القران ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا
كه در سوره نساء ركوع يازدهم است - يعنى آيا پس فكر نمى كنند و نمى انديشند در قرآن - و اگر از نزد غير خدا بودى البته دريافتندى در او
اختلاف بسيار - پس آن پنج مشهوره از مغيبات افرادها نيز - و چهار از ان ثابت اند در اعجاز و كرامت مگر ساعت و قيامت
پس براى ثبوت اينها رجوع كن بسوى كتب سير از احاديث در اعجاز نبى صلى الله عليه وسلم و از غير آن در كرامت اولياء رضوان الله
عليهم اجمعين پس بيابى - و خداى بزرگ داناتر است و توفيق دهنده است و نيك نگاه دارنده

اللّٰهمّ صلّ وسلّم على محمّدٍ نبيّ الرّحمة وعلى جميع آله كما تحبّه وترضاه
وتشفّعه فينا ونحن نحبّنا بهم

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا وما فیہا مع المطالب الاخری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ✽ اعلم ان العلم صفۃ متوسعۃ لمعلومات جامعۃ ومانعۃ واختصاصہ بمعین معرفۃ وھذا علی حکم التعدیۃ فیہما فالعالم علمہ حصولی ھو صفۃ علم منسوب بحصولہ العالم ش الضمیر المنصل الی علم مفعول المصدر ھ ای یحصلہ بغیرینہ بہ ش ای بعالم ھ بزیادتہ علی مرتبۃ ذاتہ فیحتاج لعلم معلوماتہ الی غیرہ وحضوری ھو صفۃ علم منسوب بحضورہ لعالم ای بحضورہ فی نفسہ بعینیتہ بہ فی مرتبۃ ذاتہ فلا یحتاج الی غیرہ ش ھو الزیادۃ فالحاصل ان عالما بعلمہ الحصولی

بیان علم حصولی و علم حضوری +

ترجمہ ذکر در بیان علم و معرفت و عارف و معروف و متعلقات او و آنچہ درو است با مطالب دیگر ✽

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

بدانکہ ہر آئینہ علم صفتی است متوسعہ برای معلوماتی کہ جامعہ ومانعہ باشند ۔ واختصاص یعنی خاص شدن این علم بمعلوم معین معرفت است ۔ وایں علم بر بنای حکم لتعدیہ است در ہر دو یعنی علم مصدر متعدی است کہ بمعلوم متعدی شود خواہ صفت متوسعہ یا بمعلومات خواہ بمعلوم معین مختص ۔ پس بنا بریں حکم تعدیہ عالم را از دو علم چارہ نیست یکی علم حصولی است و صفتِ علم است کہ نسبت کردہ شدہ است بحصول بسبب حصول عالم او را یعنی ایں علم را عالم حاصل میکند بغیریت ایں علم با عالم کہ زیادت است آن زیادہ بر مرتبۂ ذات عالم نہ بعینیت ایں علم بعالم ۔ پس عالم محتاج میشود علم معلومات خود را سوی غیر خود چرا کہ ایں علم بعالم بعینیت نیست بلکہ بغیریت است پس ایں غیریت بمقابلہ عینیت است لہٰذا احتیاج مر تغیریت را بر واسطہ بعلم معلومات خود می است ۔ و عالم را دیگر علم حضوری است و صفت علم است نسبت کردہ شدہ است بحضور بسبب حضور او عالم را یعنی بحضور علم در نفس عالم بعینیت آں علم بعالم در مرتبۂ ذات عالم ۔ پس عالم سوی غیر خود کہ از زیادت است محتاج نمیشود برای علم معلومات خود ✽ پس حاصل آنکہ عالم بعلم خود کہ حصولی است

بیان علم حصولی و علم حضوری

يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم وبعلمه الحضوري لا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم بل يعلم بمرتبة عينية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم لا كقولهم ان عالما يحتاج الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حصولى فيعلم غيره ولا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حضوري فيعلم نفسه **م** لعلم معلوماته فعلمه نفسه وغيره ايضا فى الوجهين **ش** اى ثابت فى وجه علم حصولي وعلم حضوري **م** لا يستغنى احدهما عن قسيمه ولا يلزمه شئ غيرهما المعلومه فعلمه عدم مطلق باصالته ممتنع **ش** فلا اصل للسوال المشهور اى ان علم العالم القديم عدما فى مرتبة العلم الحضوري فلزم ان العدم عينه وان لم يعلم فلزم الجهل والسوال مستبعد لان العدم المطلق لا يحكم بمعلوميته الا ان يقال الحادث مفعول علم ولان لما علم غير نفسه فهو حصولي ولما علم نفسه فهو حضوري على تعريف الحصولي والحضوري لهم كقو

ترجمه البته براى علم معلوم خود محتاج شود سوى غير خود يعنى سوى مرتبهٔ غيريت علم كه بعالم است از انكه اين مرتبهٔ غيريت واسطه است درميان عالم ومعلوم ـ وعالم بعلم خود كه حضورى است براى علم معلوم خود محتاج نمى شود سوى غير خود يعنى سوى مرتبهٔ غيريت علم كه بعالم است بلكه ميداند بمرتبهٔ عينيت علم كه بعالم است از انكه اين مرتبهٔ عينيت واسطه است درميان عالم ومعلوم مستقل قول شان اينكه عالم البته محتاج شود سوى غير خود يعنى سوى معلومى كه او غير نفس اوست در مرتبهٔ علم حصولى پس ميداند غير خود را ـ ونه محتاج شود عالم براى علم معلوم خود سوى غير خود يعنى سوى معلومى كه او غير نفس اوست در مرتبهٔ علم حضورى پس ميداند نفس خود را ـ پس علم نفس عالم وعلم غير او نيز ـ درين هر دو وجه كه ثابت است يعنى در وجه علم حصولى وعلم حضورى هر يكى از ان هر دو بى نياز نمى شود از قسيم يعنى شريك خود ـ ونه لازم شود عالم را چيزى غير اين هر دو براى معلوم خود ـ پس علم عدم مطلق باصالت خود ممتنع است ـ پس اين سوال اصلى نيست يعنى اگر دانسته قديم عدم را در مرتبهٔ علم حضورى پس لازم شد اينكه عدم عين او است واگر ندانست پس جهل لازم آمد واين سوال مستبعد آمد يعنى از مضمون مستبعد وبعيد شمرده شد از انكه عدم مطلق بمعلوميت خود حكم نكرده شود مگر اينكه در سوال مذكور بجاى عدم حادث گفته شود بنا بر مفعول از فعل بدانست كه ترجمه علم آمده ـ واز انكه بر بناى تعريف حصولى وحضورى همچو قول شان كه انيست چون عالم غير نفس خود بدانست پس او علم حصولى است وچون نفس خود بدانست پس او علم حضورى است ٭

فلا يرد عليه شيءٌ م وعلمُ نفسِه وحادثٍ مع علمِ عدمٍ مُنبَّئٍ عليه متبحر المنبئ على عدمٍ مطلقٍ بتعلقه ش المجرور متعلقٌ بعلمِ الحادثِ والضميرُ الى الحادثِ م بفعلِ عالمٍ وشبهِ صنعِه عنه تضمناً والتزاماً حصولياً و حضورياً ضرورياً معاً وفى خلافِه ش اى خلافِ ما عُرّف لعلمٍ حصولي و حضوريٍ م كما هو المشهورُ يلزمُ عينيتُه غيرِ العالمِ به فى علمٍ حضوريٍ وغيريتُه عينِ العالمِ به فى علمٍ حصولي والا الجهلُ من جهةٍ فى حدِ هما +

ضميمةُ مناسبةِ المحلِّ

اِعلمْ انَّ ربطَ خَلقٍ الذى بين خالقٍ ومخلوقٍ باعثُ العلمِ والحكمِ منهما ش اى من مخلوقٍ الى خالقِه ومن خالقٍ الى مخلوقه م والاّ بطلَ العلمُ والحكمُ اِعلمْ انَّ اللهَ تعالى عليمٌ بنفسِه تقدّس وتبارك مع صفاتِه حتى الفعلِ الحجابيِ مع اثرِه وهو مفعولُه من حيثيةِ حدوثِه ش مجرورٌ من مع مضاف اليه يتعلقُ بعلمٍ او يتعلقُ بمفعوله والضمير فى حدوثه راجع الى مفعوله او الى الفعل الحجابى وهما مرادان و لم يختلف معناهما باختلافِ مرجعِ الضميرِ فليس الفعلُ الحجابىُ ومفعولُه قديماً م ولو فى علمه تعالى ولوجودٍ خارجٍ من علمه تعالى

ترجمہ پس بر وے چیزے یعنی ہیچ سوال وارد نمی شود۔ و دانستن نفس خود و حادث مع علم عدم بطور حصولی و حضوری عالم را امر ورشیء انبیا تعلق حادث بجدید خود بفعل عالم و بسبب شبہ صنع حادث از عالم بطور تضمن و التزام۔ و با حادث علم عدم از ان است کہ علم عدم کہ بر عدم مطلق الٰہی دہندہ است از حادث بر و اگہی است یعنی بنا بر تعلق حدوث حادث بفعل عالم و بسبب حصول شبہ صنع او از عالم اند و تضمن و التزام و خبر دادن حدوث حادث بر علم عدم داد و بر عدم مطلق بدانستن نفس خود دانند بر دانستن حادث مع متعلقاتش بتعلق فعل و صنع خود بجدید بسبب قیام حقیقی و صفات بذات بطور علم حصولی و حضوری معا ضروری است ورنہ بدون علم این ہمہ فعل و صنع بیکار و معطل آید و مخلوق مصنوع ممتنع آمدہ خلق و صنع او چگونہ شود کہ خلاف بداہت است۔ و در خلاف آنچہ کہ برائی علم حصولی و حضوری تعریف کردہ شد بجہان کہ او مشہور است عینیت غیر عالم بعالم در علم حضوری و غیریت عین عالم بعالم در علم حصولی لازم شود ورنہ جہل لازم شود از جہتی در حد ہر دو۔

ضمیمہ مناسب المحل بدانکہ ہر آئینہ ربط خلق آنکہ درمیان خالق و مخلوق است ہمان باعث علم و حکم است از ہر دو یعنی از مخلوق بخالق و از خالق سوئے مخلوق خود ورنہ بدون ربط علم و حکم ہر دو باطل شدہ۔ بدانکہ ہر آئینہ خدا بر تر بدانست نفس خود پاکیزہ و مبارک است مع صفات او تا فعل حجابی مع اثر او کہ مفعول او است از حیثیت حدوث او و اگرچہ در علم او تعالی است و اگرچہ بوجود خارج است از علم او تعالی یعنی دانستن مفعول بحیثیت حدوث مفعول است کہ بفعل فاعل بوقوع آمدہ یا بحدوث فعل حجابی است کہ بسبب تعلق اثر بفعل حجابی علم فاعل بمفعول ہم ہمراہ آمدہ حاصل شدہ پس فعل حجابی و مفعولش ہر دو قدیم نیستند۔ و این فعل حجابی آن فعل نیست کہ وصف فاعل است بلکہ این فعل مرتبہ حجاب است کہ از فاعل کہ وصف فاعل است حدوث یافتہ۔ و نہ این فعل حجابی ہمچو اثر مخلوق است مراد آنکہ حادث غیر مخلوق است و تفصیل او در ذکر کیفیت اعتبار مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمدہ آنجا باید دید +

تعلمه تعالى متعلق بما هو قديم وبما هو حادث ولم يتغير باختلاف المعلومات
حتى ما بلغ العلم فاعلم ان المعرفة موقوفة في نفس عارف فلا يعرف ما في
غيرها فالمعرفة حقيقيا بما قام بقيامه الحقيقي في نفس عارف ومجازيا
بما قام بقيامه المجازي فيها والقيام المجازي لا يتحقق الا بما قام بقيامه
الحقيقي في نفس عارف وهو شبه الذي هو وجه معرفة فاعلم ان الشبه
لتكيف علم في مرتبة مثال بكيفية معلوم لا ما يقوم فيه وعليه كصورة في
مرات وعلى غيرها فيحتاج الى وجود متقدم منه فان حصول شيء صنعا
يحتاج الى شبه متقدم منه وعلما ش عطف على صنعا اى حصول شيء
علما هـ على وجهين بنفسه من حيث ان الشبه يحتاج الى نفس شيء وهو
مقصود وبشبهه ش عطف على بنفسه هـ من حيث ان معرفة شيء يحتاج
الى شبه الذي هو وجه معرفة فلا نزاع والحق انهما معا بتاخر رتبي فلا
يعرف عارف غير ما هو متقدم من شبه متقدم ش من مصنوع هـ لصنع
ومتقدم من شبه متاخر ش من معلوم هـ لعلم

بیان علم الاشیاء باشباهها وانفسها

ترجمہ پس علم او تعالی متعلق است با آنچہ کہ او قدیم است و با آنچہ کہ او حادث است و باختلاف معلومات تا آنچہ کہ این علم در رسید تغیر نیافت
و بدانکہ ہر آئینہ معرفت موقوفست در نفس عارف پس نشناختہ شود آنچہ کہ در غیر اوست پس معرفت از روی حقیقی با آن چیز است
کہ بقیام حقیقی خود در نفس عارف قائم است۔ و بطور مجازی با آنچہ کہ قائم بقیام مجازی است در و یعنی در نفس عارف و قیام
مجازی ثابت و متحقق نشود مگر با آنچہ کہ در نفس عارف بقیام حقیقی قائم است۔ و او شبہ است آنکہ اوست وجہ معرفت۔ و بدانکہ ہر آئینہ شبہ
البتہ تکیف علم است یعنی چگونگی علم در مرتبہ مثال بکیفیت معلوم نہ آنچہ کہ قائم شود در و بر وے چو صورت در آئینہ بر غیر او پس احتیاج
می باشد سوی وجودی کہ متقدم از وست پس ہر آئینہ حاصل شدن چیزے بطور صنع البتہ محتاج باشد سوی شبہ کہ از آن شی متقدم است
و حصول شی بطور علم بر دو وجہ است یکی بنفس شے از این حیثیت کہ شبہ البتہ احتیاج دارد سوی نفس شے کہ او مقصود است۔ دوم بشبہ
از این حیثیت کہ معرفت شی البتہ احتیاج دارد سوی شبہ آنکہ او وجہ معرفت است پس نیست نزاعی۔ و حق ہمین است کہ
ہر آئینہ علم ہر دو معا است بتاخر رتبی یعنی در پس ماندن از روئے رتبہ است نہ بطور حقیقت۔ پس عارف نمی شناسد
بجز آن چیز را کہ او متقدم است از شبہ متقدم است او از مصنوع برای صنع این مصنوع۔ و متقدم از شبہ متاخر کہ از معلوم است برای علم است

بیان آنکہ معرفت موقوف در نفس عارف است [illegible]

بیان علم اشیاء بنفس آنہا و بشبہ آنہا معا بتاخر رتبی است

توسیلۃ معرفۃ لہما ش ای لما ھو متقدمٌ من شبہٍ متقدمٍ لصنعٍ ومتقدمٌ
من شبہٍ متاخرٍ لعلمٍ م وصفٌ جامعٌ ومانعٌ والجامع ظلٌّ ذی ظلٍّ والمانع
مسلوبہ وھو معرضہ وان نفی احدھما ش ای احدٌ من وصفٍ جامعٍ و
مانعٍ م فالمعرفۃ ممنوعۃ فالتابعیۃ والمتبوعیۃ وھی العابدیۃ والمعبودیۃ بمعرفۃ
الوصف الجامع والمانع فھی مورثۃ التصدیق وھو حصول معرفۃ شئٍ کما ھو ھو
وھنا الاسم للمعنی ش ای حصول معرفۃ شئٍ کما ھو ھو لا لمعنی مصدری
م ومحلہ القلب العنصری ومبدئہ من حدٍ اعلی مرتبۃ حواسٍ باطنۃٍ الی
حدٍ اسفلہا الی مرتبۃ مثالٍ ش الی انتہائیۃ علی اصلٍ غیر جنسٍ م فمن
تصدیقٍ الی تصورٍ ش ای الی انتہاءِ تصورٍ علی اصلِ غیر جنسٍ م وھو
حصول شبہ شئٍ کما ھو ھو لقصدٍ ش غیر معینٍ م وھنا الاسم للمعنی
ش ای حصول شبہ شئٍ کما ھو ھو لا لمعنی مصدری م ومحلہ الدماغ و
مبدئہ من حدٍ اعلی مرتبۃ مثالٍ الی حدٍ اسفلہا الی مرتبۃ شہودٍ ش الی
انتہائیۃ علی اصلِ غیر جنسٍ م فالتصدیق والتصور ھما اعتباران زائدان علی المعرفۃ
بنسبتہما الی معروفٍ

ترجمہ پس وسیلہ معرفت برای ہر دو یعنی برای آنچہ کہ او متقدم است از شبہ متقدم کہ برای صنع است و ہم متقدم است از شبہ متاخر کہ برای علم است۔ وصف جامع و مانع است۔ و وصف جامع ظل ذی ظل است یعنی عکس صاحب عکس۔ و وصف مانع مسلوب ذی ظل کہ او معرض او است یعنی این مسلوب جائے ظہور ظل است۔ و اگر یکے از ہر دو وصف جامع و مانع است ہم موجود نیست پس معرفت ممنوع است۔ پس تابعیت و متبوعیت و آن عابدیت و معبودیت است بمعرفت وصف جامع و مانع است۔ پس معرفت مورثہ تصدیق است۔ مورثہ بفتح را بمعنی برانگیختن و فرو گذاشتن است یعنی ازینجا تصدیق برانگیزد و بیفروزد۔ و آن یعنی تصدیق حصول معرفت چیزی است ہمچنان کہ او او ست۔ و اینجا تصدیق اسم است برای آن معنی کہ او حصول معرفت شی است کما ھو ھو نہ برای معنی مصدری۔ و محل تصدیق قلب عنصری است۔ و مبدء یعنی جای آغاز او از حد اعلی مرتبہ حواس باطنہ تا حد اسفل مرتبہ او تا مرتبہ مثال۔ این تا ی انتہائیہ بر قاعدہ غیر جنس است کہ در ہر دو دخول یکی بدیگری نباشد۔ و از تصدیق تا تصور کہ او حاصل شدن شبہ چیزی است ہمچنان کہ او او ست برای قصد غیر معین۔ و حرف تا درین جملہ ہم بر قاعدہ غیر جنس است۔ و تصور باعتبار آن معنی کہ او حصول شبہ شی است ہمچنانکہ او او ست اینجا اسم است نہ برای معنی مصدری۔ و محل او دماغ است۔ و مبدء او از حد اعلی مرتبہ مثال تا حد اسفل او تا مرتبہ شہود۔ حرف تا اینجا ہم بر قاعدہ غیر جنس است پس تصدیق و تصور ہر دو اعتبار اند زائد بر معرفت بہ نسبت و باعتبار تعلق ہر دو بسوی معروف

بیان تصدیق و تصور

بیان محل و مبدء تصدیق

بیان محل و مبدء تصور

والتصديق يتعلق بحسي وبغيره بدلالة اليه والتصور ش يتعلق م بحسي
فقط فالمعقول غير حسي وكذا دلالة ونسبة وربط منه ش فمستنبط من
الكلام ان الحسي مصدق بتصوره ضرورة والمعقول مصدق بدلالة اليه بحثا
فلما اريد علم شيء فينبعث علمه من محل تصديق الى مراد من الحسيات ويتوجه
من محل تصور اليه ويتعلق به فيحصل شبهه في محل تصور بقيام الحقيقي
فيعلم في محل تصديق توسعا او اختصاصا او اثباتا او نفيا والى مراد من المعقولات
بدلالة اليه بحثا وكيفية الانبعاث والتعلق والحصول مجهولة على التحقيق
فالتصديق مقدم مقصودا وقريب باعلاه ومؤخر حصولا ش اى حصول
شيء م في حد اعتباره والتصور موخر سببا ومقدم في حد اعتباره حصولا
سببيا ش اى حصول شبه شيء بسببه م فليس مقصودا بذاته الا سببية
والقلب في الحال ش اى حال التصور م لاه وساه والتصديق من افعال
اختيارية بخلاف المعرفة ش اى ليست باختيارية م فيشرف حواس
ظاهرة في عالم الشهود باقراره والاقرار ماهو في عالم الشهود من اثره وهو في عالم

المثال تصديقا

ترجمه والتصديق بحسی وبغير حسی تعلق دارد بدلالت سوی او ۔ وتصور فقط بحسی تعلق دارد ۔ پس معقول غير حسی آمد و [illegible]
ونسبت وربط از معقول آمده ۔ پس ازین کلام مستنبط است یعنی بیرون آورده که حسی ضرورتا بتصور خود مصدق است یعنی تصدیق کرده شد
از انکه تعلق تصور فقط بحسی است پس حسی ضرورتا مصدق آمده ۔ ومعقول مصدق است بدلالت سوی خود از روی بحث یعنی
تصدیق معقول صرف بدلالت آمده خالص از چیز ازانکه معقول غیر حسی است ۔ وچون دانستن چیزی اراده کرده شود پس علم از محل تصدیق
که قلب عنصری است برانگیزد سوی مرادی که از حسیات است ۔ ومتوجه شود از محل تصور که دماغ است سوی مراد شیء حسی وتعلق شود باو پس شبه او در
محل تصور بقیام حقیقی خود حاصل شود پس دانسته شود آن چیز در محل تصدیق از روی توسع یا اختصاص یا از روی اثبات یا نفی وچون
علم دانستن چیزی از محل تصدیق سوی مرادی که از معقولات است برانگیزد صرف بدلالت است سوی آن شیء از روی بحث ۔ وکیفیت انبعاث یعنی بر
انگیختن علم ۔ وتعلق ۔ وحصول ۔ بر بنای تحقیق مجهول است پس تصدیق مقدم است از روی مقصود وقریب است باعلاه یعنی برتر
مرتبه مقصود است واز روی حصول شیء در حد اعتبار خود موخر است ۔ وتصور از روی سبب موخر است ۔ ودر حد اعتبار خود از روی حصول سببیت یعنی
حصول شبه شیء که بسبب او است مقدم است ۔ پس این تصور مقصود بذاته نیست مگر بنابر سببیت او ۔ ودر این حال یعنی در وقت تصور قلب لاهی وساهی
یعنی غافل وبیخبر است ۔ وتصدیق از افعال اختیاریه است بخلاف معرفت که اختیاریه نیست پس حواس ظاهره در عالم شهود باقرار او مشرف شوند ۔ و [illegible]

بیان الاعتبار بر ان تصدیق تصور بر معرفت وتعلق اول آن حسی وغیر حسی [illegible]

بیان یقینیت علم حسی وغیر حسی که چگونه برخیزد واز کجا [illegible] رود آرد از کجا بوسیله کدام وچگونه حاصل آید

کیفیت انبعاث علم وتعلق وحصول مجهول است

بیان آنکه بنا بر مقصود تصدیق مقدم وبنا بر حصول موخر [illegible]

فتصديقُ الذى يفيد للايمان الشرعي بقبولِ المصدَّقِ واقرار الذى يدلُّ على
على صحةِ التصديقِ باتيانِ اثرِ التصديقِ وهو مصدَّقٌ حقيقةً وان لم
يكن فى التصديقِ مصدَّقًا لكنّه دليله ظنًّا ولا يكذّب به وعالم الشهود
لتكميلِ المعرفةِ والحكمةِ فالاقرارُ فى حكمه كالتصديقِ فى حكمه فرضًا و
وجوبًا واستحبابًا شرعيًا وعقليًا وليس اقرارُ اللسانِ بدليلٍ على التصديقِ
الّا ظنًّا ومجازًا ولا يُكذَّب به ولا يزولُ التصديقُ بزوالِ الاقرار الّا الدليل
عليهِ ولا يزول الاقرارُ الّا بضدّه ش اى بانكار ما هو مقرٌّ م واليقينُ
تحققُ علمِ المعلومِ من حيث هو هو فلا يصله الشكُّ الذى يمنع تحققه
فلا يزيدُ ولا ينقص فى حدّه لكنّه اذا كانَ لمعلومٍ غير الذى عُلِمَ من قبلُ
فيزيدُ فى غيرِ حدِّ الذى حصل من قبل فهما متغايران باعتبارِ المعلومِ فالزيادة
عليهِ من غيرهِ لا فى حدّه واعلم انما الايمانُ بعد زوال الكفر فانْ زاد او نقص
الايمانُ لزمَ الكفرُ فى الحالِ ولا يجتمعانِ - واعلم انما المصدَّقُ مغائرُ تصديقه
ش اى ليس عين تصديقه م مع ربطه به لا ينقطع ش

ترجمہ پس تصدیق آنکہ مفید میشود ایمان شرعی را بقبول مصدَّق ست یعنی آنچہ کہ تصدیق کردہ شد - و اقرار آنکہ دلالت میکند بر صحت تصدیق
باآمدن اثر تصدیق است و او در حقیقت مصدَّق است اگرچہ در تصدیق مصدَّق نباشد لیکن او یعنی اقرار از روی ظن دلیل تصدیق است کہ
باقرار کذب نہ کردہ شود و دروغ نگفتہ شود - و عالم شہود برای تکمیل معرفت و حکمت ثابت آمدہ پس اقرار در حکم خود ہمچو تصدیق است
حکم او از روی فرض و وجوب و استحباب کہ از راہ شرعی و عقلی است - و اقرار زبانی دلیل بر تصدیق نیست مگر بطور ظن و مجاز یعنی اقرار
زبانی دلیل ظنی است کہ مجازًا بر تصدیق محمول شود و باقرار دروغ و باطل نگفتہ شود - و بزوال اقرار تصدیق زائل نمیشود مگر زائل شود
دلیل بر تصدیق است - و اقرار زائل نمیشود مگر بضد او یعنی بانکار آنچہ کہ او مقر است یا بانکار چیزی کہ او اقرار می کرد - و یقین
تحقق علم است برای معلوم من حیث ھو ھو یعنی از ینطور کہ او او ست پس نمیرسد او را شک آنکہ تحقق او را مانع باشد پس یقین در حد خود
بیش و کم نمی شود لکن او ہرگاہ برای معلوم غیر آن باشد کہ از پیش دانستہ شد پس بیش میشود در غیر حد کہ آن از قبل حاصل شد پس باعتبار معلوم
ہر دو متغایر اند پس زیادت بر او از غیر اوست نہ در حد او - و بدانکہ جز این نیست کہ ایمان بعد زوال کفر است پس اگر ایمان بیش شد یا کم کفر در حال لازم
شد - و ایمان و کفر ہر دو مجتمع نمی شوند - و بدانکہ جز این نیست کہ مصدَّق مغایر تصدیق خود است یعنی نیست عین تصدیق او با ربط بتصدیق بمصداق
کہ منقطع نشود این ربط +

ای ربط التصدیق بالمصدَّق لا ینقطع م فالمصدَّق لا یتحقق دون التصدیق والتصدیق لا یتحقق دون المصدَّق ش فهما لازم وملزوم بینهما م فمن هنا الایمان والاسلام لم ینفرقا فالتفرقة کلیة بینهما ش ومن هنا الالفاظ المترادفة کالایمان والعمل والتصدیق والاقرار کلها مراد واحد م فوجود العلم والمعرفة والتصدیق والیقین علی وجودهم الحاصل باطل الا علی تجدده بمثله فتشخصهم ش اعلم ان العلم علی وجوده کالعلم معلومه وهو باطل وقس علیه المعرفة والتصدیق والیقین وان تشخص ماهیة مجردة متجدد لانه هو عین نفسها لا تشخص زائد علیها منها م علی تشخصهم الحاصل الزائد علی ماهیة منها باطل لا ش یبطل م تشخصهم علی تشخصهم الذی هو عین ماهیة اذ هو یتجدد معها الا علی العلم معرفة وعلیها التصدیق وعلیه توصیف وتکمیلهم علی بناء مفعولهم فی عالم الشهود فضلا عن حدهم ش

ای بتم الفصل علی المقول ۱۲

ای زیادة تمییز من التکمیل

ترجمہ یعنی مصدَّق گو مغایر تصدیق خود است ولیکن درمیان شان ربط است چنانکہ یکی بدیگر جدا نمی شود پس مصدَّق بغیر تصدیق متحقق نشود و نہ تصدیق بغیر مصدَّق ثابت آید پس ہر دو درمیان ہر دو لازم وملزوم اند۔ واز ینجا است کہ ایمان و اسلام ہر دو جدا نیا مدند چنانکہ درمیان ہر دو تفرقہ کلیہ یعنی کامل جدائی باشد۔ واز ینجا است کہ این الفاظ مترادف آمدند چو ایمان وعمل وتصدیق واقرار کہ ہمہ اینہا برای واحد اند۔ پس وجود علم ومعرفۃ وتصدیق ویقین بر وجود حاصل شان باطل است مگر بر بنای تجدد او بمثل او۔ بدانکہ ہر آئینہ علم بر وجود خود علم معلوم خود است کہ او باطل است۔ وقیاس کن برین معرفت وتصدیق ویقین را۔ وبدانکہ ہر آئینہ تشخص ماہیت مجردہ متجدد است یعنی نو آینده از انکہ این تشخص او عین نفس است نہ تشخص زائد بر ماہیت از ماہیت۔ پس تشخص شان بر تشخص حاصل شان کہ این زائد بر ماہیت است از ماہیت باطل است۔ واز ین باطل نمی شود تشخص شان کہ بر تشخصی است کہ او عین ماہیت شان است از انکہ او با ماہیت متجدد میشود۔ پس معلوم شد کہ وجود علم ومعرفت وغیرہ وتشخص شان بر وجود علم وبر تشخص زائد ہر دو حاصل شان باطل است مگر آن علم وغیرہ بر بنای تجدید او کہ بمثل او است باطل نمی شود۔ ونہ باطل شود تشخص کہ زائد است بر تشخص ماہیت کہ او عین ماہیت است کہ با ماہیت متجدد میآید۔ مگر بر وجود علم وجود معرفت صحیح ودرست است وبر معرفت تصدیق وبر او توصیف وتکمیل او بر بنای مفعول شان در عالم شہود است از انکہ فعل بر مفعول تمام شود واین تکمیل شان بطور فضل وزیادت است از حد تعیین شان ❊

بیان الوجود علی الوجود باطل ۔ بیان التشخص سوی زائد علی ماہیتہ بطریق التجدد

بیان آنکہ وجود بر وجود باطل است مع کیفیت بر دو تشخص کہ زائد بر ماہیتہ وعین ماہیت است

بیان آنکہ بر وجود علم وجود معرفت وبر تصدیق وبر او توصیف درست وصحیح است فضلا در حد تعیین شان ❊

ای هٰذا تکمیلهم انه عن حدِ تعیینهم ه لانتهاءِ معرفةِ المقصوداتِ بدلائلِ التی فی عالمِ الشهودِ فللاقرارِ درجاتٌ علیٰ وفقِ ما فی عالمِ المثالِ ش ای من العلمِ والمعرفةِ والتصدیقِ والیقینِ ه وهٰذا الکلامُ فی وجهٍ لطیفٍ فان اصبتَه فاستکثرت فی الخیرِ وان رغبتَ فلکَ مالکَ + فاعلم انّ المؤمنَ مِن ش من تشیرُ الی انتزاعٍ وتبعیضٍ ه ظلِ موجوداتٍ قدیمةٍ متضمنًا بها بقیامهِ المجازیِ عنها فالوجودُ ش ای وجودُ المؤمنِ ه مشترکٌ بها ش ای بموجوداتٍ قدیمةٍ ه وصفًا وهی منشاءُه فتابعیتُه ومتبوعٌ له وعابدیتُه ومعبودٌ له من هٰذه ش ای هٰذه الموجوداتِ القدیمةِ ه فالتوفیقُ ش الذی مصطلحُ الشرعِ الشریفِ ه ثابتٌ ش بتوفیقِ المؤمنِ بموجوداتٍ قدیمةٍ ه والتوفیقُ یتعلقُ بالفعلِ والموفَّقُ مفعولٌ متعاقبٌ لا متقدمٌ اذ هو غیرُ معقولٍ ولا متأخرٌ اذ هو متباعدٌ ممنوعٌ ولامعه اذ هو فی ثابتین ولا احتیاجَ بینهما فانی لا اظنُّ ان یُرادَ معه بمعنیٰ متعاقبٍ والظلُّ یقتضی قربةً ودویةً وفناءً کلها نظریةٌ

ترجمہ و این تکمیل در عالم شہود بدیں سبب آمده که انتہاءِ معرفتِ مقصوداتست بدلائل است که آنہا در عالم شہود اند پس برای اقرار درجہا اند بر وفق آنچه که در عالم مثال است یعنی درجہای اقرار بر موافقت و ساز واری آنچیز است که در عالم مثال است از علم و معرفت و تصدیق و یقین - و این کلام در وجہ لطیف است پس اگر برسی او را بصواب پس در خیر بیشی گرفتی و اگر کجی کردی پس برای تست آنچه برای تو ہست - پس بدانکه ہر آئینه مومن از ظلِ موجودات قدیمه است یعنی انتزاع شده از بعض عکس موجوداتِ قدیمه آمده که بسببِ قیام مجازی ازاں موجودات این ظل بموجودات تضمن دارد - پس وجودِ مومن از روی وصف بموجودات قدیمه مشترک ہست که منشاء این وجود ہمو موجودات قدیمه است - پس تابعیت او یعنی تابع شدن مومن و متبوع بلکہ او و عابد شدن او و معبود برای او ازیں موجودات قدیمه ہست - پس توفیق که در لغت دو چیز را موافق کردن است آن در شرع شریف اصطلاح آمده بتوفیق مومن بموجودات قدیمه ثابت ہست - و توفیق متعلق بفعل باشد - و موفق یعنی توفیق یافته مفعول ہست متعاقب فعل نه متقدم از آنکه تقدم مفعول از و غیر معقول ہست - و نه متاخر از آنکه تاخر او متباعد ہست و بعد باہم ممنوع - و نه مع او ہست از آنکه مفعول در ثابتین ہست یعنی ثابت ہست اندر دو ثابت - و در میان ہر دو فعل و مفعول احتیاجی نیست - پس ہر آئینه من گمان نمیکنم اینکه اراده کرده شود با یعنی مع او بمعنی متعاقب - و ظل قربت و دویت و فناء را میخواہد در دنیا که ہمه ہا نظریه اند

بیان المؤمن وعابدیتہ ومعبودلہ والتوفیق

۲ بیان مومن و عابدیت و معبود او و توفیق

بیان التوفیق و تعقیبہ

۳ بیان قربت و دویت و فناء انظریہ

فی حدِ اعتبارِها مع قربةٍ حقیقیةٍ غیرِ مکیفاتٍ بحسبِ حقیقةٍ مقربٍ الیه
حال من القربة والرؤیة والفناء کلها نظریة ۱۲
ومرئیٍ ومعنیٍ به وهو ذو ظلٍ فی الدنیا **ش** متعلق یقتضی **م** یجرّ
الی رؤیةٍ حقیقیةٍ مع قربةٍ حقیقیةٍ وفناءٍ نظریٍ فی حدِ اعتبارٍ فی الجنة
ش متعلق بجرّ **م** قال سبحانه وُجُوهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
وکلّ ذلك ما ذکر فی الرؤیةِ بحسبِ ارادةِ المعبودِ لامتناعٍ **ش** فجازت رؤیة
حقیقیةٌ فی الدنیا لانه تعالٰی قادرٌ علی ان یخلق بصرًا الذی یراه تعالٰی فی
الدنیا کما یخلقه فی الجنة لرؤیةٍ حقیقیةٍ وقیل فی الکلام کیف سؤال الرسول علیه السلام
علی الممنوع ای ربِّ ارنی فقیل نعم کیف علی الممنوع ای لیست رؤیة حقیقیة
فی الدنیا ممنوعةً بل هی جائزةٌ بدلیلِ ربِّ ارنی **م** فیجوز بعدٌ نظریٌ بجواز
نفیِ قربةٍ نظریةٍ لا بعدٌ حقیقیٌ لوجوبِ قربةٍ حقیقیةٍ ولا فناءٌ حقیقیٌ لامتناعِ
فناءٍ فی غیرِه حقیقتًا وما من قربٍ فی طاعةٍ هو نظریٌ او اتصالیٌ یوصل
الی حقیقیٍ او مجازیٍ معلومٍ او مجهولٍ وقیل من متشابهاتٍ والبعد فی المعصیة

ترجمه در حدِ اعتبارِ خود با مع قربتِ حقیقیه حال آنکه اینهمه که نظریه اند باعتبارِ حقیقتِ مقرب الیه یعنی با آنکه قربت و نزدیکی
حاصل شده است و باعتبارِ حقیقتِ مرئی یعنی آنکه دیده شده است و باعتبارِ حقیقتِ معنی به یعنی آنکه بدو فنا حاصل کرده
غیر مکیف اند یعنی کیفیتش معلوم نیست ۔ واو ذو ظل یعنی صاحبِ ظل است که از و عکس و سایه حاصل آمده و مقرب الیه است
و مرئی و معنی به در دنیا ۔ پس این ظل درخت سوئے رویتِ حقیقیه میکشد مع قربتِ حقیقیه و فنای نظری در حدِ اعتبارِ او
همه ۔ فرمود سبحانه وُجُوهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ در سوره قیامه رکوع اول ۔ یعنی رویها باشند
دران روز تر و تازه ۔ سوئے پروردگارِ خود نگران ۔ و اینهمه آنچه که در رویت مذکور آمده بحسبِ ارادهٔ معبود است چنانکه
او خواهد ۔ نه از رو کے منع که منع نیست ۔ پس در دنیا رویتِ حقیقیه جائز شد از آنکه او تعالٰی قادر است بر اینکه پیدا فرماید بصر و
بینائی که او تعالٰی را در دنیا به بیند چنانچه خواهد آفرید بصر را در جنت برای رویتِ حقیقیه ۔ و درین کلام گفته شد که سوال
رسول حضرت موسٰی علیه السلام چگونه باشد بر ممنوع که گفت رَبِّ اَرِنِیْ یعنی ای رب ۔ اینجا پس گفته شد آری چگونه بر ممنوع است
یعنی رویتِ حقیقیه در دنیا ممنوع نیست بلکه این جائز است بدلیلِ رَبِّ اَرِنِیْ جائز است پس بعدِ نظری جائز باشد بسبب جواز نفی قربتِ نظریه
نه بعدِ حقیقی بسببِ وجوبِ قربتِ حقیقیه ۔ و نه جائز باشد فنای حقیقی از آنکه فنا در غیرِ خود حقیقتاً ممتنع آمد ۔ و آنچه از قرب که طاعه است آن نظری
است یا اتصالی که سوئے حقیقی یا مجازی معلوم یا مجهول میرساند ۔ و گفته شد که این قرب از متشابهات است و بعد که در معصیت است

بیان آنکه رویتِ حقیقی در دنیا جائز باشد مع دلائل او +

بیان آنکه بعدِ نظری جائز است نه بعدِ حقیقی و نه فنای حقیقی ۔ و قرب عبارت از طاعه نظری است یا اتصالی وغیره +

هو سلبُ المذكورِ فاعلم ان غايةَ التحقيقِ فی مسئلةِ رؤيةٍ فی الدنيا كما يتشرفُ الرائی بها انها واقعةٌ فی عالمِ المثالِ لانه غايةُ شبهٍ ظلًا لا **ش** تقع **م** فی عالمِ الشهودِ ولو وقعت فی رؤيا او يقظةٍ وانما يكشفُ عالمُ المثالِ لبعضِ اولياءِ اللهِ تعالى فی يقظةٍ فلا منع لها فی اليقظةِ وهٰذه الرؤيةُ بحجابٍ منسوبٍ اليه تعالى من تنزيهٍ تعالى او تشبيهه تعالى ولا تحصرُ بصورةٍ معينةٍ حتى تمنعَ فی غيرِها بحدث بحكمتِه وقدرته تعالى كما يشاءُ وهو الحكيمُ القديرُ كما ذكر فی تقريرِه فی محلِه **ش** ای ذكرِ كيفيةِ اثباتِ مرتبةِ الحجابِ بين القديمِ والحادثِ المخلوقِ **م** وقد تأوّل الصورةُ بما شاءَ اللهُ تعالى فههنا مسئلةُ وحدةِ الوجودِ **ش** الاضافةُ بمعنى فی **م** مصطلحةُ متصوفين فی عروجِ نظرِهم الى موجوداتٍ قديمةٍ من غيرِ تمايزِ مسلوباتِها لانّ تمايزَ مسلوباتِها موقوفٌ على ابنائِها من حادثٍ فهما **ش** ای الحادثُ والمسلوباتُ التی مبنيةٌ عليها من الحادث **م** يفنيان من علمِ الذی ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قديمةٍ بقطعِ نظرٍ عن غيرِها اعتبارًا من جهةٍ فلا يقابلهما غيرُها فی العلمِ **ش**

ترجمہ او سلبِ مذکور است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ انتہائی تحقیق در مسئلہ رویت در دنیا چنانچہ بیننده بدو مشرف میشود آنکہ او واقع است در عالمِ مثالی از انکہ این عالم بطورِ ظل شبہ را غایت آمده۔ بنا این رویت در عالم شہود واقع نشود اگرچہ در خواب یا در بیداری واقع شده۔ و جز این نیست کہ عالم مثال برائی بعض اولیاء اللہ تعالیٰ در بیداری کشف می شود پس برائی شان در بیداری منع نیست۔ و این رویت بحجاب است کہ بسوئی او تعالیٰ نسبت کرده شده است از تنزیہ او تعالیٰ یا تشبیہ او تعالیٰ۔ و این رویت حصر نمی یابد بصورتِ معین تا کہ منع شود در غیر صورت کہ آن صورت بحکمت و قدرت او تعالیٰ آنچنانکہ او میخواہد حادث می شود و او ہست حکیم و قدیر یعنی بسیار صاحب حکمت و صاحب قدرت چنانچہ ذکر کرده شده در تقریر او یعنی در قرار دادن تغیر حجاب نظر در محل او۔ یعنی این بیان در ذکر کیفیتِ اثبات مرتبہ حجاب در میان قدیم و حادث مخلوق است۔ و گاہی تاویل کرده شود صورت بانچہ کہ خدا تعالیٰ خواست پس ہمین جا است مسئلہ وحدۃ الوجود و این اضافت بمعنی فی یعنی وحدہ در وجود اصطلاح کردهٔ متصوفین است کہ در عروج نظر شان سوئی موجودات قدیمہ این وحدۃ وجود پیش آید بسبب تمایز نماندن مسلوبات موجودات قدیمہ از انکہ تمایز مسلوبات آنہا موقوف بر آگہی داده شدن شان از حادث۔ و ہر دو یعنی حادث و مسلوبات آنکہ از حادث بر این آگہی داده شده است فانی میشوند از علم آنکہ ظل از علم

بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود

ای علم الذی ظل من علم موجودات قدیمة بقطع نظر عن غیرها اعتبارا
من جهة ھ لکن تامل فی ظل علم موجودات قدیمة بقطع نظر عن غیرها
ان لا یصل موجودات قدیمة بنفسها لحدوثه فیحتاج الی دلالة بنفسه لا بغیره
لکن لا یصل الی تمایز نفسه فتعذر فالصوفی بائن عما فنی وکائن فیما بقی
وما هو مع تمایز مسلوبات وحدة الشهود ش یعنی مقابلة والاضافة یعنی
فی ھ لان مسلوبات منبئة علیها من حادث فهما ش ای الحادث و
المسلوبات التی منبئة علیها من الحادث ھ یبقیان فی علم الذی ظل من علم
موجودات قدیمة وغیرها مستجمعهما اعتبارا من جهتین فیقابلها غیرها
مع روابط التی بینهما ش ای موجودات قدیمة وغیرها من حادثة ھ
فههنا احوال فیجد وحدة الوجود الواجب سبحانه دلالة من غیره سبحانه
الی ما نصیبه من الولایة الخمسة فیجد کله منه سبحانه فیجد انه هو العارف
والمعروف بنفسه سبحانه فینزل باستجماع العلم المذکور مع معیة وقرب واحاطة

ترجمہ یعنی دریں علم آنکہ از علم موجودات قدیمہ ظل است کہ او از غیر آں موجودات قطع نظر دارد وایں ظل از روئے
اعتباری است کہ ازیں یک جہت است۔ لیکن در ظل علم موجودات قدیمہ کہ بقطع نظر از غیر او است تامل است تامل وفکر کن
آنکہ ایں ظل موجودات قدیمہ را بنفس اینہا بسبب حدوث خود نمی‌بیند پس محتاج باشد سوئے دلالت بنفس خود نہ بغیر خود
لیکن سوئے تمایز نفس خود مہلت نمی یابد بسبب سرعت فنای خود۔ پس متعذر آمد کہ تمایز نفس خود کند وآگہی او مسلوبات
را بمقابلہ موجودات بداند۔ پس صوفی بائن عما فنی وکائن فیما بقی است یعنی از آنچہ کہ فانی شد بائن وجدا است و
در آنچہ کہ باقی آمد کائن وشوندہ است۔ وآنچہ کہ او مع تمایز مسلوبات است وحدت شہود است۔ واینجا شہود بمقابلہ
وجود است۔ واضافت [illegible] یعنی وحدت شہود کہ مقابل وجود است از آنکہ مسلوبات آنکہ بر وے از حادث آگہی دادہ شوند پس ہر دو حادث ومسلوبات کہ بریں از حادث آگہی
است باقی مانند در علم آنکہ از ظل است از علم موجودات قدیمہ وغیر او کہ ہر دو را ایں علم جمع آوردہ است از روئے
اعتبار کہ او را از ہر دو جہت است پس دریں علم غیر موجودات مقابل او می شود مع روابط وتعلقاتیکہ درمیان
ایں ہر دو است یعنی موجودات قدیمہ وغیر او از حادث۔ واینجا احوال اند کہ میں می یابد وحدت وجود واجب سبحانہ را
بدلالت از غیر او سبحانہ تا آنچہ کہ نصیب او است از ولایت خمسہ۔ ومی یابد کہ ہر آئینہ شان اینست کہ ہمو عارف ومعروف
بنفس او سبحانہ است۔ پس نزول کند باستجماع علم کہ مذکور آمد مع معیت وقرب واحاطت

کیفیت شہودی

احوال اشارات

من عرف ربه فكل لسانه الحديث والمؤمن مرآة المؤمن الحديث في ضمن الكلام

مع تجاوز ترتيبي في حدودهم بحق اليقين فلا يطيق النطق في حاله فقد صدق قوله صلعم من عرف ربه فكل لسانه ، فقد حق قوله صلعم المؤمن مرآة المؤمن ، في الوجهين ش اي وجه وحدة الوجود ووجه وحدة الشهود م مع تفاوت وجه فينشئ الاصل ش اي المؤمن مرآة المؤمن م في فروعه حتى ما شاء الله تعالى سنذكره ان شاء الله تعالى فاعلم في وحدة الوجود اختلاف الحال فمنه المذكور ومنه ان لولم تمايز مساوبات كالمذكور لايدله ش اي لبعض الحال من غير المذكور م من وجود مطلق متمايز من تقييد اعتبارات له وهما على ماهية واحدة لا على ماهيتين ففيه ش اي وجود مطلق م انكشاف بداهة وجود الذات تعالت في مرتبة حق اليقين حتى انمحى حادث من علم حادث فلا يميز حاس محسوس الا الذات تعالت وغيرها معقول على اعتباره والحقيق ان الذات تعالت بحاسة ومحسوسة بل هي موجودة ببداهتها مع صفاتها تنزهًا وغيرها

ترجمه مع تجاوز ترتیبی در حدود ایشان بحق الیقین ـ پس گویائی طاقت ندارد در حال خود ـ پس البته راست آمد قول او صلعم من عرف ربه فكل لسانه یعنی هر که شناخت رب خود را پس سلب شد زبان او ـ والبته محقق شد قول او صلعم المؤمن مرآة المؤمن یعنی مومن آئینه مومن است ـ در هر دو وجه یعنی در وجه وحدة الوجود و در وجه وحدة شهود مع تفاوت وجه که عنقریب ذکر آمده یعنی فانی شدن یا باقی ماندن حادث و مساوات از علم آنکه ظل است از علم موجودات قدیمه بقطع نظر از غیر این موجودات یا مع غیر این مع تمایز مسلوبات با بر و الحج که در میان موجودات و غیر این از حادث است پس جاری شود این قاعده که مومن آئینه مومن است در فروع او تا آنچه که خواسته است خدائے تعالی ـ اگر خدائے تعالی خواهد عنقریب ذکر کنیم ـ پس بدانکه در وحدت وجود اختلاف حال است ـ پس بعض از و مذکور است ـ و آن دوست آنکه اگر مسلوبات مثل مذکور متمایز نشده ـ برای بعض حال از غیر مذکور چاره نیست که از وجود مطلق باشد که متمایز است این وجود مطلق از تقیید اعتبارات که برائے او است ـ و بیان تقیید اعتبارات در ذکر صفات مذکوره آمد ـ و هر دو یعنی وجود مطلق مع تقیید اعتبارات ثابت بر ماهیت واحده اند نه بر ماهیتین ـ پس در وجود مطلق انکشاف بداهت وجود ذات برتر است در مرتبه حق الیقین تا آنکه حادث از علم حادث محو و پاک شود پس حاس محسوس تمیز نه کرده شوند مگر ذات تعالی و غیر او معقول باشند باعتبار او ـ و تحقیق این است که ذات تعالی حاسه و محسوسه نیست بلکه او موجود است ببداهت خود مع صفات خود بطور تنزه ـ و غیر او

بیان انکشاف وجود ذات او تعالی ببداهت در مرتبه حق الیقین

حاسٌّ ومحسوسٌ لکنّه انمحیٰ من علمه فتعذّر وا انتساب الحسّ الیها ۱۱
فناءِ غیرها وهذه الحالة اللاحقة فی شهود قربٍ الذی بقرب من احوال
الولایة الثانیة ولما تمّ الفناء لا یبقی فی علمه الّا الله تعالیٰ بلا دلالةٍ
الیه تعالیٰ فلا یمتاز الحسّ ولکن فیها نظرٌ ای اذ اقتنت دلالةٌ لا تصل الی
الله تعالیٰ تحقیقاً وممّا قیل اذا وصل الیه تعالیٰ لا یحتاج الی دلالةٍ لیس بحقٍ
ش اذ حقق انّ الله تعالیٰ لا یعرف الّا بدلالةٍ اذ لا یحیطه تعالیٰ علم حادث
فتعارض فیما قیل م فعلی العارف تعقّل حادثٍ مخلوقٍ مستشرعٍ فنائه
لوجوب الدلالة ش الی المعروف الموجود بذا هنا م وفیه ش ای
وجودِ مطلقٍ م انکشاف مرتبة حجابِ الذی حدث من اسمائه وصفاته تعالیٰ
بقدرته تعالیٰ وهو غیر مخلوقٍ وللحجاب اضافةٌ مجهولة الکیف فی حدوثه
تحقیقاً الیه سبحانه ویشابهه حادثٌ مخلوقٌ تختام لکونه جامعا به
ش ای حجاب م ولا یمیز حدهما بالتعذّر فلا یفهم سرّ قوسین الذی
رقم فی ذکر کیفیة السلوک المعنوی ش الذی فی معرفة النفس لمعرفة الله سبحانه م

ترجمه حاس و محسوس است لکن این غیر از علم حادث محو شد پس متعذر آمد و معذور شد - و انتساب حس سوی ذات بسبب کمی
نقصان فنای غیر اوست - و این حالت لاحق شود در شهود قرب که آن بقرب باشد این از احوال ولایت ثانیه است چون
که فنا تمام شود در علم او باقی نماند مگر خدای تعالیٰ بلا دلالتی سوی او تعالیٰ پس امتیاز حس نباشد ولیکن در نظر و تامل است یعنی چون
فانی شد سوی خدا تعالیٰ از روی تحقیق نه پیوندد - و آنچه گفته شد که چون واصل شد سوی او تعالیٰ حاجت سوی دلیلی نباشد
از آنکه محقق شده است که هر آئینه خدای برتر شناخته نشود مگر بدلالت زیرا که علم حادث احاطه او تعالیٰ نکند پس معارضت افتاد
در آنچه گفته شد پس بر عارف لازم آمد تعقل حادث مخلوق که فنای او نیز دو شده است بسبب وجوب دلالت سوی معروف
که او در دید است - و در وجود مطلق انکشاف مرتبه حجاب است آن که از اسمای او و صفات او تعالیٰ بقدرت او تعالیٰ حادث شد
و این مرتبه و حجاب غیر مخلوق است - و در این حجاب نسبت و اضافت است سوی او تعالیٰ سبحانه که در حدوث خود از وی
مجهول الکیف است یعنی کیفیت حدوث این حجاب مجهول است و آن احادث مخلوق که ختام است مشابه مانند مشتبه سبب
شدن حادث مخلوق حجاب. و بسبب تعذر صیرورة تمیز کرده شود پس سرّ قوسین آنکه نوشته شد در ذکر
که آن در معرفت نفس است برای معرفت خدای سبحانه مفهوم نمی شو

انکشاف مرتبه حجاب

وفيه ش اى وجود مطلق م انكشاف حقيقة ش اى ماهية م الانسانية الجامعة لحقيقتها ش اى علتها م تضمنا بوجوداتها والتزاما بهما ولانه اى حقيقة الانسانية الجامعة لحقيقتها م فى حدها هى هى تغذ فاعلم انما الوجود وصف منطبق بالعينية بما قام به وهو موصوف مضاف اليه فهولما خاص ش اى مانع الغير كوجود زيد م فلا كلام فيه واما عام ش اى لا يمنع الغير كوجود زيد وعمرو م فمشترك فمتحد مجازى فى الوصف ومتغاير حقيقى فى الماهية لا عكس ش اى متحد حقيقى فى الوصف ومتغاير مجازى فى الماهية م اذ الاتحاد الحقيقى ممتنع ش كما ذكر كيفية الاصول الخ وفى ذكر كيفية الاشتراك م والوصف قائم بالموصوف المتقدم رتبة وهو محقق العموم متغايره الحقيقى ش اعلم انما اذا كان وصف عاما لزم له تغاير ماهيات التى قام بها الوصف حقيقتا اذ هو محقق العموم الذى فى الوصف واذا كانت ماهية عامة لزم لها تغاير اوصاف التى قامت بالماهية حقيقتا

ترجمہ و در وجود مطلق انکشاف حقیقت یعنی انکشاف ماہیت انسانیت جامعہ است بسبب حقیقت او یعنی علت بودن او از روی تضمن بموجودات آں علت و حقیقت و از روی التزام بموجودات - و ایں حقیقت انسانیہ جامعہ بنا بر علت او در حد خود ہی ہی یعنی چنانکہ باید دانستہ نمیشود از روی تغذر - پس بداں آنکہ جز ایں نیست کہ وجود وصفی است منطبق بعینیت بانچہ کہ او بدو قائم است و او موصوف است مضاف الیہ کہ سوی او نسبت کردہ شدہ - پس او یا خاص است یعنی غیر را مانع چوں وجود زید پس درو کلامی نیست - و یا عام است یعنی غیر را مانع نمی شود چوں وجود زید و عمرو پس ایں وجود مشترک است کہ در وصف متحد مجازی و در ماہیت متغایر حقیقی نہ عکس یعنی در وصف متحد حقیقی و در ماہیت متغایر مجازی از آنکہ اتحاد حقیقی ممتنع است چنانچہ در ذکر کیفیت اصول الخ در اصل ذکر کیفیت اشتراک مذکور آمدہ - و از آنکہ وصف قائم است بموصوف متقدم کہ از روی رتبہ است - حال آنکہ او یعنی موصوف محقق عموم است متغایر حقیقی خود - نہ عکس یعنی ایں نیست کہ موصوف قائم است بوصف متقدم از روی رتبہ از آنکہ ایں محال است - بداں آنکہ جز ایں نیست کہ چوں وصف عام باشد او را تغایر ماہیاتی کہ بدو ایں وصف حقیقتا قائم شدہ است لازم شود از آنکہ تغایر محقق است عموم را آنکہ در وصف است و ہرگاہ کہ ماہیت عام باشد او را تغایر اوصافیکہ بماہیت حقیقتا قائم شدہ است لازم شود

انکشاف ماہیت بنا بر علت

بیان وجود خاص و عام

بیان الاتحاد الحقیقی ممتنع

اذ هو محقق العموم الذی فی الماهیة م لا عکس ش ای الموصوف
تأخره بالوصف المتقدم رتبة م اذ هذا محال فاعلم ان الوصف قد یکون
مصدرا بانتزاع الاوصاف منه مع شیٔ اخر ش وان لم یکن مع شیٔ
اخر فلم ینتزع منه الاوصاف فلم یکن مصدرا م والوصف لا یلاحظ بالانتزاع فتصدر
لا تصدق الا مع شیٔ اخر فلا تصدق فی القدم اذ لا یثبت فی القدم شیٔ اخر الا
ش یصدق م الوصف ش فی القدم م فاعلم ان تغایر الاطلاق بالتقیید
ش الباء للمقابلة م والتقیید بالاطلاق ش الباء للمقابلة م وهما
علی ماهیة واحدة فنفس التقیید علیها بقیام حقیقی من جهة اخری لا
من جهة واحدة ش لانهما لا یتحققان من جهة واحدة تعلیل للتالی
م فالاطلاق ما زاد علی ماهیة اذ لا ینتزع من ماهیة لکن یحکم بمقابلة
التقیید والتقیید زائد علی ماهیة اذ ینتزع منها من جهة اخری فالتقیید
شیٔ اخر منها ش وان لم یکن شیٔ اخر منها لا یحصل م فنشأه بانتزاع
الذی فی المصدر وهو ممنوع فی القدم فبطلا ش الاطلاق والتقیید م فالله
سبحانه فی ذاته وصفاته تعالت وتقدست منزه عن الاطلاق والتقیید فی مرتبة القدم
واعلم ان الاطلاق والتقیید یمیزان علی ماهیة واحدة بتقابلهما لا علی ماهیتین لعدم التقابل

ترجمہ ازانکہ این تغایر محقق است عمومی راکہ در ماہیت است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ وصف گاہی مصدر میباشد بسبب انتزاع
اوصاف ازو مع چیزی دیگر۔ واگر چیزی دیگر نباشد پس اوصاف ازو انتزاع نیابد پس مصدر نشود۔ و وصف بانتزاع لحاظ
لحاظ نکردہ شود پس مصدر بودن او صادق نیاید مگر با شیٔ دیگر۔ پس این مصدریت در قدم صادق نیابد ازانکہ در قدم شیٔ دیگر
ثابت نمی شود دیگر وصف در قدم صادق آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تغایر اطلاق بمقابلہ تقیید ثابت است و تغایر تقیید بمقابلہ
اطلاق حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ اند متحقق نباشد پس لام برست تامل و فکر۔ پس اطلاق بر ماہیت زیادت نیست
ازانکہ ماہیت منتزع نشود لیکن بمقابلہ تقیید حکم کردہ شود۔ و تقیید زائد بر ماہیت است ازانکہ ازو منتزع میباشد از
جہت دیگر پس تقیید از ماہیت چیزی دیگر است۔ واگر تقیید از ماہیت چیزی دیگر نباشد تقیید حاصل نشود پس این
تقیید متابلہ میشود بانتزاعی کہ او در مصدریت و او در قدم ممنوع است پس اطلاق و تقیید ہر دو باطل آمدند۔ و خدای سبحانہ در ذات و صفات
خود کہ برتر و پاک اند از اطلاق و تقیید در مرتبہ قدم منزہ است۔ و بدانکہ ہر آئینہ اطلاق و تقیید بمقابل ہر دو بر ماہیت واحدہ متمیز گر

بیان الاطلاق والتقیید والتنزل والصورة علی الهیولی فی ذاتها وحدوثها

بیان اطلاق و تقیید و تنزل و صورت بر ہیولی و بیان قدم و حدوث او۔

اطلاق نیست زیادت بخلاف تقیید کہ زاید بر ماہیت است

خدای سبحانہ از اطلاق و تقیید در ذات و صفات منزہ است

والوصف مغايرٌ في حده من ماهيةٍ في حدها فلا يصدق الاطلاقُ بالماهية والتقييدُ بالوصف فلما كانا على ماهيةٍ واحدةٍ فتغيُّرُ التقييدِ يلزم حدوث ماهيةٍ يقوم بها وعدمه قدمها ش اى عدم تغير التقييد يلزم قدم الماهية م فحينئذٍ عدمُ الحدوث او القدم او اجتماع النقيضين او وجودهما ش اى القدم والحدوث م على حدهما فعلى ماهيتان والرابع ش اى وجودهما على حدهما م حقٌ اذ لا يتحقق غيره ش اى غير الرابع هو القدمُ المحض والحدوثُ المحض واجتماعُ النقيضين م واعلم ان الجهة الاخرى كانت من الصفات الثبوتية فثابتةٌ في القدم ش فليست حادثةً م وان كانت من الصفات السلبية فمسلوبةٌ في القدم ش فليست قديمةً م فكيف معلومةٌ الا منبئةٌ عليها من حادثٍ فمعلومةٌ فكيف الاطلاق قدمًا والتقييدُ حدوثًا وهما على ماهيةٍ واحدةٍ ش فبطلا لعدم تحققهما على ماهيةٍ واحدةٍ م وكالتقييد التنزلُ والصورةُ على الهيولى كما تعارف لجهلاء الحقائق لكن تقيدُ الذات باعتبار تقييد صفاتها هي لا غيرها وتنزل الذات باعتبار تنزل صفاتها هي لا عينها متعينان في حدهما قدمًا

ترجمہ و وصف مغایر است در حدِ خود از ماہیت در حدِ ماہیت پس صادق نیشود اطلاق با ماہیت و تقیید بوصف ـ و ہر گاہ کہ ہر دو بر ماہیت واحدہ باشند پس تغیر تقیید لازم بود حدوث ماہیت را اگر بدو تقیید قائم باشد ـ و عدم تغیر تقیید لازم بود قدم ماہیت را پس دریں حال عدم حدوث یا قدم یا اجتماع نقیضین یا وجود ہر دو قدم و حدوث بر حد ہر دو ست پس بر دو ماہیت ہست ـ و ایں قسم چہارم در صور مذکورہ یعنی وجود قدم و حدوث ہر دو بر حد ہر دو حق ہست از انکہ غیر او یعنی غیر ایں صورت چہارم کہ او قدم محض است و حدوث محض و اجتماع نقیضین ایں ہر سہ صورت متحقق و ثابت نمی شود ـ و بدانکہ ہر آئینہ جہت دیگر اگر از صفات ثبوتیہ باشد پس ایں ثابت ہست در قدم پس نیست حادث ـ و اگر صفات سلبیہ باشد پس ایں در قدم مسلوب ہست پس نیست قدیم ـ پس ایں چگونہ دانستہ شد مگر آنکہ بروا از حادث آگہی دادہ شد پس دانستہ شد ـ پس چگونہ ہست اطلاق از روئے قدم و تقیید از روئے حدوث حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ آمدند پس باطل شدند بسبب عدم تحقق ہر دو بر ماہیت واحدہ ـ و مثل تقیید تنزل و صورت ہست بر ہیولی چنانچہ برائے جہلائے حقائق تعارف ہست شائع یعنی کلام روزمرہ ایشان ہست ـ لیکن تقید ذات باعتبار تقیید صفات خود کہ ایں غیر او نیست ـ و تنزل ذات باعتبار تنزل صفات خود کہ ایں عین او نیست ہر دو در حد خود ہا از روئے قدم متعین و مقرر اند

اطلاق و تقیید بر ماہیتی نیایند ـ نہ قدم و حدوث نہ ہر دو درست آید

وتنزل الصفات هي لا عينها الى مرتبة الحجاب حدوثا صحيح والصورة على الهيولى
تصدق على مرتبة الحجاب مع اصله فلا التقييد والتنزل في ذات بحت ولا الى مرتبة
سفلية التي تحت الامر كما هو تعارف جهلاء الحقائق فظن المتعصبون على الله ظن
الجاهلية وسبحان الله عما يصفون نحو. واما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون
ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله هو فيا ايها
المستفهم افهم كلامنا على اصول تعصم مما يقدح في ايمان المحكمات فاعلم ان لو
تعارضت المسئلتان فتساقطتا فما به الاعتقاد ولو تخالفتا فاعتقاد باحد منهما
في تساويهما واجب لا بهما ولا ترجيح للمختار فما يقال للاخرى وللمعتقد غيرها
وجب او بقوي عن ضعيف منهما فياول الضعيف بالقوي والقوة لتحقق وحدة
الشهود محكمات منصوصات والضعف لتحقق وحدة الوجود التي متشابهات
واردات والمتشابهات تأول بالمحكمات ولو ردت احدهما فرد ما من الشريعة

ترجمه: وتنزل صفات که در عین او نیست تا مرتبه حجاب از روی حدوث درست صحیح است. وصورت بر هیولی صادق آید بر مرتبه
حجاب مع اصلش پس نیست تقیید و تنزل در ذات بحت و نه سوم مرتبه سفلیه آنکه تحت امر است چنانچه او تعارف جهلای حقایق است
فظن المتعصبون على الله ظن الجاهلية وسبحان الله عما يصفون. پس گمان کردند متعصبین یعنی یاری
دهندگان و حمایت کنندگان بر خدای بر ترگمان جاهلیت و نادانی حالانکه پاک است خدای برتر از آنچه که ایشان وصف میکنند
پس خواهست این کلام پاک که در شروع سوره آل عمران چنانچه میفرماید او تعالی واما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون
ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله یعنی ولیکن آنانکه در دلهای
شان کجی است پس پیروی میکنند آن چیز را که متشابه شود از وی بطلب فتنه و بطلب تاویل او و نمیدانند تاویل او مگر خدای برتر پس ای
مستفهم باندیش کلام ما بر اصولیکه باز مانی از آن چیزیکه قادح و آتش زننده باشد در ایمان محکمات. پس بدان اگر تعارض کردند دو مسئله
باهم متعارض آیند پس هر دو باهم ساقط شوند پس چه نیست که بدو اعتقاد کرده شود. و اگر هر دو باهم مخالف آیند پس اعتقاد به یکی
از آن هر دو در صورت مساوی شدن هر دو واجب است نه بهر دو و برای مختار ترجیح نیست پس برای دیگر چه گفته شود. و چه گفته
شود برای اعتقاد کننده غیر آنچه که واجب شد. یا اعتقاد واجب است بقوی از ضعیف از آن هر دو پس ضعیف بقوی تاویل کرده
شود. و قوت برای تحقیق وحدت شهود است بمحکمات منصوصات قرآن مجید. و ضعف ثابت است برای تحقیق وحدت وجود
آن که متشابهات واردات است. و متشابهات بمحکمات تاویل کرده شوند و اگر رد کرده شود یکی هر دو پس رد کرده شود آنچه از شریعت

بیان اعتقاد فی مسئلة وحدت الوجود

تقیید و تنزل در ذات بحت و در ذات ... امر است

بیان اعتقاد در مسئله وحدت الوجود

ومن الطریقۃ والطریقۃ فضاہا فکیف تثبت اخریھما لانہ ردّہا بردّھا وعکس ھذا وثبوتہا بثبوتہا وعکس ھذا فاعتقادہ بما ھو من علم الذی ظل من علم موجوداتٍ قدیمۃٍ بقطع نظرٍ عن غیرھا اعتبارًا من جہۃٍ لا یقدح فی ایمان بمحکماتٍ وبما ھو لابد لہ من وجودٍ مطلق علی حکم المعذور لمن تعذر باستیلاء حالہ لا المتعصب تعصبًا فانہ الحد وتزندق ومن ورائہ ان الاختلاف فی المسئلتین فی کیفیۃ ربط الحادث بالقدیم بانہ منتزع بقیامہ الحقیقی بہ او بقیامہ المجازی لا فی القدیم کما ھو باسمائہ وصفاتہ الا بشیٍٔ کما فی الصفات فی کیف غیریتہا وعینیتہا بالذات واصل الایمان فی التوحید بالقدیم لا مع کیف الربط فلا نزاع فی اعتقاد التوحید اجمالًا وھو مقصود وان اخطا فی تفصیل الحق بطلت صحۃ صواب الاجمال، والاختلاف بانہ ھو بقیامٍ حقیقیٍ من متشابہاتٍ نظریۃٍ لصوفی صافٍ حقیقیٍ فی عروج نظرہ الی موجودات قدیمۃٍ فھو معذورٌ وان شاء اللہ تعالٰی مغفورٌ ومن تصنع وتعصب وتعقد الحد وتزندق بانکارہ الحدوث بقیامہ المجازی بالقدیم نعوذ باللہ تعالٰی منہ

ترجمہ یا از طریقت است وطریقت فضل شریعت است پس چگونہ خواہد شد دیگر آں ہر دو ازانکہ ہر آئینہ شان نیست کہ ردِ او بردِ او است وعکس ایں۔ وثبوتِ او بثبوتِ او است وعکس ایں۔ پس اعتقاد بآنچہ کہ او از علمی کہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر خود از روئے اعتباری کہ از یکجہت است ایں اعتقاد در ایمان بمحکمات قادح نمیشود۔ واعتقاد بآنچہ کہ او برائے او ضروری است از وجودِ مطلق بر حکم معذور است برائے کسیکہ معذور آمد بسبب استیلائی حالِ خود نہ برائے متعصب از روئے تعصب پس ہر آئینہ او الحاد کرد و زندیق شدہ۔ واز ورائے او ہر آئینہ اختلاف ثابت است دریں دو مسئلہ کہ ہر دو ثابت اند در کیفیت ربطِ حادث بقدیم بانیطور کہ او منتزع بقیام حقیقی است بدو یا بقیام مجازی بدو نہ اختلاف در قدیم است چنانچہ او باسماء وصفاتِ خود ہست بگر بچیزی چنانچہ در صفات ہست در کیف غیریتِ او وعینیتِ او بذات۔ واصل ایمان در توحید بقدیم است نہ مع کیفیتِ ربط پس در اعتقادِ توحید از روئے اجمال نزاعی نیست وہمو مقصود ہست۔ واگر در تفصیل حق خطا کرد صحت صواب اجمال باطل شد۔ واختلاف باینکہ او بقیام حقیقی است از متشابہات نظریہ ہست برائے صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او بسوے موجودات قدیمہ است پس او معذور است وان شاء اللہ تعالیٰ مغفور است وہر کہ تصنع وتعصب آورد یعنی خود را اینچنیں وانمود وکدا آورد بظاہر نہ در اصل واعتقاد داشت باو او الحاد کرد و زندقہ آورد یعنی او از دین برگشت و بیدین شد بسبب انکار او حدوث را کہ بقیام مجازی خود ہست بقدیم نعوذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی پناہ میجوئیم بخدائے تعالیٰ از وے

وتحقق الدعوى بقيامه المجازي بالقديم بوجود المسلوبات فيه **ش** كما
فى تنبيه الذى فى ذكر كيفية سلوك الذى فى معرفة النفس لمعرفة الله سبحنه
م فاياك وخطوات المتعصبين والكافر من **ش** متعلق ثابت تشير الى انتزاع
وتبعيض **م** ظل مسلوبات منبئة عليها من موجودات حادثة تضمنا **ش** تمييز
من مصدر خبر محذوف اى ثابت متعلق به من ظل **م** بها ملتزما **ش** حال
الكافر الى تضمنا **م** عن موجودات قديمة بقيامه المجازي عنها فالوجود مشترك
بها اسما وهى منشائه فتابعيته ومتبوع له وعابديته ومعبود له من هذه **ش**
المسلوبات **م** فالخذلان **ش** الذى مصطلح الشرع الشريف **م** ثابت
ش بخذلان الكافر عن تضمن موجودات قديمة **م** والخذلان يتعلق
بالفعل والمخذول مفعول متعاقب لا متقدم **ش** اذ هو غير معقول **م** ولا
متاخر **ش** اذ هو متباعد ممنوع **م** ولا معه **ش** اذ هو فى ثابتين و
احتياج بينهما فانى لا اظن ان يراد معه بمعنى متعاقب

ترجمه واين دعوى كه حادث با قديم بقيام مجازي خود است ثابت و محقق ميشود بوجود مسلوبات كه در اوست
چنانچه در تنبيه آمده كه آن در ذكر كيفية سلوك كه آن در معرفت نفس براى معرفت خداى سبحانه است مذكور است پس نگهدار
خود را خاص و قدمهاى متعصبين را با خود - و كافر از ظل مسلوبات بطور تضمن بدو ثابت است يعنى انتزاعش از بلكه
مسلوبات بطور تضمن بمسلوبات واقع آمده كه از موجودات حادثه بر مسلوبات آگهى داده مى شود حالانكه اين كافر
موصوف ملتزم است بواسطه وجود حادث از موجودات قديمه بقيام مجازي خود از و يعنى از موجودات قديمه
پس اين وجود كافر مشترك است در وجود بموجودات قديمه از روى اسم و اين مسلوبات منشا او است
يعنى وجود كافر از مسلوبات كه جاى نشو او ست منتزع آمده وجود يافته است پس مسلوبات منشا او
است و بموجودات قديمه در وجود بطور اسم مشترك است با طلاق اسم وجود نه در حقيقت - پس تابع
شدن كافر و متبوع براى او و عابد شدن او و معبود براى او از ين مسلوبات است - پس خذلان يعنى
گذاشتن آنكه در شرع شريف اصطلاح آمده ثابت است بخذلان كافر از تضمن موجودات قديمه و پيوستن بمسلوبات
متعلق بفعل باشد - و مخذول يعنى گذاشته شده مفعول متاقب است نه متقدم از انكه او غير معقول است و نه متاخر از انكه او متباعد
ممنوع و ممتنع است و از انكه او در ثابتين است و احتياجى در ميان اين هر دو نيست - پس هر آئينه من گمان نميكنم كه مع او يعنى با او
بمعنى متعاقب مراد بيت [illegible]

بيان الكافر عابد بيته ومعبود له والخذلان

بيان كافر عابد او و معبود او و خذلان

وجود كافر

خذلان

م فقد احتجب من الموجودات لتضمنه بالمسلوبات قال سبحانه كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ فما ش يقصد به التعميم م وصل وصل الى اصله تضمنه لقوته بالتضمن على الالتزام فان تغير فقد حق قوله تعالى يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ٥ فهو يصل الى اصله فقد حق قوله صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ وقد حق قوله صلعم كل مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ وقد حق قوله صلعم من عرف نفسه ش من حيث حدوثها وظليتها من ذى ظل باضافة تحليلية فى نفسه م فقد عرف ربه ش من حيث قدمه باضافة مغايرة بين رب ومربوبه م فاقرب للموجود ربه فما ش من الموجود م علم علم ربه قبله ش من جهة عدمه السابق م و معه وقريبه ومحيطه ش من جهة وجوده م وبعده ش

ترجمہ پس تحقیق کافر از موجودات محجوب شد بسبب تضمن او بمساوبات فرمود سبحانه در سوره تطفیف رکوع اول پاره عم كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ٥ یعنی نه چنین است ای بتحقیق ہمیں ہست که ہر آئینه ایشان از پروردگار خود دراں روز البته محجوب شوند۔ پس ہر آنچه که (مقصود دید و تعمیم است) پیوست پیوست سوی اصل خود که متضمن شد او را بنا بر قوت خود بسبب تضمن که بر التزام از آنکه رابطه تضمن بر رابطه التزام قوی است و اگر متغیر شد پس تحقیق محقق آمد قول او تعالیٰ که در سوره رعد رکوع ششم است يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ٥ یعنی محو کند خدائے برتر آنچه می خواہد و ثابت میکند و نزد او ہست اصل کتاب۔ پس او می پیوندد سوی اصل خود۔ پس تحقیق حق آمد قول او صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ یعنی ہر چیز سوی اصل خود باز گردد۔ و تحقیق آمد قول او صلعم كُلُّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ یعنی ہر آسان کرده شده آنچیز راست که برائے او پیدا شد۔ و تحقیق حق آمد قول او صلعم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی ہر که شناخت نفس خود را از حیثیت حدوث و ظلیت نفس از ذی ظل باضافت تحلیلیه که در لفظ نَفْسَهٗ واقع است بمعنی نفس خود پس او شناخت پروردگار خود را از حیثیت قدم او باضافت مغایرت که در لفظ رَبَّهٗ واقع است یعنی درمیان ربّ و مربوب او۔ پس اقرب برائے موجود ربّ او ہست پس آنچه از موجود دانسته شد ربّ آں موجود که قبل موجود است از جهت عدم آں موجود که آں عدم سابق او ہست۔ و دانسته شد که ربّ آں موجود با موجود است و قریب موجود و محیط موجود و ایں از جهت وجود موجود است و دانسته شد که ربّ آں موجود بعد موجود است ٭

بیان اقرب للموجود ربه
فما علم علم ربه قبله الخ

بیان حجاب کافر از
موجودات بنا بر دلیل
در رجوع با صل خود ٭

من جهة عدمه اللاحق ه بربطه دائر بربه معًا توسعًا واختصاصًا ش اى توسع العلم بجميع القبلية والمعية والقربة والاحاطة والبعدية معًا واختصاصه باحدى منهن او توسع الرب بالقبلية والمعية والقربة والاحاطة والبعدية معًا واختصاصه باحدى منهن ه فلا يجمع القبلية بالمعية والبعدية ش للمنافات ه الا المعية بالقربة والاحاطة ش لعدم المنافات ه فعلم غيره بعلمه ش اى الرب ه حتى لا يعلم غيره لغيره والقصد يتبع العلم فالايمان والكفر والشرك متفرع من العبادة فالايمان المشروع برب الذى من موجودات قديمة والكفر المشروع بالنكارة حجة على حقيقتهما والشرك متضمن بكفر فقد حق قوله تعالى فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا فالمعنى ان الرب خاص لا فراد من والعمل الصالح ما هو يصلح للرب والنسيان منهما لا يزيلهما ش لان النسيان بعد تحقق العلم لا يزيله ه بل فى الحال كامر تقديرى فاذا مؤبد

ترجمه — از جهت عدمیکه لاحق موجود است بسبب ربطیکه دائر است برب او معًا بطور توسع واختصاص یعنی از روی توسع علمیکه بجمیع اینهااست از قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا - واز روی اختصاص علم بیکی یا از روی توسع رب به قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا - ویا از اختصاص رب بیکی از اینها پس قبلیت با معیت وبعدیت بسبب منافات گردنیاید مگر معیت با قربت واحاطت بسبب عدم منافات گرد شود - پس علم غیر رب بسبب علم رب است تا آنکه غیر رب دانسته نه شود بسبب غیر رب - وقصد علم را تابع باشد - پس ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادت است - پس ایمان مشروع که برب است که آن از موجودات قدیمه است حجت است بر حقیقت او وکفر مشروع که با انکار بهمان رب است حجت است بر حقیقت او وپس ایمان وکفر مشروع هر دو حجت است بر حقیقت هر دو - وشرک متضمن بکفر است پس تحقیق حق آمد قول او تعالی که در آخر سوره کهف است من کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا یعنی پس هر که اینچنین است که لقای رب خود را آرزومندی شود پس باید که کار کند عمل نیک وشریک نه کند بعبادت رب خود کسی را - پس بایمعنی هر آئینه رب خاص آمد برای افراد من که هر کس است - وعمل صالح آن چیز است که او برای رب صلاحیت دارد - ونسیان از ایمان وکفر هر دو زائل نمیکند هر دو را از آنکه نسیان بعد تحقیق علم است که او تحقق را زائل نمیکند بلکه در یحال همچو امر تقدیری است پس دران وقت مؤبد است یعنی ایمان وکفر دران وقت همچو امر تقدیری دائم است وهمیشگی داشته +

ومنشاءٌ فی موجوداتٍ حادثةٍ هو حادثٌ اوّلٌ فیهما منشاءُ انتزاعٍ لغیرہٖ کلّه تضمنًا والتزامًا منه فقد حقّ قوله تعالیٰ قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اعلم انّ مقصود الیاءِ المضافةِ الیها محمّدٌ رسولُ الله تعالیٰ صلعم بدلالةِ الاضافةِ فی رحمةِ اللهِ وان لم یکن کذا فیجب اضافةُ الرحمةِ الی یاءٍ توافقًا للاولی کقوله تعالیٰ یا عبادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ وقُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ الآیه واعلم ان ربطَ خلقٍ بین خالقٍ ومخلوقٍ لا یقتضی وجهًا من عبودیةٍ هی متابعةٌ بل الربط محققها فالبتة وجه عبودیةٍ هی متابعة ربطٍ ظلیةٍ بین ظلٍ وذی ظلٍ ومحققها ربط خلق فان لم یکن فالظلُّ معدومٌ وغیر محکوم فانظر ان نور محمّدٍ صلّی الله تعالیٰ علیه واٰله وسلم من نور الله تعالیٰ وغیرہ صلعم من نورہ صلعم فعلی بناءِ ربطِ ظلیةٍ محمّد صلعم عبد الله تعالیٰ وغیرہ صلعم عبد الله تعالیٰ وایضًا عبدُ محمّدٍ صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمه ومنشأئی که در موجوداتِ حادثه هست و حادث اول هست در موجودات حادثه که اول منشأ انتزاع هست برای غیر حادث تمام از روی تضمن والتزام از حادث پس تحقیق حق آمد قول او تعالیٰ در سورهٔ زمر رکوع ششم قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۝ یعنی بگوای حبیب من که ای بندگانِ من آنانکه اسراف و زیادتی کردند بر نفسهای خود نومید مشوید از رحمتِ خدا هر آئینه خدا ببخشد گناهان را تمامه بدانکه هر آئینه مقصودِ یا که مضاف الیه عبادی است محمد رسولِ خداست تعالیٰ به دلالت اضافت که در رحمة الله است یعنی رحمتِ خداست. واگر اینچنین نباشد پس اضافتِ رحمت سوی یا واجب شود بنا بر توافق برای اولی همچو قولِ او تعالیٰ در سورهٔ زمر رکوع دوم یَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ یعنی ای بندگانِ من پس بترسید مرا۔ پس اینجا هر دو یائی ضمیر را مرجع یکی هست واجب بحق بنا بر توافق۔ و همچو قولِ او تعالیٰ در سورهٔ ابراهیم رکوع پنجم قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ الآیه یعنی بگوای حبیبِ من برای بندگانِ من آنانرا که ایمان آوردند برپا دارند نماز را و خرچ می‌کنند از آنچه که ما رزق دادیم شانرا الخ۔ و در اینجا هم مرجع ضمیر واحد متکلم و جمع متکلم هر دو یکی واجب شود بنا بر توافق۔ و بدانکه هر آئینه ربطِ خلق که در میان خالق و مخلوق است نمی‌خواهد وجهی را از عبودیت است که متابعت است بلکه این ربط محقق عبودیت است۔ و آلبته وجه عبودیت که از متابعت است ربطِ ظلیت است در میانِ ظل و ذی ظل و محقق عبودیت ربطِ خلق است۔ واگر ربطِ خلق نباشد پس این ظل معدوم است پس غیر محکوم است۔ پس ببین که نورِ محمّد صلی الله تعالیٰ علیه واٰله وسلم از نورِ خدا تعالیٰ هست و غیرِ او صلعم از نورِ او صلعم۔ پس بر بنائے ربطِ ظلیت محمّد صلعم بندهٔ خدا تعالیٰ است و غیرِ او صلعم بندهٔ خدا تعالیٰ است و نیز بندهٔ محمّد صلعم والله تعالیٰ اعلم بالصواب

فالعباد عام من التضمن والالتزام في الخلق مطلقا ثم تخصيص بالذين اسرفوا
على انفسهم انسانا كما قال سبحانه ان الانسان لفي خسر ثم بلا تقنطوا من رحمة الله
مؤمنا كما قال سبحانه يعذب من يشاء ويغفر لمن يشاء ثم بان الله يغفر الذنوب
جميعا وليا قال سبحانه الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ٥ فالحكم
على تفاوت التخصيص مع تفاوت التضمن والالتزام فرفع تعارض يغفر
الذنوب جميعا بمقابلة ما من وجه في اسراف الذي لا يغفر ش هو شرك
وكفر م وخلافه ش عطف على تعارض والضمير الى يغفر الذنوب جميعا
م بمقابلة ما من وجه في اسراف الذي يغفر او لا على مشيئة تعالى ش هو
ذنب مع وجود الايمان م فالمؤيد بهما ش الضمير الى ما لا يغفر والى ما يغفر
اولا على مشيئة تعالى م قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما
دون ذلك لمن يشاء ع

ترجمه - پس این عباد که در آیه مذکور قل یا عبادی الخ آمده عام است از تضمن و التزام در خلق از روی مطلق - باز تخصیص
به الذین اسرفوا علی انفسهم از روی انسان است چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ عصر پاره عم ان الانسان لفی خسر
یعنی هر آئینه انسان البته در نقصان است - باز تخصیص بر عباد به لا تقنطوا من رحمة الله از روی مومن است چنانچه
فرمود سبحانه یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء در سورهٔ مائده رکوع ششم یعنی عذاب میکند هر کرا میخواهد و بخشد
هر کسیکه میخواهد - باز تخصیص به ان الله یغفر الذنوب جمیعا از روی ولی است که گفت سبحانه در سورهٔ یونس رکوع هفتم
الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ٥ یعنی آگاه باشید که هر آئینه اولیاء خدا اند که ترس نیست
بر ایشان و نه ایشان غم خواهند کرد - پس این حکم بر تفاوت تخصیص است مع تفاوت تضمن و التزام - پس برداشت تعارض
یغفر الذنوب جمیعا که بمقابله ما من وجه است در اسراف آن که لا یغفر است که او شرک و کفر است یعنی بسبب عموم
مغفرت ذنوب که در یغفر الذنوب جمیعا است بمقابله عدم مغفرت کفر و شرک که از لا یغفر است در تفسیر اسراف
بسبب عموم انسان که بالا مذکور آمده درین آیت مذکوره تعارض پیدا می شد - آن تعارض بمقابله آنچیزی که از یک وجه
اسراف است برداشت - و برداشت خلاف یغفر الذنوب جمیعا بمقابله آنچه که من وجه در اسراف است که آن یغفر او لا یغفر
علی مشیئة تعالی است یعنی بخشد یا نه بخشد بر مشیت او تعالی است که آن ذنب است مع وجود ایمان - پس مؤید هر دو یعنی آنچه که لا یغفر
و آنچه که یغفر یا لا علی مشیئة تعالی قول او تعالی است در سورهٔ نساء رکوع هفتم ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی هر آئینه خدا بر نمی بخشد آنکه با او شرک کرده شود و خواهد بخشید آنچه سوای این است هر کرا که میخواهد -

ای من غیر توبۃ والّا یغفر بہما الشرک وغیرہ وجوابُ السائلِ ہل یغفر اللّٰہ قتل سید الشہداء حمزۃ رضی بالایمان متضمنٌ فی تخصیص بلا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ویمکن ان یقال فی جواب السائل یغفر بمعنی اسم صفتٍ ای غافرٌ وجمیعًا تمییزٌ من الذنوب لا تاکید ای ان اللّٰہ تعالٰی غافرُ الذنوبِ من کلِّ صنفٍ علٰی قرینۃِ السؤالِ دون الشرک والکفر ونشاءُ فی مسلوباتٍ ہو حادثٌ اولٌ فیہا منشاءُ انتزاعٍ لغیرہ کلہ تضمنا ولا بدَّ من اولٍ فی کلِ واحدٍ من المراکز ولا یعجبک قولی اذ لا بد للخلق من اولٍ ان یکون من موجوداتٍ او مسلوباتٍ فان کان المخلوق کلہ اوّلًا دفعۃً ولیس تقدمٌ وتاخرٌ فی معیّنٍ فکان الشبہُ من الصانع لکلِ واحدٍ من اولٍ فلزم ان یساوی کلٌّ مصنوعٍ فی کلِ وصفٍ وکان وجودُ مسلوباتٍ فیہم فی خارجٍ ممنوعًا لعدمِ منشاءِ شبہۃٍ فی صانعہ فہو خلافُ بداہۃٍ او کان ثبوتُ متقدمٍ لشبہ المسلوباتِ فی الصانع وہو خلافُ حقیقۃٍ فاعلم ان الصانع یحتاج فی انتزاعٍ ثانٍ الی اولٍ انتزاعًا وارادتہ وعلمہ بہما معًا

ولابد من اول فی کل واحد من المراکز و الاول الذی فی موجودات حادثۃ ہو محمد صلعم +

بیان منشأ فی مسلوبات ہو حادث اول فیہا انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا +

ترجمہ یعنی آنچہ بجز شرک از غیر توبہ است بہ بخشد خواہ نہ بخشد ورنہ بتوبہ شرک وغیرہ ہم بخشیدہ شود۔ وجواب این سائل کہ آیا قتل سید الشہداء حضرت حمزہ رضی را خواہد بخشید بایمان متضمن است در تخصیص بہ لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ وممکن باشد کہ گفتہ شود در جواب سائل کہ یغفر در آیہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعًا بمعنی اسم صفت یعنی غافر است وجمیعًا تمییز است از ذنوب نہ تاکید۔ پس مضمون عبارت از آیت مذکور چنین آید کہ ان اللّٰہ تعالٰی غافر الذنوب من کلِ صنفٍ علٰی قرینۃِ السوالِ دون الشرک والکفر ہر آئینہ خدا بخشندہ گناہان است از ہر قسم بقرینۂ سوال نہ شرک وکفر۔ ومنشاء کہ در مسلوبات ہست او حادث اول است در وکہ منشاء انتزاع است برای غیر خود تمامہ اورا از روی تضمن۔ وچارہ نیست از اول در ہر واحد از مراکز۔ وترا قول من در عجب نیفگند از انکہ برای خلق از اول چارہ نیست اگرچہ آن اول از موجودات باشد یا از مسلوبات + پس اگر این مخلوق بتمامہ دفعتًا اول است ونیست تقدم وتاخر در معین پس شبہ از صانع برای ہر واحد از اول ہست پس لازم شد کہ ہر مصنوع در ہر وصف مساوی باشد وجود مسلوبات درانہا در خارج ممنوع شود بسبب عدم منشاء شبہ او در صانع او۔ واو خلاف بداہت است۔ یا مسلوبات را برای شبہ ثبوت متقدم در صانع باشد واو خلاف حقیقت است پس بدانکہ ہر آئینہ صانع البتہ محتاج شود در انتزاع ثانی سوی اول بطور انتزاع وارادت وعلم صانع باول وثانی ہر دو معًا است +

بیان آنکہ از اول در ہر واحد از مراکز چارہ نیست و اولیکہ در موجودات حادث است او محمد است صلعم

بیان منشأ در مسلوبات او حادث اول است

فتاخر رتبی لغیر اولٍ فی ارادته وعلمه فی الوجه ش ای وجه احتیاج
الانتزاع هو لا زمانی وان لم فکیف ش ای ان لم یکن الاحتیاج الی اول
لثانٍ فثانٍ بذاته اول فکل واحدٍ اول وهذا ابطال الاول خلاف عقلٍ و
بداهةٍ فکیف یمکن هو ابطال اول واحد وهو ظل من اول واحدٍ قدیمٍ
وانتزاع ش ای من جهة الاتحاد هو ثانٍ ش یوجد هو باولٍ حادثٍ
لا من اولٍ قدیمٍ لان المسلوبات بمقابلة قدیمٍ عدمٌ مطلقٌ وبمقابلة اولٍ حادثٍ
منبئة علیها منه ش من جهة التغائر هو ثم ممکنة فی محلها ش ای فی
محل امکانها هو فتمیز بانباءها ش المصدر مجهول والضمیر الی مسلوبات هم
منه فی علم واجبٍ معًا فاعلم ان اول الذی فی موجوداتٍ حادثةٍ هو محمد صلعم
رسولنا من الله الرحمن الرحیم ونعتصم فی معرفة الرسول بحسناته الذاتیة
ش ای ما هو لیس بعرضٍ هو بالاصالة ش ای لیست بتبعٍ هو فحینئذٍ ضدها
مسلوب عنه فهو دلیل منطبق فی حد مرکزیة علی حقیقة الرسالة هی منشاء تعینه
فی القدیم بموجوداته علی موجودات القدیم وبمسلوباته علی مسلوبات القدیم

ترجمه پس برای غیر اول در ارادت وعلم او در وجه احتیاج انتزاع تأخر رتبی باشد نه زمانی - واگر نیست پس چگونه است یعنی
اگر احتیاج نباشد سوی اول برای ثانی پس ثانی بذاته اول است پس هر واحد اول است - واین ابطال اول است که خلاف عقل
وبداهت است پس چگونه ممکن باشد ابطال اول واحد حالانکه او ظل است از اول واحد قدیم - وانتزاع ثانی که از جهت
اتحاد است یافته شود با اول حادث نه از اول قدیم یافته شود از انکه هر آئینه مسلوبات بمقابله قدیم عدم مطلق است و
مقابله اول حادث از حادث بر آنها آگهی داده شود از جهت تغایر - باز ممکن در محل امکان خود است - پس تمیز آگهی
داده شدن مسلوبات است از اول حادث در علم واجب معًا - پس بدانکه هر آئینه او لیکه در موجودات حادث است
او محمد است صلعم رسول ما از خدای رحمن رحیم - پس چنگ میزنیم به معرفت رسول بحسنات ذاتیه او یعنی آنکه
او عرض نیستند که آن حسنات باصالت اند یعنی به تبع نیستند - پس درین هنگام ضد حسنات از
رسول مسلوب اند - واین رسول دلیل است که منطبق است در حد مرکزیت خود بر حقیقت رسالت که آن حقیقت
منشاء تعین رسول است در قدیم بموجوداتش رسول بر موجودات قدیم وبمسلوبات رسول بر مسلوبات قدیم +

بیان تعصم فی معرفة الرسول بحسنات الذاتیة - قوله صلعم
وظهوره صلعم فی عالم الشهود فی الآخر علی ترتیب عزیزی
من آدم علیه السلام الی محمد صلعم +

بیان آنکه ذریعهٔ معرفت رسول حسنات ذاتیهٔ او است - قوله صلعم
وظهور او صلعم در عالم شهود در آخر بترتیب عزیزی از آدم علیه السلام
تا محمد صلعم +

فهو على دعويه لا اله الا الله انى رسول الله دليل بنفسه النفيسة ش
خبر مع المتعلق المقدم والمؤخر هـ وليس للمكذب الا الجهل ختم كلامنا
وفرضًا ان يات المكذب على ما ادعا بدليل فنقول لا بد للخلق من
مصداق اول فمن ش اى من هو اول هـ فلا دليل بيده حقا ويكذب
بما كذب حتى لا يبقى الا دعوى الاول فقوله صلعم اول ما خلق الله نوري
وظهوره صلعم فى عالم الشهود فى الاخر على ترتيب ضرورى من ادم عليه السلام
ومنشاء تعينه تعين الفعل هو مؤثر لاثار حادثة الى محمد صلعم ومنشاء
تعينه تعين الذات دليل على الترتيب الضرورى وجودا منه صلعم الى ادم
عليه السلام فيمنع نظيره مطلقا اى خارجا فظاهر وذهنا لان كل ما هو ذهنى
يحصل من مصداق خارجى وفى الخارج منعه فكيف فى الذهن تحقق كقوله
تعالى ليس كمثله شىء الاية اعلم انما فصاحة القران المجيد اعجاز فثابتة
وزيادة الكاف تمنعها فباطلة كما هو المشهور ش اى فصاحة القران المجيد
اعجاز وزيادة الكاف والزيادة تمنع الفصاحة هـ فان تدبرت فى الاية

ترجمه: واين رسول بر دعوى خود لا اله الا الله انى رسول الله دليل است بنفس نفيسه خود - ونيست براى مكذب مگر
جهل پس تمام شد كلام ما - وبالفرض اگر مكذب براچه كه دعوى كرد دليلى بيارد پس بگوئيم كه براى خلق از مصداق اول چاره
نيست - پس كيست كه او است اول - ودليلى نيست از روى حق بدستِ او - وتكذيب كرده ودروغ داشته شود بانچه كه تكذيب كرد
ودروغ داشت تا آنكه باقى نماند مگر دعوى اول - پس قول او صلعم اول ما خلق الله نورى يعنى اول چيزى كه آفريد خدا نور
من است - وظهور او صلعم در عالم شهود در آخر بر ترتيب ضرورى از آدم عليه السلام كه منشاء تعين او عليه السلام تعين فعل است
كه او مؤثر است براى آثار حادثه تا محمد صلعم كه منشاء تعين او صلعم تعين ذات است - اين قول وظهور او صلعم دليل است بر
ترتيب ضرورى كه از روى وجود است از و صلعم تا آدم عليه السلام - پس منع كرده شود نظير او صلعم مطلقا يعنى بطور خارج پس ظاهر است وهم
از روى ذهن از آنكه هرچه كه او ذهنى است حاصل ميشود از مصداق خارج وحال اينكه در خارج منع نظير او ست پس چگونه در ذهن نظير او يافته شود
پس متحقق شد مانند قول او تعالى كه در سوره شورى ركوع دوم است ليس كمثله شىء الآية يعنى نيست همچو مثل او چيزى الخ - بدانكه
جز اين نيست كه فصاحت قرآن مجيد اعجاز است واين فصاحت ثابت است - وزيادت حرف كاف فصاحت ثابته را مانع ميشود پس زيادت باطل است
چنانچه او مشهور است يعنى فصاحت قرآن مجيد اعجاز است وزيادت حرف كاف وانكه زيادت مانع فصاحت شود - پس اگر در اين آيت ...

تفسير الكريمه ليس كمثله شىء الآية

يظهر لك انما مثل ممثل وصفي الانطباق بمظهرية به سبحانه وهو محمد صلعم ممتنع ذاتا هي تشخص مانع فله سبحانه شئ اي مخصص له سبحانه اوفلزم له سبحانه ص بالاولوية الا شئ استثناء من ممتنع ص وصفا بدلالة لفظ المثل المضاف على جامعيته بوصف المضاف اليه وبشبه منعه من موجودات قديمة واعلم ان المعرفة والايمان والاخلاص والخلوص بالله تعالى تتوقف على محمد صلعم لا لاله منه صلعم اليه سبحانه فهو سبحانه سميع بقول القائلين وبصير بحقيقة القلوب في التصديق والنفاق نعوذ بالله تعالى منه ونسئله التوفيق وقيل ان يمكن ظهور الذات مكررا ثم وثم بعد فناء زعما فيمكن نظيره صلعم نعم بل من ظهور الفعلية الى ظهور الذات على ترتيب ضروري لا من الذات المجردة كما زعم لكنه ما اخبر به قران مجيد وخبر صادق ودينا بهما فكلا منا معهما لا بزعم مجرد فلا دليل عليه فالتوقف على ما قيل احداث في الدين على الزعم المجرد نعوذ بالله تعالى من شرور انفسنا ، ولا يجوز ظهور الانبياء من مركز تعين الذات تحت الاول لعدم التعدد والتجزي في مرتبة الذات

ترجمه ترا ظاهر شود که جز این نیست که مثل مثل وصفی که از روی انطباق باشد بمظهریت خود باو سبحانه حالانکه او محمد صلعم است یعنی بمظهر بودن خود باو سبحانه در وصف منطبق آید پس مثل این مثل وصفی بطور انطباق از روی ذات ممتنع است که ذات تشخص است مانع پس برای او سبحانه مخصوص است یا او سبحانه را لازم است این امتناع باولویت مگر ممتنع نیست از روی وصف بدلالت لفظ مثل که مضاف است بر جامعیت خود بوصف مضاف الیه و بدلالت شبه منع مثل از موجودات قدیمه - و بدانکه هر آئینه معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص بخدا تعالی متوقف است بر محمد صلعم نه بر دلالت پس او سبحانه شنونده است قول قائلین را و بیننده است حقیقت دلها را در تصدیق و نفاق نعوذ بالله تعالی منه و نسئله التوفیق یعنی پناه میجوئیم بخدا تعالی از نفاق و میخواهیم از و توفیق - و گفته شد بطور زعم که ظهور ذات از روی تکرار ثم و ثم یعنی باز و باز بعد فنا ممکن است پس نظیرش صلعم ممکن باشد - آری بلکه از ظهور فعلیه تا ظهور ذات است بر ترتیب ضروری نه از ذات مجرده چنانچه گمان کرد لاکن شان نیست که قرآن مجید و خبر صادق باو خبر نداد - و دین ما آن هر دو است پس کلام ما با هر دو است نه بزعم مجرد پس نیست دلیلی برو - پس توقف بر انچه که گفته شد احداث در دین است بر زعم مجرد و نعوذ بالله تعالی من شرور انفسنا پناه میجوئیم بخدا تعالی از بدیهای نفسهای خویش - و جائز نباشد ظهور انبیا را از مرکز تعین ذات تحت اول از انکه تعدد و تجزی در مرتبه ذات معدوم است

بیان دلالة الحرکة [illegible] نظیره صلعم قبل ان یکن ظهور الذات مکررا ...

بیان آنکه معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص متوقف بر آنحضرت صلعم و خدا سمیع و بصیر قول قائل و حقیقة دلها است در تصدیق و نفاق +

[illegible]

کما ظهر الانبیاءُ من مرکزِ تعینِ الصفات لوجودِ تعددِ الصفات منشائهم وان یکن ظهور الانبیاءِ من تعین الصفاتِ علی بناءِ استجماع المرکز الاول الذاتی الصفاتِ بعد ظهور النبی من مرکزِ تعینِ الذاتِ فتختلط المراکز و یبطل بناء الملل والترتیبُ الضروری واعلم ان الدلالاتِ النظریةَ فی البحث مضطربةٌ علی اختلافِ النظر ولا یصل نظر کلِ ناظرٍ الی حقیقةٍ ثابتةٍ فالاکتفاءُ بامتناعِ نصٍ اولی کما قال الله تعالی ولکن رسولَ اللهِ وخاتمَ النبیین ه نبوتاً فهیتةً بدلالة لفظ النبیین مستغرقاً لا معهوداً اذ لا تثبت النبوۃ بعدہ نقلاً ولا عقلاً مخالفاً النقل والحقیقةِ المذکورةِ الا زعماً مجرداً محدثاً فی الدین فتثبت مستغرقاً بالدلیل و بجمع الکثرۃ و بوجهٍ اخر ای ان کان معهوداً فکان کلاً فهو مستغرق او بعضاً فلا دلیل علیه صراحتاً و محلاً واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتابٍ وحکمةٍ ثم جاءکم رسولٌ مصدقٌ لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه نظم الآیة الکریمةِ یقتضی خاتم النبوۃ ارفع الرتبة ش ته تفسیرہ فی ذکر کیفیة

ترجمه چنانچه انبیاء از مرکز تعین صفات ظاهر آمدند از آنکه منشاء صفات وجود تعدد صفات است۔ و اگر ظهور انبیاء از تعین صفات برین بنا که استجماع مرکز اول ذاتی صفات را بعد ظهور این نبی باشد که مرکز تعین ذات است پس همه مرکزها مختلط و آمیخته شوند و بنا ملتها و ترتیب ضروری باطل شود۔ و بدانکه هر آئینه دلالتهای نظریه بنا بر اختلاف نظر درین بحث مضطرب آمدند و نظر هر ناظر سوی حقیقت ثابته واصل نمیشود و بمهر سد پس با متناع نصی اکتفا یعنی بسنده کردن اولی است چنانچه گفت خدای برتر در سوره احزاب رکوع پنجم ولکن رسول الله وخاتم النبیین ه یعنی ولیکن رسول خداست و ختم کننده انبیاء۔ و این ختم از روی نبوة است پس از روی رتبه بدلالت لفظ النبیین که بروی لام استغراق است نه معهود از آنکه نبوة بعد او ثابت نمی شود بطور نقل نه بطور عقل که مخالف نقل و حقیقت مذکوره شود مگر بطور زعم مجرد که محدث در دین است یعنی در دین چیزی نو آورده شده و نو پیدا کرده شده است۔ پس بدین دلیل و بجمع کثرت لفظ نبی این لام استغراق ثابت می شود۔ و بوجه دیگر یعنی اگر لام معهود باشد پس یا بطور کل باشد و او مستغرق است یا بطور بعض پس بر او از روی صراحت و محل دلیلی نیست چنانچه فرمود او سبحانه در سوره آل عمران واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتابٍ وحکمةٍ ثم جاءکم رسولٌ مصدقٌ لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه یعنی و هرگاه عهد گرفت خدای برتر از انبیاء بر آنچه که دادم شما را کتاب و حکمة باز عهد گرفت که شما را رسولی آید تصدیق کننده آنچه که با شما است تا که بدو البته ایمان آورید و البته او را یاری کنید پس نظم آیة کریمه میخواهد خاتم نبوة را که بلندترین رتبه است و تفسیرش

اخـذ میثاق از انبیاء باثبات عظمتہ وفضل حضرۃ نبی الانبیاء برغیرش علیهم الصلوة والسلام ص وکما عن جابر رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواه الدارمی وقال صلعم فضلت علی الانبیاء بست الی ان قال ختم بی النبیون رواه مسلم فی کتاب المساجد وفی المشکوة عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم الی ان یقول انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی متفق علیه وعن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان قال وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی فانه صلعم خاتم النبیین رتبة وزمانا علی اجماع اهل سنة وجماعة رضی الله تعالی عنهم وفاء التفتازانی فی المقاصد فقد دلت النصوص وانعقد الاجماع علی انه خاتم النبیین لا نبی بعده وانه افضل الانبیاء انتهی ولما علم ان نور محمد صلعم ماخذ انتزاع غیره تضمنا والتزاما منه یحصول شبه خلق غیره صلعم عن موجود انه صلعم اومساویا له صلعم بقیام مجازی بموجودات صلعم

ترجمه اخذ میثاق از انبیا نوشته شد مع اثبات عظمت وفضل حضرت نبی الانبیا بر غیرش بر وی وبر ایشان صلوة وسلام باد - وهمچنان از جابر رضی الله تعالی عنه است آنکه نبی صلی الله تعالی علیه وسلم فرمود منم قائد یعنی لشکر کش رسولان وهیچ فخر نیست یعنی برین رتبه فخری ندارم ومنم ختم کننده انبیا وهیچ فخر نیست ومنم اول شافع ومشفع یعنی شفاعت کننده وشفاعت کرده شده ومرا فخری نیست - این حدیث را دارمی روایت کرده - فرمود صلعم فضیلت داده شدم بر انبیا بشش چیز تا آنکه فرمود ختم کرده شد بمن انبیا - این حدیث را مسلم در کتاب مساجد روایت نموده - ودر مشکوة است از جبیر بن مطعم که گفت شنیدم نبی صلی الله تعالی علیه وسلم را تا آنکه پیغمبر فرمود منم عاقب وعاقب آنکه بعد او نبی نباشد - این حدیث متفق علیه است یعنی اصحاب صحاح بر روایتش اتفاق دارند در صحیحش - واز ثوبان است رضی الله تعالی عنه که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم تا آنکه فرمود ومنم ختم کننده انبیا که بعد من نبی نیست - پس بر اینکه او صلعم خاتم انبیا است از روی رتبه وزمانه بر اجماع اهل سنة وجماعة رضی الله تعالی عنهم گفت تفتازانی در مقاصد که تحقیق نصوص دلالت کرد واجماع منعقد شده است بر اینکه او صلعم خاتم انبیاء است که بعد او نبی نیست وهم او صلعم افضل انبیا است انتهی - وهرگاه دانسته شد اینکه نور محمد صلعم ماخذ است انتزاع غیر او را صلعم از روی تضمن والتزام از حصول شبه خلق غیر او صلعم را از موجودات او صلعم یا از مساوات او صلعم بقیام مجازی بموجودات او صلعم

فلزم احاطة المركز الخ

ومركزه فلزم احاطة المركز وقربته ومعيته لما فيه من الماخوذ مجهولة الكيف بالتنزه وهكذا كل واحد من الماخذ مركز لما فيه من الماخوذ فللآخذ تقدم رتبي وللماخذ جمع تاخر رتبي فى المعية والقربة والاحاطة بالماخوذ فكل واحدة منها ش اى من المعية والقربة والاحاطة هـ كانت حقيقة ونظرية وثبتت القربة بالنص القرآنى انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الاية ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا الاية ظنا على اختصاص الولاية بالمعانى ويحققها التزامها بالتولى ش كما ذكر تفسيره فى ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية الخ هـ وليس علم غير الآخذ بالماخوذ ضروريا الا بما شاء الله تعالى لمن شرح صدره به ش اى بما شاء الله تعالى هـ فلما جاز علم الماخذ بالماخوذ فلا يمكن نفى علمه بكل ما منه بل هو الثابت ظنا لان الظن تابع الاذعان وان نفى ببعض ظنا فلا دليل عليه والى النهاية خلاف الثابت ش اى جواز علم الماخذ بالماخوذ وليس تقاطع وتداخل فى بسائط

ترجمہ واین نور شریف صلعم مرکز غیر او است پس احاطت مرکز وقربت او ومعیت او لازم آمد برائی آنچه کہ درو است از ماخوذ مجهول الکیف بالتنزہ یعنی این احاطت وقربت وغیرہ بسبب تنزہ در کیف مجهول است وهمچنین هر آحد راز ماخذ ها مرکز است برائی آنچه درو از ماخوذ است پس برائی آخذ تقدم رتبی است وبرائی ماخوذ ها تاخر رتبی است در معیت وقربت واحاطت بماخوذ ۔ پس هر یک ازین معیت وقربت واحاطت از روی حقیقی است واز روی نظری ۔ وقربت ثابت است بنص قرآنی کہ در سورۂ مائدہ رکوع هشتم آمدہ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا الآیه وایضا در سورۂ ورکوع مذکورہ ومن یتول الله ورسوله والذین امنوا الآیه از روی ظن بر اختصاص ولایت بسبب معانی ولایت ومحقق میکند این معانی را التزام او بتولی ۔ چنانچہ ذکر کردہ شد تفسیر ش در ذکر کیفیت رسالت ونبوت وولایت ۔ وعلم غیر آخذ بماخوذ ضروری نیست مگر بانچہ کہ خواست خدای برتر برائی کسی کہ شرح فرمود صدر او را باو یعنی بانچہ کہ خدای برتر خواستہ است ۔ پس هرگاه کہ علم یعنی دانستن ماخذ بماخوذ جائز آمد پس نفی علم او ممکن نباشد بتمام آنچہ کہ از و است بل او از روی ظن ثابت است وظن تابع اذعان است ۔ واگر نفی کردہ شود به بعض از روی ظن پس دلیلی نیست براو ۔ وتا نهایت این خلاف ثابت است از آنکہ جواز علم ماخذ بماخوذ ثابت است ۔ وتقاطع وتداخل نیست در بسائط ۔

منزهة موسعة مشبهة الى ماشاء الله تعالى ش يتعلق بكل منها
(منزه داده شده · توسیع کرده شده · تشبیه داده شده)

من منزهة وموسعة ومشبهة هـ وقد يفاض التشخص الزائد من
(تنزیه داده شده · توسیع داده شده)

الماخذ فيستجمع فاعلم ان التوسع بتعدد المثال والجسم كما لبعض الاولياء كرامة

من قدرته تعالى فللانبياء بالاولوية اعجازا لاينافي وحدت التشخص الزائد

فلاباس في قول الذى نسب الى ابن عباس رضى الله تعالى عنهما في تحت تفسير

الاية الكريمة الله الذى خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن الاية سبع

ارضين ش معنى مثلهن هـ في كل ارض نبى كنبيكم وش كان هـ

ادم كادمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيسكم كما رواه

الحاكم في مستدركه ورواه غيره بطريق مختلف وقال ابن عباس رض لوحدثتكم

بتفسير هذه الاية لكفرتم وكفركم تكذيبكم بها انتهى وينبغى ان يذكر

موسى كموسكم لانه من اولى عزم فهذا التمثل تمثل مثالى او جسمى

ترجمه منزهه وموسعه ومشبهه یعنی در اشیای بسیطه که تنزیه داده شده وتوسیع داده شده وتشبیه داده شده

باینمعنی که مرتبهٔ مثال بخشیده شده اند در یکدیگر درشدن وباهم قطع نمودن یکدیگر ورانیست الی ماشاء الله

تعالی یعنی تا آنچه که خواست خداتعالی است بتمام از انها که منزهه وموسعه ومشبهه اند - وگاهی آشکار کرده شود تشخص زائد

ماخذ پس مستجمع میشود - پس هر آنکه هر آئینه توسع بتعدد مثال وجسم چنانچه بعض اولیا را بطور کرامت است از قدرت او تعالی پس

برای انبیا بطور اعجاز با ولویت است که وحدت تشخص زائد را منافی نباشد - پس باکی نیست در قولی که نسبت کرده شده سوی

ابن عباس رضی الله تعالی عنهما در تحت تفسیر آیت کریمه که در سورهٔ طلاق رکوع دوم است الله الذی خلق سبع سموت

ومن الارض مثلهن الاية سبع ارضين ش معنى مثلهن هـ في كل ارض نبى كنبيكم وش

كان هـ ادم كادمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيسكم يعنی خدائی است

آنکه پیدا کرد او هفت آسمان را واز زمین مثل آنها یعنی هفت زمین در هر زمینی نبی است همچو نبی شما وهست آدم همچو آدم شما ونوح همچو

نوح شما وابراهیم همچو ابراهیم شما وعیسی همچو عیسی شما - چنانچه این حدیث را حاکم در مستدرک خود روایت کرد - وروایت کرد او را غیر او

وگفت ابن عباس رضی الله تعالی عنهما لو حدثتكم بتفسير هذه الاية لكفرتم وكفركم بتكذيبكم بها انتهى یعنی اگر

بیان کنم شما را تفسیر این آیت البته کافر شوید شما وکفر شما بتکذیب شما باشد باو - تمام شد قول حضرت ابن عباس رض در تفسیر آیت مذکوره - وسزاوار

باشد که ذکر کرده شده موسی کموسکم یعنی موسی همچو موسی شما از انکه او علیه السلام از اولی عزم است - پس این تمثل تمثل مثالی یا جسمی است

ان التوسع بتعدد المثال الخ

فلاباس في قول الذى نسب الى ابن عباس رض

[illegible] بعض اولیا بطور کرامت [illegible]

بیان آنکه در قول ابن عباس رض در تحت تفسیر آیت الله الذی خلق سبع [illegible]

[illegible]

ظهر كمال التوسيع للمتمثل فلا للمتمثل وجودٌ مستقلٌ فى المماثلة بل هو قائمٌ
بالمتمثل حدث منه وينبغى ظهور المثال والجسم على ما تحت مركزيتهم باولى
عزميتهم مكلفاً وقع او غير مكلف لتعلقه بهم وجوبا والخمسة الممدوحة
من الانبياء اولى عزم محيطة ما تحت مركزها ومن سواها من الانبياء
من مركزٍ منها وفى السمٰوٰت ايضا ش عطفٌ على فى كل ارض ﻫ وان لم
تفهم وقوله رض على ما كشف عليه ش كما يشير اليه قوله رض ولوجد تتكلم الخ
فلو كان تفسيرها على حديث النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لوجب عليه رض
اظهاره ﻫ فظنىٌ فلا يحكم فى العقائد وفى القول وجهٌ آخر ايضا فاعلم ان
التشبيه يصدق فى بعض وجه الذى مقصودٌ لا فى كل وجوهٍ ش فالمشبه
لا يشبه بالمشبه به فى كل وجوهٍ الا فى وجهٍ مقصودٍ ﻫ ولا يظهر وجه مقصودٍ
فى القول بدلالة الصراحة ولا بدلالة القرينة فالتشبيه محوّل على فهم
قائله وفى الزمان رجلٌ ش هو محمد قاسم النانوتوى ﻫ تكلم بوجودٍ مستقلٍ

ترجمہ کہ برائی متمثل کمال توسع ظاہر شدہ است۔ پس برائی متمثل ای آنکہ مثال آورد یعنی صورت
مثالی را وجود مستقل نیست در مماثلت بلکہ او قائم بہ متمثل است یعنی بمثال گیرندہ کہ از وحادث شدہ است۔ وسزاوار
باشد ظاہر شدن مثال وجسم برانچہ کہ تحت مرکزیت مثال است بسبب اولی عزمیت مثال خواہ آں ماتحت مکلف
واقع آمدہ یا غیر مکلف بنا بر تعلق آں ماتحت با ایشان۔ کہ از روئی وجوب است۔ وایں پنج ممدوح از انبیاء کہ
اولی عزم اند محیط ماتحت مرکز خود اند۔ وہر کہ سوئی ایں خمسہ ممدوحہ از انبیا بند از مرکز ہماں پنج اند۔ ودر آسمانہا
نیز ظہور مثالی وجسم ہست بنا بر عطف ہمچو در ہر زمین اگرچہ نفہمیدی۔ وقول او رضی اللہ تعالیٰ عنہما برانچہ کہ برو
رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکشوف آمد پس ظنی است کہ در عقاید حکم کردہ نشود۔ چنانچہ سوئی قول او رض اشارہ
میکند ولوجد تتکلم۔ الخ۔ پس اگر تفسیر ش بر حدیث نبوی صلعم بودے البتہ برو رض اظہار ش
واجب آمدی۔ ودریں قول وجہ دیگر ہم است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ صادق آید در بعض وجہ آنکہ
مقصود ہست نہ در ہر وجوہ۔ پس مشبہ بمشبہ بہ در ہر وجوہ مشابہ نشود مگر در وجہ مقصود۔ ودریں قول وجہ مقصود ظاہر
نشود بدلالت صراحت ونہ بدلالت قرینہ۔ پس تشبیہ محول باشد بر فہم قائل او۔ ودریں زمان مردے است او محمد قاسم نانوتوی است او کلام کردہ است

المماثلين لاولى عزم + وغرضه اثبات المثل لمحمد نبي الله تعالى صلعم
على انه خاتم الانبياء رتبة لا زمانا باستدلال الآية الكريمة ولكن
رسول الله وخاتم النبيين الآية والقول المذكور عن ابن عباس رض
فجاز وجود نبي بعده صلعم واتبعه قوم فانه كفر من علماء علامة
من مكة المعظمة والهند ورد قوله بدلائل شرعية شكر الله تعالى سعيهم
وجزاهم خير الجزاء فاعلم ان ضمير جمع المؤنث في مثلهن يرجع الى
السموات فوجه التشبيه طباق كما قال سبحانه سبع سموات طباقا
الآية لا وجه اخر من اوصاف عرضية كوجود النجوم وغيرها فانه
كما هو ظاهر وذاتية كخلقها من حديد وغيره كما ورد في الحديث
الشريف اذ لا يصدق في بداهة التشبيه وصراحة نص ولا يثبت
في طباق الارضين (اى وجه آخر) خلقة مكلفة وغير مكلفة من صراحة قرآنية
الا غير مكلفة من صراحة حديثية

ترجمہ مماثلین برای اولی عزم۔ وغرض او اثبات مثل است برای محمد نبی خدا تعالی صلعم بر بنا کہ او
خاتم انبیاء است از روی رتبہ از روی زمان باستدلال آیت کریمہ کہ در سورۂ احزاب رکوع پنجم است ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین۔ الآیہ وبقول مذکور از ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ پس جائز شد وجود نبی بعد
او صلعم و پیروی کرد او را قومی۔ پس ہر آئینہ او تکفیر کردہ شد از علمای علامہ از مکہ معظمہ وہند۔ ورد کردہ شد قول
او بدلائل شرعیہ کہ خدا تعالی سعی شان را مشکور فرماید وجزا دہد شان را جزائے بہتر۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ضمیر جمع
مؤنث در مثلہن راجع می شود سوی سماوات۔ پس وجہ تشبیہ طباق است چنانچہ فرمود سبحانہ سبع سموات
طباقا الآیہ یعنی ہفت آسمانہا طبق بر طبق یعنی تہ بتہ۔ نہ وجہ دیگر از اوصاف عرضیہ چون وجود نجوم وغیرہ کہ
در وہست چنانچہ او ظاہر است۔ ونہ از اوصاف ذاتیہ چون خلق او از حدید وغیرہ در حدیث
شریف وارد آمدہ۔ از آنکہ وجہ آخر ببداہت تشبیہ وصراحت نص صادق نیاید۔ ونہ ثابت
می شود وجہ تشبیہ در طباق زمینہا خلقت مکلفہ وغیر مکلفہ از صراحت قرآنیہ مگر غیر مکلفہ از صراحت
حدیثیہ +

وَمَنِ ادَّعَا بِالْمِثْلِيَةِ بَعْدَ اِثْبَاتِ خَتْمِ الرُّتْبَةِ فَكَيْفَ اِذِ الْخَتْمُ صِفَةٌ مَانِعٌ فَالْخَاتِمُ لَا يَشْتَرِكُ فِى الصِّفَةِ غَيْرُهُ وَاِذَا اُثْبِتَ خَتْمُ الرُّتْبَةِ وَالْكَلَامُ فِى الظُّهُورِ فِى عَالَمِ الشُّهُودِ فَعَلَى التَّرْتِيبِ الضَّرُورِيِّ فَكَيْفَ لَا يَثْبُتُ زَمَانًا وَفِى مَعْنَى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَوْ فَتْحِهَا اَجْمَعُوا السَّلَفُ مِنْ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ عَلَى اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ تَوَافُقًا بِالْاَحَادِيْثِ الشَّرِيْفَةِ وَادَّعَا بِمِثْلِ اِضَافِى ش اے جامعية المثل بمثله مجازًا م وَافْتَرَقَ بِمِثْلِ حَقِيْقِيٍّ وَحَوَّزَ نَفْسَهُ عَمَّا ش اى كفر م بِقَوْلِ مِثْلٍ حَقِيْقِيٍّ بِزَعْمِهِ وَمَا فَهِمَ اَنَّ الْمُمَاثَلَةَ بِاِضَافَةٍ لَا بِحَقِيْقَةٍ اِذْ هِىَ ش اى المماثلة بحقيقة م مُمْتَنِعَةٌ فَكَيْفَ الْخَتْمُ زُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ◆

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ

وَعَلٰى جَمَالِهِ كَمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ

فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

ترجمه وہرکہ دعوی کرد بمثلیت بعد اثبات ختم رتبہ پس چگونہ است۔ ازانکہ ختم وصف مانع است پس خاتم منفی است کہ غیر او درین صفت مشترک نمی شود۔ وہرگاہ کہ ختم رتبہ ثابت کردہ شد حال آنکہ کلام در ظہور است در عالم شہود پس بہ ترتیب ضروری است پس چگونہ از روی زمان ثابت نہ شود۔ ودر معنی خاتم النبیین بکسر تا یا بفتح تا اجماع کردند سلف از اہل سنت وجماعت برانیکہ ہر آئینہ شان اینست کہ بعد او نبی نیست از روی توافق بہ احادیث شریفہ۔ ودعوی کرد شخص مذکور بمثل اضافی یعنی جامع شدن مثل بمثل خود از روی مجاز وافتراق نمود یعنی جدا شدہ از دعوی بمثل حقیقی۔ ونگاہداشت نفس خود را از کفر بقول مثل حقیقی بزعم خود ونہ فہمید کہ مماثلت باضافت است نہ بحقیقت ازانکہ مماثلت بحقیقت ممتنع است پس چگونہ است ختم یعنی نگاہداشتی خود از کفر والله تعالے اعلم بالصواب ◆ یعنی خدائے برتر دانندہ تر است بصواب اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به یعنی خدایا درود وسلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است وبر جمال او چنانچہ تو او را دوست داری واو را خوشنودی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت فرما با و بارالہ

ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدُ اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ تعظیم و ادب و حق و محبت بوصفہاش وصف محبت آنست کہ نخواہد غیر محبوب را ہم آنحضرت صلعم بمعرفت صحیحہ نبوتش صلعم بوجہہ تعالیٰ واجب است و بجا آوردنش از امکان بیرون لیکن تا تواند بجا آوردہ مستغفر باشد قولہ تعالیٰ النَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ ترجمہ این پیغمبر بہتر است بہر مومن از نفوس ایشان بدلالت الف ولام استغراق توافقاً یا ولویۃ مطلقہ ثابتہ در ہر وجہ مقصود تفصیل بمعانی ولایت عامۃ الاختصاص صراحتاً واقتضاءً التزاماً

ترجمہ

ذکر حضرت حبیب الرحمن صلعم کی تعظیم و ادب اور محبت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ یعنی ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اسکے رسول برگزیدہ کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان سے شفاعت کے طالب ہیں۔ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور انکے سارے پیروؤں پر درود پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعظیم اور آپ کا ادب اور آپ کا حق اور آپ کی محبت جیسا محبت کا وصف ہے کہ غیر محبوب کو یعنی محبوب کے سوا غیر کو محبت نہیں چاہتی ہے۔ آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ خالص اللہ کی وجہ میں واجب ہے۔ اور اسکا ادا کرنا امکان سے باہر لیکن جہانتک ہوسکے بجا لاکر استغفار پڑھتا رہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب بارھویں رکوع میں النَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یعنی یہ پیغمبر بہتر ہے ہر مومن کے لیے اُن کے نفسوں سے۔ اس آیت سے مطلق اولویت ثابت ہے نبی صلعم کو ہر وجہ میں ہر مومن پر کسی قسم خاص اولویت و بہتری کی قید نہیں۔ اس دلیل سے کہ الف لام استغراق کا کل مومنین کے نفسوں کو بطور توافق و موافقت اس اولویت میں مستغرق کیے ہوئے ہے۔ پس ہر وجہ تفصیل میں کہ مقصود ہو لفظ ولایت کے عام معنوں کے اعتبار سے جو لغت میں قربت تکفل خلت مالکیت قدرت اور نصرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں اس نبی کو ہم آیت در صراحت سے اور اقتضاء التزام یعنی لازم ہو جانیکے تقاضے سے ہر مومن کے لیے اسکے نفس سے بہتری حاصل ہے

ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم

تفسیر قولہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم الآیۃ

ذکر حضرت حبیب الرحمن صلعم کی تعظیم و ادب و محبت

تفسیر کریمہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم الآیۃ

متن چنانچہ در تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستغاثۃ وما فیہا مع مطالب اُخری مذکور است **هم** این دعوی متضمن دلیل است ای چون این نبی از ما اولی است پس از ما اولی است و از غیر ما بما اولی تر است +

تنبیہ از ینجا رد آنست کہ گفتند در امور دنیویہ بمصلحت خود از رسول صلعم دانا تر اند العیاذ باللہ تعالی منہ بدلیل حدیث شریف در صحیح مسلم در کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قال شرعًا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی الرای عن ہشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ وعن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقوم یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصًا فمر بہم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم الحدیث

بالکسر الردی من التمر اذا یبس صار حشفا ۱۲

ترجمہ جیسا کہ کیفیت رسالت ونبوت وولایت واعجاز وکرامت واستدراج میں اور جو کچھ اُسمیں ہے مع اور مطالب کے اس آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ کی تفسیر میں مذکور ہے جو سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں ہے۔ اور یہ دعویٰ قول خدا تعالیٰ متضمن دلیل ہے کہ دلیل اسکے ضمن میں موجود ہے اس طرح کہ جب یہ نبی ہمسے اولیٰ ہے تو ہمسے ہماری سبھی اولیٰ ہے یعنی جیسے ہمکو اپنے نفس سے قربت وخلت وتعلق وغیرہ حاصل ہے اُن سب میں نبی کو ہماری نفس سے اولویت حاصل ہے۔ اور ہر ہمارے ساتھ کی شے سے جسکو ہم نسبت خیال ہے اُس نسبت میں ہمسے ہمارے نبی کو اولویت ہے۔ پس ہمارے غیر سے ہماری نسبت اولیٰ تر ہے۔ یہاں سے اس بات کا رد بھی ہے جنھوں نے کہا کہ دنیوی کاموں میں اپنی مصلحت میں رسول اللہ صلعم سے زیادہ دانا ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے خیال سے یا خدا بچائے اس سے اُنکی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے اُس باب میں ہے جسمیں اُن چیزوں کی بجا آوری واجب ہونے کا بیان ہے جسکو آپ نے شرعی ہو ارشاد کیا نہ اُن چیزوں کی جنکو دنیا کے معایش یعنی اسباب زندگی ہے حضور صلعم نے علی الرائی ذکر کیا یعنی میری رائے ہے۔ کہ روایت ہے ہشام سے اُنکو عروہ سے اُنکو اپنے باپ سے اُنکو حضرت عائشہ سے۔ اور روایت ہے اسی حدیث کی حضرت ثابت سے اُنکو حضرت انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک قوم کے پاس کہ پیوند لگاتے تھے درخت خرما کے باہم نر و مادہ میں تو فرمایا آپ نے اگر نکرو گے تم تو البتہ درست ہو جائینگے۔ کہا راوی نے پھر نکلی خراب یعنی چھوارے سوکھکر ردی ہو گئے۔ پھر گذرے حضور صلعم ان پاس اور کہا تمہارے خرما کا کیا حال ہے تو لوگوں نے کہا آپ نے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا آپ نے تم تمہارے دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو یا آپ دنیا کے کاموں سے بہتر دانا ہو۔ اور اسی قسم کی ایک حدیث دوسرے طریقہ سے دوسرے الفاظ میں ذکر کیفیت ۱۵ کے آخر میں مذکور آئی ملاحظہ ہو +

پس آں ماؤل باشد در وجہی بعد این ثبوت باید دانست در آنتم اعلم مفضل علیہ بعدم ذکرش عام است و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کثیر العلم در ہر وجہ از ہمہ عالم است از انکہ تعلیم کردہ شد علم اولین و آخرین و ما لم یکن یعلم و دانا تر است بقرآن مجید آنکہ نیست رطب و یابس مگر دراں و اعجاز نبی غیر را در ہر وجہ متقابل است و فضل نبی بر غیرش در ہر وجہ متقابل مستثنیٰ است ازین عموم ورنہ اعتقاد بہتر در ہر وجہے از پیغمبر لازم فضل متقابل منافی فضل کلی و اعجاز پیغمبر است پس حاصلش اینکہ شما دانا تر اید یکی از دیگرے در امر دنیا لا حق بشما فضلاً من وجہ چنانکہ گفتہ شد ناداں بکار خود ہشیار و مرخص نتواں شد دراں کہ امر فرمود صلعم قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط ظنون آنست کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ متشدد مبعوث نشدہ۔

ترجمہ پس ثابت ہونے اولویت و بہتری کے یہ حدیث تاویل کی جاوے گی کسی وجہ میں نہ معلوم ہو کہ لفظ حدیث انتم اعلم جو اسم تفضیل ہے اس کا مفضل علیہ بسبب مذکور نہ ہونے کے عام ہے کیونکہ معلوم نہیں اس علم میں مخاطب کو کس پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ کا علم کثیر ہے ہر وجہ میں تمام عالم سے لہذا ہر وجہ میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں اسلیے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم۔ اور ما لم یکن یعلم یعنی جو نجانتے تھے۔ وہ سب سکھلائے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے خوب جاننے والے ہیں کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو اسمیں نہ ہو یعنی ہر شے کا بیان اس میں ہے تو آپ سب کے عالم ہیں۔ اور نبی کا اپنے غیر کو عاجز کرنا ہر وجہ میں متقابل ہے پس نبی کی فضیلت اسکے غیر پر ہر وجہ میں متقابل ہے ورنہ پیغمبر صلعم سے بہتر کا اعتقاد ہر وجہ میں متقابل کی فضیلت کا لازم کرنے والا ہے جو منافی ہے فضل کلی اور اعجاز پیغمبر کا۔ پس حاصل آخر فقرہ حدیث کا یہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں جو تمکو لاحق ہیں آپسمیں ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وجہ میں زیادہ دانا ہو جیسا کہا ہے ناداں بکار خود ہشیار یعنی ناداں بھی اپنے کام میں ہوشیار ہے، اور جسمیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا بجز تعمیل نہیں ہوسکتی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط یعنی نہیں ہے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جبکہ حکم جاری ہو جاوے اللہ اور اللہ کے رسول کا یہ کہ ان کو ان کے کام میں کچھ اختیار ہو یعنی بعد اجرائے حکم اللہ و رسول کے مومنین کو بجز تعمیل کوئی اختیار نہیں رہتا۔ گمان یہ ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا کیونکہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ براہ رحمت تالیف فرمائے اسلیے کہ آپ سخت و شدید نہیں پیدا ہوئے۔

بیان اسکا کہ حکم خدا و رسول کے بعد اختیار درخصت نہیں سوائے تعمیل کے حکم کریمہ

وتواند شد که ورود این حدیث قبل نزولِ کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پس در حقوقِ خودش صلعم غالب باشد از حقوقِ خود تاں بہمہ گرد در ہر وجہ آنجا ست ہر قدر کہ در محبت اکمل است در محبوبیۃ افضل پس تا او صلعم در ہر وجہ از ہمہ محبوب تر نباشد حقِ محبتِ او صلعم موفیٰ نتواند شد فرمود صلعم وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ صحیح بخاری اینجا ست کہ عرض داشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّفَقَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ بِنْتِيْ تَحْتَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وقولہ تعالیٰ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهٖ الآیۃ ترجمہ نباید کہ میل کنند بنفسہا خود یعنی حقوق نفوس خود از نفسِ او صلعم یعنی تجاوز از حقِ نفسِ او صلعم ❊ ومنجملہ مقاصدِ این کریمہ مناسب اینجا ہمین است ومنافع محبت با رسولِ مقبول صلعم از کریمہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ

ترجمہ اور ممکن ہے کہ اس حدیث کا ورود اس آیت کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کے نازل ہونے سے پہلے ہوا اور خدائے تعالیٰ درستی کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس خود تمہارے آپس کے ہر وجہ کے حقوق سے خود اپنے حقوق میں حضور صلعم غالب ہوں گے۔ پس یہی وجہ ہے کہ جسقدر جو محبت میں کامل تر ہے محبوبیت میں افضل ہے۔ پس جب تک حضور صلعم ہر وجہ میں سب سے محبوب تر نہوں گے آپ کی محبت کا حق پورا ادا نہ ہوسکے گا جیسا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے اُس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مومن ہوگا کوئی تمہارا جبتک کہ میں اُسکی جان اور اُسکے مال اور اُسکی اولاد اور اُسکے والدین اور سب آدمیوں سے زیادہ اُسکو محبوب نہ ہوجاؤں۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ محبوب ہوگئیں مجکو دنیا سے تین چیزیں ایک دیکھنا روئے مبارک رسول اللہ صلعم کا۔ دوسری خرچ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تیسری یہ کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی۔ اور فرمانا خدائے تعالیٰ کا سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ اور نچاہیے کہ میل کریں اپنے نفسوں کی طرف یعنی اپنے نفسوں کے حقوق کی طرف حضور صلعم کے نفس سے تجاوز کرکے یعنی حضور صلعم کے نفس کے حق سے بڑھکر مطلب یہ کہ اپنی جانوں کو آپکی جان سے زیادہ نچاہیں۔ اور اس آیت کریمہ کے جملہ مقاصد میں سے یہاں کے مناسب یہی ہے۔ اور رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت کے فائدے اس آیت کریمہ سے واضح ہیں جو سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی یہ اسواسطے کہ تحقیق وے ایسے ہیں نہ انکو پیاس پہنچتی ہے اور نہ محنت اور نہ بھوک خدا کی راہ میں اور نہ اپنے قدم گاہ کھندلتے ہیں یعنی نہ کہیں پاؤں پھیرتے ہیں کہ غصہ ہو کافر یعنی کافر کو غصے میں لاویں

قول حضرت صدیق خلیفہ حقوق حضرت صلعم بنابر غلبہ محبت و ایمان بر ہمہ پیشیاں

تفسیر کریمہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیہ

مِن عَدُوٍّ نَیلاً اِلاّ کُتِبَ لَھُم بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰہَ لا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِینَ ﴿۱﴾ واضح و قولہ تعالیٰ اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیرًا لِّتُؤمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَتُعَزِّرُوہُ وَتُوَقِّرُوہُ ط وَتُسَبِّحُوہُ بُکرَۃً وَّاَصِیلاً ترجمہ تحقیق ما فرستادیم ترا گواہ و مژدہ دہندہ برحمت و نعمت خدای منعم و شفاعت خود و ترساننده از عذاب خدای منتقم۔

تنبیہ باید دانست مفعول ثانی ش اے مرسل الیہم ارسلنک کہ ہماں مفعول شاہد و مبشر و نذیر کہ صفت مفعول مخاطب است بحذفش متوسع عموم مفعول مفید عظمۃ و فضلش صلعم است و کیفیت این عموم اللہ تعالیٰ دانا است و ہر کہ دانشش بخشیده شود و باید دانست کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا بسبب مفعول مخاطب نتواند شد پس بضرورت اقتضاء لتؤمنوا متعلق بہ را لفظی مناسب مقدر است کہ از فصاحت و بلاغت است آنچہ اینجا است کہ فرستادیم محمد را صلعم شاہد و مبشر و نذیر بحال شما از بہر گرویدن شما بخدای یگانہ و یکتا و رسول او تعالیٰ ختم الانبیاء و قوت دادن شما مر او را صلعم چنانکہ طمانینت دہد باخلاص شما در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق رسول صلعم تعظیماً لہ صلعم ش بدلالۃ توقروہ آنچہ رفع اشتباہ آنست کہ شاید آنحضرت صلعم

ترجمہ اونکو دشمن سے کوئی چیز چھیننے میں مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل بیشک اللہ نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا۔ اور قولہ خدا تعالیٰ کا سورہ انا فتحنا رکوع اول میں اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیرًا لِّتُؤمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَتُعَزِّرُوہُ وَتُوَقِّرُوہُ وَتُسَبِّحُوہُ بُکرَۃً وَّاَصِیلاً یعنی بیشک بھیجا ہمنے تجکو گواہ اور بشارت دینے والا رحمت اور خدائے منعم کی نعمت کا اور اپنی شفاعت کا اور ڈرانیوالا خدائے منتقم یعنی بدلا لینے والیکے عذاب سے ؛ تنبیہ معلوم ہو کہ صیغہ ارسلنا کا جسکا مفعول ثانی مرسل الیہ یعنی جسکی طرف رسول بھیجا۔ اور شاہد اور مبشر اور نذیر کہ ضمیر مخاطب مفعول کے صفات ہیں انکا بھی وہی مفعول ہے اپنی محذوف ہونیکے سبب مفعول کے عام ہونیکی وسعت دی رہا ہے۔ اور یہ توسع حضور صلعم کی عظمت و فضل کو مفید ہے۔ اور کیفیت اس عموم کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جسکو اُسنے اسکی سمجھ بخشی ہو۔ اور معلوم ہو کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا کا بسبب مفعول مخاطب کے نہیں ہوسکتا ناچار اسکے خاص متعلق ہے کے تقاضے کی ضرورت کے سبب متعلق بہ کیلیے کوئی لفظ مناسب لیے جو فصاحت و بلاغت کا سبب ہے۔ پس یہاں یہ مطلب و معنی ہوے کہ ہمنے محمد صلعم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا تمھارے حال کے موافق تمھاری گرویدہ ہونیکے واسطے یگانا و یکتا خدا کے ساتھ اور اُسکے رسول ختم الانبیاء کے ساتھ۔ اور تمھارا خاص حضور صلعم کو قوت دینا اسطرح کہ تمھارے اخلاص سے تسلی حاصل ہو وسے وہ اخلاص کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی بابت ہو اور رسول صلعم کے حق کی بابت بھی آپ کی تعظیم کے لحاظ سے نہ آپ کی احتیاج کے۔ اسلیے کہ توقروہ کی دلالت تعظیم و ادب کی مقتضی ہے۔ پس یہاں سے یہ شبہ بھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

تفسیر قولہ تعالیٰ انا ارسلنک شاہدا ومبشرا ونذیرا الخ

تفسیر قولہ تعالیٰ انا ارسلنک شاہدا ومبشرا الخ و دلیل بر تعظیم و ادب حضور صلعم

احتیاج بخلق دارند چہ آنحضرت صلعم از احتیاج غیر خدای عزوجل مستغنی است **شعر**
تعلیل رفع احتیاج ۱۲

منّت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمیکنم ✽ منّت بدار اینکہ بخدمت بداشتت ہ

و بزرگ داشتن شما مر او را صلعم بوقار رسالت و صفاتِ او صلعم در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق نفسِ او صلعم باید دانست رجوعِ ضمیر متصل در تعزروہ و توقروہ بحضرت صلعم است بدلالت وقفِ مطلق دال او وقف مہمل پس وصل باشد و حال آنکہ فصل ثابت است و این ابتلا تعزروہ و توقروہ غیر موقت است فرضا بنا بر عدم توقیت لتومنوا باستمرار معنی مصدر و مضارع معطوف علیہ و باعث توقیرِ یعنے رسالت و در عدم توقیت لتومنوا و توقیت تعزروہ و توقروہ حجتی بالخصوص نتوان آورد و بجانا آوردن توقیر کفر است بلزوم استخفافِ رسول معظم بوقار رسالت و صفاتش صلعم بخلاف تعزیر کہ لازم استخفاف نیست و تائیدی برین بقولہ تعالیٰ است فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ پس لیکن آنانکہ گرویدند با و صلعم و قوت طمانینت وہ دانند او را صلعم باخلاص خود ما و مدد کردند او را صلعم در حق اللہ تعالیٰ و حق نفس او صلعم

ترجمہ خلق کی احتیاج سے دور ہوگیا کیونکہ آنحضرت صلعم غیر خدای عزوجل کی احتیاج سے مستغنی ہیں **شعر** چاکری کرنے کا احسان مت جتا ✽ شکر کر سلطان نے چاکر کر لیا ✽ اور تمہارا آنحضرت صلعم کو بزرگ رکھنا آپ کی رسالت اور آپ کی صفات کے وقار و عزت کے سبب حق اللہ کی وجہ میں ہے اور آپ کے بھی حق نفس کی وجہ میں صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر متصل کا رجوع حضرت صلعم کی طرف ہے کیونکہ آگے اسکے وقف مطلق ہے جو بالکل توقف پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر ضمیر کا رجوع اللہ کی طرف کیا جائے تو وصل ہوگا وقف مہمل ٹھہریگا حالانکہ وقف مطلق فصل کو ثابت کر رہا ہے پس لامحالہ رجوع ضمیر کا رسالت کی طرف ہے تاکہ فصل ثابت ہو اور اسی لیے وقف مطلق ہے۔ اور یہ ابتلا اور آزمایش تعزروہ اور توقروہ یعنی مدد اخلاص و ادب کی جو بسبب حکم فرض ہے غیر موقت ہے کہ مقید وقت نہیں اسلیے کہ لتومنوا میں بسبب معنی مصدری کے استمرار ہے اور اسکا معطوف علیہ مضارع ہے کہ وہ بھی بذات خود اور باعتبار عطف مستمر ہے۔ اور سبب توقیر جو رسالت ہے اسمیں بھی استمرار ہے لہٰذا یہ تینوں بوجہ استمرار مقید بوقت نہیں۔ اور لتومنوا کے موقت نہ کرنے اور تعزروہ اور توقروہ کے موقت کرنے کیلیے کوئی خاص دلیل و حجت نہیں لاسکتے اور حضور صلعم کی توقیر کا بجا نہ لانا کفر ہے کیونکہ رسول معظم کو وقار رسالہ اور آپکے صفات کے مقابل انکی عدم توقیر میں استخفاف رسالہ لازم ہوتا ہے بخلاف تعزیر کے کہ اسمیں استخفاف لازم نہیں۔ اور اسکی تائید اس قول اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس لیکن جو لوگ کہ آپ کے ساتھ گرویدہ ہوگئے اور انھوں نے آپکو اپنے اخلاص سے تسلی دینے والی قوت دی یعنی اپنا اخلاص ظاہر کر کے آپ کے اطمینان کو قوی کر دیا اور آپ کی امداد کی بہ سبب خدا تعالیٰ کی حق کی وجہ میں اور آپ کی جان کی حق کی بابت

تطوعاً و پیروی کردند نورے را که فرود آورده شد یعنی قرآن مجید با وصلعم **متن** متعلق پیروی کردند

هم المفلحون در بیان حق الله تعالیٰ و حق نفس او صلعم عموماً ہمانان آنند فلاح یابندگان و باید

دانست که قرآن مجید متّبَع نتواند شد مگر با وصلعم و مفید تمیز تطوع و انقیاد عطف است ورنہ اہمال

باتحاد اِتَّبَعُوا و معه متعلق اتبعوا است بقرب معنوی و اقتضائی فعل مفعول ثانی را نه اُنْزِلَ چه

صلہ علیٰ و الیٰ را خواہد نه مع را و الا تخصیص نزول محقق حکم نبوت لازم تقدم رتبی با وصلعم بحکم

ثبوت معیت در ثابتین و تبع عوارض بدون ما قامت به نتواند شد **توضیح** باید دانست نزول

متقدم زمانی مقابل نزول متاخر زمانی است پس نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوت نیست مگر

نزول متاخر زمانی پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی است و نزول متاخر رتبی نیز

پس نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوت است و نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوت پس

ایں باید دانست ثابتین بے احتیاج یک بدیگر در وجه ثبوت در زمان معیت ہستند۔

ترجمہ براہِ تطوع یعنی شوق و خوشی سے۔ اور انھوں نے اس نور کی پیروی آپ کے ساتھ کی براہِ انقیاد یعنی

تابعداری سے جو اتارا گیا یعنی قرآن مجید عام اسی حق کے بابت جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور آپ کی جان کا۔ یہی لوگ ہیں کہ

فلاح پانے والے ہیں۔ معلوم ہو کہ قرآن مجید جو متّبَع ہے پیروی نہیں کیا جا سکتا مگر آنحضرت صلعم کے ساتھ۔ اور تطوع اور

انقیاد کے تمیز ہونے پر عطف جملہ فائدہ دے رہا ہے ورنہ اِتَّبَعُوا کے اتحاد میں اہمال واقع ہوگا۔ اور معه متعلق اتبعوا کا ہے

معنوی قربت کے سبب اور فعل اتبعوا کے مفعول ثانی کو چاہنے کے سبب نہ اُنْزِلَ کا کیونکہ یہ فعل صلہ علیٰ اور الیٰ کو چاہتا ہے نہ مع کو

ورنہ اُنْزِلَ معه میں تخصیص نزول کی کہ حکم نبوت کی محقق لازم تقدم رتبی ہے بحکم ثبوت معیت ثابتین میں حضور صلعم کے ساتھ حاصل

نہ ہو سکے گی اور بغیر ما قامت بہ تبع عوارض نہ ہو سکے گا۔ حاصل یہ کہ آیت مذکورہ فاما الذین الخ میں اگر لفظ معه متعلق اتبعوا

نہ کیا جائے گا تو اول یہ قباحت لازم آئیگی کہ وہ نور جسکی اتباع کا حکم ہے یعنی قرآن مجید بغیر آنحضرت صلعم کے کیسے پیروی جا سکتا ہے حالانکہ

اتحاد اتباع ہر جملہ کے عطف ہونے سے تطوع اور انقیاد کی تمیز ہو رہی ہے کیونکہ بغیر شوق و رضا اور تابعداری پیروی اہمال ہوگی۔ دوم

اتباع کو آپکی معیت کے ساتھ معنوی قرابت ہے کیونکہ یہ مفعول ثانی کا خواہشمند ہے جو اس میں یعنی معه سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ سوم لفظ معه انزل

کا متعلق ہے اسلیے کہ اسکا صلہ علیٰ یا الیٰ آتا ہے نہ مع سوم اگر معه کو اتبعوا کے متعلق نہ کرینگے تو تخصیص نزول کی حضور صلعم کے ساتھ

نہ ہو سکے گی کیونکہ یہ تخصیص حکم نبوت کی محقق اور ثابت کرنیوالی ہے اور تقدم رتبی کو لازم ہے۔ اور یہ دونوں ثابتین یعنی محقق حکم نبوت اور متقدم

رتبی ثبوت معیت کے حکم میں ہیں یعنی اپنی وجہ ثبوت میں بغیر احتیاج ایک دوسرے سے خود زمان معیت میں ہیں چنانچہ اسکی تشریح توضیح میں آتی ہے۔ چہارم عوارض بھی

بغیر متبوع کے تابع ہو کیسے ثابت ہونگا کیونکہ قیام عوارض بغیر ما قامت بہ یعنی جسکے ساتھ وہ قائم ہوں اسکے بدون نہیں ہو سکتا تو بغیر ما قامت بہ تبع عوارض بھی

نہ ہو سکے گا۔ **توضیح** معلوم ہو کہ نزول متقدم زمانی مقابل ہے نزول متاخر زمانی کا۔ اور نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوت نہیں ہے بلکہ نزول متاخر زمانی محقق حکم

نبوت ہے اسلیے کہ حکم نبوت نزول وحی سے ثابت ہوگا تو لامحالہ نزول متاخر ہوگا نبوت سے لیکن چونکہ حکم نبوت کا محقق نزول ہے لہذا نزول کو تقدم رتبی حاصل ہے

پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی ہے اور نزول متاخر رتبی بھی۔ اور نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوت ہے۔ اور نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوت ہے۔

وتحقیقِ حکم نبوۃ باحتیاجِ نزول متقدمِ ربّی است وسخن درہمین است **ش** نہ درتحقیقِ استعدادِ نبوۃ کہ بجائی خود بنا بر نزول ثابت است ودرینجا نامقصود **م** پس معیتِ منزّل محقّق حکم نبوۃ نتواند شد مگر محقّقِ غیرِ اُولوالعزمی و درانیجا اولوالعزمی مراد است انتہیٰ واز انجا کہ سرانجام امر بفعل موقوف اتباعِ رسول است اتباعِ کتاب دون الرسول صورت نہ بندد واتباعِ کتاب استقلالاً مخالف کتاب است قال سبحانہ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ وعمومِ مفعولین اُنزل در ضمنِ اتباعِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم مشیرِ اجتماعِ ملل بملتِ متبوع معہ بافائدہ فضلِ اواست **ش** لے رسول اللہ تعالیٰ وملتش صلعم **م** ولطیفہ تلمیح دوام از معہ بقولِ قائل بتعلقِ اُنزل مشیرِ دوامِ نزول است وآن باطل وبتعلقِ اِتبعوا مشیرِ دوامِ تبع است وآن مشتمل تقریر ولیکن تلمیح دوام از معہ صحت ندارد **ش** چہ معیت درثابتین مقتضی دوامِ ثبوتِ معیت نیست **م** فکیف **ش** اشارت دوام **م** ازینجا پیدا است کہ صحتِ ایمان درتطوع وانقیادِ اوامر ونواہی ومرخصات درتبعِ اواست صلعم وفلاح معلّق بآن وقولہ تعالیٰ۔

ترجمہ اورتحقیق حکم نبوۃ کی اوراسکا اثبات نزولِ متقدم ربّی کی احتیاج کی بنا پر ہے یعنی حکم نبوۃ کو اپنی تحقیق واثبات میں نزولِ متقدم ربّی کی احتیاج ہے اورکلام اسی بیان میں ہے نہ تحقیق استعدادِ نبوۃ میں کلام ہے اسلیے کہ تحقیق استعدادِ نبوۃ بجائی خود بسبب نزول ثابت ہے کیونکہ اگراستعدادِ نبوۃ نہ ہوتی تونزولِ وحی کیسے ہوتا اوربے استعداد بار وحی کا متحمل کیونکر ہوسکتا اوریہاں پر یہ مقصود کلام نہیں ہے پس معیت منزّل محقّق حکم نبوۃ نہیں ہوسکتی یعنی کتاب خدا کا نبی کے ساتھ ہونا نبوۃ کا محقّق نہیں ہوسکتا بلکہ حکم نبوۃ کا محقّق نزول متقدم ہوگا ہاں البتہ منزّل کا نبی کے ساتھ ہونا نبی کے غیراولوالعزم ہونیکو ثابت کردیگا حالانکہ یہاں نبی کا اولوالعزم ہونا مراد ہے پس معیت محقّق غیراولوالعزمی ہے اوریہاں اولوالعزمی مراد ہے انتہیٰ۔ اورچونکہ حکم کا سرانجام فعل کے ساتھ رسول کی پیروی پر موقوف ہے اورپیروی کتاب کی بغیر رسول کے صورت نہیں حاصل کرسکتی۔ اورمستقل کتاب کی پیروی مخالفِ کتاب ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نساء رکوع آٹھ میں أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ الآیہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اوراطاعت کرو رسول کی اورصاحب امر کی تم میں سے اور اُنزل کے ہردومفعولوں کا عام ہونا رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے اتباع کے ضمن میں اشارہ کررہا ہے کہ آپکی ملت متبوعہ کے ساتھ تمام ملتوں کا اجتماع آپ کے ہمراہ ہے اوراسمیں آپ کی اورآپکی ملت کی فضیلت کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ آپکی اورآپکی ملت کے تحت میں علاوہ آپکی ملت متبوعہ کے تمام ملتیں مجتمع ہیں اورآپکی نبوۃ ورسالت جامع تمام انبیاء اوررسولوں کی نبوۃ ورسالت کی ہے۔ اورلطیفہ تلمیح دوام جو معہ سے اُنزل کے تعلق کے سبب قائل کے قول کے موافق دوام نزول کا مشیر ہے وہ باطل ہے اوراتبعوا کے تعلق کے سبب دوام تبع کا مشیر ہے اورمشتمل تقریر ہے۔ ولیکن معہ سے تلمیح دوام کی صحت نہیں ہوتی کیونکہ معیت ثابتین میں ثبوت معیت کے دوام کی مقتضی نہیں ہے یعنی معیت کا دو ثابت میں ہونا معیت کے ہمیشہ ثابت ہونیکو نہیں چاہتا تو اشارہ دوام کا کیونکر صحت پذیر ہوگا پس یہاں سے ظاہر ہے کہ ایمان کی صحت اوامر اورنواہی اورمرخصات کی بجاآوری میں خوشی کے ساتھ آپ کی پیروی میں ہے اورفلاح اسی کے ساتھ متعلق ہے۔ اورقول خدای تعالیٰ کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ
عَلِیْمٌ ترجمہ ای آنانکہ ایمان گزیدید پیشی مکنید پیش خدای عز وجل و رسول او تعالی صلعم در
قول و فعل در مامورات و عادیات و بترسید خدای عز وجل را تحقیق اللہ تعالی شنوا و دانا است باید
لا تقدموا متوسع المفعول است بحذف بسم از ینجا است کہ وقت ذکر خدای عز وجل و رسول مقبول صلعم کہ از تعمیم این کریمہ در حکم مذکور است فی المعنی
نامناسب وقت یار دل بمقتضای معنی بین یدی اللہ و رسولہ بہیبت و محبت در گرفتہ باشد و این نہی بر برون غیر موقت است ولا
بعطف رسولہ در مامورات کہ غیر موقت است چہ توان گفت ۔ و قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان
تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝ ترجمہ ای کسانیکہ با ایمان گرویدند باید می باید بلند مسازید آوازہای
خود را بر آواز پیغمبر صلعم و آواز بلند مکنید برای او صلعم بگفتن سخن مقاصد یا خطاب ہمچو آواز بلند کردن بعض شما برای بعض بگفتن سخن
مقاصد یا خطاب کہ مختار در مساوات و مماثلت است یعنی سخن نرم با ادب و تعظیم کنید و بصفت یا نبی
اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ خطاب کنید برای آنکہ باطل میشود اعمال شما بسوء ادب و شما نمیدانید ۝

ترجمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے وہ جنہوں نے
ایمان اختیار کیا خدائی عز وجل اور اسکے رسول صلعم کے سامنے قول و فعل میں جو مامورات اور عادیات میں ہوں پیشی نکرو اور خدا عز وجل سے ڈرو بیشک خدا
سنتا اور جانتا ہے۔ معلوم ہو کہ لا تقدموا اپنے مفعول کے حذف ہونیکی سبب متوسع المفعول ہے۔ اور یہ بھی یہیں سے ثابت ہے کہ خدا
عز وجل اور رسول مقبول کے ذکر کے وقت جو اسی آیت کا ضمیمہ ہے اور مذکور کے حکم میں ہر کوئی قول و فعل جو وقت کے مناسب نہو وہ
اور نہ کرے بلکہ بین یدی اللہ ورسولہ کے معنی کے مقتضی پر اللہ و رسول کے حضور کو مد نظر رکھکر ہیبت اور محبت کو لیے رہے اور یہی
نہیں بر غیر موقت ہے یعنی یہ ممانعت وقت کی مقید نہیں ورنہ عطف ورسولہ کی نسبت مامورات میں جو غیر موقت ہیں کیا کہ سکوگے
اور قول خدائی تعالی کا سورۂ حجرات پہلے رکوع میں ہے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت
النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝
یعنی اے ایسے لوگو جنہوں نے جس چیز کے ساتھ کہ چاہیے ایمان اختیار کیا۔ اپنی آوازوں کو پیغمبر صلعم کی آواز پر بلند
مت کرو۔ اور مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں حضور صلعم کے لیے آواز بلند مت کرو جیسا تمہارے
بعض کا بعض کے واسطے مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے کہ مساوات و مماثلت
میں اختیار کیا جاتا ہے یعنی کلام نرم ادب اور تعظیم کے ساتھ کرو اور آپ کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ
صفت سے پکارو۔ کیونکہ بے ادبی سے تمہارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں ہوتا ۔

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ۝

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۝

بایدو دانست بر قول الف ولام عہد است یا استغراق مدلل از ثبوت متقدم برائی نہی و از مشبہ بہ مقولہ بحذف متوسع و وجہ تشبیہ جہر بالقول مع المقولہ است و لفظ بعضکم لبعض مفید معنی مساوات و مماثلت است وحبط عمل بلزوم کفر بہ ترک تعظیم قبل نزول فرضیۃ تحرز از منہی عنہ پس بعد نزولش چہ پیش آمد نعوذ باللہ تعالی منہ **متن تنبیہ** ازینجا رد آنست گفتند کہ تعظیم آنحضرت صلعم ہمچو تعظیم برادر کلاں بس است و دلیلے آوردند از حدیث شریف پس آں ماول باشد در وجہے بعد ایں ثبوت چہ نیست کہ بعد نزول ایں کریمہ کسے خطاب باسم محمد و کنیت ابو القاسم نمیکرد حضرت عباس رض باوجود قرابتے خطاب بصفت یا نبی اللہ و یا رسول اللہ و یا حبیب اللہ میکرد پس چہ جائی آنست گفتند و باید دانست کہ اخوت حقیقی با آنحضرت صلعم باطل است مگر مجازی کہ مشیر معنی مماثلت و مساوات نیست پس آں ماول باشد بوجہی ورنہ معارض شود مر نہی لا تجھروا الخ راہم بدانکہ بعد نزول نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کہ موقت است در مسجد نبی صلعم ہنوز منع صوت باخذ صحابہ رض است بنا بر قرب نبی صلعم ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک

ترجمہ معلوم ہو کہ اس آیت میں قول پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا کیونکہ نہی کے واسطے کوئی امر ثابت متقدم کا ہونا ضروری ہے جسپر ممانعت وارد ہو لہذا اس ثبوت متقدم سے جو نہی کے لیے ہے قول معہود پر دلالت ہو رہی ہے۔ اور مشبہ بہ سے جسمیں قول معہود و مشخص نہیں بسبب توسع کلام استغراق پر دلالت پائی جاتی ہے۔ اور مقولہ بھی حذف ہونیکے سبب متوسع ہے۔ اور وجہ تشبیہ جہر بالقول ہے مقولہ کے ساتھ ہی تو اسمیں بھی معیت مقولہ کے سبب توسع موجود ہے۔ اور لفظ بعضکم لبعض مساوات اور مماثلت کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے۔ اور حبط عمل یعنی عمل کا باطل ہونا ترک تعظیم سے کفر لازم ہونیکے سبب ہے تاکہ قبل نزول فرضیت منہی عنہ سے تحرز کرے اور بچے ورنہ ممانعت کی چیز یعنی فرضیت کا نزول ہو جانیکے بعد کیا ہو سکتا ہے بجز کفر دائر ہونیکے اللہ تعالی اس سے پناہ دے **تنبیہ** یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا جنھوں نے کہا کہ تعظیم آنحضرت صلعم مثل تعظیم بڑے بھائی کے کافی ہے۔ اور حدیث شریف سے دلیل لائے پس وہ حدیث اس ثبوت کلام الہی کے بعد کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونیکے بعد اسم محمد صلعم اور کنیت ابو القاسم کے ساتھ کوئی نہ خطاب کرتا تھا نہ پکارتا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ باوجود ایسی قرابت کے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ اور یا حبیب اللہ صفت کے ساتھ خطاب کرتے تھے پس کیا موقع اور گنجایش ہے ایسی بات کی جو انھوں نے کہی۔ اور معلوم ہو کہ حقیقی اخوت آنحضرت صلعم کے ساتھ باطل ہے مگر مجازی جو مماثلت اور مساوات کے معنی کی اشارت کرتی ہے پس وہ حدیث کسی وجہ کے ساتھ تاویل کیجاویگی ورنہ خاص نہی لا تجھروا کے معارض ہوگی۔ معلوم کرو کہ نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے نزول کے بعد کہ نہی موقت ہے مسجد نبی صلعم میں ابتک آواز بلند کرنیکی ممانعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے احتیاط کرنیکی وجہ سے قرب نبی صلعم کے سبب یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں ٭

هرگاه باوجود فرضیت موقت عمل بمعنی غیر موقت کردند در غیر موقت که نفس فرضیت همچنان بود
چها باید و این غیر موقت تائیدی آرد بر اخذ صحابہؓ و در شان اہل ادب پیغمبر باید **قوله تعالیٰ** اِنَّ الَّذِیْنَ
یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ **ترجمہ** بتحقیق کسانیکه پست میکنند آوازهای خود را نزد پیغمبر خدای تعالیٰ صلعم یعنی
نرم بادب میگویند آن گروه آنند که آزموده است اللہ تعالیٰ ای خالص کرده است دلهائی شان را برای تقوی
و برای آنان آمرزش گناهان است و مزدی لازم العظمة در تقابل عمل یا غیر شان ازینجا است که بجا
آوردن ادب از تقوی است و سبب آمرزش گناهان غیر متوب تحت مشیئة بدانکه بنا بر مراعات
معنی عند رسول اللہ هنوز غض صوت بمسجد نبی صلعم باخذ صحابہؓ است همانا که حضرت نبی صلعم زنده
و دانا و شنوا است در قبر مبارک و ازینجا آداب زیارت قبر نبی صلعم با وابیکه سزاوار جناب برکت مآب صلعم
بحیات این عالم بود پیدا است اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ

وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ جب باوجود موقت فرضیت کے انھوں نے معنی غیر موقت پر عمل کیا تو غیر موقت میں جسکی نفس فرضیت اسی طرح ہو کیا کچھ
چاہیے۔ اور یہ غیر موقت صحابہؓ کے عمل و اختیار کے تائید کر رہا ہے۔ دیکھو اہل ادب کی شان میں فرماتا ہے قول خدای تعالیٰ
سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ
قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو پیغمبر خدا صلعم کے نزدیک پست
کرتے ہیں یعنی نرم ادب سے بات کہتے ہیں وے وہی گروہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو تقوی کے واسطے آزمالیا ہے
یعنی خالص کرلیا ہے۔ اور انھیں کے واسطے گناہوں کی بخشش ہے اور بدلہ ہے جو لازم عظمت ہو اُن کے عمل کے مقابلہ میں یا
اُن کے غیر کے مقابل ہیں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ ادب بجا لانا پرہیزگاری و تقوی کی سبب سے ہے۔ اور سبب ہے اُن گناہوں
کی بخشش کا جو غیر منوب تحت مشیت ہوں یعنی جنکے نہ مغفرت ہوئی ہو بلکہ ما تحت مشیت خدا ہوں۔ معلوم کرو کہ عند
رسول اللہ کے معنی کی مراعات یا رعایتوں کے سبب مسجد نبی صلعم میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل و اختیار
کرنے سے ابتک آواز بلند کرنا موجود ہے یعنی باتباع صحابہؓ اب تک آواز بلند کرنے کی مسجد نبی صلعم میں ممانعت ہے
یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں۔ اور یہیں سے آداب زیارت
قبر نبی صلعم کے جن آداب کے ساتھ آپ کی جناب برکت مآب کو اس عالم دنیا کی زندگی میں سزاوار تھے ظاہر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی جَمَالِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ یعنی درود و سلام بھیج محمد پر
کہ نبی رحمت ہیں اور آپ کے جمال پر جیسا کہ تجھ کو اس سے محبت ہے اور تو اس سے راضی ہے اور شفیع بنا ہمارے لیے اسکو اور اسکے سبب ہم پر رحمت کر *

تفسیر قوله تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله

تفسیر قوله تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم با دیگر منافع

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمٰن صلعم با دیگر منافع

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ٥

نحمدُہٗ اللہ ونستعینہٗ ونصلّی علےٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٥ بدانکہ ایذائے حضرت حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم موجب خسران دارین ہست قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ٥ ترجمہ تحقیق کسانیکہ میرنجانند اللہ تعالیٰ و رسول او تعالیٰ صلعم دور افگند اللہ تعالےٰ ایشانرا از رحمت خود در دنیا و آخرت و مقرر کرد برائی شان عذاب خوار کنندہ جد ایں دوری و عذاب بر قدر ایذا تواند شد نہ مطلق ش ای دوری و عذاب مطلق ھم چہ بعض آں کفر باشد و بعض آں نہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ٥ ترجمہ کسانیکہ میرنجانند مومنین و مومنات را بانچہ بجدنہ کردہ اند پس تحقیق برداشتند بہتان و گناہ جد کنندہ از نیک ﷺ

مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مھینا والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا ٥

ذکر بیان ایذائی حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی موجب نقصان دو جہان ہے مع اور فائدوں کے ٥

ترجمہ ذکر بیان دونو جہان کے نقصان و ٹوٹا واجب ہونے کا حضرۃ حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کی سبب مع اور فائدوں کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

نحمدہٗ اللہ ونستعینہ ونصلی علےٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ معلوم کر کہ حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا دونو جہان کے خسران یعنی ٹوٹے اور نقصان کا موجب ہے۔ فرمایا خدای تعالیٰ نے سورۂ احزاب رکوع سات میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ٥ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلعم کو رنج پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں انکو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عذاب خوار کرنیوالا مقرر کردیا ہے۔ یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہوسکتا ہے کیونکہ بعض دوری و عذاب کفر تک ہوتا ہے اور بعض نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ بھی جو آیت مذکورہ کے بعد ہے ہی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ٥ اور جو لوگ مؤمنین اور مومنات کو اُن چیزوں کی بابت جو انہوں نے بجد و کوشش حاصل نہیں کی ہیں ستاتے ہیں پس یعنی انھوں نے بہتان باندھا اور گناہ ذمہ لیا جو کھلی ہی دور کرنیوالے

بیان تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ الخ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات الخ

از وجہ مساواتِ ایمان در توحید و رسالت **ش** **تنبیہ** این جملہ معطوفہ دلیل دعوی است وہم جواب سوالِ مقدر بر وجہ تخصیص رسول از تعمیم اشتراک در ایمان وردِّ آنست کہ گفتند با رسول اللہ تعالیٰ برابرند در اخوتِ ایمانی بدلیلِ حدیث شریف پس آں ماوّل باشد بوجہی بعد ثبوت فارق **شعر**

نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وہمچنین شمول اولیاء اللہ تعالیٰ بفارق ثابت **ہم** پس ایذا ئیست قلبی لقولہ تعالیٰ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ترجمہ پس شاید کہ کشندۂ نفس خودی بر حال ایشان اگر نگروند بایں حدیث یعنی قرآن مجید از روئی اندوہ ۔ ولقولہ تعالیٰ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ترجمہ ہر آئینہ صبر کنیم بر آنچہ ایذا کردید مارا ۔ وآں ترک ادب است در حق اللہ تعالیٰ ۔ وایذا ئیست نفسی کہ معلوم عام است وآں ترک ادب است در حقِ نفس وایں ہر دو

ترجمہ پس یہ جملہ معطوفہ آیت دلیل دعوٰی ہے اور سوال مقدر کا جواب بھی کیونکہ تخصیص رسول تعمیم اشتراک ایمانی میں ظاہر ہے اسلیے کہ رسول کو اپنے خاص نفس مبارک کی رسالت کا ایمان مخصوص کر رہا ہے بخلاف اولیاء اللہ وغیرہ مؤمنین کے کہ انکو اپنے غیر یعنی رسول کی رسالت کے ایمان کی ضرورت ہے کیونکہ رسول کو ایمان رسالت میں اپنے نفس خاص پر ایمان ہونا چاہیے اور غیر رسول کو رسول پر ۔ پس اپنے نفس خاص پر ایمان ہونے اور غیر پر ایمان لانے میں فرق بیّن ہے اور اسی سے تخصیص رسول بمقابلہ مؤمنین پیدا ہے ۔ اب یہاں سے ان لوگوں کا بھی رد ہوگیا جنھوں نے رسول اللہ تعالیٰ صلعم کو بدلیل حدیث شریف اخوت ایمانی میں برابر مانا کیونکہ بعد اس ثبوت فارق کے جو آیت کریمہ سے مذکور ہوا وہ حدیث شریف جسپر انکی دلیل کا مدار ہے کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی اسلیے کہ بعد ثبوت حکم آیت حدیث سے امر ثابت کی نفی ہو سکتی بلکہ حدیث کی کسی وجہ کے ساتھ تاویل کی جاوے گی ۔ پس یہ امر حق ہے **شعر** بنی آدم سے کیا نسبت تمھاری ذات والا کو ✦ بہتر عالم و آدم سے ہو عالی نسب کیسے ✦ اور اسی طرح شمول عام اولیاء اللہ تعالیٰ کا مؤمنین کے ساتھ ثابت بفارق ہی کیونکہ حفظ خدا انکی شان میں تخصیص کو ثابت کر رہی ہے ۔ پس ایذا یا قلبی ہے یا نفسی ہے ۔ قلبی بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا کہ سورہ کہف اول رکوع میں ہے یعنی پس شاید کہ آپ اپنے نفس کو ہلاک کرنیوالے ہیں ان کے حال پر اگر وہ گرویدہ نہ ہوئی اس حدیث یعنی کلام الٰہی پر از روئے غم و اندوہ کے ۔ یعنی آپکو انکے ایمان نہ لانے پر اسقدر غم ہوتا ہے کہ آپکے لیے اندیشہ ہلاکی ہے ۔ اور بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا کہ سورہ ابراہیم رکوع دوم میں ہے ۔ اور البتہ ہم اس چیز پر صبر کرینگے جو تمنے ہمکو ایذا دی ۔ اور ایذائی قلب بسبب ترک ادب کے ہے حق اللہ تعالیٰ میں یعنی ادب کا چھوڑ دینا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں ۔ دوسرے ایذائی نفس مبارک کہ معلوم عام ہے ۔ اور یہ ترک ادب ہے آپکے حق نفس کی بابت ۔ اور یہ دونو

ترک ادب ایذائی قلب ہے ✦

بیان اسکا کہ مساوات اخوت ایمانی بر حضور صلعم کے ساتھ منع ہے اور دلیل حدیث مقابلہ آیۃ تاویل کیجاویگی کیونکہ فرق ایمان بغیرو بنفس خاص صلعم ہے اور تخصیص رسول ظاہر وبیان اقسام ایذا قلبی ونفسی مع دلائل۔

ش اے حقِ اللہ تعالیٰ وحقِ نفس **م** مشترک اند بہر اختیار و ترکِ ادب پس آدابِ زیارت
قبور کہ ترکش مستلزمِ ایذای مقبور باشد نیز مرعی خواہد شد چنانکہ از رسول اللہ تعالیٰ وغیرش
صلعم نسبتہ بزائر و مزور در حدِ خود ما کہ بحالتِ حیات سزاوار او بود ثابت است قولاً و
فعلاً چنانکہ در فتاوی عالمگیری است کیفیۃُ الزیارۃ کزیارۃِ ذالک المیتِ فی حیاتہ
من القرب والبعدِ کذا فی خزانۃِ الفتاوی واین اجمال را **ش** یعنی اجمالِ ہر اختیار
وترک را **م** تفصیلے است مختلف فیہ کہ این مختصر نتابد مگر اصلی میگویم ع اگر عاقلی یک اشارت
بس است ﴿ در حقِ اللہ تعالیٰ اختیار استحباب است عبادتاً وعادتاً و در حقِ نفس انچہ بر خود
نہ پسندی بر دیگرے مپسند و طریقۂ تمایز موافق نفس اینست کہ انچہ از دیگری نہ پسندی از خود
مپسند واین نتوانی مگر بمحبت آری محبت خود ادبی است کہ صد ادب می آموزد و بہترین آداب بجا آوردن
امر است پس اطاعتِ امر رسول صلعم در مرضیات فرض است مفیدِ ادب و حذر ایذا، و خیر خود است

ترجمہ یعنی حق خدا اور حق نفس مبارک صلعم ہر اختیار اور ترک ادب میں مشترک ہیں کیونکہ جو ادب کہ رسول اللہ کی نسبت
اختیار کیا جائیگا یا ترک ہوگا وہ باعتبار رسالت کے خدا کی نسبت کر ضرور ہوگا لہذا ترک و اختیار ادب رسول میں
حق خدا اور حق رسول کا اشتراک لازمی ہوگا۔ پس آداب زیارت قبور بھی کہ انکا ترک معتبور کی ایذا کا مستلزم ہے
رعایت کیے جائینگے کیونکہ کسی مزار مومن کے ترک ادب سے جس کا وہ حالتِ حیات میں مستحق تھا صاحب مزار کو ایذا ہوتی ہے
جیسا کہ حضور صلعم اور آپکے سوا اوروں سے زائر کے لیے اور جسکی زیارت کی جاوے دونو کی نسبت حسب حیثیت اپنی
اپنی حد میں کہ حالت زندگی میں انکے لیے سزاوار تھا قول اور فعل سے کہنا اور کرنا ثابت ہے جیسا فتاوی عالمگیری
میں کیفیۃ الزیارت میں خزانۃ الفتاوی کے حوالے سے مذکور ہے کزیارۃِ ذالکَ المیتِ فی حیاتہٖ من القرب
والبعدِ یعنی جیسے اس میت کی زیارت اسکی زندگی میں نزدیک و دور سے۔ اور اس اجمال یعنی ہر اختیار و ترک کی بڑی تفصیل
ہے جسمیں اختلاف ہے کہ اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں مگر ایک قاعدہ بیان کیے دیتے ہیں ع عاقل کے لیے اشارہ
بس ہے ﴿ چنانچہ وہ اصل یہ ہے۔ کہ حق اللہ میں اختیار استحباب ہے یعنی ایسی چیز اختیار کرنا عبادت اور عادت کے
طور پر جیسا چھی جانی گئی ہے۔ اور حق نفس میں یہ قاعدہ ہے کہ جو تو اپنے لیے نہ چاہے وہ دوسرے کے واسطے مت پسند کر۔ اور اسکے
تمائز کا طریقہ نفس کے موافق یہ ہے کہ جو کچھ تجکو دوسرے سے پسند نہ آوے وہ اپنی ذات سے غیر کے لیے نہ پسند کر۔ اور یہ نہیں
ممکن ہے مگر بذریعہ محبت۔ ہاں محبت خود ایسا ادیب ہے کہ سو ادب سکھلا دیتا ہے اور آداب میں سب سے بہتر بجا آوری حکم ہے
پھر اطاعت امر رسول اللہ صلعم فرض ہے مرضیات میں یعنی وہ امر جنکی رخصت ہے عادیات میں۔ اور یہ ادب ایذا سے بچنے اور اپنی بہتری اور خیر کے لیے مفید ہے

ترک ادب بمزار مقبولین ایذا کا مستلزم ہے
جلیل حدیث و فقہ

اجمالی قاعدہ ادب کے ترک و اختیار کا

تفسیر قولہ تعالیٰ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبیناہ

قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ ترجمہ ہرگز نیست ہر مؤمن و مومنہ راہر گاہ کہ جاری کرد اللہ تعالیٰ ورسول مقبول او تعالیٰ صلعم امری را اینکہ باشد برائے شان رخصت از امر شان وہر کہ نافرمانی کند اللہ تعالیٰ ورسول مقبول او تعالیٰ را صلعم پس تحقیق گمراہ شد گمراہی کہ دور کنندہ از نیک است + بہر دو عطف تنسیق **ش** عطف تنسیق آنست کہ صحیح باشد دراں تردید **هم** لفظ رسول بر لفظ اللّٰه بدلالت شان نزول ایں کریمہ و فقد دال است بر تاکید تحقق فعل از ماضی **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد در خصات عادیہ مخالفت امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم جائز است و دلیلے آوردند از حدیث شریف عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا

تفسیر کریمہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا۔ الخ

تعریف عطف تنسیق

بیان یہ کہ مخالفت حضور صلعم در خصات عادیہ میں جائز نہیں +

ترجمہ بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ سورۂ احزاب رکوع پانچ میں۔ یعنی ہرگز نہیں ہے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو جبکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول صلعم نے کسی امر کو جاری کیا یہ کہ ان کے لیے اختیار و رخصت ہووے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو گمراہ ہوگیا ایسی گمراہی میں جو نیکی سے جدا کرنیوالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ پر رسول کا ہر دو جگہ شان نزول کی دلالت سے عطف تنسیق ہے یعنی وہ عطف جسمیں تردید صحیح ہوتی ہے۔ اور قد فعل ماضی کے تحقق ہونیکی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد اجرائی حکم خدا یا حکم رسول مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا بجز تعمیل چارہ نہیں۔ پس جیسے حکم خدا میں اختیار باقی نہیں اور تعمیل بغیر چارہ نہیں ہوتا ایسے ہی حکم رسول میں عدم اختیار و تعمیل لابدیت سے اور حکم ہر دو یکساں اور فرض ہیں۔ اسی طرح اللہ یا رسول کی نافرمانی میں گمراہی یکساں ہے خواہ کسی ایک کی ہو عقاب نہی ہے اور اسکے تحقق میں تاکید یکساں ہے۔ اسجگہ اس قول کا بھی رد ہوگیا جو کہا گیا کہ رخصات عادیہ میں یعنی وہ امور عادیہ جنمیں رخصت و اختیار ہے۔ رسول اللہ صلعم کے حکم کی مخالفت جائز ہے اور یہ حدیث شریف دلیل میں لائے جو رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے آئے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اور اہل مدینہ درخت خرما کے پیوند چڑھاتے تھے یعنی نر مادہ کا جوڑ دیتے تھے۔ پس فرمایا آپ نے تم کیا کرتے ہو انھوں نے کہا ہم اسکی اصلاح کرتے ہیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نہ کروگے تو بہتر ہوجائیں گے۔

فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من
امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر رواہ مسلم
کذا فی المشکوٰۃ پس ماول باشد بوجہے بعد این ثبوت باید داشت کہ رخصت در مرخصات قبل
امر است نہ بعد پس از آنکہ فرمود حق سبحانہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و
رسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم واذا امرتکم بشیء من رائی فانما
انا بشر ونہ فرمود لا تاخذوہ مظنون برآنست کہ حضرت رحمت عالم صلعم تشدد و بایشان لفرمود
از آنکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از آنکہ مشدد و مبعوث نشد
و توان شد کہ ورود این حدیث شریف قبل نزول کریمہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ
باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ
وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ تو انھوں نے اسکو چھوڑ دیا پس ناقص ہوگئے درخت کہا راوی نے پھر انھوں نے یہ حضور سے
ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تو بشر ہی ہوں۔ جب میں تمکو کسی چیز کا تمھارے دین کے کام میں سے حکم کروں تو اسکو اختیار
کرو اور لو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز کا میری رائے سے حکم کروں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت
کیا۔ اور اسی طرح مشکوٰۃ میں ہے۔ اور اسی مضمون کی حدیث اس سے پہلے ذکر کیفیۃ تعظیم و ادب الخ کے شروع میں بسند
و الفاظ مختلفہ مذکور ہو چکی ہے ان شاء فلیرجع اگر خواہش ہو رجوع کرے۔ پس یہ حدیث شریف بعد ثبوت حکم آیت
شریف مذکورہ کے کسی وجہ میں تاویل کی جاوے گی۔
یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امور مرخصات عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ اسکے بعد کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے ما کان لمؤمن
ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں یعنی جب حکم خدا و رسول
مومنین کے لیے جاری ہو جاوے تو انکو اپنے امر میں اختیار نہیں رہتا۔ اور فرمایا رسول مقبول صلعم نے جبکہ میں تمکو کسی چیز کا اپنی
رائے سے حکم کر دوں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ پس فانما انا بشر فرمایا لا تاخذوہ نہ فرمایا یعنی مت لو اسکو یا نہ اختیار کرو
گمان اسکا ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا اس سبب سے کہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ از
روی رحمت تالیف فرمائی اسلیے کہ خدا نے آپ کو متشدد اور سخت نہیں پیدا کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث شریف
کا ورود آیت کریمہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ کے نزول سے پہلے ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب خدا تعالیٰ ہی صواب کو بہتر
سمجھتا ہے۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

حدیث بعض آیات کا نزول سے پہلے ہونا

امور عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ بعد

۱۹ کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین ٭ تعظیم و محبت ملائکہ کلہم اجمعین خصوصًا ملائکہ کرام علٰی نبینا وعلیہم السلام بانچہ باید واجب است و آں باعتقادِ عصمتِ ایشانست لقولہ تعالٰی لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ ترجمہ نافرمانی نمیکنند اللہ تعالٰی را آنرا کہ حکم فرمودہ شانرا ٭ وگفتن علیہ السلام برای مخصوصان و رحمہ اللہ تعالٰی برائے دیگران چنانچہ معروف است و حذر از خطاب و انتساب ناسزا لقولہ تعالٰی مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ٥ ترجمہ ہر کہ دشمن

۱۹ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ اور صحابہ اور تابعین وغیرہم کا ہمارے نبی پر اور اُنپر صلوٰۃ وسلام ہو جو مع بیان اور فائدوں کے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین ٭ ۱ تعظیم و محبت کل ملائکہ تمامہ کی خاصکر ملائکہ کرام کی جو فرشتوں میں بزرگ ہیں ہمارے نبی پر اور اُنپر سلام ہو جیسی اور جس چیز میں چاہیے واجب ہے۔ اور یہ انکی عصمت کے اعتقاد کے سبب ہے کہ وہ معصوم ہیں یعنی اللہ تعالٰی نے انکو گناہ سے پاک رکھا ہے اور جس کام کے مامور ہیں اُسکی بجا آوری میں مشغول ہیں اللہ کی نافرمانی اُنکا کام نہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالٰی نے جو سورہ تحریم کے اول رکوع میں اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ٥ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اُس کام میں جس کا اُنکو اللہ نے حکم فرمایا اور کرتے ہیں وہی جو حکم کیا جاتا ہے۔ اور خواص ملائکہ کے واسطے سلامتی بھیجنا الفاظ علیہ السلام کہکر۔ اور اُن کے سوا باقی ملائکہ کے لیے خدا سے رحمت طلب کرنا الفاظ رحمہ اللہ تعالٰی کہکر جیسا کہ معروف ہے۔ اور پرہیز کرنا ایسے خطاب و نسبت کرنے سے جو اُن کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالٰی کے اس فرمانے کے سبب سے مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ یعنی جو شخص دشمن ہے

۱۹ ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم علی نبینا وعلیہم والسلام با دیگر منافع +

۱۹ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین وغیرہم کا علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اور فائدوں کے

۱ تعظیم و محبت ملائکہ انکی عصمت کے سبب واجب ہے اور دشمنی انکی کفر +

خواص ملائکہ کے لیے علیہ السلام اور باقی کیلیے رحمہ اللہ تعالٰی کہنا اور برے خطاب و نسبت کرنے سے اُن کے لیے بچنا چاہیئے

برای اللہ تعالی و فرشتگان او و پیغمبران او و جبریل و میکال علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام پس
تحقیق اللہ تعالی دشمن است مر کافران را + از ینجا است کہ دشمنی با ملائکہ و پیغمبران کفر است و تعظیم صحابہ
و اہل بیت کہ ہمہ از اصحاب ہستند بوجہ الرسول صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین و آں باعتقاد محفوظیت
و فضل ایشان است بہ برکت و حرمۃ صحبۃ حضرت افضل المرسلین صلعم و حفظ مراتب فضل ایشان
و محبۃ بہ نسبت دائرہ ایشان بحضرت صلعم و اتصاف بصفات آں مظہر صفات اللہ الجلیل الاکبر وصفا
لقولہ علیہ السلام مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ و بگفتن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
وقت ذکر اسم شریف شان لقولہ تعالی اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَ
الْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الآیۃ
استثنار بعض ازیں بشارت بوجہے نتواند کرد باید دانست بعد صحبۃ صحابیۃ و زیادت دعای خیر

ترجمہ اللہ کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس بیشک اللہ تعالی دشمن ہے خاص کافروں کا
یہیں سے یہ ثابت ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کفر ہے ۔ اور تعظیم و محبت صحابہ اور اہل بیت کی کہ یہ بھی سب
اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہیں جو خاص اسی رسول کی وجہ کے سبب سے ہے جو واجب ہے، صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین۔
اور یہ تعظیم بسبب اعتقاد محفوظیت اور اُنکے فضل کے ہے جو حضرت افضل المرسلین صلعم کی صحبت کی برکت اور حرمت کے سبب اُنکو حاصل ہے
اور اُنکی فضیلت کا حفظ مراتب اور اُنکی محبت اُن نسبتوں کے سبب سے جو آنحضرت صلعم اور اُن کے درمیان دائر ہیں ۔ اور اُن کا اوصاف کے
متصف ہو جانیکے سبب سے اُن صفات کے ساتھ وصف میں جو خدائی جلیل و اکبر کے صفات کی مظہر کی صفتیں ہیں یعنی صحابہ
اور اہل بیت کے فضل مراتب اور اُنکی محبت اس اعتبار سے نگاہ رکھنا چاہیے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ اُنکی نسبتیں ہیں اور نیز
اور جسقدر رسول اللہ صلعم کے اوصاف کے ساتھ کہ آپ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں وہ اپنی صفات میں متصف
ہوکر مظہر ذات و صفات رسول صلعم قرار پائے ہیں ۔ کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جسنے اُنسے محبت کی پس میری محبت کے سبب سے اُنسے محبت کی
اور اُنکی تعظیم وقت ذکر اُنکے اسم شریف کے رضی اللہ تعالی عنہ کے الفاظ کہکر ۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ توبہ کے ستر ھویں رکوع میں
اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الآیۃ
یعنی اگلے سبقت کرنیوالے جو مہاجرین اور انصار میں سے ہیں اور جنھوں نے احسان کے ساتھ اُنکی پیروی کی اللہ اُنسے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں
آخر آیت تک ۔ اس بشارت سے بعض صحابہ کا استثنار کسی وجہ کو سبب نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صحابہ مہاجرین و انصار بالعموم اس بشارت میں شامل
ہیں بلکہ احسان کے ساتھ جو اُنکے پیرو ہیں وہ بھی بشارت میں شامل و ملحق ہیں پس بعض کیونکر اس بشارت سے علیحدہ کیے جا سکتے ہیں گو کوئی وجہ واقع
ہوئی ہو جبکہ خدا کیطرف سے اُنکا استثنار نہیں کیا گیا تو ہمکو سبکی اطاعت واجب اور اُسکا خلاف منع ہے ۔ معلوم ہو کہ بعض صحیح ہونے اُنکی
صحابیت کے اور اُنکے حق میں دعائے خیر زیادہ ہونیکے

تعظیم و محبۃ صحابہ و اہل بیت لوجہ الرسول واجب ہے +

ذکر صحابہ کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا بدلیل النص

بشارت خدا سے بعض صحابہ اور اُنکے تابعین کا استثنا نہیں ہو سکتا ہے جبکہ وہ بشارت میں شامل ہیں +

وبشارات از قرآن مجید و حدیث شریف بی استثنار بعض تقصیص مختلف متقصین احوال مشاجرات در تصحیح عقیده که از اصل قرآن مجید و حدیث شریف ہست نہ از غیرش دخلے ندارد وقال اللہ تعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ترجمہ بفرمای حبیب من این راہ من کہ می بینید این است کہ میخوانم سوئے خدای معبود واحد بر حجۃ یا بینش باطن ہستم من و ہر کہ پیروی کرد مرا + یعنی این خواندنم و پیروی کردن پیروان از سر حجۃ یا بینش باطن است کہ از خدای تعالیٰ است نہ از نادانی و خودرائی + وقال تعالیٰ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تالیف بخشید میان دلہاے شان + از ینجا ست کہ تجویز کینہ و عناد میان شان نتواند شد + وقال تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ترجمہ روزے کہ نہ رسوا کند اللہ تعالیٰ این نبی را صلعم و آنانکہ گرویدند با وے بانکہ بر سر حق ہستند و بعظمتش صلعم وقال تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

ترجمہ اور قرآن مجید و حدیث شریف سے اُن کی نسبت بشارتیں ثابت ہونیکے کہ اُن بشارتوں میں کسی کی نسبت اُن میں سے کوئی استثنار نہ کیا گیا ہو۔ احوال مشاجرت کے قصے بیان کرنیوالوں کے بعض مختلف قصے عقیدہ کی تصحیح میں کچھ دخل نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اصل تصحیح عقیدہ کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ہے نہ اُسکے سوا کسی اور مختلف بیانات سے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ سورہ یوسف رکوع آخر میں۔ یعنی فرما دیجیے اے میرے حبیب یہ میری راہ کہ تم دیکھتے ہو یہ ہے کہ میں خدائے معبود یکتا کی طرف بلاتا ہوں میں حجت پر یا باطن کی بینائی پر ہوں اور جسنے میری پیروی کی یعنی یہ میرا بلانا اور پیرو لوگونکی پیروی کرنا از سر حجت ہے یا بینائی باطن کی راہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نا سمجھی اور خودرائی سے نہیں ہے۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ آل عمران رکوع گیارہ میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ یعنی خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے درمیان تالیف بخشدی ہے یعنی اُلفت پیدا کردی ہے۔ یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کے درمیان کینہ اور عناد کا جائز کرنا نہیں جانا جا سکتا ہے اُسکا جائز ماننا درست نہیں بلکہ انکار نص کے سبب خوف کفر ہے نعوذ باللہ منہ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُسدن اپنے نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ اُن لوگوں کو جو حضور صلعم کے ساتھ گرویدہ ہوگئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وے برسر حق ہیں۔ اور حضور صلعم کی عظمت کے خیال سے اُنکی رسوائی اللہ کو منظور نہ ہوگی اس لیے کہ آپ مقبول خدا ہیں پس بخیال عظمت و مقبولیت آپکے گرویدہ اصحاب بھی مقبول و معظم ہونگے اور یوم قیامت رسوائی سے محفوظ رہینگے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ انا فتحنا رکوع آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ یعنی محمد صلعم پیغمبر خدائے عز و جل ہیں اور وے لوگ کہ اُن کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں۔

تفسیر کریمہ قل ہذہ سبیلی ادعو الی اللہ الخ

تفسیر کریمہ الف بین قلوبہم +

تفسیر کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ

تفسیر کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ

عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ترجمہ محمد پیغمبر خدای عزوجل است و آنانکہ با او ہستند سخت ترند بر کفار ای در غلبہ بہر وجہ و مہربانند با ہمدگر می بینی ایشان را بسیار راکع و ساجد ظاہر و باطن میخواہند فضل از خدای عزوجل و خوشنودی۔ علامت شان در روہای شان است از اثر انوار سجدہ ہای مقبول۔ ازینجا است ہر کہ اصحاب را رضی اللہ عنہم مہربان ہمدگر و جویای فضل خدای عزوجل را عامل نداند منکر صفت رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ وَیَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا است پس حکم منکر نزد علما رحق است۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ج کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ ط ترجمہ اینکہ مذکور شد مثل ایشان در تورات است و مثل ایشان در انجیل مثل کشتی است کہ بر آورد خوید خود را پس قوت داد او را پس سخت قوی شد پس استاد بر ساق خود

ترجمہ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ کفار پر یعنی غلبہ میں ہر وجہ کے ساتھ۔ اور مہربان ہیں آپس میں۔ آپ انکو ظاہر و باطن بہت رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا دیکھتے ہو۔ وہ خدای عزوجل سے فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں انکی علامات ان کے چہروں میں ہے مقبول سجدوں کے انوار کے اثر کی۔ یہیں سے ثابت ہے کہ جو شخص اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کو آپس میں مہربان۔ اور خدای عزوجل کے فضل کا عامل ہیں جویا اور متلاشی نہ جانے وصفت رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ یعنی وے آپس میں رحیم و مہربان ہیں۔ اور یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی خدای عزوجل سے فضل و خوشنودی کے جویا ہیں۔ ان دونو صفتوں کا منکر ہے۔ پس منکر کا حکم ایسے شخص کی نسبت جو علماء کے نزدیک ہے حق ہے اور علمای حق ایسے شخص کو منکر جانتے ہیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ج کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ

بقیہ آیت مذکورہ سورہ فتح۔ یعنی یہ کہ مذکور ہوا ان کی مثل توریت میں ہے اور ان کی مثل انجیل میں ہے جیسے کوئی کھیتی ہے کہ اپنے کلوں یا سوؤں کو نکال لائی۔ پھر اس کو قوت دی۔ تو سخت مضبوط ہو گئی۔ پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی۔

ای بقوتِ بالغۂ خود کہ شاد میکند آں زرع از حُسنِ ذاتی و عرضی خود زُرّاع را و ایں تمثیل در انجیل
از بہر آنست تا بخشم آرد آں ممثّل بہ بسببِ ایشاں ای محمدٌ رسول اللہ والذین معہ کفار را
کہ اشارت تخصیصی بہ یہود و نصاری است و تعمیمی بغیر شاں + باید دانست دریں مثل زرع
عبارت است از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و شطئہ از صحابہ و آزرہ از تربیتِ ظاہری و باطنی
شاں و استغلظ از رسیدنِ شاں بحدِ رسیدنی و استویٰ علیٰ سوقہ از صحتِ اجتہاد و زُرّاع
از خدای مُدبّر الأمر چنانکہ فرمود ءَ اَنتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ٥ گفتند ازینجا است
کہ احتیاط دراں نست کہ زُرّاع جز حق سبحانہ را نباید گفت و حال آنکہ لفظ جمع ست زُرّاع ھم و تشبیہ
جوازش کردہ الحاصل ایں شادیِ پروردگار و پیچ و تاب کفار بسر گرمیِ اختیار مرضیاتِ حق تعالیٰ
بذاتِ خود صلعم و توابع رض است پس شادمی شود سبحانہ بملاحظہ کمالِ ظہورِ اجتماعی مقصود از اعراف
در مقابلۂ اضداد + وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٥

ترجمہ یعنی پیروں کے بل بسبب اپنی قوت بالغہ کے۔ کہ وہ کھیتی اپنے حسن ذاتی اور عرضی سے زُرّاع کو یعنی کھیتی کرنیوالونکو خوش کرتی ہے
اور یہ تمثیل انجیل میں اسواسطے ہے تاکہ وہ مثل مارنے والا یعنی اللہ سبحانہ انکے سبب یعنی محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھیوں کے۔ کفار کو غصہ میں
لاوے کہ بخصوص انہیں یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اشارت تخصیصی اُنھیں کیطرف ہے اور تعمیمی اشارہ میں انکے سوا سب کفار شامل ہیں معلوم
ہو کہ اس مثل میں زرع یعنی کھیتی عبارت ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم سے۔ اور شطئہ یعنی اس کھیتی کے کلّے یا سوئے عبارت ہے
صحابہ سے۔ اور آزرہ یعنی اُسکی قوت دینے سے مراد ہے صحابہ کی تربیت ظاہری اور باطنی۔ اور استغلظ یعنی پوری مضبوطی سے مراد انکا
پہنچنے کے لائق حد تک پہنچ جانا۔ اور استویٰ علیٰ سوقہ یعنی پنڈلیوں کے بل کھڑی ہو جانا مراد اُن کا صحت اجتہاد ہے۔ اور
زُرّاع یعنی کاشتکار کہ وہ خدائے مدبّر الأمر ہے جو ہر کاموں کی تدبیر کرتا ہے جیسا فرمایا سورۂ واقعہ رکوع دُوم میں ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ
اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ٥ یعنی کیا تم اُسے اُگاتے ہو یا ہم اُگانیوالے ہیں۔ یہ قول انہیں کا ہے جنھوں نے کہا کہ احتیاط اسمیں ہے کہ
لفظ زُرّاع بجز حق سبحانہ اور کیلیے نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہ لفظ جمع ہے اور مقام تشبیہ میں ہے۔ پس اسکے جمع ہونے اور تشبیہ میں کہنے کی
اس لفظ کا جواز کر دیا۔ الحاصل یہ خوشی پروردگار کی اور کفار کا پیچ و تاب۔ خود حضور صلعم کی ذات پاک کا اور آپکے
پیروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حقتعالیٰ کی رضامندیونکو سرگرمی سے اختیار کرنیکے سبب ہے۔ پس اللہ سبحانہ
اپنا کمال ظہور اجتماعی جو اَعراف کا مقصود ہے اضداد کے مقابلہ میں ملاحظہ کر کے خوش ہوتا ہے یعنی خدائے پاک اپنا
پورا ظہور اجتماعی جس سے اُس کا پہچانا جانا مقصود ہے جب بمقابلہ اضداد میں دیکھتا ہے تو اپنے مقصود معرفت پر اپنا ظہور تام اور کمال جیسا چاہیے
پورا جمعیت کی حالت میں ملاحظہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٥

ترجمہ وعدہ کرد اللہ تعالیٰ کسانی را کہ گرویدند بخدای عزوجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم و عمل
شایستہ کردند یعنی حسن سر انجام ماموربہ کہ از ایشان اند یعنی صحابہ ش تبیین است از کسانیکہ
گرویدند ہم ستاری گناہانرا در تحت مشیئۃ و فرد لازم العظمۃ + باید دانست لفظ منھم دلالت
میکند بر تخصیص صحابہ درین اشتراک تعمیم مومنین صالحین پس منع جواز نباشد غیر مخصص و لفظ
مغفرۃ مطلق است از تقیید بتوبہ موعود مغفرت پس این وعدہ در غیر متوب داخل تحت مشیئۃ باشد
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + و لفظ اجرا عظیما بجزای لازم العظمۃ اعمال حسنہ
جان نثاری بامر رسول اللہ تعالیٰ صلعم لوجہ اللہ تعالیٰ در تقابل عمل خود و غیر خود وعن عمر بن
الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سألت ربی عن
اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی اللہ الی یا محمد ان اصحابک عندی
بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور

ترجمہ یعنی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو خدای عزوجل اور اسکے رسول مقبول صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے
اور جیسے کہ چاہییں انھوں نے عمل کیے کہ وہ ماموبہ کا یعنی حکم خدا و رسول کا اچھی طرح سر انجام کرنا ہی - اور یہ عاملین صالحین جو
صحابہ ہیں یعنی گرویدہ لوگوں ہی میں - انکے لیے اللہ نے ستاری گناہوں کا وعدہ کرلیا ہی وہ گناہ جو تحت مشیت ہیں - اور بسبب
عوض کا جسمیں انکی عظمۃ لازم ہوتی ہو - معلوم ہو کہ اس اشتراک تعمیم مومنین صالحین ہیں جو کل مومنین صالحین کو اپنے
عموم میں شریک کیے ہوئے ہے لفظ منھم یعنی انمیں سے صحابہ کی تخصیص پر دلالت کرتا ہی کہ انکو اس لفظ سے شرکت عموم
مومنین صالحین میں ایک خصوصیت حاصل ہے - پس خصوصیت غیر مخصص کے لیے جنکو خصوصیت نہیں ہی جواز کی منع نہیں
کرسکتی لہذا جائز ہے کہ عام مومنین صالحین بھی اس وعدہ مغفرت اور اجر عظیم میں شامل و شریک ہوں - اور لفظ مغفرۃ
یہاں توبہ موعود مغفرت کی تقیید سے مطلق ہے یعنی یہ مغفرت اس قسم کی مغفرت نہیں ہے جو توبہ پر وعدہ
کی گئی ہے بلکہ بے قید مطلق واقع ہوئی ہے پس یہ وعدہ جو غیر متوب میں واقع ہوا یعنی بغیر توبہ وعدہ بخشش
ہے یہ خدا کے تحت مشیت داخل ہوگا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + ترجمہ دیکھو فرق راہ کا
کہاں سے کہاں تک + اور لفظ اجرا عظیما اعمال حسنہ کی ایسی جزا پر دلالت کرتے ہیں جو لازم عظمۃ ہی - یا اپنے اور اپنے
غیر کے عمل کے مقابلہ میں اور رسول اللہ تعالیٰ صلعم پر لوجہ اللہ تعالیٰ جان نثاری ہی جسکے ثمرہ میں یہ اجر عظیم ہی اور یہی اعمال حسنہ ہیں - اور روایت ہے
حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے سنا میں نے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے میرے رب سے میرے بعد میرے اصحاب کے خلاف کی
نسبت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری لیے وحی فرمائی ای محمد صلعم یقینی تیری اصحاب میرے نزدیک وہ منزلت رکھتے ہیں جو ستاروں کی
آسمان میں ہے کہ بعض انکے بعض سے قوی تر ہیں - اور ہر ایک کے واسطے نور ہے

تفسیر حدیث شریف [illegible]
بروایت حضرت عمر فاروق [illegible]
یعنی اختلاف اصحابی من بعدی الخ

فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ رَوَاهُ رَزِیْنٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ

ترجمہ پیغمبر فرمود صلعم پرسیدم از پروردگارِ خود از اختلاف اصحابِ خود بعدِ خود پس وحی فرمود اللہ تعالیٰ طرف من ای محمد صلعم تحقیق اصحابِ تو نزدم چناں منزلہ اند کہ نجوم در آسمان بعضِ شاں قوی تر است از بعض و برای ہر یک نور است پس ہر کہ اختیار کرد چیزے را از انچہ کہ او شاں بر انند از اختلاف با خود ما پس آں نزدم بر ہدایت است ÷ ازینجا صحتِ اجتہادِ شاں عیان است و اصحابِ من مانند ستارگانند پس ہر کہ از ایشان پیروی کرد یدراہ یافتید ÷ و در تشبیہ بہ نجوم توسع اسرار است مشتاق تواند دریافت و ازینجا مہتدی مقتدائے را ہدایت است ÷ وقال صلعم اَللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَاْخُذَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ فِی الْمِشْکٰوۃِ **ترجمہ** لفظ مبارک اللہ مفعول بہ تر سید یا مفعول می ستایم یا استعجاباً و تکرار لفظِ مبارک تاکید است حاصل آنکہ بترسید خدای را عز و جل

ترجمہ پس جسنے کسی چیز کو اختیار کیا اُس چیز سے کہ وہ اُسپر ہیں اُن کے آپس کے اختلاف سے پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ یہاں سے اُنکے اجتہاد کی صحت عیاں ہے۔ پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں پس اُنمیں سے جس کسی کے ساتھ تمنے پیروی کی تو تمنے راہ پائی۔ اور اس تشبیہ میں جو نجوم کے ساتھ واقع ہوئی اسرار کا توسع ہے یعنی اس تمثیل میں بڑی وسعت سے بھید بھرے ہیں کہ مشتاق ہی دریافت کرسکتا ہے۔ اور یہیں سے مقتدی کا ہدایت پانا ثابت ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے ڈرو تم اللہ سے۔ یا میں خدائے عز و جل کی ستایش و تعریف کرتا ہوں۔ یا تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ ہرگز انکو میرے پیچھے سے نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ یا نہ گرفت کرو۔ پس جسنے محبت کی اُن کے ساتھ تو میری محبت کے سبب اُنسے محبت کی اور جسنے بغض کیا اُنسے اُسنے میری کینہ کے سبب اُنسے کینہ کیا۔ اور جس نے انکو ایذا دی پس تحقیق مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدائے عز و جل کو ایذا دی پس جلد ہے یہ بات کہ خدائے عز و جل اُسکو پکڑے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اس حدیث میں لفظ مبارک اللہ جو شروع میں مکرر آیا ہے مفعول ہے فعل محذوف ڈرو کا یعنی ڈرو تم اللہ سے۔ یا مفعول ہے اَحْمَدُ کا یعنی سراہتا ہوں میں اللہ کو۔ یا تعجب کی راہ سے واقع ہوا ہے یعنی تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ اور تکرار اس لفظ مبارک کی بغرض تاکید ہے ÷

تفسیر حدیث شریف معہ ترجمہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی الخ۔

یا می ستایم خدای را عزوجل یا التعجب است در حال اصحاب من هرگز مگیرید ایشان را نشانہ تیر
اے تیر ملامت از پس من پس ہر کہ محبت کرد با ایشان پس بمحبت من محبت کرد با ایشان و ہر کہ کینہ آورد
با ایشان پس بکینہ من کینہ آورد با ایشان و ہر کہ ایذا کرد ایشان را پس تحقیق ایذا کرد مرا و ہر کہ ایذا کرد مرا پس تحقیق ایذا کرد خدای عزوجل
و ہر کہ ایذا کرد خدای را عزوجل پس زود است اینکہ بگیرد خدای عزوجل او را + بدانکہ اصل اخذ ممنوع
الجواز است پس مؤکد باشد بمقتضای اصل ش اے نگذرد از سر مواخذہ م از اینجاست کہ متعصب
یاوہ نزد پس ثبوت و صحت اینچنین سلامت احوال دنیوی و اخروی شان و منع ملامت و مطاعنت
مبغض را مواخذہ و خسارت بر قدر تفاوت مراتب بغض و مبغض الیہ است تا آنکہ بیم زیان ایمان است
مطلقاً و ورود نہی در مطاعنت و نزول وعدۂ مغفرت بوقوع مابہ المطاعنۃ و مابہ المغفرت اشارت بعدم
ش اے ورود نہی و وعدۂ مغفرت م منقوض نگردد ـ و تواند شد کہ ظن بر خلاف حقیقت باشد
پس اجتناب از آن باید و قال سبحانہ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان

ترجمہ معلوم کر کہ آخر حدیث میں الفاظ فیوشک ان یاخذہ میں لفظ اخذ کی اصل ممنوع الجواز ہے یعنی اخذ میں
قاعدہ ہے کہ اسمیں جواز کی ممانعت ہے پس اصل کے مقتضا کے موافق یہ لفظ مؤکد ہوگا۔ یعنی اللہ مواخذہ ضرور کریگا اور اسکے
خیال مواخذہ نگذریگا یہیں سے ہے کہ متعصب بیہودہ بعد ثبوت اور صحت انکی دنیوی اور اخروی احوال کی ایسی سلامتی کے
اور بعد منع ملامت اور مطاعنت کے مواخذہ سے بچھوٹے گا کیونکہ کینہ کرنیوالے کے واسطے مواخذہ اور خسارہ بغض اور مبغض الیہ کے
تفاوت مراتب کے اندازہ پر ہے یعنی جس مرتبہ کا کینہ ہوگا اور جس سے کینہ کیا ہے اسکے مرتبہ کے اندازہ پر مواخذہ اور خسارہ کینہ
کرنے والے کے واسطے ہے یہانتک کہ مطلق ایمان کے زیاں کا خوف ہے اللھم احفظنا بحق حبیبہ سید المرسلین
صلعم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ اور ورود نہی کا مطاعنت میں اور نزول وعدہ مغفرت یہ دونو مابہ المطاعنت
اور مابہ المغفرت کے واقع ہونیکے سبب کہ یہ دونو ان دونوں سے مشار ہیں منقوض نہ ہونگے ۔ یعنی جبکہ باہم
ان میں طعن کرنے کی ممانعت وارد ہو چکی ہو اور ان کے لیے وعدہ مغفرت کا نزول ہو چکا ہو اگر
ایسی چیز جس سے مطاعنت اور مغفرت کا واقع ہونا ثابت ہو جیسا کہ اس نہی اور وعدہ سے ان
دونو کے واقع ہونیکا اشارہ پایا جاتا ہے اس نہی اور وعدہ کا حکم اس وقوع سے نہ ٹوٹیگا +
اور ہو سکتا ہے کہ برخلاف حقیقت کے ظن ہووے پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ فرمایا اللہ
سبحانہ نے سورہ حجرات رکوع دو میں یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان
یعنی اے گروہ مومنو بہت سے گمان کی باتوں سے پرہیز کرو کہ تحقیق

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ اے گروندگان بہ پرہیزید بسیارے را کہ از گمان است تحقیق کہ بعض گمان گناہ است۔ و بمقابلۂ ثبوت فضائل کہ از قرآن مجید و حدیث شریف است در صورت تحقق حق بجانبے بجانب دیگر بیش از خطائی اجتہادی کہ موعود یک ثواب است مظنون نتواند شد پس اے بیخبر بکدام سودائے نافرجامی سش تنبیہ ازینجا و تحذیر است ازانکہ در مشاجرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بہ تقصیص مختلف مقصصین در تقابل حدیث شریف و قرآن مجید اعتقاد خلاف اہل سنت و جماعت گزیدند العیاذ باللہ تعالیٰ منہم و افضل ایشاں حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول است پس حضرت عمر فاروق خلیفۂ ثانی پس حضرت عثمان ذی النورین خلیفۂ ثالث پس حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنا بر اجماع بر تفضیل مذکور و ترتیب خلافت از روئے اتباع نصوص پس آں اجماع قرن بعد قرن وایں بحث طویل منتہی میشود بر اجماع پس ہر کہ خواہد رجوع کند بکتب مطولہ متوسعہ مفصلہ اہل سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ می برد براہ راست ہر کرامی خواہد

ترجمہ بعض گمان گناہ ہے۔ اور مقابلہ میں ثبوت اُن فضائل کے جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں اس صورت میں کہ ایک جانب حق کا تحقق ہو جاوے تو دوسری جانب میں خطائے اجتہادی سے بڑھ کر جس پر ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے گمان نہ ہو سکے گا یعنی جب اُنکے فضائل قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکے ہیں تو اس ثبوت کے مقابلہ میں اگر کوئی ایک اُن میں حق بجانب بھی متحقق اور ثابت ہو جاوے تو دوسرے کی نسبت خطائے اجتہادی سے بڑھ کر گمان نہ ہو سکے گا کہ اس خطا پر بھی ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے۔ پس اے بیخبر تو کس سودائے نافرجام میں پڑا ہے **تنبیہ** یہاں سے اسباب کا رد ہے اور اسباب سے تحذیر بھی ہے کہ مشاجرات میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیش آئے مختلف قصہ گویوں کے قصص بیان کرنے کے سبب جنہوں نے بمقابلہ حدیث شریف اور قرآن مجید خلاف اہل سنت و جماعت اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اُن سے پناہ دے۔ یعنی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو مشاجرات یعنی جھگڑے پیش آئے اُنمیں مختلف قصہ گویوں کے قصے بیان کرنے کے سبب جنھوں نے حدیث شریف اور قرآن مجید کے مقابلہ میں خلاف اہل سنت و جماعت جو اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اُن سے پناہ میں رکھے۔ ڈرنا چاہیے ایسے خراب اعتقاد سے کہ رد اس کا مذکورہ بالا نصوص سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور صحابہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم ہیں۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ سوم ہیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ چہارم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ تفضیل مذکور اور ترتیب خلافت پر اتباع نصوص کے سبب کہ پیروی قرآن و حدیث ہے

و تعظیم و محبت تابعین و تبع تابعین لقوله علیه السلام عن عمر قال قال صلی الله علیه و سلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم فی المشکوٰة - و علمائے ربانی کہ در صفت ایشان کریمه و هو یتولی الصالحین ه و در علامت ایشان کریمه و الذین آمنوا و کانوا یتقون ه است بملاحظہ نسبتہ دائرہ و صفات تضمنی بارسول الله تعالیٰ صلعم و تعظیم و محبت مومنین و علمائے مجازی گو صفت این علما کقوله سبحانه انما یخشی الله من عباده العلماء ط نباشد لاکن تعظیم ایشان بعلم دین حق کہ دارند واجب و سلطان عادل بملاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم مع تفاوت درجات حکم نسبتہ منتسبان و صفات تضمنی بارسول الله تعالیٰ صلعم قال صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه صحیح بخاری اے از ہر انچہ سزاوار است و قال صلعم ان من اجلال الله

ترجمہ اور تعظیم و محبت تابعین اور تبع تابعین واجب ہے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کی کرامت اور عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر لوگ ہیں پھر انکی جو اُن سے قریب ہیں پھر انکی جو اُنسے قریب ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے - اور تعظیم و محبت علمائے ربانی کی جنکی صفت میں یہ کریمہ ہے جو سورہ اعراف رکوع آخر میں وھو یتولی الصالحین ہ یعنی اور وہی متولی ہیں نیک بختوں کے اور انکی علامت پہچان میں یہ آیت کریمہ جو سورہ یونس رکوع سات میں ہے والذین آمنوا وکانوا یتقون ہ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور وہی متقی ہیں - یہ علامت تقوی بملاحظہ اُس نسبت دائرہ اور صفات تضمنی کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو حاصل ہے یا بملاحظہ اُس نسبت اور صفات کے ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دائرہ و متضمن ہیں - اور تعظیم و محبت جملہ مومنین اور علمائے مجازی اگرچہ ان علمائے مجازی کی صفت نہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے جو کہ رکوع چار میں سورہ فاطر کے ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ط یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علما ہیں - لیکن انکی تعظیم دین حق کے جاننے کے سبب جو انکو حاصل ہے واجب ہے اور تعظیم و محبت سلطان عادل کی اُن نسبتوں کا لحاظ کرکے کہ حضرت صلعم تک دائرہ ہیں جنمیں منتسب یعنی اُس شخص کے حال کے اعتبار سے جسکو نسبت حاصل ہے حکم نسبت میں متفاوت درجہ کا لحاظ ہوگا - اور اُن صفات کا لحاظ کرکے جو رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے ساتھ متضمن ہیں - فرمایا حضور صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ محبت رکھتا ہے اپنے بھائی کے واسطے وہی جو اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے ہر اُس چیز سے کہ لائق ہے - یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے - اور فرمایا حضور صلعم نے کہ تحقیق اللہ کے اجلال اور بزرگی دینے سے

بیان وجوب تعظیم و محبت تابعین و تبع تابعین بنص حدیث -

بیان وجوب تعظیم و محبت علمائے ربانی و وصف و علامت شان بنص قرآن

بیان وجوب تعظیم و محبت جملہ مومنین و علمائے مجازی بسبب علم دین حق کے بنص حدیث و آیت

بیان وجوب تعظیم و محبت سلطان عادل بلحاظ نسبتوں اور صفات کے حضور صلعم کے ساتھ بنص حدیث و آیت

اِکْرَامُ ذِی شَیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ ش غالی آنست کہ جہد کند در تجوید قرأت بفکر وتدبّر وعمل بآنچہ در آنست وجافی پہلو تہی کنندہ است یعنی معرض از تلاوت واز عمل بآں م

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۰ فرود آور بازوی خود را برائے مومنان ۰ یعنی تعظیم کن چنانکہ از بزرگاں بخوردان می زیبد نہ چنانکہ از خوردان بہ بزرگاں پس برائے رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر مومنان حسب حال است ۰

واین امر مخصوص الغیر است کہ اندروئے لطفِ محبت بحضرت حبیب اللہ تعالیٰ است چہ امر نسبت بآن موصوف بہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۰ صحت نہ پذیرد۔

بدانکہ اشنع خصائل مخاصمہ در تفاضل از یک دیگر انبیاء اللہ تعالیٰ واولیاء اللہ تعالیٰ خلاف نص است علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در مرتبۂ شریعت یا در مرتبۂ طریقت

مربوط بمجاصمہ ۱۲ متعلق اشنع ۱۲

ترجمہ ایک مسلم ذی شیبہ یعنی بوڑھے مسلمان کا اکرام اور بزرگی کرنا ہے اور حامل قرآن یعنی اچھا قرآن پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کا جسکے پڑھنے میں غلو نہ ہو ایسے شخص کا جو تلاوت قرآن اور اُسکے عمل سے منہ پھیرتا ہو اور اکرام وبزرگی سُلطان کی کرنا جو منصف ہو۔ غَالِی وہ ہے جو تجوید قرأت میں بفکر وسوچے اور عمل کرے اس چیز جو اُسمیں ہے جہد کرتا ہے یعنی کوشاں ہے تجوید قرأت میں اسطرح کہ نہ فکر وتدبّر کو کام میں لاتا ہے نہ اُس چیز کا جو اُس میں ہے عمل کرتا ہے۔ اور جَافِیْ خالی پہلو کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی تلاوت اور عمل کتاب سے اعراض کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر کے آخر رکوع میں وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۰ یعنی اپنے بازو ونکو مومنین کے واسطے جھکا دیجئے یعنی تعظیم کیجئے جیساکہ بزرگوں سے چھوٹوں کی نسبت زیب دیتا ہے نہ ایسا کہ چھوٹوں سے بڑوں کے واسطے۔ پس رسول اللہ تعالیٰ صلعم اور اور مومنین کے لیے حسب حال ہے یعنی جیسا جو جسکے لائق ہو اُسکے موافق حال اُسکی تعظیم ہے۔ اور یہ امر مخصوص الغیر ہے یعنی یہ حکم تعظیم مومنین حسب آیت مذکورہ غیر کے واسطے مخصوص ہوا ہے نہ آنحضرت صلعم کے لیے۔ البتہ خطاب بحکم حضرت حبیب الرحمٰن کے ساتھ لطفِ محبت کے طریق سے ہوا اسلیے کہ یہ امر الہی کی نسبت جسکا وصف اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۰ ہو صحت نہیں قبول کرتا۔ آیت مذکورہ سورۂ ن رکوع اول میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہیں یعنی آپ کی جمیع عادات یقینی بہت بزرگ ہیں۔ معلوم کرو کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دوسرے کی نسبت فضیلت دینے میں باہم جھگڑنا ہے جو خلافِ نص ہے عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

تفسیر وقال اللہ تعالیٰ واخفض جناحک للمؤمنین

بیان معنی غالی اور جافی کہ الفاظ حدیث ہیں ۰

تفسیر کریمہ واخفض جناحک للمؤمنین ۰

خدائتعالی

بیان اس کا کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں باہم اولیاء و انبیاء کے ایکدوسرے پر فضیلت دینے میں جھگڑنا ہے اور اسکا رد و خلاف نص ہے

مگر آنچہ از قطعیات نصوص است از اعتقادیات است نہ برائے مخاصمت در تقابل و آنچہ از ظنیات است میلان را آن گنجایش دارد نہ مخاصمت در تقابل بدانکہ فضل عند اللہ تعالیٰ مقصود است و آن مجہول مگر آنچہ از قطعیات تواں دانست حکمش مذکور شد نہ در کثرت اعمال چہ بسا است بسیار کنند و کم بردارند بسبب نقصان نیت یا برابر بسبب صحت و عدم توسع نیت و بسا است کہ کم کنند و بسیار بردارند بسبب صحت و توسع نیت و آں از فضل رب ذو الفضل العظیم است و زیادت ثواب بہر سو محمول و مجہول است **ش تنبیہ**

از ینجا رد آنست کہ مظنۃ و تفاضل انبیاء و اصحاب و اولیاء

علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام شعار دین خود ساختہ اند

اللّٰھم صلّ و سلّم علیٰ محمّد نبیّ الرّحمۃ و علیٰ جمالہ کما تحبّہ و ترضاہ و شفّعہ فینا و ترحّمنا بہ

ترجمہ مگر جس قدر آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے وہ اعتقادیات سے ہے نہ مقابلہ میں باہم جھگڑنے کے واسطے۔ اور جو کچھ ظنیات سے ہے اُسمیں میلان کو گنجایش ہے نہ مقابلہ میں جھگڑنے کے لیے۔ سمجھ لے کہ فضیلت وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور وہ مجہول ہے اُسکی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جس قدر قطعیات سے جان سکیں سو اُس کا حکم مذکور ہو گیا۔ نہ فضیلت کثرت اعمال میں ہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بہت عمل کرتے ہیں اور نقصان نیت کے سبب فائدہ کم اُٹھاتے ہیں یا برابر نفع پاتے ہیں بسبب صحت عمل کے اور نیت متوسع نہ ہونے کے۔ اور بہت ہوتا ہے کہ کم عمل کرتے ہیں اور بہت نفع پا لیتے ہیں صحت عمل اور توسع نیت کے سبب۔ اور یہ فضل رب سے ہے جو بڑا ہی صاحب فضل ہے۔ اور ثواب کی زیادتی ہر طرف کو محمول ہے یعنی اسکا احتمال ہر طرف ہیں ہے حالانکہ مجہول ہے کہ علم اس کا خدا تعالیٰ کو ہے + **تنبیہ** یہاں سے اس بات کا رد ہے جنھوں نے کہ انبیاء اور صحابہ اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مظنت اور تفاضل یعنی انکی نسبت بدگمانی اور ان میں باہم فضیلت دینا اپنے دین کا شعار بنا رکھا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ

اللّٰھم صلّ و سلّم علیٰ محمّد نبیّ الرحمۃ و علیٰ جمالہ کما تحبّہ و ترضاہ و شفّعہ فینا و ترحّمنا بہ +

فضل کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ فضل عند اللہ مقصود ہے اور یہ مجہول مگر جو قطعیات سے معلوم ہو وہ اعتقادیات میں ہے نہ مقابلہ مخاصمت کے لیے

۱۹ ذکر کیفیۃ ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۹ ذکر کیفیت ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللّٰهَ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّنَسْتَشْفِعُهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ای مستفہما دریں مجمل بتأمل درآ و بشوق مفصل بسوی دیگر مرآ بدانکہ با روایات متعارضہ ومتخالفہ کلام مطول مستبعد فیہ در نفی ایمان والدیہ المکرمین صلعم است تا رفع تعارض وتخالف نشود مفسدۂ عظیم مترتب حکم است اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْحَقَّ حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

قضیۂ متنازعہ حدیث قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی صلعم اِنَّ الْقَبْرَ الَّذِیْ رَاَیْتُمُوْنِیْ اُنَاجِیْ قَبْرُ اٰمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ وَاِنِّیْ اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ زِیَارَتِهَا فَاَذِنَ لِیْ فَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِی الْاِسْتِغْفَارِ فَلَمْ یَاْذَنْ لِیْ فِیْهِ وَنَزَلَ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ الاٰیۃ

---

۲۰ بیان ذکر ایمان الدین رسول اللہ صلعم

ترجمہ بیان ذکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ای سمجھنے والے اس مجمل تحریر میں غور سے نگاہ کر اور اگر تفصیل کا شوق ہے تو اوروں کی طرف متوجہ ہو۔ سمجھنا چاہیے کہ ایمان والدین مکرمین حضور صلعم کی نفی میں متعارض اور متخالف روایتوں کے ساتھ کلام بہت طویل مستبعد فیہ ہے یعنی جو روایتیں حضرت صلعم کی والدین کے ایمان کی نفی میں مذکور ہوئی ہیں ان میں باہم مخالفت اور معارضت واقع ہے اسی وجہ سے گفتگو دراز ہوگئی ہے کہ دیکھنے والا متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی مراد نہیں حاصل کر سکتا۔ پس جب تک یہ تعارض اور تخالف نہ ہو گا حکم مترتب نہ ہوگا اور اس حکم کے حاصل ہونے میں بہت بڑا جھگڑا رہے گا۔ ای اللہ ہم تجھسے حق کے طلبگار ہیں۔ قضیہ متنازعہ کا حاصل اور نتیجہ چند قواعد پر موقوف ہے **قضیۂ متنازعہ حدیث** یعنی وہ قضیہ حدیث کا جسمیں باہم جھگڑا ہے۔ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق وہ قبر کہ تم نے مجھے دیکھا کہ میں نجات مانگتا تھا آمنہ بنت وہب کی تھی کہ تحقیق میں نے میرے رب سے اسکی زیارت کی درخواست کی تھی تو مجکو اجازت ملگئی۔ پھر میں نے مغفرت مانگنے کی درخواست کی تو مجھے اسکی اجازت نہیں ہوئی اور یہ آیت اتری جو سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں ہے مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ ۝ الاٰیۃ یعنی نہیں ہے نبی کیو سطے اور ان کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ مغفرت مانگیں مشرکین کے لیے آخر تک

قضیۂ متنازعہ کا حاصل چند قواعد پر موقوف ہے

بیان قضیۂ متنازعہ حدیث

فَاخْذَنِیْ مَا یَاخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَۃِ مِنَ الرِّقَّۃِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ + وآیں اثر جامع بمطالب دیگر روایات در جانب نفی ایمان حسب دعویٰ مخالفین است و امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نزولِ ایں کریمہ در منعِ استغفار نسبۃ بابی طالب روایۃ فرمودہ کہ اقرب بقبول است بدلالۃ الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا زیرا کہ وقتِ استغفار حضرت صلعم برای ابوطالب از صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز قصدِ استغفار برای سلفِ مشرکین شاں مذکور است نہ دریں محل - و نیز اجتماعِ امرین در وقتی مستلزمِ اشتراک ہمہ گر نہ تواند شد مگر اشتباہے تواند آورد کہ بمقابلہ وجہ اتحاد و اختلاف رفع تواند شد ش دریں کلمہ اشارت است باجتماعِ منعِ استغفار برای امہ مکرمہ آنحضرت صلعم و منعِ استغفار برائے مشرکین ع پس نزولِ ایں آیتِ شریفہ بمکہ معظمہ بعید افتاد حاجبِ مانعِ شرکت منعِ ضروری ش اے استغفار برائے ابی طالب ع تخصیصی نسبۃ بابی طالب دریں تعمیم منعِ ضروری ش اے استغفار برائی مشرکین ع باتحادِ حقیقۃ نتواند شد ش نزولِ ایں آیہ فاعل است

ترجمہ پس مجکو اس چیز نے آلیا کہ فرزند کو ماں کے لیے رقت کی قسم سے لیتی ہے - اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے رلایا - اور یہ روایت ان دوسری روایتوں کے مطالب کی بھی جامع ہے جو مخالفین کے دعوی کے موافق نفی ایمان کی جانب میں ہیں اور امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول ابی طالب کی نسبت مغفرت مانگنے کی ممانعت میں روایت فرمایا ہے جو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی دلالت الفاظ کے اعتبار سے قبول ہونے سے زیادہ قریب ہے - کیونکہ حضور صلعم کے ابوطالب کے لیے مغفرت مانگنے کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ان کے مشرکین سلف کے لیے مغفرت مانگنے کا ارادہ مذکور ہے نہ اس محل میں جبکہ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے لیے مغفرت طلب کی ہے - اور دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی آپس میں ستلزمِ اشتراک نہیں ہو سکتا یعنی اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ جب دو امر ایک وقت میں جمع ہوں تو دونوں امر میں شرکت لازمی ہو جاتی ہے البتہ ایک شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ وہ شبہ وجہ اتحاد اور وجہ اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے - تو ایسے دو امر جنکی طرف اس کلمہ میں اشارہ ہے ایک آنحضرت صلعم کی والدہ مکرمہ کے استغفار کی ممانعت ہے - اور دوم مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت - حالانکہ اس آیت شریفہ کا نزول مکہ معظمہ میں بعد فتح مکہ معظمہ کے ہوا ہے - پس یہ نزول آیت شریف ابوطالب کی نسبت جو منع تخصیصی ضروری استغفار کی ہے اس کا اس تعمیم منع ضروری میں جو مشرکین کے لیے استغفار کی ہے بسبب اتحاد حقیقت کے شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا -

بیان تحقیق نزول کریمہ [illegible] والذین امنوا [illegible] حضور صلعم [illegible] +

بیان اصل [illegible] دو امر [illegible] کے اشتراک کا مستلزم نہیں ہو سکتا [illegible] وجہ اتحاد اور اختلاف کے مقابلہ [illegible] میں ہوتا ہے +

منع ضروری تخصیصی نسبتہ استغفار ابی طالب تعمیم ضروری میں اتحاد حقیقت کے سبب مانع شرکت نہیں ہو سکتی +

م بل تواند شد کہ منعِ ضروری تخصیصی ش یعنی نسبتہ بہ ابی طالب م بسببے دریں تعمیم مندرج
باشد چہ آں ش اے منع ضروری تخصیصی م تخصیصہ حسب فرمودنِ حضرت صلعم کہ استغفا
کنم تا آنکہ منع کردہ شوم ثابت نمی شود ش نشکیب م و اگر مندرج نباشد نشاید کہ ایں
تعمیم متضمن شرکت ابویہ المکرمین صلعم بسبب تخالفِ حقیقت باشد م مگر مانعِ شرکت ابویہ
المکرمین صلعم بمنع ضروری بتخالفِ حقیقت ش استثنا ر باثبات از نتواند شد یعنی
آں نزولِ آیہ مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم تواند شد م بلا حظہ حاصل قضیہ متنازعہ
باصولے کہ مذکور خواہد شد اِن شاء اللہ تعالیٰ و در عدم تسلیم روایت امام المحدثین م
تعارضِ دیگر واقع شود از مفہوم اقتضائی ایمان از اذنِ زیارت ش بنا بر آنکہ اذنِ زیارتِ
مشرکین بحکمِ نہی لا تقم علیٰ قبرہ نتواند شد مگر برائے مومن م و بنا برین روایت فاخذنی
ما یاخذ الولد للوالدۃ الخ مربوط فلم یاذن لی فیہ خواہد شد

ترجمہ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے کسی سبب سے اس تعمیم میں مندرج ہو کر جو مشرکین کی نسبت منع ضروری استغفار کی ہے اسلیے کہ وہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے اپنی اس تخصیص کے سبب کہ موافق فرمانے حضور صلعم کے ہر کہ میں یہانتک استغفار کروں گا کہ منع کر دیا جاؤں ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس تعمیم ضروری میں کہ مشرکین کے استغفار کی ضروری ممانعت ہے نزول آیت شریفہ مذکورہ ابوطالب کی نسبت تخصیصی ضروری ممانعت استغفار کا بسبب حقیقت ایک ہونیکے کہ دونو استغفار میں ممانعت ضروری ہے شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ تعمیم ضروری میں تخصیص ضروری کا بسبب اتحادِ حقیقت اشتراک ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ خاص ابوطالب کی نسبت جو ضروری ممانعت ہے وہ اس عام ممانعت میں جو مشرکین کی نسبت فرمائی کسی سبب سے مندرج ہو جاوے اسلیے کہ نزول آیت مذکورہ اگر اس منع ضروری تخصیصی کا اس عام میں شرکت سے مانع ہوگا اور اسکا اندراج تعمیم ضروری میں ممکن نہ ہوگا تو یہ خصوصیت ضروری ممانعت کی جو ابوطالب کی نسبت ہے اس تعمیم ضروری کے مقابلہ میں ثابت ہو گی حالانکہ یہ خصوصیت استغفار نسبت ابوطالب حضور صلعم کے اس فرمانے سے ثابت ہو رہی ہے کہ میں استغفار کیئے جاؤں گا یہانتک کہ منع کیا جاؤں۔ چنانچہ سورہ توبہ رکوع دس میں آیت اِستغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم الخ کے مضمون سے ظاہر ہے۔ **تنبیہ** اور اگر تخصیص اس تعمیم میں مندرج نہ ہو گی تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہی تعمیم بسبب تخالف حقیقت کے حضور والدین مکرمین کے شرکت کی متضمن ہو کیونکہ ان دونو کی حقیقت میں تخالف ہے تو شرکت ان دونو میں ممکن نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نزول آیت شریف حضور صلعم کی والدین مکرمین کی شرکت کا عام مشرکین کی منع ضروری میں کہ وہ استغفار کی ضروری ممانعت ہے بسبب اختلاف حقیقت مانع ہو سکتا ہے ان اصول و قواعد کے باعث جو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے مگر ان کے حاصل قضیہ متنازعہ کو ملاحظہ کرنے سے۔ اور امام المحدثین کی روایت کے تسلیم نہ کرنے میں بسبب مفہوم اقتضاء ایمان کے کہ اذن زیارت سے حاصل ہو رہا ہے ایک اور تعارض واقع ہوتا ہے کیونکہ اذنِ زیارت ایمان کا

متن تنبیه اختیار کرده شده در قضیهٔ متنازعه استدلال از قرآن مجید و حدیث شریف متوافق
در جانب اثبات ایمان تا سخن در ضعف روایت نماند هم کریمه لقد جاءکم رسول من انفسکم
الآیه بنا بر قرئتی حدیث انا انفسکم نسبا و صهرا و حسبا لیس فی آبائی من لدن
آدم سفاح کلها نکاح + کریمه الذی یراک حین تقوم ۝ و تقلبک فی الساجدین
ترجمه آنکه نگاه می دارد ترا وقت قیام اے بودن تو بعالم شهود و نگاه میداشت گردیدن ترا در
ساجدان اے از ساجدی بساجدی در عالم روح + بدانکه درین مراد یرٰی و تقوم بمعنی مجازی
است یعنی رویت بمعنی نگاهداشتن و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن متن تفصیل و استدلال ما
در ذکر کیفیت تفسیر کریمه الذی یراک الخ تواں دریافت هم حدیث انی تقلبت من صلب
آدم الی خیر الارض ثمه و ثم الی ان ولدت + بدانکه خیر الارض پرهیزگارانند

تفسیر قوله تعالی الذی یراک حین تقوم ۝ و تقلبک فی الساجدین

ترجمه - تنبیه - قضیهٔ متنازعه میں قرآن مجید اور حدیث شریف متوافق سے جو اثبات ایمان کی جانب میں
استدلال اختیار کیا گیا ہے تاکہ کلام ضعف روایت میں نہ رہے - کریمه لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیه سورہ توبہ کی
آخری آیت ہے یعنی البتہ آیا تمہارا رسول تمہارے پاس تمہارے نفیس تر لوگوں کے - یہ اس قرءت کی بنا پر ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے بفتح فا صیغہ اسم تفضیل نفاست ہے کہ متوافق حدیث ہے یعنی مطابق مضمون اس حدیث شریف کے ہے یعنی میں
تم میں نفیس تر ہوں از روئے نسب اور نکاح یعنی سسرال اور حسب کے میرے آبا یعنی بزرگوں میں آدم تک کوئی
خرابی نہیں ہے بلکہ کل ان کے نکاح والے ہیں + اور کریمه الذی یراک حین تقوم ۝ و
تقلبک فی الساجدین ۝ کہ سورهٔ شعراء کے آخر رکوع میں ہے - یعنی وہ جو تجھے وقت قیام نگاہ
رکھتا ہے یعنی تیرے عالم شهود میں ہونے کے وقت - اور تیرا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا اور گشت کرنا نگاہ رکھتا تھا
یعنی عالم روح میں ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف -
معلوم ہو کہ اس آیت میں یری اور تقوم سے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یری رؤیت سے ہے جس کے
حقیقی معنے دیکھنا ہیں، یہاں معنی مجازی اس کے نگاہ رکھنا مراد ہیں - اور تقوم قیام سے جس کے حقیقی معنے کھڑا ہونا
ہیں، یہاں مجازی معنی ہونا یعنی موجود ہونا مراد ہیں - اس مدعا کی تفصیل اور اس کا استدلال اسی آیت کریمه الذی
یراک الخ کی تفسیر کے ذکر کیفیت میں معلوم کرنا چاہیے - جیسا یہ حدیث کہ متوافق ہے مضمون آیت کریمه مذکورہ سے
حدیث یعنی میں پھیرا گیا اور منتقل ہوا ہوں آدم علیہ السلام کی پشت سے بہتر اہل زمین کی طرف پھر اور پھر یہاں تک
کہ پیدا کیا گیا میں - معلوم ہو کہ خیر الارض یعنی بہتر اہل زمین پرہیزگار لوگ ہیں -

[1] بیان آیت و حدیث متوافق در نسبت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم +

[2] تفسیر قوله تعالی الذی یراک حین تقوم ۝ و تقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون درباب نگاہداشت نبی صلعم بصلب ساجدین ۔

كما قال سبحانه إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ الآیہ ازینجا است کہ ابوت آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت نسبتہ بحضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حقیقتاً صحیح نباید شد ورنہ بدعوی حضرت سید الصادقین صلعم متضاد باشد پس تاویل کردہ شود بمجاز ھم مگر مجازاً وھو المحقق والمشہور شد گویند کہ پدر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام تارخ است۔ ھم

پس دعائی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ بے تاویل دور از حقیقت یعنی والدیت نسبتہ بحضرت آدم مستوجب المرحمۃ وحضرت حوا متحقق المغفرۃ علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام وآزر ممنوع المغفرت شد دوری تاویل از حقیقت بتحقیق معنی والدین واستیجاب رحمۃ نسبت بحضرت آدمؑ وتحقق مغفرۃ بحضرت حوا رضؓ ومنع مغفرۃ نسبتہ آزر واضح است ھم نسبتہ بوالدین حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بدلالت سوق کلام کہ در دعائے خیر سلف وخلف است تواند شد ہمچو دعائے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

ترجمہ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ الآیہ سورۂ حجرات دوسرے رکوع میں۔ یعنی بیشک تم میں زیادہ مکرم اور بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہی جو زیادہ تم میں متقی ہے ۔ آخر تک۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت کی ابوت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حقیقت میں صحیح نہیں آتی ہے یعنی آزر جسکا کفر مسلم ہے اور بخشا جانا ممنوع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس کا باپ ہونا حقیقت میں صحیح نہیں آتا ہے۔ مگر بطور مجاز کے کیونکہ حقیقی حالت میں حضرت سید الصادقین صلعم کے دعوی سے متضاد ہوگا اور باہم ایک دوسرے کے ضد ہو جاوینگے۔ پس ناچار آزر کا باپ ہونا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت معنی مجاز کی طرف تاویل کیا جاویگا۔ اور یہی محقق اور مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہیں۔ پس یہ دعا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جو سورہ ابراہیم رکوع چھ میں ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے رب ہمارے مجھے اور میرے ماں باپ کو بخشدے بدون تاویل کے حقیقت سے دور ہے۔ یعنی والد ہونا نسبت حضرت آدم کے کہ سزاوار رحمت ہیں اور نسبت حضرت حوا کے کہ انکی مغفرت متحقق ہے علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام۔ اور نسبت آزر کے جسکی مغفرت ممنوع ہے۔ اور یہ دور ہونا تاویل کا حقیقۃ سے معنی والدین کے تحقیق۔ اور حضرت آدمؑ کی نسبت قبولیت رحمت کے وجوب یعنی رحمۃ کے ضروری ہونے۔ اور حضرت حوا رضؓ کی نسبت تحقق مغفرت یعنی بخشش کے ثابت ومتحقق ہونے سے۔ اور آزر کی نسبت بخشش کی ممانعت سے ظاہر ہے۔ پس یہ دعا مذکورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کی نسبت کہ سوق کلام کی دلالت سے اس دعائے خیر میں اگلوں اور پچھلوں شامل ہیں چنانچہ الفاظ لاحق دعائے مذکورہ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ اسی کیطرف مشیر ہیں ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی دعا جو سورہ نوح کے آخر رکوع میں ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے میرے ربّا مجکو اور میرے والدین کو بخش دے ۔

بیان یہ کہ آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرۃ کی پدریت نسبتہ ابراہیمؑ حقیقت میں صحیح نہیں ہے مگر مجازاً کیونکہ حقیقی باپ تارخ ہیں اور آزر چچا کہ مشہور ومحقق ہے۔

متن از یں کریمہ ایمان والدین حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ثابت است پس
از تشبیہ اشارت است بر خیریت سلف تا والدین حضرت نوح عم ونیز استغفار
وتبرا از حضرت ابراھیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نسبت بہ تنہا آزر منسوب بہ ابوت
مجازی است کما فی قولہ سبحانہ قال رب اغفر لابی الآیہ وتبرا منہ الآیہ
نہ نسبت بوالدین پس جائے آنست کہ بفهمند ونیز لفظ ابوین عام است بحقیقت
ومجاز بخلاف والدین کہ مخصوص است بحقیقت چنانکہ مستعمل است در محاورہ مشہورہ
کقولہ تعالیٰ قالوا نعبد الھک واله اٰبائک الآیہ وکما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ

ترجمہ کہ اس آیت کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ثابت ہے۔ پھر اس تشبیہ سے
اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلف کے خیر ہونے کا حضرت نوح علیہ السلام کے والدین تک ہو رہا ہے۔ اور حضرت
ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا مغفرت مانگنا اور اس سے تبری کرنا یعنی بیزار ہونا بھی تنہا آزر کی نسبت ہے
مجازی باپ ہونیکے سبب منسوب ہے۔ جیسا حق سبحانہ کے قول سورہ شعراء کے پانچویں رکوع میں ہے کہ کہا ابراہیم علیہ
السلام نے رب اغفر لابی ای میرے رب میرے باپ کو بخشدے آخر تک + اور سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں
تبرا منہ الآیہ یعنی تبری کی اس سے آخر تک کہ یہ سب مضمون سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں کریمہ وما کان
استغفار ابراہیم لابیہ الخ سے تجلی لائح ہے۔ نہ نسبت والدین ہونیکے سبب کیونکہ مغفرۃ اب سے تبری واقع
ہوئی ہے نہ مغفرت والدین سے لہذا حضرت ابراہیم عم کا والدین کی نسبت تبری کرنا ثابت نہیں پس چاہیے کہ یہاں
سمجھیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مغفرت والدین کے لیے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ربنا اغفر لی ولوالدی
کہ اس دعائے خیر میں دلالۃ سوق کلام سے اگلے اور پچھلے مومنین تا فیاتہ شامل ہیں مثل دعا مغفرۃ والدین حضرت نوح علیہ السلام
کہ رب اغفر لی ولوالدی ہے ہونی چاہیے کہ اس کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیہ السلام ثابت ہے۔ پھر
تشبیہ سے سلف کی خیریت پر نوح علیہ السلام کے والدین تک اشارہ ہے۔ اور اس دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں والدین
ہونیکی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا جو سزاوار رحمت اور مستحق مغفرت ہیں اور
نیز آزر کی طرف نسبت کرنا جسکی مغفرت ممنوع ہے بدون تاویل ہی حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ والدین کے معنی کی تحقیق اور
حضرت آدم کی نسبت مستجاب رحمت۔ اور حضرت حوا کی نسبت تحقق مغفرۃ سے تاویل کا دور ہونا حقیقت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور سوائے اسکے مغفرۃ مانگنا اور اس سے
بیزار ہونا اور تبری کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تنہا آزر کی نسبت ہے جسکو باپ ہونیکی نسبت مجازی حاصل ہے جیسا آیات رب اغفر لی الآیہ وتبرا
منہ الآیہ ظاہر ہے نہ نسبت والدین ہونیکے سبب پس چاہیے کہ اس مقام میں سمجھیں۔ اور پھر لفظ ابوین معنی حقیقی اور مجازی دونوں کے لیے عام ہے بخلاف والدین کہ حقیقی
معنی کیلیے مخصوص ہے جیسا کہ استعمال محاورہ مشہورہ میں اسکی مثل فرمانے خدا تعالیٰ کے سورہ بقر رکوع سولہ میں قالوا نعبد الھک واله اٰبائک الآیہ
اور سورہ اعراف رکوع تین میں کما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ یعنی ٹھہرائی کہا ہم سے خدا اور تیرے باپ دادا کے خدا کی پوجا کرتے ہیں الخ اور

والبتہ بمعنی مجاز برجوع بمعنی مصدر حقیقی دائر میان فاعل ومفعول نمیکند فکیف لتاویل المذکور
یارب ترحم درینصورت این ہر دو کریمہ ربنا اغفر لی ولوالدی ورب اغفر لی ولوالدی
وحدیث شریف انا انفسکم وانی نقلت من صلب آدم وکریمہ الذی یراک
مؤید ہمد گراست حدیث سئل رسول اللہ تعالیٰ صلعم عن ابویہ فقال
سئلتہما ربی فیعطینی فیہما وانی لقائم یومئذ المقام المحمود الحدیث سوال
کردن حضرت صلعم نفس ابویہ المکرمین را صلعم مشیر محبت ورافت اتم وعطاہای نامعین بالشان
ویعطینی بحذف مفعول ثانی وبصلۂ فی مشیر توسع واشتراک بمایہ العطاست حدیث
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون حزینا فقام بہ ماشاء اللہ ثم
رجع مسرورا قال سئلت ربی فاحیی لی امی فامنت بی ثم ردھا حدیث تد
روی عن بعض الصحابۃ ان عبد اللہ بن عبد المطلب وامنۃ بنت وھب

ترجمہ اور البتہ معنی مجاز ایسے معنی مصدر حقیقی کی طرف جو فاعل ومفعول میں دائر ہیں رجوع نہیں کرتے ہیں تو تاویل مذکور کیونکر جائز ہے۔ اے رب رحم کر۔ اس صورت میں دونوں آیت کریمہ ربنا اغفر لی ولوالدی اور رب اغفر لی ولوالدی۔ اور حدیث شریف انا انفسکم نسبا وصہرا الخ اور انی نقلت من صلب آدم الخ اور کریمہ الذی یراک الخ آپس میں ایکدوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ حدیث یعنی پوچھے گئے رسول اللہ تعالیٰ صلعم آپکے ماں باپ کی نسبت پس فرمایا آپ نے میں نے ان دونوں کے لیے میرے رب سے سوال کیا تو مجکو ان دونوں کی بابت میرا رب بخشش فرماوے گا اور حال یہ ہے کہ میں بیشک ضرور قیام کرنے والا ہوں اس دن مقام محمود میں۔
اس حدیث میں حضور صلعم کا اپنے خاص والدین مکرمین کے لیے سوال کرنا اللہ سے محبت اور پوری رافت کا اشارہ کرتا ہے اور ان کے ساتھ غیر معین بخششوں کا۔ اور لفظ یعطینی جسکا مفعول ثانی محذوف ہی بنابر حذف توسع مفعول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اپنے صلۂ فی سے مشیر ہے بابِ العطا کے اشتراک کا یعنی ایسی چیز کا جو بخشش کی ہے یا جسکے ساتھ بخشش ہے وہ آپکے والدین دونوں کے درمیان مشترک ہے حدیث یعنی بتحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے غمگین ہوتے اور جب تک خدا نے چاہا اسکے پاس کھڑے رہے پھر خوش ہوتے لوٹے اور فرمایا میں نے میرے رب سے سوال کیا تو میرے لیے میری ماں کو زندہ کیا اور مجھ پر ایمان لائیں پھر اسنے انکو لوٹا دیا حدیث یعنی بتحقیق بعض صحابہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب اور آمنہ بنت وہب

تفسیر حدیث سئل رسول اللہ صلعم عن ابویہ نعم انی سئلتہما ربی الخ

تفسیر حدیث شریف نقلت من صلب آدم والدین کی اسلام کی نسبت

سوال کے وقت ان کا عطا کے لیے انکا حق ہونا اور محبت کا ہونا ثابت ہوا

حدیث الحجون سے والدین کا اسلام لانا زندہ ہو کر

حدیث اسلام والدین رسول اللہ صلعم زندہ ہو کر دونوں کا بروایت بعض اصحاب رض

وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَا لِاَنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا

این روایات جامع مطالب دیگر روایات درجانب اثبات ایمان و ایمان مجدد بر ثبوت حضرت صلعم است + **اصل**[1] تقدم دخول جنت نتواند شد بمنع خروج مگر تقدم دخول نار بخروج لازم پس رفع تعارض مثبت ایمان است **اصل**[2] بعد ثبوت اخبار نبوی صلعم و آثار قولی و فعلی و حالی والدین المکرمین صلعم چنانکہ معروف و مشہور است اخبار دخول نار بخروج الزم تواند شد پس ازیں دخول نار دلیلی بر لزوم خلود و نفی ایمان نتواند شد فتم الکلام فی اثبات المرام
اصل[3] بی ثبوت عصیان امر مرسل عذاب نمی شاید بعدم حجت فرمود سبحانہ کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + اگر رسولی دریں عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید

ترجمہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اسلام لائے کیونکہ اللہ نے ان دونوں کو آپ کے لیے زندہ کردیا اور وہ دونوں ایمان لائے - یہ روایتیں دوسری اور ایسی روایتوں کے مطالب کی جامع ہیں جو آپ کی والدین کے اثبات ایمان اور آپ کی جدید ایمان تازہ لانیکے ثبوت کی جانب ہیں - **قاعدہ**[1] دخول جنت کا تقدم منع خروج کے سبب نہیں ہو سکتا ہے مگر تقدم دخول دوزخ خروج کے ساتھ لازم ہے پس رفع تعارض ایمان کا مثبت ہے - یعنی جنت میں داخل ہو کر وہاں سے نکلنے کی منع ہونیکے سبب جنت میں داخل ہونیکی پیشگی نہیں ہو سکتی البتہ دوزخ میں داخل ہونیکی پیشگی وہاں سے نکلنے کے ساتھ لازم ہے - لیکن جب اس آیت شریف مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ کا نزول حضور صلعم کے والدین کرمین کی نسبت[5] رکھا حقیقت کے منع استغفار ضروری میں اشتراک دونوں کا باہم ہو سکتا ہے اور ایک کی عنصر دوسرے کی تعمیم میں مندرج ہو سکتی ہے - اور آپ کی والدہ کی نسبت نازل ہونا اس آیت کا صحیح نہیں آتا پس بر رفع تعارض حضور کے والدین کے ایمان کا ثبوت دیا ہے اور اذن زیارت مزید براں + **قاعدہ**[2] اخبار نبوی صلعم اور آپکے والدین کرمین کے قولی اور فعلی اور حالی آثار جیسا معروف و مشہور ہیں ثابت ہونیکے بعد دوزخ کے دخول کی خبر خروج کے ساتھ لازم ہونی چاہییں - پس اس دخول نار سے لزوم خلود پر مع نفی ایمان کے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی یعنی یہ دوزخ میں داخل ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کو لازم نہیں کرتا اور نہ ایمان کی نفی کرتا ہے - پس کلام مقصود کا اثبات میں پورا ہوا اور حضور صلعم کے والدین کے ایمان کا ثبوت ہو گیا +

قاعدہ[3] بغیر ثبوت حکم مرسل کی نافرمانی کے عذاب نہیں لائق ہوتا ہے کیونکہ حجت موجود نہیں بلکہ معدوم ہے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل رکوع دو میں کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی اور ہم نہیں عذاب کرنے والے ہیں جبتک کہ ہم کسی رسول کو نہ بعث کرلیں گے یعنی نہ بھیج لیں گے - اگر اس عالم میں کوئی رسول نہ پہونچے گا تو لامحالہ ضرورت کے سبب آخرت میں پہونچے گا -

[1] قاعدہ تقدم دخول جنت بمنع خروج نہیں ہو سکتا مگر تقدم دخول نار خروج لازم ہے در رفع تعارض مثبت ایمان +

[2] قاعدہ بعد ثبوت اخبار و آثار آپکے والدین کے اخبار دخول نار خروج کے ساتھ لازم ہونے چاہییں اور دخول نار لزوم خلود و نفی ایمان پر دلیل نہیں ہو سکتی

[3] قاعدہ غیر مدرک امر رسول پر عذاب نہیں اور بیان کیفیت ارسال رسول آخرۃ میں اسکے لیے مع نصوص آیت و حدیث - اور بعد البعثی کی نسبت حالت بامر کا اعتبار نہیں +

زحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْفَتْرَتِ وَالْمَعْتُوْہَ وَالْاَصَمَّ وَالْاَبْکَمَ وَالشُّیُوْخَ الَّذِیْنَ لَمْ یُدْرِکُوا الْاِسْلَامَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا اَنْ اُدْخُلُوا النَّارَ فَیَقُوْلُوْنَ کَیْفَ نَدْخُلُھَا وَلَمْ یَاْتِنَا رَسُوْلٌ قَالَ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ دَخَلُوْھَا لَکَانَتْ عَلَیْھِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ثُمَّ یُرْسِلُ اِلَیْھِمْ اَنْ اَطِیْعُوْا فَیُطِیْعُہٗ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّطِیْعَہٗ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ہ پس غیر مُدرِک امرِ مرسل وجوبِ عذاب و اعتبارِ حالتِ باس نباشد بخلاف مُدرِک پس حذری در احیاء و ایمان بحکمِ اعجاز و عدمِ اعتبارِ حالتِ باس نتواند شد

اصل — اقل مدت تامل در زمان فترت بست و پنج [۲۵] سال است و حال آنکہ حضرت عبداللہ ہیژدہ [۱۸] سالہ و حضرت آمنہ بست [۲۰] سالہ وفات فرمودند رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس کجا است رفعِ عذرِ حالتِ فترت ؟ و این دو اصل

مزاحق است بدو اصل سابق

ترجمہ جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث یعنی جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اہل فترت یعنی کم عقل اور دیوانہ نیم مجنون اور بہرہ اور گونگے اور ایسے بڈھوں کو جنہوں نے اسلام نہیں پایا جمع کرے گا پھر انکی طرف قاصد بھیجے گا تاکہ وہ دوزخ میں داخل ہوں تو وہ کہیں گے ہماری پاس تو رسول آیا ہی نہیں ہم دوزخ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں فرمایا قسم خدا کی اگر وہ دوزخ میں داخل ہو جاتے تو انپر دوزخ سرد اور سلامت ہو جاتی پھر اُن کی طرف رسول بھیجے گا کہ وہ اطاعت کریں تو رسول کی وہی اطاعت کرے گا جس کسی کا ارادہ اطاعت کرنے کا تھا۔ فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس پڑھو اگر تم چاہو تو یہ آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ہ یعنی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک ہم کسی رسول کو نہ بھیج لیں گے۔ پس امر مرسل کے غیر مدرک پر یعنی جسنے امر مرسل نہ حاصل کیا ہو اسپر عذاب واجب نہیں اور نہ اسکی حالت باس کا یعنی وقت موت کا اعتبار ہے بخلاف اسکے جسنے امر مرسل حاصل کر لیا ہو پس بحکم اعجاز زندہ کرنے اور ایمان میں کوئی حذر نہیں اور عدم اعتبار حالت یاس بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

قاعدہ [۴] زمانہ فترت میں تامل کی اقل مدت پچیس [۲۵] سال ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ نے اٹھارہ [۱۸] برس کی اور حضرت آمنہ نے بیس [۲۰] برس کی عمر میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پس حالت فترت کا ابھی رفع عذر نہیں ہوا یعنی عذر فترت قائم ہے اور یہ دونوں قاعدے اول کے دونوں قاعدوں کے ساتھ زاہق ہیں۔ یعنی چلنے والے ہیں +

اصل در اوائل اسلام حضرت سید انام علیه الصلوة والسلام از استغفار مومن مقروض
ممنوع بودند لما جاء فی الحدیث نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یقضی۔ پس
منع استغفار دلالت قطعی بر کفر ندارد بل درینجا جانب دیگر بمقابل اخبار اقرب است و این
اصل جواب فاضل بر سوال فاضل است **حاصل** بملاحظه اصلین سابقین ناچار خبر نار
و بکاء حضرت صلعم و منع استغفار ماول بوجه من الوجوه غیر کفر است والله تعالی اعلم
بحقیقته و بملاحظه اصلین لاحقین اقرب تاویلات اخبار نار و منع قبل از اطلاع حال اهل
فترت است چنانکه در حال اطفال مشرکین فرموده بودند که با در و پدر خود شان در آتش
هستند و بعد نزول کریمه لا تزر وازرة وزر اخری فرمودند در جنت هستند
و اخبار ایمان پس از ان پس منع استغفار پس احیاء والا ارتفاع تعارض و تاویل مخالف
نتوانند شد و بعضی روایات ابویه بالکفر حوالت بقائلش توانند شد **حکم** در صورت اختلاف روایات

ترجمہ قاعدہ۔ ابتدائے اسلام میں حضرت سید انام علیہ الصلوۃ والسلام کو مومن مقروض یعنی
قرضدار کے استغفار کی ممانعت تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا نفس اپنے قرض میں معلق ہے یہاں تک کہ
وہ ادا ہو۔ پس استغفار کی ممانعت کوئی دلالت قطعی کفر پر نہیں رکھتی ہے بلکہ یہاں اخبار ایمان و کفر کا بمقابلہ
کرنے میں دوسری جانب یعنی ایمان کی اقرب ہے۔ اور یہ قاعدہ سوال فاضل پر جواب فاضل ہے۔
حاصل۔ اول کے دونو قاعدوں کے ملاحظہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خبر دوزخ اور حضرت صلعم کا گریہ
فرمانا اور استغفار کی ممانعت۔ ناچار کسی ایسی وجہ کے ساتھ وجوہ میں سے تاویل کیے جاویں کہ نسبت کفر نہ رکھتی ہو
واللہ تعالی اعلم بحقیقتہ اور خدا تعالی اسکی حقیقت سے بہتر داناہے۔ اور پچھلے دونو لاحق
یعنی پیچھے قاعدوں کے ملاحظہ سے یہ حاصل ہوا کہ قریب تر تاویل اخبار نار کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خبر اہل فترت کے
حال کی اطلاع کے پہلے کی ہے۔ جیسا کہ اطفال مشرکین کے حال میں فرمایا تھا کہ وے اپنے اپنے ماں باپوں کے
ساتھ دوزخ میں ہیں۔ اور بعد نزول کریمہ کے جو سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے لا تزر وازرۃ وزر
اخری یعنی نہیں بوجھ اٹھاویگا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ آپ نے فرمایا جنت میں ہیں۔ اور ایمان کی حدیثیں
اسکے بعد کی۔ پھر ممانعت استغفار کی۔ پھر زندہ کرنا۔ نہیں تو تعارض رفع نہ ہو سکے گا اور نہ مخالف کی تاویل ہو
سکے گی۔ اور بعضے معنی مات ابویہ بالکفر اسکے قائل کے حوالہ ہونے چاہئیں جس نے کہا کہ آپکے والدین کافر ہی مرے
حکم خیال کرنیکا مقام ہے کہ اختلاف روایات کی صورت میں۔

قاعدہ ابتدائے اسلام میں
مقروض پر منع استغفار
تھا بنص حدیث پس منع استغفار
سے دلالۃ قطعی پر نہیں بلکہ
جانب ایمان اقرب تقابل
اخبار میں دوسری جانب ہے

حاصل قضیہ یہ کہ خبر دوزخ
و گریہ آنحضرت صلعم و منع استغفار
کسی وجہ غیر کفر میں تاویل کیے
جاینگے بنا بر ملاحظہ ہر دو اصول
اور بنا بر ہر دو اصول لاحق خبر
نار قبل اطلاع حال اہل فترت ہے
بنص حدیث اطفال مشرکین
کے حال میں۔ پھر اخبار ایمان پھر
منع استغفار پھر احیاء۔

بیان حکم ایمان بسنت والدین
حضور صلعم موافق مذہب حنفی
رسول اللہ کے خلاف میں ایسا
و حکم بعضے نسبت
سر میں وصفت ذہنیہ

باختیارِ جانبِ ایمان چہ جدل و اعتساف است و باختیار جانبِ کفر چہ عدل و انصاف خود بفرمایند عدل و محبت (درگذشتن از حد) و ادب عظمت حضرت حبیب الرحمن صلعم ہمیں اعتساف و انصاف را خواہد با آنکہ حکم فقہ حنفی میداند قال فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذٰلک روایۃ ضعیفۃ و نیز عجب است کہ باوجود وقائع کثیرہ ارہاصات وقت تشرف صلب حضرت عبداللہ و بطن حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وقت ولادت و بعد آں و اخبار منامیہ انبیاء و ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اخبار احجار و اشجار و کاہنان و راہبان بظہور خاتم النبیین مسمیٰ بہ محمد و احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم از صلب حضرت عبداللہ رضی و بطن حضرت آمنہ رضی

ترجمہ جانب ایمان کے اختیار کرنے میں کیا جدل و اعتساف ہے یعنی کیا جھگڑا ہے اور کونسی حد سے باہر ہو جاتے ہیں - اور کفر کی جانب اختیار کرنے میں کونسا عدل اور انصاف حاصل ہو جاتا ہے - خود ہی فرمائیں کہ انصاف اور محبت اور حضرت حبیب الرحمن صلعم کی عظمت کا ادب کیا اسی اعتساف اور انصاف کا خواہاں ہے - باوجود اس بات کے کہ حکم فقہ حنفی جانتے ہیں کہ کہا ہے درمختار میں کہ مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا جبکہ اُس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ایک ضعیف روایت ہو۔

اور تعجب ہے کہ حضرت عبداللہ رضی کی پشت مبارک اور حضرت آمنہ رضی کے بطن مبارک میں نور نبی صلعم کے تشریف لانے کے وقت - اور اُن کی ولادت کے وقت اور اُس کے بعد باوجود بہت سے واقعات ارہاصات کے یعنی وے معجزات جو قبل ولادت اور عین ولادت اور بعد ولادت آپ سے ظہور پائے جو ارہاصات کہلاتے ہیں - اور انبیاء اور ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخبار منامیہ یعنی باوجود انبیاء اور ملائکہ سے خواب میں آپ کے تولد کی اطلاعیں پہنچنے کے

اور پتھروں اور درختوں اور کاہنوں اور راہبوں کی اطلاعیں

حاصل ہونے کے کہ حضرت خاتم النبیین جنکا نام پاک محمد اور احمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہوگا حضرت

عبداللہ رضی کی پشت اور حضرت بی بی آمنہ رضی

کے بطن سے ظہور پائیں گے۔

کہ ش بیان وقائع ازصبات و اخبار هم برحضرت عبداللہ رض وحضرت آمنہ رض
روبمودند ش چنانکہ درکتب حدیث شریف ورسالۂ میلاد از ابن جوزی وسید جعفر
برزنجی وغیرہما علماء متقدمین ومتاخرین مذکوراست هم ایمان نیاوردند وخلقی
بہ شنیدن ایمان آوردند تو نمی ترسد از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم
قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ بانکہ درقصۂ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب
میخوانند کہ از ایذاء اقرباء ایذاء خود مبارک فرمود وایذاء خود مبارک را ایذاء خدائے تبارک شعر

اے چنگ فرو بردہ بخون دل حافظ — فکرت مگر از غیرت قرآن خدا نیست

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ
کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ
فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ جیسا حدیث شریف کی کتابوں اور میلاد کے رسالوں میں ابن جوزی اور سید جعفر برزنجی اور
ان دونوں کے سوائے علماء متقدمین اور متاخرین سے مذکور ہے۔ آپ کے حضرت عبداللہ رض اور آپ کی والدہ
حضرت آمنہ رض جنپر یہ تمام واقعات اور اخبارات ظہور پائے ایمان نہ لائیں۔ اور ایک مخلوق سنکر ایمان لے آئے
کیسے اچنبھے کی بات ہے۔ کیا تجھے حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کا خوف نہیں اور کیا وے ایذائے محبوب خدا سے
نہیں ڈرتے ہیں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ احزاب کے رکوع سترہ میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ بیشک جو لوگ
اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اسنے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے عذاب
سخت مقرر فرمایا۔ یاد مت اسکے کہ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ آپ صلعم نے
ایذائے اقربا کو ایذائے خود مبارک فرمایا۔ اور ایذائے ذات مبارک کو ایذائے خدائے تبارک شعر

خون دل حافظ سے تو ہاتھوں کو رنگیں کرچکا — غیرت قرآن حق کا تجکو اندیشہ نہیں

اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنت و جماعت رض

۲۰ ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنۃ وجماعۃ رض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + از آثار مجمع علیہا اہل سنۃ وجماعۃ رض این ہست مخالف این متخاصم است تعظیم اللہ تعالیٰ ومحبتہ وتعظیم الرسول صلعم ومحبتہ وتعظیم الشیخین ومحبتہما وتعظیم الختنین ومحبتہما وتعظیم السبطین ومحبتہما والمسح علی الخفین والصلوٰۃ علی الجنازتین والصلوٰۃ عقب الامامین وحکم الایمان علی الاثمین ودخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن قال سبحانہ وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ الآیہ وفیہ دلیل علی ان الجنۃ مخلوقۃ من انوار التنزیل + وفی بدء الخلق من ابن حجر رح عن ابی ہریرۃ رض قال قلت یا رسول اللہ مم خلق الجنۃ قال من الماء قلت ما بناءہا قال لبنۃ من ذہب ولبنۃ من فضۃ الی آخر الحدیث

ذکر بیان مسائل اجماعیہ آثار اہل سنت وجماعت رض کہ مخالف اس کا متخاصم ہے۔

۲۱ ترجمہ۔ بیان ذکر اہل سنت وجماعت کے اجماعی آثار کا یعنی اُن مسئلوں کا جن پر سب کا اجماع ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اہل سنت وجماعت کے آثار جن پر سب کا اجماع ہے یہ ہیں کہ انکا مخالف متخاصم ہے یعنی جو اُن سے مخالفت کرے وہ خصومت کرنیوالا جھگڑالو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اُسکی محبت رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور آپکی محبت شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت۔ ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت مسح خفین پر یعنی دونوں پیر کے موزوں پر مسح کرنا۔ صلوٰۃ جنازتین پر یعنی نیک اور فاسق دونوں کے جنازوں کی نماز پڑھنا صلوٰۃ عقب الامامین یعنی نیک اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا۔ حکم الایمان علی الاثمین یعنی کبیرہ صغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ وہ دونوں مع اُن چیزوں کے کہ انمیں ہیں فی الحال موجود ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ الآیہ یعنی اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے مقرر ہے۔ اور اسمیں اس بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے اور کتاب بدء الخلق میں ابن حجر رح سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ کہا اُنھوں نے کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اُسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک +

بیان تعظیم و محبت خدا و رسول و شیخین و ختنین و سبطین رضی اللہ عنہم

مسح موزوں پر نماز صالح و فاسق کے پیچھے اور انکے جنازہ کی نماز صغیرہ وکبیرہ گنہگار پر مومن کا حکم۔

جنت ودوزخ فی الحال مع تمام اشیاء کے جو انمیں ہیں موجود ہیں بدلیل قرآن وحدیث

جنت مخلوق ہے بدلیل نص قرآنی وآثار کے

وفی الصحیح البخاری فی باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة وقال سبحانه فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین ○ قوله اعدت للکافرین ○ دلیل علی ان النار مخلوقة معدة لهم الآن ○ من انوار التنزیل وفی الصحیح البخاری فی باب صفة النار وانها مخلوقة ففی الجنة نعیم للمؤمنین بما هو منها لقوله تعالی جنتان ○ ذواتا افنان ○ فیهما عینان تجریان ○ فیهما من کل فاکهة زوجان ○ جزاء العمل لا بجرم العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضا کما هو ثبت والرویة بالعین لقوله صلعم یراه المؤمنون وهم فی الجنة باعین رؤسهم ولقوله تعالی وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة ○ والبقاء فیها علی التشخص لقوله تعالی اولئک اصحاب الجنة هم فیها خالدون ○ وفیها ما تشتهیه الانفس وتلذ الاعین ○ وانتم فیها خالدون ○ ولیجزی الله احسن ما کانوا یعملون ○

ترجمہ اور صحیح بخاری شریف کے اُس باب میں جو صفت جنت میں آیا ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانها مخلوقة اور فرمایا خود سبحانہ نے سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین ○ یعنی پس بچو آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ کافروں کے واسطے مقرر ہے۔ پس خدا سبحانہ کا فرمانا اعدت للکافرین یعنی کافروں کے واسطے مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آگ یعنی دوزخ کافروں کے لیے اسوقت طیار پیدا کی ہوئی۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے۔ اور صحیح بخاری شریف کے باب صفت نار میں ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانها مخلوقة۔ اور جنت میں مومنین کے لیے نعمتیں ہیں جو اُسی جنت کی ہیں۔ کیونکہ فرمایا خدا تعالی نے جنتان ○ ذواتا افنان ○ فیهما عینان تجریان ○ فیهما من کل فاکهة زوجان کہ یہ تمام آیات سورہ رحمن کے تیسرے رکوع میں ہیں اور معنی انکے یہ ہیں۔ یعنی وہ دو باغ ہیں۔ کہ دونو وہ گنجان شاخدار درختوں کے ہیں جن دونوں میں نہریں دو دو بہ رہی ہیں۔ جن دونوں میں ہر میوہ دو دو طرح کے ہیں۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل نعمت ہو جاوے اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور جنت میں رویت بالعین یعنی دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی مومنین اُسوقت کہ جنت میں ہونگے خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور اسلیے فرمایا الله تعالی نے وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة ○ سورہ قیامہ کے اول رکوع میں یعنی بہت سے چہرے اُسدن اپنے رب کی طرف دیکھ کر تر و تازگی پانے والے ہونگے۔ اور جنت میں بقا یعنی موجود رہنا حیثیت تشخص کی بنا پر ہے کیونکہ فرمایا الله تعالی نے اولئک اصحاب الجنة هم فیها خالدون یعنی اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جنکو نفس چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت پاتی ہیں۔ اور تم اُسمیں ہمیشہ رہو گے۔ اور سورہ توبہ کے رکوع میں ہے لیجزیهم الله احسن ما کانوا یعملون ○ یعنی البتہ خدا اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے بہت اچھا بدلہ دیتا ہے ○

[۱۲] دوزخ مخلوق ہے اور فی الحال مع ان تمام اشیاء کے جو اسمیں ہیں موجود ہے

[۱۳] مومنین کے لیے جنت میں نعمتیں ہیں بدل عمل ہیں اور یہ کہ عمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو

[۱۴] جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہونا

[۱۵] جنت میں باقی رہنا مع اس تشخص کے بعض آیات

لفظ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃٌ و الیٰ ربّہا ناظرۃٌ و اولئک وہم و انتم دال است بر تشخص حاصل مشار الیہ و لفظ فیہا بر ظرفیۃ و لفظ خالدون بر دوام بقاء تشخص حاصل ظرف و مظروف و لفظ ما تشتہیہ الانفس بر خواہش اختیاری نفوس بنعماء عام از جنۃ و لفظ ناظرۃ و تلذّ الاعین بر رویت و لفظ احسن ما کانوا یعملون بر عدم لزوم تشکل عمل فکیف لزوم تشکل الاعمال بنعماء الذی ثبت ظنّی و ہو خاص و اضطراری و محدود بالعمل بنفی ما دونہ و ارتفاع اعتبار التشخص الحاصل معتقد من اتبع توحید الفلسفۃ و ان جزاء العمل و بقاء التشخص الحاصل ثابتات بقطعی محکم و فی النار تعذیب بما ہو منہا لقولہ تعالیٰ اولئک اعتدنا لہم عذاباً الیماً جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل و لو کان کذا ایضاً کما ہو ثبت و البقاء فیہا علیٰ حیث التشخص للکافر +

ترجمہ آیات مذکورہ میں الفاظ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃٌ۔ اور الیٰ ربّہا ناظرۃٌ۔ اور اولئک اور ہم اور انتم تشخص پر دلالت کر رہے ہیں جو حاصل مشار الیہ ہے کہ اسکی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اور فیہا ظرفیت مکانی پر۔ اور لفظ خالدون بقائے دائمی تشخص پر جو ظرف و مظروف کا حاصل ہے۔ اور لفظ ما تشتہیہ الانفس نفسوں کی اختیاری خواہش پر جنت کی عام نعمتوں کی جانب۔ اور لفظ ناظرۃ اور تلذّ الاعین چشم سر سے دیکھنے پر جسکو تشخص لازمی ہے۔ اور لفظ احسن ما کانوا یعملون عمل کے لازمی متشکل نہ ہونے پر یعنی یہ نہیں ہے کہ عمل کا نعمت کی صورت میں متشکل ہونا لازمی و ضروری ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اعمال کا نعمتوں کی صورت میں متشکل ہونا جسکا ثبوت ظنی ہے اور وہ تشکل اعمال بھی خاص ہی صورت کا ہے بسبب خصوصیت اعمال اور اضطراری ہے کہ عمل ہی متشکل ہو۔ اور عمل پر محدود ہے حسب حیثیت مقدار عمل۔ کہ وہ اپنے ماسوا کی نفی کو لازم ہی کرتا ہو۔ اور یہ اعتبار تشخص حاصل کہ معتبر ہے کیسے مرتفع ہوسکتا ہے جبکہ ثبوت ظرف و مظروف اور ضمائر کا مشار الیہ ہونے سے حاصل ہے۔ اور انکا اعتقاد بھی غلط ہے جو توحید فلسفہ کے متبع ہیں۔ حالانکہ جزائے عمل اور بقائے تشخص حاصل یہ دونو ثابت ہیں قطعی محکم آیات سے اور دوزخ میں عذاب ہے اُس چیز کا جو دوزخ کی ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے تیسرے رکوع میں اولئک اعتدنا لہم عذاباً الیماً یعنی یہی لوگ ہیں کہ ہمنے اُن کے لیے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل بعذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور بقا یعنی موجود رہنا دوزخ میں کافر کے واسطے تشخص کی حیثیت کی بنا پر ہے +

بیان دلائل بقاء تشخص بحصول حظ نعمائے جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت

بیان یہ کہ عمل کا متشکل بنعمت ہونا لازم و ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بہ نص کیونکہ تشکل عمل محدود و محصور و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل +

لقوله تعالیٰ اُولٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُوْنَ ۝ وَ نَادَوْا يَا مَالِكُ
لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ ۝ ہمچناں بقاءِ تشخص حاصل مشار الیہ از لفظ اولئک
وَهُمْ و نَادَوْا و عَلَيْنَا و اِنَّكُمْ و از لفظ فِيهَا خَالِدُوْنَ و مَاكِثُوْنَ دوام بقاءِ ظرف
و مظروف واضح و اگر مرتفع شود اعتبارات تشخص چنانکہ گفتند چہ فرق در رویت و حجاب
ثابت است فرمود سبحانہ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ و فضل الانبیاء علی
الاولیاء و صلوٰة التراویح فی لیالی رمضان المبارک عشرین رکعات و ہنوز در مقابل
بدعات مبتدعین آثار اہل سنت و جماعت محصور بر ہمہ کہ گفتہ شدند
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ عَلٰى جَمَالِهٖ
كَمَا تُحِبُّهٗ وَ تَرْضَاهُ وَ شَفِّعْهُ فِيْنَا وَ تَرَحَّمْنَا بِهٖ ۔

ترجمہ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر رکوع چار میں اُولٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُوْنَ ۝ یعنی یہی لوگ دوزخ والے ہیں وے اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور فرمایا سورۂ زخرف
کے رکوع سات میں نَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ یعنی
وے پکاریں گے اے مالک کہیں فیصلہ کر چکے ہم پر تیرا رب ۔ کہے گا مالک بیشک ابھی تمہیں رہنا ہے
اسی طرح بقائے تشخص حاصل مشار الیہ جس کی طرف اشارہ ہے الفاظ آیات مذکورہ اولئک ۔ اور
هُمْ ۔ اور نَادَوْا ۔ اور عَلَيْنَا ۔ اور اِنَّكُمْ سے ۔ اور لفظ فِيهَا خَالِدُوْنَ ۔ اور مَاكِثُوْنَ
سے ظرف و مظروف کا بقائے دائمی واضح ہے ۔ اور اگر اعتبارات تشخص اٹھا دیے جاویں جیسا کہ
لوگوں نے کہا تو رویت اور حجاب میں کیا فرق ثابت رہے گا ۔ کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ تطفیف
پارہ عم میں كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ یعنی ہرگز یہ بات نہیں بیشک وے
اپنے رب سے اس دن البتہ محجوب ہوں گے ۔ اور فضیلت انبیاء کی اولیاء پر ۔
اور نماز تراویح کی رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت ۔ اور ابھی تک
مبتدع لوگوں کی بدعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت و جماعت کے آثار
جو ایسے مسائل ہیں کہ ان پر سب کا اجماع ہے صرف انہیں پر محصور نہیں ہو گئے
جو بیان میں آئے ۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ
و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور جو کچھ دوزخ میں قسم عذاب سے ہے ۔

بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نہ رہنے میں رویت و حجاب کا فرق نہ رہے گا ۔

بیان فضیلت انبیاء بر اولیاء

بیان نماز تراویح بیس رکعت

بیان یہ کہ مقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت و جماعت ایسے اور بھی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے اور حصر صرف مذکورہ بالا پر نہیں ہو سکتا ۔

ذکر کیفیت تعظیم و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

ذکر کیفیت تعظیم محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعایر الرسول صلعم وغیرہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

تعظیم و محبت قبلتین کما قال سبحانہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الآیہ و ما یتعلق بہما و کتب منزلہ با نچہ شاید۔ و تعظیم و محبت دین اللہ و آں انصرام بالانتظام شش و حرمتش در دل است علی تفاوت الحال سش مربوط است بتعظیم و محبۃ حالا ھم فرض است یا واجب یا سنت سش اینہمہ معطوف علیہ و معطوف خبر مبتدا است یعنی تعظیم و محبت ھم و تعظیم مسجد بما یتعلق بہ من حقہ لقولہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ

ذکر بیان تعظیم محبت کا شعائر خدا و رسول وغیرہ

ترجمہ بیان ذکر تعظیم و محبت اُن چیزوں کا جو خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم اور بزرگان دین سے منسوب ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

تعظیم و محبت قبلتین یعنی کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ نور رکوع پانچ میں فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الآیہ یعنی ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ان کو بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا آخر آیت تک۔ اور تعظیم و محبت ان چیزوں کی جو انکیں دو نو قبلتین سے متعلق ہیں۔ اور تعظیم و محبت خدا کی طرف سے اُتری ہوئی کتابوں کی جیسی ہونی چاہیے۔ اور تعظیم و محبت اللہ کے دین کی اور یہ اسکا انتظام کے ساتھ انصرام کرنا ہے اور اُسکا ادب و حرمت دل میں ہے۔ اور یہ تعظیم و محبت حسب حال متفاوت ہوگی کیونکہ کیفیت تعظیم و محبت باعتبار مراتب احکام دین فرض ہوگی یا واجب یا سنت پس اُسی ادب کے لحاظ سے جو اُسکے دل میں باعتبار مراتب احکام دین ہی اُسی مرتبت انتظامی کے ساتھ اُسکا انصرام کرنا لہذا یہ تعظیم و محبت دینی حسب حال متفاوت ہوگی۔ اور تعظیم مسجد کی مع اُس چیز کے کہ متعلق مسجد اُس سے تعلق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حج کے چوتھی رکوع میں من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ یعنی جو ادب کرے اللہ کی نشانی چیزوں کا سو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے تا آخر آیت

تعظیم و محبت قبلتین بدلیل کریمہ اور جو ان سے متعلق ہیں۔

تعظیم و محبت کتب منزلہ حق

تعظیم و محبت دین خدا بانصرام متفاوت مراتب

تعظیم مسجد بحقوق متعلقہ مسجد نص کریمہ

ومن یعظم حرمات الله فهو خیر له عند ربه الآیه و نهی از سوء ادب است لقوله
تعالی یا ایها الذین آمنوا لا تحلوا شعائر الله الآیه و از نوع تعظیم و محبت شعائر تعظیم
و محبت آثار انبیاء و اولیاء و تبرک باوست صلی الله تعالی علی نبینا و علیهم چنانکه بستن حضرت
یعقوب پیراهن حضرت ابراهیم را تبرکاً و حفظاً بر بازوی حضرت یوسف علی نبینا و علیهم
الصلوٰة والسلام در تفاسیر توان یافت ش در تفسیر کبیر است مرویست که هرگاه حضرت
ابراهیم عم برهنه در آتش انداخته شد حضرت جبرئیل عم پوشانید نش قمیصی از حریر جنت و آن قمیص
بحضرت یعقوب عم رسید حضرت یعقوب عم در چیزی سخت نهاده بگردن حضرت یوسف عم آویخت
م و تعظیم آثار رسول الله تعالی صلعم و تبرک بآن فی المشکوٰة عن اسماء بنت ابی بکر
اخرجت جبة طیالسیة الی ان قالت کان النبی صلی الله علیه وسلم یلبسها
و نحن نغسلها للمرضی نستشفی بها رواه مسلم و تعظیم آثار صحابه و آثار اولیاء و تبرک

ترجمہ اور من یعظم حرمات الله فهو خیر له عند ربه الآیه سورہ حج رکوع چہارم میں۔ یعنی جو
معظم رکھے اللہ کے آداب کو تو وہ بہتر ہے اُسکے لیے اُسکے ربّ کے نزدیک تا آخر+ اور شعائر اللہ کے ساتھ بے
ادبی کی ممانعت ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں یا ایها الذین آمنوا لا تحلوا
شعائر الله الآیه یعنی بے حرمت نہ کرو اللہ کے نام لگی چیزوں کو آخر تک۔ اور اقسام تعظیم و محبت شعائر میں
ایک قسم انبیاء اور اولیاء کے آثار کی تعظیم و محبت ہے اور اُنسے برکت حاصل کرنا ہے درود ہو حبیب اللہ کا
ہمارے نبی پر اور اُنپر۔ جیسا حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیراہن کو حضرت یوسف
علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بازو پر بغرض تبرک اور حفاظت باندھنا کہ تفسیروں میں معلوم کر سکتے ہو
چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے۔ روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام برہنہ آگ میں ڈالے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
حریر جنت کی ایک قمیص آپکو پہنائی اور وہ منتقل ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی۔ حضرت یعقوب علیہ
السلام نے کسی سخت چیز میں رکھکر حضرت یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اور آثار رسول اللہ تعالی صلعم
کی تعظیم اور اُس سے برکت لینا کہ مشکوٰۃ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ انھوں
نے ایک جبہ طیلسانی نکالا یہانتک کہ کہا بی بی اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
پہنتے تھے اور ہم اسکو مریضوں کے واسطے دھوتے ہیں اور اُس سے ہم شفا پاتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں۔ اس
حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور تعظیم آثار صحابہ اور آثار اولیاء کی اور اُن سے برکت لینا

بیان ممانعت بے ادبی شعائر بنص

تعظیم و محبت آثار انبیاء و اولیاء و تبرک بآن [illegible]

تعظیم و تبرک آثار رسول اللہ تعالی صلعم بنص حدیث

تعظیم و تبرک آثار صحابه و اولیاء [illegible] بدلیل عمل صحابه [illegible]

باآں بملاحظۂ احوال اصحاب و اولیاء خود اظہر است مِش چنانکہ داشتن حضرت خالد رضؓ موئے سر مبارک حضرت سیدِ عالم صلعم در کلاہِ خودش و مظفر و منصور شدن ببرکتِ آں وہمچنیں بسیار است و داشتن آثار پیران طریقت و تبرک باآں تا ایندم در سلاسلِ طریقت موجود و محمود است کہ بملاحظۂ کتبِ سیرِ صحابہ و اولیاء رضؓ معلوم تواند شد ھم وقصۂ تابوتِ سکینہ بر تعظیم و تبرک بشعائر دلیلی اشہر لقولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وازاں است تعظیم و محبت مدینہ منورہ شرّفہا اللہ تعالیٰ شرفاً عظیماً لقولہ علیہ السلام المدینۃُ خیرٌ من مکۃَ ولقولہ علیہ السلام اللّٰھم اِن اخرجتنی من احبّ البقاع الیّ فاسکنّی فی احبّ البقاع الیک

ترجمہ کہ احوال صحابہ اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ سے خود ظاہر تر ہے یعنی خوب اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی ٹوپی میں موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور اسکی برکت سے فتحمند اور منصور ہونا۔ اور اسی طرح بہت ہے۔ اور پیران طریقت کے آثار رکھنا اور اُنسے برکت لینا اسوقت تک طریقت کے سلسلوں میں موجود ہے اور محمود ہے کہ اسکو اچھا جانتے ہیں جو کتب سیر صحابہ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور قصہ تابوت سکینہ کا شعائر کی تعظیم اور اُنسے برکت لینے پر ایک بہت مشہور دلیل ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر کے رکوع بتیس میں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ یعنی اور فرمایا ان کے نبی نے کہ بیشک نشانی اسکی سلطنت کی یہ ہے کہ تمھارے پاس تابوت آئیگا جسمیں طمانیت رحمت کی ہے تمھارے رب سے اور کچھ بچی چیزیں اسمیں ہیں جو اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون علیہما السلام چھوڑ گئی اسکو فرشتے اُٹھاتے ہیں۔ بیشک اسمیں تمھارے لیے پوری نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔ اور اُنہی اقسام تعظیم شعائر میں تعظیم و محبت مدینہ منورہ کی ہے اللہ تعالیٰ اُسے بہت ہی بڑھکر شرف و عزت سے مشرف کرے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے مدینہ بہتر ہے مکہ سے اور اس سبب سے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے اے میرے خدا اگر تو نے مجھے ایسی جگہ سے نکالا ہے جو سب جگہوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے پس تو مجھے ایسی جگہ میں سکونت دیجیو جو تجھے تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے

وبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم برحسب مدعا و اختلاف فرمودند بعض
علماء بفضل مکہ معظمہ عظّمہا اللّٰہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال صلعم واللّٰہِ انکِ لخیرُ
ارضِ اللّٰہِ واحبُّ ارضِ اللّٰہِ ولولا انّی اُخرِجتُ منکِ ما خرجتُ و بفہم
درمندی ایں فضل مدینۃ الرسول صلعم جزئی من وجہٍ است نہ کلّی پس نیست نزاعی در فضل
ہرگز برفع تعارض آں پس فضل مکہ معظمہ درحد او است و فضل مدینہ منورہ درحد او کرمہا اللّٰہ
تعالیٰ تکریماً و تفاضل ہرگز بفضل کلّی در تقابل نمیکند و دریاب انچہ در و است سخن اے
تعارض والامانت طرفی از طرفین ہم و آنکہ مکہ معظمہ محل نور تجلّی مسجود الیہ محمد رسول اللّٰہ
تعالیٰ است و حقیقت آں تعین ذاتی باعتبار فعالیۃ مبدء الربوبیۃ است کہ سخن بیان
صفت تعین ذاتی ہم علۃ وجود باجود صلعم کہ سخن بیان صفت وجود باجود صلعم ہم
مبدء و موادِ عالم است و از مراتب الٰہیاتِ شاملہ مسجودیۃ الٰہ مسجود لہ محمد رسول اللّٰہ تعالیٰ صلعم

ترجمہ اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن ہمنے مدعا کے موافق اختصار کرلیا۔ اور بعض علماء نے
مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا اللہ تعالیٰ اسکی عظمت کو معظم کرے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے
کی بیشک تو اللہ کی بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھسے نکلتا میں
کسی دردمندی کی سمجھ میں مدینہ رسول صلعم کی یہ فضیلت جزئی من وجہٍ ہے نہ کلّی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب جزئی
فضیلت مدینہ رسول صلعم کو حاصل ہے نہ کلّی طور پر لہذا اس فضیلت جزئی من وجہٍ سے تعارض فضیلت اٹھ جانیکے
سبب کہ دونوں میں ہونا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ
منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونو کو بزرگی میں مکرم رکھے۔ اور مقابلہ میں کلّی فضیلت کے ساتھ
ایک کو دوسرے پر درد مند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین ہے اور طرفین سے ایک طرف
کی امانت۔ معلوم کر اسمیں جو کچھ ہے۔ اور یہ کہ مکہ معظمہ محل نور تجلّی ہے جو حضرت محمد رسول خدا تعالیٰ
صلعم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور تجلّی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے
کہ مبالغہ فاعل ہے یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا۔ مبدء ربوبیت ہے کہ جہاں سے رب ہونیکی ابتدا ہے۔ اور یہی تعین
ذاتی تجلّی وجود حضور صلعم کی جو عالم کا مبدء اور مواد ہے علت ہے جو سبب ظہور وجود مبارک ہے۔
اور یہی تعین ذاتی کہ علتِ وجود باجود حضور صلعم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت
ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود لہ ہے جسکے واسطے آپ نے سجدہ کیا ہے

اختلاف فضیلت درمیان مکہ و مدینہ
مکہ معظمہ بعض در مدینہ شریفہ فیصلہ

سنٹ این است مربوط است از علۃ وجود باجود صلعم معطوف علیہ وازمراتب الہیات معطوف هم اگرچہ حقیقۃ نور محمد صلعم کہ مبدء تعین اوست صلعم اعلیٰ وافضل است از حقیقۃ نور حجابی بسبب منبعیتش برای حقائق الہیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات اللہ تعالیٰ است بقیام حقیقیش باللہ تعالیٰ واین نور حادثی از مخلوقات اللہ تعالیٰ است بقیام مجازیش باللہ تعالیٰ وکلام در نفس وجود این ہر دو است نہ در حقیقۃ این ہر دو۔

واستحالۂ ذات مبارک صلعم بانوار حجابی کلی آدائی است پس جزئی آنی باشد وفضل نور حجابی کعبہ معظمہ بکلیتہ آنی است سنٹ فضل کلی راست باحاطۂ جزئی واین تبیین حقیقۃ جواب سوال مقدر است کہ ازین عبارت مینوان یافت هم واحب البقاع بودن مکہ معظمہ بخاطر عاطر حضرت محبوب رب العالمین بوجہ نور حجاب الٰہ مقصود ومعبود است واحب البقاع بودن مدینہ مکرمہ بجناب رب العالمین بوجہ وجود باجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین خود فارق فی الفضل بین است و در فضل مدینہ مکرمہ بر مکہ معظمہ تا دیل فضل جزئی تواند شد بخلاف فضل مکہ معظمہ بوصف خیر ارض اللہ واحب ارض اللہ کہ جز کلی نتواند شد۔

ترجمہ اگرچہ حقیقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدا ہوئی حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ اور افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الہیات کے لیے ہے۔ ولیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے۔ اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور صلعم کا انوار حجابی کلی آدائی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا۔ اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیۃ آنی کے سبب ہے۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العلمین کی خاطر عاطر میں خدا مقصود ومعبود کا محل نور حجاب ہونیکے سبب سے ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلعم ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق فضل ومنزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر جیسا حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اسکا وصف ہونیکے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہو سکتا

مدینہ مکرمہ کے مکہ معظمہ پر فضل جزئی ہو گا بالعکس مکہ معظمہ کی فضل کلی ہے

و بقطع نظر ازین فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است و البته زمینکه
مشرف باشد بمحل جسد طیب صلعم اشرف جمله روی زمین و آسمان است سوای زمینکه محل نور
حجابی است و عرش عظیم که محل نور مسجودله است اگر برسی بمطالب اختلاف دعوی شان و
دلیل آن چنانکه اختیار فرمودند و این دلیل دردمند میرسی به بهتری آن که اختیار کرد ان شاء
الله تعالی - و البته عنصر قلب شریف حضرت صلعم افضل است از ماهیته عرش عظیم بحکم تبع
عنصر بروح در مسلوبات [illegible] و البته عنصر قلبی افضل است از عنصر غیر قلب بر تفاوت حد خودها
در تبع روح بفارق موجودات از مسلوبات مخصوصه محمدی صلعم - و قلب بسیط شریف
حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضل از عرش عظیم بانکه تعین عرش عظیم جزئی ست
بیای مجهول مفید معنی تقلیل [illegible] است از نور محمد صلعم با محل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد
امکان خود و در ان بلزوم قرار تشخص زائد خود

ترجمہ اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے
اور البتہ وہ زمین جو حضرت صلعم کے جسد طیب کے محل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جسنے جسد مبارک کو اٹھا
رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم
جو نور مسجودلہ کا محل ہے - اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور انکی دلیل جو کچھ انھوں نے اختیار فرمائی
ہیں معلوم کریگا اور اس دردمند کی دلیل کو تو جو بہتری کہ اختیار کی ہے اسکو انشاء اللہ تعالی صحیح پائیگا اور
بیشک عنصر قلب شریف حضرت صلعم عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہیں
جیسے روح اعلی کو روح تابع سے فوقیت و فضل ہے اسلیے کہ عنصر تابع روح ہے - اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر
غیر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپکے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا
لحاظ کریں یا اور قلب بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے فضیلت کے بعد بڑھکر فضیلت ہے - اسلیے کہ تعین عرش عظیم
نور محمد صلعم کا ایک جزو قلیل ہے باوجود محل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد ذاتی امکان کے اور آن واحد میں
بسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلیے جدت لازمی ہے اور جدت لعدم فنا تعدد امکان آنات
کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو محل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے - اور تشخص زائد کو جو
ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہونیکے سبب قرار لازمی ہے کہ آن
واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو محل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا -

محل زمین جسد مبارک
سوائے محل نور حجابی
و عرش تمام روئے زمین
و آسمان سے اشرف ہے

عنصر قلب شریف ماہیتہ
عرش عظیم سے افضل ہے
و عنصر تابع روح ہے
اور اسکو مسلوبات سے ہے

تعین قلب بسیط شریف حضرت صلعم افضل بفضل
افضل ہے عرش عظیم سے

وتعین قلب بسیط شریف کلی ست بیای مجہول مفید معنی تعظیم ھم است با حل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد امکان خود ودر آن بلزوم قرار تشخص زائد خود وتشرف انصاف کلی در آوان فضلی دیگر است کہ بعرش عظیم نصیبی جزئی ہم ازاں نیست ودرین تبیین حقیقة جواب خطاہا فکریست فکر سلیم در قرار نسب مخصوصة الوجہ فی محلہ باید تا انچہ باید بر آید ست ای از انچہ باید بر آمد بر آید ھم وہمچنین است تعظیم ومحبة دیگر آثار ش صلعم مختلف الحقایق متحد النسبة المختصر **شعر**

برزمینیکہ نشانِ کفِ پای تو بود ✤ سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکہ اگر بشنود کہ اثری از وست صلعم گو محقق نباشد تعظیم ومحبة لازم است چہ نفی آں ثابت نتواند شد وہمین است عادت سلفِ ما والا سوء ادب در تعظیم ومحبت ظاہر ست در حال امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است در مدینہ منورہ ہر جا کہ عمارت قدیم میدید بادب تمام می گذشت نظر برآنکہ شاید آں رسولِ خدا حبیبِ کبریا صلعم وقتی دستے باں رسانیدہ باشد ازینجا ظاہر است کہ برای تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ اور تعینِ قلب بسیط شریف ایک بڑا کلی ہے انوار قدیم کا آوان متعدد میں حاصل ہونیکے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور انصافِ کلی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اُس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہی فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوص رکھتی ہیں اُنکو اپنے اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیئے تا کہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیئے حاصل ہووے۔ اور اسی طرح تعظیم ومحبت ہی حضور صلعم کے اور دوسرے آثار کی جنکی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے **شعر**

جس جا نشانِ پائے مبارک ہو آپ کا ✤ برسوں ہی سجدے اہلِ بصیرت کیا کریں

یہانتک کہ اگر سُن لیوے کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہووے تعظیم ومحبت لازم ہے کیونکہ اُسکی نفی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ نہیں تو تعظیم ومحبت میں بے ادبی ظاہر ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ چلتے تھے یہ خیال کرکے کہ شاید کبھی اُس رسولِ خدا حبیبِ کبریا نے اُسپر دست مبارک لگایا ہووے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے ✤

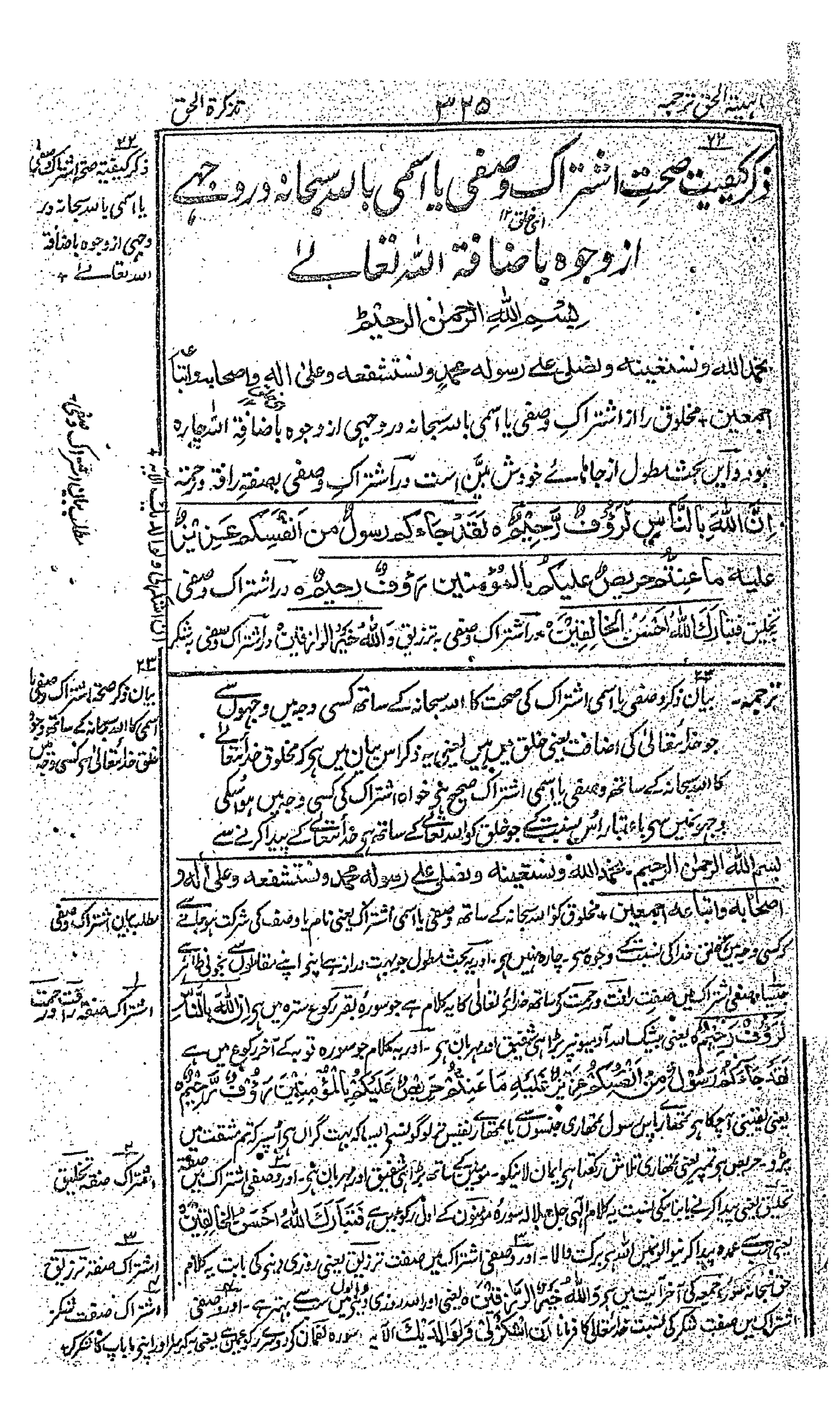
تعظیم آثار کے لیے احتمال کافی ہے صحت روایت درکار نہیں بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ✤

[illegible] ✤

ھم وازحضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ روایت کردہ اند فرمود صلعم من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی ۞ ازیں حدیث شریف شرف بالانتساب وحضور مدینہ منورہ کہ موقوف علیہ تشرف بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفائی خاص است ش یعنی عدم حضور مدینہ منورہ وعدم تشرف بزیارت بابرکت حضرت صلعم ھم موکد است وایں جفائی عدم حضور مشترک بہمہ تفاوت درجات خود بمقابلہ شرائف حضور است پس محکوم باشد بر مرتبہ مستجمعہ قال سبحانہ عزیز علیہ ما عنتم الآیہ علی معنی القراءتین وار تشبیہ مراتب حکم قبر وآداب استنباطی اقوال کردش تنبیہ ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تعظیم آثار وتبرک باں شرک است وسخن ہای نازیبا نیز العیاذ باللہ تعالی منہ ھم اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

شرح ترجمہ اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہیں کی پس بیشک اس نے مجھ پر جفا کی ۔ اس حدیث شریف سے شرف بالانتساب کی تاکید ہے یعنی نسبت ہونیکی شرف کی تاکہ معلوم ہو کہ نسبت میں کیونکر شرف حاصل ہوتا ہے ۔ اور ایسے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی جس پر شرف حاصل ہونا موقوف ہے کہ وہ زیارت مرقد مبارک حضور صلعم ہے ۔ اور جفائی خاص سے بچنے کی تاکید ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہونا اور حضرت صلعم کی زیارت بابرکت سے شرف حاصل نہ کرنا ہے ۔ اور یہ حاضر نہ ہونے کی جفا اپنے تمام متفاوت درجوں کے ساتھ ان شرفوں کے مقابلہ میں ہے جو حاضر ہونے میں حاصل ہوتے ہیں ۔ پس اس جفا کا مرتبہ مستجمعہ پر حکم ہوگا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ کے آخر رکوع میں عزیز علیہ ما عنتم الآیہ دو قراءتوں کے معنے کی بنا پر ۔ یعنی بھاری ہے اس رسول پر جو تمہارے نفسوں سے ہے یا تمہارے نفیس تر لوگوں سے یہ کہ تم تکلیف پاؤ ۔ اور حدیث مذکور میں جو تشبیہ ہے اس سے حکم قبر اور آداب قبر کے مرتبوں کا استنباط کر سکتے ہیں ۔ تنبیہ یہیں سے اس بات کا رد ہو گیا جو کہا گیا کہ آثار کی تعظیم اور اس سے برکت حاصل کرنا شرک ہے اور ایسے ہی اور نازیبا باتوں کا ۔ خدا تعالی اس سے پناہ دے اللھم صل وسلم علی نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ ۞

تاکید شرف بالانتساب وحضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت است حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ ومراتب حکم وآداب قبر ورد اقوال معاندین بحکم تعظیم وتبرک آثار ورد سخنان نازیبا



۲۲ ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ مخلوق را از اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ چارہ نبود و این بحث مطول از جاہائے خویش بین است در اشتراک وصفی بصفت رافت ورحمت اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ در اشتراک وصفی بتخلیق فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۔ در اشتراک وصفی بترزیق وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۔ در اشتراک وصفی بشکر

ترجمہ ۔ ۲۳ بیان ذکر وصفی یا اسمی اشتراک کی صحت کا اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی وجہ میں وجہوں سے جو خدا تعالی کی اضافت یعنی خلق دینے میں یعنی یہ ذکر اس بیان میں ہے کہ مخلوق خدا تعالے کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک صحیح ہے خواہ اشتراک کی کسی وجہ میں ہو سکی وجہ نہیں ہے باعتبار اس نسبت کے جو خلق کو اللہ تعالے کے ساتھ ہے خدا تعالے کے پیدا کرنے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ مخلوق کو اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک یعنی نام یا وصف کی شرکت ہو جانے سے کسی وجہ میں یعنی خدا کی نسبت کے وجوہ سے چارہ نہیں ہے ۔ اور یہ بحث مطول جو بہت دراز ہے اپنی اپنے مقامات میں بخوبی ظاہر ہے جیسا یعنی اشتراک میں صفت رافت ورحمت کے ساتھ خدا تعالی کا یہ کلام ہے جو سورہ بقر رکوع سترہ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ یعنی بیشک اللہ آدمیوں پر بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے ۔ اور یہ کلام جو سورہ توبہ کے آخر رکوع میں ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ یعنی یقینی آچکا ہے تمھارے پاس رسول تمھاری جنس سے یا تمھارے نفسوں سے لوگو نہیں ایسا کہ بہت گراں ہے اسپر کہ تم مشقت میں پڑو ۔ حریص ہے تم پر یعنی تمھاری تلاش رکھتا ہے ایمان لانے کو ۔ مومنین کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے ۔ اور وصفی اشتراک میں صفت تخلیق یعنی پیدا کرنے یا بنانے کی نسبت یہ کلام الٰہی جل جلالہ سورہ مومنون کے اول رکوع میں ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۔ یعنی سب سے عمدہ پیدا کرنیوالوں میں اللہ ہی برکت والا ۔ اور وصفی اشتراک میں صفت ترزیق یعنی روزی دینے کی بابت یہ کلام حق سبحانہ سورہ جمعہ کی آخر آیت میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۔ یعنی اور اللہ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے ۔ اور وصفی اشتراک میں صفت شکر کی نسبت خدا تعالی کا فرمانا اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ الآیہ سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں ہے یعنی یہ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر

ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی یا اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

مطلب بیان اشتراک وصفی

بیان ذکر صحۃ اشتراک وصفی یا اسمی کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وجوہ میں خلق خدا تعالی کی کسی وجہ میں

مطلب بیان اشتراک وصفی

اشتراک صفۃ رافت ورحمت

اشتراک صفۃ تخلیق

اشتراک صفۃ ترزیق

اشتراک صفت شکر

بعطف نسق نیس از واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ تخصیص عبادت مخصوصۃ اللہ
المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نبود مگر شکر مخصوص بہ سبحانہ مراگر
نشود در اشتراک شکر کہ از عبادت است شرک فی العبادۃ حقیقتاً بکریمہ ان اشکرلی ولوالدیک
ثابت خواہد شد بل تساقط۔ واز ینجا البتہ از نظم واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ نیز
تخصیص عبادت مطلقہ علی انواعہا مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع عبادت غیر
مخصوص بہ سبحانہ لغیرہ سبحانہ نشود ورنہ شکر ہم ممنوع در اشتراک وصفی باطاعۃ اطیعوا اللہ ورسولہ الایہ

ترجمہ اس آیت میں عطف نسق ہی جسمیں تردید صحیح ہے جو عطف مذکور کا منشا ہی یعنی یہ آیت واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہی یعنی اور خاص اللہ کا ہی شکر کرو جبکہ تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس سے ایسی عبادت کی تخصیص ہے جو اللہ معبود کی مخصوصہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے ہی موقوفۃ النیۃ ہو۔ یہ تخصیص عبادت ایسے شکر کی مانع نہیں ہو سکتی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو مگر اس شکر کی جو مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ ہو کہ وہ شکر مخصوص غیر کے لیے ممنوع ہے۔ اسلیے کہ اگر شکر مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ مراد نہ ہوگا تو اشتراک شکر میں کہ یہ بھی عبادت ہے اس آیت کریمہ ان اشکرلی ولوالدیک سے شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہو جائیگا بلکہ تساقط ثابت ہوگا کہ ایک کا دونوں میں سے ساقط کرنیکا حکم دیا جائیگا یا دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے حکم سقوط پیدا کریگا جس سے دونوں کا سقوط ثابت ہوگا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور والدین کی نسبت ہی اگر اس میں عطف نسق مراد لیکر تردید کا صحیح ہونا تسلیم نہ کیا جائے گا تو دوسری آیت شکر سے جو خاص اللہ کے لیے ہے عبادت میں حقیقتاً اور واقعی شرک ثابت ہو جائے گا بلکہ انجام شکر مخصوص کا تساقط ثابت ہوگا کیونکہ شکر بھی منجملہ عبادت ہے پس یہ اشتراک شکر عبادت میں حقیقی شرک پیدا کرکے تخصیص شکر و عبادت کا مانع ہوگا اور یہ منع تخصیص شکر و عبادت شرک حقیقی کے سبب تخصیص شکر جو آیت سے ظاہر ہے ساقط کریگا اور تخصیص کا سقوط عبادت و شکر مخصوصہ کو کہ ثابت ہے ساقط کرکے آپسمیں تساقط ثابت کریگا۔ لہذا معلوم ہو آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ سے عبادت مخصوصہ خدائے معبود کی کہ خاص اسی کے لیے نیت موقوف کرنیکی ہو یہ تخصیص عبادت اسی شکر کو غیر کے واسطے منع کرتی ہے جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہو نہ ایسے شکر کو جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ اگر اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص شکر مراد نہ ہوگا تو شکر خود عبادت ہے آیہ ان اشکرلی ولوالدیک الایہ سے اشتراک شکر میں شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہوگا اور یہ شرک حقیقی فیما بین عبادت مخصوصہ کو ساقط کریگا جیسا بیان ہوا۔ پس یا ایہا الناس نظم جملہ اعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون سے بھی یعنی اے لوگو خاص اللہ کی ہی عبادت بندگی کرو جبکہ تم خاص اسکی بندگی کرتے ہو۔ کہ یہ نظم جملہ متوافق مضمون آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون کے ہی تخصیص عبادت مطلقہ کی بنا بر اسکے اقسام کے جو خاص خدائے معبود کی ہو اسکے لیے خاص نیت موقوف کرکے کیگئی ہیں۔ یہ ایسی عبادت کی مانع ہوگی جو غیر مخصوص اللہ سبحانہ ہو غیر اللہ سبحانہ کے واسطے ورنہ شکر بھی ممنوع ہوگا اور وصفی اشتراک میں صفۃ الطاعۃ کے بارہ میں اللہ کا یہ حکم سورہ احزاب رکوع چار میں ہے۔ اطیعوا اللہ ورسولہ الایہ یعنی اطاعت کرو تم [illegible] اللہ اور اس کے رسول کی

عطف نسق
شکر مخصوص موقوفۃ النیۃ لہ سبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نہیں ہوتا مگر مانع شکر مخصوص بہ سبحانہ +
شکر بھی از قسم عبادت ہے

+ اشتراک صفۃ الطاعۃ مع عطف نسق و تفسیر

بعطف نسق فی حق اللہ تعالیٰ وحق الرسول صلعم بدلالۃ شانِ نزول وَاطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ بعطفِ تفسیری بدلالہ شانِ نزول دراشتراک وصفی یقنوت مَن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ بعطفِ نسق بدلالہ شانِ نزول دراشتراکِ وصفی بایمان فآمنو باللہ ورسولہ والنور الذی انزلناہ الآیہ دراشتراکِ وصفی بربوبیۃ فرمود سبحانہ حکایتاً از حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام یاصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرًا الآیہ دراشتراکِ وصفی بہ برات اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٌ من المشرکین لا ورسولہ ط باید دانست وقف مطلق بے بی تقییدی باختلافِ مقتضی ثبوتِ متقدم بیانِ لفظ مشرکین ورسولہ لازم جواز ہر قیدی از قیود بحکم وصل وفصل بمفید اشارتِ عطفِ تفسیر وہم عطفِ نسق افادت

ترجمہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول صلعم کے حق کی بابت شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سورۂ انفال رکوع چھ کی اطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ۔ یعنی اے مردو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ شان نزول کی دلالت سے عطف تفسیری ہے۔ اور وصفی اشتراک صفت قنوت یعنی بجا آوری حکم کی نسبت یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ یعنی اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کریگی الخ۔ اسمیں بھی دلالت شان نزول کے اعتبار سے عطف نسق ہے۔ اور اشتراک وصفی میں ایمان کے باب میں یہ آیہ سورۂ تغابن رکوع اول میں ہے فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلناہ الآیہ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول اور اس نور کا جسکو ہمنے اتارا الخ۔ اور اشتراک وصفی ربوبیت کے بارہ میں کہ حضرت حق سبحانہ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حکایت کرکے فرمایا سورۂ یوسف رکوع پنجم میں یاصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرًا الآیہ یعنی ای میرے قید خانہ کے ساتھیو تم دونوں میں سے ایک جو ہو وہ تو اپنے رب کو شراب پلائیگا الخ۔ اور اشتراک وصفی براءت یعنی بری ہونیکے بارہ میں اللہ کا قول سورۂ توبہ رکوع اول میں اسطرح ہے اذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٌ من المشرکین ورسولہ ط یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو خبر سنا دینا ہے اعلان کی کہ اللہ بری اور الگ ہے مشرکین سے اور اسکا رسول۔ یہاں سمجھنا چاہیے کہ اس آیت میں لفظ رسولہ کے بعد وقف مطلق یعنی بغیر کسی قید کے وقف کا آنا اور اسکے ساتھ ہو لفظ مشرکین وقف لا کا اختلاف بغیر کسی کے نزدیک بیان آیتے ہے۔ اور یہ وقف لا دربیان لفظ مشرکین اور رسولہ کے ثبوت متقدم کا مقتضی ہے۔ یہ وقف مطلق مع اختلاف لا بحکم وصل وفصل کہ عطف تفسیر اور عطف نسق دونوں کی اشارت کو مفید ہو کر قیدوں میں سے ہر ایک قید کے جائز ہونیکو لازم کرتا ہے

اشتراک صفۃ قنوت

اشتراک صفۃ ایمان

اشتراک صفۃ ربوبیۃ

اشتراک صفۃ براءت

وقف مطلق مع وقف لا مختلف فیہ کی اسرار شان اکو مستقلہ میں بحکم وصل وفصل منضمن بعطف تفسیر اور عطف نسق الخ

برائت تابعہ و مستقلہ صوق بمقابلہ تابعہ ہم میگذرد و عدم قبول مستقلہ انتفای عصمت
است در اشتراک وصفی بخشیدن و لو انہم رضوا ما آتاہم اللہ و رسولہ سیؤتینا
در سورۂ توبہ ۱۲
اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون ہ و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ
وانعمت علیہ الآیہ در اشتراک وصفی رضا ء واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان
کانوا مومنین ہ در اشتراک وصفی باغنا ء و فضل وما نقموا الا ان اغناہم اللہ
و رسولہ من فضلہ ج در اشتراک وصفی با انتساب قل الانفال للہ والرسول ج

ترجمہ برائت تابعہ اور مستقلہ جو مقابلہ تابعہ میں ہے دونوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مستقلہ برائت کا نہ ماننا
عصمت کی نفی کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقف مطلق میں مع اختلاف لانے برائت و علیحدگی اللہ اور اسکے رسول
کی مشرکین سے خواہ برائت تابعہ ہو یا مستقلہ ہر دو قسم کی برائت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ لفظ رسولہ کے بعد
جو وقف مطلق ہے وہ بیقید ہے۔ اور لفظ مشرکین کے بعد جو وقف لا ہے اسکے ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف
ہے حالانکہ نفی ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس بحکم وصل و فصل بہ عطف تفسیری اور عطف نسق دونوں کی جانب
اشارت کا فائدہ دے رہا ہے۔ لہذا وقف مطلق اسی حکم و صل و فصل مذکورہ کے موافق قیود میں سے ہر قید
کے جائز ہونے کو لازم کرتا ہے۔ چنانچہ در صورت وصل یعنی تسلیم وقف لا کہ مقتضی ثبوت متقدم ہے یہ تبع بریت خدا
باعتبار عطف تفسیر اسکے رسول کی بریت بھی مشرکین سے حاصل ہے اور یہ برائت تابعہ ہے۔ اور در صورت فصل
یعنی عدم تسلیم وقف لا باعتبار عطف نسق برائت خدا اور رسول کی ہر ایک بالاستقلال مشرکین سے ثابت ہے
والا مستقلہ برائت نہ ماننے میں عصمت رسول کی نفی کرتا ہے۔ اور اشتراک وصفی بخشش کرنے میں یہ کلام الٰہی جل جلالہ
سورۂ توبہ کے رکوع ہفتم میں ہے ولو انہم رضوا ما آتاہم اللہ و رسولہ لا وقالوا حسبنا اللہ
سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وے راضی ہوتے
جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے۔ اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ وہ دیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اسکا رسول ہمکو اللہ ہی
چاہیئے۔ اور سورۂ احزاب رکوع پنجم میں واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ الآیہ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ تم اسکو جسپر اللہ نے
احسان کیا اور تمنے بھی اسپر احسان کیا یعنی بخشش کی یہ کہہ رہے تھے آخر تک۔ اور اشتراک وصفی رضا یعنی خوشنودی کے بیان میں یہ
آیت کریمہ سورۂ توبہ کے رکوع ہشتم میں ہے واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین ہ یعنی وے اگر مومن ہیں
انکو اللہ اور اسکے رسول کو راضی کرنا بہت ضرور ہے۔ اور اشتراک وصفی اغنا یعنی غنی کرنے اور فضل کے باب میں یہ کلام حق سورہ
توبہ رکوع نہم میں ہے وما نقموا الا ان اغناہم اللہ و رسولہ من فضلہ یعنی اور یہ سب عیب کرتے ہیں وے اسکے بدلے کہ اللہ نے
اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے انکو دولتمند کردیا۔ اور اشتراک وصفی انتساب کے بارہ میں یہ کلام الٰہی ہے جو سورۂ انفال کے ابتدا میں ہے
قل الانفال للہ والرسول ج یعنی کہدیجیے کہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے

۱۰ اشتراک صفت بخشش +

۱۱ اشتراک صفتہ رضا

۱۲ اشتراک صفتہ اغنا

۱۳ اشتراک صفتہ انتساب

در اشتراکِ وصفی بکفایت یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ہ

در اشتراکِ وصفی بتولیت و امداد و اعانت فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح

المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذٰلک ظہیر ہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

الآیہ در اشتراکِ وصفی بقضاء امر وعصیان از امر ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی

اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد

ضل ضلالا مبینا ہ بہر دو عطف نسق میان لفظ اللہ و رسولہ بدلالۃ شان نزول این

اشتراک وصفی از ایمانیات است بتفاوت مراتب فرضیت و وجوب و اباحت پس شرک درین

اشتراک بفروض است یا واجب یا مباح و اعراض از حقیت آں کفر است العیاذ باللہ

تعالیٰ منہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فیا ایھا الموحدون کیف

کفرتم عن الشرک

ترجمہ اور اشتراکِ وصفی کفایت کی بابت یہ آیت ہے سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یا ایھا النبی حسبک اللہ و
من اتبعک من المؤمنین ہ یعنی اے نبی تجکو اللہ کافی ہے اور ایمان والو نہیں ہے جسنے تیری پیروی کی ۔ اور اشتراکِ صفتی در بارۂ تولیت
وامداد و اعانت یہ کلام حق سبحانہ ہے سورۂ تحریم رکوع اول میں فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج
والملائکۃ بعد ذٰلک ظہیر ہ یعنی پس بیشک خدا وہی اُسکا مولیٰ یعنی رفیق ہے اور جبرئیل اور نیکوکار مومن ۔ اور فرشتے
بعد اسکے بڑی حمایتی ہیں ۔ اور سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یہ آیت ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین الآیہ
یعنی وہی ہے جسنے تجکو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا ۔ اور اشتراک صفی قضاء امر یعنی اجرائی حکم اور عصیان از امر یعنی حکم سے
نافرمانی کی نسبت میں یہ آیت ہے سورۂ احزاب کے رکوع پنجم میں ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا
ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ہ یعنی نہیں ہے کسی ایماندار مرد
اور کسی ایماندار عورت کو یہ لائق کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا حکم دے تو انکو اپنے کام میں اختیار یا رخصت باقی رہے ۔ اور جسنے اللہ اور
اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ صریح گمراہ ہو گیا ۔ اس آیت میں دو نو جگہ بمقام اجرائی حکم اور نافرمانی حکم لفظ اللہ اور رسول
کے درمیان شان نزول آیت کی دلالت کے اعتبار عطف نسق ہے ۔ پس یہ اشتراک وصفی جسکا ایمانیات سے ہونا مذکور ہوا ایمانیات سے ہے جسمیں مراتب کے
تفاوت پر نظر کرنے سے کہیں اس اشتراک وصفی کا ایمان فرض ہے اور کہیں واجب اور کہیں مباح ۔ پس شرک بھی اس اشتراک کے مقابلہ
ایمان یا مفروض ہوگا یا واجب ہوگا یا مباح ۔ اور اسکی حقیقت سے اعراض کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ بجز امداد اللہ کے جو نہایت برتر اور بزرگ ہے توانائی اور
قوت نہیں حاصل ہے ۔ فیا ایھا الموحدون کیف کفرتم عن الشرک پس اے موحدو تم خدا ہی کے ماننے والے ہو شرک سے کیسے منکر ہو گئے +

اشتراک صفتہ کفایت

اشتراک صفتہ تولیت وامداد و اعانت

اشتراک صفتہ قضاء امر وعصیان از امر

بیان یہ کہ اشتراک وصفی ایمانیات سے ہے اور اعراض اُس سے کفر ہے

س ش تنبیہ از ینجا رد آنست کہ گفتہ شد اشتراک تعظیمی شرک است چنانکہ سجدہ تعظیم ولفظ بندگی و منتسبات مالی و متشابہات محضہ نیز چنانکہ خمیدن وقت سلام تعظیماً ہم باید دانست اشتراک وصفی یا اسمی لا بد منہ شرک نیست البتہ اشتراک حادث بقدیم در وصف قدم و وجہ مخصوص شرک است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اگرچہ درین بحث اشتراک مقاصد اجمالاً بپایان رسید اما تفصیلی در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک مناسب نمود۔ باید دانست تحقق عبودیۃ خود نبودن است و تحقق معبودیۃ خود بودن چنانکہ نزد اولوالالباب از قول الست بربکم بحذف خبر متوسع مقاصد ش ورنہ ربکم فصیح بود و زیادۃ خلاف فصاحۃ ہم ہمین معرفۃ مقصودہ عیانست ش از ربط وظلیۃ مربوب برب ہم

ترجمہ۔ تنبیہ یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا ہے جو کہا گیا کہ اشتراک تعظیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور مالی منتسبات یعنی جو مالی منسب چیزیں ہیں کہ انکو نسبت دی ہے۔ اور متشابہات محضہ بھی یعنی وہ جنمیں صرف مشابہت ہی ہو جیسے سلام کے وقت تعظیم کیلیے جھکنا۔ سمجھنا چاہیے کہ اشتراک وصفی یا اسمی ایسا کہ اس سے چارہ نہ ہو شرک نہیں ہے۔ البتہ اشتراک حادث کا قدیم سے صفت قدم اور وجہ مخصوص میں شرک ہے ایسے شرک سے اللہ تعالےٰ پناہ دے۔ اور اگرچہ اس بحث اشتراک میں جو مقاصد تھے انکا مجمل طور پر بیان تمام ہو گیا لیکن عبودیت اور معبودیت اور عبادت اور شرک کی تحقیق میں کچھ تفصیل مناسب معلوم ہوئی۔ پس معلوم ہو کہ تحقق بات عبودیت میں خود نبودن یعنی خود نہ ہونا ہے اور معبودیت کا تحقق خود بودن یعنی خود ہونا ہے جیسا کہ اولوالالباب یعنی حضرات عقلا کے نزدیک قول الست بربکم سے یعنی کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ یہی مقصودہ معرفت بسبب اس ربط و علاقہ کے جو مربوب کا رب کے ساتھ ہے اور بسبب ظل و سایہ ہونے پروردہ کا اسکو اپنے پالنے والے سے ہے ظاہر اور عیاں ہے کیونکہ اسمیں خبر کے حذف ہونے کے سبب مقاصد کا توسع پایا جاتا ہے ورنہ ربکم فصیح تھا اور زیادتی حرف باکی فصاحت کے خلاف ہے۔ مطلب یہ کہ عبودیت میں محقق و اصلی بات خود نہ ہونا ہے۔ اور معبودیت میں محقق خود ہونا جیسا قول الست بربکم سے بڑی عقلمندوں کے نزدیک چونکہ اس میں حذف خبر کے سبب مقاصد متوسع ہیں یعنی مقصودات وسیع واقع ہوئی ہیں اسی مقصودہ معرفت بودن اور خود نبودن کا اظہار ہے جو رب معبود کے خود ہونے اور مربوب کی حالت عبودیت میں خود نہ ہونے پر دال ہے ورنہ بجائے بربکم کے ربکم فصیح تھا اور زیادتی ایک حرف کی بھی فصاحت کے خلاف ہے پس حرف با قول الست بربکم میں رب موجود کا مربوب محذوف کے ساتھ یعنی پالنے والے کے خود ہونیکا پروردہ کے خود ہونے یعنی مقدر ہونیکے ساتھ ربط و علاقہ بتلا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پروردہ اپنے پالنے والے کا ظل و سایہ ہو جو اپنے آپ نہیں ہے بلکہ ذی ظل کے خود ہونے پر اسکا ہونا منحصر ہے لہذا عبودیت میں خود نہ ہونا ظاہر ہے۔ یا یوں سمجھو کہ الست بربکم میں حذف خبر مقاصد متوسع خود نبودن کے جسپر مقصود معرفت کا ہی ربط و ظلیت کے اعتبار سے بواسطہ حرف با اپنے رب معبود کے ساتھ کہ خود موجود ہونا اسکا ظاہر سے عیاں کر رہا ہے پس رب موجود کے ساتھ کہ موجود مستقل بخود ہے اسکے مربوب غیر مستقل موجود کو جو ربط بودن حالت کا بواسطہ با کی موجودہ حاصل ہے پس تحت ظل خود بودن کے اسکو ربط خود نبودن کی نگاہداشت توسیع مقاصد کے لیے مقصود معرفت ہے۔ واللہ اعلم

مطالب در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک است + جیسا سجدہ تعظیمی و لفظ بندگی و منتسبات مالی و متشابہات محضہ +

اشتراک تعظیمی شرک نہیں جیسا سجدہ تعظیمی و طواف تعظیمی و لفظ بندگی

اشتراک حادث کا قدیم سے صفت قدم میں یا وجہ مخصوص میں شرک ہے

مطالب در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک

تحقیق عبودیت اور معبودیت کی قول الست بربکم سے +

ومراد از خود بودن نفی خود بودن است نہ نفی بودن کہ مہمل است وکفر نعوذ باللہ تعالیٰ منہ
عبادت بجا آوردن فعلی است بجہت عبودیت و دراں جہت امر شرط نیست اگرچہ باشد و نیت دراں شرط است
اطاعۃ بجا آوردن فعلی است بجہت امر و دراں جہت عبودیۃ و نیت شرط نیست اگرچہ باشد
پس اشتراک عبادت و اطاعت در جہت امر تواند شد قربت بجا آوردن فعلی است
بجہت قربت بمقرب الیہ و دراں جہت امر و عبودیت و اطاعت شرط نیست اگرچہ
باشد و دراں نیت شرط است پس اشتراک عبادت و اطاعت و قربت در جہت قربت
تواند شد پس عبادت و اطاعت و قربت جہتی عام بربط جامع ست کہ بخدائے پاک و
غیرش ہم یافتہ شود ہم دارد و جہتی خاص بربط مانع ست کہ بجز خدائے پاک بغیرش یافتہ
نشود دارد ہم شرک بر چند قسم است شرک فی الذات و شرک فی الصفات و شرک فی
الافعال آنست کہ واقع شود در نفس معبود از جہت خود بودن در ذات و صفات و افعال
و شرک فی العبادت آنست کہ واقع شود در عبادت بغیر معبود یا آنکہ مشترک شود در نسبتین

ترجمہ اور مراد خود ہونے سے خود ہونیکی نفی ہے نہ نفی ہونیکی کہ مہمل ہے اور کفر ہے نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اور عبادت۔ تعریف عبادت کی
کسی فعل کا عبودیت کی غرض سے ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت امر شرط نہیں ہے گو جہت امر بھی پائی جاوے لیکن شرط نہیں البتہ
اسمیں نیت شرط ہے بخلاف اطاعت کے کہ بسبب امر کسی فعل کا ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت عبودیت اور نیت شرط نہیں ہے گو یہ بھی تعریف اطاعت کی
پائی جاویں لیکن شرط نہیں البتہ جہت امر شرط ہے۔ پس جہت امر میں عبادت اور اطاعت مشترک ہو سکتے ہیں۔ اور قربت کسی فعل تعریف قربت کی
کا ادا کرنا قربت کی غرض سے ہے مقرب الیہ کے ساتھ یعنی جسکی قربت حاصل کرنی ہو۔ اور اسمیں نہ جہت امر شرط ہے نہ جہت عبودیت
اور اطاعت گو یہ بھی ہوں لیکن شرط نہیں البتہ اسمیں نیت شرط ہے۔ پس عبادت اور اطاعت اور قربت جہت قربت
میں مشترک ہو سکتے ہیں۔ لہذا عبادت اور اطاعت اور قربت ایک جہت عام رکھتی ہے جو خدائے پاک اور اسکے
غیر میں ربط کی جامع ہو۔ اور ایک جہت خاص رکھتی ہے جو طرفین میں ربط کی مانع ہو کہ خدائے پاک کے
سوا اس کے غیر میں وہ جہت نہ پائی جاتی ہو۔

شرک کی کئی قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جب ذات میں شرکت ہو دوسری شرک فی الصفات جب بیان اقسام شرک
صفات میں شرکت ہو تیسری شرک فی الافعال جب افعال میں شرکت ہو۔ یہ تینوں قسم کا شرک ایسا شرک
ہے کہ نفس معبود میں واقع ہوتا ہے کیونکہ خود بودن یعنی اپنے آپ ہونا ذات و صفات اور افعال میں موجود رہی چہارم
شرک فی العبادت وہ یہ ہے کہ عبادت میں غیر معبود کے ساتھ واقع ہو وے یا یہ عبادت دو نسبتوں میں مشترک ہو وے

پس اگر فرق نہ کردہ شود بہ کیفیت نیت در نسبتین وقوع شرک شود در نفس معبود وہم
وہم در نفس عبادت بمقابلہ ایمان ورنہ نہ چنانکہ عبادت بریا فرمود صلعم اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ
وایں شرک بمقابلہ ایمان نیست نہ مزیل ایمان و شرک فی العلامۃ باختیار زنار و قشقہ
وصلیب وغیرہ کہ علامت خاص بصاحب مذہب است وایں از امارات کفر است اگرچہ
باستہزا باشد بمقابلہ ایمان و شرک فی المراسم باختیار ہمچو ریسمان رنگین در حلقہ آہنی بستہ
کہ وقت معاقدت بر ساعد بہ بندد و در ہندی کنگنہ گویند شاید کہ رسم مجوس است حرام است
نہ شرک بمقابلہ ایمان و شرک فی العادت باختیار عادت مخالف مذہب است عادتاً دال
ظاہر است مکروہ است بمقابلہ عادت اہل اسلام و بہ نیت مشابہت حرام و مومن را بایں
مشابہت تکفیر نکنند بنا بر مذہب اہل سنۃ وجماعۃ و اگر تخصیص نکردہ شود فعل بہ نیت حکمتی فعل مہمل گردد
من بعد باید دانست سجدہ کہ از سر عبودیت خاص برائے غیر حق تعالیٰ باشد شرک فی العبادت

مطلب فرق سجدہ عبودیت و سجدہ تحیت +

ترجمہ پس اگر دونو نسبتوں میں کیفیت نیت پر فرق نہ کیا جائیگا تو نفس معبود میں شرک کا وقوع ہوگا اور نفس عبادت میں بھی
جبکہ مقابلہ ایمان میں ہو۔ اور اگر نسبتوں میں کیفیت نیت کا لحاظ رکھا جاوے گا تو شرک نہ واقع ہوگا کیونکہ عبادت میں نیت
شرط ہے نہ جہت امر جیسا عبادت بریا فرمایا حضور صلعم نے اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ یعنی ریا شرک ہے۔ اور یہ شرک ایمان کے
مقابلہ میں نہیں ہے اور نہ ایمان کو زائل کرنیوالا ہے۔ پانچویں شرک فی العلامت جیسے زنار اور قشقہ اور صلیب وغیرہ اختیار
کرنے سے کہ یہ علامتیں خاص صاحب مذہب کی ہیں۔ اور کفر کے نشانات سے ہیں اگرچہ استہزا اور ٹھٹھول کی راہ سے ہوں لیکن
مقابلہ میں ایمان کے ہوں چھٹی شرک فی المراسم یہ ایسی رسمیں اختیار کرنے سے ہوتا ہے جیسے رنگین کلاوہ میں لوہے کا چھلا باندھکر
وقت نکاح کلائی میں باندھتے ہیں جسکو اہل ہند کنگنا کہتے ہیں۔ شاید یہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں کی رسم
ہے یہ رسم حرام ہے نہ شرک ایسا جو ایمان کے مقابلہ میں ہے۔ ساتویں شرک فی العادت اور یہ کہ
مذہب عادت کو عادت بنا کر اختیار کرتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مکروہ ہے جبکہ عادت اہل اسلام کے
مقابلہ میں ہو۔ اور جب کہ بہ نیت مشابہت کفار ہو حرام ہے۔ اور مومن کی اس مشابہت کے سبب
اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنا پر تکفیر نہ کریں گے۔ اور اگر فعل نیت کے ساتھ تخصیص نہ پاویگا
تو وہ فعل بسبب اہمال نیت یعنی حکمت میں مہمل ہو جاوے گا کیونکہ نہ معلوم ہوگا کہ اس فعل کی بنا کس
حکمت پر ہوئی ہے پس بسبب عدم صحت حکمت و بنائے فعل وہ مہمل وعبث ہوگا۔ اب اسکے بعد معلوم کرنا
کہ سجدہ جو عبودیت کے خیال سے خاص غیر خدا کے واسطے ہووے یہ شرک فی العبادت ہے +

بیان فرق مابین سجدہ عبودیت و سجدہ تحیت +

ثبوت شرک فی العبادت سجدہ عبودیت میں قرآن مجید سے +

فرمود سبحانہ وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ
وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ از لفظ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ
اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ ظاہر است کہ مقصود فی النہی سجدۂ عبودیۃ برائی غیر او تعالیٰ است و تخصیص
اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ در وجہ مخصوص للہ تعالیٰ است ورنہ مشکلے لاینحل است در تعارض وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ
کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ وَاَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ - وَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ وَ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ
خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ و از ہمیں کریمہ بر تفرقہ نیت دلیل میتوان گرفت و سجدۂ کہ از بندگی
خاص نباشد شرک فی العبادت نیست چنانکہ فرمود سبحانہ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌ
بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ہ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ
کُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ہ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ
لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ط اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ -
(ازغلو ۱۲)

ثبوت شرک فی العبادت سجدۂ عبودیت میں قرآن مجید سے

ترجمہ چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ حم سجدہ رکوع پنجم میں وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ یعنی
(رات دن اور سورج اور چاند خدا کی بعض نشانیاں ہیں۔ تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اللہ کے لیے ہی سجدہ کرو جس نے
انہیں بنایا جبکہ تم اسکی ہی یعنی خاص خدا کی ہی پوجا کرتے ہو۔ یہاں الفاظ للہ الذی خلقہن ان کنتم
ایاہ تعبدون ہ سے ظاہر ہے کہ ممانعت میں سجدۂ عبودیت غیر خدا کے واسطے اسجگہ مقصود ہے۔ اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالیٰ
کے لیے وجہ مخصوص میں ہے ورنہ تعارض میں ان آیات ذیل کے وہ مشکل پیدا ہوگی جو حل نہ ہو سکے گی چنانچہ وہ آیات یہ ہیں وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ
اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ وَاَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ کہ انکے مطالب کی مع معنے تشریح ہو چکی ہے اور اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنی سجدہ کرو
آدم کا۔ اور اسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ہ یعنی اور سجدہ کرو تم خاص اللہ کا جسنے انکو بنایا اگر تم خاص
خدا کی ہی عبادت کرتے ہو۔ اور اسی آیت کریمہ یعنی آیۂ وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ الخ سے تفرقہ نیت پر بھی دلیل خاص ہو سکتی ہے
اور جو سجدہ بندگی کے خیال سے خاص نہ ہوگا وہ شرک فی العبادت نہیں ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ صٓ رکوع پنجم میں اِذْ قَالَ رَبُّکَ
لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ہ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ
کُلُّہُمْ اَجْمَعُوْنَ ہ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ہ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ
بِیَدَیَّ ط اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ یعنی جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو تحقیق میں بشر کو مٹی سے بنانے والا ہوں پھر جب میں اسکو ٹھیک کر لوں
اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے لیے ساجدین بنکر گر پڑو۔ تو سب سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اسکو تکبر نے لیلیا اور
منکروں میں ملگیا۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجھکو سجدہ کرنے سے روکا اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ کیا تو نے غرور کیا۔ کیا تو بڑے رتبہ والوں میں ہوگیا

و فرمود حکایتاً وخروا له سجدا وقال یا ابت هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقا
الآیه ش قال قتادة رض فی قوله وخروا له سجدا کانت تحیة الناس یومئذ یسجد بعضهم
لبعض تفسیر کبیر هم باید دانست اختلاف کیفیت سجده از آنکه سجده بمعنی سر بر زمین نهادن و خمیدن
است از لفظ فقعوا که بمعنی بر افتید و از لفظ خروا که بمعنی بروی افتادن است مرتفع شد و قوله تعالی
خر راکعا و اناب بیان کیفیت اضطراب است یا اشارت بصلوٰة انابت و استغفار پس معنیش
چنین باشد بروی افتاد خمان یا عجز کنان و ظاهر است که مقصود فی الکلام خر است و غایت عجز در سجده
است ورنه اجتماع متخالفین یعنی خرور و رکوع صورت نه بندد و از لفظ له بتایید لما خلقت بیدی
وقال یا ابت هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقا تخصیص سجده برای حضرت
آدم و حضرت یوسف علی نبینا و علیهما الصلوٰة والسلام واضح شد۔

ترجمہ اور فرمایا حکایتاً وخروا له سجدا اس آیت میں ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجدا وقال
یا ابت هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقا الآیه کہ سورہ یوسف رکوع یازدہم میں ہے
یعنی اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور وے سب حضرت یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو حضرت یوسفؑ نے کہا ای میرے باپ
یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے کہ تحقیق اسکو میرے رب نے سچ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس قول وخروا له
سجدا کی تفسیر میں یہ فرمایا کانت تحیة الناس یومئذ یسجد بعضهم لبعض یعنی وے اسکے لیے منہ کے بل سجدہ
کو گر پڑے۔ کیونکہ اسوقت لوگونکی یہی تحیۃ تھی کہ بعض بعض کو سجدہ کرتے تھے۔ جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔ اب معلوم ہو چونکہ
سجدہ کے معنی سر زمین پر رکھنا اور جھکنا ہیں تو لفظ فقعوا سے جسکے معنی گر پڑو اور لفظ خروا سے جسکے معنی منہ کے بل
پڑ گئے کے ہیں کیفیت سجدہ کا اختلاف اٹھ گیا۔ رہا کلام الٰہی جل جلالہ خر راکعا و اناب سو یہ بیان ہی کیفیت
اضطراب کا یا یہ اشارہ ہی نماز انابت و استغفار کا۔ پس اسکے معنے یہ ہونگے کہ منہ کے بل گر پڑا جھکتا یا عاجزی کرتا۔ اور یہ
بیان مقصود کلام میں جو کچھ ہے وہ خر یعنی منہ کے بل گر پڑنا ہے حالانکہ انتہا عجز کی سجدہ ہی میں ہے ورنہ خرور
اور رکوع یعنی منہ کے بل گر پڑنا اور جھکنا ان دو متخالف کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس اجتماع کی صورت کیسی حاصل ہو سکتی
ہے۔ اور لفظ له یعنی اسکے لیے یا اسکے آگے جو آیات مذکورہ میں فقرہ فقعوا له ساجدین اور خروا له سجدا
میں ہی اسکی تائید میں یہ فقرہ لما خلقت بیدی یعنی اسکو لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور قال یا ابت هذا تاویل رءیای
من قبل قد جعلها ربی حقا الآیه یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ یہ میرے اسی پہلے خواب کی تعبیر ہے جسمیں میں نے چاند سورج اور ستاروں کو میرے
سجدہ کرتے دیکھا تھا اب میرے رب نے اسکو سچ کر دکھایا کہ تم سب نے سجدہ کیا۔ انھیں آیات میں موجود ہیں جو حضرت آدم اور حضرت یوسف علی نبینا و

ونیز باید دانست کہ از ما اشارت بعموم منسوبات باللہ سبحانہ است چہ ما مستعمل است در غیر ذوی العقول نیز غالباً و صراحت بخصوص حضرت آدم علیہ السلام بقرینہ محلی و تخصیص خلقت بیدیّ است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الصواب و ازینجا است کہ حکم شرک فی العبادت بریں سجدۂ تحیۃ لحوقِ کفر کند بر حاکم و در صورت عدم ثبوتِ نسخ قیاس اینست کہ استکبار و انکار ازیں سجدہ بما یستحق کشند و اگر فرق نکردہ شود بہ نیت تخصیص سجدہ این است کہ امر فرمود اللہ سبحانہ بشرک و شرک آورد حضرت یعقوب علیہ السلام و ایں متعارض خواہد شد از نہی سجدہ عبودیۃ و عصمۃ نبی نہ موافق و نہ منسوخ ازینکہ شرک باتفاق جملہ ملل منہی عنہ است و اگر فرق کردہ شود خود ظاہر است کہ سجدہ عبودیت شرک است نہ غیر او ولیکن بعد ثبوت قطعی نسخ غیر سجدۂ عبودیت از قرآن مجید چنانکہ معمول علم اصول است وقوعش کبیرہ باشد ورنہ مباح باشد بقاعدۂ علم اصول

شرح ترجمہ اور یہ بھی معلوم رہے کہ حرف مَا جو فقرہ لما خلقت بیدیّ میں ہے گو اس سے اللہ سبحانہ کے عام منسوبات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے یعنی وہ عام اشیاء جو خدا کی طرف نسبت کی گئی ہیں۔ کیونکہ عربی میں حرف مَا اکثر غیر ذوی العقول میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن قرینہ محلی اور تخصیص خلقت بیدیّ پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر اسکی صراحت ہے یعنی حرف مَا کا استعمال اکثر بے عقل اشیا کے لیے زبان عرب میں ہوتا ہے لہذا اس سے اشارہ اگرچہ ان عام اشیا کی جانب ہے جو خدا کی منسوبات میں ہیں لیکن قرینہ محل اور خاص خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی مخلوق کی خصوصیت پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر صاف و صریح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ حرف مَا کا استعمال کبھی صاحب عقل کے لیے بھی ہوتا ہے گو اکثر اور غالب نہیں بخلاف مَن موصولہ کے کہ اسکا استعمال اسمیں اکثر اور غالب ہے۔ اور حقیقت صواب کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہو گیا کہ اس سجدۂ تحیۃ پر حکم شرک فی العبادت اسکے حاکم پر کفر کو لاحق کریگا بلکہ اسکے منسوخ ثابت ہونے کی صورت میں قیاس یہ ہے کہ اس سجدہ سے استکبار اور انکار بما یستحق کو کھینچ لیجائیگا یعنی جو کلام الٰہی پر انکار و استکبار کا حکم ہے اسی کا وہ مستحق ٹھہرے گا۔ اور اگر تخصیص سجدہ کے ساتھ نیت میں فرق نہ کیا جاویگا تو یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ نے شرک کا حکم فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شرک ظاہر ہوا اور یہ شرک نہی و ممانعت سجدۂ عبودیت سے جو غیر کے لیے منہی عنہ ہے اور عصمت نبی سے کیونکہ نبی معصوم شرک وغیرہ سے خدا کی پناہ میں ہے متعارض ہوگا نہ موافق ہوگا اور نہ منسوخ کیونکہ نہ آیات موافق سے رفع تعارض ہو کر توافق ہو سکے گا نہ منسوخ سے اسلیے کہ شرک بالاتفاق تمام ملتوں میں منہی عنہ ہے اور اسکی ممانعت ہر ایک نبی کی ملت میں ثابت ہے۔ اور اگر تخصیص سجدہ کی کرنے نیت کے ساتھ فرق کیا جاویگا تو خود ظاہر ہے کہ سجدۂ عبودیت غیر کیلیے شرک ہے نہ اسکے سوا اور سجدہ۔ ولیکن قرآن مجید سے سجدۂ عبودیت کے سوا غیر سجدہ کا منسوخ قطعی ثابت ہونے کے بعد بھی جیسا کہ علم اصول کا معمول ہے سجدہ غیر کا واقع ہونا کبیرہ ہوگا ورنہ علم اصول کا قاعدہ پر مباح ہوگا جبکہ غیر سجدۂ عبودیت کا کلام مجید سے منسوخ قطعی ثابت نہ ہوگا۔

وازکریمہ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا نسخ ونہی سجدہ تحیۃ ثابت نمی شود بسبب وقوع اختلاف در تحقیق لفظ و معنی مساجد چنانکہ گفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم اسم ظرف بمعنی موضع سجدہ است واین کریمہ نازل شد تنبیہا در منع مشابہت با یہود و نصاری کہ عبادت میکنند حضرت عزیر و حضرت عیسی علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام را با لوہیت در صوامع خودہا و در منع مشابہت با مشرکین کہ گرد بیت الحرام میگفتند لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک وگفتہ شد کہ نازل گردید برای کسانیکہ عرض کردند یا رسول اللہ صلعم درین مسجد حضور نتوانیم بسبب دوری فرمان رسید کہ ہمہ مسجد برای خدای دانا و بینا است ہر جا کہ توانید عبادت با خلاص نمایید۔ وگفتہ شد کہ نازل گشت در اباحۃ آنکہ تمام روی زمین مسجد است برای امۃ آنحضرت صلعم پس عبادت با خلاص کنید وگفتہ شد کہ مراد از مواضع سجود سجدہ است ای سجدہ مخصوص برای خدای عزوجل است

ترجمہ اور آیت کریمہ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا جو سورہ جن کے اول رکوع میں ہے یعنی اور بے شک مسجدیں خدا کے ہی لیے ہیں سو تم نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔ اس کریمہ سے مساجد کے لفظ اور معنی کی تحقیق میں اختلاف واقع ہونے کے سبب سجدہ تحیۃ کا نسخ اور نہی یعنی منسوخ اور ممنوع ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم صیغہ اسم ظرف کا ہے جسکے معنی موضع سجدہ کے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ مشابہت میں ممانعت کے لیے تنبیہا نازل ہوئی ہے کہ وے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی اپنے اپنے عبادت خانوں میں خدا مانکر عبادت کرتے تھے۔ اور ان مشرکین کی مشابہت میں منع کیلیے بھی جو بیت الحرام کے گرد لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک کہتے تھے نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس مسجد میں دوری کے سبب نہیں حاضر ہو سکتے حکم ملا کہ سب مسجدیں خدائے دانا اور بینا کے واسطے ہیں جہاں ہو سکے تم اخلاص سے عبادت کرو۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اس بات کی اباحت میں نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہے پس عبادت اخلاص سے کرو کہ خدا نے تمام روئے زمین کو تمھارے لیے مسجد بنا دیا اور عبادت کو ہر جگہ مباح کر دیا جہاں چاہو اخلاص سے عبادت کرو۔ اور مساجد کی نسبت یہ بھی قول ہے کہ مواضع سجود سے مراد سجدہ ہے یعنی مراد ظرف سے مظروف ہے اس صورت میں مطلب آیت یہ کہ سجدہ خدائے عزوجل کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق لفظ و معنی مساجد مع اختلاف نزول آیۃ اور یہ کہ سجدہ تحیہ منسوخ و ممنوع نہیں ہے

وگفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ است جنس پس تنبیہ بود خصوصیت اجناس سجدہ برای خدای عزوجل است و در ہر دو صورت اخیرہ بقرینہ فلا تدعو مع اللہ احدًا خصوصیۃ سجدہ عبودیت مفہوم میشود نہ سجدہ تحیۃ ، واگر گرفتہ شود از مساجد اجناس سجدہ ایں مدلول قطعی الثبوت نیست بسبب اختلاف و قرینہ مذکور تا ناسخ بود مر سجدہ تحیۃ را و ایں اختلاف بمطالعہ تفاسیر ہتوان یافت اکنون سخن است بتحقیق معانی احادیث طیبہ چنانکہ ذکر کرد صاحب مشکوٰۃ از شرح امام محی السنہ عن ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلعم فاخبرہ فاضطجع لہ النبی صلعم وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبہۃ النبی صلعم از لفظ صدق رؤیاک دلالت بر اشارت بجا آوردن ایں سجدہ است ظاہر است کہ دریں حدیث شریف صراحۃ سجدہ عبودیت و تحیۃ نیست پس ظن ہمین است کہ ایں سجدہ تحیۃ باشد اگر سجدہ عبودیت بودی حضرت صلعم رخصتش بر پیشانی نورانی و تاویل در کلام نفرمودے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

ترجمہ اور یہ بھی قول ہے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی ہے جس کے معنے جنس سجدہ ہیں پس اجناس سجدہ کی خدائے عزوجل کے لیے خاص ہونیکی تنبیہ ہے ۔ اور ان دو آخری صورتوں میں فلا تدعوا مع اللہ احدًا کے قرینہ سے سجدہ عبودیت کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے نہ سجدہ تحیۃ کی ۔ اور اگر مساجد سے اجناس سجدہ ہی مان لی جاویں تب بھی یہ مدلول اختلاف اور قرینہ مذکور کے سبب قطعی الثبوت نہیں ہے کہ اسکا ثابت ہونا قطعی مانا جا سکے تاکہ خاص سجدہ تحیۃ کے لیے ناسخ ہو جاوے ۔ اور یہ اختلاف تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے اب احادیث طیبہ کے معانی کی تحقیق میں گفتگو ہے جیسا صاحب مشکوٰۃ نے ذکر کیا ہے شرح امام محی السنہ سے کہ حضرت ابی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے روایت کی اس بارہ میں جو سوتا ہوا آدمی خواب میں دیکھتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر انھوں نے سجدہ کیا خواب میں پھر آپ سے ذکر بیان کیا تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ گئے اور فرمایا آپنے خواب کو سچ کرلے پس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کیا ۔ اس حدیث شریف میں لفظ صدق رؤیاک نے اس سجدہ کی بجا آوری کی اشارت پر دلالت ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث شریف میں سجدہ عبودیت اور تحیۃ کی صراحت نہیں ہے ۔ پس گمان یہی ہے کہ یہ سجدہ سجدہ تحیت ہووے اگر سجدہ عبودیت ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت سجدہ کی پیشانی نورانی پر اور کلام میں تاویل نہ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

بیان تحقیق معنی احادیث شریفہ اور انکی تفسیر

مطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم الخ

تفسیر حدیث شریف اول حضرت ابی خزیمہ کا سجدہ جبین مبارک پر کرنا یکے بنا بر تصدیق رؤیا

واخرج الامام احمد بن حنبل رضـ عن عائشة رضـ ان رسول الله صلعم كان في نفر من
المهاجرين والانصار فجاء بعير فسجد له فقال اصحابه يا رسول الله صلعم تسجد
لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال رسول الله صلعم اعبدوا
ربكم واكرموا اخاكم ولو كنت آمرًا لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها
بدانکه تقریر تعلق جواب با سوال ضرورتا جواب از سوال خاص مجمل بعضمن عموم عبادت خصوص
معبود و عموم اکرام و تکرم مساوی المنزلت تفصیلاً بفصاحت کلام و بلاغت مرام است
حاصل آنست که هرچه از جنس عبادت بدنی و مالی برائے معبود است برائے اکرام مساوی جائز نیست

ترجمہ اور نکالا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہ حدیث کہ تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں مہاجرین اور انصار کے کہ ایک اونٹ آیا اور سامنے آپکو سجدہ کیا اصحاب نے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم آپکو سجدہ کرنیکے زیادہ لائق ہیں تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی تکریم اور عزت کرو۔ اور اگر میں کسی کو
کسی کے واسطے سجدہ کرنیکا حکم کرتا ہوا تو البتہ میں عورتوں کو ان کے شوہروں کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔
فائدہ سمجھنا چاہیے کہ جواب کو سوال کے ساتھ جو تعلق ہے اسپر نظر کرنے سے یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ سوال خاص
مجمل ہے جسکا جواب عام ہے یعنی عبادت اور خصوص معبود اور عموم اکرام اور تکرم مساوی المنزلت بطور تفصیل ہے پوری فصاحت
کلام اور بلاغت مرام۔ یعنی سوال و جواب کے تعلق جو ان کے درمیان ہے غور کرو کیونکہ مفہوم مطلب ہی اسکے اسی کے
تعلق میں ضرور نظر کرنا ضروری ہے تو ضرور کئی امر معلوم ہونگے۔ ایک یہ کہ سوال رخصت سجدہ کی بابت ہے۔ دوسرے
اسکا جواب مجمل ہے۔ تیسرے اس مجمل جواب کے ضمن میں عموم عبادت کا بیان ہے۔ چوتھے خصوص معبود کا اظہار ہے۔ پانچویں
عموم اکرام کا حکم ہے۔ چھٹے یہ کہ وہ لوگ بھی جو عموم اکرام میں شامل ہو کر مکرم سمجھے جاتے ہیں انکا بھی عموم ہے۔
ساتویں اس حکم اکرام کی تفصیل مراتب ہے۔ آٹھویں باوجود مجمل کلام کے اسقدر مطالب مع التفصیل سمجھ جانا ہے۔
ظاہر ہے اس کلام کا اپنے مقاصد میں فصیح و بلیغ ہونا بخوبی ظاہر ہے اور فصاحت یہ کہ بیان عام فہم اور بامعنی
ہو۔ اور بلاغت یہ کہ قلیل الفاظ میں کثیر معانی ہوں۔ حاصل یہ کہ جو کچھ بدنی اور مالی عبادت کی جنس سے بجہت
معبودیت معبود کیواسطے ہو وہی بصورت اکرام بتفاوت نیت ہر شخص کے اکرام کے لیے جائز ہے پس ہر ترک کے لیے
زیادہ مناسب ہے اور سجدہ بھی ایک قسم اسی کی ہے مطلب یہ کہ سوال خاص عبادت سجدہ کا جواب سلام عبادتیہ
حکما دیا اور ضمن خصوص معبود کا اظہار کر کے پھر اکرام مساوی کا حکم اسی پر [illegible] کر کے [illegible]
[illegible] عبادت بدنی و مالی کہ معبود کیلیے [illegible] مساوی کے اکرام کے لیے جائز ہے [illegible]
[illegible] حالانکہ سجدہ بھی [illegible] عبادت ہے تو ثبوت عبادت ظاہر عموم عبادت کے لیے [illegible]

تفسیر حدیث در امر [illegible] و تعظیم [illegible] سجدہ [illegible] اور سوال [illegible] آنحضرت صلعم [illegible] سجدہ [illegible]

[illegible]

پس برائے اعلیٰ اولیٰ است و سجدہ ہم نوعی از انست از ینجا است کہ سجدہ و قیام بر ربطِ یدین و
و انحناء و نذرانہ از ہر چہ باشد و ذبیحہ اکراماً رو است و بقطع تعلق مذکور جواب از سوال خود
شد و نیز اصلی دیگر برای استدلال بر جوازِ قیام بر ربطِ یدین و انحناء و ذبیحہ اکراماً ثابت شد
چنانکہ فقہاء جواز آنہمہ فرمودہ اند ہم و ظاہر است کہ امر ثابت است نہی مگر اشارتاً از عموم
عبادت بغیر معبود کہ آں مراد است بجائی خود و مانع نشود سجدہ تحیۃ ثابت مذکور را و اگر
مرعوم شود سجدہ تحیۃ معارض شود ثابت مذکور را فکیف الزعم + و خصوص اکرام باخوت حقیقی
معارض شود عموم ثابت قرآنی و حدیثی را کہ باکرام غیر عام واقع است قال سبحانہ و اخفض
جناحک للمومنین الآیۃ و قال صلعم ان من اجلال اللہ اکرام ذی شیبۃ المسلم
نیز عموم اکرام باخوت مجازی است ای بمعنی مساوی و اخوت حقیقی با حضرت سرور انبیاء صلعم ثابت نیست

ترجمہ پس یہاں سے یہ مسئلہ حاصل ہوگیا کہ سجدہ - اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا - اور سلام کیلیے جھکنا - اور نذر کا کرنا جس چیز کی ہو - اور قربانی اکرام مکرم کے لیے جائز ہے - اور اگر اس تعلق سے جو سوال و جواب کی نسبت مذکور ہے قطع نظر کیجائے تو یہ جواب سوال خاص کا کیسے ہوگا بلکہ نہیں ہوسکتا ہے کہ قطع تعلق مذکور کرنے پر سوال خاص سجدہ کا یہ جواب ہو کیونکہ سوائے اسکے ایک اصل اور قاعدہ اور بھی اکرام و تعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے - اور جھکنے - اور قربانی کرنیکے جواز پر دلیل اختیار کرنے کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء نے ان سبکو جائز فرمایا ہے - اور وہ ظاہر ہے اسطرح کہ حدیث مسطورہ میں جواب سوال میں جو امر ہے وہ ثابت ہے نہی یعنی کرنیکا حکم ہے ممانعت نہیں ہے مگر عموم عبادت سے اشارتاً غیر معبود کے لیے بھی ثبوت ہے کہ وہ بجائے خود مراد ہے اور سجدہ تحیۃ امر ثابت مذکور کا مانع نہیں ہوتا ہے کیونکہ سوال ثابت کا جواب ثابت ہیں بغیر نفی نہی واقع ہوا ہے - پس اثبات عبادت معبود مخصوص تعمیم عبادت غیر مخصوص کا نافی و مانع نہیں - اور حکم ثبوت اکرام ہر قسم کی تعظیم و مکرمت کو شامل ہے اور سجدہ تحیۃ بھی تعظیمی اور اکرامی ہے تو بطور تکریم مکرم کے لیے جائز ہے اور امر ثابت مذکور کا کسی طرح مانع نہیں کیونکہ عموم عبادت میں تحت اکرام داخل ہے پس خصوص عبادت کو کسی طرح مانع اور اسکا معارض نہیں ہے - اب یہ زعم کہ سجدہ تحیۃ امر ثابت مذکور کا معارض ہوتا ہے کیسا زعم ہے - حالانکہ خصوص اکرام بھی حقیقی اخوت کے ساتھ اس حدیث کے الفاظ اکرموا اخاکم سے ثابت نہیں ہے اسلیے کہ وہ معارض ہوتا ہے عموم اکرام کا جسکا ثبوت قرآن اور حدیث سے اکرام غیر کے لیے عام واقع ہوا ہی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے واخفض جناحک للمومنین الآیۃ کہ سورہ حجر کے رکوع ششم میں ہے یعنی اور جھکا دیجیے اپنی بازو کو مومنین کیواسطے یعنی انکا اکرام کیجئے جیسا بزرگ و بڑا خوردوں کے لیے زیبا ہے - اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

وعجازی منہی عنہ بکفر است. لقولہ تعالیٰ ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم
لبعض ان تحبط اعمالکم الآیہ وفقرہ لو کنت آمرا الخ نفی آمریت مخصوصہ باین سجدہ با [illegible]
استمرارش باقتضار ربط باحدٍ ہم ثابت است نہ نفی سجدہ بلکہ ثبوت باستحسان این
سجدہ واولویتش برائی والدین واستاذین ورسول الله صلعم بمقابلہ زن وشو
است چہ ماموربہ نتواند شد مگر سجدۂ تحیۃ ونہ نفی امریۃ عامہ مستمرہ چہ آنحضرت صلعم آمر و
ناہی است عموماً واستمراراً پس یدل علیہ عموم لفظ آمر وربط باحدٍ ہم وفی المواہب اللدنیہ
عن انس بن مالک رض قال دخل رسول الله صلعم ومعہ ابوبکر وعمر ورجل

ترجمہ: حکم اور مجازی اخوت منہی عنہ بکفر ہے یعنی بسبب کفر کے قرآن مجید سے اسکی نہی ومخالفت ثابت لہذا ممنوع ہے
اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط
اعمالکم الآیہ یعنی اور نہ پکارو زور سے آپکو وقت گفتگو جیسا بعض تمہارے بعض کو زور سے پکارتے ہیں کہ تمہارے اعمال
ایسی صورت میں اکارت ہو جاینگے آخر آیت تک۔ اور فقرہ حدیث لو کنت آمرا الخ سے اسی سجدہ کی امریت مخصوصہ
کی نفی ثابت ہے جسمیں ربط احد کے اقتضار سے فائدہ استمرار ہے نہ نفی ہر سجدہ کی بلکہ اس سجدہ تحیۃ کے مستحسن ہونیکا ثبوت ہے
اور جورو خاوند کے مقابلہ میں والدین اور استادین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسکی اولویت ثابت ہے
کیونکہ ماموربہ نہیں ہوسکتا ہے سوائے سجدہ تحیۃ کے۔ اور نہ امریت عامہ مستمرہ کی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم عموماً اور
استمراراً آمر وناہی ہیں جسپر امر کے لفظ کا عموم اور اسکا احد کے ساتھ ربط دلالت کرتا ہے۔ یعنی فقرہ حدیث لو کنت
آمرا الخ میں خاوند کے لیے بیوی کو سجدہ کرنیکے ساتھ ہر ایک کو ہر ایک کے لیے سجدہ کی امریت کی یعنی حکم کرنیکی شرط لگانے سے
جسمیں استمرار کا فائدہ ہے یہی مخصوص امریت کی نفی کا ثبوت ہے یعنی اس خاص وجہ میں سجدہ کیلیے خاص حکم کرنیکی نفی ہے نہ نفی سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی بلکہ اس سجدہ کے مستحسن ہونیکی نسبت ثبوت ہے اسلیے کہ نفی ترتب اثر ثبوت ذہنی ثابت کی
ہوتی ہے پس ثابت کا نفی سے متقدم ہونا ضروری ہے۔ اور خاوند بی بی کے مقابلہ میں ماں باپ اور دینی استاد اور رسول اللہ صلعم
کے لیے اسکی اولویت ہے کیونکہ ثبوت متقدم میں ماموربہ نہیں ہوسکتا ہے مگر سجدہ تحیۃ پس اسی کا حکم کیا جاسکتا ہے اور یہی مراد
ہوسکتا ہے اور اسی ثبوت کے عوارض میں سے کسی عارض کی نفی ہوسکتی ہے نہ عین ثابت کی لہذا نفی سجدہ تحیۃ [illegible] کی ہے نہ عام سجدہ
کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم ہمیشہ کے لیے عام طور پر حکم کرنیوالے اور ممانعت فرمانیوالے ہیں جسپر لفظ
امر کا عام ہونا اور پھر اسکے ساتھ لفظ احد کا ربط دلالت کرتا ہے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکر و

مطالب تفسیر حدیث شریف فی المواہب اللدنیہ عن انس رض قال دخل رسول الله صلعم الخ

تفسیر حدیث سوم حضرت انس رض [illegible]

من الانصار وفی الحائط غنم فسجدت لہ صلعم فقال ابوبکر یا رسول اللہ صلعم نحن احق بالسجود لک من ہذہ الغنم فقال رسول اللہ صلعم لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا للہ تعالی۔ باید دانست کہ بر لفظ سجود الف ولام عہد ذہنی تواند شد اعنی سجدہ کہ غنم بجا آوردہ وآں جز تعظیمی نتواند شد از ینجا است از صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نحن احق بالسجود لک من ہذہ الغنم نہ الف ولام استغراق کہ مشتمل سجدہ عبودیت تواند شد وآں برای غیر اللہ تعالی جائز نیست ولفظ ینبغی در محل جواز مستعمل است نہ وجوب پس حاصل ایں است کہ ایں سجدہ بیش کہ سخن در آنست ہم سزاوار نیست کسی را برای کسے لکن سزاوار است برای اللہ جل شانہ بجواز نفی نفس در مستدرک منہ ہم واثبات نفس در مستدرک ہم ودر یں صورت الا بنا بر استدراک است نہ تحصیر نفس چہ جواز مانع تحصیر است

ترجمہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہم تھے اور اُس احاطہ میں ایک بکری تھی پس اُسنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہم آپ کو اس سجدہ کرنیکے اس بکری سے زیادہ حقدار ہیں اسوقت رسول اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا کسیکو کسی کا سجدہ کرنا نہیں زیبا ہے لیکن خدای برتر کے لیے یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ سجود پر فقرہ نحن احق بالسجود الخ میں الف ولام عہد ذہنی کا ہوسکتا ہے کہ مراد اس سے وہی سجدہ ہے جو بکری نے ادا کیا اور وہ سوائے تعظیمی کے اور نہیں ہوسکتا۔ اسی بنا پر قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے نحن احق بالسجود لک من ہذہ الغنم یعنی بکری کی نسبت دیگر خود کو زیادہ حقدار سجدہ بیان کرنا تاکہ معلوم ہو کہ مراد وہی سجدہ ہے جو بکری نے کیا جسمیں غایت تعظیم مقصود تھی۔ نہ الف ولام استغراق کا لفظ مذکور پر ہے جو سجدہ عبودیت کو مشتمل ہوسکتا ہے کیونکہ غیر خدا کے لیے ایسا سجدہ جائز نہیں ہے۔ اور لفظ ینبغی اور لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہوتا ہے نہ وجوب میں پس فقرہ لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا للہ تعالی کا حاصل یہ ہوا کہ یہ سجدہ جس میں کلام ہے کسیکو کسی کے واسطے زیبا نہیں ہے لیکن زیبا ہے اللہ جل شانہ کے واسطے مستدرک منہ میں جواز نفی کے ساتھ اور مستدرک میں اثبات کے ساتھ۔ کیونکہ جملہ مستدرک منہ جسکی جواز نفی سے مفہوم اثبات مستدرک حاصل ہوا ہے اُسکے لفظ لا ینبغی میں نفی جواز کے اعتبار سے کسیکو کسی کے لیے سجدہ سزاوار نہ ہونا جائز ہے اور جملہ مستدرک الا للہ تعالی اس میں اسی اعتبار سے اُسی کا اثبات بوجہ استدراک واجب ہے پس جملہ سابق کا یہ مفہوم حاصل ہے اور اس صورت میں حرف الا استدراک کے لیے ہے نہ تحصیر کے لیے کیونکہ جواز اثبات ونفی جس کا لا ینبغی مقتضی ہے وہ مانع تحصیر ہے لہذا حرف الا بمعنے حصر واستثناء یہاں نہیں مراد ہوسکتا بجز جواز اور استدراک کے۔

بیان لفظ ینبغی ولا ینبغی کہ استعمال اش در محل جواز است

هم و نیز باید دانست که آن یسجد هم عام نتواند شد که خصوص سجدۂ عبودیت را هم شامل تواند شد
آن در تحت لا ینبغی نتواند شد که منفی به پیش برای غیر الله تعالی هم و مثبت به پیش برای
الله تعالی هم بوجوب است پس سخن در سجده جائز تواند شد که سجدۂ تعظیم است نه سخن در سجده
هم واجب که سجدہ عبودیت است پس ازین حدیث شریف اولویۃ سجدہ تعظیم هم برای حق
عزوجل که شامل عبارت است توان فهمید نه نفی سجدۂ تحیت که معارض شود مر ثابت را
حدیث شریف ای ما رواه ابو داؤد عن قیس ابن سعد رض قال اتیت الحیرة فرایتهم
یسجدون لمرزبان لهم فقلت لرسول الله صلعم احق ان یسجد له فاتیت
رسول الله صلعم فقلت انی اتیت الحیرة فرایتهم یسجدون لمرزبان لهم فانت
احق ان نسجد لك فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له قلت لا
فقال لا تفعلوا ؛

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ان یسجد کے سجدہ بھی تمام مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ خصوص سجدہ
عبودیت کو بھی شامل ہو سکے گا۔ اور سجدۂ عبودیت لا ینبغی کے تحت میں نہیں ہو سکتا ہے کہ منفی بہ
غیر خدا تعالی کے واسطے ہے اور مثبت بہ خدا تعالی کے لیے مرتبہ وجوب میں ہے یعنی سجدہ عبودیت کی نفی غیر خدا
کے واسطے اور اسکا اثبات خدا کے لیے واجب ضروری ہے۔ لہذا گفتگو سجدۂ جائز میں ہو سکتی ہے جو سجدۂ تعظیمی
ہے نہ سجدۂ واجب میں جو سجدۂ عبودیت ہے کہ اسمیں کلام کی گنجائش نہیں۔ پس اس حدیث شریف سے اولویت
سجدۂ تعظیم کی خدائے عزوجل کے لیے بھی کہ شامل عبارت ہے سمجھی جا سکتی ہے نہ نفی سجدۂ تحیت کی جس سے
معلوم ہوتی ہے کیونکہ نفی میں خاص ثابت کے ساتھ معارضت پیدا ہو جاوے گی ؛
اور اس حدیث شریف میں یعنی جسکو ابو داؤد نے حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت کیا کہ کہا حضرت قیس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں
کے حاکم کے لیے اسکے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا اس وقت میں نے اپنے دل میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ آپ کے لیے سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں
پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ
میں آیا تو میں نے وہاں کے مرزبان کے لیے اس کے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا پس آپ زیادہ مستحق
ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تو نے معلوم کر لیا جبکہ تو میری قبر پر گذر کیا ہے تو
اس کا سجدہ کرے؟ میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا مت کرو ؛

این شرط و جزا مبنی بر جوازش است ورنہ در صورت تخالف شرط و جزا ش ای قبل بلی بمقابلہ لا وقیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا م مبنی بر عدم جواز ثابت خواہد شد و در صورت صحۃ منع از شرط ش بحمل استفہام بمراد منع و باید دانست کہ حمل استفہام بمراد جواز ہم تواند شد م صحۃ منع از جزا معارض با ثابت یعنی صدق رؤیاک وغیر آن است و این منع عام ش بجمع مخاطب م سجدہ تحیۃ مخصوص بتوقفش بر شرط و بتقابلش با ثابت ش ای صدق رؤیاک وغیر آن م ضعفا لعموم مفعول نہی بسجدہ ش متعلق بعموم م مشروط ش یعنی تواند شد کہ این نہی از سجدہ مشروط باشد پس حاصل چنین است کہ اگر ہستی کہ سجدہ کنی قبر مرا بمعرفت سوبیت عظمتم در حیات و ممات سجدہ کنی تو وہر کہ عارف باشد و اگر نہ کن تو وہر کہ نباشد م

ترجمہ یہ شرط و جزا اُسکے جواز پر مبنی یعنی خبر دی رہی ہیں ورنہ شرط و جزا کے مخالف ہونیکی صورت میں جبکہ مقابلہ لا میں بلی کہا جاوے۔ اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں اِفعلوا کہا جاوے۔ تو اس شرط و جزا کا ابنا یعنی آگہی عدم جواز پر ثابت ہوگی۔ یعنی بطور استفہام حاضری مزار کی شرط پر اسمیں سجدہ کی قید لگانا اُسکے جواز کی خبر دے رہا ہے۔ ورنہ جملہ شرطیہ میں در صورت خلاف بجائے نا کے ہاں اور بجائے مت کرو کے کرو کہا جائے تو یہ شرط و جزا نہ جائز ہونے پر خبر دینے والے ثابت ہونگے۔ مطلب یہ کہ اسطرح کہنا کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو کہ اسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ نہیں تو حکم ہوا مت کرو۔ اسمیں اگر حاضر مزار ہونے پر سجدہ کرنیکا جواز نہ مانا جائیگا تو اسکے خلاف میں یہ عبارت کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر تو میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اُسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہو کہ کرو تو یہ شرط و جزا دونوں نہ جائز ہونے پر آگہی دینے والے ثابت ہونگے۔ حالانکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حمل استفہام یعنی کلام کا استعمال استفہام پر جو بطور سوال ہو محمول کرنا مراد کے جائز ہونے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور شرط سے ممانعت کے صحیح ہونیکی صورت میں جبکہ شرط ممانعت کی مراد پر استفہام کے ساتھ محمول ہو حالانکہ حمل استفہام مراد جواز پر بھی ہو سکتا ہے۔ جزا سے صحیح ہونا ممانعت کا ثابت کے ساتھ معارض ہوگا یعنی جبکہ حاضری مزار کے جواز کے منع کو لا تفعلوا فرمانا پر صحیح مان لیا جاوے تو سجدہ کے جواز کی ممانعت کا صحیح ہونا اقوال ثابت کے معارض ہوگا جیسے صدق رؤیاک وغیرہ مذکور ہوئے۔ اور یہ منع عام کا لا تفعلوا جمع مخاطب کے ساتھ سجدہ تحیۃ کا کہ اُسکا توقف شرط پر ہونیکے سبب منع مخصوص اور اُسکا مقابلہ ثابت کے ساتھ ہونیکے سبب یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے کہ مذکور ہو چکے ہیں مع توقف شرط ضعف کی صورت میں ہے تو یہ منع عام مخصوص ضعیف مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یا نہی سجدہ مشروط سے ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ یہ نہی سجدہ مشروط کی ہووے۔ پس حاصل اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہے کہ میری مساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت زندگی اور موت میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کرے اور جبکہ تجھے یہ معرفت نہیں ہے تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہ ہو۔

یا نہی مفید اثبات ش اے تواند شد کہ نہی نفی مفید اثبات باشد پس حاصلش چنین است آنکہ
گفتی کہ سجدہ مکنم قبر را چنین مکن تو وہر کہ آنقدر قواست در عظمتم بحالت حیات و ممات ھم بحذف ش
متعلق عموم ھم وجواز مع امکن عام ش بجمع مخاطب ھم در تخالف شرط وجزا ش اے قبل
بلی بمقابلہ لا وقبل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ھم د توافقش باثبات ش اے صدق
رؤیاک وغیر آں ھم قوتا ثابت است پس ایں منع مخصوص بعرض دیگر ش یعنی
شرط ھم بذاتش ضعیف معارض نشود مر عموم ثابت قوی را بلکہ از اشارت شرط ومفعول
نہی در جانب نفی سجدہ قبر مبارک ہم ثابت پس برائے حضرت اکرم ومکرم صلعم در حالت
حیات بالاولویتہ ثابت

ترجمہ یا یہ منع عام مخصوص بصورت ضعف ایسی نہی سے ہے جو مفید اثبات کی ہے سبب حذف کے مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یعنے
ہوسکتا ہے کہ یہ نہی نفی کی ہو دی جو اثبات کو مفید ہے پس اسکا حاصل یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو
اور جو کوئی ہو دیکہ کیونکہ میری عظمت بحالت حیات و ممات میں تفرقہ ہوتا ہے۔ اور اس سجدہ تحیۃ کا جواز عام جمع مخاطب کے سبب شرط
وجزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ لا کے مقابلہ میں بلی اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ اور اسکے موافق
ہونیمیں امر ثابت کے یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے ساتھ ازروئے قوت ثابت ہے۔ پس یہ منع مخصوص جو غیر کے یعنی شرط کے عارض
ہونیکے سبب ضعیف ہے اپنی ذات میں خاص عموم ثابت قوی کا معارض نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بسبب اشارت شرط اور مفعول نہی کے
کہ جو نفی کی جانب میں ہے سجدہ قبر مبارک کا بھی ثابت ہے۔ پس حالت حیات میں حضرت اکرم مکرم صلعم کیلیے اولویت کے ساتھ ثابت ہے۔ حاصل مطلب تقریر مذکور کا
جو اس حدیث شریف میں اسکے آخر شرطیہ فقرہ سجدہ قبر مبارک کی نسبت ہے یہ ہے کہ اسمیں شرط وجزا سجدہ تحیۃ کے جواز پر آگاہی دے رہی ہے کیونکہ حضور صلعم
کا یہ فرمانا کہ کیا تونے معلوم کرلیا کہ اگر تو میری قبر پر گذر کرے کیا تو ایسا ہی کہ اسکا سجدہ کرے جسکے جواب میں کہا گیا نہیں تو فرمایا مت کرو۔ ابتدا میں شرط سے قصد
استفہام محمول ہوا ہے۔ اور اس قسم کے سوال سے مراد کا جائز ہونا بھی مقصود ہوتا ہے پس یہاں جواز مقصود میں کلام ہوا ہے۔ اسلیے اگر حمل استفہام
مراد منع پر شرط صحت منع سجدہ تحیۃ کے لیے مان لیا جاوے یعنی شرط زیارت قبر کی قدر میں سجدہ قبر کی ممانعت سوال کو رسمی صحیح بھی جاوے تو اسکی جزا سجدہ مذکور کی
ممانعت کا صحیح ہونا امر ثابت صدق رؤیاک وغیرہ کے معارض نافع ہوگا۔ اور یہ منع جو لا تفعلوا یعنی مت کرو جمع مخاطب سے اپنی ذات میں عام ہے
شرط زیارت قبر پر جو غیر چیز ہے متوقف ہونیکے سبب مخصوص ہوگیا ہے مگر بحالت ضعف۔ اور پھر امر ثابت مذکور سے مقابل ہونیکے سبب ضعیف مخصوص
پس ممکن ہے کہ یہ منع مخصوص مفعول نہی لا تفعلوا کے عام ہونیکے سبب نہی سجدہ مشروط سے ہو جسکا حاصل اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری مساوی
عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت حیات و ممات میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کر کرے اور تجھے یہ معرفت نہیں ہے تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت ہو
یا ہوسکتا ہے کہ یہ نہی اس نہی سے ہے جو مفید اثبات ہے یعنی نفی کی نہی ہے جسکا حاصل اثبات ہے جو حذف سے مفعول کے عام ہونیکے سبب یہ بھی اسی عموم میں شامل ہے
پس حاصل اسکا اسطرح ہے کہ وہ جو تونے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو دیکہ کیونکہ میری عظمت حالت حیات و ممات میں تفرقہ سے ہے اور اگر یہ سبب
تسلیم کیا جاوے تو شرط وجزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ بلی بمعنے ہاں بمقابلہ لا بمعنے نہیں۔ اور افعلوا بمعنے کرو بمقابلہ لا تفعلوا بمعنے مت کرو کہا جاویگا۔ تو اسوقت شرط وجزا سجدہ
تحیۃ کے عدم جواز پر آگاہی دینے والے ہونگے جسکا حکم امر ثابت سے متوافق ہو جاویگا کیونکہ افعلوا امر ثابت کا مقتضی ہے یہاں تک کہ حکم ثابت صدق رؤیاک وغیرہ میں سجدہ تحیۃ کا حضرت نبی کریم
صلعم کی حالت حیات کیلیے ہے۔ اور اس صورت میں جبکہ جمع مخاطب افعلوا سے بذاتہ اسکا جواز عام ثابت ہے اور امر ثابت سے اسکا توافق ہے تو اس عموم قوی ثابت خاص کا وہ منع [illegible]

بیان منع جو شرط کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] معارض نہیں ہوسکتا ہے

وعن صہیب انّ معاذاً لما قدم من الیمن سجد للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال الیہود تسجد لعظمائھا وعلمائھا ورایت النصارے تسجد لقسیسیہا وبطارقتہا قلت ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ السلام کذبوا علی انبیائہم تمت مع تفسیر کبیر۔ ظاہر است کہ سجدہ حضرت معاذ رض تحیۃ بودہ وسکوت حضرت صلعم براں وفرمود کہ دروغ گفتند برانبیائی خود چہ از کریمہ ماکان لبشر الخ ظاہر است وحکم شرک نفرمود۔ ازانجا کہ آنحضرت صلعم مبعوث بہ اوتیت بجوامع الکلم است این کلام بلاغت نظام کہ دریں بحث مذکور شد بحکمۃ است بنا بر موافقت مفہوم کریمہ ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ہ

ترجمہ اور یہ حدیث پنجم کہ روایت ہی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن سے آئے تو انھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے سجدہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا ای معاذ یہ کیا ہے عرض کیا یہود اپنے بزرگوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے نصاری کو دیکھا ہے کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہی انھوں نے کہا سنت تحیۃ انبیاء ہے تو آپ نے فرمایا انھوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ کہا۔ یہ حدیث تفسیر کبیر سے نقل کیگئی۔ ظاہر ہے کہ سجدہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تحیۃ کا تھا کہ خود انھوں نے بقول یہود و نصاری نقل کرکے حضور سرور عالم صلعم میں عرض کیا۔ اور حضرت صلعم کا اسپر سکوت بھی ظاہر ہے کہ بعد وقوع فعل سوال فرمایا کہ یہ کیا ہے وقت وقوع فعل کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے انبیاء پر انھوں نے جھوٹ کہا اسلیے کہ آیت کریمہ ماکان لبشر الخ سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب معنی اسکے مذکور ہونگے۔ اور اس سجدہ کے لیے حکم شرک نہ فرمایا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کہ آپ کی نعت و تعریف خود آپ کے زبانیکے مطابق اوتیت بجوامع الکلم ہے یعنی مجکو کلامہائے جوامع جو جامع سے بھی بڑھ کر ہیں دیے گئے ہیں یہ کلام بلاغت نظام کہ اس بحث سجدہ میں اوپر کی حدیث مر مذکور ہوا حکمت پر مبنی ہے اس آیت کریمہ کے مفہوم کی موافقت پر کہ سورۂ ال عمران کے آٹھویں رکوع میں ہے

مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ه

یعنی بشر کو نہیں زیبا ہے جبکہ اللہ اسکو کتاب اور حکم اور نبوۃ عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ میری بندگی کرنے لگو و لیکن کتاب الٰہی کی تعلیم اور اسکی تلاوت کرنے کے ربانی اور خدا پرست بنجاؤ +

مع اشارت اباحت سجدۂ تحیۃ و اولویۃ عمّی تفاوت الدرجات بموافقت کریمہ فقعوا
لہٗ ساجدین ہ و باید دانست در صورت تفرض باطل ثبوت دعوی منحالفین رفع
تعارض با کریمہ و حدیث شریف مشکل تر خواہد بود تم الکلام فی اثبات المرام ۔ بعد ازیں
سخن است دراینچہ فقہاء رح فرمودند کما فی فتاوی الھندیۃ من سجد السلطان
علی وجہ التحیۃ وقبّل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ
ھو المختار + قال ابو جعفر رح فان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ
النیۃ فقد کفر کذا فی جوھر الاخلاطی ولو قال لمسلم اُسجد للملک والا
قتلناک قالوا ان امرہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن
اُکرہ علی ان یکفر وکان الصبر افضل وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم
لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد کذا فی فتاوی قاضی خان +

ترجمہ ساتھ ہی اس کے حدیث مذکور میں آپ کا کلام بلاغت نظام سجدۂ تحیۃ کے مباح ہونے
کا اشارہ کر رہا ہے اور تفاوت درجوں کی بنا پر اُس کی اَولویت کو اس آیت کریمہ کے موافق بتلا رہا ہے کہ
فقعوا لہٗ ساجدین ہ جس کے معنے ابھی ذکر میں بیان فرق سجدہ عبودیت اور سجدۂ تحیۃ کے تحت میں بڑی
آیت کے ساتھ مرقوم ہو چکے ہیں ۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ مخالفین کے ثبوت دعوے باطل کرنا ان لیکی
صورت میں جو تعارض آیات کریمہ اور حدیث شریف کے ساتھ ہوگا اُس کا رفع کرنا اور دور کرنا بہت دشوار ہوگا
یہاں اثبات مقصود میں کلام تمام ہو گیا +

اب اس کے بعد گفتگو اس میں ہے جو فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا چنانچہ فتاوے ہندیہ میں ہے جس نے
سلطان کو تحیۃ کی وجہ میں سجدہ کیا یا اُس کے سامنے زمین بوسی کی کافر نہ ہوگا ولیکن گناہ کبیرہ کرنے کے
سبب گنہگار ہوگا ۔ اور یہی مختار ہے ۔ ابو جعفر رحمہ اللہ نے کہا ۔ اور اگر کسی نے سلطان
کو سجدہ عبادت کی نیّت سے کیا یا اُس کو نیت یاد نہ آئی تو تحقیق اُس نے کفر کیا ۔ جیسا کتاب جوہر
اخلاطی میں ہے ۔ اور اگر کہا کسی مسلمان کو کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے کہا فقہا
نے کہ اگر اُس کو اس سجدہ سے عبادت کے لیے حکم کیا ہے تو اسکو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کوئی
کفر کرنے پر مجبور کیا جاوے اُس حال میں صبر افضل ہے ۔ اور اگر تحیۃ و تعظیم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم
کیا ہے نہ عبادت کے لیے تو اُسکو سجدہ کرنا افضل ہے جیسا فتاوے قاضی خان میں ہے +

مطلب دراینچہ فقہاء رحم فرمودہ +

بیان فرق سجدۂ تحیت و سجدۂ عبودیت نقلاً
رد کے اقوال

وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجہال والفاعل والراضی
اثمان کذا فی الغرائب تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین
والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ تعالیٰ کذا فی الغرائب باید دانست مختار ہمین
است کہ سجدۂ تحیۃ کفر نیست فلا نزاع فیہ ولکن کبیرہ پس انتظار صحت وثبوت اصلی
برآنست وبر قول ابوجعفر رح البتہ سجدہ بہ نیت عبادت کفر است نہ بنیت تحیۃ ورنہ
معارض شود امر مختار را ولیکن بدون نیت مخالف انما الاعمال بالنیات است
پس دلیلی بر کفر بودنش می باید وقرضنا بوسیدن زمین پیش علماء وزہاد از افعال جہال
است ولیکن بر گنہگاری فاعل وراضی دلیلے باید چہ بسا است از افعال جہال کہ معصیۃ
نباشد وایستادن وخمیدن ودست بر دست گرفتن کہ اینہم از ارکان عبادت است جائز
است باشد کہ بفارق نیت باشد ورنہ بنیت عبادت کفر است ولیکن بر استثناء سجدہ
از جواز دلیلی باید آورد اکنون منکر سجدۂ تحیۃ را مجال تکفیر فاعلش نماند

ترجمہ اور زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے روبرو جاہلوں کا فعل ہے۔ اور اسکا کرنے والا اور پسند کرنیوالا گنہگار ہے چنانچہ کتاب غرائب میں ہے۔ جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کی خدمت کھڑے رہکر اور دو نو ہاتھ باندھکر اور جھک کر۔ اور سجدہ بجز خدائے برتر کے نہیں جائز ہے جیسا غرائب میں ہے +
اب سمجھنا چاہیے کہ مختار یہی ہے کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے پس اسمیں تو جھگڑا نہ رہا۔ لیکن اسکا گناہ کبیرہ ہونا سو اسکے صحیح ہونے کا اور اسپر کوئی قاعدہ کے ثابت ہونے کا انتظار ہے یعنی صحت گناہ کبیرہ کی اور اسکے کبیرہ ہونے پر کوئی اصل کا ثبوت کہ اسکا انتظار ہے۔ اور ابوجعفر رحمہ اللہ کے قول کی بنا پر البتہ سجدہ عبادت کی نیت سے کفر ہے نہ تحیۃ کی نیت سے۔ ورنہ امر مختار کا معارض ہوگا۔ ولیکن بغیر نیت یہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے مخالف ہے کیونکہ اعمال نیت پر مبنی ہیں پس احکام اعمال بھی نیت پر مترتب ہونگے۔ لہذا اسکے کفر ہونے پر کوئی دلیل چاہیے اور ہمنے مانا کہ عالموں اور زاہدوں کے آگے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے ولیکن اسکے کرنیوالے اور اس سے خوش ہونیوالے کی گنہگاری پر کوئی دلیل چاہیئے کیونکہ جاہلوں کے بہت سے افعال ایسے ہیں جو معصیت نہیں ہوتے۔ اور کھڑا ہونا اور جھکنا اور ہاتھ پر ہاتھ باندھنا کہ یہ بھی ارکان عبادت میں سے ہیں جائز ہیں لیکن لائق ہے کہ فارق نیت کے ساتھ ہوویں ورنہ عبادت کی نیت سے کفر ہیں ولیکن جواز میں سے سجدہ کے استثناء پر کوئی دلیل لانی چاہیئے۔ اب سجدۂ تحیۃ کے منکر کو اسکے فاعل کی تکفیر کی مجال نہ رہی +

شواہ سجدہ ہر لستیم کی تعظیم بطور خدمت غیر کے لیے جائز ہے عبارت غرائب +

حاصل وختار یہ کہ سجدہ تحیۃ کفر نہیں ہے اور اسکے گناہ کبیرہ ثابت وصحیح ہونے پر کوئی اصل سے دلیل ہونا چاہیئے

حکم کفر سجدہ پر بغیر نیت کے مقتضی دلیل ہے اور مخالف حدیث انما الاعمال الخ

چوں ارکان عبادت فارق نیت سے غیر کے لیے جائز اور بہ نیت عبادت کفر +

وجاب کبیرہ منظور فیہ ہست تا دلیلی واجب التسلیم موافق اصول فقہ نیارد و نیافتن
مباحات در افعال صحابہ رض دلیلی بر حرمت نایافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتی
واجب الاداء گردد و بسا واجب الترک پس سخن در نفس امر است نہ در اداء و ترک و آنچہ
آوردہ شد بر اثبات کافی است حاصل اینہمہ کہ گفتہ شد این است کہ امر بسجدہ تحیۃ نباید
ونہ بر ساجد تکفیر و تفسیق از آنکہ امر و نہی صریحی دران یافتہ نشد بل جواز بالاشارت یافتہ
شد پس مباح باشد و نیز باید دانست کہ ابو رافع قرظی و سید نجرانی گفتند ای محمد میخواہید
کہ بپرستیم شمارا و اختیار سازیم شمارا رب خود پس فرمود معاذ اللہ آنکہ بپرستیم غیر خدای
خدای تعالی را و آنکہ امر کنیم بغیر عبادت اللہ سبحانہ پس نہ مبعوث کرد مرا اللہ تعالی باین
ونہ امر فرمود باین پس نازل شد این کریمہ ما کان لبشر الخ در تفسیر کبیر مذکور است
ہم می تواند شد کہ صحابہ کرام وغیرہم رض سجدہ تحیۃ اعلاناً نیاوردہ باشند تا نگویند کہ حضرت صلعم

می پرستانند خود را باخفاء و آن معلوم نیست

ترجمہ یعنی جانب کبیرہ وہ منظور فیہ ہے کہ ہنوز انہیں عذر و حجت باقی ہے جبتک کوئی دلیل واجب التسلیم اصول فقہ
کے مطابق نہ لاویں۔ اور مباحات کا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ملنا نایافتہ چیز کے حرام ہونے پر کچھ دلیل
نہیں ہوسکتا ہے بلکہ بہت سی مباحات کسی وقت میں واجب الادا ہوجاتے ہیں یعنی ادا کرنا انکا واجب
سمجھا جاتا ہے اور بہت سی واجب الترک کہ ان مباحات کا ترک واجب سمجھا جاتا ہے پس کلام نفس امر میں
ہے نہ ادا و ترک میں۔ اور جسقدر کہ اثبات پر بیان کیا گیا کافی ہے۔ حاصل اس سب کا جو کچھ کہا گیا یہی ہے کہ سجدہ تحیۃ کا حکم
نہ دینا چاہیے نہ ایسا سجدہ کرنیوالے پر تکفیر و تفسیق کا حکم جاری کرنا چاہیے یہ کہ اسکو کافر و فاسق بنایا جاوے کیونکہ
صریحی اور صاف صاف نہ انہیں حکم ہے اور نہ ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ اشارتاً جواز پایا جاتا ہے پس مباح ہوگا
اور بھی سمجھنے کی بات ہو کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے جو ابو رافع قرظی اور سید نجرانی نے شان نزول آیت کان لبشر الخ
کی نسبت کہا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی پرستش کریں اور آپ کو ہم اپنا رب مان لیں
تو فرمایا آپ نے معاذ اللہ یہ کہ میں غیر خدائے تعالی کی پرستش کروں اور یہ کہ خدائے سبحانہ کی عبادت
کا غیر کے لیے حکم کروں پس مجھکو اللہ تعالی نے اسکے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ ایسی بات کا حکم کیا پس
یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ما کان لبشر الخ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین اعلان کے طور پر سجدہ تحیۃ نہ ادا کرتے ہوں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خود کو پجواتے ہیں۔ مگر پوشیدہ طور پر اور یہ نہیں معلوم ہے کہ ایسا ہو +

مباحات کا ثبوت اثر سے
نہ ہونا دلیل حرام نہیں بلکہ کبھی وقت [illegible]
واجب الادا ہو جاتی ہیں
اور کبھی واجب الترک

واگر در اسرار در آئی یابی کہ سجدۂ تحیۃ در ضمنِ خود موصل بسجدۂ عبادت للہ تعالیٰ است مرعارف باللہ تعالیٰ را چنانکہ سجدۂ تحیۃ ملائکہ برائے حضرت آدم عم بنا بر مقصدے کہ از لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ و نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ و اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط ظاہر است مَعًا موصل الی اللہ تعالیٰ است عم و ابلیس لعین از خودی در استکبار ماندہ محروم از معرفت وسعادت شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا۔ وسجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب برائے حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام بنا بر مقصدیست کہ در کریمہ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ ای مالی فی حبِّ یوسف عم مستتر است مَعًا موصل الی اللہ تعالیٰ است عم چنانکہ در ضمن سجدہ طرفِ قبلہ سجدہ طرف نورِ تجلی است و در ضمنش سجدہ برائے اللہ سبحانہ است و در ضمنِ مسح وتقبیل حجر اسود و مصافحہ وتقبیل ید اللہ تعالیٰ پس باید دانست اگر سجدۂ تحیۃ موصل الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ۔ اگر تو اسرار میں در آئے یعنی انہیں غور و فکر کرے تو پائیگا کہ سجدۂ تحیۃ اپنے ضمن میں خاص عارف باللہ تعالیٰ کو کہ معرفت خدا میں وہ مخصوص ہو سجدۂ عبادت کی طرف جو خالص خدائے برتر کے لیے ہو موصل یعنی ملانیوالا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کیواسطے سجدۂ تحیۃ ملائکہ کا۔ اُس مقصد کی بنا پر جو لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔ اور نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ اور اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً سے ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف موصل ہے۔ معنی آیات مذکورہ یہ ہیں یعنے اُسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا سجدہ کا کون مانع ہوا۔ میں نے اسمیں میری کچھ روح پھونکدی ہے میں تحقیق زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور ابلیس لعین خودی سے غرور و استکبار میں رہگیا معرفت اور سعادت سے محروم ہو گیا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا یعنی ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے ہم خدائے برتر کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اُسی مراد کی بنا پر ہے کہ اس آیت کریمہ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ ط وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ میں کہ سورہ یوسف کے دسویں رکوع میں ہے۔ پوشیدہ ہے ای مالی فی حبِّ یوسف عم یہ موصل اللہ کیطرف ہے جیسا ترجمہ کریمہ میں ملاحظہ ہو۔ یعنی میں تو اپنے احوال اور غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں نہ غیر سے۔ مراد یہ جو کچھ حبِّ یوسف میں مجھپر اللہ سے غم و حال وارد ہے اور جس میں مبتلا میں گرفتار ہوں میں ہی جانتا ہوں تمہیں کیا معلوم تم جانتے ہی نہیں۔ اور یہ موصل اللہ کیطرف اسی طرح ہے جیسا کہ سمت قبلہ سجدہ کرنیکے ضمن میں سجدہ نورِ تجلی کی طرف ہے اور اُسکے ضمن میں سجدہ اللہ سبحانہ کیواسطے ہے۔ اور حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے ضمن میں خدائے تعالیٰ کے ید مبارک کا مصافحہ اور چومنا ہے۔ پس سمجھنا چاہئے کہ اگر سجدۂ تحیۃ موصل خدائے تعالیٰ کی طرف

نباشد اثم است چنانکہ قیام لقولہ صلعم لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم
بعضا ش شرح این حدیث شریف در ذکر کیفیت زیارت القبور در ذکر قیام مرقوم است
م و تواند شد کہ قول فقہا رح در حرمت سجدۂ تحیت برین مراد باشد زین پس اینکہ با اعتقاد
جوازش ترک عملش بوجہ خیر کہ جواز سجدۂ تحیت ندانند و بر ساجد حکم کفر کنند یا گمان سجدۂ عبودیت
برده رد انبرند و نیز اختلاف اشتباہ تر است کہ ہو معمول العلماء و حکم کفر و شرک بر ساجد
بیم کفر بر حاکم بہ سبب اختلاف مدعا دارد و آنچہ از قول فقہا رح یافتہ می شود شاید
کہ برائے حفظ نادان باشد اکنون سخن است در کیفیت طواف قال سبحانہ ولیطوفوا
بالبیت العتیق وقال سبحانہ ان الصفا والمروة من شعائر اللہ فمن حج
البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر

مطلب در کیفیت طواف و تفسیر کریمہ ولیطوفوا الخ و ان الصفا والمروة الخ

علیم الآیۃ

ترجمہ نہ ہوگا گناہ ہے جیسا کہ قیام بنا بر فرمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمت کستر
ہو جیسا کہ عجمی لوگ کہ بعض انکے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح ذکر کیفیت زیارت
کے ذکر قیام میں مرقوم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ کا قول سجدۂ تحیۃ کے حرام ہونے میں اسی مراد
پر ہو۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ باوجود اعتقاد سجدۂ تحیۃ کے جائز ہونے کے اسکا ترک عمل اولیٰ
تر ہے یعنی بہت مناسب اس وجہ سے کہ خیر جو سجدۂ تحیۃ کا جواز نہیں جانتا ہو ایسا نہ ہو کہ اس سجدہ کرنے
والے پر نہ حکم کفر لگا دیوے یا وہ سیر سجدۂ عبودیت کا گمان لیجا کر اسکو خیر کے لیے روا سمجھے۔ اور
پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہونیکے سبب بھی باوجود اس کے اعتقاد جواز کے اس عمل کا ترک بہت بہتر
ہے چنانچہ یہی معمول علماء کا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کے کرنیوالے پر کفر و شرک کا حکم دینا اسکے حکم کرنے والے
پر مدعا کے اختلاف کے سبب کفر کا اندیشہ رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ فقہاء رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا
ہے شاید وہ نادان کی حفاظت کے لیے ہو۔ اب گفتگو ہے کیفیت طواف میں فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ
حج کے رکوع چار میں وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ یعنی چاہیے کہ خانہ اللہ کا طواف اور استطاعت حج
کریں۔ اور فرمایا خدائے سبحانہ نے سورۂ بقر کے انیسویں رکوع میں إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ
اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ
شَاكِرٌ عَلِيمٌ یعنی یہ تحقیق صفا اور مروہ اللہ کے شعائر یعنی نشانیوں میں سے ہیں پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا
تو اس پر گناہ نہیں ہے یہ کہ ان دونوں کے بیچ میں اللہ کا طواف کرے اور جس نے شوق سے کچھ نیکی کی تو بیشک اللہ شاکر یعنی قدردان ہے

بیان کیفیت جواز طواف و تفسیر کریمہ ولیطوفوا الخ و ان الصفا والمروة الخ

سجدۂ تحیت کا بوجہ خطائے نادان اور بسبب اختلاف ترک کرنا اولیٰ ہے اور اس پر حکم کفر لگانا اندیشہ کفر ہے

اِطَّوُّف بروزن اِفَّعُّل گرد گردیدن بخاصیتہ باب مفید تاکید فعل است و بہما شامل مفعولیتہ است نہ مفعول فیہ بمعنی بینہما بدلالتہ شمول بالبیت العتیق بمفعولیتہ نہ مفعول باید دانست لغۃ طواف درینمحل جز بمعنی موضوع ش اے گرد گردیدن ھ نتواند شد پس این طواف اگر از تعبد بید تعالیٰ است برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت است پس طواف بیت عتیق ش کہ غیر اللہ تعالیٰ است ھ ہم شرک فی العبادت است و حال اینکہ اللہ تعالیٰ امر بشرک نمیفرماید و اگر از تعبد بید تعالیٰ نیست برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت نہ ولیکن امر طواف عبث است و حال آنکہ اللہ تعالیٰ امر بعبث نمیفرماید پس باید دانست **اصل** بار تعدیہ برائے حصول مفعول است ش چنانکہ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ ھ و بار تخصیص برائے تخصیص مفعولی از مفعولین ش چنانکہ عطیت زیدًا بدراھمٍ ھ پس فعل متعدی بمفعولی بنابر تعدیہ و تخصیص اصلی بار تعدیہ و تخصیص را نخواہد از این اصل است کہ لغت طواف ش کہ متعدی بمفعولی است

ترجمہ اس آیت شریف میں لفظ یَطَّوَّفَ جسکا مصدر اِطَّوُّفٌ بروزن اِفَّعُّلٌ کہ اسکے معنی گرد پھرنے کے ہیں بسبب خاصیت باب تاکید فعل کو مفید ہے اور لفظ بِهِمَا مفعول فیہ بمعنی بینہما یعنی درمیان دونوں کے نہیں ہے۔ بلکہ شامل مفعولیت ہی جیسے حرف باکے سبب بیت العتیق کے ساتھ اُسکا مفعولیت کو شامل ہوتا دلالت کررہا ہے نہ خاص مفعول بنجانے کو۔ اور سمجھنا چاہیے کہ لغت طواف کے اس محل میں سوائے معنی موضوع یعنی گرد پھرنے کے اور نہیں ہوسکتے۔ پس اگر یہ طواف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بندگی اور عبادت ہونے میں ہی ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اسکا ہونا شرک فی العبادت ہے یعنی یہ طواف اگر خالص خدا کی ہی بندگی ہے تو غیر کے لیے شرک فی العبادت ہے خدا کا ہی طواف ہونا چاہیے نہ غیر کا۔ پس طواف خانہ کعبہ بھی کہ بظاہر غیر اللہ کا ہے شرک فی العبادت ہے۔ وحالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ اور اگر یہ طواف خالص خدا کی ہی عبادت نہیں ہے تو غیر خدا کے لیے یہ طواف شرک فی العبادت نہیں ہے۔ ولیکن طواف کا حکم عبث ہے۔ اور حال یہ ہے کہ خدائے برتر عبث کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ اب ایک قاعدہ سمجھنا چاہیے۔ **اصل** حرف با تعدیہ کا مفعول کے حاصل ہونیکے لیے ہے جیسا ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ خدا انکا نور لے گیا۔ اور حرف با تخصیص کا دو میں سے ایک مفعول کے خاص کرنیکے لیے آتا ہے جیسا کہ عَطَیْتُ زَیْدًا بِدَرَاهِمَ میں نے زید کو درہم دیے۔ یعنی دینے میں تخصیص درہم کی بھی۔ پس فعل متعدی بیک مفعول چونکہ اصل میں متعدی اور مخصص ہوتا ہے اپنے اصلی تعدیہ اور تخصیص کی بنا پر بار تعدیہ اور تخصیص کی غرض نہیں رکھتا اور نہ اسکی اسے خواہش ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر لغت طواف جو متعدی بیک مفعول ہے

قاعدۂ تعدیہ و تخصیص کہ متعدی بدو مفعول ... تخصیص اصلی کے سبب ... متقضی ہوئے

ہم باء تعدیہ فعل وتخصیص مفعول را نخواہد اصلاً پس صلہ علٰی در یطوفون علیہم و صلہ
باء در لیطوفوا بالبیت العتیق معنی متفاوت دارد۔ مدخول صلہ علٰی بصحۃ مفعولیتش
مفعول غیرش نخواہد و صلہ باء بعدم ضرورت تعدیہ فعل وتخصیص مفعول و عدم صحۃ تمییز
مفعول مقتضی اخراج مدخول از مفعولیۃ و مفعول غیرش بضرورت است پس مفعول مقتضی
بدلالۃ قرینہ اللہ سبحانہ است و صلہ باء مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطہ مدخول کہ شامل
است مر مفعولیۃ را نہ فاعلیۃ را ش تنبیہ است از اینکہ در معنی مدخولش شامل
فاعلیۃ ہم تواند شد چنانکہ کتبت بالقلم نسبتہ بمفعول مقتضی است ش
برین تقدیر نظم شریف ولیطوفوا اللہ بالبیت العتیق خواہد شد

ترجمہ: یہ باء تعدیہ فعل اور باء تخصیص مفعول کو ہرگز نہیں چاہتا ہے کیونکہ اسکے متعدی و مخصص اصلی
ہونیکے سبب باء تعدیہ وتخصیص سے بے نیاز ہے۔ پس یطوفون علیہم میں صلہ حرف علٰی اور
لیطوفوا بالبیت العتیق میں صلہ حرف باء کا معنی متفاوت رکھتا ہے۔ کیونکہ صلہ حرف علٰی کا جسم
داخل ہوتا ہے جبکہ اس مدخول کا مفعول ہونا صحیح ہو تو وہ اپنا غیر مفعول نہیں چاہتا ہے۔ اور صلہ حرف باء کا
جبکہ فعل کے متعدی کرنے اور مفعول کے خاص کرنے کی اسکو ضرورت نہ ہو۔ اور نہ اسکو صحت تبعیض مفعول کی
ضرورت واقع ہو تو وہ اپنے مدخول کو مفعولیت سے خارج کرنے کا اور اپنے غیر مفعول کا بالضرور تقاضا کرتا
ہے۔ یعنی جبکہ صلہ حرف باء کو نہ فعل کے متعدی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ مفعول کے خاص کرنے کی نہ اسکو
کسی بعض مفعول کے صحت کی تو وہ اپنے مدخول کا مفعول ہونے سے خارج ہونا پسند کرتا ہے اور
بضرورت اپنے غیر مفعول کی خواہش کرتا ہے۔ پس باعتبار دلالت قرینۂ حال شعائر اللہ مفعول
مقتضی یعنی وہ مفعول جس کی خواہش اور تقاضا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ ہے۔ اور صلہ باء ایسے معنی
کو مفید ہے جو فعل کو مفعول کی نسبت واقع کرنے کے سبب کا بواسطہ مدخول مقتضی ہو وہ مدخول
کہ خاص مفعولیت کو شامل ہو نہ فاعلیت کو۔ یہ تنبیہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اس معنی میں
صلہ باء کا مدخول شامل فاعلیت بھی ہو سکتا ہے جیسا کتبت بالقلم لکھا میں نے قلم سے۔
یعنی حرف باء بواسطہ مدخول کہ جو مفعولیت کو ہی شامل ہے اپنے فعل کو جسکا یہ صلہ ہے مفعول کی
نسبت واقع کرنے کے لیے سبب کا خواستگار ہے نہ وہ مدخول جو فاعلیت کو شامل ہو جیسا کتبت
بالقلم کہ اس میں حرف باء کا مدخول قلم ہے جو خاص فاعل متکلم ہی کو شامل ہے +

مدخول علٰی کا صحیح مفعول ہو
کا مقتضی اپنا غیر مفعول نہیں چاہتا

صلہ باء متعدی کا مدخول مفعول
کا مقتضی غیر مفعول
بضرورت ہے اور مدخول کو
مفعولیت سے خارج کرتا ہے

صلہ باء بواسطہ مدخول مقتضی سبب ایقاع
فعل کا مفعول کے ساتھ ہے +

ھم پس این طواف تعبداً للہ سبحانہ ماموربہ است و ہمچنین سعی بہ تقدیر اَن یَطُوّفَ اللہ بِھِمَا ھم طواف صفا و مروہ تعبداً للہ سبحانہ غیر ماموربہ از مباحات و طواف متغایر سعی است سعی کما قیل فی الدلائل الشافعیۃ انہ رُفع الجناح عن الطواف بھما لا عن الطواف بینھما فعندنا الاول غیر واجب و اما الثانی ھو الواجب انتہی تفسیر کبیر و این بتقدیر اَنْ لَا یطّوّف بھما است ھم پس این کریمہ دلالت نمیکند بر سعی میانِ صفا و مروہ لاکن این سعیِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم کما ثبت انہ علیہ السلام سعی لما دنا من الصفا فی حجتہ وقال اِنَّ الصَّفَا والمروۃ من شعائر اللہ اِبْدَءُوا بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ فَبَدَءَ بالصَّفَا فرقی علیہ حتی رای البیت الحدیث امراً من اللہ تعالیٰ باشد کما روی عن النبی صلعم انہ قال اِنَّ اللہ کتب السَّعی فاسعوا الحدیث

ترجمہ پس یہ طواف اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے ہی جس کا حکم کیا گیا ہے۔ اسی طرح موافق تقدیر مذکور کے اس نظم شریف اَنْ یَطَّوَّفَ اللہ بِھِمَا کی تقدیر کی بنا پر یعنی اللہ کا طواف کرنا اُن دونوں کے واسطے ہے۔ طواف صفا اور مروہ کا اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے غیر ماموربہ جس کا حکم نہیں کیا گیا مباحات سے ہے۔ اور طواف متغایر ہوتا ہے سعی سے۔ جیسا کہ دلائل شافعیہ میں کہا گیا کہ گناہ اٹھا دیے جاتے ہیں یعنی دور ہوتے ہیں طواف سے بواسطہ اُن دونوں کے نہ طواف سے درمیان اُن دونوں کے۔ اور ہمارے نزدیک اول غیر واجب ہے۔ اور دوسرا تو واجب ہی ہے۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر کی + اور یہ مضمون تقدیر اَنْ لَا یطوف باللہ بھما کی صورت میں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ درمیان صفا و مروہ سعی کرنے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ سعی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ سے ثابت ہے موافق اس حدیث کے کہ بیشک حضور علیہ السلام نے سعی فرمائی جب قریب ہوئے صفا سے اپنے حج میں اور فرمائی یہ آیت کہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللہِ الخ یعنے صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔ شروع کرو تم اُس سے جس سے اللہ نے ابتدا کی یعنی کلام الٰہی کی ابتدا لفظ صفا سے ہے۔ پھر اپنی سعی کو شروع کیا مقام صفا سے اور چڑھے اُس پر یہاں تک کہ خانۂ کعبہ دیکھ لیا۔ آخر حدیث تک۔ پس یہ سعی آپ کی اللہ کے حکم سے ہوگی جیسا یہ حدیث نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سعی کو فرض کر دیا پس تم سعی کرو تا آخر حدیث

ت ہیلا و تبرکا برائے امتہ بنا بر فعل حضرت ہاجرہ کما ھو المشہور شرح الحکمۃ فی
شرع ہذا السعی الحکایۃ المشہورۃ وھی ان ھاجر ام اسمعیل ع حین ضاق
بھا الامر فی عطشہا وعطش ابنہا اسمعیل علیہ السلام اغاثہما اللہ تعالی
الی ان قال ثم جعل افعالہما طاعۃ لجمیع المکلفین الی یوم القیامۃ
واثارہما قدوۃ للخلائق اجمعین انتہی تفسیر کبیر۔ وازینجا تبرک فعل و آثار
صلحا درست و نیز اختیار سنتہ صلحا از تطوع اولی ھم باید دانست مدخول علیہ لاجناح
در حکم وجوب وغیرہ ہمچنان تواند شد کہ پیش از دخولش بود و اگر ثابت نشود حکمی از
پیش مباح باشد پس دخولش تامل فیہ شق ازین اصل اشارت ہست باینکہ حکم طواف
صفا و مروہ پیش از دخول لاجناح ثابت نیست مگر پس دخول کہ مباح باشد ھم واز من
تطوع خیرا زیادت در عمل ثابت نشود بسبب عدم ثبوت حکم عمل پیش از دخول لا

جناح برائے استدلال باثبات

ترجمہ پس یہ حکم اُمت کی آسانی کے لیے ہے اور برکت حاصل کرنے کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی بنا پر
جیسا کہ مشہور ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے اسطرح نقل کیا۔ یعنی جو کچھ حکمت اس سعی کے اجرا میں ہے وہ حکایت
مشہورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ماحضرت اسمعیل علیہ السلام کی جب انکا اپنا اور اپنے صاحبزادے
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی پیاس سے حال تنگ ہوا۔ اللہ تعالی نے ان دونوں کی فریادرسی کی۔ یہانتک کہ کہا
پھر ان دونوں کے افعال تمام مکلفین کے واسطے قیامت تک طاعت بنا دیئے گئے۔ اور ان کے آثار مخلوق کے لیے
پیشوا ہوگئے۔ انتہی۔ اور یہیں سے صلحا یعنی نیکوں کے فعل و آثار سے برکت لینا روا ہے۔ اور نیکوں کی
سنت کا اختیار کرنا بھی شوق و تطوع کی راہ سے بہ نسبت نوافل اولی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لاجناح
کا مدخول علیہ یعنی جسپر لاجناح کا لفظ داخل ہو کر گناہ کی قید سے اسکو تخفیف ہوئی ہے حکم واجب و غیر
واجب ہونیمیں ویسا ہی اسکو ہونا چاہیے جو قبل دخول اس قید کے اُسپر حکم تھا۔ اور اگر کوئی حکم پہلے سے
ثابت نہ ہوگا تو اسکے دخول کے بعد مباح رہے گا اسمیں تامل و غور کرو۔ اس قاعدہ سے اثبات کا اشارہ کہ حکم طواف
صفا و مروہ کا لاجناح داخل ہونے سے پہلے ثابت نہیں ہر گز بعد لاجناح داخل ہونیکے لہذا یہ طواف مباح ہوگا۔ اور
کریمہ مذکورہ کے فقرہ من تطوع خیرا سے یعنی جس نے شوق سے کچھ نیکی کی۔ زیادت عمل میں ثابت نہیں ہوتی ہے
بسبب عدم ثبوت عمل کے لاجناح اسپر داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ جبتک کہ لاجناح کی قید عمل پر عائد نہ ہوگی عمل
جبتک ثابت نہ ہوگا پس زیادت عمل میں کیسے ثابت ہوگی جبکہ حکم عمل اسپر صادق نہ ہو۔

بیان حکمت سعی کر تسہیل و تبرک کرنا کے لیے ہے۔ و حکمت سعی

فعل و آثار صلحا سے تبرک جائز ہے اور اختیار انکی سنتہ کا تطوع سے اولی ہے

بیان مدخول علیہ لاجناح و حکم سعی اسپر مع بعض حدیث

سعی باین کریمہ بنا بر فعل و قول رسول اللہ تعالی صلعم باشد چہ بنا فتہ شد طواف گر سعی بجایش و اگر باء تبعیض گرفتہ شود حق در بہما بصحۃ مفعولیتش ہم طواف ہم بشمول سعی مودی تواند شد واللہ تعالی اعلم۔ باید دانست شعائر مراد است از چیزیکہ آگہی دہد از مقصود کما قال سبحانہ والبدن جعلناہا لکم من شعائر اللہ الآیہ پس انبیاء اللہ تعالی و اولیاء اللہ تعالی خیر الشعائر اند لما قال صلعم اذا رؤوا ذکر اللہ الحدیث وقال سبحانہ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ وقال سبحانہ من یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ الآیۃ۔ پس تعظیم شان الٰہی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام خیر التقوی و خیر است پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالی بلا است چنانچہ تعظیم تابوت سکینہ کہ می برد بتعظیم اللہ سبحانہ بہ نیت ثانی

مطلب بیان شعائر

ترجمہ اور سعی کے ثابت کرنے میں اس آیۃ کریمہ سے دلیل اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ آپ کے قول و فعل سے طواف بنایا گیا مگر بجائے طواف سعی کا اثبات ہوا۔ لہذا سعی کا ثبوت اس آیۃ کریمہ سے حضور صلعم کے قول و فعل کی بنا پر ہوا کہ آپ نے بجائے طواف سعی فرمائی نہ اصل آیت سے کیونکہ بجز طواف اسمیں لفظ سعی مذکور نہیں۔ اور اگر بہما میں اسکے مفعول ہونیکی صحت پر حرف با تبعیض کا مانا جاوے تو طواف بھی بشمول سعی میں ادا کیا جا سکتا ہے واللہ تعالی اعلم۔ معلوم ہو کہ شعائر مراد ان چیزوں سے ہے جو مقصود کی آگہی یا اطلاع دیتے ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ الآیہ یعنی اور مکہ کی قربانی کے اونٹوں کو ہمنے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں بنا دیا۔ پس انبیاء اللہ تعالے اور اولیاء اللہ تعالی خیر الشعائر یعنی بہتر و عمدہ نشانیاں ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی جب وہ دیکھے جاویں یا نظر آویں خدا یاد آجاوے تا آخر حدیث۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ الآیہ یعنی جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم شعائر تقوی القلوب سے ہے یعنی دلوں کی پرہیزگاری میں ہے یا یہ کہ پرہیزگار دل کہ متقی لوگ ہیں شعائر اللہ میں یعنی داخل بیان شعائر اللہ ہیں۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ الآیہ یعنی جو کوئی خدا کی محترم اور حرمت دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کریگا تو وہ اسکے لیے اسکے رب کے نزدیک اچھی چیز ہے یا وہ اسکے واسطے بھلائی ہے اسکے رب کے نزدیک۔ پس انبیاء اللہ تعالے اور اولیاء اللہ تعالے علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم کہ محترم اور حرمات خدا اور خیر الشعائر ہیں خیر التقوی اور خیر ہے یعنی اچھی پرہیزگاری اور بھلائی ہے۔ پس جو شعائر غیر خدا کے ہیں انکی تعظیم بغیر خدا تعالے کے واسطے ہے جیسا تعظیم تابوت سکینہ کہ نیت کرنیوالے کی نیت سے خدا سبحانہ کی تعظیم کو پہنچا دیتی ہے یہ نیت کرنیوالے کی نیت پر ہے +

بیان شعائر و تعظیم شعائر

انبیاء اولیاء خیر الشعائر ہیں

تعظیم شعائر متقی لوگونکا کام ہے +

تعظیم انبیاء و اولیاء اللہ خیر التقوی و خیر ہے

تعظیم غیر خدا اور اسکے شعائر کی شرک نہیں ہے بلکہ اسکا اثر ثانی کی نیت پر ہے جیسے تعظیم تابوت سکینہ کہ موصل تعظیم خدا کو ہے

ورنہ شن اے اگر نباشد تعظیم غیر اللہ تعالیٰ بہ نیت تعظیم اللہ تعالیٰ ہم تعظیم غیر اللہ
تعالیٰ غیر تعظیم مخصوص اللہ تعالیٰ شرک نتواند شد باید دانست کہ بیتِ عتیق مطوف
است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بنورِ تجلی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ کہ دراوست وصفا
ومروہ مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بقدومِ حضرت ہاجرہؓ کہ بر او بود وہا
است کہ شعائر اللہ تعالیٰ غیر اللہ تعالیٰ ہستند پس طواف غیر اللہ تعالیٰ تعظیماً برای تعظیم
اللہ تعالیٰ از عبادت اللہ تعالیٰ است ماموربہ باشد ہمچو طوافِ بیتِ عتیق یا غیر
ماموربہ ہمچو طواف صفا ومروہ از آنجا کہ جسدِ انبیاء اللہ تعالیٰ وبعض اولیاء اللہ تعالیٰ
علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ محلِ قلب محلِ نورِ تجلی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ است
اشرف از صفا ومروہ است طوافش ہمچو طوافِ بیتِ عتیق است اجراً وطوافِ قبر
شاں کہ محلِ جسدِ شاں است ہمچو طوافِ صفا ومروہ تطوعاً خیراً ✱

ترجمہ ورنہ تعظیم غیر خدا کی جبکہ خدا کی تعظیم کی نیت سے نہ ہو۔ غیر خدائے تعالیٰ کی تعظیم ایسی جو تعظیم
مخصوص خدا کے غیر ہو شرک نہ ہونی چاہیے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ مرقومہ میں بیتِ عتیق مطوف
ہے یعنی طواف کیا جاتا ہے اس سبب سے کہ نورِ تجلی ربوبیت خدائے تعالیٰ کے سبب جو اس میں ہے شعائر
خدا میں شامل ہے یعنی بیتِ عتیق چونکہ اس میں خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کا نورِ تجلی ہے اس سبب سے
خدا کے شعائر میں داخل ہو کر طواف کیا جاتا ہے لہذا بیتِ عتیق مطوف ہے۔ اور صفا اور مروہ
مطوف ہیں اس سبب سے کہ خدائے تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے اسلیے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا
کے قدوم اس پر تھے یعنی صفا و مروہ کا شعائر اللہ میں سے ہونا بہ برکت قدوم حضرت ہاجرہ رضی
اللہ عنہا کے ہے جو اس پر تھے لہذا ان کا مطوف ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ شعائر خدا تعالیٰ جو کچھ ہیں وہ
غیر خدائے تعالیٰ ہیں۔ پس غیر خدائے تعالیٰ کا طواف تعظیم کے طور پر خدائے تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے
خدا تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے وہ یا ماموربہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم ہے جیسے طوافِ بیتِ عتیق یا غیر
ماموربہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم نہیں ہے جیسے صفا و مروہ کا طواف۔ چونکہ جسم شریف انبیاء خدا اور بعض
اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا کہ محلِ قلب ہے اور قلب محل ہے نورِ تجلی ربوبیت خدا
تعالیٰ کا پس صفا اور مروہ سے اشرف ہے لہذا طواف جسد شریف مثل طوافِ بیتِ عتیق کے اجر میں ہے اور
انکا طواف قبر شریف جو انکا محلِ جسد ہے مثل طواف صفا و مروہ کے ہے تطوع خیر میں کہ حصولِ خیر کی غرض سے ازراہِ شوق

بیت عتیق مطوف ہے جسم انبیاء اور بعض اولیاء اللہ اشرف صفا و مروہ سے ہے کیونکہ محل قلب ہے اور قلب محل نور تجلی ربوبیت اور صفا و مروہ برکت قدوم حضرت ہاجرہ سے مطوف ہوا اور دخل شعائر میں ہے

ہو مانند بیت عتیق کے اجر میں ✱

اصل باید دانست ثبوت شئ بشئ لزوم نفی ما ورایش نکند تا نفی صریحش نباشد ورنہ قیاس کہ از اصول اربعہ اہل سنت و جماعت مجمع علیہ است باطل باشد ہق و آن باطل نتواند شد باجماع ھم پس اگر نہی صریح واجب التسلیم برین مدعا آوردہ شود ازان گزیر نیست ورنہ قیاس اجواز اینچنین طواف بر مشروعیۃ طواف بیت عتیق است چنانکہ جواز بوسہ ہر معظّم از مشروعیۃ بوسہ حجر اسود است ہق کما فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضھم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من آدمی وغیرہ ھ و ازینجا است کہ بعض فقہاء این طواف را در آداب زیارت قبور نہادہ اند چنانکہ در فتاوی مجمع البرکات نقلاً از مطالب المؤمنین آوردہ است ویقوم عند وجہ المیّت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک و ان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات انتہی

ترجمہ قاعدہ معلوم ہو کہ ایک شئ کا ایک شئ سے ثابت ہونا اسکے ماورا کی یعنی جو اسکے سوا ہیں نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف طور پر اسکی نفی نہ ہو چکی ہو۔ ورنہ قیاس کہ اہل سنت و جماعت کے اصول اربعہ میں سے ہے اور سب کا اسپر اجماع ہے باطل ہو جائیگا۔ حالانکہ قیاس بسبب اجماع باطل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ممانعت صریحہ جس کا ماننا واجب ہے اس مدعا پر لائی جائے تو اس سے چارہ نہ ہوگا ورنہ ایسے طواف کے جائز ہونیکا قیاس بیت عتیق کے طواف کی مشروعیت پر ہے جیسا ہر معظم کے بوسہ کا جائز ہونا حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونیکے قیاس پر ہے۔ چنانچہ کتاب درِ منظم کی کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہا ہے حافظ ابن حجر نے کہ بعض علماء نے ہر ایک آدمی اور غیر آدمی کے بوسہ کا جواز جو مستحق تعظیم ہے حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونے سے لیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے اس طواف کو زیارت قبور کے آداب میں رکھا ہے جیسا فتاوی مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے نقل کر کے بیان کیا ہے یعنی اور میت کے چہرہ کے پاس کھڑا ہووے اور اپنا دہنا ہاتھ اسکی تربت پر رکھے اور کہے۔ اے میرے اللہ اسکو بخش دے کیونکہ وہ یقینی اب تیری طرف محتاج ہو گیا۔ اور اگر بندۂ نیک بخت کی قبر ہو اور اسکو اسکے گرد طواف کرنا ممکن ہے یہ تین بار کرے بس ہو گیا +

بیان جواز طواف قبر مومن صالح الله اولویت مومن صالح حی کی +

از ینجاست کہ طواف برائے احیاء صالحین اولیٰ بود و ش فی الدرّ المنظم

فی ذکر کیفیة زیارة القبور الخ وبین الافراط والتفریط امور
مشتبهات تعارضت فیها الادلة واختلفت فیها الاقوال کالطواف
حول القبر الشریف وتقبیل سدته العلیة ووضع الخد علیه ومس
جدرانه والتمرغ علی اعتابه ونحوها فالمشددون من العلماء
حرموها وکرهوها سدا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المـ
والمحققون منهم اباحوها او استحبوها تبرکا بالجناب المعظم
انتهی النقل الی اخر ما فیه فی البحث ثم اللهم صل وسلم علی
محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما
تحبه وترضاه وشفعه فینا
وترحمنا به

ترجمہ یہیں سے ظاہر ہے کہ زندہ نیک بختوں کے لیے طواف اولی ہوگا۔ اور درمنظم
میں کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی اور افراط اور تفریط میں بہت امور
مشتبہ ہیں جس میں دلیلیں متعارض ہیں اور باہم پیش آتی ہیں اور اقوال اس میں مختلف ہیں
جیسے طواف قبر شریف کے گرد۔ اور آپ کے آستانہ عالی کا چومنا اور اس پر رخسارہ
رکھنا یا ملنا۔ اور آپ کی دیواروں کا مس کرنا۔ اور آپ کی چوکھٹ یا آستانہ پر لوٹنا اور ایسے
اور امور۔ پس جو سخت علما ہیں انھوں نے تو اسکو حرام کیا اور مکروہ بتلایا تاکہ ان ذرائع کا
سدباب ہوجائے جو محرمات کو پہنچاتے ہیں۔ اور جو نرم علما رہیں انھوں نے اسکو مباح
کیا اور مستحب ٹھہرایا ہے برکت حاصل کرنے کی بنا پر آپ کی جناب
معظم سے۔ بس تمام ہوا۔ اب اس بحث کی بابت جو کچھ اس کتاب
یعنی درمنظم کے آخر میں ہے تو خود دیکھ لے۔ اللھم صل
وسلم علے محمد نبی الرحمۃ وعلے جماله کما تحبه وترضاه
وشفعه فینا وترحمنا به

یاں اختلاف علماء از
مشددون و محققون
کا تحریم وکراہت میں اور
اباحت واستحباب میں
طواف قبر شریف۔ و
تقبیل آستانہ علیہ۔ اور
اس پر رخسارہ ملنا۔ دیوار کا
مس کرنا۔ آستانہ پر لوٹنا
وغیرہ اور حکم تحریم وکراہت
بغرض احتیاط سدباب
حرمت وکراہت ہے

۲۳

ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل بغیر عامل با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وتخصیص منتسب بہ جائز است بدین نیت کہ این حیوان یا غیر حیوان برای فلان است انتسابا یا نذرا یا این نماز وروزہ برای فلان است

ترجمہ

بیان اس بات کا کہ جائز ہے خدا کی وجہ میں غیر خدا کے واسطے کسی چیز کا منسوب کرنا اور موہوب بہ کی یعنی جو بخشش کریں یا بخشیں اور موہوب لہ کی یعنی جسکو وہ بخشیں تخصیص کی فضیلت اور وقت کی تخصیص اور غیر عامل کو عمل کا نفع پہنچانا مع دیگر فوائد کے +

مطلب یہ کہ نذر ونیاز یعنی کسی چیز کا کسی کے واسطے لوجہ اللہ نسبت کرنا جائز ہے - اور یہ کہ نذر ونیاز خاص چیز کی کرنا اور وہ خاص شخص کو دینا - اور اسکی خاص وقت میں کرنا بھی جائز ہے - اور اس قسم کی نذر ونیاز کی فضیلت بھی ثابت ہے - اور اسی طرح کوئی عمل کر کے کسی چیز کو کہ وہ اسکا عامل نہ ہو نفع پہنچانا اور بخشنا بھی جائز ہے - اور سوا اس کے اور بھی کئی فائدے اسکے اسی کے متعلق ہیں کہ تحت میں مذکور ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین لوجہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا غیر خدا کے واسطے نسبت کرنا - اور منتسب بہ کو بھی یعنی جو چیز نسبت کی - اس طرح نیت کر کے خاص کرنا کہ یہ حیوان یا غیر حیوان یعنی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز ہو فلاں کی نذر کا ہے یا فلاں کے واسطے

۲۳
ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل بغیر عامل با دیگر منافع +

۲۴
ذکر بیان جواز انتساب کا غیر خدا کے لیے لوجہ اللہ اور فضیلت تخصیص موہوب بہ اور موہوب لہ کی اور تخصیص وقت کی - اور نفع عمل غیر عامل کو پہنچانا مع اور فائدوں کے +

بیان جواز انتساب کا

انتسابا دہمچنیں گفتن پس در صورت نبودن ہیچ انتساب و نذر مختص باللہ سبحانہ شرک نیست و نہ منتسب بہ و منذور بہ حرام لقول سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فانہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ہذہ لام سعد رواہ ابو داود والنسائی رحمہما اللہ فی المشکوٰۃ از ینجاست کہ آب ہم با چیزے داشتن بہتر است و روی الطبرانی و دارقطنی ان رجلا سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابرہما حال حیاتہما فکیف لی ببرہما بعد موتہما فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان من البر ان تصلی لہما مع صلوٰتک وان تصوم لہما مع صومک الحدیث فای الصدقۃ افضل قال الماء مفید فضل مطلق است وان تصلی لہما وان تصوم لہما مفید فضل تخصیص منتسب بہ بحسب حال منتسب الیہ است

ترجمہ منسوب ہو یا یہ نماز و روزہ فلاں کیواسطے منسوب ہے اور اسی قسم کا اور کہنا جائز ہے۔ پس یہ نذر اور نسبت چونکہ اس نذر و نسبت کی جیسی نہیں ہوتی جو مختص اللہ سبحانہ کی ہوتی ہے لہٰذا اس صورت میں شرک نہیں ہے۔ اور نہ منتسب بہ اور منذور بہ یعنی جو چیز نسبت پائی اور نذر کی گئی حرام ہے۔ بنا بر قول حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ای اللہ کے رسول سعد کی ماں بیشک مر گئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا آپ نے پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کیواسطے ہے۔ اس حدیث کو ابو داود اور نسائی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے جو مشکوٰۃ میں ہے۔ اور یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیاز کی چیزوں کے ساتھ پانی رکھنا بھی اوجب کی افضلیت کے بہتر ہے۔ اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ یہ کہ تحقیق ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس کہا میرا باپ تھے کہ انکی زندگی میں دونوں کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا انکی موت کے بعد میں ان دونوں کے ساتھ نیکی کیونکر ہو یعنی میں انکے ساتھ نیکی کیونکر کروں۔ تو فرمایا اسکو حضور نے آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو جیسو کہ اب نیکی انکے ساتھ یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کیلیے بھی نماز پڑھے اور اپنی روزہ کے ساتھ ان دونوں کیواسطے بھی روزہ رکھے۔ آخر تک حدیث کے۔ پس حدیث اول کے الفاظ فای الصدقۃ افضل قال الماء یعنی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ پانی کی مطلق فضیلت کو مفید ہیں۔ کیونکہ انسے پانی کی فضیلت بلا قید مطلق ثابت ہوئی لہٰذا ہر قسم کی نیاز کے ساتھ پانی کا رکھنا بہتر ہوگا۔ اسلیے ہر قسم کے صدقات و ہدیہ میں فرمان رسول کریم سے اسکی افضلیت حاصل ہوئی پس ہر قسم کے صدقات کے ساتھ افضل شے کا ہونا اولیٰ ہوگا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ ان تصلی لہما وان تصوم لہما سے یعنی ان دونوں کے واسطے تیرا نماز پڑھنا اور تیرا دونوں کیلیے روزہ رکھنا منتسب الیہ کے حال کے موافق منتسب بہ کے خاص کرنیکی فضیلت کا فائدہ حاصل ہے۔ مطلب یہ کہ دوسری حدیث کے الفاظ مذکورہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو چیز جس کے حال کے مناسب و مرغوب ہو ایسے شخص کے واسطے اس چیز کا نذر و نیاز و صدقات و ہدایہ میں خاص کرنا فضیلت رکھتا ہے ؎

پانی کے ساتھ نذر کی فضیلت

نماز روزہ کا موقع کو ثواب پہنچانا

واین نیت وکلام در انتساب لغیر اللہ تعالیٰ کہ غیر انتساب مختص باللہ تعالیٰ است بر
محاورہ است باختصار مستعمل کلام بنا بر شہرت نسبت مختص باللہ تعالیٰ و اظہار نسبۃ مجہولہ
لغیر اللہ تعالیٰ ہمچو انتساب فی قولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صالحًا فلنفسہ ۔ و دیگر انکہ انتساب
نذر لغیر اللہ تعالیٰ بر مقتضی لا بدّ است مشروع و مروج است قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین
آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ ذلک خیر لکم
واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم الآیہ و قال سبحانہ خذ
من اموالہم صدقۃ الآیہ اینجا صدقہ بمعنی ہدیہ خاص است بہر تعظیم و تکریم رسول اللہ
تعالیٰ است صلعم چہ غیر ش برائے حضرت نبی معظم و مکرم صلعم ممنوع است لعظمتہ صلعم

ترجمہ اور اس طرح نیت وکلام کر کے غیر خدا کی طرف اسکو نسبت کرنا جو بغیر نسبت کے خدا کے ساتھ خاص
ہو جاتا ہے محاورہ کلام ہے کہ اس طرح کے استعمال سے کلام مختصر ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کے ساتھ جو نسبت خاص ہے وہ محاورہ
کلام میں اختصار کلام کی غرض سے بسبب شہرت اظہار نہیں پاتی ہے نہ اسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے بخلاف نسبت
غیر خدا کے کہ وہ نسبت مجہولہ ہے اسکے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے جیسا خود کلام الٰہی میں کہ نہایت فصیح اور ابلغ الکلام
ہے اس قسم کی نسبت کا بخوبی اظہار ہے دیکھو قول اللہ تعالیٰ کا سورہ حٰم سجدہ رکوع چھ میں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ
یعنی جس نے عمل کیا نیک تو اسی کے نفس کے واسطے ہے ۔ حال آنکہ عمل نیک وہی ہے جو اللہ کے واسطے ہو نہ اپنے نفس کے واسطے لیکن اللہ
سبحانہ کا عامل کیواسطے عمل کا مخصوص فرمانا اور اپنی نسبت خاصہ کا اظہار نفرمانا بسبب شہرت اور اختصار کلام کے ہے اور یہی کمال
فصاحت و بلاغت ہے ۔ اور یہ بھی تحقیق کی بات ہے کہ حسب الحکم مضمون آیات ذیل یہ نذر و نسبت کرنا غیر خدا کے واسطے ناچار مراد خاص پر
مشروع ہوا ہے اور شرعاً جائز رکھا گیا اور رواج پایا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کے رکوع دوسرے میں یَا اَیُّہَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَۃً ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْہَرُ
فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہو تم جب سرگوشی یا عرض حاجت و مناجات کرو تم رسول سے تو
پہلے تمہارا عرض کرنیکے صدقہ یعنی ہدیہ پیش کیا کرو ۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور بہت پاکیزہ طریق ہے ۔ پھر اگر نہ پاؤ ایسی چیز کہ لائق ہدیہ
ہو تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے ۔ اور فرمایا حق سبحانہٗ نے سورہ توبہ رکوع تیرہ میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَیْہِمْ
اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمْ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی لیجیے یا قبول کیجیے آپ سب انکے مال سے جو آپکے لیے بطور ہدیہ خاص کے لوجہ اللہ اور اپنی عالی
ہمتی اور بزرگی رتبہ کے خیال سے انکی منت ہدیہ کے شرم کے سبب اعراض نہ کیجیے کیونکہ ممکن ہے کہ یا بعوض انکی ہدیہ کے انکو ظاہر کو آپ جیسا چاہیے خوب پاک کردو گے اور جیسا
چاہیے انکے باطن کو بھی بخوبی پاک کردو گے اور آپکا احسان انپر بڑا جیسا سر بڑا ہوگا اور انپر رحمت کیجیے ۔ بیشک آپکی رحمۃ انکے لیے آرام ہے بسبب آپکی رافت اور
نزول رحمت کے ہر اضطرار سے ۔ اور خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شنوا اور دانا ہے ۔ یہاں مراد صدقہ سے خاص ہدیہ ہے بسبب تعظیم و تکریم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کہ بوجہ عظمت و بزرگی حضور صلعم کے سوائے ہدیہ کے اور قسم کا صدقہ نبی معظم اور مکرم کے لیے ممنوع ہے

واستدامت ہدیہ باستدامت مناجات بجناب رسول اللہ تعالی صلعم ببقائی حیات وتصرف
دائمش صلعم است ش اثبات حیات وتصرف دائمی حضرت حیات النبی صلعم بافضیلت
حیات دریں مکتوب از جاہا واضح است اگر بینی وفہمی میتوانی واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم ھ ازینجا است کہ ہدیہ مخصوص برائی معظم ومکرم تعظیما وتکریما اولی
است پس ہر کہ حکم کرد ایں انتساب ونذر را بشرک چنان است کہ تقدیم کرد نفس خود در ترتب کفر
وشرک در مقابلہ ہر وجہ ثابت ش کفر در مقابلہ وجہ ثابت یعنی نصوص قرآن مجید وحدیث
شریف چنانکہ مذکور شد بوجہ انکارش وانتسابش بشرک وشرک در مقابلہ صحۂ انتساب
لغیر اللہ تعالی بر مقصدی لا بد منہ بآنکہ خود عامل او است ازینجا رد آنست گفتند کہ گفتن
اینکہ نماز وروزہ برائی فلان است وایں چیز برائی فلاں شرک است ھ ونیز فضل تخصیص موہوب لہ وموہوب بہ

مطلب فضل تخصیص موہوب لہ وموہوب بہ

ترجمہ اور آپ کی بقائی حیات اور تصرف دائمی کے سبب ہدیہ اور عرض حاجت ومناجات کی ہمیشگی بھی اسی آیت سے
ثابت ہے۔ پس بسبب تعمیم مومن اور تعمیم وقت کے ہر مومن ہر وقت وزمانہ میں آپ کی حضور میں ہدیہ پیش کرکے یا حالت غائب
میں بغیر ہدیہ مناجات عرض کر سکتا ہے۔ اور آپ بسبب بقائے حیات اور تصرف دائمی اس کے حاجات میں توجہ اللہ اد
فرما کے اسکے لیے موجب رحمت اور باعث تسکین ہو سکتے ہیں۔ حضرت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت مع
فضیلت حیات اور آپ کا دائمی تصرف اسی کتاب میں کئی جگہ واضح طور پر ہے اگر دیکھو گے اور سمجھو گے تو ممکن ہے واللہ
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ پر۔ یہ آیت سورہ نور کے
رکوع چھٹے میں ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معظم ومکرم کی تعظیم وتکریم کیلئے وہ ہدیہ جو انکے لیے خاص ہو اولی
ہے جس نے اس نذر اور نسبت کرنیکو شرک کا حکم دیا تو ہر وجہ ثابت کے مقابلہ میں گویا اسنے اپنی ہی نفس پر کفر وشرک
کے مترتب ہونیمیں یعنی ثابت کرنے میں تقدیم کی۔ اور کفر مقابلہ وجہ ثابت سے یہ مطلب ہے کہ جسنے ان آیات قرآن
مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں جو نذر وانتساب کے ثبوت میں مذکور ہو چکی ہیں نذر ونسبت کرنے سے انکار کیا
اسکو شرک کہا تو بوجہ انکار آیات وحدیث اور انکے احکام کو شرک کہنے کے سبب۔ کفر پہلے اسکی ذات خاص پر
مترتب وثابت ہوگا۔ کیونکہ غیر خدا کی طرف نسبت کرنا عیب مقصد خاص شرعیہ پر آیات وغیرہ مذکور سے صحیح
ثابت ہوا تو اس صحت کے مقابلہ کرنے میں شرک لازمی ہوگا کہ اس سے چارہ نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ خود ہی اسکا
عامل ہوگا سابق جنھوں نے کہا کہ اسطرح کہنا کہ یہ نماز وروزہ فلاں کے لیے ہے اور یہ چیز فلاں کیلیے ہی شرک ہے
انکے قول کا رد بھی یہیں ہو گیا۔ اور موہوب لہ اور موہوب بہ کا یعنی جسکے نام بخشا اور جس چیز کو بخشا۔ خاص کرنیکی فضیلت بھی

عرض حاجت ومناجات بحضور صلعم بالدوام وتصرف وقدرت دائمی صلعم ثابت ہے

ہدیہ خاص بمعظم ومکرم کی تعظیم وتکریم کیلئے اولی ہے

بیان فضل تخصیص موہوب لہ وموہوب بہ کا یعنی جسکے نام دیں اور جو دیں

ازینجا است کہ ذبح میکرد صلعم گوسپند برای اصابت ثواب بحضرت خدیجہ رضہ و بزبان احیاء خدیجہ رضہ می بخشید اخرج البخاری ومسلم و ترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی ان قالت ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث چہ دریں ورای ثواب سرور ذبح حضرت خدیجہ رضہ ہم ملحوظ بود کہ در حالت حیات خود ہم بایشان می بخشید و روزی نان باریک گندم از آتش سخت شدہ بر سفرہ حضرت سید عالم صلعم بود فرمودند برای خدیجہ بخشند کہ او می پسندید و ایتاء ذوی القربی مقدم و مفید تر باستحقاق رحم دلیلے دیگر بر فضل تخصیص موہوب لہ است قال سبحانہ اٰت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ بدعت است و تعیین زمانی سنت مستحبہ است کما فی التفسیر الکبیر

ترجمہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ثواب پہنچانے کو بکری ذبح فرماتے تھے اور بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو خاص بخشش فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہیں یہانتک کہ فرمایا بی بی صدیقہ رضہ نے ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث یعنی اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تھے پھر جوڑ جوڑ اسکے جدا کرتے اور دے بی بی خدیجہ رضہ کی چاہنے والیوں کے لیے بھیجتے تا آخر حدیث۔ اسلیئے کہ یہاں علاوہ خوشنودی روح حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کو اسکا بھی لحاظ رہتا کہ حضرت بی بی صاحبہ اپنی حالت حیات میں انھیں انھیں بخشش کیا کرتی تھیں۔ اور ایک روز گیہوں کی باریک روٹی آگ سے خوب سکی ہوئی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر تھی آپ نے فرمایا کہ خدیجہ کیلیے اسے بخشدیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی روٹی پسند کیا کرتی تھیں۔ اور ذوی القربی کو دینا باعتبار ان کے استحقاق رحم کے زیادہ مقدم اور مفید ہے۔ پس موہوب لہ کے خاص کرنے کی فضیلت پر یہ ایک اور دلیل ہے جیسے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل کے رکوع تیسرے میں اٰت ذا القربیٰ حقہ و المسکین وابن السبیل الآیہ یعنی آپ اول قرابتی کو اسکا حق دیجیے پھر مسکین کو اور مسافر کو آخر تک **تنبیہ** یہاں پر اب اس کا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا موہوب بہ اور موہوب لہ کا خاص کرنا بدعت ہے اور تعیین زمانی یعنی نذر و نیاز اور زیارت اور ایصال ثواب مقرر وقت پر کرنا سنت مستحبہ ہے جیسا تفسیر کبیر میں ہے

علاوہ تخصیص زمانی تخصیص مکانی بھی

یاں اسکا ذکر ہے کہ حضور کا اسطرح ایصال ثواب کرنا اسکی دلیل ہے کہ نذر و نیاز و زیارت و ایصال ثواب تخصیص کیساتھ بھی جائز ہے

انّہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء براس کلّ حول فیقول سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبیَ الدار و الخلفاء الاربعۃ ھٰکذا یفعلون انتہٰی ازینجا ایصال
ثواب سالانہ ہم ظاہر است پس قریب را زیارت قبر اولی است و متعذر زیارت را ایصال
ثواب و حاضری سال بسال بر مقابر کہ عرس عبادت ازانست ہم ازینجا است و در مشکوٰۃ
شریف است از محمد بن النعمان بر فع حدیث قال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبر
ابویہ او احدھما فی کل جمعۃٍ غفرلہ وکتب برًّا الحدیث وقال اللہ تعالٰی
واذکروا اللہ فی ایامٍ معدودات الآیہ و روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعای خیر کردن
وطعام فرستادن سنت است ازانکہ حضرت رحمت عالم صلعم بروز سوم بخانۂ آل جعفر رضی
ابن ابی طالب تشریف فرمود و فرزندان جعفر را دلداری نمود و دعای خیر کرد مرایشان را
وطعام فرستاد در مدارج النبوت و درکتاب فتاوی اوزجندی مولّف ملاعلی قاری روایت است

ترجمہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کے مزارات پر ہر برس کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور
اسطرح انکو مخاطب کرکے فرماتے کہ سلامٌ علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی تمپر سلامتی ہو جو بسبب اسکے
کہ تمنے صبر کیا اور اچھا ہوا آخر ٹھکانہ۔ اور چاروں خلیفہ بھی بعد آپ کے ایسا ہی کرتے رہے انتہٰی یعنی تمام ہوئی عبارت
تفسیر کبیر۔ یہیں سے سالانہ ثواب پہنچانا بھی ظاہر ہے۔ پس قریب کیلیے زیارت قبر کی اولی ہے۔ اور جو زیارت کو
عذر کے سبب نہ جاسکے اُسکو ثواب پہنچانا۔ اور سال بسال مقابر پر حاضر ہونا کہ یہی مراد عرس سے ہے یہیں سے
ثابت ہوتا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان رضی سے ایک حدیث مرفوع ہے۔ کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونوں میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اُس کے
گناہ بخشدیے جاوینگے اور وہ نیکوکار لکھدیا جاویگا آخر حدیث تک۔ اور فرمایا اللہ تعالٰی نے
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ الآیۃ اور یاد کرو اللہ کو کئی دن میں گنتی
کے آخر آیت تک۔ اور تیجہ کے روز اہل میت کے گھر جانا اور دعائے خیر کرنا۔ اور کھانا بھیجنا سنت
ہے۔ اسلیے کہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیجہ کے دن آل جعفر
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحب
زادوں کی دلداری کی اور دعائے خیر خاص اُن کے لیے فرمائی اور کھانا بھیجا۔ اور کتاب فتاوی اوزجندی
میں جو ملاعلی قاری صاحب کی تالیف کی ہوئی روایت ہے۔

بیان رسالہ کا وقت مقرر کرنا تفسیر کبیر ... ثواب پہنچانے کا ... بیان ہے

جواز زیارت قبر و ایصال ثواب و شرکت اعراس و اولویت قریب کیلیے اور متعذر کو

تیجہ کو میت کے گھر جانا اور دعا کرنا کھانا بھیجنا سنت ہے

كان اليوم الثالث عن وفات ابراهيم بن محمد صلى الله عليه وسلم جاء ابو ذر عند النبي صلى الله عليه وسلم معه لبن الناقة وخبز الشعير فوضعها عند النبي صلى الله عليه وسلم فقرء النبي عليه السلام الفاتحة مرة و سورة الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللهم صل على محمد انت لها اهل وهو لها اهل فرفع يديه ومسح وجهه فامر ابي ذر ان يقسمها وقال النبي صلى الله عليه وسلم ثواب هذه الاطعمة لابني ابراهيم الحديث

سن باختلاف بعض الفاظ در ہدیۃ الحرمین ودریں روایت از اوزجندی بست و شش مہر از اکابر علماء حرم شریف یعنی مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً ثبت و مہر از اینجا است کہ روز سوم و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع یدین و مسح برو و تقسیم و اطعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سنت است وقال اللہ تعالیٰ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ الآیہ

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

ترجمہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنکے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی پس اُسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ ایکبار۔ اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھا اور یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ پڑھی۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونو ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اسکو تقسیم کردے۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کے لیے ہے تا آخر حدیث۔ اور یہی حدیث ہدیۃ الحرمین میں بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اسی روایت اوزجندی پر (حضرت مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں) کہ مینے چھبیس مہریں بڑے بڑے علمائے حرم شریف یعنی مکہ معظمہ کی اللہ تعالیٰ اُسکی شرافت اور عظمت کو زیادہ کرے۔ شمار کی ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھلانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا۔ اور دونو ہاتھ اُٹھانا۔ اور اُن کا منہ پر پھیرنا۔ اور کھانے کا تقسیم کرنا۔ اور کھلانا۔ اور ہر قسم کی عبادت مالی و بدنی کا ثواب پہنچانا سب سُنّت ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج رکوع دہم میں وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون الآیہ یعنی اور خیر کرو شاید تمکو فلاح ملے

یعنی کرنا کھانے پر فاتحہ دینا اور ہاتھ اٹھانا... سب سنت ہے

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

بعموم زمان و مخیر و مخیر لہ خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ من شئ باید دانست کہ عموم خیرات عبادت مالی و بدنی و روحی را و عموم مفعول شامل است نفس خود و غیر خود را از احیاء و اموات چہ اصابت خیر بہر دو ثابت ہم پس تعیین روز دہم و بستم وغیرہ برای خیر کہ شامل عموم است حسن است و اخرج انس ابن مالک رضی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ الاولی عسیرۃ علی المیت فتصدقوا لہ وینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت سبعۃ ایام وقیل اربعین فان المیت یتشوق الی بیتہ الحدیث باید دانست تصدقوا عام است از روی مخاطب و صدقہ و متصدق لہ و زمان بدلالۃ عموم میت و اربعین اولی است از زیادت برین ممنوع نیست کہ از تطوع است

ترجمہ اس آیت شریف سے عموم زمان اور عموم مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ یعنی جو کچھ خیرات کریں اور جس کے لیے خیرات کریں اور خیرات کرنے والے کا عام ہونا ہر وقت میں ثابت ہے۔ اور معلوم ہوا کہ عموم خیر عبادت مالی و بدنی اور روحی کو شامل ہے۔ اور مفعول کا عموم شامل ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو خواہ زندے ہوں یا خواہ مردے کیونکہ خیر کا پہنچانا دونوں کے واسطے ثابت ہے۔ مطلب یہ کہ اس آیت شریف میں خیر کیلیے قید نہیں ہے سبب عام ہونے وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا۔ اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنیوالا اور جس کیلیے خیرات کی جاوے انکی بھی بغیر قید بالعموم ثابت ہونے سے یہی سب عام ہوئی لہذا ہر قسم کی خیرات خواہ وہ ہو یا جسم سے یا روح سے ہر شخص کیواسطے خواہ کوئی ہو آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت میں سبکو شامل ہے کیونکہ عموم زمان مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح اس آیت سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور اس خیر کے ثمرہ اللہ فلاح میں [illegible] یہی عموم موجود ہے پس میت کیواسطے دسویں بیسویں وغیرہ کی تعیین یعنی ان تاریخوں کو مقرر کر کے انمیں خیر کرنا بسبب اسکے کہ اسی عموم میں یہ بھی شامل ہیں حسن ہے اور اچھا فعل ہے اور حدیث کے موافق ہے جیسا حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات میت پر سخت و دشوار ہے پس اسکے لیے صدقہ دو اور لائق ہے کہ میت کے لیے صدقہ کی مواظبت کرو یعنی صدقہ برابر جاری رکھو سات دن اور کہا گیا چالیس دن کیونکہ اپنے گھر کیطرف مشتاق ہوتی ہے تا آخر حدیث۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں لفظ تصدقوا یعنی صدقہ دو عام ہے اس راہ سے کہ مخاطب عام ہے کیونکہ مفعول اول اسکا بوجہ توسع ذکر نہیں ہوا۔ اور مفعول ثانی یعنی جو چیز صدقہ دیں اور جسکے لیے صدقہ دیں اور اسکا وقت بھی عام ہے کیونکہ فعل تصدقوا کہ متعدی بمفاعیل ہے انکا مذکور ہونا توسع ہر ایک کے عموم پر دلیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ہر میت کے لیے ہر قسم کا صدقہ ہر وقت دینا درست ہے۔ اور بہ نسبت اسکے چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولی ہے۔ اور اس سے زیادہ کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تطوع ہے یعنی شوق عبادت زائد

ہر قسم کی خیرات ہر وقت کرنا درست ہے

دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ اچھا فعل ہے

ش یعنی بینی کہ زیادت عبادت نافلہ بر فرض و واجب از تطوع است و قال سبحانہ
فمن تطوع خیرًا فھو خیر لہ ھ از اینجا است کہ چہل روز متصل تصدق کردہ باشد از
ہر چہ تواند ش از عبادت مالی و بدنی و روحی ہمانا کہ موافق کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم
تفلحون است ھ و مواظبت ترک روزی از اربعین نخواہد پس بروز سوم و دہم و بستم
و چہلم بزیادت صدقہ نیز کہ در ضمن اربعین است و ششماہی و سالانہ نیز کہ در ضمن عموم تصدق فوا
است و نیست در اینہا مگر زیادت صدقہ ثواب کہ مراد است و زیادت ممنوع نیست کہ در
معنی تطوع خیر است و در این تعیین حکمتی است کہ بمقتضای من جاء بالحسنۃ فلہ عشر
امثالھا چلہ دیگر حاصل میشود و نیز حکمتی دیگر ہم باشد واللہ تعالی اعلم ش در ریاض
المقاصد است کہ در جامع الفقہ از مجموع الروایات است اما اگر کسی از ملک خود طعام مسکین
و خلق را می خوراند بی شبہ حلال است زیرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ
عنہ سوم روز و دہم روز و بستم روز و چہلم روز و ششماہی و سالانہ طعام دادہ و صحابہ نیز

ترجمہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ سوائے فرض اور واجب کے نفل عبادت کی زیادتی تطوع میں شامل ہے کیونکہ فرمایا
حق سبحانہ نے سورۂ بقرہ کے تیئیسویں رکوع میں فمن تطوع خیرًا فھو خیر لہ یعنی پھر جو شوق سے نیکی کرے تو وہ
نیکی اسکے لیے بہتر ہے یعنی شوق خیر کا زیادتی کے ساتھ اولی ہوگا خیر کے کم ہونے سے کہ اسمیں کرنیوالیکا نفع ہے لہذا صدقہ
چالیس دن کا بہ نسبت سات دن کے بہتر اور اولی ہوگا - اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برابر چالیس روز تک مالی و بدنی
و روحی عبادت میں جس چیز سے ہوسکے میت کے لیے تصدق اور خیرات کرتا رہے کہ بعینہ یہ آیت کریمہ وافعلوا
الخیر لعلکم تفلحون کے حکم کے موافق ہے - اور لگاتار چالیس میں سے ایکدن بھی ترک نہ کرے - پس تیجہ اور دسواں
و بیسواں و چہلم بھی اسی چالیس دن کے ضمن میں ہیں کہ انمیں اور زیادہ صدقہ ہوتا ہے - اور ششماہی اور سالانہ
کہ یہ بھی عموم تصدق فوا کے ضمن میں آگیا پس ان سب میں بجز ثواب زیادہ ہونیکے کہ اصل مراد یہی ہے اور کیا ہے
اور ایسی زیادتی جس کا مطلب تطوع خیر یعنی شوق خیر ہو ممنوع نہیں - اور اس تعیین و تخصیص میں ایک حکمت ہے
کہ موافق حکم اس آیت کریمہ کے کہ سورۂ انعام کے رکوع بیس میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا
یعنی جس نے ایک نیکی کی تو اسکے لیے اس جیسی دس اور ہونگی - ایک چلہ اور حاصل ہوجاتا ہے - اور سوائے اسکے اور بھی کوئی حکمت ہو واللہ تعالی اعلم
بالصواب - اور ریاض المقاصد میں مذکور ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے نقل کرکے اسطرح لکھا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ملک سے کھانا
پکاکر اور مخلوق کو کھلائے بے شبہ حلال ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روح پر تیجہ اور دسویں اور بیسویں اور چہلم کے
روز اور چھ ماہی اور برسی کا کھانا دیا - اور صحابہ رض نے بھی

ہمچنیں کردند وہر کہ ازیں منکر باشد او از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ رضی
اللہ عنہم منکر باشد انتہی از اینجا است کہ سوم وغیرہ سُنّت است ھم وتخصیص صدقہ برائے
اموات لشب جمعہ وعیدین وشب برأت از اینجا است کہ در جامع الروایات فارسی از دستور
القضات حدیث آنحضرت صلعم نقل کردہ کہ ارواح مومنان می آیند در شب جمعہ پس استادہ شوند
بخانۂ خانی پس ندا میکنند ہر یکے باواز حزیں یا اھلی و اولادی واقربائی بدہید بریں
چیزے صدقہ ش فی دستور القضات من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح
المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم
ثم ینادی کل واحد منہم بصوت حزین یا اھلی واولادی واقربائی اعطفوا
علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا وقلۃ حیلتنا فی قبر
ضیق وسجن وثیق وغم طویل وفقر شدید وقد کان ھذا المال الذی فی
ایدیکم فی ایدینا لو ینفق فی طاعۃ اللہ تعالی لم نسئل منہ شیئا وانتم تاکلون
وتشربون ونحن نحاسب ونعذب فان اعطوا رضوا بالصدقۃ ودعوا لہم بالبرکۃ

ترجمہ اسی طرح کیا۔ جو شخص اسکا منکر ہوگا لیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا
منکر ہوگا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ تیجہ وغیرہ سُنّت ہے۔ اور صدقہ اموات کے واسطے خاص جمعہ کی رات اور عیدین
کی راتوں اور شب برات میں کرنا یہاں سے ہے جو کتاب جامع الروایات فارسی میں کتاب دستور القضات سے
بطور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں جمعہ کی رات میں آتی ہیں اور خانی
گھر میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک غمگین آواز سے پکارتی ہے ای میری اہل اور اولاد اور میرے قرابتیو
مجھپر صدقہ کرو۔ جیسا دستور القضات میں فتاوی نسفیہ سے اسطرح منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر جمعہ
کی رات اور جمعہ کے دن میں آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک ان میں سے
غمگین آواز سے پکارتی ہے ای میرے اہل یعنی گھر والو اور میری اولاد یعنی بچو اور میرے قرابتیو یعنی رشتہ
دارو ہمپر صدقہ سے مہربانی کرو اور ہمکو یاد کرو اور ہمیں نہ بھولو اور ہماری غربت اور حیلہ اور اسباب کی قلت
کی حالت میں ہمپر رحم کرو کہ ہم تنگئے قبر اور سخت قید میں اور بڑے غم اور سخت محتاجگی میں ہیں حالانکہ یہ مال
جو تمھارے قبضہ میں ہے ہمارے قبضہ میں تھا۔ اگر خدا کی بندگی میں خرچ کیا جاتا تو ہم اسکی بابت کچھ پوچھے نہیں
جاتے اور تم کھاتے پیتے ہو اور ہمپر حساب اور عذاب ہے پھر اگر وہ مہربانی کرکے خرچ کرتے ہیں تو صدقہ کرنے سے
خوش ہوتے ہیں اور ان کے لیے دعائے برکت کرتے ہیں +

بیان تخصیص فاتحہ شب جمعہ وعیدین اور شب براءت

والا فیرجعون منهم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین اللهم اقنطهم من الرحمة کما اقنطوا من الدعاء والصدقة + وعن ابن عباس رضی الله عنهما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء ولیلة نصف من شعبان یاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هکذا ھ۔ و از شرح امالی حدیثا عنه صلعم که ارواح مسلمان ده سال ہر روز و ده سال در شبہائے جمعه و ده سال در شبہای عیدین می آیند و بروایتی بعد سی سال تا قیامت در شب برأت و ہر شب جمعه می آیند وهو الصحیح و باید دانست تخصیص امری است که اگر گذاشته شود تخصیص دیگر ناگزیر است تا آنکه عدم تخصیص ہم تخصیص است و در تحرز از تخصیص امر وافعلوا الخیر متروک مطلق شود والبته توقف اصابت ثواب در تخصیص و عدم اصابتش در غیرش باطل است و ہمچنیں جائز است مصافحه و معانقه بروز جمعه و عیدین که دریں زمان مروج است

ترجمہ نہیں تو اُن کے پاس سے غمگیں روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک اُنمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے ای اللہ انکو رحمۃ سے نا اُمید کر جیسا انھوں نے مجھے دعا اور صدقہ سے نا اُمید کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے تھے جب عید کا دن یا جمعہ کا دن یا عاشورہ کا دن ہوتا ہے یا نصف شعبان کی رات یعنی شب برات ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ایسا ایسا یعنی جیسا اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔
اور جامع الروایات میں ایک اور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرح امالی سے نقل کی ہے کہ مسلمان روحیں دس برس تک ہر روز اور دس برس جمعہ کی راتوں میں اور دس برس عیدین کی راتوں میں آتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ تیس برس کے بعد قیامت تک شب برات میں اور ہر جمعہ کی رات میں آتی رہتی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ تخصیص ایسی بات ہے کہ اگر چھوڑ دی جاوی تو ایک دوسری تخصیص سے چارہ نہ ہوگا یہاں تک کہ عدم تخصیص بھی تخصیص ہے۔ اور تخصیص سے بچنے میں وَافعَلُوا الخَیرَ یعنی خیر کرنے کا حکم بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ ثواب کا پہنچنا صرف تخصیص میں موقوف ہو اور غیر تخصیص میں ثواب نہ پہنچا سکتے ہوں البتہ باطل ہے اور ایسی ہی مصافحہ اور معانقہ یعنی ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جمعہ اور عیدین کے دن جیسا اسوقت میں رواج ہے جائز ہے +

نہ توقف نیل ثواب بہ تخصیص جمعہ و عیدین بہ نفی جوازش بروز دیگر و نیز آمدن اقربا
واحبا بخانہ اہل ماتم بنا بر ادای حق العبد لازم اجتماع ناگزیر است و سبب زیادت اسباب
مغفرت بکلمہ و کلام شریف و اطعام و اطعمۂ لطیف خصوصًا بروز سوم کہ روز اتمام ماتم
است و نفس اجتماع غیر ممنوع و لوجہ اللہ تعالیٰ عین مشروع و نفی این ثابت نتواند شد
پس اجتماع موجب خیر در حق زندہ و مردہ تواند شد **تنبیہ** ازینجا رد آنست
کہ گفتہ شد تخصیص زمانی و اجتماع بدعت است ھم پس تخصیص تاریخ رحلت صلحا برای
ایصال ثواب بایشان اولیٰ است چہ آن روز رحمۃ در حق ایشان است و ہم در حق
متعلقات شان چنانکہ وقت ولادت سعید سعد است لنفسہ و ہم لغیرہ چہ نمیدانی کہ
وقت ولادت باسعادت و کرامۃ و رحمۃ حضرت رحمۃ للعالمین مکرم ترین اوقات بکرامۃ
کلی بوجہ سببیت وجود خیرات کلہا است و ہمچنین وقت مواصلت بحکم آنکہ فرمود صلعم

ترجمہ نہ یہ کہ اُسکا ثواب پانا جمعہ اور عیدین کی تخصیص پر موقوف ہو اور دوسرے دنوں میں اُسکے جواز کی نفی ہو یعنی اُن
دنوں میں مصافحہ اور معانقہ کرنے سے ثواب نہ ملتا ہو سو ایسا نہیں ہے۔ اور قرابتیوں اور دوستوں کا پُرسا کے لیے
اہل ماتم اور میت والوں کے گھر حق العبد کے ادا کرنیکی غرض سے آنا بھی ناچار لازمی جمع ہوتا ہے۔ اور اس اجتماع سے
اور بھی اسباب مغفرت کے پیدا ہو جاتے ہیں بسبب ذکر کلمہ اور کلام شریف کے اور لطیف کھانوں کے کھلانے سے خصوصًا
تیجہ کے دن کہ اتمام ماتم یعنی ماتم کے ختم کرنیکا دن ہے۔ اور نفس اجتماع یعنی جسکا نام جمع ہوتا ہے کوئی مانع نہیں کہ
اُسکو ممنوع قرار دیں بلکہ غیر ممنوع ہے جب نفس اجتماع غیر ممنوع ہے تو لوجہ اللہ یعنی خدا کی وجہ میں عین مشروع ہوگا
یعنی بالکل موافق شرع کے کہا جائیگا۔ اور اس ثابت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ پس اجتماع زندہ و مردہ دونوں کے
حق میں خیر کا سبب ہو سکتا ہے **تنبیہ** یہیں سے اسکا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا کہ وقت کی تخصیص اور اجتماع
بدعت ہے۔ پس صلحا کی تاریخ رحلت کو اُن کے ایصال ثواب کے واسطے خاص کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ روز اُنکے
حق میں رحمت ہے اور اُن کے متعلقات کے حق میں بھی جیسا نیکبخت کے پیدا ہونے کا دن خاص اُسکے
نفس کے لیے بھی اچھا ہے اور اُسکے غیر کے لیے بھی اچھا اسلیے کہ ولادت سعید سعد ہے۔ کیا تجھی معلوم نہیں
کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا وقت سعادت اور کرامت اور رحمت میں
کلی کرامۃ کے سبب تمام وقتوں سے مکرم ترین ہے کیونکہ وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سراسر سبب خیرات ہے اسی طرح وقت
وصال شریف بھی ہمہ وجوہ خیر و بہتر ہی موافق حکم اس حدیث شریف کے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تخصیص تاریخ رحلت
صلحا ایصال ثواب کے لیے اولیٰ ہے
اور وہ دن اُنکی اور اُنکے
متعلقین کے لیے رحمت ہے

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم ۔ والموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

پس نسبت بخواص منع از عموم ش اے منع عام ھم یا نسبت بعوام منع از خصوص ش

ای منع مخصوص برائے عوام ھم دریں تخصیص اگر پیش آرند فہو المقبول والا لا محذور

فی المراد ش در مجموع الروایات است اذا اراد ان یتخذ الولیمۃ یتجہد باد راک

یوم موتہ ویحتاط فی الساعۃ التی نقل روحہ فیہا لان الارواح الاموات

یاتون فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعۃ ینبغی ان یطعم الطعام

ویشرب الشراب فی تلک الساعۃ فانہ بذلک یفرح روحہ وان فیہم

تاثیرا بلیغا ھکذا فی خزانۃ الجلالی وجمع الجوامع عن جلال الدین السیوطی

وقد ذکر بعض المتاخرین من المشائخ المغرب الیوم الذی وصلوا فیہ الی جناب

العزۃ وحظائر القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ والکرامۃ والنورانیۃ

اکثر واوفر من سائر الایام

ترجمہ حَیَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِی خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی جیسی میری حیات تمھارے لیے خیر ہے ایسی میری موت بھی تمھارے حق میں بہتر ہے اور فرمایا اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے پس اسی تخصیص میں خواص کی نسبت کہ کوئی خاص منع کہ منع عام سے ہو۔ یا عوام کی نسبت کہ اسی خصوص سے کوئی منع ایسا ہو کہ وہ عوام کے لیے مخصوص ہو اگر پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ فلاں وجہ میں خواص کے لیے تو منع نہیں آیا بلکہ عام کے لیے منع آیا ہے تاکہ منع عموم سے منع خاص خواص کے لیے ثابت ہو۔ یا یہ کہ عوام کے لیے تو اسی خصوص سے منع مخصوص ہے اور خواص کے لیے نہیں ہے تاکہ خصوص سے منع مخصوص عوام کے لیے ثابت ہو۔ تو وہی مقبول ہے حالانکہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جیسا خواص کے لیے منع تخصیص خاص نہیں عوام کے لیے بھی کوئی منع مخصوص نہیں اگر بیان کرینگے تو وہ مان لیا جائیگا نہیں تو اصل مراد کہ اقیان میں کیا اندیشہ ہے جیسا مجموع الروایات میں ہے کہ۔ جب کوئی آدمی موتی کے ولیمہ مہیا کرنیکا ارادہ کرے تو اسکی موت کا دن پانیکی کوشش کرے اور جس وقت میں اسکی روح نے نقل کی ہے اس گھڑی کے لیے احتیاط کی جاوے کیونکہ اموات کی روحیں ہر برس اسی ساعت میں اسی جگہ آتی ہیں۔ چاہیے کہ اسی ساعت میں کھانا کھلائے اور اسی ساعت میں پانی پلائے اسلیے کہ اس سے میت کی روح کو فرحت ہوتی ہے اور بیشک سہیں میت کے حسب حال پوری پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب خزانہ جلالی میں ہے اور کتاب جمع الجوامع میں جو حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ملک مغرب کے بعض متاخرین مشائخ سے مذکور ہے کہ وہ دن جس میں اولیاء انبیاء اور صالحین کی روحیں جناب عزت اور حظائر قدس کی طرف واصل ہوئی ہیں اور پہنچگئی ہیں انھی خاص دن میں اور تمام دنوں سے زیادہ کثرت اور بہت ہی بہتایت سے خیر و برکت اور نورانیت کی امید کی جاتی ہے ۔

یوم وصال اولیاء اللہ وصلحاء خیر و برکت و نورانیت کثیر کا دن ہے

وهكذا في سراج الهداية لمولينا سيد جلال الدين البخاري وفي حاشية المظهري من هدية الحرمين ھ پس سفر برائے حضور مجالس اعراس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ بنا بر منافع زیارت قبر و تبرک تاریخ رحلت و لقاء دیگر صلحاء احسن خواہد شد بجوازِ عموم وقت ثابت پس منعِ وقتِ مخصوص مستلزم جوازِ وقت مخصوص است فکیف المنع - ونہی فی قوله صلعم لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد ترجمہ نہ بندید کجاوہائے شتران مگر سوئے سہ مسجد یعنی مسجد حرام و مسجد نبی صلعم و مسجد اقصیٰ ؛ مفید تاکید و تخصیص سفر دراز بہ نیل ثواب مخصوص ایں سہ باستثناء از نہی از مساجد غیر ایں سہ است زیرا کہ دریں استثناء مفرغ دلالتے بر منقطع نتواند شد مگر بر متصل از نفسِ مستثنیٰ ؛

ترجمہ اور اسی طرح کتاب سراج الہدایہ میں ہے جو حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی ہے - اور حاشیہ مظہری میں بھی ہدیۃ الحرمین سے اسطرح مذکور ہے - پس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ کی مجالس عرس میں حاضر ہونیکے واسطے سفر کرنا اس غرض سے کہ انکی قبر کی زیارت اور تاریخ رحلت کی برکت حاصل ہو اور وہاں اور صلحاء اور نیک بخت لوگوں کی ملاقات اور زیارت کے منافع اور فائدے حاصل ہوں بسبب جوازِ عموم وقت کے کہ یہ جواز ثابت ہے اچھا اور نیک فعل ہوگا کیونکہ عموم وقت کا جواز ثابت ہے اور اس جواز کا ثبوت مذکور ہو چکا ہے کہ ہر وقت ایں خیر کرنا اور خیر سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست ہے تو اس عموم وقت کا جواز ثابت ہوتے ہوئے منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقتِ مخصوص ہوتا ہے یعنی جس وقت مخصوص کی ممانعت کی جائیگی بسبب جواز عموم وقت کے وہی وقت مخصوص جواز کو لازم ہوگا پس ایک ہی خاص وقت میں منع و جواز دونوں مجتمع ہوں یہ اجتماع ضدین کیسے ہو سکتا ہے لہذا عموم وقت کے جواز کے ساتھ جو ثابت ہو چکا ہے منع وقت مخصوص کا کیسے ممکن ہے پس منع کیونکر ہے - اب ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کے اس قول میں لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ یعنی نہ باندھو اونٹو کے کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ - یہ ممانعت خاص ان تین مساجد کے سوا غیر مساجد کی طرف کو ثواب پانیکی غرض سے سفر دراز کرنیکی ہے - کیونکہ یہ ممانعت بطور استثناء کے تاکید و حصر کا فائدہ دیتی ہے جو استثناء کا اصلی مقصود ہے اسلیے کہ اس استثناء میں بسبب مذکور نہ ہونے مستثنیٰ منہ کے کہ مفرغ ہے یعنی ذکر سے فارغ ہے کوئی دلالت کے منقطع ہونے پر نہیں ہو سکتی تا ہر قسم کے سفر کی نہی واقع ہو بجز متصل ہونیکے نفس مستثنیٰ سے کہ موجود ہے اسلیے کہ حصر تحقیق موجود و اثبات میں ہوتا ہے نفی میں جو ثابت ہے بالکل منقطع و غیر موجود ہے پس مساجد کہ مستثنیٰ متصل و موجود ہی انکا تین میں حصر ہو کر اسی تین کے سفر کی بغرض حصول ثواب تاکید اور باقی مساجد کے سفر کی ان تین کے سوا بسبب حصر نہی و ممانعت ہوئی اور یہی اتصال کی شرط ہے کہ طرفین یعنی مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہوں پس معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں سوائے تین مساجد مذکورہ کے اور مسجدوں کے لیے بغرض نیل ثواب سفر دراز کرنیکی ممانعت ہے نہ ہر سفر کی ؛

مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الخ

جواز زیارت قبور اولیاء کا و ماخوذ اور اسکی اور تنقیح سفر موجب خیر و برکت

ثبوت جواز عموم مانع منع مخصوص ہو وقت اجتماع ضدین لاحق ؛

بیان تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد

از انجا کہ سفر بضرورتِ حج وزیارتِ نبی صلعم وتحصیل علم دین ظاہر وباطن وجہاد وزیارت استاد ومرشدِ طریقت ووالدین گو در عالمِ برزخ باشند ودیگر مصالحِ عادیہ بتفاوتِ مراتب ثابت ومحمود است کما قال سبحانہ اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ بعموم السیاحۃ بالخیر ش تفسیرِ معنی سائحون (ای السائرون) واطمینان از مشوشاتِ اختلاف از تفسیر کبیر توان یافت هم پس نہی باستثنار منقطع راست نیاید فیا ربِّ مَالِهٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ اَنْ یَّفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ش فی العینی من احسن محامل هذا الحدیث بان یکون المراد منہ حکم المساجد فقط وانہ لا تُشَدُّ الرحال الی مسجدٍ من المساجد غیر هذه الثلثة واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب العلم وفی التجارۃ وزیارۃ الصالحین والمشاهد (ای القبور) وزیارت الاخوان ونحو ذلک فلیس فی النهی انتهی من هدیۃ الحرمین هم ونیز ایصالِ نفعِ اعمال از فرض وواجب وسنت مالی وبدنی ودعائی برائی غیر عامل اگرچہ از گزشتہ باشد
متعلق ایصال ١٢

ترجمہ کیونکہ ضرورت حج اور زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحصیل علم دین ظاہر وباطن اور جہاد اور زیارت استاد اور مرشدِ طریقت اور والدین اگرچہ عالم برزخ یعنی قبروں میں ہوں اور اور مصالح عادیہ یعنی ضروری کاموں کی غرض سے سفر کرنا حسب ترتیب تفاوتِ مراتب ثابت اور محمود ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ کے رکوع چودہ میں اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ اَیِ السَّآئِرُوْنَ یعنی سیاحت کرنیوالے مراد یہ کہ عام طور پر سیر وسفر کرنیوالے کہ خیر کے لیے ہوں کیونکہ یہاں سیاحت عام ہے جبکہ خیر کی وجہ میں ہو۔ اور معنی سائحون کی تفسیر اور اسکے اختلافی جھگڑوں سے اطمینان حاصل کرتا ہو تو تفسیر کبیر دیکھیے۔ پس حدیث مذکورہ میں استثنارِ منقطع سے نہی وممانعت صحیح نہیں آتی فیا ربِّ مَالِهٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ اَنْ یَّفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا یعنی پس اے میرے رب اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث سمجھنے کی بھی فہم نہیں رکھتے۔ چنانچہ شرح عینی میں اس حدیث کو بہت عمدہ معنی پر محمول کیا ہے کہ ہدیۃ الحرمین سے منقول ہے یہ کہ مراد حدیث سے فقط حکم مساجد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اونٹوں کو کجاوے مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف نہ باندھو سوائے ان تین کے۔ ولیکن مسجدوں کی علاوہ دوسرے مقاصد کیلیے کجاوے اونٹوں کے کس کر سفر کرنا طلب علم میں اور تجارت میں اور زیارت صالحین اور مشاہد یعنی زیارت قبور کے لیے اور زیارت برادرانِ دین اور ایسے ہی اور کاموں کی غرض سے پس یہ مقاصد اس نہی میں نہیں ہیں جسکی حدیث میں ممانعت ہے۔ اور ایسی ہی نفع اعمال کا کہ فرض وواجب اور سنت ونفل مالی وبدنی کسی قسم کے ہوں اسے غیر عامل کو پہنچانا اگرچہ وہ گذر گیا ہو

مطلب ایصال نفع اعمال از احیار باموات واز اموات باحیار واز اموات باموات بہجد گر

بیان اثبات ایصال ثواب ونفع اعمال مشروعہ مطلقہ مالی وبدنی وغیرہ بے قید زمان وایصال دعار برائے غیر عامل ہر زمان

یا موجود یا آیندہ می شود کما فی قولہ تعالیٰ حکایتاً عن نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط از مومنین و مومنات امتہ مرحومہ مراد است و امرا الی حبیبہ محمد رسولہ صلعم مع اشتراک مع غیرہ صلعم و استغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات ثابت است و بفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم عید الاضحیٰ فلما انصرف اُتی بکبش فذبحہ فقال بسم اللہ اللہ اکبر اللہم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی من امتی عام است از گزشتہ و موجود و آیندہ کہ از امتش ہستند صلعم

ترجمہ یا موجود ہو یا ہنوز موجود نہ ہوا ہو بلکہ آیندہ ہو۔ پہنچتا ہے اور ایصال دعا بھی کہ وہ غیر عامل کے لیے غیر عامل کو پہنچتی ہے یعنی ہر قسم کی عبادات مشروعہ کا ثواب کسی ایسے کو کہ اُس نے نہ کی ہو مردہ زندہ آیندہ ہر ایک کے لیے پہنچانے سے پہنچتا ہے۔ اور دعا بھی کہ ایسے شخص کے متعلق ہو پہنچتی ہے۔ جیسا خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت سورۂ نوح کے آخر میں حکایت کرکے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط یعنی اے رب مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی مومن میرے گھر میں داخل ہو اسکو اور سب مومن مرد اور مومن عورتوں کو بخشدے۔ مومنین اور مومنات سے یہاں امتہ مرحومہ محمدیہ کے مومن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ اور سورۂ محمد کے دوسرے رکوع میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حکم کرکے اور آپکی ہمراہ آپکے سوا اوروں کو شریک کرکے اس قسم کی دعا کرنیکو ایصال غیر عامل کے لیے حکماً ثابت کردیا خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ یا آیندہ چنانچہ فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی اے حبیب ہمارے آپ مغفرت طلب کیجیے خاص اپنے ذنب کبو سطے اور مومنین اور مومنات کے گناہ کے لیے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے کہ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت جابر رضؓ نے میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الضحیٰ کی پھر جب لوٹے نماز سے رسول کریمؐ۔ ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے اسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے ہے جسنے میری اُمتہ میں سے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس حدیث میں مِنْ اُمَّتِی کا لفظ تمام اُمت کو شامل ہے اسلیے کہ عام ہے یعنی میری اُمتہ سے آپکی اُمتہ گذشتہ اور موجود اور آیندہ سب مراد ہے

ایصال نفع اعمال از احیاء واز اموات واز اموات باحیاء بہم گر+

وآز احیاء باموات بہ نماز جنازہ کہ فرض کفایہ است وآز اموات باحیاء بہم گر لقوله
علیہ السلام من دخل المقابر ثم قرء فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احدٌ
والھٰکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرءتُ من کلامك لاھل
المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء الی اللہ تعالیٰ ۔ لفظ کانوا
دلالت میکند بر تحقق فعل در زمان حال ومستقبل از شفعاء والا شفاعت در زمان
ماضی لا معنی لہا است وآین اشفاع عام الوجوہ مخصص بالوجہ دلالۃ لفظی از
حدیث شریف نتواند شد بل نظر بتائیدات مثبت مدعا اشفاع عام الوجوہ را توسع
از اہل عالم روح وشہود وبرزخ وآخرت بہم گر با خلاف عالم تواند شد

بیان نفع اعمال کا زندوں کو اور مردوں کو زندوں کو آپس میں

ترجمہ اور زندوں سے مردوں کو اعمال کا نفع حاصل کرنا جیسا نماز جنازہ میں کہ فرض کفایہ ہے
جس میں عامل کا عمل غیر عامل کے لیے کفایت کرتا ہے ظاہر ہے اور مردوں سے زندوں کو ان کے آپس
میں حضور علیہ السلام کے فرمانے کے سبب سے یعنی جو کوئی گورستان میں داخل ہوا پھر اسنے سورۂ فاتحہ
پڑھی اور قل ہو اللہ احد اور سورۂ الھٰکم التکاثر پھر کہا تحقیق میں نے جو کچھ تیرے کلام سے پڑھا اسکا ثواب میں نے
اس گورستان کے تمام مومنین اور مومنات کے لیے کر دیا تو وہ سب اہل مقابر اللہ تعالیٰ کی طرف اس پڑھنے
والے کے لیے شفیع ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں لفظ کانوا جو ماضی ہے تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے
اور لفظ شفعاء سے وقوع اس فعل کا زمانۂ حال واستقبال دونوں کے لیے دلیل ہے ورنہ شفاعت زمانہ
ماضی میں ایسی بات ہے جسکے لیے کچھ معنی نہیں یعنی ایک بےمعنی بات ہے اور یہ شفاعت کرنا کہ ہر وجہ میں عام ہے
اس حدیث شریف کے کسی لفظ کی دلالت سے کسی وجہ میں خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان تائیدوں پر نظر
کرکے جو مدعا ثابت کر رہی ہیں اس اشفاع عام الوجوہ کو توسع ہو سکتا ہے ہر ایک کے لیے آپس میں
عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ اور عالم آخرت کے رہنے والوں سے باوصف ان کے خلاف
عالم ہونے کے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کانوا شفعاء سے یعنی شفیع ہوں گے

بیان تحقق و توسع شفاعت زمان حال و مستقبل میں ہر اہل عالم کا باہم گر+

ایک تو تحقق شفاعت پر زمانہ موجود کے لوگوں اور آنے والوں کے لیے دلالت ہوتی ہے۔
دوسرے جبکہ اس سے ہر طرح کی عام شفاعت کرنا پایا جا رہا ہے تو اس کا کسی خاص وجہ کی شفاعت
کے لیے بغیر دلیل مخصوص کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث کا کوئی لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ
جب ہم ہماری مدعا کی ثابت کرنیوالی تائیدات کو دیکھتے ہیں تو ہمکو ہر عالم والوں کے لیے کہ عالم روح ہو یا شہود
عالم برزخ ہو یا آخرۃ انمیں سے ہر ایک کو ہر ایک کیلئے آپس میں باوصف خلاف ہونے عالم کے شفاعۃ کا توسع ثابت ہو سکتا ہے

تنبیہ ازینجا است جواز خواندن قرآن مجید بر قبور و شعور مقبور بزائر و باید دانست کہ انتفاع و استفاع ہمدگر از عالم شہود و آخرت و برزخ کہ مشترک بعالم شہود و آخرت است مصرح مذکور است و انتفاع عالم شہود از عالم روح از روح مبارک صلعم و بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رض بملاحظۂ کتب سیر انبیاء و اولیاء رعیان خواہد شد چنانکہ استغاثت و توسل انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بروح مبارک صلعم و توسل حضرت آدم عم بروح مبارک صلعم و دلیلی بر نفی افادت اختیاری حاصل نتواند شد مگر بر اثبات افادت اختیاری و اضطراری و اگر باشد فلا عذر فیہ واللہ تعالیٰ اعلم ہم و از اموات باموات لقولہ علیہ السلام اذا مات لاحدکم المیت فاحسنوا کفنہ و عجلوا انجاز وصیتہ واعمقوا لہ فی قبرہ وجنبوہ جار السوء

رواں کردن ۱۲

قیل یا رسول اللہ ھل ینفع الجار الصالح فی الآخرۃ قال ھل ینفع فی الدنیا

ترجمہ تنبیہ بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اور صاحب قبر کا اسکی زیارت کرنے والے سے آگاہ ہونے کا جواز بھی ثابت ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ نفع پہنچانا اور نفع اٹھانا آپس میں عالم شہود و آخرت سے اور عالم برزخ سے جو عالم شہود و آخرت دونوں سے مشترک ہے یہ تو صراحۃً سے مذکور ہے۔ رہا نفع پانا عالم شہود کا عالم روح سے خاصکر روح مبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم سے یہ کتب سیر انبیا اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ مدد لینا اور وسیلہ کرنا انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور وسیلہ اختیار کرنا آدم علیہ السلام کا روح مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپس اختیاری فائدہ پہنچانے کی نفی پر کوئی دلیل نہیں حاصل ہو سکتی یعنی یہ کہ کوئی کسیکو اپنے اختیار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہو اسپر کوئی دلیل نہیں بجائے اسکے اختیاری اور اضطراری فائدہ پہنچانے کے اثبات پر دلائل مل سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی دلیل ہو تو اس میں عذر نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور خدائے برتر ہی بہتر دانا ہے۔ اور اعمال کا نفع مردوں سے مردوں کو پہنچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی جاوے تو اسکو کفن اچھا دو اور اسکی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور اسکی قبر گہری کھود دو اور بڑے ہمسایہ سے اسے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا پڑوسی نیک بخت آخرۃ میں نفع دیتا ہے فرمایا کیا دنیا میں نفع دیتا ہے

از اموات با موات

بیان ایصال ثواب اموات کا اموات

تفسیر کریمه کل نفس بما کسبت رهینة وان لیس للانسان الا ما سعی

قالوا نعم قال کذلک ینفع فی الآخرة • ومفهوم کل نفس بما کسبت رهینة
وان لیس للانسان الا ما سعی • وامثال ہذا در حالت تعمیم نسبت بمومن وکافر معارضہ
بآن نمی کند ای بآنچه مذکور شد از اصابت ثواب بعمل غیر ہم نمیکند چه این سخن در وجه استحقاق
جزاء العمل سیئة است عدلا که نفی عفو و مغفرت وجزای بہتر از عمل حسنة مثبت به فضل الله
یغفر لمن یشاء ومن جاء بالحسنة فله خیر منها نتواند کرد نه بعمل غیر نمی کند ای
سخن نه بعمل غیر است ہم ونفی بعض منع ثبوت بعض نمیکند ہمچو عکس این سخن اے
چنانکه اثبات بعض نفی بعض نمیکند وعطف این جمله بر جمله است بطور دلیل دعوی ہم
بہ علت دلیل اول یعنی که نفی عفو و مغفرت مثبت به الخ ہم

ترجمہ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا ایسا ہی آخرۃ میں نفع دیتا ہے • اور مفہوم آیات کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِینَةٌ جو سورۂ مدثر کے رکوع دوسرے میں ہے۔ یعنی ہر نفس بسبب اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا گرو ہے۔ اور کریمہ اَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی جو سورۂ نجم کے آخر رکوع میں ہے۔ یعنی۔ یہ کہ نہیں ہے انسان کے واسطے مگر وہی جو اُس نے سعی کی۔ اور ایسی ہی اور آیتیں جنکا مفہوم حالت تعمیم میں مومن اور کافر کی نسبت ہوتا ہو وہ اُن ثبوتوں کی معارضت نہیں کرتا ہے جو غیر کے عمل سے ثواب پہنچانیکے بارہ میں مذکور ہو چکے ہیں پس یہ اور اسی قسم کی آیات اُن ثبوتوں کی عارض اور مانع اور خارج نہیں۔ اسلیے کہ یہ کلام یعنی مفہوم آیات مذکورہ اس استحقاق جزا کی وجہ میں ہے جو بُرے عمل کی نسبت براہ عدل ہے پس یہ وجہ استحقاق کہ عامل کے عمل بد کی جزا بنا پر عدل ہے یہ اُس عفو و مغفرت اور جزاء بہتر نیک عمل کی جو مثبت بہ بنا بر فضل ہے نفی نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عمل بد کا بدلہ جیسا عدل پر ہے اسی طرح عفو و مغفرت اور بدلہ نیک عمل کا بہتر ملنا یہ خدا کے فضل ہی سے ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے اور اسپر یہ آیتیں دلالت کر رہی ہیں یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ کہ سورۂ فتح کے آخر میں ہے یعنی جسے چاہتا ہے وہ بخشتا ہے۔ اور سورۂ قصص کے آخر رکوع میں یہ کریمہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا یعنی جو کوئی نیکی لایا پس اُس نیکی کا عوض اُسکے لیے اُس سے بہتر ہے۔ اور یہ کلام یعنی مفہوم آیات کسب و سعی عمل غیر کی وجہ میں نہیں ہے جو اصابت ثواب کی نسبت مانع و معارض ہو حالانکہ مفہوم آیات مذکورہ بنا بر عدل ہے عمل بد کی استحقاق جزا میں : اور ثواب کا ملنا اور عفو و مغفرت وغیرہ از راہ فضل ہے پس جو کلام بنا بر عدل استحقاق جزا میں ہو وہ عمل غیر کے بر اصابت ثواب وغیرہ کے جو فضل حق کی وجہ میں ہے کیسے نفی کر سکتا ہے۔ اور نفی بعض کی بعض کے ثبوت کا منع نہیں کرتی اسی طرح اسکا عکس یعنی اثبات بعض کا بعض کی نفی نہیں کرتا ہے۔ حاصل یہ کہ وجہ استحقاق سزا کہ عمل بد کے سبب براہ عدل آیات مذکورہ کسب و سعی سے ثابت ہے اسمیں اسی بعض وجہ استحقاق سزا کا ثبوت ہے۔ یہ ثبوت بعض اُس عفو و مغفرت وغیرہ ثابت شدہ کی نفی نہیں کر سکتا کہ اسکا اثبات براہ فضل دوسری آیات مابعد سے ہو رہا ہے جیسا مصنف کتاب رحمہ اللہ کا اسکے دلیل دعوی کو بطور عطف جملہ بر جملہ کرکے بیان کر با ظاہر کر رہا ہے اور نیز یہ کہ اول

بیان تفسیر کریمه کل نفس بما کسبت رهینة وان لیس للانسان الا ما سعی

بدانکہ مَا سَعٰی و مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحۂ نفس عمل است و سخن در نیت صحتی است کہ موقوف جزای اُخروی بآنست و آں مقصود بِما موصولہ است کہ متغایر و متاخر نیت صحۂ نفس عمل است بدلالت مفعولیۂ ما موصولہ مر فعل بعد ش را یعنی لوجہ اللہ تعالیٰ یا لغیرہ تعالیٰ پس ہر عمل رجوع میکند بنفس عامل در وجہ استحقاق جزای اُخروی نہ استحقاق یا ایراد غیر جزای مذکور کہ خارج از بحث مقصود است + اکنون کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ را در تفسیر کریمہ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ الآیہ مخصوص مومنین بسوق کلام سابق و لاحق وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا را در تفسیر کریمہ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَكُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ

ترجمہ اور معلوم ہو کہ آیات مذکورہ میں لفظ مَا سَعٰی اور مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحت نفس عمل ہے یعنی مراد سعی و کسب سے وہ عمل ہے جو نفس عمل کی صحت کی نیت کے ساتھ ہو یعنی ایسی نیت سے عمل کیا ہو کہ اُس سے عمل کی صحت ہوتی ہو۔ اور کلام جس نیت میں واقع ہوا ہے اُس سے نفس عمل کی صحت مراد نہیں ہے بلکہ وہ صحت مراد ہے جس پر آخرت کا بدلہ موقوف ہو۔ اور یہی مَا موصولہ کا مقصود ہے جو مَا کَسَبَتْ اور مَا سَعٰی میں آیا ہے۔ اور یہ نیت صحت جزائے اُخروی اُس نیت سے متغایر اور متاخر ہے جو نیت صحت عمل کی ہے اس دلیل سے کہ مَا موصولہ خاص اپنے مابعد فعل کا مفعول ہوتا ہے خواہ وہ فعل خدا کی وجہ میں ہو یا غیر خدا کی وجہ میں۔ پس ہر عمل عامل کے نفس ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اُسی وجہ میں استحقاق جزائے اُخروی ہے نہ اُس استحقاق میں جو جزائے مذکور کے غیر مراد ہو کہ یہ امر بحث مقصود سے خارج ہے کیونکہ آیات کسب و سعی میں عامل کے اُسی عمل کا بیان ہے جس میں استحقاق جزائے اُخروی ہے پس یہی عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرے گا نہ وہ جو اس جزائے مذکور کے علاوہ کہ غیر ارادہ کیا جاتا ہے حالانکہ باعتبار شانِ نزول یہ آیات مخصوص کفار کے لیے ہیں جیسا عنقریب بیان ہوگا۔ اب آیت کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیت کریمہ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ الآیہ کی تفسیر میں جو سورہ طور کے اول رکوع میں ہے کہنا چاہیے کہ باعتبار سوق کلام سابق و لاحق مخصوص مومنین کے لیے ہے اور آیہ کریمہ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا کو جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے آیۃ کریمہ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کی جو سورہ نجم کے دوم رکوع میں ہے اور كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ کی جو سورہ مدثر کے دوم رکوع میں ہے

مخصوص کا قرینہ بنظم عبارت سابق و لاحق تواں گفت نہ اینکہ سعیؔ ایں نفی در مقابلہ ثبوت معنی ما عمل است ھم جزائی عملی بغیر عامل نہ تواند رسید کہ دلالۃ لفظی ازینہا ندارد و حالانکہ جزاء امری متاخر از عمل بفضل معطی ذو القوۃ المتین است کہ اورا مانعی حقیقی تخصیصًا بانتقال جزاسے اعمال مطلق از حسنات و سیئات در صورت حقوقِ عباد کہ بقولہ علیہ السلام مصرح است فی المشکوٰۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان کان لہ عملٌ صالحٌ اُخذ منہ بقدرِ مظلمتہ وان لم تکن لہ حسناتٌ اُخذ من سیأتِ صاحبہ فحمل علیہ رواہ البخاری یا سعیؔ تزویداست بر حقوقِ عباد ھم بقصدِ عامل بغیرش سعیؔ از غیر خود یعنی غیر عامل ھم در حسنات اگرچہ از فرض عین باشد تا مستحب از مالی باشد تا بدنی نتواند شد سعیؔ فاعلش مانعی حقیقی ھم

ترجمہ ان دونوں کی تفسیر میں کہ مخصوص کا قرینہ کے لیے باعتبار اُسکی نظم عبارت سابق و لاحق کے بھی کہنا چاہیے نہ یہ کہ مَا سَعٰی وَ مَا کَسَبَتْ فقط بمعنی مَا عَمِلَ ہے یعنی جو کچھ مَا عَمِلَ کے معنی سے ثابت ہو اُسپر خیال کریکے برلا کسی عمل کا غیر عامل کو پہنچنا ہی نہیں ہو ایسا نہیں ہر کیونکہ ان آیات کے کسی لفظ سے یہ دلالت نہیں حاصل ہوتی۔ اور حال آنکہ ہر کام کا بدلہ کہ عمل سے متاخر ہوتا ہے یہ خدائے معطی ذو القوۃ المتین کے فضل سے ہر کہ عامل سے غیر عامل کی طرف جزائے اعمال پہنچانے میں اُسکے لیے کوئی حقیقی مانع نہیں ہو سکتا جسپر بطور تخصیص جزائے اعمال مطلق کے منتقل ہونے سے دلالت ہو رہی ہے کہ حقوق عباد کی صورت میں وہ اعمال روز جزا خواہ نیکیوں سے ہوں یا بدیوں سے باہم منتقل ہونگے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے بصراحت معلوم ہو رہا ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ فرمایا۔ اگر اُسکے لیے عمل نیک ہونگے تو لے لیے جاوینگے اُس ہی اُسکے مظلمہ یعنی ظلم کے بدلہ کی مقدار پر۔ اور اگر نہیں ہیں اُسکی نیکیاں تو اُسکے ساتھی کی بدیوں سے لیکر وہ اُسپر لادہ دیجاوینگی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یا عامل کے قصد کی صورت میں اپنے غیر کے ساتھ جو عامل نہ ہو فقط حسنات میں جزائے اعمال کے منتقل ہونے سے اگرچہ وہ عمل فرض عین سے لیکر مستحب تک ہو کہ وہی مالی سے لیکر بدنی تک ہو بطور تخصیص دلالت ہو رہی ہے۔ پس اس تخصیصی انتقال جزائے اعمال کے لیے کوئی مانع حقیقی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جزا ہر کام کی متاخر عمل سے بفعل خدائے معطی صاحب قوت متین ہے

وازان تصلی لهما و ان تصوم لهما دلالة بر تعمیم از فرض و نفل است نه بر تخصیص
و قیاس باید کرد دیگر عبادات را بر نماز که مستجمع عبادات است و اگر تفصیلی زیاده تر
باید رجوع بکتب مفصله اہل سنت و جماعت لازم ست فی ذخیرة العقبی الانسان
له ان یجعل ثواب عمله لغیره عند اهل السنة والجماعة من الصلوة
والصوم والحج والصدقة والتلاوة وغیرها من جمیع انواع البر و تصل
الی المیت و ینفعه وقالت المعتزلة لیس له شیء من ذلك انتهی وكذا
فی البحر الرائق وغیره هم و البته سقوط عمل از ذمه غیر عامل در واجب لنفسه بجزای
عمل غیر نتواند شد پس نفعیکه از عمل غیر رسد این و استحقاقش باستحقاق عمل عامل است
که می بخشد او را که معلق بتقدیر و قضا است نه بتبدل تقدیر و قضا

ترجمہ اور ان تصلی لهما اور ان تصوم لهما سے فرض و نفل کی تعمیم پر دلالت ہے نہ
تخصیص پر۔ باقی اور عبادات کو نماز پر قیاس کر لینا چاہیے کہ یہ سب عبادات کی جامع ہے۔ اور اگر اس
سے کچھ تفصیل زیادہ چاہیے تو اہل سنت وجماعت کی مفصلہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے جیسا
ذخیرۃ العقبیٰ میں مذکور ہے۔ کہ ہر انسان کو اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے واسطے کر دینا اہل سنت وجماعت
کے نزدیک ثابت ہے نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تلاوۃ وغیرہ سے تمام اقسام کی نیکی کا
اور یہ ثواب میت کی طرف پہنچتا ہے اور اسکو نفع دیتا ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں میت
کے لیے اس میں کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایصال ثواب و نفع میت کو کچھ نہیں ہوتا۔ تمام ہوا قول صاحب
ذخیرۃ العقبیٰ کا۔ اور اسی طرح بحر الرائق وغیرہ کتابوں میں ہے۔

و البتہ وہ عمل جو اس کے نفس پر واجب ہو غیر کے عمل کے بدلے سے وہ عمل غیر عامل کے ذمہ سے چھوٹ نہیں سکتا
اور نہ ساقط ہو سکتا ہے پس جو نفع کہ عمل غیر سے پہنچتا ہے یہ استحقاق اسکو عمل عامل کے استحقاق کے
سبب اس کے بخشدینے کے حاصل ہوا ہے اسلیے کہ یہ فعل تقدیر و قضا سے معلق ہے نہ تقدیر و قضا کا کچھ
بدل جانا ہے۔ کیونکہ تقدیر و قضا کا بدلنا فاعل حقیقی حضرت حق کا کام ہے نہ کہ فاعل حقیقی کے
فضل تقدیر و قضا پر بندہ اپنے فعل کو معلق کر سکتا ہے پس محل اشتباہ اس مسئلہ میں یہی
ہے اور فہم کی کجی کا یہی موقع ہے فہیم کو چاہیے کہ یہاں نظر کو زیغ سے بچائے اور اپنے
خالق کے فعل کو بجائے خود نگاہ رکھے اللّٰهم احفظنی من سوء الفہم

وجوب عمل کا غیر عامل سے غیر کے جزا عمل کے سبب بدل ہو کر ساقط نہیں ہو سکتا

ازانجا کہ نزول کریمہ کل نفس الخ مخصوص درشان کفار است بدلالۃ نظم ماقبل نہ مومنین بدلالۃ استثنا ما بعد ای الا اصحاب الیمین ۰ فائدہ نفی اصابۃ نفع عمل غیر مخصوص بشان صفتہ اصابۃ مع متعلقاتش ہم مومنین ازیں کریمہ نتواند شد ونہ تعارض وہمچنین کریمہ ان لیس للانسان الخ بدلالۃ دیگر از نظم وشان نزول وضرورت رفع تعارض وازملائکہ بانسان نفعہ لقولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۰ وازانسان بملائکہ شرکت بصلوٰۃ مع النبی صلعم اشہر است بلکہ ایں انفاع وانتفاع بعمل غیر در دیگر اشیاء نیز تواند شد چنانکہ از تسبیح سبزہ برگور بصاحب گور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی قبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان الا فی کبیر اما احدہما فکان لا یتنزہ من بولہ واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ

ترجمہ اور چونکہ آیت کریمہ کل نفس بما کسبت رہینۃ کا شان نزول کفار کے حق میں مخصوص ہے کہ نظم ماقبل کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے نہ مومنین کے حق میں کیونکہ استثنا ما بعد یعنی الا اصحاب الیمین اسپر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ یہ خاص مومنین کے حق میں غیر کے عمل کا نفع پہنچانے کی نفی کرتی ہے اور نہ ان آیات کی جن سے مومنین کے حق میں عمل غیر کے نفع پہنچانے کا ثبوت ہوتا ہے معارض ہوتی ہے اسی طرح کریمہ ان لیس للانسان الا ما سعیٰ کو اسکے نظم اور شان نزول وغیرہ کی دلالت اور اس کے رفع تعارض کی ضرورت پر نظر کرکے خیال کر لینا چاہیے۔ اور ملائکہ سے انسان کو نفع اعمال اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے جیسا وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۰ کہ سورۂ شوریٰ کے اول رکوع میں ہے یعنی اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان کے لیے جو زمین میں ہیں مغفرت مانگتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ بیشک اللہ وہی غفور رحیم ہے۔ اور انسان سے ملائکہ کو نفع اعمال یہ شرکت درود میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور تر ہے۔ بلکہ عمل غیر سے یہ نفع دینا اور لینا اور چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا سبزۂ گور کی تسبیح سے صاحب گور کو نفع کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے اور فرمایا کہ یہ دونو صاحب قبر البتہ عذاب میں ہیں اور یہ دونو معذب نہیں ہیں مگر کبیرہ میں یعنی ایسے امر میں جس سے بچنا انپر شاق اور دشوار ہوتا تھا اور بڑا معلوم ہوتا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ بسبب امر کبیر معذب ہیں جو علت عذاب ہے اس صورت میں حرف فی تعلیلی ہے۔ لیکن ایک انمیں اپنے پیشاب سے پاک نہ رہتا

آنزتسبیح سبزہ برگور بصاحب گور
وتفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلعم مر علی قبرین الخ
آیہ امر کان ان لا یستنزہ یکبر علیہما الاحتراز عنہ وقیل فی التعلیل ۱۲

ثم اخذ جریدۃً رطبۃً فشقّھا باثنین فجعل علی قبرٍ واحدۃً فقالوا
یا رسول اللہ لم فعلت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا
رواہ البخاری والمسلم
وفی المشکوٰۃ باختلاف اللفظ متفق علیہ ایں فعل حضرت صلعم مخصوص باعث
نتوان شد بدلالت تحویل تخفیف بہ مالم ییبسا نہ بفعل حضرت صلعم و در فتاوی
ہندیہ است وضع الورد والریاحین علی القبور حسن و نیز ایں انفاع و انتفاع اختیاری
وہم اضطراری تواند شد کہ حقیقتش اہل ادراک حقائق خفیہ تواند دریافت
تنبیہ از ینجا روشن است کہ گفتہ شد نفع اعمال بغیر عامل نمیرسد پس
از احیاء نفعی باموات نتوانند شد ھم
اللّٰھم صلّ وسلّم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہٖ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اور اسکو چیر کر دو حصہ کیا اور ہر ایک کی قبر پر رکھدیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں کیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ دونو کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے جب تک یہ دونو شاخیں خشک نہ ہوویں۔ اور یہی حدیث باختلاف لفظ مشکوٰۃ میں ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ گلاب اور خوشبودار پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔ اور اس قسم کا نفع دینا اور لینا اختیاری اور اضطراری بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حقیقت پوشیدہ حقیقتوں کے ادراک کرنیوالے ہی جان سکتے ہیں۔
تنبیہ یہاں اس بات کا رد بھی ہو گیا جو کہا گیا کہ اعمال کا نفع غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے پس زندوں سے اموات کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا ہے اللھم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ
اے خدا درود و سلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور ان کے جمال پر جیسا تو ان کو چاہتا ہے اور ان کو پسند کرتا ہے اور ان کو ہم میں سفارشی کر دے اور انکے وسیلہ سے ہم پر رحم کر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً در تحقیق معنے کریمہ ما اُھِلَّ بہٖ لِغَیْرِ اللہِ ۔ وما اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ مقدمہ بدانکہ اہلال بمعنی بر وشنن آواز مطلق است بذاتہ کہ اصلش رفع صوت است صراح و مقید است بعوارضہ با عموم تقید بعوارض زائد بر مدلول و متعدی بمفعولین است و گاہی مقتصر شود بمفعولی بر مقصود سے و گاہی مفعول مخصص شود بباء و ہماں تقید بعوارض مہلہ است چنانکہ ہماں تقید قول بعوارض خویش مقولہ ہمچو اُھِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ و اھل المعتمر صراح بالتلبیۃ علی قرینۃ المحل تلبیہ و تسمیہ مہلہ است و ذبیحہ احد المفعولین بصلہ علی واھل المولود اذا ولد واھل الرجل اذا رای الھلال ش

مطلب تحقیق معنی کریمہ مَا اُھِلَّ بہٖ لِغَیْرِ اللہِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔ آیت کریمہ مَا اُھِلَّ بہٖ لِغَیْرِ اللہِ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے اور سورہ مائدہ کے اول رکوع میں جو یہ آیت کریمہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ ہے ۔ ان دونوں کے معنی کی تحقیق میں یہ بحث ہے ۔ مقدمہ معلوم ہو کہ اہلال کے ذاتی معنی مطلق آواز بلند کرنے کے ہیں کیونکہ اہلال اسکی اصل رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا ہے جیسا لغت صراح میں ہے ۔ پس اہلال اس معنی کے اعتبار سے اپنی ذات میں مطلق یعنی بے قید ہو ۔ اور اپنے عوارض کے سبب مقید ہے مگر یہ تقید بسبب عوارض کے کہ سب مدلول کی طرف زائد یعنی رہتا ہیں عام ہے ۔ اور مصدر اہلال متعدی بدو مفعول ہے ۔ مگر کبھی خاص مقصود پر ایک مفعول کے ساتھ کوتاہ ہو جاتا ہے یعنی ایک ہی مفعول پر بس کرجاتا ہے ۔ اور کبھی مفعول حرف باکے ساتھ خاص کیا جاتا ہے ۔ اور یہی عوارض کے ساتھ مقید ہو جانا مہلّ ہے اسی طرح جیسا قول کا اپنے عوارض کے ساتھ مقید ہونے کا نام مقولہ ہے ۔ پس مہلّہ ان الفاظ کو کہتے ہیں جنکی ساتھ آواز بلند کیجاوے جیسے اُھِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ یعنی قربانی پر بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کی گئی اور اھل المعتمر کہ صراح میں ہے یعنی عمرہ حاصل کرنیوالے نے لبیک کہکر پکارا ۔ یہاں قرینۂ محل کے سبب بالتلبیۃ امر مقدر ہے پس ہر دو مثال میں تسمیہ اور تلبیہ مہلّہ ہیں کہ بصلہ باخاص ہو کر رفع صوت انہیں سے ہوا ہے اور مثال اول میں ذبیحہ بصلہ علی جسپر رفع صوت بالتسمیہ واقع ہوا ہے اُھِلَّ کا مفعول ثانی ہو ۔ اور اسی طرح

معنی لغوی اہلال اور اسکا اطلاق و تقیید و تعدیہ وغیرہ ۔ و معنی مہلّہ و مقول وغیرہ مع امثال ؂

تحقیق معنی کریمہ مَا اُھِلَّ بہٖ لِغَیْرِ اللہِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللہِ بِہٖ

و توان گفت اهلَّ التسمیة بالذبیحة والذبیحةَ بالتسمیة واهلَّ المعتمر بالتلبیة للّٰہ والتلبیةَ للّٰہ وقال عمرو ابان یضرب بکرًا او بعمرو ان یضرب بکرًا هم پس از یں مقدمہ آسانی در فہم معنی ہر دو آیت کریمہ مذکورہ خواہد شد ان شاء اللّٰہ تعالیٰ تصریح باید دانست مفسرین و فقہاء اہل سنت وجماعت رح اہلال را بخصوص محل مقید بذبح فرمودہ اند کہ از مطالعہ کتب تفسیر و فقہ تواں دریافت

ش فی مدارک التنزیل ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاھلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اھل الجاھلیة باسم اللات والعزّٰی وفی انوار التنزیل ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی برفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علٰی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرہما +

ترجمہ اور اشال مذکورہ کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں اھلّ التسمیة بالذبیحة اور اھلّ الذبیحة بالتسمیة اور اھلّ المعتمر بالتلبیة للّٰہ اور اھلّ المعتمر التلبیة للّٰہ ۔ اور ایسے ہی یہ مثال کہ قال عمرو ابان یضرب بکرًا یا ۔ قال لعمرو ان یضرب بکرًا نصب و جر دونوں حالتوں میں ۔ یعنی عمرو سے یا عمرو کو بکر کے مارنے کو کہا پس پہلے مثال آخر سے مقولہ کا حال معلوم ہوا کہ ان یضرب بکرًا ہے اسی طرح اول کی مثالوں سے معلوم ہوا کہ جملہ تسمیہ اور تلبیہ ہے بحالت نصب و جر ۔ اور نیز یہ کہ اہلّ حرف با کے ساتھ کبھی مخصوص ہوتا ہے اور کبھی نہیں ۔ پس اس مقدمہ سے دونوں آیہ کریمہ مذکورہ کے معنے سمجھنے میں آسانی ہوگی ان شاء اللّٰہ تعالیٰ تصریح سمجھنا چاہیے کہ مفسرین اور فقہاء اہل سنت وجماعت نے خصوص محل کی دلالۃ سے اہلال کو ذبح کے ساتھ تقیید فرمایا ہے یعنی محل خاص ہونیکی مناسبت اہلال کو ذبح کے معنے کے ساتھ مقید کر دیا ہے کہ تفسیر و فقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ مدارک التنزیل میں ہے ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاھلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اھل الجاھلیة باسم اللات والعزّٰی یعنی ذبح کیا جاوے بتوں کے واسطے پس ذکر کیا جاوے ذبیحہ پر غیر نام خدا کا ۔ اور اصل اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی بت کیواسطے آواز ساتھ اسکے اونچی کی جاوے ۔ اور یہ جاہلیت کا قول ہے کہ لات و عزی بتوں کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے ۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی برفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علٰی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرہما یعنی بلند کی جاوے ساتھ اسکے آواز وقت ذبح اس کی بت کے واسطے اور حاشیہ میں بت کیواسطے آواز بلند کی جانیکے یہ معنی ہیں کہ بت کا نام

بیان تقیید اہلال بذبح باقوال مفسرین

ومعنی ما اُھلَّ بہ لغیر اللہ نودی علیہ بغیر اسم اللہ واقام للصنم مقام
لغیر اللہ بدلیل قولہ تعالیٰ ما ذبح علی النصب تنبیہاً علی انّ المقصود بالخطاب
ھم المشرکون لانھم کانوا یستحلون ھذہ الامور ولیس المراد ح شاید کہ المراد
خبر مقدم باضمار قبل الذکر باشد وتخصیص الغیر بہ اسم مؤخر وعلیٰ ما ذھب الیہ الخ
متعلق تخصیص والا استقامۃ معنی عبارت لفہم نمی آید واللہ تعالیٰ اعلم بما قصد المحشی
من تخصیص الغیر بہ علیٰ ما ذھب الیہ عطاءٌ ومکحولٌ والحسنُ والشعبی
وسعید بن المسیب حیث اباحوا ذبیحۃ النصرانی اذا سُمّی علیہا باسم المسیح
لانہ خلاف مذھب الائمۃ الثلث مالک وابی حنیفۃ والشافعی رح فانھم
اتفقوا علی حرمتہا عملاً بظاھر النص + ازیں عبارت ظاہر است کہ دریجا تقید
اہلال بذبح است تا آنکہ نزد آئمہ ثلاثہ رح وآنچہ بر شرح وحاشیہ در تخصیص صنم
بمقابلہ عموم غیر اللہ ومقصودیت خطاب بمشرکین۔

ترجمہ اور معنی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے یہ ہوئے کہ پکارا جاوے ذبیحہ پر غیر نام اللہ کا یعنی بت کا کیونکہ لغیر اللہ
کی جگہ الصنم قائم کیا تاکہ غیر اللہ سے بت مراد ہو موافق دلیل قول خدائے تعالیٰ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے
مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ یعنی جو ذبح کیا جاوے بت پر۔ اس آگہی کی غرض سے کہ مقصود خطاب سے وہی مشرکین
ہیں کیونکہ وہ ان امور کو حلال جانتے تھے کہ بجائے نام خدا کے بتوں کے نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت میں
غیر کا خاص کرنا ذبیحہ غیر خدا کے واسطے اس بنا پر مراد نہیں ہے جسکی طرف عطا اور مکحول اور حسن اور شعبی اور سعید
بن مسیب گئے ہیں اس طرح کہ انھوں نے ذبیحہ نصرانی کا جبکہ اس پر مسیح کا نام لیا جاوے مباح کیا ہے۔ اسلیے
کہ یہ تینوں اماموں کے مذہب کے خلاف ہے یعنی حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی
رحمہم اللہ کے کیونکہ انھوں نے ظاہر آیت پر عمل کرکے اسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چاہیے کہ شرح کے اس
فقرہ ولیس المراد تخصیص الغیر بہ علیٰ ما ذھب الیہ الخ میں لفظ مراد خبر مقدم ہو جسمیں ضمیر قبل ذکر ہے
اور اسکا اسم تخصیص الغیر بہ مؤخر ہو اور علیٰ ما ذھب الیہ آخر تک متعلق تخصیص ہو۔ ورنہ عبارت کے معنی کا
اقامت پانا اور ٹھیک ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے اس چیز کو جو محشی کا مقصود
ہے۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ یہاں اہلال کا تقید ذبح کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ ان تینوں اماموں کے نزدیک بھی
اور جو کچھ شرح اور حاشیہ پر تخصیص صنم کے باب میں کہ بمقابلہ عموم غیر اللہ ہے۔ اور مشرکین کے ساتھ خطاب کی مقصودیت میں ہے

و لیس المراد الخ وارد توانند شد سخن کرده نمی شود کہ بر لبیب ظاہر تواند شد و شاید کہ عبارت محشی مضطرب شد یا متغیر از ناسخ ھم لیس بحزر بہ ترک تقیید اہلال بذبح بی دلالۃ راجحہ تر بیبد چہ اعتزال از جماعۃ است لیس اہلال بتقیید ذبح بتقیید مہلہ است بر چہار وجہ تواند شد اہلال برای اللہ سبحانہ یا برای غیر او سبحانہ و یا باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ و ازین چہار پنج وجہ دیگر بر آید اہلال برائے اللہ سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا برائے غیر او سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ پس اہلال للہ تعالیٰ باسم اللہ تعالیٰ بہ نیت صحت ذکوٰۃ در حکم حلۃ است و اہلال للہ تعالیٰ باسم غیرہ تعالیٰ و اہلال لغیرہ تعالیٰ باسمہ تعالیٰ یا باسم غیرہ تعالیٰ و یا باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ بر وجہ عطف باشد یا شرکت بہ نیت صحۃ ذکوٰۃ در حکم حرمت است موافق مقصود ہر دو کریمہ

ترجمہ۔ اور فقرہ لیس المراد الخ کی نسبت اعتراض وارد ہو سکتے ہیں انہیں کلام کرنیکی ضرورت نہیں کہ لبیب و عقلمند پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور شاید کہ عبارت محشی کی مضطرب ہو گئی ہو یا ناسخ یعنی کاتب سے تغیر واقع ہو گیا ہو۔ پس اہلال کا تقیید جو ذبح کے ساتھ ہے اسکو چھوڑ کر تنہا ہونا بغیر کسی دلالت راجحہ کے نہیں لائق ہے کیونکہ ایک جماعۃ سے علحدگی ہوتی ہے۔ پس اہلال ذبح کے تقیید کے ساتھ کہ انہیں مہلہ کا بھی تقید ہو چار وجہ پر ہو سکتا ہے ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے۔ دوسرا غیر حق سبحانہ کے واسطے۔ تیسرا اللہ سبحانہ کے نام سے چوتھا غیر حق سبحانہ کے نام سے۔ اور ان چار سے پانچ وجہیں اور نکلتی ہیں۔ ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے اسی کے نام سے دوسرے اللہ سبحانہ کے واسطے اسکے غیر کے نام سے تیسرے غیر حق سبحانہ کے واسطے اللہ کے نام سے چوتھے غیر حق سبحانہ کے واسطے اسی غیر کے نام سے پانچویں اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کے غیر کے نام کے ساتھ۔ پس اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے جو اسی کے نام سے ہو صحت ذبح کی نیت سے وہ حلال کے حکم میں ہے۔ اور اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اسکے غیر کے نام سے ہو۔ اور اہلال غیر خدا کے واسطے کہ خدا کے نام سے ہو یا غیر خدا کے نام سے ہو۔ اور خدا کے نام سے غیر خدا کے نام کے ساتھ ہو عطف کی وجہ سے ہو یا شرکت کی وجہ سے ذبح کے صحیح ہونے کی نیت سے۔ ان چاروں صورتوں میں حکم حرام میں ہے موافق مقصود دو آیت کریمہ کے

بیان وجوہ و اقسام اہلال بہ نیت خدا و غیر خدا بنام خدا و بنام غیر خدا و تفصیل حکم حالت وجوہ مذکورہ کی اس ترجمہ

متن فی الہدایۃ والثانیۃ ان یذکر موصولاً علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم اللہ ومحمدٍ رسول اللہ بکسر الدال فتحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ قٓ ھٰکذا فی الدر المختار باختلاف اللفظ ازیں عبارت ظاہر است کہ اہلال در محل مراد بوقت ذبح است ہم چنین در کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ عموم مہلہ است باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ از فاعل عام از مومن وکافر بتوسع فعل مجہول برائی فاعل عام یا افادہ نسبۃ از صلہ لام پس حاصل آنست ہر جانور یکہ آواز برداشتہ شود با او یا بر او بوقت ذبح از مومن یا کافر باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ بنابر تقرب غیر خدای عز وجل ہمچو تقرب مخصوص با اللہ سبحانہ ودر کریمہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ مخصوص مہلاً است بمرجع ضمیر مجرور باسم اللہ سبحانہ تقربش از فاعل عام از مومن وکافر بتوسع مذکور با افادہ مسطور پس حاصل آنست ہر جانور یکہ آواز برداشتہ شود وقت ذبح از مومن یا کافر بنابر تقرب غیر خدای ہمچو تقرب مخصوص اللہ سبحانہ باسم اللہ سبحانہ وتواند شد کہ ضمیر راجع بما موصولہ باشد ولیکن خلاف فصاحۃ باشد بعدش بی تحقیق فائدہ بلاغت مرام

ترجمہ کہ ہدایہ میں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ذکر کیا جاوے ملا کر عطف کی وجہ پر ہو خواہ شرکت کی اسطرح کہ کہے بسم اللہ واسم فلان یہ صورت عطف ہے یا کہے بسم اللہ وفلان یا بسم اللہ ومحمد رسول اللہ کہ اسمیں لفظ محمد کی دال کی زیر ہو۔ اور یہ دونو مثالیں صورت شرکت کی ہیں۔ پس ذبیحہ حرام ہوگا کیونکہ وہ ذبح ہوا ہے ان الفاظ مذکورہ سے غیر اللہ کے لیے۔ اور ایسے ہی درمختار میں ہے اختلاف لفظ کے ساتھ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلال اس محل میں مراد بوقت ذبح ہے یعنی وہ اہلال مراد ہے جو ذبح کے وقت ہو۔ پس آیت کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں مہلہ کا عموم ہے کہ اللہ کے نام سے ہو یا اسکے غیر کے نام سے۔ اور وہ مہلہ جس فاعل سے ہو وہ بھی عام ہے مومن ہو خواہ کافر کیونکہ فعل مجہول بسبب فاعل غیر معلوم کے فاعل کے عام ہونیکے لیے متوسع ہے مع فائدہ دینے نسبت صلہ لام سے یعنی صلہ لام سے فائدہ نسبت بھی اسی عموم فاعل کو حاصل ہو رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو کوئی جانور کہ اسکے ساتھ یا اسپر ذبح کے وقت مومن یا کافر سے اللہ سبحانہ کے نام سے یا غیر حق سبحانہ کے نام سے آواز بلند کی جاوے اللہ سبحانہ کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے + اور آیۃ کریمہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ اسمیں مہلہ کا خصوص ہے۔ کیونکہ ضمیر مجرور بِہٖ کی بسبب قریب ہونے اسم اللہ کی اسی کی طرف راجع ہے۔ اور یہی مہلہ مخصوص جس فاعل سے ہو وہ بسبب توسع مذکور کے مع افادہ مسطور کے اسی طرح عام ہے مومن ہو خواہ کافر۔ پس حاصل یہ ہوا کہ ہر کوئی جانور کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیا جاوے یعنی پکارا جاوے مومن سے خواہ کافر سے خدا کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے خدا کے نام سے + اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر بِہٖ کی ما موصولہ کیطرف

پس درینصورت ہم صلۂ بار باشارت تخصیص مذکور بمعنی علی است باقتضائی مفعول صلۂ علی را بین معنیش نزدی علیه باشد ودرین تحقیق زیادتی در تقریر ردّ سند باستفادہ معنی النسبۃ از صلۂ لام است وبس والله تعالی اعلم بالصواب وآں مضر دعوی متفق علیه نیست بل بجائے خود ثابت است ش یعنی انتساب لغیر الله تعالی بنابر تقربش ہمچو تقرب مخصوص الله تعالی از مومن حرام است نعوذ بالله سبحانه منه ہم فحت الکلام ببلاغة المرام ولیکن نظر بامحاء خطرات مالایعنی فضولی کرده می شود بدانکه اہمال ضمیر متصل نتوانند شد بفائدہ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلۂ با، ش ازینجا پیدامی شود کہ اگر فائدہ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلۂ بار مراد نه شود اہمال ضمیر متصل لازم گردد ہم ونیز بدانکه برحرمت موقوف انتساب کہ ش بیان انتساب ہم امری منوی است ودلالتی از لفظ اُہِلَّ نداشته شد چه شگفته شد اُہِلَّ بہ بمعنی نُسِبَ مگر بمعنی مذکور والله تعالی اعلم

ترجمہ پس اس صورت میں صلہ با بھی بسبب اشارہ تخصیص مذکور کے بمعنی علی ہے کیونکہ مفعول صلہ علی کو چاہتا ہے پس معنی اسکے نزدیکی علیہ ہونے میں ہیں پکارا جاوے اسپر - اور اس تحقیق میں زیادتی در ردّ سند کی تقریر میں صلہ لام سے معنی نسبت کا فائدہ اٹھانے میں ہے اور بس والله تعالی اعلم بالصواب اور یہ امر دعوے متفق علیہ کو مضر نہیں ہے لیکن بجائے خود ثابت ہی کیونکہ شے مقرب بحضور خدا کے بغیر خدا کی طرف اسکی قربت حاصل کرنے کی بنا پر مومن سے نسبت ہونا حرام ہے نعوذ بالله سبحانه منه تیس یہ کلام اپنی بلاغت مقصود کے ساتھ پورا ہوگیا ولیکن مالایعنی خطروں کے مٹانے کا خیال کرکے فضولی کی جاتی ہے معلوم ہو کہ ضمیر متصل سے مفعول کو تخصیص کا فائدہ حاصل ہے اسلئے کہ بذریعہ صلہ با مفعول ضمیر متصل ہے لہذا ضمیر متصل مہمل نہیں ہوسکتی اور اہمال ضمیر متصل لازم نہیں آتا - یہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ فائدہ تخصیص مفعول کا جو ضمیر متصل سے بذریعہ صلہ با حاصل ہے مراد نہ ہوگا تو ضمیر متصل کا اہمال لازم آئے گا + اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ انتساب جسپر حرام ہونا ٹھہر رکھا ہے وہ ایک امر منوی ہے جو نیت سے متعلق ہے اسپر لفظ اُہِلَّ سے کوئی دلالت نہیں پائی جاتی کیونکہ اُہِلَّ بہ نُسِبَ یعنی نسبت کیا گیا کے معنے میں نہیں کہا گیا مگر معنے مذکور یعنی ذبح میں والله تعالی اعلم

اگر صحت انتساب پر کہ امر منوی ہے کوئی دلیل نہیں بیں بنابر النسبۃ اُہِلَّ سے ضرور یہی ثابت ہے +
اتصال ضمیر بتخصیص وہ
لزوم اہمال ضمیر ہے +
اودہ النسبۃ کا صلہ لام ہے

سٓ پس مرتفع شد زعم حرمۃ بمعنی نسبۃ از لفظ اُهِلَّ بِهٖ بنفی تقیید اہلال بوقت ذبح ہم واستفادہ معنی تعمیم از صراحتِ مَا موصولہ مبطلِ تخصیص ذبیحہ است وحال آنکہ سخن در تعلیم حلۃ وحرمۃ حیوانات مخصوص بذبح سٓ باشارۃ تخصیص مفعول بضمیر متصل بصلہ بار وصراحۃ استثنار لاحق هم است بخصوصِ نظم صراحتاً پیر تعمیم لغت بمقابلہ خصوصِ نظم نتواں گرفت نمی بینی کہ در ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ عموم مَا موصولہ را در مقابلہ خصوصِ نظم مصرح گنجایش نیست سٓ پس مرتفع شد زعم تعمیم کہ از صراحت مَا موصولہ تواند شد هم وتسمیۃ بااسد شرط ذبح ومزیّبے ذکی بغیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم ہم مزکّٰی شود در حدِ خود نہ بہر خوردن سٓ چنانکہ در فقہ مذکور است پس مرتفع شد زعم آنکہ منتسب لغیر اسد تعالی اگرچہ از ماکول اللحم باشد در حکم نجس العین است کہ پاک نمیگردد بہ تسمیہ وتکبیر هم معنی مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ترجمہ جانوری کہ ذبح کردہ شود از ذابح عام از مومن وکافر براے اصنام

نزد اصنام

ترجمہ پس اب جو زعم حرمۃ کا نسبت کے معنی کے سبب لفظ اُهِلَّ بِهٖ سے بغیر تقیید اہلال کے ذبح کے وقت کے تھا وہ بھی دور رہا یعنی جن لوگوں نے اہلال کو ذبح کے وقت کے ساتھ مقید ہونیکی نفی کرکے یا مقید ہونے سے انکار کرکے اور اُهِلَّ بِهٖ کو نسبت کے معنی میں لیکر حرمت کا زعم کیا تھا وہ بھی اٹھا دیا گیا۔ اور معنی تعمیم کا استفادہ جو مَا موصولہ سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے ذبیحہ کی تخصیص کو باطل کر رہا ہے حالانکہ کلام باعتبار خصوص نظم یا نظم کی خصوصیت کے سبب ان حیوانات کے حلال وحرام ہونیکی تعلیم میں ہے جو ذبح کے لیے مخصوص ہیں جیسے مفعول کی تخصیص سے اشارہ ہو رہا ہے کہ صلہ بار کے سبب ضمیر کے متصل ہونے سے یہ تخصیص ثابت ہے۔ اور پھر استثنار لاحق کی صراحۃ سے اسپر صراحت ہے۔ لیکن تعمیم لغت خصوص نظم کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیجا سکتی۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں مَا موصولہ کے عموم کو نظم مصرح کے خصوص کے مقابلہ میں جو خاص ہونے پر صراحۃ کر رہی ہے اس عموم کی گنجایش نہیں ہے۔ تو زعم تعمیم کا جو مَا موصولہ کی صراحۃ سے ہو سکتا تھا جاتا رہا۔ اور اسد کا نام لینا ذبح کی شرط ہے اور غیر نجس العین ذبیحہ کے پاک کرنیکی یہاں تک کہ غیر ماکول اللحم بھی یعنی جس گوشت کا کھانا ممنوع ہے اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے نہ کھانے کیلیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے۔ لیکن یہ زعم بھی اٹھ گیا کہ غیر خدا کی طرف نسبت کیا گیا اگرچہ ماکول اللحم ہو نجس العین کے حکم میں ہے کہ تسمیہ اور تکبیر سے بھی پاک نہیں ہوتا۔ معنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے یہ ہیں۔ کہ وہ جانور جو عام ذبح کرنیوالے مومن اور

عموم ذابح از مومن وکافر بنا بر اشارت فعل مجهول بتوسع فاعل است ش
فی حاشیۃ انوار التنزیل قوله وما ذبح علی النصب لعدم ذبحه ذبحا شرعیا
ان کان الذابح کافرا او لموافقۃ الکفار ان کان مسلما م وترک صلۂ لام
بر بنائی شهرت انتساب لغیر الله تعالی است ش فی انوار التنزیل وعلی
بمعنی اللام او علی اصلها بتقدیر انتهی ولم یذکر التقدیر م واختیار صلۂ
علی بر اشارت کراهت تعیین مکان ذبح پیش اصنام بدلالۃ علی بر ظرفیۃ استعلائی
مجازی بنا بر رفع مشابهۃ کفار سوائی حرمۃ انتسابی که مستفاد از صلۂ لام متروک
است نه ش بر اشارت کراهت م مکان عام سوائی نزد اصنام نمی بینی
ذبح به منا از شعار اسلام است وغیر آن چنانکه در صحیح نسائی است ان رسول الله
صلعم کان یذبح وینحر بالمصلی + وغیر آن ناگزیر است ش پس مرتفع شد
زعم آنکه تعیین مکان ذبح سبب حرمۃ وکراهت است م وباید دانست که مذبوح
علی النصب وما اهل به لغیر الله وما اهل لغیر الله بدر وجه منتسبات

ترجمہ اسمیں ذابح کا عموم مومن ہو خواہ کافر فعل مجہول کے اشارہ کی بنا پر ہے جسمیں فاعل کا توسع ہے۔ چنانچہ حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے یعنی فرمانا اللہ تعالی کا۔ جو چیز بتوں پر ذبح کی جاوے۔ یہ بسبب اسکے ذبح ذبح شرعی نہونیکے ہے جبکہ ذابح کافر ہو اور اگر مسلمان ہو کفار کی موافقت کے سبب ہے۔ پس وہ ذبح خواہ کسی سے ہو ذبح شرعی نہیں لہذا حرام ہے۔ اور اس آیت میں ترک صلۂ لام غیر خدا کے انتساب کے شہرت کی بنا پر ہے۔ جیسا انوار التنزیل میں ہے۔ اور علی بمعنی لام ہے یا اپنی اصل پر ہے کسی تقدیر کے ساتھ۔ آخر ہوا کلام صاحب تفسیر کا۔ حال یہ ہے کہ مفسر نے تقدیر کو ذکر نہیں کیا۔ اور صلہ علی کا اختیار کرنا تعیین مکان ذبح کی کراہت پر کہ بتوں کے سامنے ہو اشارہ کر رہا ہے یعنی یہ کہ بتوں کے سامنے ذبح کی جگہ مقرر کرنا کراہت ہے اسپر صلۂ علی کے اختیار کرنے سے اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ علی ظرفیت پر دلالت کرتا ہے جسمیں استعلائی مجازی ہے اور یہ اس بنا پر کہ کفار کی مشابہت نہو۔ نہ سبب حرمت انتسابی کے جو صلۂ لام سے مستفاد ہے کہ وہ متروک ہے۔ نہ اشارہ کراہت عام مکان کا ہے سوائے بتوں کی نزدیکی کے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ذبح کی تعیین مقام میں شعار اسلام ہے اور سوائے اسکے اور مکان۔ جیسا صحیح نسائی میں ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح یا نحر یعنی اونٹ قربانی عیدگاہ میں کرتے تھے۔ اور اسکے سوا اور جگہ جائز نہیں ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھا دیا گیا کہ تعیین مکان ذبح یعنی ذبح کیلیے جگہ مقرر کرنا حرمت وکراہت کا سبب ہے۔ اور معلوم ہو کہ یعنی کے اعتبار سے مذبوح علی النصب۔ اور ما اهل به لغیر الله۔ اور ما اهل لغیر الله بسبب

توافق وتفارق ہر سہ کریمہ
ما ذبح علی النصب وما اهل
به لغیر الله وما اهل لغیر الله

متحد است معنًا پس اگر ذبح دون التسمیہ مراد نباشد فائدہ تخصیص مَا ذُبِحَ عَلَى
النُّصُبِ از مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وما اهل لغير الله به نتواند شد و با تحاد
تکرار بے فائدہ خواہد شد یا اہمال عطف و خود ظاہر است کہ از لفظ ذبح دلالتے بر معنی
تسمیہ نیست چنانکہ از اُهِلَّ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل والاولیٰ ان
یفرق بان ھذا یشتمل مَا لم یُسَمَّ احدٌ عند ذبحہ ھم و بتقریر درمند زیادت
اشارت مکانی از صلۂ علی است و بس والله تعالیٰ اعلم و کیفیۃ اشارت مکانی مخالف
مذہب اہل سنۃ و جماعۃ رحمہم نباشد و از انجا کہ سخن در حرمت حالتہ بر علتِ موت است اِلَّا
مَا ذَكَّيْتُمْ متعلق از ما بعدِ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ است ش فی حاشیۃ انوار
التنزیل قوله من ذلك اشارةٌ الی ما ذکرہ فی قوله وَ الْمُنْخَنِقَةُ و ما بعدھا فیکون
الاستثناء راجعًا الی الجمیع ھم و معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ترجمہ خوردن اینہمہ حرمات کار بد است

ترجمہ انتساب کی وجہ میں متحد ہیں یعنی بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ اور غیر خدا کے لیے بغیر تسمیہ ذبح کیا ہوا۔ یہ سب
ذبیحے باعتبار معنی نسبتہ ہونیکی وجہ میں ایک سے ہیں۔ پس اگر بدون تسمیہ کے ذبح ہونا مراد نہ ہوگا تو مَا ذُبِحَ
عَلَى النُّصُبِ سے بتوں پر ذبح ہونیکی تخصیص کا جو فائدہ حاصل ہے وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور مَا
اهل لغير الله به سے کہ یہ بھی غیر خدا کے واسطے بت کی طرح ذبح ہونا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ہے
اور بسبب اتحاد معنی کے تکرار بے فائدہ ہوگی اور عطف مہمل ہو جائیگا۔ اور آیت اول میں خود ظاہر ہے کہ لفظ ذبح
سے تسمیہ کے معنی پر کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جیسا کہ اُهِلَّ سے ہے۔ چنانچہ حاشیہ انوار التنزیل میں ہے
کہ مناسب تر یہ ہے کہ یوں فرق کیا جاوے کہ یہ شامل ہے اس چیز کو کہ کوئی تسمیہ نہیں کیا گیا اسکے ذبح کے وقت
اور درمند کی تقریر میں بھی صلۂ علی سے یہی اشارت مکانی کی زیادتی ہے اور بس والله تعالیٰ اعلم
اور کیفیت اشارت مکانی اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ کے مخالف مذہب نہیں ہوتی ہے۔ اور چونکہ کلام حرمت
و حلت میں علت موت پر ہے تو اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ یعنی مگر جو تمنے ذبح کیا۔ کہ جزو آیت مذکورہ ہے۔ یہ استثنا
متعلق ہے مابعد مَا اهل لغير الله به سے۔ جیسا حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے کہ ذٰلِكَ سے (جو قول
صاحب تفسیر ہے) اس چیز کی طرف اشارہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے اور وہ وَ الْمُنْخَنِقَةُ
اور اسکا مابعد ہے۔ پس اس صورت میں استثنا سب کی طرف راجع ہوگا۔ اور معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ کے یہ بھی جزو ہے
آیت مذکورہ کا۔ یہ ہیں کہ ان سب حرام کی ہوئی چیزوں کا کھانا برا کام ہے +.

معنی ذلکم فسق

تعلق الا ما ذکیتم بمتصل و منفصل

معنی ذلکم فسق بلحاظ خطاب مومنین مع افادت صراحت و اشارت معنی ذلک

و این حکم بر تخصیص مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب است کہ مَیْتَۃ تا اَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْاَزْلَامِ است و فسق بمعنی کار بد است بدلیل خطاب بمومنان چہ مومن بعمل حرام کافر نمی شود و خطاب و اشعار بمومنین از حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ واضح شد چہ حلت و حرمت شرعی بمومنان است نہ بکافران هم بخلاف کافران کہ فسق منسوب بکافر در ضمن کفر او است پس مرتفع شد زعم آنکہ عامل و آکلش کافر گفتہ شود هم بدانکہ در کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۰ ترجمہ مشروع نکرد ایزد اللہ تعالیٰ از بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام حلتہ یا حرمتہ را و لکن آنانکہ کفر کردند افترا میکنند بر اللہ تعالیٰ دروغ را با آنچہ اختیار کردہ اند حرمتہ و اکثر آنان نمی فہمند + ای افترا را کہ از سابقین شان آمدہ یا عذاب و عقاب افترا +

ترجمہ - اور یہ حکم مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب کی تخصیص پر ہے یعنی ایسی چیزوں کی تخصیص پر ہے جنکی تصریح ہو چکی ہے اور انکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ ازروئے حس کے قریب ہیں کیونکہ لفظ ذٰلِکَ اسم اشارہ ہے حسی قریب کا۔ کہ یہ مَیْتَۃ سے لیکر اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ تک آیۃ کریمہ مذکورہ میں بالتصریح مذکور ہیں۔ اور فسق کے معنی اسجگہ برے کام کے ہیں۔ بدلیل کہ خطاب آیۃ کریمہ میں مومنین کی طرف ہے کیونکہ مومن عمل حرام سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ خطاب اور آگہی مومنین کی طرف حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ سے ظاہر ہے۔ کیونکہ شرعی حلت و حرمت مومنوں کے واسطے ہے نہ کافروں کے لیے بخلاف کافروں کے کہ فسق جو کافر کے ساتھ منسوب ہے وہ اسکے کفر کے ضمن میں ہے۔ پس یہ زعم اٹھا دیا گیا کہ اسکا کرنیوالا اور کھانیوالا کافر کہا جاوے + معلوم ہو کہ آیت کریمہ جو سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام میں سے کسیکو حلال یا حرام ہونیکے لیے مشروع نہیں کیا یعنی اللہ کی طرف سے اسکی شرع کے موافق حلال یا حرام ہونیکی قید ان چیزوں کے ساتھ نہیں لگی ہے۔ ولیکن جنھوں نے کفر کیا وہی اللہ پر جھوٹ کا بہتان لگاتے ہیں ایسی چیز سے کہ حرام ہونا انھوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور ان میں اکثر نہیں سمجھتے ہیں اس بہتان کو کہ اسی قسم کے بہتان انکے اگلوں سے بھی ہو چکے ہیں۔ یا اس بہتان کے عذاب و عقاب سے نا فہم ہیں۔ وصیلۃ بروزن فعیلۃ وصل سے نکلا ہے معنے جوڑ برابر بنانے والا ہیں۔ یہ اصطلاح میں اس بکری کو کہتے ہیں جو سات بار بچہ مادہ جنکر آٹھویں بار نر و مادہ دو بچے توام جنے۔ اور حام کہ در اصل حامی تھا مصدر حمایت سے جسکے معنی بچانا ہیں اصطلاح میں۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے لائق سواری کے جنکر آیندہ سواری سے آزاد کر دی گئی ہو۔ زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کو آزاد کر کے انکا ذبیحہ اور گوشت حرام جانتے تھے کہ اسلام میں حسب الحکم کریمہ مذکورہ یہ حرمت ممنوع ہو گئی کہ کفار کا اللہ پر افتراء کذب تھا۔ اور بحیرہ بروزن فعیلہ بحر سے نکلا ہے معنی کان پھاڑنا ہیں یعنی وہ اونٹنی جو کان پھاڑ کر آزاد کر دیجاوے کہ زمانہ جاہلیت میں اسکو حرام جانتے تھے

بایددانست که سائبه ماخوذ است از سیب بفتح اول وسکون ثانی بمعنی رفتن پس
سائبه رونده است ودر اصطلاح ناقه است که گذاشته شود مرفوعة الانتفاع بنابر
مراد نص مجید پس حیوان رونده غیر ناقه را هم برین قیاس سائبه میتوان گفت چنانکه
درین دیار هند کافران بزعم خیر نفس خود یا غیر خود گاوان را مرفوع الانتفاع میگذارند
و حرمتش افترا صریح کافران است **ش** تخصیص سخن در سائبه از انست که سخن
در حرمتش رفته **هم** ازینجا که سخن حرمت در ما اهل به لغیر الله وما اهل لغیر الله به است سائبه شامل
فکلوا مما ذکر اسم الله علیه تواند شد **ش** ازینجا رد آنست که سائبه را حرام
گفتند و حیوانی را که بنام بزرگان مخصوص گردد در حکم سائبه گرفتند **هم** **تنبیه** اگر
نیکو نگری غالبا جز ایمان وصوم وصلوٰة و ماتعلق بهم همه افعال ظاهر و باطن لوجه
الله تعالی متعلق لغیره تعالی است چنانکه دادن چیزی بکسی لوجه تعالی و اضحیه
حضرت نبی الرحمة صلعم از برای امته و اضحیه حضرت مرتضی کرم الله تعالی وجهه

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ سائبہ سیب سے نکلا ہے جس میں سین پر زبر اور یا کا جزم ہے معنی اسکے چلنے کے
ہیں تو سائبہ کے معنی چلنے والا ہووے ۔ اور اصطلاح میں اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مرفوعة الانتفاع بنا چھوڑ دی
جاتی ہے یعنی اس غرض سے کہ اُس سے کسی قسم کا نفع نہ لیا جاوے بلکہ اُس سے نفع حاصل کرنا موقوف اور نا
مرفوع سمجھا جاوے کہ آیت مجید میں بھی مراد یہ ہے ۔ پس ہر جانور چلنے والے کو بھی جو اونٹنی کے علاوہ ہیں
اسی قیاس پر سائبہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اس ملک ہندوستان میں کافر لوگ اپنے نفس کی یا غیر کی طرف
خیر و خیرات کا گمان کرکے گائے بیلوں کو مرفوع الانتفاع چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سانڈ کہلاتے ہیں ۔ اور
اسکا حرام ہونا صریح کافروں کا بہتان و افترا ہے ۔ اور سائبہ میں خاص کلام کرنا اسوجہ سے ہے کہ کلام اسی کی
حرمت میں واقع ہوا ہے حالانکہ اسکی حرمت کافروں کی طرف سے محض افترا ہے ۔ اور چونکہ کریمہ ما اهل به
لغیر الله اور وما اهل لغیر الله به میں حرمت کی گفتگو ہے پس سائبہ کا کریمہ فکلوا مما ذکر اسم
الله علیہ کے شامل ہونا چاہیے جو سورۂ انعام کے چودھویں رکوع میں ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کھاؤ اس چیز
کو جس پر اللہ کا نام لیا جاوے ۔ پس سائبہ ماکولات میں ہو سکتا ہے ۔ اب یہاں پر انکار رد بھی ہو گیا جنھوں نے سائبہ
کو حرام کہا ۔ اور اس جانور کو جو بزرگوں کے نام سے مخصوص ہوتا ہے حکم سائبہ میں لیلیا **تنبیہ** اگر غور سے دیکھے
تو تمام افعال ظاہر و باطن کے جو خدا تعالی کی وجہ میں ہوں سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے اور جو کچھ انکے متعلق ہے

سائبہ اور غیرہ وہ جانور کہ
مرفوع الانتفاع بغرض خیر
چھوڑے جاتے ہیں مثل
سائبہ حرام نہیں ہیں کہ
انکی حرمت افترا صریح
کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور
کہ مخصوص بنام بزرگان ہوں
حرام نہیں وہ حکم سائبہ میں ہیں

وامۃ از بہر حضرت نبی الرحمۃ صلعم وغیرہ صلعم کہ تا این دم است فی المشکوٰۃ عن حنش
قال رایت علیاً یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ ۔ این مسئلہ در
اہل سنۃ وجماعۃ مکتوب ومعروف است ودرین تنبیہ اہتمام آنست کہ انتساب لغیرہ تعالیٰ
لوجہہ تعالیٰ از حسنات است با ابطال ادعاء آنکہ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ مطلقاً حرام است
وجزائی عمل لغیر عامل نمی رسد ہم وگفتہ شد کہ حرمۃ سائبہ بسبب عدم خروج از ملک مسیب
است بسبب عدم مقبوضیتش از جانبی دیگر انتہی وحال آنکہ خارج میشود بمجرد اخراج
بہ آنکہ خروج بذاتہ شئی از ملک مخرج مشروط بقبض قابض غیرش نیست مگر
بعرض قصد شرط پس خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

ترجمہ اور امت کا حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کے غیر کے واسطے اس وقت تک جاری ہے ۔ کہ مشکوٰۃ میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھوں کو ذبح کرتے تھے تو میں نے آپ سے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں ۔ یہ مسئلہ اہل سنۃ وجماعۃ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے ۔ اور اس تنبیہ میں اثبات کا اہتمام ہے کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا حسنات سے ہے جس میں اس دعویٰ کرنے کا ابطال ہے کہ غیر خدا کی طرف منسوب ہونا مطلق حرام ہے یعنی مطلق غیر خدا کی طرف نسبت ہونے سے حرام ہونے کا دعویٰ باطل ہے ۔ اور نیز یہ دعویٰ بھی باطل ہے کہ عمل کا بدلہ غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے ۔ اور یہ جو کہا گیا کہ سائبہ کا حرام ہونا سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے خارج نہ ہونے کے سبب ہے کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے اس پر قبضہ کیا جانا نہیں پایا جاتا لہٰذا ملک غیر پر تصرف حرام ہے حالانکہ مسیب یعنی سائبہ چھوڑنے والے کے اپنی ملک سے اسکو خارج کرتے ہی سائبہ اسکی ملک سے خارج ہو جاتا ہے ۔ معلوم ہو کہ کسی چیز کا خارج کرنے والے کی ملک سے بذاتہ نکل جانا اسکے غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط نہیں ہے مگر قصد شرط عارض ہونے سے مطلب یہ کہ مالک کو اپنی ملک سے کسی چیز کے خارج کرنے پر اس چیز کے بذاتہ اسکی ملک سے نکل جانے کیلیے یہ شرط نہیں ہے کہ جب تک غیر اس پر قابض نہ ہووے تب تک اصل وہ چیز مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ مالک کے خارج کرتے ہی خروج شی ثابت ہو جاتا ہے مگر جبکہ مالک نے اپنے ارادہ میں دوسرے کے قبضہ کی شرط پر اسکو اپنی ملک سے خارج کیا ہو اس وقت اس شی کے خروج کیلیے شرط قبضہ قائم ہو جائیگی اور وہ شے مالک کی ملک سے نکلنے کیلیے کسی غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط ہوگی ۔ پس ایسا خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

خروج شی کی ملک سے غیر قابض کے قبضہ پر مشروط نہیں ہے مگر ۔۔۔ [illegible]
شرط عارض ہو ۔۔۔ [illegible]

حسب الشرط صحیح است از انجا که حقیقتِ قبض از روح مصرف بتعریف مصرف حقیقی است بر قبض معنوی مانعی حقیقتاً نتواند شد و از ینجا که جزای اضحیه بعینہا است لقوله علیہ السلام سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم + نہ بغیرہا در صورت عدم خروج از ملک فعل اختیار اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از بہر امت بر خلاف حقیقت خواہد بود العیاذ باللہ تعالیٰ من سوء الفہم والاعتقاد +

و از ینجا است کہ نذر بعینہ منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ تعالیٰ و تصرف بمصارف لوجہ اللہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است و حساب بر ذمہ نائب پس ہوشیاری در کار لازم او باشد و نیز بدانکہ انتساب لغیرہ تعالیٰ ہمچو انتساب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان

ترجمہ حسب الشرط صحیح ہے یعنی جس کا خارج ہونا قبض کے ساتھ مشروط ہے خواہ وہ قبضہ کی شرط اسی وقت کے لیے ہو یا آیندہ کے لیے اور وہ خروج ظاہر کا ہو یا باطن کا جیسی شرط ہو اسی کے موافق وہ خروج مشروط صحیح ہے۔ کیونکہ حقیقت قبض کی مصرف کی روح سے ہے مصرف حقیقی کی تعریف کے سبب کہ اس قبض معنوی پر کوئی مانع حقیقتاً نہیں ہو سکتا ہے یعنی اصل میں قبض مصرف کی روح کا ہے اور یہ تعریف مصرف حقیقی ہے یعنی کسی حقیقی پھیرنے والیکو اپنے ارادہ کا پھیر لینا ہے اور یہی حقیقت قبضہ کی ہے جو ایک امر معنوی ہے اس معنوی قبضہ پر کوئی منع کرنیوالا حقیقت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کا بدلہ نفس قربانی سے ہے نہ اُسکے غیر سے اسلیے کہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے کہ اپنی قربانیوں کو تم موٹا کرو کیونکہ وے پل صراط پر تمھاری سواریاں ہیں۔ پس درصورت ملک کے خارج نہ ہونیکے حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیواسطے قربانی کرنیکا اختیاری فعل حقیقت کے خلاف ہوگا خدا کی پناہ بری سمجھ اور اعتقاد سے + اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس منذور بہ کا منذور لہ غیر اللہ کے واسطے نذر کرنا۔ اور مصارف لوجہ اللہ تعالیٰ میں منذور لہ کی طرف سے بضرورت نائب بنکر تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور حساب نائب کے ذمہ۔ پس کام میں ہوشیار رہنا اسکو لازم ہے۔ یعنی خاص کسی چیز نذر مانی ہوئی کو خدا کے سوا جسکے لیے نذر مانی ہو نذر کرنا۔ اور اس نذر کو ایسے کاموں میں کہ خدا کی وجہ میں ہوں کسی دوسرے شخص کا اُس شخص کی طرف سے جسکی نذر مانی ہو نائب بنکر خرچ کرنا یعنی مصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہے یعنی ضرورت کی صورت میں۔ نائب کو حساب صحیح رکھنا اور کام میں ہوشیار رہنا لازم ہے اور اسکی بھگتادن نائب کے ذمہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سے بوجہ دلالت اسکی ایمان کے نہیں ہو سکتا یعنی جیسا خاص خدا کے لیے نذر وغیرہ میں چیزیں منسوب ہوتی ہیں بعینہٖ اسیطرح اُسی اعتقاد سے غیر خدا کی طرف کسی چیز کا منسوب کرنا مومن سے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان مومن کو ایسے اعتقادات کیطرف جس سے شرک پیدا ہو رہنمائی نہیں کرتا اور نہ ایسے امر کا مقتضی ہوتا ہے کیونکہ ثبوت ایمان مومن کا اسکی نفی پر دلالت کرتا ہے +

پس فعل مومن را کہ صحتش بر نیت است ش و آن امریست مخفی و نتواں بد
منسوب بہ بدی نتواں کرد إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ مگر آنکہ کہ آشکارا گردد حنفی را
موافق حکم اہل سنۃ و جماعت حنفی ہدایتش لازم است نہ تکفیر و دریں ہر دو کریمہ
صریح از حرمۃ حیوانات است نہ از منتسبات عامہ پس سخن صراحۃ حرمۃ منتسبات عامہ
از مومن و غیر مومن از ینہا نمی سزد بل تواند شد کہ افترا باشد و البتہ منتسبات لغیر
تعالیٰ لوجہ تعالیٰ از حیوان و غیر آں از مومن نوری برنوری دارد بسبب تباین
بر تفاوت حال منتسب الیہ و خیرے بر خیری ادائے الحق العبد و الحق سبحانہ
و منتسبات لغیرہ تعالیٰ دون وجہہ تعالیٰ از حیوان و غیر آں ظلمتی دارد بسبب حرمت
اسراف یا شرک باللہ تعالیٰ و سائبہ منذورتہا بنا بر تقرب ہیچو تقرب مخصوص
اللہ تعالیٰ از شرک باللہ تعالیٰ است و آنکہ بنا بر تقرب نیست از اسراف است

ترجمہ پس مومن کے فعل کو جس کی صحت نیت پر موقوف ہے اور نیت ایک پوشیدہ امر ہے اور تحقیق معلوم نہیں کہ وہ کیونکر ہے برائی کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے کیونکہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ یعنی بے شک بعض گمان گناہ ہے۔ مگر جبکہ ظاہر ہو جاوے تو حنفی کو موافق حکم اہل سنت و جماعت حنفیہ کے اس کی ہدایت لازم ہے نہ اس کا کافر بنانا یعنی ایسے شخص کو جسکی نیت میں فتور معلوم ہو مذہب حنفی کے موافق حنفی کو اس کی ہدایت کرنا لازم ہے۔ اس کی تکفیر کرنا اور اسکو کافر بنانا نہ چاہیے۔ اور ان دو آیات کریمہ میں کلام کا حرمۃ حیوانات کی نسبت ہونا ظاہر ہے یعنی جانداروں کے حرام ہونے میں ان آیات کی گفتگو کی گئی ہے کہ ظاہر ہے نہ عام منتسبات کی نسبت۔ پس ان آیات سے عام منتسبات کی خواہ مومن سے ہوں یا غیر مومن سے صاف صاف حرام ہونے کی گفتگو کرنا نہیں زیب دیتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ افترا ہو۔ ہاں البتہ مومن سے جاندار یا غیر جاندار کا غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا بسبب دونوں کی تباین کے نور پر نور ہے منتسب الیہ کے تفاوت حالی پر یعنی جس کی طرف وہ شے منسوب ہے اس شخص کی صلاحیت اور تقویٰ کے حال کے اعتبار پر زیادتی نور ہے۔ اور نیکی پر نیکی ہے بسبب ادا ہونے حق العباد اور حق اللہ کے۔ اور جو چیزیں کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب نہ ہوں خواہ حیوان ہوں خواہ اور کچھ وہ بسبب حرمت اسراف یا شرک باللہ کے ایک ظلمت رکھتی ہیں۔ اور سائبہ نذر کیا ہوا بتوں کا مانند تقرب خاص خدا کے بتوں کی قربت حاصل کرنیکی غرض سے شرک باللہ میں ہے یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ اور جو تقرب کی بنا پر نہیں ہے وہ اسراف میں

پس حق تقوی اللہ تعالیٰ آنست کہ از منتسبات لغیرہ تعالیٰ کہ لوجہہ تعالیٰ نباشد پرہیزد تا آنکہ از آب پاک از دست غافل **ش** پرہیزد **ھم** کہ فعلش لغیر اللہ تعالیٰ بود ازینجا است کہ فعل خود ہم وقت غفلت لغیر اللہ تعالیٰ است و بی شبہ ظلمت منتسبات بغیر اللہ تعالیٰ را جز صاحب دل نتواند دریافت و ہمچنین است ظلمۃ حرمۃ کسبی اشیاء مکسو **ش** **تنبیہ** ازینجا ردِ قولی است کہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ عموماً از حیوان و غیر آن حرام است بدلیل کریمہ مَا اُهِلَّ الخ و منتسب مشرک است بدلیل کریمہ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ **ھم** واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا + اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس حق تقوی خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ جو چیزیں غیر خدا کی طرف منسوب ہوں اور خدا کی وجہ میں نہ ہوں خدائے ذوالکرم اُن سے پرہیز کرے یہانتک کہ پاک پانی سے بھی اگر غافل کے ہاتھ کا ہو پرہیز کرے کیونکہ اُس کا فعل غیر خدا کے واسطے ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا فعل بھی غفلت کے وقت غیر خدا کے لیے ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ غیر خدا کی طرف نسبت کی ہوئی چیز دل میں ظلمت ہوتی ہے لیکن بجز صاحب دل دوسرا اُسکو نہیں جان سکتا۔ اور اسی طرح جو چیزیں کسب کردہ ہیں یعنی اپنی محنت وسعی پر بھروسہ کرکے حاصل کی ہیں اور خالص بخشش خدا کی نہیں ہیں اُنکی ظلمت حرمت کسبی کو بھی ایسا ہی خیال کرنا چاہیے یعنی اُنکی ظلمت حرمت کسبی صاحب دل کے سوا اور نہیں معلوم کرسکتا **تنبیہ** اب یہاں پر اُن لوگوں کا قول بھی رد ہو گیا جنکے نزدیک غیر خدا کی طرف منسوب کی ہوئی چیز عام ایسی کہ وہ جاندار سے ہو خواہ بیجان سے آیت کریمہ مَا اُهِلَّ الخ کی دلیل سے حرام ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اس آیت میں کلام صراحتاً جاندار اشیاء کی حرمت میں واقع ہوا ہے بالخصوص مومن کی نسبت ایمان کی دلالت سے اُسکا حرام ہونا بھی نہیں ثابت ہوتا بلکہ افترا ہو سکتا ہے۔ دوم اُنکا یہ کہنا بھی رد ہو گیا کہ نسبت کرنیوالا کریمہ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ کی دلیل سے مشرک ہے حالانکہ فسق برا کام ہے۔ پھر مومن حرام فسق سے بھی کافر نہیں ہوتا انتہا یہ کہ گنہگار کہا جاوے۔ پس مشرک کریمہ مذکورہ سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اُسکی طرف رجوع و انجام کار ہے۔ اے رب ہمارے اگر ہمسے بھول ہوئی ہو یا ہمنے خطا کی ہو تو ہمسے مواخذہ نفرما یو۔ اے اللہ درود و سلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپکے آل و صحب پر جیسی اُنسے محبت ہے اللہ تو اُنکو لیے پسند کرتا ہے اور اُنکو ہمارے حق میں شفیع کر اور اُنکے طفیل ہمپر رحمت نازل کر برحمتك یا ارحم الراحمین۔

آمین والحمد للہ رب العالمین

منتسب لغیر اللہ کریمہ ما اھل الخ سے عموماً حرام نہیں
اور منتسب مشرک بحکم ذٰلکم فسق اللھم احفظنا

ذکر کیفیة فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی الله تعالی علیه وسلم [۲۴]

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله و اصحابه واتباعه اجمعين + اعلم ان وقت الولادة مع السعادة والكرامة والرحمة لحضرة رحمة للعالمين اكرم الاوقات بكرامة كلية لانه مظهر زماني لمظهر الحسنات كلها وسبب حصولها فيومها ولياليها ش نقل عن بعض الشافعية ان افضل الليالي ليلة مولده صلى الله عليه وسلم رد المحتار باب الاحرام وشهرها وعامها كذا واعلموا ان هذا وقت ينتظر اليه الانبياء والملائكة وما هو اهل بالانتظار فسروا بظهوره صلعم

ترجمه ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی الله تعالی علیه وسلم [۲۵]

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین می ستائیم خدائے را ویاری می خواهیم ازو و درود می فرستیم بر رسول او که نام پاکش محمد است صلعم. و اورا شفیع میگردانیم. و درود می فرستیم بر آل او و اصحاب او و بر پیروان او تمامه. بدانکه هر آئینه وقت ولادت حضرت رحمت عالمیان که با سعادت و کرامت و رحمت است بکرامت کلیه مکرم ترین همه اوقات است. ازانکه وقت ولادت شریف مظهر همه حسنات است مظهر زمانی است یعنی آن زمان محل ظهور مظهر جمیع حسنات است. وسبب حصول حسنات است پس روز ولادت و شب ولادت و ماه ولادت و سال ولادت شریف همچنان است که وقت ولادت شریف یعنی از همه روزها و شبها و ماهها و سالها گرامی تر است چنانچه منقول است. که از بعض شافعیه که افضل شبها شب پیدایش او صلی الله علیه وسلم است. از رد المحتار باب الاحرام. و بدانید که هر آئینه این وقتی است که انبیاء و ملائکه او را انتظار میکشیدند و آنچه اهل است بانتظار. پس شادی نمودند بظهورش صلعم.

علی ما اتمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ التی توقفت علی شہودہ صلعم کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین خصوصاً بظہورہ وعموماً بوجودہ صلعم وقولہ صلعم للسائل عن صوم یوم الاثنین ذالک یوم ولدت فیہ اشارۃ الی شرف الیوم وتعظیمہ بالتعبد فیہ والسرور فیہ بولادتہ صلعم شکرا للہ الرحمٰن باظہارہ ایاہ رحمۃ للعالمین واوصی النبی صلعم بلالاً بصوم یوم الاثنین وقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی ای الوحی وفیہ ہاجرت وفیہ اموت الحدیث فالتعیین لما ینبغی فیہ ظاہر فمن یعظمہ باتیان الحسنات ویفرح بولادتہ صلعم فیہ فیشکر بنعمائہ سبحانہ ومن لا فلا وقد تقرر من یفرح بنعمۃ المنعم لیفرح بہ ومن یفرح بشخص لیفرح بہ فلیس الامر ممنوعا الی الیوم الاخر فقال علمائنا شکر اللہ سعیہم ذکر ولادتہ صلعم باجتماع الناس فی یوم معین بدعۃ حسنۃ بالاجماع

ترجمہ — بر آنکہ خدائے برتر رحمت خود را تمام کرد کہ متوقف بر شہود او صلعم بود چنانچہ فرمود خدائے برتر در آخر سورۂ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۝ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان۔ و ایں فرستادن رحمت خصوصاً بظہور او است صلعم وعموماً بوجود او صلعم۔ و فرمودن او صلعم برائے پرسندہ از روزہ روز دوشنبہ۔ ایں روزے است کہ در و آفریدہ شدم۔ اشارت است سوئے شرف ایں روز و تعظیمش بہ پرستیدن و عبادت کردن است در او و بشاد شدن در و بولادتش صلعم بمنت پذیری خدائے رحمٰن بظاہر نمودنش مر او را رحمت برائے ہمہ عالمیان۔ و وصیت فرمود نبی صلعم حضرت بلال را رضی اللہ عنہ بروزہ داشتن یوم دوشنبہ و فرمود آفریدہ شدم در و۔ و نزول وحی شد بمن در و۔ و ہجرت کردم در و۔ و بمیرم در و الحدیث۔ پس تعیین برائے آنچہ کہ زیبا است در و ظاہر است پس ہر کہ گرامی و بزرگ دارد آں روز را باوردن حسنات۔ و شاد شود بہ پیدائش او صلعم در و پس او شکر بجا آرد بہ نعمتہائے او سبحانہ۔ و ہر کہ خیال نکند پس او شکری بجا نیاورد۔ و مقرر شدہ است ہر کہ شاد شود بہ نعمت منعم البتہ شاد شود او با آں کس۔ و ہر کہ شاد شود بشخصی ہر آئینہ شاد شود بآں شخص۔ پس ایں امر تا روز آخر ممنوع نیست۔ و گفت علمائے ما خدائے برتر سعی شاں را مشکور دارد۔ کہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است ۝

ولا اصل له في الشرع الشريف للحيثية المجموعية وفي القرون الثلثة المنيفة
وبعضهم استخرجوه قياسا كما ذكر المتاخرون واخذوا به فقد اقتصرت عبارات
المعتبر من كتاب سبيل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد قال انما احدثه ملك
عادل عالم وقصد به التقرب الى الله تعالى وحضر عنده فيه العلماء والصلحاء
من غير نكير منه وارتضاه ابن دحية وصنف له من اجله كتابا فهؤلاء
علماء متدينون رضوه واقروه ولم ينكروه انتهى وفي الباعث على انكار
البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله ويثنى
عليه وفي الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبي صلعم فرحا بمولده الولائم
فمن عمل ذلك الشيخ ابو الحسن المعروف بابن قفل قدس الله سره ويوسف
الحجازي وقال رايت النبي صلعم ودرابي وقال لاضربنك وكان بيده قضيب
فقلت لاي شيء يا رسول الله فقال حتى لا تبطل المولد ولا السنن

ترجمہ ودر شرع شریف برائی این حیثیت مجموعیہ اصلی نیست ونہ در قرون ثلاثہ منیفہ یعنی در زمان
صحابہ وتابعین وغیرہ کہ عہد بزرگ است یافتہ شد۔ وبعض شان از روی قیاس اورا بر آوردہ اند
چنانچہ متاخرین ذکر کردند وباو بر گرفتند۔ پس ہر آئینہ من بر چیدم عبارتی کہ درین مسئلہ تعبیر کردہ شدند کہ
از کتاب سبیل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد است۔ گفت جز این نیست کہ اورا پادشاہی عادل وعالم کہ
ملک اربل بود پیدا نمودہ وبدو ارادۂ نزدیکی سوی خدای برتر کردہ۔ ودرین امر پیش او علماء وصلحاء بی انکار
از وحاضر آمدند۔ واورا ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی پسندیدہ۔ وازین رو برای شاہ کتابی تصنیف کردہ کہ نامش
التنویر فی مولد البشیر والنذیر است۔ پس این ہمہ علمای با دیانت بادو راضی شدند واورا اقرار نمودند واو را انکار
نکردند انتہی۔ ودر کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث است کہ گفت ہمچنین ہر آئینہ کار نیک است
کہ از محاسن شکو بہا برشمردہ شود۔ وفاعلش شکر کردہ شود۔ وبراو ستایش وثنا کردہ آید۔ ودر کتاب در منظم
کہ تحقیق محبان ودوستداران نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر شادی مولدش صلعم دعوتہا ترتیب دادن معمول نمودہ
پس کسیکہ این کار کرد وعمل نمود شیخ ابو الحسن المعروف بابن قفل است قدس اللہ سرہ ویوسف حجازی کہ گفت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم واو بمن متوجہ شد وفرمود البتہ ضرور خواہم زد ترا ودر دست مبارکش صلعم شاخ
درخت بود پس گفتم یا رسول اللہ بچہ سبب پس فرمود تا آنکہ مولد را باطل نکنی یعنی فرو گذاری ونہ سنتہا را فرو گذاری۔

بیان کیفیت بنای میلاد شریف

بیان معمول بودن ترتیب میلاد

ويقول الشيخ ابو يوسف موسى الزرهونى رايتُ النبىّ صلعم فى النوم
فذكرتُ له ما يقوله الفقهاءُ فى عمل الولائم فى المولدِ فقال صلعم من
فرح بنا فرحنا به، انتهى وفى قولٍ زيد والمحبُ مع احبابه ويقول المنصورُ
الشار رايتُ النبىّ صلعم فى المنامِ يقول لى قل له لا يبطله يعنى المولد وما عليك
ممن اكل وممن ياكل انتهى وقال الحافظ وقد ظهر لى تخريجه على اصل ثابت
فى الصحيحين من انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قَدِمَ المدينةَ فوجد
اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا يومُ اغرق الله فيه فرعون
ونجى موسى فنحن نصوم شكراً لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه و
امر بصيامه فيستفاد منه فعلُ ذلك شكراً لله تعالى على ما منّ به فى يوم
معينٍ من اسداء نعمةٍ ودفع نقمةٍ ويعاد ذلك فى نظيرِ ذلك اليوم فى كل
سنةٍ والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود والقيام والصدقة والتلاوة

ترجمہ و میگوید شیخ ابو یوسف موسی زرہونی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم و باو صلعم ذکر کردم
آنچہ او را فقہاء میگویند در عمل دعوتہا در بیانِ مولدِ مبارک ۔ پس فرمود صلعم ہر کہ شاد شد بما شاد شدیم
باو انتہی ۔ و در قولے زیادہ کردہ شد این کہ دوست دارندہ با دوستانِ خود است ۔ و منصور بشار میگوید
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ میفرماید مرا ۔۔ بگو او را کہ باطل نکند او را یعنی مولد را فرو نگزارد و
کردہ باشد ۔ و نیست بر تو از کسیکہ خورد و از کسیکہ نخورد انتہی ۔ و گفت حافظ کہ این برای من ظاہر شدہ است
تخریج او یعنی بر آوردنِ او بر اصلے کہ ثابت است کہ در صحیحین است از بنکہ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بمدینہ در آمد پس یہود را یافت کہ روزہ روز عاشورہ میدارند ۔ پس پرسید آنہا را پس گفتند این روزیست
کہ خدای برتر درین روز فرعون را غرق کردہ و موسی علیہ السلام را نجات دادہ ۔ پس ما روزہ میداریم بنا بر
شکر برای خدای برتر ۔ پس فرمود صلعم سزاوار تریم از شما بموسی پس روزہ داشت صلعم آنروز را
و امر فرمود بروزہ ہای او ۔ پس ازو مستفاد میشود و فائدہ حاصل آید کہ اینچنین فعل بنا بر شکر برای خدای برتر است
برانچہ کہ منت نہاد باو درین روزِ معین از ایجادِ نعمت و رفع نقمت یعنی عذاب ۔ و باز گردیدہ شود
این فعل در نظیرِ ہمین روز از ہر سال تا آنکہ عادت گیرد و معتاد شود ۔ و شکر برائے خدای برتر حاصل آید
بہ اقسامِ عبادات و سجدہا و قیام و صدقہ و تلاوت

وایُّ نعمةٍ اعظمُ من النعمةِ ببروزِ ہذا النبی الکریمِ نبیِ الرحمة
وقال شیخنا رحمه الله تعالیٰ فی فتاواه عندی ان اصل عمل المولد
ہو اجتماعُ الناسِ وقرأةُ ما تیسّر من القراٰنِ وروایتِ الاخبارِ الواردة
مبدءِ امرِ النبی صلعم وما وقع فی مولدہٖ من الاٰیاتِ ثم یمدّ لہم سماطا
ویأکلونہ وینصرفونَ من غیر زیادةٍ علیٰ ذالک من البدع الحسنة التی یثاب
صاحبہا لما فیہ من تعظیمِ قدرِ النبیّ صلعم واظہارِ الفرحِ والا
بمولدہ الشریف قال وقد ظہر لی تخریجہ علیٰ اصلٍ اٰخر غیرِ ا
وہو ما رواہ البیہقی عن انسٍ انّ النبی صلعم عقَّ عن نفسہ بعد
انہ ورد انّ جدّہ عبد المطّلب عقَّ عنہ فی سابع ولادتہ صلعم وا
لا تعاد مرةً ثانیةً فیحمل ذالک علیٰ انّ ہذا فعلہ صلعم اظہا
ایجاد اللہِ تعالیٰ ایّاہ رحمةً للعالمین وتشریفًا منہ صلعم کما کان

ترجمہ. وکدام نعمت گرامی تر است ازیں نعمتی کہ ایں نبی کریم نبیِ رحمت است دریں روز آشکا
وگفت شیخ ما رحمہ اللہ تعالیٰ در فتاوائی خود کہ نزد من اینست آنکہ اصل عمل مولد کہ از اجتماع مردم
است و خواندن از قرآن آنچہ آسان باشد و خواندنِ روایتِ اخبار کہ در مبدء امر نبی صلی اللہ علیہ
وارد شدہ یعنی در امر بدءِ خلقت نورِ نبی صلعم مذکور آمدہ و آنچہ در جاہای پیدایشِ او صلعم از آیات
واقع شدہ. باز گسترانیدہ شود و دراز گردد برائے شان سفرہ کہ بخورند از آن و باز گردند
بران ایں ہمہ از بدعتِ حسنہ است کہ صاحب و عامل آنہا بر ایں ہمہ ثواب و مزد دادہ شود از
از تعظیم قدر نبی صلعم و اظہار شادی است و شاد شدن است بمولد شریف نبی صلعم
و تحقیق ظاہر شد برائے من تخریج او یعنی برآوردن ایں عمل بر اصلے دیگر غیر آنکہ اول
بیان کردہ. و او آنچہ بیہقی اورا از انس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم از نفس مبارک خود بعد نبوت قربانی کردہ عقیقہ فرمود با آنکہ تحقیق وا
کہ جدش عبد المطلب در روز ہفتم ولادتِ شریف از و صلعم قربانی عقیقہ کردہ. و عقیقہ دوبارہ
باز نہ گردد. پس حمل شود ایں بر آنکہ ایں فعل او صلعم اظہار است برای شکر بر ایجاد خدا
پیدا کردن مر او را رحمتِ عالمیان را و از روئے تشریف است از و صلعم چنانکہ بر

بیان عمل مولد مختصر در می شود •

تخریج دیگر عمل مولد از حدیث عقیقہ اظہار شکر کہ دلیل
ولادت است و منع منکرات شرعی در ایں عمل لازم

كذلك فيستحبّ لنا ايضًا اظهارُ الشكر بمولده واطعامُ الطعام ونحو
ك من وجوه القربات والمبرّات انتهى وفى شرح سنن ابن ماجة الصواب
نه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلا عن المنكرات شرعًا انتهى ومن
اهب اللدنية قد رُوي ابو لهب بعد موته فى النوم فقيل له ما حالك
ل فى النار الا انه خُفّف عنّى كلّ ليلة اثنين وامصّ من بين اصبعيّ
اين ماء واشار برأس اصبعيه وانّ ذلك باعتاقى لثويبة عند ما
بشّرتنى بولادة النبىّ صلعم وبارضاعها له وفى معراج المسلمين عن ابن عباس
بن عبد المطلب قال كنت مواخيًا لابى لهب ومصاحبًا له فلمّا مات وقد
اخبر الله تعالى عنه ما اخبر فحزنت عليه وهمّنى امره فسألت الله حولًا
ان يُرينى اياه فى المنام قال فرأيت نارًا تلهب فسألته من حاله فقال الى
النار فى العذاب فلا يخفّف عنّى العذاب الا ليلة الاثنين من كل الليالى و
الايام فانه يرفع العذاب عنّى قلت وكيف ذلك فقال وُلد فى تلك الليلة محمد صلعم

ترجمه نفس مبارک خود درود وصلوٰة میخواند۔ همچنان۔ پس مستحب است برای ما نیز اظهار شکر بمولد او صلعم و طعام
خورانیدن و مثل این که از وجوه قربات و مبرّات است یعنی از اسباب نزدیکیها و نکوئیها است بحضرت حق انتهى
و در شرح سنن ابن ماجه است که صواب آنست که او از بدعت حسنه مندوبه است یعنی کار نو است نیک از محاسن
و خوبیهای شمار کرده شده هرگاه که از منکرات که شرع از و باز داشته خالی باشد۔ و از مواهب لدنیه است که تحقیق
ابولهب بعد موت خود در خواب دیده شد پس گفته شد او را چه حال است ترا پس گفت او در آتش است مگر آنکه
تحقیق هر شب دوشنبه از من عذاب سبک کرده شود یعنی تخفیف عذاب شود۔ و می مکم از میان این هر دو انگشتان
من آب را۔ و ایما کرد بسر هر دو انگشتان خود۔ و هر آئینه این تخفیف بآزاد کردن من است ثویبه را وقتیکه مرا خوشخبری
داد او بولادت نبی صلعم و بشیر دادن او نبی صلعم را۔ و در معراج المسلمین است از ابن عباس بن عبد المطلب
گفت من مواخی و مصاحب ابولهب بودم یعنی با او برادری و صحبت میداشتم پس هرگاه که او مرد و تحقیق خدای برتر او
آگهی داد بآن خبری که بود پس حزن کردم بر او و امر او و مرا اندوه آورد۔ پس خواستم از خدا تا یکسال که مرا بنماید بر خواب مر او را۔ گفت پس دیدم آتش را
که زبانه میزند و شعلها می انگیزد پس پرسیدم او را از حال او پس گفت که سوی آتش است در عذاب یعنی حال آتش و عذاب که در و مبتلا بود بیان کرد و آنکه
این عذاب از من سبک نمیشود مگر شب دوشنبه از هر شبها و روزها پس هر آئینه آن عذاب در آن شب از من بر گردد۔ گفتم چگونه است پس گفت زائیده شد درین شب محمد صلی الله علیه وسلم

تخفیف عذاب ابولهب بولادت حضرت صلعم
از حدیث ابن عباس رض

فجاءتني أمة فبشرتني بولادته ففرحت بمولده وأعتقتها فرحاً فأثابني الله بأن رفع عني العذاب في كل ليلة اثنين لذلك انتهى قال ابن الجوزي فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي في النار برحمة ليلة مولد النبي صلعم فما حال المسلم الموحد من أمته عليه السلام يبشر بمولده ويبذل ما تصل اليه قدرته في محبته صلعم لعمري انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرءاً اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعياداً ليكون اشد علة على من في قلبه عناد ولقد اطنب ابن الحاج في المدخل في انكار ما احدثه الناس من البدع والاهواء والتغني

ترجمہ وکنیزک پیش من آمده مرا مژده داد بولادت او صلعم پس شاد شدم به پیدایش او صلعم و آزاد کردم او را پس مرا مزد داد خدای برتر آنکه دور کرد از من عذاب در هر شب دوشنبه بسبب این انتهی. گفت ابن جوزی پس هرگاه که این ابولهب کافر بود آنکه قرآن بذم او ای به بدگفتن او فرود آمده در آتش جزا داده شد بشادی شب پیدایش او صلعم پس چه حال مسلم موحد است از امت او صلعم که به پیدایش او صلعم شادی کند و آنچه که برسد سوی او قدرتش یعنی هرچه بتواند در محبتش صلعم صرف نماید. بجان من جز این نیست که باشد جزای او از خدای کریم آنکه داخل کند او را بفضل عمیم خود در جنات نعیم. و هنوز زائل نشده دائم و قائم است که اهل اسلام بماه پیدایش حضور علیه السلام محافل و مجالس ترتیب میدهند و دعوتها می آرند و در شبهای او اقسام صدقات قسمت میکنند و شادیها وانمایند و در نیکوییها زیادت کنند و بخواندن مولد نبی کریم اهتمام و اشتغال میدارند که از برکات او بر ایشان هر فضل عام ظاهر آید. و از آنچه آزمایش کرده شده از خواص او آنکه هر آئینه او امان است و درین سال و مژده نزدیک است به بر آمدن هر حاجت و مراد. پس رحم کرد خدای بر مردی را که او شبهای ماه مولد مبارک او صلعم عیدها گرفته برکسیکه در دل او عناد هست این سخن ترد گران تر باعث و علت بود. و البته تحقیق ابن الحاج در مدخل سخن دراز کرده در انکار آنچه که آدمیان او را احداث کرده و پیدا نموده از بدعت و خواهشات نفسانی و سرائیدن

بائی میلاد را بشارت بر حصول جنت و عموم فضل +

بیان اینکه تا ایندم اجماع است بر میلاد +

خواص میلاد در رفع حاجات +

بیان منهیات که در میلاد نباید +

بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يثيبه على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل انتهى وهكذا من العلماء الصلحاء فيقول الحزين والله ولى التوفيق البدعة كلها سيئة لقوله صلعم كل بدعة ضلالة فالكلام يمنع تخصيص ش هو وجه زائد على وجه متحد الذى به العموم م البعض من العام ش هو مشترك فى وجه متحد م بما ش متعلق بالتخصيص اے بوجه الذى م يعارض بالضد ما ش اى وجه الذى م به العموم فلا يسع التاويل فلزم التساقط ولا فادات الكل التاكيد والحصر وهو يمنعان الاستدراك والاستثناء والتخصيص وقد لا يفيد ش الكل التاكيد والحصر م فهو بالاستثناء والاستدراك والتخصيص فالفرق ش ذاهر م بينهما ش اى كل للتاكيد والحصر وكل لغيرهما بالاستثناء وغيره المذكور م فان التخصيص لا يزيل اشتراك ش

اى وجه متحد م الذى به العموم

ترجمہ بآلات ومزامیر محرمہ کہ شرع اورا حرام داشتہ وقت عمل مولد شریف۔ پس خدائی برتر اورا ثواب دہد بر قصد او کہ جمیل ونیک ہست۔ و ببرد مارا براہ سنت۔ پس ہر آئینہ او بس است مارا ونیکو است وکیل انتہی۔ وہمچنان است از علماء کہ ہمچنان اند وصاحب صلاح اند۔ اکنوں میگوید این اندوہگین۔ وخدائی برتر صاحب توفیق است۔ کہ بدعۃ تمام خود بد است بنا بر قول او صلعم کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر بدعۃ گمراہی است۔ پس این کلام شریف باز دارد تخصیص بعض را از عام یعنی از عام تخصیص بعض را منع میکند۔ وتخصیص وجہی است زائد بر وجہ متحد آنکہ با و عموم است۔ و عام آنکہ او مشترک است در وجہ متحد۔ واین منع تخصیص بعض از عام در کلام حدیث ازین وجہ است کہ او یعنی وجہ تخصیص معارض بضد گردد آن وجہ را کہ با و عموم است۔ پس این معارضت کہ بضد است تاویل را گنجایش ندارد پس تساقط لازم شد۔ وازانکہ لفظ کل تاکید وحصر را نفع می دہد۔ وہر دو یعنی تاکید وحصر استدراک واستثناء وتخصیص را منع میکنند۔ وگاہے لفظ کل حصر وتاکید را مفید نشد پس او باستثناء واستدراک وتخصیص ثابت است۔ پس فرق میان ہر دو ظاہر است یعنی کل برائے تاکید وحصر۔ وکل برای غیر این ہر دو یعنی با استثناء واستدراک وتخصیص مذکورہ۔ پس ہر آئنہ تخصیص اشتراک را کہ وجہ متحد است آنکہ با و عموم است زائل نمیکند۔

تعریف عام وتخصیص

لفظ کل چوں مفید حصر وتاکید است مانع استثناء واستدراک وتخصیص است وہر گاہ نہ باشد بتخصیص است وبیان فرق کل درین

والعموم والخصوص لا يعتبران الا في العوارض فلا يجتمعان في التعارض

ش الكلام المحقق تفسير ودليل على دعوى منع التخصيص بوجه الذي

يعارض بالضد وجه الذي به العموم م فكيف تخصيصها ش اي البدعة

من العام م وتحسينها ش استدلوا على صحة بدعة حسنة بقول عمر رض

فيما قيل في اثبات التراويح ان رسول الله تعالى صلعم صلى التراويح بجماعة

فترك جماعتها من خوف نزول فرضيتها على امته صلعم فيصلوها في بيوتهم

منفردين فلما زال سبب تركها هو خوف نزول فرضيتها اعاد جماعتها عمر رض

فقيل هذه بدعة فقال عمر رض نعمت البدعة م فقوله رض نعمت البدعة

جوابا فيما قيل بدعة لا يدل على انها بدعة عنده رض اذ كانت صلاها رسول

الله تعالى صلعم بجماعة بل اعادة ش والاعادة ليست ببدعة م فهي

ش اي البدعة م احداث مفسدة في الدين وما ليس بمفسدة ليس ببدعة

فتسميته ما ليس بمفسد بالبدعة الحسنة مساهمة اللفظ مجازا على ما لم يوجد عندهم في الكتاب

ترجمه عموم و خصوص تعبیر کرده شوند مگر در عوارض پس در تعارض مجتمع نه شوند . این کلام محقق

حدیث شریف تفسیر و دلیل است برین دعوی که تخصیص بدعت ممنوع است که آن وجهی را که با عموم بدعت

معارض بضد باشد . پس چگونه تخصیص بدعت بود از عام او دیگر تحسین بدعت باشد از مثل التنوع تا آخر تعبیر

حسنه گفته آید . و حال اینکه بر صحت بدعت حسنه دلیل آورده اند از قول حضرت عمر رضی الله تعالی عنه آنچه

که گفته شده است در اثبات تراویح و آن این است که رسول خدای تعالی صلی الله علیه وسلم هر آئینه نماز تراویح بجا

خواند . پس جماعتش ترک فرمود از خوف نزول فرضیتش بر امتش صلعم . پس مردمان در خانهای خود تنها تنها

میخواندند . و هرگاه سبب ترک جماعت که آن خوف نزول فرضیت تراویح بود زائل شد عمر رضی الله عنه جماعتش باز گردانید

پس گفته شد این بدعت است . پس فرمود عمر رضی الله عنه نیکو است این بدعت . پس قول عمر رضی الله عنه نعمت البدعة

یعنی نیکو است این بدعت . بطور جواب بآنچه گفته شد بدعت است دلیل نشود برآنکه او بدعت باشد نزدش رضی الله عنه

چراکه رسول خدای تعالی صلی الله علیه وسلم او را با جماعت خوانده است پس بدعت نیست بلکه اعاده است . و اعاده بدعت

نبود . پس او یعنی بدعت احداث است که چیز نو آورده است در دین بطور فساد کننده تا از آن در دین رخنه و فساد ظهور یابد

و آنچه مفسد نیست بدعت نیست پس چیزی را که مفسد نیست بدعت حسنه نام نهادن مساهمت لفظ است از آنکه بطور مجاز

این تسمیه آورده است چیزی را که در کتاب

بیان المقصد لقول عمر رض نعمت البدعة

عموم و خصوص در عوارض عارض شوند و در تعارض مجتمع نه شوند

بیان مراد قول عمر رض نعمت البدعة و بیان انکه تراویح اعاده است نه بدعت

تعریف بدعت و مساهمت به تسمیه حسنه

والسنة صراحتًا واقتضاءً اما علمًا قال الله تعالیٰ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ
اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہ فذکرہ صلعم فرض مؤید علی انہ صلعم نعمت اللہ تعالیٰ
برسالتہ علی قرینۃ ما لحق وبتوقف النزول وتحصیل ذکر الکتاب والحکمۃ
علی الرسول وکیف استثناءُہ صلعم من نعمۃ اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ تعالیٰ
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ
والتحذیر علی محل النعمۃ الاہم والتنبیہ علی النفاق بما لحق یؤکدہ ومن فی انوار التنزیل
نعمت اللہ التی من جملتہا الہدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام وفی مدارک التنزیل
نعمت اللہ بالاسلام ونبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم وقال اللہ تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک

ترجمہ وسنۃ از رو صراحت واقتضا نیز وشان یافتہ شد یعنی استعمال این لفظ صحیح نیز اندرین ہست در اینکہ معنی اسمت نعمت
آئین مجاز است چہ بدعت حسنہ بر چیز نام نہادکہ در کتاب وسنۃ نیز وشان بطور صراحۃ واقتضا یافتہ شد۔ پس بدانکہ فرمود خدائے
برتر در سورۂ بقر رکوع بست ونہم وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ
بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہ ویاد کنید نعمت خدائے برتر کہ بر شما است وانچہ فرود
آورد بر شما از کتاب وحکمت کہ پند میدہد آن شمارا۔ وبترسید خدا را وبدانید آنکہ ہر آئینہ خدا بہر چیز بسیار دانا است۔ پس ذکر او صلی اللہ
علیہ وسلم فرض مؤکد است یعنی فرض است دائمی برانکہ او صلعم نعمت خدائے برتر است برسالتش صلعم بنا بر قرینہ چیزے کہ لاحق شدہ است
از ادا خبیہ وتعلیم۔ ونہ توقف نزول بر وصلعم۔ وتحصیل ذکر کتاب وحکمت بر رسول یعنی آموختنش بر رسول صلعم موقوف آمدہ۔ استثناء
او صلعم از نعمت خدائے برتر چگونہ باشد وحالانکہ تحقیق فرمودہ است خدائے برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ ہر آئینہ بتحقیق منت نہاد خدائے برتر بر
مومنین ہنگامیکہ برانگیخت یا فرستاد درمیان شان رسولی را از نفسہائے شان کہ میخواند برایشان آیات او تعالیٰ وصاف کند دروں شان
وکتاب وحکمت می آموزد ایشان را اگرچہ بودند پیش ازین در گمراہی ظاہر۔ وان تحذیر یعنی ترسانیدن کہ در کریمۂ اولیٰ است بر مخالفت امرا است وایں تنبیہ واگاہی در کریمۂ ثانی
کہ بر نفاق آیا چہ کہ لاحق شدہ مؤکد بضغط سیکند اورا۔ کہ در انوار التنزیل است کہ نعمت خدا آنکہ از جملہ او ہدایت است وبعثت یعنی فرستادن محمد صلعم۔ ودر مدارک
التنزیل است کہ نعمت خدا باسلام است ونبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وفرمود خدائے برتر در سورۂ شرح وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ الآیہ وبلند کردیم با خاص برائے تو ذکر تو

فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر وتفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

ذکر او صلعم فرض مؤکد واو صلعم نعمۃ خدا است

فان ذكر فضائله وشمائله صلعم عموما كان وسيلة التقرب الى الله تعالى ا
الله تعالى ونبى الانبياء فاعجازه منها ش اى من فضائله وشما
هم فكان فى المجالس الانبياء واصحابهم واصحابه صلعم وفى الملائكة
الله تعالى ان الله وملائكته يصلون على النبى يا ايها الذين ا
عليه وسلموا تسليما ه والصلوة على النبى شاملة لذكره صلعم واختلفوا
فى انها فرض او واجب وما فى ولادته صلعم اعظم الاعجاز لانه لا يشتبه
بالعقليات والنقليات والسحريات قال فى التنوير فى مولد البشير ا
عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كان يحدث ذات يوم فى بيته وقا
ولادته لقوم فيستبشرون ويحمدون واذا جاء النبى صلى الله عليه وسلم قا
حلت لكم شفاعتى الحديث وفيه عن ابى الدرداء انه مر مع النبى صلعم
بيت عامر الانصارى يعلم وقائع ولادته لابنائه وعشيرته ويقول هذا اليوم

ترجمه پس هر آئینه ذکر فضائل وشمائل او صلعم بالعموم وسیلهٔ تقرب بود بسوی خدای برتر از انکه او
برتر است ونبی انبیاء است - پس اعجاز او صلعم هم ازین فضائل وشمائل اوست صلعم - پس بود
وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء واصحاب شان واصحاب او صلعم بود - وهم در مجالس ملائکه چنانکه فرمود خدا
برتر در سورهٔ احزاب رکوع هفتم ان الله وملائکته یصلون على النبى يا ايها الذين آمنوا
صلوا عليه وسلموا تسليما ه یعنی هر آئینه خدای برتر وفرشتگان او درود می فرستند بر نبی ای
آنانکه گرویده اند بفرستید درود بر او وسلام کنید که حق تسلیم است یا بپذیرید که سپردنی بامر اوست وصلوة بر
شامل است ذکر او را صلعم - وعلماء اختلاف کرده اند در آنکه صلوة بر نبی صلعم فرض است یا واجب - وآنچه در ولادت
اوست صلعم گرامی ترین اعجاز است از آنکه او بعقلیات ونقلیات وسحریات مشتبه نمی شود - گفت
در کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر از ابن عباس رضی الله تعالی عنهما که روزی
در خانهٔ خود واقعات ولادت شریف او صلعم از قومی بیان می کرد وایشان شادی می شدند وحمد میگفتند که
ناگاه نبی صلی الله علیه وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث - ودر و
از ابی الدرداء رضی الله عنه که او با نبی صلعم سوی خانهٔ عامر انصاری رضی الله عنه گذشت که او واقعات
ولادت شریف او صلعم پسران وخویشان خود را آموخت ومی گفت همین روز -

هذا اليوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله فتح عليك ابواب الرحمة
والملائكة يستغفرون الحديث فانه ثابت فكيف يكون بدعة حسنة
لوجوده في القرون الاولى ش فاستدلال الخ على انه ليس ببدعة حسنة
كما قال قد ذكر ولادته صلعم الخ م فذكر ولادته صلعم على الحيثية المرجحة
احسن على اصل الشرع فاصله بقوله صلعم تعامل الصالحين حق الحديث
والتعامل الذي لا يوجد في الكتاب والسنة صريحا واقتضاء فالقياس
والاجماع تعامل يوجد في الاشارة والاستنباط او باستحسانه وقوله صلعم
من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها + وما راه
المسلمون حسنا فهو عند الله حسن + ولا تجتمع امتي على الضلالة + فاعلم انه
ليس الحسن الا وهو في الكتاب والسنة صراحتا واقتضاء او اشارتا

ترجمہ این روز۔ پس فرمود نبی صلعم ہر آئینہ خدا بر تو درہائے رحمت بکشاد و فرشتگان آمرزش میخواہند
تا آخر حدیث۔ پس ہر آئینہ کہ او ثابت است پس بدعت حسنہ چگونہ شود از انکہ در قرون اولی یعنی در زمانہ
صحابہ وغیرہ یافتہ می شود کہ وجود او از حدیث ثابت آمدہ کہ گفتہ شد۔ و اختیار دلیلے دیگر زان کہ او بدعۃ
حسنہ نیست این قول است چنانکہ گفت۔ پس ذکر ولادتش صلعم برین حیثیت مروجہ نیکوتر است کہ بر
اصل شرع است۔ پس اصلش او بقول او صلعم است کہ تعامل الصالحین حق الحدیث یعنی تعامل
صلحا حق است تا آخر حدیث۔ و تعامل عملے است آنکہ از کتاب و سنت بطور صراحت و بطور
اقتضا یافتہ نہ شود۔ پس قیاس و اجماع تعامل است کہ یافتہ می شود در اشارات و استنباط۔
یا تعامل استحسان او است یعنی بہ نیک پنداشتنش بعمل آوردہ شد۔ و بقول او صلعم من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا یعنی ہر کہ روش گرفت در اسلام شیوہ نیک
پس برائے او است اجر آن سنت حسن و اجر آنکس کہ عمل کرد بآن طریق نیکو۔ وما راہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن یعنی چیزے کہ مسلمانان او را نیک دیدند پس او نزد خدا نیک است
ولا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی امت من بر گمراہی گرد نخواہد آمد۔ پس بدانکہ ہر آئینہ
کیفیت نیست کہ حسن نیست مگر او در کتاب و سنت است بطور صراحت و بطور اقتضا یا بطور اشارت یعنی حسن
ہمو است کہ او از کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضا یا بطور اشارت بر آید

حسن ہمو است کہ در کتاب و سنت است بصراحت یا اقتضا یا باشارت یا قیاس بقول نفس کریمہ +

بقوله سبحانه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم

الاسلام دینا ٭ ولا رطب ولا یابس الا فی امام مبین ٭ ای ماهو مقصود فی

الباب او قیاسا ٭ والقیاس علی الحسن حسن فوقع فی ضمن الاکمال مما سبق و

لحق من الرضاء ووقع الاکمال حتی القیاس فی الرضاء علی الاحادیث الشریفة

المرویة ٭ فالضلالة هی الفساد فی الدین فهی بدعة ما وجدت فی الاصول

الاربعة المسلّمة فالاصل سّ لذکره صلعم علی الحیثیة المروّحة ثم

من حیث اجماع الصلحاء علی الاستنباط القیاس لقوله صلعم ظاهر فمنکره

ینکر الاجماع الذی صح وان قیل کل للتاکید والحصر فمعناه کل ما احدث مبتدعا

فی الدین فهو بدعة سیئة فبمقابله کل ما احدث مصلحا فی الدین فهو سنة

ترجمه بقول او سبحانه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت

لکم الاسلام دینا ٭ که در سورهٔ مائده برکوع اول است ـ یعنی امروز برای شما دین شما کامل نمودم و

تمام کردم بر شما نعمت من و پسندیدم برای شما اسلام را از روی دین ـ و کریمه ولا رطب ولا یابس الا فی

امام مبین ٭ که در سورهٔ انعام برکوع هفتم است ـ یعنی نیست تر و نه خشک مگر در امام مبین یعنی در لوح

محفوظ است ـ یعنی آنچه که او مقصود درین باب است ـ یا بطور قیاس بر آید ـ و قیاس بر حسن حسن است پیدا

شد قیاس در ضمن اکمال که او تمام کردن دین است یعنی قیاس در ضمن اکمال دین در آمد از آنچه که سابق شد و لاحق آمد از رضا و

واقع شد اکمال تا قیاس که در رضا است بر احادیث شریفه مرویه ـ مراد آنکه حسن آنست که او در کتاب و سنت است هم او

از و یافته شود خواه باقتضا یا باشارت بقول او سبحانه که اکمال دین برای شما و اتمام نعمت بر شما امروز که زمان این نبی امی است

انجامیدم و پسندیدم برای شما انقیاد را برای اکمال دین و اتمام نعمت خود که رضای من است ـ پس ولادت شریفه حضور صلعم که نعمت خدا است برای

اسلام و اکمال دین از این کریمه کتاب اشارتا یافته شد ـ و آنچه که او مقصود است درین باب است که هر رطب و یابس درین کتاب هست و در حدیث

یا احصا است درین امام مبین که لوح محفوظ است پس اشارت یا احصا مقصود هم درین باب هست یا بطور قیاس از کتاب و سنت بر آید و آنکه قیاس بر

حسن حسن است پس قیاس در ضمن اکمال دین واقع شده چه قیاس از آنچه که سابق آمد و لاحق شد از رضا حق است برای اکمال دین ـ و اکمال تا قیاس واقع شد

چه قیاس که در رضای حق است بر احادیث شریفه مرویه در تحت حسن است پس قیاس بر حسن حسن آمد در ضمن اکمال دین از رضا ـ و اکمال تا قیاس است که در رضا

بر احادیث شریفه ـ پس ضلالت که او فساد است در دین پس او بدعت است که او در اصول اربعه مسلمه که کتاب و سنت و قیاس و اجماع است نیافته شد ـ و

اصلی که از حیثیت اجماع صلحا بر استنباط قیاس برای ذکر او صلعم برین حیثیت مروجه است و بقول او صلعم ظاهر است ـ پس منکر او انکار خواهد کرد اجماع را

آنکه صحت یافته است ـ و اگر گفته شود که لفظ کل برای تاکید و حصر است ـ و معنی حدیث آنکه هر آنچه که نو آورده شد بطور فساد آرنده در دین پس او

بدعت سیئه است ـ پس مقابل او خواهد شد ـ هر آنچه که نو آورنده شد بطور اصلاح کننده در دین پس او سنت

قیاس بر حسن حسن است و ضمن اکمال دین است
در رضا و اکمال تا قیاس است در رضا
بر احادیث شریفه مرویه

تعریف ضلالت و بدعت سیئه و بدعت حسنه ...

ذکر میلاد بقول او صلعم

حسنةٌ والاحاديثُ الشريفةُ المرويةُ فى بحثِ البدعة اصلٌ لها على قولهم فيقول الحزين انما هو فى القياسِ والاجماع على اصلِ الاحاديثِ الشريفةِ المرويةِ فلا قوله ش اى الحزين م ولم يقل صلعم بدعةٌ حسنة بل قال صلعم سنةً حسنةً وما راٰه المسلمون حسنًا فيحصلُ من القولِ ما ليس بمفسدٍ فى الدّين ليس ببدعة بل حسنٌ فى حدِّه وان كان تعاملُ الصالحين الخ وما راٰه المسلمون الخ وما مثلُهما بدعةٌ حسنةٌ وماخذُ قولِهم العامُ مخصوصُ البعض يعارِضُ بالضدِّ كلّ بدعةٍ ضلالةٌ لتعارض بالضدِّ التخصيص بالحسنةِ عمومَ الضلالةِ الذى لا يُزيلُه التخصيصُ ش فلا يسع التاويلُ فلزم التساقطُ م فهذا ما هو المذكور ش اى تسميةَ ما ليس بمفسدٍ بالبدعةِ الحسنةِ مساهمةُ اللفظِ مجازًا على ما لم يوجد عندهم فى الكتابِ والسنّةِ صراحتًا واقتضاءً ا م وما وقع فى المنامِ للثقاتِ دليلٌ الى صحةِ العملِ حسنًا من اصلِ الذى فى المنامِ فانه ش اى الحزين م اخذ به لنفسه عليهم لا امرٌ

به لغيره

ترجمه حسنه است. واحاديث شريفه كه در بحث بدعة روايت كرده شد اصل اند براى بدعة حسنه بر قولِ شان. پس خواهد گفت اين حزين كه او كه در قياس واجماع بر اصلِ احاديثِ شريفه مرويه است جز اين نيست كه بر قول اين حزين است. كه نه گفت او صلعم بدعة حسنه بلكه فرمود صلعم سنة حسنة. وانچه كه مسلمانان او را حسن ديدند. پس بجز سنت حسنه وحسن چيزى از لفظِ بدعت نفرمود. پس ازين قول حاصل ميشود انچه كه نيست مفسد در دين. بدعت نيست. بلكه در حدِ خود حسن است. واگر تعاملُ الصالحين الخ. و ما راٰه المسلمون الخ وانچه مثل اين هر دو حديث بدعة حسنه هست. وماخذ قولِ شان هست العامُ مخصوصُ البعض يعنى اين عام مخصوص بعض است كه بعض از وخاص كرده شده است. پس اين هم قول ودعوى حديث كلُّ بدعةٍ ضلالةٌ را معارض بضد خواهد شد. از اينكه تخصيص با حسنه عموم ضلالت را معارض بضد است چنانكه آن عموم را اين تخصيص زائل نميكند. پس تاويل در وى كمى گنجد پس تساقط لازم آمد پس اين انچيز است كه ذكر كرده شد يعنى انچه كه مفسد نيست بدعة حسنه نام نهادن مساهمتِ لفظ است از روے مجاز بر انچه كه نزد شان در كتاب وسنت بطور صراحت وبطور اقتضا يافته نشد. وانچه واقع شد در خوابها بر ثقات دليل است او سوے صحت عمل اين عمل حسن است از اصل آنكه او در خوابها ست يعنى اصل بر اين صحت عمل كه حسن است آن حديث است از و صلعم كه بيننده را بخواب فرموده وهر اينه اين حزين بر انچه كه وقوعش بخواب است بر اے نفس خود با و دليل گيرنده وآخذ است نه برائے غير خود يا امر كننده

وَانه سش ای الحزین مرة النبی صلعم فی المنام فی لیلة من الشهر الربیع
الاوّل جاء صلعم فی دار امرأة وهی تحتفل لذکر میلاده صلعم فعرض لم یا رسول
الله صلعم فقال صلعم من طلبنی جئته فالکلام الشریف عامٌ ولکن یفهم
به فی الوقت من احتفل لذکری کانه طلبنی وله سش ای الحزین م علی صحة
الروایة من عالم المثال والعمل بها دلیلٌ یا ایها العارف ان رأیته صلعم فهذ
رأیته صلعم حقًا وان لم تعرفه صلعم فیا اسفا علیك ٭ وقوله سبحانه فان
تنازعتم فی شیءٍ فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم
الآخر ذلك خیرٌ واحسن تاویلًا ٭ دلیلٌ علی صحة امره صلعم لنا من عالم
المثال ان کنا نعرفه صلعم والعمل به سش ای بامره صلعم م ایضًا والا
فالردُّ عبث والخیریة والحسن مجهولٌ فاعلم ان لفظ الحدیث فی المنام لا یبطله

ترجمہ و ہر آئینہ این حزین نبی صلعم را در شبے از ماہ ربیع الاول بخواب دید کہ او صلعم بخانۂ زنے بیامد کہ برای
ذکر میلاد نبی صلعم او محفل می کرد پس عرض نمود این حزین چرا یا رسول اللہ یعنی تشریف آوری حضور بچہ
سبب است۔ پس فرمود صلعم مَن طَلَبَنِی جِئتُہ یعنی ہر کہ مرا خواند بیایدم او را۔ پس این کلام شریف
عام است ولیکن بلحاظ لفظ فہمیدہ میشود کہ درین وقت است یعنی وقت محفل میلاد۔ مراد آنکہ۔ ہر کہ برای ذکر من
محفل ساخت گویا او مرا طلب کرد۔ و این حزین را دلیل است بر صحت روایت کہ از عالم مثال است و عمل آن
روایت کہ عنقریب گفتہ می شود۔ اے او کہ عارف است اگر تو صلعم را بدیدی پس تحقیق راست دیدی تو صلعم را
و اگر نشناختی او صلعم را پس اے افسوس بر تو ٭ و قول او سبحانہ کہ در سورۂ نسا در رکوع ہشتم آمدہ فان تنازعتم
فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلك خیرٌ واحسن
تاویلًا یعنی پس اگر شما در چیزے باہم خصومت نمودید پس باز گردانید او را سوی خدا و رسول اگر شما ہستید
کہ گرویدہ اید بخدا و روز آخرت یعنی اگر شما بخدا و روز آخرت ایمان آوردہ اید۔ کہ این از روی تاویل بہتر و نکوتر
است۔ دلیل است بر صحت امر او صلعم برائے ما از عالم مثال اگر ہستیم کہ شناسیم او را صلعم ٭
و دلیل است ہم برائے ما بر عمل بامر او صلعم ورنہ پس این رد یعنی باز گردانیدن بسوی خدا و رسول عبث است
و خیریت و حسن یعنی خوبی و نکوئی مجہول ٭ پس بدانکہ لفظ حدیث کہ در منام منصور شار فرمود صلعم
لا یبطلہ اے بگو او را کہ عمل مولد باطل نکند

روایا مصنفؒ و امر ان او صلعم بخانۂ زنی محفل
امر بجا بدلیل صحت عالم مثال است

میلاد شریف ورد محقق او صلعم در ان زن محفل
و دلیل عمل او بر محفل کردہ

نہی عن ابطالِ عملٍ الذی تقدّم النہیَ وھو ثبوتٌ متقدِّمٌ والنہیُ یشیر الی
وجوبِ ما عمل فیقولُ الحزین ذکرُ ولادتہ صلعم بعدَ اداءِ الفرضِ المطلق
مستحبٌ فمن لزمہ طائعًا فعلیہِ ان لا یبطلہ ویؤیّدہٗ قولہ سبحانہ لا تبطلوا
اعمالکم الآیۃ فالاختیار بعد الاختیارِ لازمٌ ویظنُّ مما امرہ صلعم لتسہیلہ
للضعفاءِ برافتہٖ صلعم ولو امر لوجب فاعلم ان معرفۃ شخصہٖ صلعم فریضۃ
والمعرفۃُ بالوصفِ المانعِ المطلقِ فلمّا عرف بوصفٍ اداھا فما بعدھا علی حالہ
فمبدءُ المعرفۃِ من شخصہٖ ای ھو ھو صلعم فی عالم الشھودِ من ولادتہٖ تشخّص
شخصہٖ وبابانہٖ صلعم بالاولویۃِ والتوسّعِ زمانًا ومکانًا للمستعرف فاداءُ الفرض
المطلق اَدْنٰی بالاَولٰی فلیس ترکہ اِلّا تارک الاولویّۃ

ترجمہ - این نہی از ابطال عملی است کہ نہی را مقدّم آمدہ - و او ثبوت متقدّم است - و نہی اشارہ میکند بوجوب
چیزے کہ عمل کردہ - یعنی این نہی کہ در خواب صلحا است از وصلعم این منع است از گذاشتن عمل نہ از عمل کہ پیش از
منع بعمل آمدہ پس ابطال عمل ثبوت متقدم شدہ ازان نہی کہ منع است بر ترتیب اثر ثبوت ذہنی گذاشتن عمل
و این منع گذاشتن عمل اشارت میکند سوئی وجوب آنچہ کہ بعمل آمد یعنی وجوب عمل مولد و برقرار داشتن او - پس میگوید
این حزین کہ ذکر ولادت او صلعم بعد ادائی فرض مطلق مستحب است - پس ہر کہ لازم گرفت او را در حالیکہ فرمانبردار
است و بجا آورندہ امر پس لازم است بر وکہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد - و تائید میکند او را قول او سبحانہ کہ در
سورۂ محمد رکوع چہارم است لا تبطلوا اعمالکم الآیہ یعنی شما اعمال خود را باطل نکنید - پس اختیار بعد اختیار لازم
است - و گمان میشود کہ ہر آئینہ حضور صلعم بنا بر تسہیل او برائی ضعفائی امتہ برافت خود او را امر نفرمود - و اگر امر فرمودے
ہر آئینہ واجب شدی - پس بدانکہ معرفت تشخص او صلعم فریضہ است - و معرفت می شود بوصف کہ مانع مطلق باشد
پس ہر گاہ شناخت بوصف بگزارد آن فریضہ را پس آنچہ بعد فریضہ است بر حال خود است - پس مبدء معرفت تشخص او
صلعم ای چنانکہ او او است در عالم شہود از ولادت او ہست کہ این ولادت متشخص میکند تشخص او را بہچنان معرفت او صلعم
بہ پیدان او است صلعم باولویت و توسع از روئی زمان و مکان برائی ہر مستعرف یعنی خواہندۂ شناخت - ای ابتدا
معرفت تشخص او صلعم در عالم شہود از ولادت شریف است کہ تشخص او را متشخص میکند و بہ پیدان او است صلعم این
معرفت بسبب اولویت - کہ بر ولادتش و پیدائش صلعم بود و بسبب توسع است برائی ہر خواہندۂ معرفت در ہر زمان
و مکان پس ہر خواہندۂ معرفت را این معرفت تشخص او صلعم کہ باولویۃ و توسع است بزمان و مکان بالعموم ہمین قدر بس است و
بالخصوص بعد ازین خواص را ابتدیج تخصیص است پس ادائی فرض مطلق باولی اولی است - و نیست ترک او مگر ترک اولویت

فالاعراض عنه بعد اداء الفرض المطلق یعنی للمؤمن وقیل
ادائه کفر فلابد لنا ان نعرفه صلعم ذاتا وصفاتا باذکار سمعا وتقلیدا فذکر
الذی یدل علی تشخصه صلعم امتیازا عن غیره صلعم فرض علینا وما هو الا
ذکر ولادته واٰبائه صلعم یشتملها کما فی العقائد ذکر اٰبائه لمعرفة تشخصه حمل
الرسالة من غیره صلعم فیما یعده علی حاله والتعظیم له صلعم فی وقت ینبغی له
فی حضوره وغیبه صلعم بآداب الله تعالی به کله فرض موید قال الله تعا
تو قروه ط ش فی الاٰیة اِنّا اَرسلنٰک شاهدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا بالله
ورسوله وتعزروه وتوقروه ط هم توقیر الرسالة ذاتا وصاحبه من هیئة و
شمائله صلعم عامة الانحاء معطوفا علی لتؤمنوا ش اشارة الی التابید

ترجمہ وبعد ادای فرض مطلق از او گردانیدن اعراض بجز مطلق است که اولی الاجزا است یعنی این رو
گردانیدن از جزئی است که مطلق است که از همه اجزاء سزاوارتر است - وآیں نمی زیبد مومن را - وقیل
ادای فرض مطلق از رو گردانیدن کفر است - پس ما را ضروری است که بشناسیم او را صلعم از روی ذات
وصفات با ذکار او صلعم شنیده وتقلید کرده پس ذکرے که رهنما شود بر تشخص او صلعم از غیر او صلعم
امتیاز دارد بر ما فرض است ونیست او مگر ذکری که ولادت شریف وپدران او صلعم هر دو را شامل بود
چنانچه در عقاید است که ذکر پدران او صلعم برای معرفت تشخص او است از غیر او صلعم که آن تشخص رسالت
را بر داشته وحامل شده است - پس چیزے که بعد این ذکر است بر حال خود است - وتعظیم برائے او صلعم
در وقتی که تعظیم را شاید وزیبد در حضور او وغیب او صلعم بانچه که خدائے برتر ما را با داب داده
وآموخته است تمامه فرض موید است که فرمود خدائے برتر توقروه ط یعنی بزرگ دارید او را
درین آیت کریمه که در سوره فتح تا رکوع اول است اِنّا اَرسلنٰک شاهدا ومبشرا ونذیرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه ط یعنی ما فرستادیم ترا گواه ومژده
دهنده وترساننده از بهر گرویدن شما بخدا وبرسول او وقوت دادن شما مر او را با خلاص که حمایت ده
باشید بزرگ داشتن شما مر او را بوقار رسالت وصفات او صلعم در حق خدا وهم در حق نفس او - که توقیر او صلعم
بنا بر رسالتش واوصافش از هیئت وشمائل او است صلعم بوقار خود عام الانحاء است یعنی از روی اقسام توقیر او
عموم دارد - واینکه عطفا وبر لتؤمنوا یعنی بر ایمان آوردن است اشاره سوی تابید میکند تا دانسته شود که این توقیر برای دوام

تعظیم له صلعم بآداب الله تعالیٰ

قبل ادای فرض اعراض از ذکر او کفر
است و بعد ادای او اعراض معصیت
مطلق که اولی الاجزاء است یعنی
راجع به ...

ه ـ وعدم تقييد الزمان على معنى مصدرٍ وتقييد الزمانِ على معنى مضارعٍ يفيد للاستمرار وباعث التوقيرِ رسالة وهى موبدة واين الدليل على عدم توقيت لتؤمنوا وتوقيت تعزروه وتوقروه خصوصًا ٭ واعلم انّ خلاف التوقيرِ يلزم كفرًا للاستخفافِ بخلاف التعزيرِ ش اى خلاف التعزير لا يلزم كفرًا لعدم الاستخفافِ م ولما ثبت تعظيمه صلعم فى وقت حضورهِ صلعم فما هو بممنوعٍ فى غيرِ وقتِ حضورهِ صلعم الا تعلم ان لا يرفع الصوت فى مسجدِ النبى صلعم الى الان على نزولِ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى الاية وهو موقت فانه فرضٌ موقتٌ فى حضورهِ صلعم فى عالم الشهودِ مستحبٌ فى غيبته صلعم من عالم الشهودِ وحضورهِ صلعم من عالمِ البرزخِ على انه صلعم حىٌ وسميعٌ وبصيرٌ وعليمٌ مع توسع صفاته عادتًا واعجازًا الان كما كان صلعم

ترجمه ازینکه بنابر عطف مذکور این لفظ توقروه که بر معنی مصدر است که در و قید زمان نیست ـ و بربنائے اصل معنی مضارع این لفظ برای معنی استمرار مفید است ـ و باعث این توقیر موصوف رسالت بوده است که او موبد است ـ کجا است دلیلی بر نبودن توقیت لتؤمنوا و بر توقیت تعزروه و توقروه از روی خصوص ـ یعنی دلیلی نیست برین که لتؤمنوا را قید زمان نباشد تا در هر زمان برو صلعم ایمان آورده شود ـ و تعزروه و توقروه تخصیص بقید زمان باشد تا تعظیم و تکریم او صلعم مخصوص بقید بزمان شود حالانکه عطف و بنائی لفظ رسالت همه برای دوام و استمرار مفید آمده مشیر براو است ٭ و بدانکه هر آئینه خلاف توقیر بسبب استخفاف کفر در و لازم می شود بخلاف تعزیر که در و کفر لازم نیاید بسبب عدم استخفاف ـ و هرگاه که وقت حضور او صلعم تعظیمش ثابت است پس او در غیر وقت حضور او صلعم ممنوع نیست ـ آیا ندانی که تا الیوم در مسجد نبی صلعم آواز بلند نکرده شود بر نزول این آیت کریمه که در سوره حجرات هست یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیه اے آنانکه ایمان آورده اید آواز هائے خود را بلند مکنید بر آواز نبی صلعم ـ حالانکه او موقت است ـ پس آنچه که او فرض موقت است در حضور او صلعم در عالم شهود ـ او مستحب است در غیب او صلعم از عالم شهود ـ و حضور او صلعم از عالم برزخ برانکه او صلعم هر آئینه زنده است و شنونده ـ و بینا است و دانا با توسع صفاتش بطور عادت و اعجاز است الان کما کان یعنی همچنان است که بود صلعم ٭

خلاف تعظیم و توقیر او صلعم کفر را لازم بخلاف تعزیر که در و نیست و در حضور او فرض موقت بنص کریمه و در غیب او مستحب که معمول صحابه است

علی اخذ اصحابه صلعم الی الآن واما القیام له صلعم فاعلم قال سبحٰنه وقوموا لله قانتین ه ولیعجبک استدلالی بالقول الکریم فضلیات النظر الی ذکر کیفیة تفسیر قوله سبحانه حافظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطیٰ و قوموا لله قانتین ه فعلیک القبول او الجواب بانصاف فاعلم ان القیام ان کان لتعظیمه صلعم لوقاره برسالته صلعم فانه عبادة لله سبحانه فکان فی حضوره وغیبه صلعم عبادة لله سبحانه کالتوجه الی بیت الله سبحانه وتعظیمه فی حضوره وغیبه فالله سبحانه ناظر الی من عظم بیته ورسوله سبحانه صلعم ومن ورائه ذکر المذکور فی حکم المذکور علی قوله سبحانه لا تقدموا بین یدی الله ورسوله الآیة کما سنذکره لاحقا وان کان لتعظیمه صلعم لوقاره لنفسه صلعم لا لرسالته صلعم فانه لیس عبادة لله سبحانه فلیس مقصود الکنه من الاخلاق السنیة الرضیة شٍ فان کان فکان سیئا ورضیا

> اما القیام له صلعم

> بیان قیام برای او صلعم از نفس خویش

ترجمه — بنا بر اختیار اصحاب او صلعم تا اینده م - ولیکن قیام برای او صلعم پس بدانکه فرمود سبحانه و قوموا لله قانتین ه در سورهٔ بقره رکوع سی و یکم یعنی و برخیزید برای خدا تا بعداری کننده - هر آینه ترا دلیل گرفتن من بایں قول کریم بعجب خواهد افگند - پس بر تو لازم است نظر کردن بسوی ذکر کیفیت تفسیر قول او سبحانه که در سورهٔ بقره است رکوع سی و یکم حافظوا علی الصلوات و الصلوٰة الوسطیٰ و قوموا لله قانتین ه یعنی حفاظت کنید بر نمازها و نماز میانه و برخیزید برای خدا تا بعداری کننده - پس لازم شود بر تو پذیرفتن یا جواب با انصاف - پس بدانکه هر آینه قیام اگر هست برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برسالت او صلعم پس هر آینه او عبادت است برای خدای سبحانه پس باشد در حضور او و غیب او صلعم بطور عبادت برای حق سبحانه چون توجه سوی بیت الله سبحانه و تعظیم او در حضورش و غیبش - پس خدای سبحانه ناظر است سوی کسی که تعظیم کرد خانهٔ او و رسول او سبحانه صلعم - و از وراء او آنکه ذکر مذکور در حکم مذکور است بر قول او سبحانه که در سورهٔ حجرات است لا تقدموا بین یدی الله و رسوله الآیة چنانچه عنقریب بیان خواهیم کرد او را در لاحق - و اگر هست قیام برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برای نفس او صلعم نه برای رسالت او صلعم پس هر آینه او نیست عبادت برای خدای سبحانه پس نیست مقصود - الا که این از اخلاق سنیه رضیه است یعنی بلند بزرگ و پسندیده اگر هست مقصود پس هست از اخلاق بزرگ پسندیده

وفقنا لما تحبه وترضاه ﴿ والقیام للہ سبحانہ عبادۃ للہ سبحنہ کما فی الصلوٰۃ فقام لہ صلعم اصحابہ صلعم کما فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلعم یجلس معنا فی المسجد و یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ ﴿ وقامت فاطمۃ لہ صلعم کما فی المشکوٰۃ عن عائشۃ رض قالت ما رایت احدا کان اشبہ سمتا وھدیا و دلا و فی روایۃ حدیثا وکلاما برسول اللہ صلعم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا ﴿ وما ھو بروایۃ فی المشکوٰۃ عن انس رض قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلعم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذلک ﴿ لا یدل الی ان لا یجوز القیام بل یدل

ترجمہ اللھم وفقنا لما تحبہ وترضاہ خدایا ما را توفیق دہ برای چیزے کہ تو او را دوست داری و او را پسند می کنی۔ وقیام برای خدای سبحانہ عبادت است برای خدای سبحانہ چنانچہ در نماز۔ پس قیام کردہ برای او صلعم اصحاب او صلعم چنانچہ در مشکوٰۃ است از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ گفت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم با ما می نشستند در مسجد و با ما حدیث می کردند پس ہر گاہ کہ بر می خاستند او صلعم بر می خاستیم ازو ی قیام تا آنکہ میدیدیم کہ درآمد بعض خانہ ازواج خود را۔ وقیام کردہ فاطمہ رضی اللہ عنہا برای او صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در مشکوٰۃ است از عائشہ رضی اللہ عنہا گفت کہ ندیدم کسے را کہ باشد مانند تر از روی روش و سیرت و سکینت و وقار در ہیئت و شکل و شمائل وغیرہ۔ و در روایتی است از روی حدیث وکلام برسول خدا صلعم از فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ہر گاہ کہ او درمی آمد برا او صلی اللہ علیہ وسلم قیام می کرد صلی اللہ علیہ وسلم بسوی او و میگرفت دستش و می بوسید او را و می نشاند او را در نشست خود و ہر گاہ کہ او صلی اللہ علیہ وسلم در می آمد برا و رضی اللہ عنہا بر می خاست رض بسوی او صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفت دست او صلی اللہ علیہ وسلم و می بوسید او را و می نشاند صلعم را در نشست خود ﴿ وآنچہ بروایتی در مشکوٰۃ است از انس رضی اللہ عنہ کہ گفت نبود شخصے محبوب تر ایشان را از رسول خدا صلعم حالانکہ چون می دیدند او را بر نمی خاستند از آنکہ میدانستند این را از کراہت او صلعم ازین دلالت نمی شود بسوی آنکہ قیام جائز نباشد بلکہ دلالت شود

الی جوازه کما لفظ من کراهیته صلعم لذلک ولکن لم یقوموا لبعض من جبر کراهته صلعم لذلک هوم نکره والکراه
قیامهم له صلعم فالله سبحانه اعلم به لا للکراهة المطلقة لانّما معارضة
للثابت المذکور ش بحدیث قیام اصحابه وفاطمة له صلعم وقیامه صلعم لها
هم وماهو بروایة فی المشکوة عن ابی امامة رض قال خرج رسول الله صلعم متکیا
علی عصا فقمنا له فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا. فالنهی
مخصوص فی تشبیه کیفیة القیام لتحصیل اعراض الدنیا والا فکان فی نفس القیام فلا
حاجة فی منعه الی التشبیه فما کان لتحصیل ثواب الآخرة لیس فی النهی وما هو
الثابت المذکور ش ای نفس القیام بحدیث قیام اصحابه وفاطمة له صلعم و
قیامه صلعم لها رض هم والنهی ش الالف واللام للجنس هم یاوّل بوجه مقابله
الثابت لا الثابت بمقابلته کما یاوّل قوله صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی
فرجع الکلام الی الثابت فما هو ممنوع فی غیر وقت حضوره صلعم لتعظیمه له صلعم

ترجمه - سوی جوازش بالفاظی که گفت از کراهت او صلعم این را - ولیکن صحابه که بر نمی خاستند برای او
صلعم بعض وجه کراهت او است صلعم این قیام را که آن وجه ذکر کرده شده - یا وجه کراهت قیام شان است
او را صلعم - پس خدای سبحانه دانا تر است باو - نه بسبب کراهت مطلقه از انکه او معارض میشود ثابت مذکور را
که بحدیث قیام اصحاب او و فاطمه رض برای او صلعم - وقیام او صلعم برای فاطمه رض ثابت است - وآنچه او بروایت
در مشکوة است از ابی امامه رضی الله عنه - گفت بر آمد رسول الله صلی الله علیه وسلم تکیه کرده بر عصا پس ما بر خاستیم
او را پس فرمود قیام مکنید چنانچه قیام کردند عجمیان که بزرگ دارند بعض شان بعض را - پس این نهی مخصوص
است در تشبیه کیفیت قیام برای حاصل کردن اعراض از دنیا ورنه پس این نهی در نفس قیام بود
و درین صورت حاجت نیست در منعش بسوی تشبیه - پس آنچه که هست برای تحصیل ثواب آخرت
در نهی نیست حالانکه او ثابت است که مذکور شده یعنی نفس قیام بحدیث قیام اصحابش و فاطمه رض
برای او صلعم - وقیامش صلعم برای او رض - و نهی تاویل کرده شود بمقابله ثابت بوجهی
نه ثابت بمقابله او چنانچه تاویل کرده شود قول او صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی یعنی
نه گرامی دارید مرا بر یونس پسر متی - پس این کلام که در نهی قیام است بگردد سوی ثابت - پس نیست
او ممنوع در غیر وقت حضور او صلعم برای تعظیم او صلعم

بما هو ثبت من اخذ صلحاء امته صلعم فتركه بالكسل حرمان من ثواب
الصواب والاعراض عنه بلا حجة يلزم الاستخفاف وهو كفر واما السكوت
عما يليق فى مجلس ذكره صلعم فعلى نزول يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدى
الله ورسوله واتقوا الله ط فبنته ش اى من ما هو بممنوع فى غير وقت حضوره
صلعم تعظيما له صلعم كما هو ثبت من اخذ صلحاء امته صلعم هم وههنا
الذكر بمعنى المذكور على تابيد النهى ش وعليك النظر فى معنى الاية وما
سبقت الى ذكر كيفية النبى صلعم ٭ وقال ابراهيم النخعى واجب على كل مومن
اى الايات ۱۲
متى ذكره او ذكر عنده ان يخضع ويخشع ويتوقر ويسكن من حركته ويأخذ
من هيبته واجلاله بما كان يأخذ نفسه لو كان بين يديه ويتادب بما ادبنا الله
به انتهى فاذا قيل قوموا التعظيمه صلعم وقامت الجماعة تعظيما له صلعم

ترجمہ - چنانچہ او از اختیار صلحائی امت او صلعم ثابت شد - پس ترکش از سستی حرمان ہست از مزد صواب - و از وی رو
گردانیدن بلا حجۃ و دلیل استخفاف را لازم کند و او کفر است - ولیکن سکوت یعنی خاموش ماندن از آنچہ کہ زیبد در مجلس ذکر
او صلعم پس بر بنای نزول این آیت کریمہ است یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا
اللہ الخ کہ در سورۂ حجرات ہست - یعنی ای آنانکہ ایمان آوردید پیشی مکنید پیش خدا و رسول او و بترسید خدا را - پس او راست
یعنی از آنچہ کہ او ممنوع نیست در غیر وقت حضور او صلعم برای تعظیم او صلعم چنانچہ او ثابت شدہ از اختیار صلحای امۃ او صلعم
و اینجا ذکر بمعنی مذکور است بنا بر تابید نہی یعنی این نہی از منع تقدیم یعنی پیشی نمودن کہ درین آیت ہست موید است
پس در ہر وقت مجلس حضور و غیر حضور پیشی کردن و آواز بلند نمودن بنا بر تعظیم او صلعم ممنوع آمد و سکوت لازم لہذا
ہر چہ از تعظیم و ادب و سکوت و وقار و اخلاص برای تعظیم او صلعم کردہ آید ہمہ درست آمد و از صلحای امۃ عمل بر یافتہ شدہ
و ثابت گردید - و در معنی این آیۃ کریمہ و آیاتی کہ در ذکر کیفیۃ تعظیم النبی صلعم کہ سابق مذکور آمد بر تو نظر و فکر کردن ضروری
است باید کہ لازم کنی بر خود نگریستن دران - و گفت ابراہیم نخعی کہ بر ہر مومن واجب ہست وقتی کہ او ذکرش صلعم
کند یا نزدش ذکرش صلعم کردہ شود اینکہ با خضوع و خشوع باند یعنی فروتنی کند - و بہ ہیبت و وقار بنشیند
و از حرکت خود ساکن ماند - و از ہیبت و اجلال او صلعم بران قدر کہ اگر پیش او صلعم بودے نفسش
بخود در گرفتے - گیرندہ باشد - و ادب کند بانچہ خدای برتر با و ما را ادب آموختہ ہست انتہی پس ہرگاہ کہ
گفتہ شود بر خیزید برائے تعظیم او صلعم و ہمہ جماعت برائے تعظیم او صلعم برخاست

ولو فی غیر وقت حضوره صلعم فلا یقتضی الایمان به صلعم وتعظیمه
صلعم للمؤمن ان لا یقوم فمن ترکه کاسلا او معرضا فقد ذکر حکمه اعوذ
بالله سبحانه من السوء وقال عثمان بن حسن الشافعی فقد اجتمعت الامة
المحمدیة من اهل السنة والجماعة علی استحسان القیام المذکور وقال صلعم
لا تجتمع امتی علی الضلالة + انتهی وقال عبد الله بن عبد الرحمن السراج
اما القیام اذا جاء ذکر ولادته صلعم عند قرءة المولد الشریف فتوارثه
الائمة الاعلام من غیر نکیر ولهذا کان مستحسنا ویکفی فیه اثر عبد الله بن مسعود رض
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن + انتهی ولما کان توارث عامة المسلمین
علی غیر مفسد فی الشرع معتبرا عند الفقهاء کما ذکر فی کتب الفقه من الهدایة
وغیرها فکیف کان توارث العلماء الصلحاء علی حسن فی الشرع غیر معتبر
فتقیید الیوم والشهر لذلک الذکر باجتماع الناس والتعظیم للذاکر تعظیما لذکر
المذکور المعظم اولی

فتقیید الیوم والشهر لذلک الذکر و تعظیم الذاکر

توارث علماء استحسان قیام بنص حدیث +

ترجمہ اگرچہ در غیر وقت حضور او صلعم باشد پس نخواہد ایمان با او صلعم وتعظیم او صلعم برای مومن کہ برنخیزد
وقیام نکند۔ پس ہر کہ از روی سستی یا بطور اعراض در گردانیدن او ترک کرد پس حکمش ہر آئینہ ذکر کردہ شدہ
پناہ میخواہیم بخدای پاک از بدیہای نفس۔ وگفت عثمان بن حسن شافعی کہ امت محمدیہ از اہل سنت وجماعت بتحقیق
مجتمع شدہ است بر استحسان قیام مذکور یعنی بر نیکو داشتن او وہمین اجماع امت است براو۔ وفرمود صلعم کہ امت من
بر ضلالت جمع نخواہد شد۔ پس چگونہ ممنوع آمد وگفتہ شود کہ منع است۔ تمام شد۔ وگفت عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج
لیکن قیام وقتیکہ بیاید ذکر ولادت او صلعم وقت خواندن مولد شریف پس آئمہ اعلام او را بغیر انکار ونکیر فرا گرفتہ
اند وعمل نمودند وہمیں توارث است۔ واز این است کہ مستحسن شدہ۔ وکافی شود درو اثر حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی آنچہ
را مسلمانان نیکو دیدند پس او نزد خدا نیک است + انتہی۔ وہرگاہ کہ توارث عامہ مسلمین
بر چیزے کہ در شرع غیر مفسد است یعنی از و در دین فساد نباید معتبر است نزد فقہاء چنانکہ
در کتب فقہ از ہدایہ وغیرہا مذکور است پس توارث علماء کہ صلحاء اند بر حسنے کہ در شرع است چگونہ غیر
معتبر شود۔ پس تقیید یعنی قید نہادن روز وماہ برای این ذکر بجمع آوردن آدمیان وتعظیم ذاکر بسبب تعظیم ذکر کردہ شدہ معظم اولی است

بیان تقیید یوم وماہ بذکر وتعظیم ذاکر و قیام ابرار ودر برکت ذکر و ذاکر برفع گناہ +

فالاشارة الى تقييد اليوم من تقييد صوم يوم الاثنين والقياس له على يوم
عاشوراء وللاجتماع بالطلب وفضيلته من الجماعة فى الصلوة بالاذان وقوله
صلعم يد الله على الجماعة وفى النزهة جاء فى الخبر ان العبد يأتى الى مجلس
الذكر بذنوب كالجبال فيقوم من المجلس وليس عليه شئ فلذلك سماه النبى
صلى الله عليه وسلم روضة من رياض الجنة ، وللتعظيم والترفيع لذاكره صلعم
من التخطيب فى الجمعة والعيدين بذكر الله تعالى ورسوله تعالى وآله
واصحابه واتباعه صلعم والسلطان المقسط ومن نصبه صلعم منبرا فى
المسجد لحسان رضه وهو ذاكر فخره صلعم قائما عليه كما فى المشكوة فثبت حسن
الترفيع والقيام تعظيما فى حالة ذكر المعظم عموما وكذا الذكر وهو عام الاوقات
فى حده كما ذكر ففى وقت المعين بالوجه الحسن احسن فان لم يعين فكان العمل

ترجمہ پس اشارت سوی تقیید روز از تقیید روزه یوم دوشنبه است ـ وقیاس این تقیید بر یوم عاشورای
است ـ وبرای گرد آوردن بطلب وبرای فضیلت اجتماع قیاس از جماعه است که در نماز باذان است یعنی
برای ذکر شریف مردمان را طلب کرده بشنیدن ذکر شریف جمع آوردن وفضیلت این اجتماع مجلس بر قیاس
فضیلت نماز با جماعه است وباذان ـ وبقولش صلعم که دست خدا بر جماعه است ـ واین در مشکوة است
ودر کتاب نزهة است که در خبر آمده است که بنده سوی مجلس ذکر می آید با گناهان همچو کوهها در کثرت وگرانی
پس از مجلس برخیزد در آن حالت که برو چیزی نیست یعنی از برکت ذکر وذاکرین برو هیچ گناه نماند وپس از
گرانی سبک برخیزد ـ پس بنا برین نبی صلعم او را نام نهاده روضة من ریاض الجنة یعنی باغیست
از باغهای جنت ـ وقیاس برای تعظیم وترفیع برای ذاکر او صلعم یعنی ذاکر ذکر شریف او گرامی داشتن
وبلند نشاندن قیاس او از خطبه خواندن در جمعه وعیدین است بذکر خدای برتر ورسول او تعالی ـ وبذکر
آل واصحاب وپیروان او صلعم ـ وبذکر سلطان عادل ـ واز منبر نهادن او صلعم است در مسجد شریف
برای حسان رضی الله عنه که او ایستاده بروی ذکر فخر وبزرگی او صلعم میکرد چنانچه در مشکوة است پس ثابت شد
خوبی ترفیع وقیام یعنی بلند نمودن وبرخاستن که بطور تعظیم است در حالت ذکر معظم بالعموم ثابت شد ـ وهمچنین
ذکر او در حد خود عام الاوقات است یعنی برای ذکر در ذکر کردن وقتی معین نیست بلکه شامل همه اوقات است چنانچه ذکر کرده شد در تفسیر کریمه واذکروا
نعمة الله الخ پس در وقت معین بوجه نیکو باشد ذکر کردن احسن ونیکوتر بود ـ واگر معین نکرده شود پس عمل با و دشوار شود ۔

تكليفاً لا يطاق او الترك به لفوتها لا يلاق وهذا دليل آخر الى القيام
المعمول والذكر المشغول ومثلاً انما خلق الجن والانس للعبادة العامة
في كل وقت والصلوة افضل العبادات مع ذلك تعينت في الاوقات الخمسة
فان اديت بشروط مصححة تكتفي لكل وقت من الليل والنهار لنيل
الحسنات واذهاب السيئات فاعلم ان ذكر ولادته صلعم ههنا مقصود للفرح
والسرور به صلعم ويشكر الله تعالى على ان بعث الينا رسولاً رحمة للعلمين
شفيعاً للمذنبين وللبركت في الايمان بذكر اعجازه صلعم ولنزول رحمة الرحمن
به صلعم في الدنيا والاخرة وما هو الا المشروع الثابت عبادة لله تعالى يارب
صل على محمد نبي الرحمة وعلى آله كما تحب وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به
فيا ايها القاصر الا ترى اليك بسرور ولادة الذي يمكن انه كان لك ضرا
والى ابي لهب على واسطة الصلب فكيف لا تسر به وهو شفيعك انيسك صلعم

بیان آنکہ ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول رحمت و عبادت مشروع کہ ثابت بنص کریم است

ترجمہ — تکلیفی باید کہ لا یطاق باشد یعنی تحمل تکلیف او از طاقت بیرون شود یا از
بے تعیین وقت بترک او عادت گردد این فوت کردنش لایلاق باشد یعنی بعادت ترک فوت عمل نہ
این لایق نباشد۔ و این دلیل دیگر است سوی قیام معمول و ذکر مشغول۔ ومثلاً جز این نیست کہ جن
و انس خلق شدہ است برای عبادت عامہ در ہر وقت و نماز افضل عبادات است با وجود این در پنج وقت
معین شد۔ پس اگر بشروطی کہ صحت کنندہ است گذاردہ شود کافی خواہد شد برای ہر وقت از شب و روز برای
حصول حسنات و بردن سیئات۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ذکر ولادت او صلعم کہ اینجا مقصود است برای فرحت
و شادی با او صلعم و بشکر خدای برتر است بر اینکہ فرستاد سوی ما رسول را کہ رحمت عالمیان است و شفیع
گنہگاران۔ و برای برکت در ایمان بذکر اعجاز او صلعم۔ و برای نزول رحمت رحمان بر او صلعم در دنیا و آخرت
و نیست او مگر مشروع کہ ثابت است از روی عبادت برای خدای برتر یا رب صل علی محمد نبی الرحمۃ و علی آلہ
کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ای رب من رحمت بفرست بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر آل او
چنانکہ دوست میداری او را و خوشنود می شوی او را و شفیع کن او را در میان ما یان و رحمت کن ما را باو۔ پس ای
قاصر آیا تو بخود نمی بینی بسرور و شادی پیغمبر خود آنکہ ممکن باشد کہ ہر آئینہ از نقصان رسان و گزندہ ترا شود سوی
بینی با ابی لہب بر واسطہ صلب از سرور پیدایش نبی صلعم ادرا۔ پس چگونہ شاد نشوی باو صلعم حالانکہ او شفیع تو است انیس تو

علی واسطۃ القلب فکیف لا تندم وقال اللہ تعالیٰ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ہ شِ من یشاء یرجع لاستدراک معنی الآیۃ الکریمۃ الی ذکر کیفیۃ الاخلاق ثم ھیہات ھیہات ما رضیت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبالقرآن امامًا وبمحمدٍ نبیًا صلعم ونسیت الآخرۃ و نسیت الشفاعۃ وقلت انا مؤمن فیا ایھا المؤمن کیف قلت لا تذکر ولادۃ الرسول الشفیع الاولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وما فی الوقت من اعجازہ صلعم لانہ بدعۃ سیئۃ وانہ فرض علینا فبعد ادائہ مستحب یا ایھا المرء أفی صدرک القلب ام الحجر الصلب کیف لا یخضع ولا یخشع ولا یعظم للنبی الامی نبی الرحمۃ وھو خیر خلق اللہ کلھم عند ذکرہ صلعم فحق ما قال قائل رحمہ اللہ تعالیٰ شعر عند ھبوب الناشرات علی الحمیٰ ٭ تمیل غصون البان لا الحجر الصلد ٭ فما فعلت الا جرحت قلوبنا ونسیت الجزاء

ترجمہ بر واسطۂ قلب۔ پس چگونہ شرمسار نشوی کہ فرمود خدای برتر در سورۂ یونس رکوع ششم قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ہ یعنی بفرما ای حبیب من بفضل خدای پاک کہ مشرف کردش در دین بجولشت صلعم کہ جای حصول جملہ حسنات وخیرات وبرکات کاملہ مخصوصہ است در تقابل دیگران بغیر استحقاق۔ وبرحمت او تعالیٰ کہ حضرت رحمت عالمیان است صلعم وبابن قرآن مجید۔ پس باید کہ شاد شوند باینہمہ نوازشہاے حق تعالیٰ کہ رسانید بایشان۔ آن فرح باینہمہ عطیات بہتر است ازانچہ کہ می اندوزند از اعراض واسباب عیش دنیا وآخرت۔ ہر کہ خواہد استدراک معنی این آیت کریمہ را رجوع کند سوے ذکر کیفیۃ اخلاق۔ ہیہات ہیہات تو خدای برب بودنش نپسندیدی واسلام را دین وقرآن را امام ومحمد صلعم را نبی۔ وفراموشیدی آخرۃ را۔ وفراموشیدی شفاعت را۔ وگفتی من مومنم۔ پس ای مومن چگونہ گفتی کہ ولادت رسول شفیع کہ اولیٰ است بمومنین از نفسہای شان۔ وانچہ دران وقت از اعجاز اوست صلعم ذکر نکردہ شود ازانکہ او بدعت سیئہ است حالانکہ حالانکہ فی نفسہ او فرض است برما پس ادائش مستحب۔ ای مرد آیا در سینۂ تو دل است یا سنگ سخت۔ چگونہ فروتنی نخواہد کرد و ہیبت نگیرد وبزرگی نکند نبی امی را وقت ذکرش صلعم کہ نبی رحمۃ است حالانکہ او بہتر خلق خدا است از ہمہ خلق پس حق است انچہ گوینده گفت رحمۃ کند خدای برتر او را **شعر** ہنگام بادہای وزیدن بر مرغزار ٭ از شاخہای بان چم نہ کہ سنگ سخت ٭ پس نکردی تو مگر زخم دادی دلہاے مارا وفراموش کردی جزا را ٭

تنبيه لا ينقص الحزن فرضيته ولا ينفع الا من تاب وامن وعمل صالحا انتهى
ترك التعيين لايصال الثواب شهرا وسنة تعين له واختار التعميم شهرا و
شهرا اكثر للثواب بالبدعة فيه لانكار التعيين فرئ في المنام يقول له
شيخه من السلسلة المجددية رضي الله تعالى عن اصحابها استفسر
حالك عن رسول الله تعالى صلعم فقال صلعم انه توهب توهبا قليلا ورجع عن
طريق رجوعا قليلا فقط فتفكر في حاله واستغفر وما فهم وقسى قلبه ولا
ينفعه استغفاره ثم رئي في المنام ثانيا دخل نفسه في حرم النبي صلعم وهو
صلعم فيه وانه في يمينه صلعم ووجهه الى وجهه صلعم فكان ظهره
الى الكعبة الشريفة وانه مسرور بحاله فخطر في قلبه ان يتوجه الى الكعبة
الشريفة وان يكون ظهره الى النبي صلعم ظاهرا ولكن يكون قلبه متوجها الى النبي صلعم
فظهر النبي صلعم وعليه اتبع الشريعة فقط فاستفسر تاويله عن شيخه من
السلسلة العالية القادرية رضي الله تعالى عن اصحابها فقال له الله تعالى
اذنبت او يذنب فليستغفر وليستعذ ولا ينفعه استغفاره الى الان فزار قبر

ترجمہ۔ تنبیہ۔ این حزن نقصہ خود میکند که نه نفع دهد مگر کسی را که رجوع کرد و گروید و عمل نیکو آورد۔ که او تعیین را گذاشت برای
ایصال ثواب از روی ماه و سال که مقرر شده است او را و تعمیم را اختیار کرد ماه بماه برای کثرت ثواب بدعت درو به بطور انکار تعیین
پس در خواب دید که میگوید او را شیخ او که از سلسلۂ مجددیہ یعنی بزرگ، انتسه شده مجددیہ است خوشنود شد خدای برتر از اصحاب
شان۔ بپرس از رسول خدای صلعم حال تو پرسیدم پس فرمود صلعم که او وہابی شده است توبت قلیل و برگشت از راه خود قدر کمی فقط
پس بیاندیش در حال خود و استغفار کن۔ و نه فهمید او و قلبش سخت گشت و استغفارش سودمند نیامد او را
باز در خواب دید که خویشتن در حرم نبی صلعم در آمد و او صلعم در او هست و آنکه در جانب راست او صلعم هست و روی او سوی
روی او صلعم است۔ پس پشتش سوی کعبه شریف شد حالانکه هر آئینه او مسرور هست بحال خود پس خطره آمد در دلش
اینکه بگردد سوی کعبه شریفه اگرچه پشتش بظاهر سوی او صلعم باشد ولیکن دلش سوی او صلعم متوجه باشد پس پشت کرد او سوی او صلعم
و دانست او را که پیروی کرد او شریعت را فقط۔ پس پرسید تاویلش از شیخ خود که از سلسلۂ عالیہ قادریہ هست خدای برتر خوشنود شد از
اصحاب شان۔ پس فرمود الله تعالی که او گناه کرد یا خواهد کرد پس باید که استغفار کند و پناه جوید۔ و استغفارش تا اینندم او را فائده نکرد
پس زیارت کرد قبر

قصد از حزن از راه تنبیہ برای بدعت

شيخ شيخه من السلسلة المجددة المجددية رضوان الله تعالى على اصحابها وجلس مراقبا
فقال رضي الله تعالى عنه انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع قدما فجلس مراقبا فقال رض
انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع قدما فجلس مراقبا وما بقي الى ظهره مجلس فقال رض
انت وهابي فتوحش قلبه وقام ورجع الى داره فاشتاق قلبه الى خدمة شيخه من
السلسلة العالية القادرية رضوان الله تعالى على اصحابها فحضر وعرض ان المسئلة يعمل
عليها على ما ذكرها في صدر القصة فقال سلمه الله تعالى استغفر وتب لان العمل من الطريقة
الوهابية فاستغفر وتاب فصح قلبه الان صحة تامة بلا مشقة فما الذين انكروا التعيين
وهو سنة مستحبة وتلفوا حق العباد من غير عذر فيا رب انا نعوذ بك بنبيك
أرسل رحمة للعلمين من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له
ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك ونشهد
ان محمدا عبدك ورسولك اللهم فانت حامده وهو محمودك فكيف احمده فادعو لك عجزا
وافتقارا ان تصلي عليه وعلى جماله كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ: شیخ شیخ خود از سلسلۂ مجددۂ مجددیہ رضوان اللہ تعالی علی اصحابہا. و نشست بطور مراقب پس
فرمود رضی اللہ تعالی عنہ تو وہابی ہستی پس قلبش وحشت گرفت و برخاست و باز پس آمد یک قدم و مراقب بنشست باز
گفت رض تو وہابی ہستی باز دلش وحشت گرفت و برخاست یک قدم باز پس آمد و مراقب بنشست کہ پس پشتش جای نشست نماند
باز فرمود رضی اللہ تعالی عنہ تو وہابی ہستی پس دلش وحشت گرفتہ برخاست و سوی خانۂ خود برگشت. باز دلش سوی خدمت شیخ خود
کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ است رضوان اللہ تعالی علی اصحابہا مشتاق گردید و پیش آمد و ہر آئینہ آن مسئلہ کہ بروی عمل میکرد ہمبران طریق کہ در صدر
قصہ او را ذکر کردہ بیان نمود. پس فرمود سلمہ اللہ تعالی کہ استغفار کن و رجوع کن از آنکہ این عمل از طریقۂ وہابیہ است. پس
استغفار کرد و توبہ آورد. پس قلبش در آن دم صحت یافت بصحت کلی بلا تکلیف. پس چیست آنان را کہ انکار کردند
تعیین را حالانکہ او سنت مستحبہ است و تلف حق نمودند بندگان را بغیر عذر. پس اے رب من ہر آئینہ پناہ میخواہیم بتو بحق
نبی تو کہ رحمت فرستادہ شد برای عالمیان از بدیہای نفسہای ما و از گناہان عملہای ما. ہر کہ را خدا راہ نماید پس نیست گمراہ کنندہ
او را و ہر کہ گمراہ کند او را پس نیست او را راہ نمایندہ. و ما گواہی میدہیم آنکہ نیست چیزی معبود دیگر تو کہ یکتائی. نیست شریکی برای تو. و گواہی میدہیم
آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ تو و رسول تست. خدایا تو حامد او است و او محمود تو. پس چگونہ حمد کنم او را. پس بعجز و افتقار میخواہم ترا کہ تو رحمت فرستی
بر او و بر جمال او چنانکہ تو او را دوست داری و می پسندی او را و شفیع گردانی او را میان ما و ما را رحم کنی بہ

ذکر کیفیة زیارة القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمة مع مطالب اخری

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه و اتباعه اجمعین . اعلم ان فی تحقیق زیارة القبور کانت علی مشقة لعدم تیسر اسبابه فانتظرت الی ان یسره الله تعالی فاذا المکتوب المسمی بالدر المنظم فی اثبات القیام تجاه القبر المکرم صلی الله علی صاحبه وسلم سری بتیسیر مقصدی رحم الله تعالی لمولفه وبارک فی معاشه ومعاده فنقلته بعینه

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الملک المعبود القائم علی کل نفس من الخلق ادنی واعلی . والصلوة والسلام علی سیدنا محمد المخصوص بالمقام المحمود والشفاعة الکبری وعلی آله واصحابه

ذکر کیفیة زیارة القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمة مع مطالب اخری

خطبہ مصنف تذکرة الحق

خطبہ مولف رسالہ الدر المنظم

ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین بدانکہ ہر آئینہ در تحقیق زیارت قبور بسبب میسر نبودن اسبابش بر من مشقتی بود پس انتظار کشیدم تا کہ آسان کند او را خدای برتر کہ ناگاه مکتوبی مسمی بہ در المنظم در اثبات قیام پیش قبر مکرم رحمت خدا بر صاحبش و سلام جاری آسان نمود مر مقصد مرا و شنود ساخت . رحم کند خدای برتر مولف او را و در معاش و معاد او برکت دهد . پس بعینه او را نقل کردم

بسم الله الرحمن الرحیم

ستایش تمام خدای راست کہ بادشاه معبود قائم است بر ہر نفس از خلق ادنی و اعلی و درود و سلام بر سردار ما محمد صلعم باد کہ بمقام محمود و شفاعت کبری مخصوص است . و بر آل و اصحابش

ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر

خطبہ مصنف کتاب ہذا تذکرة الحق

خطبہ مولف رسالہ الدر المنظم

البائتین لربّهم سجدًا وقیامًا وعلی اتباعهم القانتین لمولاهم خشّعًا وصیامًا اولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقّون فیها تحیّة وسلامًا خالدین فیها حسنت مستقرًا ومقامًا۔ وبعد فیقول الفقیر الی رحمة مولاه الغنی محمد مظهر العمری النقشبندی الاحمدی تغمّده الله برحمته وغفرانه واسکنه فسیح جنانه۔ انّه قدم علینا بالمدینة المنوّرة فی سنة الف ومائتین وستّة وتسعین ۱۲۹۶ فاضل من اهل الهند ممّن جذبهم الله تعالی الی الحرمین الشریفین وشرّفهم بزیارة روضة حبیبه سیّد الکونین صلّی الله وسلّم علیه وزادهم تقربًا لدیه وهو المولوی عبد العزیز لازال عابدًا لربّه ومعزًّا لدینه وسألنا عن قیام الزائر فی مواجهته صلّی الله علیه وسلّم ووضع یمینه علی یساره کهیئة الصلوٰة حین التسلیم علیه صلّی الله علیه وسلّم هل هو جائز ام لا فاجبناه بما فی کتب اصحاب المناسک من المتون والشروح من اداب زیارته صلّی الله علیه وسلّم فقال هذا کلام بلا دلیل لیس فیه شفاء لعلیل مع ورود الاحادیث فی النهی عن التعظیم والقیام مثل ما تفعله الاعاجم

ترجمہ کہ شب زندہ دارانند سجدہ وقیام کناں پروردگار خود شاں را۔ وبر پیروان شاں کہ فروتنانند وفرمانبرداران بروزہ داران مولائی خود شان را۔ ہماناایشاں کہ بدل دادہ شوند غرفہا ای بالاخانہا بآنچہ صبر کردند وملاقات کردہ شوند در آنہا بتحیّۃ وسلامتی۔ ہمیشہ مانندگانند در آنہا کہ خوش است این از روی قرارگاہ وقیام گاہ۔ وبعد ازین پس میگوید آنکہ محتاج سوی رحمت مولائی خود است کہ غنی است محمد مظہر عمری نقشبندی احمدی۔ بپوشد او را خدای برتر برحمت وبخشائیش خود۔ وآباد کند او را بفراخ باغہای خود۔ ہر آئینہ آنکہ بیامد برما بمدینہ منورہ در سنہ ۱۲۹۶ یک ہزار ودوصد ونود وشش ہجری فاضلے از اہل ہند از ان کساں کہ خدای برتر بکشد شان را سوی حرمین شریفین وبزیارت روضۂ حبیب خود سید کونین کہ رحمت خدا وسلامش بر وباد مشرف کند وبیفزاید شان را تقرب نزد او صلی اللہ علیہ وسلم۔ واو مولوی عبد العزیز است ہمیشہ باد او پروردگار خود را پرستندہ وعزت دہندہ دین خود را۔ واو ما را پرسید از قیام زائر در مواجہہ او صلی اللہ علیہ وسلم ونہادن دست راست خود بر چپ ہمچو ہیئت نماز ہنگام سلام خواندن برو صلی اللہ علیہ وسلم کہ آیا او جائز است یا نہ پس جواب دادیم او را بآنچہ در کتابہائی مناسک است از متون وشرحہا از آداب زیارۃ او صلی اللہ علیہ وسلم پس او گفت کہ این کلام بلا دلیل است کہ در وعلیل را شفا نیست باآنکہ احادیث در نہی از تعظیم وقیام ہمچو آنچہ کہ عجمیان او را کنند وارد شدہ اند۔

والمسئلة مشتبهة على ولا بد من التفصيل والتحقيق وكان الوقت اذ ذاك
ضيقاً فوعدته بالتحرير فاقول وبالله احول قد تقرر وتحقق بالبرهان المحقق ان
حضور الزائر قبالة قبره الكريم والتسليم والصلوة عليه والتوسل بجاهه
العظيم والاستمداد والاستشفاع بجنابه الفخيم بل وباصحابه واهل بيته
واوليائه اجمعين صلى الله عليه وعليهم وسلم من افضل الطاعات واهل العبادات
وارجى المثوبات واعظم القربات عند رب العالمين جل جلاله وعم نواله
قال العلامة القسطلاني في المواهب اللدنية ومن اعتقد غير هذا فقد انخلع
من ربقة الاسلام وخالف الله ورسوله وجماعة العلماء الاعلام انتهى قال
جل ذكره ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقال صلى الله عليه وسلم من جاءني
زائرا لا يعمله الا زيارتي كان حقا على ان اكون له شفيعا يوم القيامة

ترجمه: واین مسئله بر من مشتبه آمده چاره نیست از تفصیل وتحقیق. وآن وقت تنگ بود وچنانکه باید تحریر
اورا وعده نمودم. پس میگویم وتحویل بخدای سبحانه میکنم. هر آئینه بدلائل محققه قرار یافته وثابت شده که
هر آئینه حاضر شدن زائر پیش قبر کریم او صلعم. وسلام خواندن وصلوة گفتن بروی. ووسیله گرفتن بمرتبه
عظیم او. ومدد خواستن وشفاعت طلبیدن بگرامی جناب او بلکه بواصحاب واهل بیت واولیای او بتمام
رحمت باد از خدای برتر بر او وبر ایشان وسلام باد. از افضل ترین طاعات وبزرگ ترین عبادات است و
واثق ترین ثوابها وگرامی ترین نزدیکیها است نزد پروردگار عالمیان که بزرگیش بزرگ است وبخششهای او عام
است. گفته علامه قسطلانی در مواهب لدنیه وهر که اعتقاد آورد غیر ازین پس تحقیق بر آمد از حلقه اسلام و
آمد ومخالفت کرد خدا ورسول او را وجماعت علمای اعلام را انتهی. فرمود سبحانه که ذکر حق بلند است
در سوره نساء رکوع نهم ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم
الرسول لوجدوا الله توابا رحيما. یعنی وچون هر آئینه ایشان وقتیکه ظلم کردند بر نفسهای خود آمدندی
پس مغفرت خواه شدندی از خدا ومغفرت خواستی برای ایشان این رسول هر آئینه یافتندی خدا را رجوع
کننده ومهربان نزد. وفرمود صلی الله علیه وسلم هر که آمد نزد من زیارت کنان که نه عامل کرد او را مگر زیارت من یعنی
بخصوص خالص زیارت مرا قصد کرد بر من لازم بود اینکه او را روز قیامت شفیع باشم.

آیۂ کریمہ برای حضوری او صلعم

احادیث زیارة مزار اقدس (اوّل)

اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر وعن حاطب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات فی احد الحرمین بعث من الآمنین وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسبا الی المدینۃ کان فی جواری رواہما الحافظ البیہقی کذا فی المواہب اللدنیۃ وفی ہذا الباب سبعۃ عشر حدیثا عن سیدنا عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وانس بن مالک وابی ہریرۃ وغیرہم باسانید متعددۃ والفاظ متقاربۃ بروایۃ الدارقطنی والطبرانی والبیہقی وابن خزیمۃ وابن عساکر والبزار وابی داؤد الطیالسی وابی بکر بن المقری وابن عدی وابی جعفر العقیلی وابی الفتح الازدی وابن ابی الدنیا وغیرہم ساقہا السید السمہودی فی الوفاء والعلامۃ ابن حجر فی الجوہر المنظم والشیخ محمد عابد السندی فی طوالع حاشیۃ در المختار قال الحافظ السخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ہو عند ابی الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح

(چشم دارندہ ثواب از خدای عز وجل را احتساب)

ترجمہ این حدیث را طبرانی در معجم کبیر بیرون آوردہ - و از حاطب است رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ ہر کہ مرا زیارت کرد پس موت من پس گویا کہ او زیارت کردہ را در زندگی من و ہر کہ مرد و یکے از ہر دو حرم برانگیختہ شد از امن یافتگان - و از انس است رضی اللہ عنہ گفت کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ زیارت کرد مرا بامید ثواب خدای کریم بسوی مدینہ باشد او در ہمسایگان من - بہ ہر دو روایت کرد حافظ بیہقی - ہمچنین است در مواہب لدنیہ - و درین باب ہفدہ حدیث اند از سیدنا عمر ابن خطاب - و عبد اللہ ابن مسعود - و عبد اللہ ابن عمر - و عبد اللہ ابن عباس - و انس ابن مالک - و ابو ہریرہ و غیر شان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین - باسناد ہائے متعددہ و الفاظ متقاربہ یعنی الفاظیکہ در لفظ و معنی باہم قربت دارند - بروایت دارقطنی - و طبرانی - و بیہقی - و ابن خزیمہ - و ابن عساکر - و بزار - و ابوداؤد طیالسی - و ابوبکر ابن مقری - و ابن عدی - و ابو جعفر عقیلی - و ابو الفتح ازدی - و ابن ابی الدنیا و غیر شان کہ ادراراندہ و بیان کردہ است سید سمہودی در وفا - و علامہ ابن حجر در جوہر منظم و شیخ محمد عابد سندی در طوالع الانوار حاشیہ در مختار - گفت حافظ سخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی ہر کہ زیارت کرد قبر مرا واجب شد او را شفاعت من - اینکہ او نزد ابو شیخ و ابن ابی الدنیا و غیر این ہر دو از ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح است ؎

درین باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علمائے محدثین بر ضعف و صحت حدیث ؎

وابن خزيمة اشار الى تضعيفه والطبراني وابن عدي والدارقطني والبيهقي وضعفوه ولفظهم كان لكن راني في حياتي وقال الذهبي طرقها كلها لينة لكن يتقوى بعضها ببعض لانه ما في رواتها متهم بكذب وقال ومن اجود الاحاديث اسنادا حديث حاطب واخرجه ابن عساكر وغيره الى اخر ما في المقاصد الحسنة

قد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عز وجل ليس فيه باشتراك المخلوق اصلا لكن في بعضها بمقتضى الحكمة والمصلحة يلزم توسط المخلوق والتوجه اليه واستقباله من غير ان يكون هو مقصودا حقيقيا فانه لا مقصود ولا معبود في الحقيقة الا الله عز وجل وهو سبحانه من كمال كرمه وسع لعباده في اداء الطاعات والعبادات والاذكار والقربات وقدرها بحالات وهيئات من القيام والقعود والركوع والسجود واستقبال القبلة وغيرها فقال الله تعالى فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم وقال تعالى الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السموات والارض

وقد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عز وجل الخ ٭

ترجمه وابن خزیمه اشاره کرده سوی تضعیف او و طبرانی و ابن عدی و دارقطنی و بیهقی هم و اوشان را ضعیف نموده و در لفظ شان هست کان لکن رانی فی حیاتی یعنی هست بچو کسیکه مرا دید در حیات من و گفت ذهبی طرقهای او همه نرم اند لیکن بعض شان ببعض قوت می یابند از انکه هر آئینه او انچه که در راویان اوست متهم بدروغ نیست و گفت و از جیده ترین احادیث از روی اسناد حدیث حاطب هست که او را ابن عساکر و غیرش برآورده تا آخر انچه در مقاصد حسنه است و هر آئینه بضرورت دانسته شده که قربات و طاعات خالص برای خدای عز و جل است و برای مخلوق هرگز در وی شرکت نیست لیکن در بعض آنها حسب تقاضای حکمت و مصلحت لازم شود واسطه شدن مخلوق و توجه سوی او و استقبال او یعنی رو آوردن باو از غیر آنکه او مقصود حقیقی باشد پس هر آئینه او در حقیقت مقصود و معبود نیست مگر خدای عز و جل و او سبحانه از کمال کرم خود در ادای طاعات و عبادات و اذکار و قربات برای بندگان خود فراخی داده و اندازه کرده آنها را بحالتها و هیئتها از قیام و قعود و رکوع و سجود و رو آوردن بقبله و غیره پس فرمود خدا برتر در سوره نساء رکوع پانزدهم فاذا قضیتم الصلوة فاذکروا الله قیاما و قعودا و علی جنوبکم یعنی پس چون بگذارید نماز را پس یاد کنید خدا را ایستاده و نشسته و بر پهلوهای خود تان و فرمود تعالی در سوره آل عمران رکوع بیستم الذین یذکرون الله قیاما و قعودا و علی جنوبهم و یتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی آنانکه یاد میکنند خدای را ایستاده و نشسته و بر پهلوهای خود شان و می اندیشند در پیدایش آسمانها و زمین ٭

بیان اینکه دانستن ضرورت است که طاعات و قربات خالص برای خدای عز و جل است لیکن بمقتضای حکمت و مصلحت در بعض شان واسطه شدن مخلوق لازم آمده توجه و استقبال او کرده شود - مضمون کریمه

وقال تعالى وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ؕ وبيّن النبيّ صلّى الله عليه وسلم واصحابهُ الكرامُ وعلماءُه العظامُ ما يليق في كلِ طاعةٍ وعبادةٍ وذكرٍ وفكرٍ من القيام والقعود وتفصيلهُ في كتبِ الفقهِ موجودٌ وخصّت هذه القربةُ بالقيام والوقوف بالاحاديث والآثار عن النبيّ صلّى الله عليه وسلم وعن الصحابةِ والتابعين والائمةِ المجتهدين والسلفِ الصالحين رضوان اللهِ تعالى عليهم اجمعين ؛ اما الاحاديثُ في وقوفه صلّى الله عليه وسلم على قبورِ المؤمنين فعن ابن عبّاسٍ رضى الله عنهما قال مرّ رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم بقبورِ المدينةِ فاقبل عليهم بوجهه فقال السّلامُ عليكم يا اهلَ القبورِ يغفر اللهُ لنا ولكم انتم سلفُنا ونحنُ بالاثر اخرجه الامامُ الحافظُ الترمذي في سُننه وعن ابي موهبةَ مولى رسول الله صلّى الله عليه وسلم قال انبهني رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم من جوفِ الليل فقال انّي اُمرتُ ان استغفرَ لاهلِ البقيع فانطلقُ معي فانطلقتُ معه فلما وقف بين اظهرهم قال السلامُ عليكم يا اهلَ المقابرِ ليهنِ لكم ما اصبحتم فيه الى ان قال ثم استغفر لهم طويلًا وعن عائشةَ رضى الله عنها

ترجمہ وفرمود تعالى وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ؕ برخيزيد براى خدا فروتنى كنندگان - ونبى صلى الله عليه وسلم واصحاب كرامش وعلماى بزرگ امتش آنچه در هر طاعت وعبادت وذكر وفكر از قيام وقعود سزاوار است - بيان كرده است - تفصيلش دركتب فقه موجود است - واين قربت مخصوص است بقيام ووقوف بنص احاديث وآثار از نبى صلى الله عليه وسلم واز صحابه وتابعين وائمه مجتهدين وسلف صالحين رضوان الله تعالى عليهم اجمعين - ليكن حديثها كه در وقوف او صلى الله عليه وسلم برگورهاى مومنين اند - پس از ابن عباس است رضى الله عنهما گفت گذشت رسول خدا صلى الله عليه وسلم بگورستان مدينه پس پيش آمد برانها بروى مبارك خود وفرمود السَّلامُ عليكم يا اهلَ القبورِ يغفر اللهُ لنا ولكم انتم سلفُنا ونحنُ بالاثرِ يعنى سلامتى باشد برشما اى اهل گورها بخشد خداى بر ما وشما را شما پيشينگان ما ايد وما از پس ايم - اين حديث را امام حافظ ترمذى در سنن خود برآورده - واز ابى موهبه كه مولاى رسول خداست صلى الله عليه وسلم يعنى غلام اوست گفت بيدار كرد مرا رسول خدا صلى الله عليه وسلم از جوف ليل يعنى درون شب پس فرمود هر آئينه من امر كرده شدم كه براى اهل بقيع مغفرت خواهم پس برو با من پس رفتم با او صلى الله عليه وسلم پس چون بايستاد درميان بلندى شان فرمود السّلام عليكم يا اهل المقابر ليهن لكم ما اصبحتم فيه يعنى سلامتى باد برشما اى اهل گورها كه اينها پرده دار شدند براى شما چون هست كه بامداد كرديد شما در وى - تا آنكه گفت بعد مغفرة خواست براى شان دير و دراز - واز عائشه است رضى الله عنها

اما الاحاديث فى وقوفه صلى الله عليه وسلم على قبور المؤمنين

قالت الا اخبركم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعني قلنا بلى قالت لما
كانت ليلتي انقلب الى ان قالت حتى جاء البقيع فرفع يديه ثلاث مرات واطال
القيام ثم انحرف الحديث وعنها ايضا رضي الله عنها قالت قام النبي صلى الله
عليه وسلم ذات ليلة فلبس ثيابه ثم خرج فامرت جاريتي بريرة فتبعته حتى
جاء البقيع فوقف ما ادناه ما شاء الله ان يقف ثم رجع الحديث اخرج الاحاديث
الثلثة الحافظ الحجة ابو زيد عمر بن شبة في اخبار المدينة الشريفة وقال حدثنا
ابو داود قال اخبرنا مبارك قال حدثنا الحسن قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم
على بقيع الغرقد فقام فقال السلام عليكم يا اهل القبور الحديث وبسند اخر عنه ان
النبي صلى الله عليه وسلم قام على اهل البقيع فقال السلام عليكم يا اهل القبور من
المؤمنين والمسلمين لو تعلمون الحديث واما الوقوف على قبر سيد المرسلين وافضل
الاولين والاخرين شفيع المذنبين والرحمة للعلمين محبوب رب السموات والارضين
واول شافع واول مشفع يوم الدين عليه اتم صلوة المصلين واكمل تسليم المسلمين

واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلعم

ترجمه که گفت آگاه شوید خبر دهم شما را از رسول خدا صلی الله علیه وسلم از من وگفتیم آری گفت چون شب من
بود واگردید او صلعم تا آنکه گفت که تا به بقیع آمد پس هر دو دست برداشت سه باره دراز کرد استادن باز برگشت
تا آخر حدیث - واز وست نیز رضی الله عنها گفت برخاست نبی صلی الله علیه وسلم شبی ولباس خود پوشید باز برآمد
پس کنیزک خود بریره را امر کردم که او پس او گرفت تا آنکه او صلعم به بقیع برآمد پس بایستاد و کمی نزد کرد انچه که
خدا خواست بایستادن باز برگردید الحدیث - این هر سه حدیث از حافظ الحجة ابو زید عمر بن شبه در اخبار مدینه شریفه
برآورده - وگفت حدیث کرد ما را ابو داود وگفت خبر داد ما را مبارک گفت حدیث کرد ما را حسن گفت رسول خدا
صلی الله علیه وسلم بر بقیع غرقد آمد پس بایستاد وگفت السلام علیکم یا اهل القبور الحدیث - وبسند
از وی آنکه نبی صلی الله علیه وسلم بر اهل بقیع بایستاد وگفت السلام علیکم یا اهل القبور من المؤمنین
والمسلمین لو تعلمون الحدیث سلامتی باد بر شما ای اهل گورها از مومنان ومسلمانان اگر بدانید شما تا آخر
حدیث - ولیکن استادن بر قبر سید مرسلان وافضل پیشینیان وپسینیان شفیع گنهگاران ورحمت برای عالمیان محبوب
پروردگار آسمانیان وزمینیان - واول شفاعت کنندگان واول شفاعت کنانیدگان روز دین بر وی
تمام ترین درود درود خوانندگان وکامل ترین تسلیم های سلام فرستندگان تا همیشه از همیشه باد +

بیان وقوف قبر نبی صلعم

الی ابد الآبدین فقد رُوی فی احادیث کثیرۃ وآثار جمۃ کیف لا وھو سیّد المقبور ومنبع النور ومھبط التجلیات الالٰھیۃ ومورد الفیوضات القدسیۃ وھو محفوف بالملائکۃ المقربین والمحضر للانبیاء والمرسلین وھو الموصل الی اعلی الدرجات والمفضی الی اقرب المثوبات + قال کعب الاحبار ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتہم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلہم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ اخرجہ الدارمی فی مسندہ وما احسن ما قال الامام البوصیری فی البردۃ

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ — لکل ھول من الاھوال مقتحم

فاق النبیین فی خَلق وفی خُلق — ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

وکلھم من رسول اللہ ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدھم — من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم

ترجمہ: تا ہمیشہ از ہمیشہ با پس تحقیق روایت کردہ شد در احادیث کثیرہ و آثار جمۃ یعنی انبوہ وچگونہ نباشد کہ او سید مقبور و منبع یعنی چشمۂ نور و مہبط یعنی جای فرود آمدن تجلیات خداوندی و مورد یعنی جای وارد شدن فیوضہای قدسیہ است۔ و او محفوف یعنی گرد گرفتہ شدہ است بملائکہ مقربین و محضر یعنی حاضر آمدن برای انبیاء و مرسلین است۔ و او موصل یعنی رسانندہ است سوی برترین درجہا و مفضی یعنی دربابندہ سوی نزدیک ترین مثوبات است + گفت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ نیست از روزی کہ درخشد مگر نازل شود ہفتاد ہزار از ملائکہ تا آنکہ گرد گیرند قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را کہ زنند بازوہای خود و درود فرستند بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ ہرگاہ شام کنند بالا روند و مثل شان فرود آیند و ہمچنان کنند تا آنکہ چون زمین از و صلعم بشگافد برآید درمیان ہفتاد ہزار کہ روان و دوان باشند او صلعم را۔ دارمی او را در مسند خود برآوردہ۔ و چہ خوب تر است آنچہ امام بوصیری در بردہ گفتہ

او حبیبی کہ باو چشم شفاعت دارند — بہر ہر ترس ز اہوال بسے بیباکی

ہست فائق ز ہمہ انبیاء در سیرت وصورت — در علم و کرم نیست باو ہیچ قریبی

زان مظہر حق ملتمس اند این ہمہ سرور — چون جرعہ ز بحرے و یک قطرہ ز ابری

استادہ بہر او در حد مراتبہا — چون نقطہ از علمی یا شکلہ از حکمی

احادیث واخبار در فضیلت قبر نبی صلعم

چشتی

وعن عبد الله بن دینار قال رأیت عبد الله بن عمر یقف علی قبر النبی صلی الله علیه وسلم فیصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم وعلی ابی بکر وعمر رواه محدث دار الهجرة الامام مالك فی الموطأ وعن ابن عون قال سأل رجل نافعا هل کان ابن عمر یسلم علی القبر فقال نعم لقد رأیته مائة مرة او اکثر من مائة کان یأتی القبر فیقوم عنده فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی وقال یحیی فی اخبار المدینة له حدثنا هارون بن موسی الفروی قال سمعت جدی اباعلقمة یسأل کیف کان الناس یسلمون علی النبی صلی الله علیه وسلم قبل ان یدخل البیت فی المسجد فقال کان یقف الناس علی باب البیت یسلمون علیه وکان الباب لیس علیه غلق حتی توفیت عائشة رضی الله عنها وایضا روی یحیی الحسینی فی کتابه عن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن ابیه عن جده رضی الله عنهم انه کان اذا جاء یسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم وقف عند الاسطوانة التی تلی الروضة ثم یسلم ثم یقول ههنا رأس رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال المطری وغیره وهذا موقف السلف

ترجمه - واز عبد الله ابن دینار است که گفت دیدم عبد الله ابن عمر را رضی الله عنهما که می ایستاد بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم و درود می خواند بر نبی صلی الله علیه وسلم و بر ابی بکر و عمر رضی الله عنهما - این حدیث را محدث دار الهجرة امام مالک رض در موطا روایت کرده - و از ابن عون است که گفت پرسید مردی نافع را که آیا ابن عمر رض بر قبر شریف سلام میفرستاد گفت آری البته تحقیق دیده ام او را صد بار یا از صد بیشتر که می آمد مزار اقدس را و نزدش می ایستاد و می گفت السلام علی النبی - السلام علی ابی بکر رض السلام علی ابی رض - و گفت یحیی در اخبار مدینه رسول صلعم که حدیث کرد ما را هارون بن موسی الفروی گفت شنیدم از پدر پدر من ابا علقمه پرسیده می شد که مردمان بر نبی صلی الله علیه وسلم قبل در آمدن بیت در مسجد چگونه سلام میفرستادند پس گفت آدمیان بر در بیت می ایستادند و بر وی سلام میکردند و در بسته نمی شد بر وی تا آنکه وفات یافت عائشه رضی الله عنها - و نیز روایت کرد یحیی حسینی در کتاب خود از جعفر بن محمد بن علی بن حسین از پدر خود از جد او رضی الله عنهم آنکه او هرگاه می آمد که سلام کند بر نبی صلی الله علیه وسلم و ستاده می شد نزد ستونی که نزدیک می شود به روضه را باز سلام می کرد باز میگفت اینجا است سر مبارک صلی الله علیه وسلم - و گفت مطری و غیر او همین است جای استادن پیشینیان *

قبل ادخالِ الحجرِ فی المسجدِ وروی ابن زبالۃ عن سلمۃ ابن وردان قال رایتُ
انس ابن مالکٍ رضی اللہ عنہما اذا سلّم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی فیقوم امامہ
انتہی بنقل ہذہ الاخبار کلّہا السیّدُ السمہودی فی وفاءِ الوفا باخبارِ دارِ المصطفٰی
وخرج سیّدُنا عمرُ رضی اللہ عنہ الی منبرِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا معاذُ
بن جبلٍ قائمٌ یبکی عند قبرِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک یا معاذُ
الحدیث اخرجہ الحافظ البزار فی مسندہٖ نقلہ مولانا عابدُ السندی فی حاشیتہٖ
علی الدرِ المختار وروی یحیی ابن الحسن العلوی عن ابن ابی فدیک قال سمعتُ بعض
من ادرکتُ یقول بلغنا ان من وقف عند قبرِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انّ اللہ
وملائکتہ یصلّون علی النبی یا ایّہا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً صلّی
اللہ علی سیّدنا محمّدٍ وسلّم وفی روایۃٍ صلّی اللہ علیک یا رسولَ اللہِ یقولہا سبعین
مرّۃً ناداہ ملکٌ صلّی اللہ علیک یا فلان لم یسقط لک الیوم حاجۃٌ کذا فی السیرۃ
الشامیۃ واما استقبال قبرہِ الشریفِ الذی ہو قبلۃُ الارواحِ والاشباحِ من العلویین

ترجمہ پیش از داخل کردن حجرہ شریف در مسجد۔ و روایت کرد ابن زبالہ از سلمہ ابن وردان گفت دیدم انس ابن
مالک را رضی اللہ عنہما ہر گاہ سلام میفرستاد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می آمد پس می استاد پیش او انتہی۔ این ہمہ اخبار را سید
سمہودی در وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰی نقل کردہ است۔ و بیرون آمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوی منبر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پس ناگاہ دید معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ استادہ میگرید نزد قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت چہ می گریاند ترا
ای معاذ الحدیث۔ این حدیث را حافظ بزار در مسند خود برآوردہ کہ مولانا عابد سندی در حاشیہ خود بر در مختار او را نقل
کردہ۔ و روایت کرد یحیی بن حسن علوی از پسر ابی فدیک کہ گفت شنیدم از بعض کسے کہ دریافتم او را میگفت کہ رسید ما را
آنکہ کسی بایستاد نزد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت اِنَّ اللہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا صَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ و در روایتی است صلی اللہ علیک
یا رسول اللہ کہ بگوید او را ہفتاد بار ندا کرد او را فرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم
حاجۃ یعنی رحمت کرد خدا بر تو اے فلان امروز ہیچ حاجتے برای تو میفتاد و ساقط نشد۔ ہمچنین است
در سیرۃ شامیہ۔ ولیکن استقبال یعنی رو آوردن قبر شریف او را صلعم آنکہ او قبلہ ارواح
و اشباح یعنی کالبدہا از علویان

بیان استقبال قبر شریف واشرار قبلہ

واما الاستقبال قبرہ الشریف صلعم

والسفليين بل الخلائق اجمعين واستدبار القبلة فقد روى سراج الامة امام
الائمة الامام ابو حنيفة رضي الله عنه في مسنده عن ابن عمر رضي الله عنهما قال
من السنة ان ياتي قبر رسول الله صلى الله عليه من قبل القبلة وتجعل ظهرك الى
القبلة وتستقبل القبر الشريف بوجهك ثم تقول السلام عليك ايها النبي الكريم
ورحمة الله وبركاته نقله عنه محقق الحقيقة الكمال ابن الهمام وكذا تبعه في النقل
السيد السمهودي في الوفا وروى الامام ابو حنيفة رح عن ايوب السختياني
انه دنا من قبر النبي صلى الله عليه وسلم مستدبر القبلة متوجها الى التربة ثم سلم عليه
وصلى ثم غلب البكاء حتى كاد ان يغشى عليه اخرجه الحافظ طلحة بن محمد في مسند
الامام ابو حنيفة رح بسنده عنه واورده العلامة محمد بن محمود الخوارزمي في جامع
المسانيد وقال المحدث مجد الدين الفيروزابادي اللغوي روينا عن الامام الجليل ابي
عبد الرحمن عن عبد الله بن المبارك قال سمعت ابا حنيفة رح يقول قدم ايوب
السختياني وانا بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه مما
يلي وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وبكى غير متباك فقام مقام رجل فقيه نقله السيد

بيان استقبال قبر شريف و استدبار قبله

ترجمه وسفليان بلكه جميع خلقهاي خلايق است. و پشت دادن قبله را. پس تحقيق روايت كرد سراج امت و امام امامان امام ابو حنيفه
رضي الله عنه در مسند خود از ابن عمر رضي الله عنهما كه گفت از سنت است كه بيايي قبر رسول خدا صلى الله عليه يعني رحمت فرمايد براو از
سمت قبله و بكني پشت خود سوي قبله و بر آوري قبر شريف بروي خود و بگويي السلام عليك ايها النبي الكريم ورحمة الله
وبركاته نقل كرده او را ازو محقق حقيقت كمال ابن همام. و همچنين پيروي كرده او را در نقل سيد سمهودي در وفا. و روايت كرد امام
ابو حنيفه رح از ايوب سختياني آنكه او نزديك شد از قبر نبي صلى الله عليه وسلم پشت دهنده قبله را و رو آرنده سوي تربت مبارك پس
سلام كرد و درود فرستاد بر او پس غالب شد بر او گريه تا آنكه نزديك شد كه بيهوش شود بر خود. ادراج حافظ طلحه بن محمد آورده كه در مسند امام ابو حنيفه رح
بسند او. و علامه محمد بن محمود خوارزمي در جامع مسانيد او را وارد كرده. و گفت محدث مجد الدين فيروزابادي اللغوي كه روايت كرده ايم
از امام جليل ابو عبد الرحمن از عبد الله ابن مبارك كه گفت شنيدم ابو حنيفه رح را كه ميگويد. آمد ايوب سختياني و من بمدينه پس گفتم البته
ضرور خواهم ديد آنچه او ميكند. پس كرد او پشت خود از آنچه كه او نزديك است قبله را. و رو آورد رو از آنچه كه او نزديك است بروي
مبارك رسول خدا صلى الله عليه وسلم را. و گريه كرد غير تباكي كننده. پس ايستاد بجاي مرد فقيه. نقل كرده او را سيد

السمهودی فی الوفاء روی ابن وهب عن مالکؒ انه قال اذا سلّم علی النبی صلی الله علیه وسلم یقف للدعاء ووجهه الی القبر الشریف لا الی القبلة وعن ابن حمید قال ناظر ابوجعفر امیر المؤمنین مالکاً فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مالکؓ یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله ادّب قوماً فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایه ومدح قوماً فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الایه وذم قوماً فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایه وان حرمته میتاً کحرمته حیاً فاستکان لها ابوجعفر فقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوام استقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک ادم علیه السلام الی الله تعالی یوم القیمة بل استقبله واستشفع به فیشفّعه الله اخرجه الحافظ القاضی عیاض فی الشفاء بتعظیم حقوق المصطفی بسند جید وقد اتفق العلماء علی انه علیه الصلوة والسلام حیٌّ فی قبره الشریف یعلم بزائره ۔

ترجمہ: سید سمہودی در وفا روایت کرد ابن وہبؒ از مالکؓ آنکہ او گفت ہر گاہ سلام میکرد او بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایستادے برائی دعا و روئی خود سوئی قبر شریف داشتی نہ سوئی قبلہ۔ واز ابن حمیدؒ است کہ گفت مناظرہ کرد ابوجعفر امیر المؤمنین با مالک رضی اللہ عنہ در مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت مالکؓ ای امیر المؤمنین آواز خود درین مسجد بلند مکن۔ پس تحقیق خدائے بزرگ تر ادب کردہ است قومی را۔ و فرمود در سورہ حجرات لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیہ یعنے بلند مکنید آواز خود تان برآواز نبی الخ۔ و تعریف کرد قومی را و گفت اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیہ در سورہ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ پست کنند آوازہای خود شان نزد رسول خدا الخ و ذم کرد قومی را و گفت اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ الآیہ در سورہ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ ترا آواز میخوانند از بیرون حجرہ الخ۔ حال آنکہ حرمت او صلعم در حال موت ہمچو حرمت او ست در حیات پس پست کرد آواز را ابوجعفر و گفت ای ابا عبد اللہ بقبلہ رو آرم و دعا کنم یا رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم رو آرم۔ پس گفت مالک رضی اللہ عنہ و چرا بگردانی روئی خود از وصلعم کہ او وسیلۂ تست و وسیلۂ پدر تو آدم علیہ السلام سوئی خدائی برتر روز قیامت بلکہ روئی باو آر و از و شفاعت خواہ پس او شفیع گرداند او را۔ برآوردہ او را حافظ قاضی عیاض در شفا بتعظیم حقوق مصطفیٰ باسند جید و تازہ۔ و تحقیق اتفاق کردہ اند علما بر آنکہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ است در قبر شریف خود۔ میداند زائر خود را ۔

فليستقبله الزائر وليستدبر الكعبة وقد سن استدبار الخطيب الكعبة للسامعين
واستحب العلماء استدبار القوم الكعبة عند استقبال المدرس ولو بالمسجد الحرام
فلاجله عليه الصلوة والسلام اولى واحرى قاله مولانا الشيخ عابد السندي ثم
المدني في حاشية الدر المختار واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة
ففي الشفاء قال بعضهم رايت انس ابن مالك اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم
فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم انصرف قلت كذا علقه الحافظ وقد اورده الحافظ السخاوي في القول البديع
في الصلوة على الحبيب الشفيع ولفظه اخرج ابن ابي الدنيا ومن طريقه البيهقي في
الشعب من حديث عبد الله بن مسيب بن عبد الله بن ابي امامة رضي الله عنه قال رايت انس بن
مالك رضي الله عنه اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه حتى ظننا انه
افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم انصرف ومعناه ان سيدنا انس بن
مالك رضي الله عنهما رفع يديه من الركبتين الى قريب الصدر ووضع اليمين على الشمال

ترجمہ: پس باید کہ زائر رو آرد و باید کہ کعبہ را پشت دہد۔ وتحقیق سنت است خطیب را پشت دادن کعبہ
برائی سامعین۔ وعلماء مستحب داشتہ اند پشت دادن قوم کعبہ را وقت استقبال مدرس اگرچہ در مسجد حرام باشد
پس بہر او علیہ الصلوۃ والسلام اولی واحری است یعنی مناسب تر و سزاوار تر است۔ گفتہ است او را
مولانا شیخ عابد سندی ثم المدنی در حاشیہ درمختار۔ ولیکن دست راست بر چپ نہادن چنانچہ
در نماز پس در شفاء است۔ گفت بعض شان کہ دیدم انس ابن مالک را رضی کہ بیامد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
را و استاد پس برداشت ہر دو دست تا آنکہ گمان کردم تحقیق او نماز را کشاد۔ پس سلام کرد بر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم باز برگشت۔ گفتم ہمچنین است۔ تعلیق کرد او را حافظ۔ وتحقیق بیان کردہ او را حافظ سخاوی در کتاب
قول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع۔ وابن ابی الدنیا لفظش برآوردہ۔ واز طریق او بیہقی در شعب از حدیث
عبد اللہ ابن مسیب رضی ابن عبد اللہ ابن ابی امامہ رضی اللہ عنہ گفت دیدم انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہ بیامد قبر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم را پس بایستاد و ہر دو دست خود برداشت تا آنکہ گمان کردیم کہ او افتتاح نماز کردہ است پس
سلام داد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باز برگشت۔ ومعنی او آنکہ سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہما ہر
دست خود از ہر دو زانو تا قریب سینہ برداشت و راست را بر چپ

واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة

أو فى السُرّة أو تحتها فظن الرائى انه افتتح الصلوٰة وَإلّا فالرفع بطريق الدعاء ليس
بمحل للاشتباه والظن فتأمّل وبالوقوف على هيئة الصلوٰة عمل جمهور المسلمين
المتقدمين والمتاخرين السابقين واللاحقين من الحنفية والشافعية والمالكية
والحنبلية وقد صُرح بذلك فى كتب المناسك وقال الكرمانى عمدة العلماء
الحنفية ويضع يمينه على شماله كما فى الصلوٰة وكذلك السيد السمهودى فى
الوفا والعلامة الشيخ محمد بن يوسف الشامى فى سيرة النبوية وامام الشافعية
العلامة ابن الحجر الهيتمى فى الجوهر المنظم ورأس الحنفية الملا رحمة الله السندى
وتبعه الملا على القارى وغيرهم من المتاخرين اصحاب الشروح والفتاوى كالشارح
الدهلوى الشيخ عبد الحق والشيخ محمد عابد السندى فثبت ان هذا الوقوف والقيام
انما هو فى الحقيقة لله عز وجل كالقيام والوقوف بعرفة ومزدلفة والمشاعر العظام
للدعاء والابتهال الى الله الملك العلام غير ان هناك استقبال وتوجه الى الكعبة
الشريفة التى هى بيته وحرمه وفى هذا استقبال وتوجه الى سيد الانبياء والمرسلين
وافضل الخلائق اجمعين الذى هو حبيبه وخليله صلى الله عليه وعليهم وسلم

ترجمہ: بالائے ناف یا زیرِ ناف بہاد پس بیننده گمان کرد که تحقیق او نماز شروع کرده ورنه نیست برداشتن بطریق دعا
محل اشتباه وظن وتہمت پس تأمل کن۔ وبه ایستادن بر ہیئت نماز عمل جمہور مسلمانان پیشینیان ومتاخرین سابقین ولاحقین
است از حنفیه وشافعیه ومالکیه وحنبلیه۔ وتحقیق تصریح کرده شده این در کتب مناسک۔ وگفت کرمانی که عمده
علمای حنفیه است وبنهد او دست راست خود را بر چپ خود ہمچو در نماز۔ وہمچنان سید سمہودی در وفا۔ وعلامه شیخ محمد بن
یوسف شامی در سیرت نبویه۔ وامام شافعیه علامه ابن حجر ہیتمی در جوہر منظم۔ وسر حنفیه ملا رحمت الله سندی گفته۔ وپیروی
کرد او را ملا علی قاری وغیر ایشان از متاخرین اصحاب شارحین وفتاوی ہمچو شارح دہلوی شیخ عبد الحق وشیخ
محمد عابد سندی۔ پس ثابت شد که تحقیق این وقوف وقیام جز این نیست که او در حقیقت برای خدای عز وجل است
ہمچو قیام ووقوف برای عرفه ومزدلفه ومشاعر عظام است برای دعا وزاری کردن سوی خدای ملک
علام بے آنکه اینجا استقبال وتوجه است سوی کعبهٔ شریفه که او بیت وحرم اوست۔ ودرینجا
استقبال وتوجه سوی سید انبیاء ومرسلین وافضل الخلائق است بتمامه آنکه او حبیب اوست وخلیل
او صلی الله علیه وسلم

فتامّل فی الفرق والتفاوت بینهما تفهم انّ هذا الفضل بتجلی ظل محبته صلی الله
علیه وسلم التی هی افضل مراتب القرب اذ هو مناجات ومحادثة معه صلی الله علیه وسلم
فقد روی ابوداود من حدیث ابی هریرة رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم قال ما
من مسلم یسلّم علیّ الّا ردّ الله علیّ روحی حتّی اردّ علیه السلام وعند ابن ابی شیبة
من حدیث ابی هریرة مرفوعا من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیا
بلغته ذکره القاضی عیاض فی الشفاء وعن سلیمان بن سحیم وهو التابعی قال رأیت
النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقلت یا رسول الله هؤلاء الذین یاتونك فیسلّمون
علیك اتفقه سلامهم قال نعم وارُدّ علیهم کذا فی المواهب اللدنیة ولاجل ذلك
زاد اهل العلم والعرفان والمتشرفین بمراتب القرب والاحسان فی التادّب فی الزیارة
الشریفة ونبّهوا علیه واکّدوا علی تمام الخضوع والخشوع کمال التاکید وبیّنوا ما فیه
من السنن والآداب والمستحبات قال الامام الغزالی رحمه الله تعالی فی الاحیاء

ترجمه پس در فرق وتفاوت درمیان هر دو بیاندیش - دریاب که هر آئینه این فضل بر تجلی عکس محبت او است
صلی الله علیه وسلم آنکه او افضل مراتب قرب است بر آنکه او مناجات است وباهم حدیث کردن با او صلی الله علیه وسلم
پس تحقیق روایت کرد ابوداود از حدیث ابوهریره رضی الله عنه که هر آئینه وصلی الله علیه وسلم فرمود نیست سلام
فرستنده که بر من سلام میدهد مگر خدای عزیز بر من روح مرا رد کرده است تا که سلام را برو رد کنم - ونزد ابن ابی شیبه است
از حدیث ابوهریره رضی الله عنه بطور مرفوع که هر که درود خواند بر من نزد گور من می شنوم او را - وهر که درود خواند بر من
از دوری وفصل - برسانم او را - ذکر کرده او را قاضی عیاض در شفا - واز سلیمان بن سحیم است که او تابعی است
گفت نبی صلی الله علیه وسلم را دیدم در خواب پس گفتم یا رسول الله ایشان که بنزدی آیند
وبر تو سلام میرسانند آیا سلام شان می فهمی فرمود آرے - ورد می کنم بر ایشان تا سخیان
در مواهب لدنیه است - وبنا برین اهل علم وعرفان وشرف یافتگان بمراتب قرب واحسان
بادب داشتن در زیارت شریفه افزونی کردند - وبرو تنبیه نمودند وآگهی دادند وتاکید کردند
تمام تر بر تمام خضوع وخشوع فرمودند - وهر چه در وی از سنتها
وآداب ومستحبات است دربیان آوردند - گفت امام غزالی
رحمه الله تعالی در احیاء

فی التادب فی الزیارة الشریفة

احادیث و آثار سلام و درود سلام مخصوص [illegible]

تاکید بادب زیارة شریفه [illegible] درود صلاة وسلام [illegible]

واعلم انه صلی الله علیه وسلم عالم بحضورك وقيامك وبزيارتك وانه يبلغه سلامك وصلوتك فمثل صورته الكريمة فى خيالك واحضر عظيم رتبته فى قلبك وينبغى ان تقف بين يديه كما وصفنا وتزوره ميتا كما كنت تزوره حيا انتهى كذا فى الوفا وقال فى السيرة الشامية ولينظر الزائر فى حال وقوفه الى اسفل ما يستقبله من جدار الحجرة الشريفة ملتزما للحياء والادب التام فى ظاهره وباطنه انتهى و قال العلامة الشيخ رحمة الله السندى فى لباب المناسك فى الزيارة ثم قصد اى الزائر التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شئ من امور الدنيا واقبل بكليته لما هو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله عليه وسلم وحرام على قلب شغل بقاذورات الدنيا من الشهوات والارادات ان يصل اليه من ذلك شئ بل ربما يخشى عليه من نوع مقت واعراض والعياذ بالله تعالى من ذلك فليجتهد ما امكن وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله عليه وسلم وعطفه ورافته ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه

ترجمہ ۔ و بدانکہ آنحضرت صلعم عالم و داناست بحضور تو و قیام تو و بزیارت تو۔ و بر آئینہ آنکہ سلام تو و درود تو او را میرسد ۔ پس نقش کن صورت کریمہ او در خیال خود ۔ و حاضر کن رتبہ عظیم او در قلب خود ۔ و می زیبد آنکہ استادہ شوی پیش او صلعم چنانکہ وصف کردیم و زیارت کنی او را در حالت ممات ہمچنانکہ زیارت میکردی در حالت حیات انتہی ہمچنان است در کتاب وفا ۔ و گفت در سیرت شامیہ و باید کہ زائر در حال وقوف خود نظر داشتن سوی زیرین آنچہ کہ رو برو شود از دیوار حجرہ شریف لازم گیر د برائی حیا و ادب کامل در ظاہر و باطن خود انتہی ۔ و گفت علامہ شیخ رحمت اللہ سندی در کتاب لباب المناسک در زیارت ۔ باز قصد کرد او یعنی زائر رو آوردن را سوی قبر مقدس و دل را فارغ کرد از ہر چیز از امور دنیا و روی آورد بتمامہ برائی آنچہ کہ او در پے اوست تاکہ دلش اصلاح یابد برائے یاری گرفتن از و صلی اللہ علیہ وسلم ۔ و حرام است بر دلی کہ شغل گرفتہ است پلیدیہای دنیا از خواہشات و ارادات آنکہ به پیوندد سوئے او ازین چیزی بلکہ بسیار است کہ بر و خوف بشود از قسم مقت و اعراض یعنی از قبیل دشمنی و روگردانی بر و اندیشہ باشد والعیاذ باللہ تعالیٰ من ذلک یعنی پناہ بخدای برتر ازین ۔ پس باید کہ بکوشید آنچہ بتواند ازین فراغ حاصل کردن ۔ و باید کہ نگاہدارد باین استمداد را از وسعت عفو او صلعم اللہ علیہ وسلم و عطوفت او و رافت او تا کہ آسانی دہد او را این استمداد در آنچہ کہ عاجز است او از دور کردن او از دل خود ۔

زاد مولانا الشیخ محمد عابد ولیتیقن انہ یمد کلا من الزائرین بما یناسب ما ھو علیہ
وانہ خلیفۃ اللہ الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء و فوضت الیہ خزائن کرمہ
ولا یصل الی اللہ تعالی احد الا من طریقہ انتہی قال ثم توجہ مع رعایۃ غایۃ الادب
نقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار
غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب واضعا یمینہ علی شمالہ مستقبلا للوجہ
الکریم مستدبر القبلۃ تجاہ مسمار الفضۃ علی نحو اربعۃ اذرع او الاقل من الساریۃ
عند السہ الکریم ناظرا الی الارض والی اسفل ما یستقبلہ من الحجرۃ الشریفۃ محترزا
عن الاشتغال النظر بما ھو ھنالک من الزینۃ متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالک
مستشعرا بانہ علیہ الصلوۃ والسلام عالم بحضورک وقیامک وسلامک مستحضرا عظمتہ
وجلالتہ وشرفہ وقدرہ صلی اللہ علیہ وسلم + ثم قال مسلما مقتصدا من غیر رفع صوت
ولا اخفاء بحضور وحیاء السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک

ترجمہ — مولانا شیخ محمد عابد ہمچنین افزوده۔ و باید که یقین کند که ہر آئنہ او صلعم یاری میکند ہمہ را از زائرین بآنچہ
مناسب می شود ہر چیز را که او بروست۔ و ہر آئنہ او خلیفہ اعظم است از خدا۔ می بخشد ہر کرا کہ میخواہد و باز دارد کسی را
کہ می خواہد کہ خزینہای کرم او تعالی سوی او سپرده شده۔ و نمی رسد کسی سوی خدای برتر مگر از طریق او انتہی۔ گفت
باز رو آورد با نگاہداشت غایت ادب پس بایستاد روبروی شریف فروتنی کنان و ترسان با ذلت و انکسار
و ترس و وقار ای باہستگی کارچشم فروہشتہ جوارح باز داشتہ ای اعضا را جمع آورده با دل فارغ دست راست را
نہاده بر چپ خود نہاده روی کریم را پیش گرفتہ ای قبلہ نموده۔ و قبلہ را پشت داده۔ مقابلہ میخ نقره کہ تقریباً
بچہار ذرعہ است نہ کمتر از ستون نزد سر کریم او است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و نگران سوی زمین یا سوی
فروتر۔ آنچہ کہ او را روبرو شود از حجرۂ شریف۔ کنارہ کشان از اشتغال نظر بآنچہ کہ او آنجاست از زینت
نقش کنان صورت کریم او در دل خود۔ داننده و آگاہان در دل خود بآنکہ او علیہ الصلوۃ والسلام
بحضور تو و قیام تو و سلام تو عالم و دانا است۔ و عظمت و جلالت و قدر و صلی اللہ علیہ وسلم در دل
موجود و حاضر داشتہ باز گفت سلام گویان و میانہ روی را نگران از غیر بلند کردن آواز و نہ پست کردن بلکہ
باوسطہ و از بحضور و حیا را السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یعنی سلامتی باد بر تو اے نبی و رحمت خدا و برکتہائے او باد

طریق سلام بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا خلیل اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا امام المتقین السلام علیک یا من ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین السلام علیک یا شفیع المذنبین السلام علیک یا مبشر المحسنین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین السلام علیک وعلی آلک واہل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوۃ صلاہا علی احد من خلقہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد انک عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ واشہد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاہدت فی اللہ حق جہادہ وعبدت ربک حتی اتاک الیقین الی ان قال ثم یطلب الشفاعۃ

ترجمہ السلام علیک یا رسول اللہ یعنی سلامتی باد بر تو ای رسول خدا السلام علیک یا حبیب اللہ یعنی سلام بر تو ای حبیب خدا السلام علیک یا خلیل اللہ یعنی سلام بر تو ای دوست خدا السلام علیک یا خیر خلق اللہ یعنی سلام بر تو ای بہتر خلق خدا۔ السلام علیک یا صفوۃ اللہ یعنی سلام بر تو ای برگزیدہ خدا السلام علیک یا خیرۃ اللہ یعنی سلام بر تو ای پسندیدہ خدا السلام علیک یا سید المرسلین یعنی سلام بر تو ای سردار رسولان السلام علیک یا امام المتقین یعنی سلام بر تو ای امام پرہیزگاران السلام علیک یا من ارسلہ اللہ تعالی رحمۃ للعلمین یعنی سلام بر تو ای آنکہ فرستاد او را خدای برتر رحمت برای عالمیان السلام علیک یا شفیع المذنبین یعنی سلام بر تو ای شفیع گنہگاران۔ السلام علیک یا مبشر المحسنین یعنی سلام بر تو ای مژدہ دہندۂ احسان کنندگان۔ السلام علیک یا خاتم النبیین یعنی سلام بر تو ای ختم کنندہ انبیاء السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین یعنی سلام بر تو و بر ہمہ انبیاء و رسولان و فرشتہای قرب یافتگان السلام علیک وعلی واہل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوۃ صلاہا علی احد من خلقہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد انک عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ واشہد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاہدت فی اللہ حق جہادہ وعبدت ربک حتی اتاک الیقین یعنی سلام بر تو و بر آل تو و اہل بیت تو

فيقول يا رسول الله اسألك الشفاعة ثلاثا قال شارحه الملا علي القاري لانه
اقل مراتب الالحاح ولا يبعد ان يكون اشارة الى طلبها في المقامات الثلث من الدنيا
والبرزخ والآخرة قال في اللباب ثم يتأخر الى صوب يمينه قدر ذراع فيسلم على
خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي بكر الصديق رضي الله عنه فيقول
السلام عليك يا خليفة رسول الله السلام عليك يا صفي رسول الله السلام عليك
يا صاحب رسول الله السلام عليك يا وزير رسول الله السلام يا ثاني رسول الله
في الغار ورفيقه في الاسفار وامينه على الاسرار السلام عليك يا علم المهاجرين
والانصار السلام عليك يا من اعتقه الله من النار السلام عليك ورحمة
الله وبركاته جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خير الجزاء ورضي الله
عنك احسن الرضاء ثم يتأخر الى يمينه قدر ذراع فيقول السلام عليك يا امير
المؤمنين عمر الفاروق

فى الاداب فى زيارة ابى بكر الصديق رض

فى الاداب فى زيارة عمر الفاروق رض

ترجمه پس بگوید یا رسول الله اسألك الشفاعة یعنی ای رسول خدا از تو شفاعت میخواهم - سه بار گفت شارح او ملا علی قاری رح از آنکه او کمتر مرتبهای زاری است - و دور نباشد که او اشارة شود در سوی طلب شفاعت در هر سه مقامات که از دنیا و برزخ و آخرة است - گفت در لباب باز پس آید سوی جانب راست و باندازه یک گز پس سلام دهد بر خلیفه رسول خدا صلی الله علیه وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه پس بگوید السلام علیك یا خلیفة رسول الله یعنی سلام بر تو ای خلیفه رسول خدا السلام علیك یا صفی رسول الله یعنی سلام بر تو ای برگزیده رسول خدا السلام علیك یا صاحب رسول الله یعنی سلام بر تو ای یار رسول خدا السلام علیك یا وزیر رسول الله یعنی سلام بر تو ای وزیر رسول خدا السلام علیك یا ثانی رسول الله فی الغار ورفیقه فی الاسفار وامینه علی الاسرار یعنی سلام بر تو ای دوم رسول خدا در غار و همراه او در سفرها و امین او بر سرها السلام علیك یا علم المهاجرین والانصار یعنی سلام بر تو ای رایت هجرت کنندگان و یاری دهندگان السلام علیك یا من اعتقه الله من النار یعنی سلام بر تو ای آنکه آزاد کرد او را خدای بر تر از آتش السلام علیك ورحمة الله وبركاته جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضی الله عنك احسن الرضاء یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتهای او بدل داد ترا خدای برتر از رسول خود و از اسلام و اهل اسلام بهتر جزا - و خوشنود شده خدای برتر از تو خوب تر خوشنودی - باز پس آید سوی راست او و قدر یک گز پس بگوید السلام علیك یا امیر المؤمنین عمر الفاروق یعنی سلام بر تو ای سردار مومنان حضرت عمر فاروق رض

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه

بیان در ادب نمودن در زیارت حضرت عمر فاروق رضی الله عنه

السلام علیک یا من کمّل اللہ بہ اربعین السلام علیک یا من استجاب اللہ فیہ
دعوۃ خاتم النبیین السلام علیک یا من اظہر اللہ بہ الدین السلام علیک یا
من اعزّ اللہ بہ الدین السلام علیک یا من نطق بالصواب ووافق قولہ محکم
الکتاب السلام علیک یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شہیدًا جزاک اللہ
عن نبیہ وخلیفتہ وامتہ خیرًا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم یرجع
قدر نصف ذراع فیقف بین الصدیق والفاروق فیقول السلام علیکما یا
صاحبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ثم یرجع الی حیال وجہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ویقف عند القبر الاقدس علی قدر رمح او اقل فیحمد اللہ
تعالیٰ ویثنی علیہ ویمجّدہ ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستشفع بہ الی ربہ
ویدعو رافعًا یدیہ لنفسہ ولوالدیہ واشیاخہ ولمن شاء من اقاربہ واخوانہ

ترجمہ السلام علیک یا من کمّل اللہ بہ اربعین یعنی سلام برتو ای آنکہ کامل کرد باو خدای
برتر عدد چہل را از مومنین السلام علیک یا من استجاب اللہ فیہ دعوۃ خاتم النبیین یعنی سلام
برتو ای آنکہ قبول فرمود خدای برتر درحق او دعوت خاتم انبیا را السلام علیک یا من اظہر اللہ بہ الدین
یعنی سلام برتو ای آنکہ پشت داد خدای برتر باو دین را السلام علیک یا من اعزّ اللہ بہ الدین
یعنی سلام برتو ای آنکہ عزت داد خدای برتر باو دین را - السلام علیک یا من نطق بالصواب ووافق
قولہ محکم الکتاب یعنی سلام برتو ای آنکہ گویا شد بصواب و موافقت کرد قول او کتاب مضبوط را - السلام
علیک یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شہیدًا جزاک اللہ عن نبیہ وخلیفتہ وامتہ
خیرًا یعنی سلام برتو ای آنکہ زندگی کرد ستودہ و بیرون شد از دنیا شہادت کنان - بدل داد ترا خدای برتر از نبی خود
و خلیفۂ او و امت او بہتر السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام برتو و رحمت خدا و برکتہای او +
باز برگردد قدر نیم گز پس بایستد درمیان حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پس بگوید السلام علیکما یا صاحبی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سلام برشما ای ہر دو یاران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ گفت - باز برگردد
سوی قرب روی نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بایستد نزد قبر اقدس بر قدر یک نیزہ یا کمتر - پس حمد گوید خدای برتر را و ثنا خواند
براو و تمجید گوید او را و درود خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت خواہد باو سوی پروردگار خود و دعا خواہد بر
دست برداشتہ برای نفس خود و والدین خود را و شیوخ خود را و برای ہر کسے کہ خواہد از نزدیکان خود و برادران خود

ذکر رجوع الحاج الیٰ وجہ النبی صلعم

بیان ایستادن زائر نزد قبر رسول صلعم و ادای سلام بحضرت شیخین و حمد و ثنا و درود و دعا برای خود و والدین

ولمن اوصاه وسائر المسلمين الى ان قال وحسن ان يقول اللهم انك
قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك الآية
جئناك ظالمين لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا
بسائر طلباتنا ويحشرنا في زمرة عباده الصالحين الى آخره قال شارحه الملا علي
القاري عليه رحمة ربه الباري واما ما اعتاده الناس من الاتيان خلف الحجرة الشريفة
لزيارة فاطمة الزهراء رضي الله عنها فلا بأس به لانه قد قيل ان هناك قبرها
هو الاظهر انتهى ـ ثم ان طال به القيام يجلس ليكثر من الصلاة والتسليم عليه
والاولى ان يجلس مفترشا او متوركا او جاثيا على ركبتيه فان ذلك اليق بالادب
معه صلى الله عليه وسلم من التربيع ونحوه ذكره العلامة ابن حجر المكي في الجوهر
المنظم وقال الشيخ رحمه الله السندي في لباب المناسك فصل في زيارة

في الادب في زيارة اهل البقيع ومشهد احد رضي

ترجمه ـ وبراي كسي كه وصيت كرد او را و بهمه مسلمانان را تا آنكه گفت ـ ونيكو است كه بگويد: اللهم انك
قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك الآية جئناك ظالمين
لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا بسائر طلباتنا ويحشرنا
في زمرة عباده الصالحين الى آخره يعني خدايا بتحقيق تو فرمودي و تو راست ترين گويندگاني و اگر انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤك تا آخر آيت كه در سورهٔ نساء در ركوع نهم است ـ يعني و چون البته ايشان
وقتيكه ظلم نمودند نفسهاي خود را آمدند ترا پس مغفرت خواه شدند از خدا و مغفرت خواست براي شان اين
رسول البته يافتند شان خدا را رجوع آرنده ترحم مهربان ترا آمديم بتو ستمگاران براي نفسهاي خود مغفرت خواهان از
گناهان خود پس شفاعت كن براي ما و بخواه او را آنكه منت نهد برما بهمه خواستهاي ما و حشر كند ما را در گروه نيك بندگان خود تا آخر
او ـ گفت شارح او ملا علي قاري بر وباد رحمت پروردگار او كه پيدا كننده است ـ ليكن آنچه ادرا آورديان عادت
گرفته اند از آمدن پس حجره روشن براي زيارت فاطمه زهرا رضي الله عنها پس باكي نيست باو از آنكه هر آئينه آنكه
تحقيق گفته شد كه البته اينجا قبر او است و اظهر تراست انتهى ـ باز اگر دراز شود بوي قيام بنشيند تا كه زياده كند
از درود و سلام گفتن برآن ـ و مناسبتر آنكه بنشيند مفترش اي دو تاج زير زمين گسترده يا متورك اي بيكطرف سرين نشيند و طرف سرين چپ بر [illegible]
گذارنده ـ يا جاثي بر هر دو زانو خود اي بر هر دو زانو نشيند ـ پس بتحقيق اين سزاوارتر است با ادب با او صلي الله عليه وسلم از تربيع يعني از چهار زانو نشستن
و مثل او كه علامه ابن حجر مكي در جوهر منظم بيان كرده ـ و گفت شيخ رحمه الله سندي در لباب المناسك در فصل در زيارت

بيان آداب زيارت اهل بقيع و مشهد احد رضي الله عنهم

اهل البقيع يستحب ان يخرج كل يوم الى البقيع بعد زيارة النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبيه فيزور القبور التي به خصوصا يوم الجمعة وقد قيل انه مات بالمدينة من الصحابة نحو عشرة آلاف غير ان غالب القبور لا يعرف ومن لا يعرف عينا اوجهة بالبقيع مشهد عثمان رضي الله عنه ومشهد ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد عباس عم النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد قيل فيه ثلاث من اولاد النبي صلى الله عليه وسلم فيسلم على هؤلاء كلهم الى ان قال وبقيت ثلاث مشاهد ليست بالبقيع احدها مشهد مالك ابن سنان غربي المدينة داخل السور ثانيها مشهد النفس الزكية محمد بن عبد الله بن الحسن بن علي الشامي المدينة وثالثها مشهد سيد الشهداء حمزة عم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم فيستحب ان يزوره ويزور شهداء احد كلهم والجبل والاولى يوم الخميس ويبدء بمسجد حمزة فيسلم عليه بخشوع وخضوع مع مراعات غاية الادب والاجلال التام الى آخر ما قال فيه نقلته منه مختصرا وقال الفاضل المحقق الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي في كتابه جذب القلوب الى ديار المحبوب تكميل في زيارة اهل الميت نقل في كتاب فصل الخطاب

ترجمہ ... اہل بقیع کہ مستحب ست برآمدن ہر روز سوئی بقیع بعد زیارت نبی رحمت خدا براو وبرد ویاران او وزیارت کند گورہا راکہ آنجاہا درست خصوصاً در روز جمعہ۔ وتحقیق گفتہ شدہ است کہ او کہ مرد در مدینہ از صحابہ نحو دہ ہزار اند بجز آنکہ اکثر آنش دانستہ نمیشوند آنکہ دانستہ شود بچشم یا بجہت در بقیع مشہد حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ ومشہد حضرت ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ومشہد حضرت عباس عم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ومشہد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ومشہدی است کہ گفتہ شدہ در او سہ کس اند از اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس سلام گوید بر اینہا ہمہ شان تا آنکہ گفت۔ وباقی ماند سہ مشاہد کہ نیست در بقیع یکی از آن مشہد مالک بن سنان است غربی مدینہ در مدینہ اندرون شہر پناہ۔ ودوم از آن مشہد نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی شامی المدنی است۔ وسوم از آن مشہد سید الشہدا حمزہ عم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم۔ ورضی عنہم پس مستحب باشد کہ زیارت کند او را وزیارت کند جمیع شہدای احد را وکوہ را۔ ومناسب تر روز پنجشنبہ است۔ وابتدا کند از مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ پس سلام دہد بر او بخشوع وخضوع با رعایت نہایت ادب واجلال تام تا آخر آنچہ در او گفتہ است۔ از و نقلش مختصر گرفتم۔ وگفت فاضل محقق شیخ عبد الحق

عن الامام جعفر الصّادق رضی الله عنه وعن سائر اهل بیت النبوة انه قال من
زار واحداً من الائمة کان کمن زار رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل الرضا
رضی الله عنه علّمنی قولاً بلیغاً کاملاً اذا اتیت زرت واحداً منکم فقال اذا صرت
الی الباب فقف واشهد شهادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورأیت القبر
فقف وقل الله اکبر ثلثین مرّةً ثم امش قلیلاً وعلیك السکینة والوقار وقارب
بین خطاك ثم قف فکبر الله ثلثین مرّةً ثم ادن من القبر وکبر الله اربعین
مرّةً تمام مائة مرّةٍ ثم قل السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة ومهبط
الوحی وخزّان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم
وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبیّین
وعترة صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته السلام علی ائمة
الهدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته

ترجمه از امام جعفر صادق رضی الله عنه واز تمام اهل بیت نبوة آنکه گفت هر که زیارة کرد یکی را از ائمه بیت همچو کسی است
که رسول خدا را صلی الله علیه وسلم. وگفته شد برای حضرت رضا رضی الله عنه که مرا بیاموز سخنی که بلیغ وکامل باشد هرگاه که
من زیارة کنم یکی از شما. پس فرمود چون برسی تا باب پس بایست وبجا آر شهادتین یعنی گواهی ده حالانکه تو شسته باشی
با غسل ووضو وچون درون درآئی وببینی قبر را پس بایست وسی بار تکبیر یعنی الله اکبر بگو. باز قدری پیش شو وبر تو
که بر تو سکینت ووقار لازم است. درمیان هر دو قدم خود با هم قربت کن. باز بایست وسی بار تکبیر بخوان. باز نزدیک
شو از قبر وچهل مرتبه تکبیر خوان که تمام صد مرتبه باشد باز بگو السّلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة
ومهبط الوحی وخزّان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم وعناصر
الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبیّین وعترة
صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر شما ای اهل بیت رسالة. وجای آمد
وشد فرشتگان. وجای نزول وحی. وگنجینه داران علم. ومنتهای حکمتها. وکان رحمت. وبنیادهای کرم. وکشنده گان امتها. وعنصرهای نیکوکاران. وستونهای خیر کنندگان. ودرهای ایمان. وامانت داران رحمن. وچکیده
تمام انبیاء. فرزندان برگزیده رسولان. ودرود خدا بر او باد وسلام. رحمت خدا وبرکتهای او. السّلام علی ائمة الهدی
ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر امامان رهنمای. وچراغهای تاریکی
ونشانهای پرهیزگاری. وصاحبان عقلها وخردها. ورحمت خدا وبرکتهای او

السلام علیٰ محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عز وجل والادلاء علیٰ مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عز وجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالیٰ من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی وقال المحدث المذکور فیہ ایضا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ان قبر الامام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق اعظم لقبول الدعاء واجابتہ انتہی نقلا من کتاب جذب القلوب و هذا الذی ذکرناہ من کیفیۃ الزیارۃ الشریفۃ والاستشفاع والاستمداد من الحضرۃ النبویۃ

ترجمہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام بر جایگاہہائی رحمت خدا۔ ومسکنہائی برکت خدا۔ وکانہائی حکمت خدا۔ نگہبانانِ رازِ خدا۔ وبردارندگانِ کتاب خدا۔ ووارثان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عز وجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عز وجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالیٰ من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی۔ یعنی سلام برخوانندگان سوئی خدائی غالب وبزرگ۔ وراہ نمایان بر پسندیدہائی خدا۔ وظاہر کنندگانِ امر خدا ونہی ادرا۔ وخالص آورندگان در توحید خدا۔ ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ ہر آئینہ من سپارش خواہ سوئی خدایم عز وجل بشما وپیش گاہ شما پیشرو طلب من است وارادت من وخواست من وحاجت من است گواہی میدہم کہ تحقیق من مومنم بہ پوشیدگی شما وآشکارہ شدن شما۔ والبتہ من بری میشوم سوئی خدائی برتر از خصم سردار ما محمد وال سردار ما محمد از جن وانس وہر رحمت خدا باد بر سردار ما محمد صلعم وال او کہ نوی خوش دار اند وپاکان اند وسلام باد بر و سلام کردن انتہی۔ وگفت محدث مذکور در و نیز کہ گفت امام شافعی رحمت خدائے برتر او را باد۔ ہر آئینہ قبر حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ برائے قبول دعا واجابتش تریاق اعظم است انتہی۔ این از کتاب جذب القلوب نقل کردہ۔ واین کہ آن۔ او را بیان کردیم از کیفیت زیارت شریفہ وشفاعت وباری خواستن از حضرت نبویہ

النبوية والتربة المصطفوية على صاحبها الف الف الصلوة والسلام والتحية
هو المختار عند العلماء المحققين قديما وحديثا والمعمول عند الاولياء والصلحاء
سلفا وخلفا من غير نكير منكر ولا رد راد فهو كالاجماع السكوتي عند جميع ارباب
المذاهب والبعيد عن الافراط والتفريط المحرمين المذمومين بالاتفاق عندهم قد
صرحوا بهما في كتبهم ونبهوا عليهما في زبرهم - اما الافراط فافراط الزائر في التعظيم
بحيث يشابه عبادة القبر الاعطر من الصلوة اليه او السجود او الركوع قال النبي
صلى الله عليه وسلم اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذوا
قبور انبيائهم مساجد اخرجه الامام مالك وغيره وقال صلى الله عليه وسلم
لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد اخرجه الشيخان عن عائشة
رضي الله عنها واما التفريط فتفريط الزائر في الاحترام حتى يبلغ الى استخفاف المكان
الاقدس من استدبار ومد الرجل اليه والقاء البزاق والنخامة والاذى لديه
ورفع الصوت والخصام واللهو واللعب عنده والنداء باسمه الشريف بغير تعظيم وتفخيم

فی الافراط والتفریط المحرمین المذمومین
واما الافراط
واما التفریط

ترجمه نبویه و تربت مصطفویه بر صاحبش هزار در هزار درود و سلام و تحیة باد - او مختار است نزد علمای محققین پیشین و
نو - و معمول است نزد اولیا و صلحای پیشین و پسین بغیر نکیر منکر یعنی کسی بر وی انکار فاحش نکرد - و نه رد کسی رد کننده -
پس او مانند اجماع سکوتی است نزد همه ارباب مذاهب - و بعید است از افراط و تفریط یعنی از زیادتی و کمی که هر دو حرام کرده شده
و ذم کرده شده اند باتفاق نزد شان که تحقیق ایشان تصریح کرده اند هر دو در کتابهای خود و آگاه کرده اند برین هر دو
در صحیفهای خود - لیکن افراط پس افراط زائر در تعظیم باینطور است که مشابه شود عبادت قبر اعطر را از نماز سوی او یا سجده
یا رکوع - فرمود نبی صلی الله علیه وسلم خدایا مگردان قبر مرا بتی که عبادت کرده میشود از آنکه سخت شده است غضب خدای بر قومی
که اختیار کردند گورهای انبیای خود را مسجدها - بر آورده است او را امام مالک و غیر او رضی الله عنهم - و فرمود صلی الله علیه وسلم لعنت
کرد خدا یهود و نصاری را که گورهای انبیای خود را مساجد گرفته - بر آورده او را شیخان یعنی صاحب بخاری و مسلم از عائشه صدیقه
رضی الله عنها - و لیکن تفریط پس تفریط زائر در احترام است تا آنکه برسد او سوی سبک شمردن یعنی بی حرمتی قبر اقدس از پشت
دادن او و پای دراز کردن سوی او و آب دهن و بینی و چیزی آزار دهنده انداختن نزد او و بلند کردن آواز و خصومت و بازی
و لهو بازی کردن نزد او و ندا کردن باسم شریف او صلی الله علیه وسلم بغیر تعظیم و بزرگ داشتن

بیان افراط و تفریط که هر دو حرام کرده شده اند - و لیکن بیان افراط در تعظیم
بیان تفریط در تعظیم

النعلين الملوثين فربيه وامثال ذلك من المستقذرات والمنكرات قال الله تعالى وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما ○ وقال جل ذكره ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا ○ وبين الافراط والتفريط امور مشتبهات تعارضت فيها الادلة واختلفت فيها الاقوال كالطواف حول القبر الشريف وتقبيل سدته العلية ووضع الخد عليه ومس جدرانه والتمرغ على اعتابه ونحوها فالمشددون من العلماء حرموها او كرهوها سدا لباب الذرائع لئلا تفضي الى المحرم لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما اسكر كثيره فقليله حرام اخرجه الترمذي وابو داود وغيرهم والمخففون منهم اباحوها او استحبوها تبركا بها بالمعظم قال الله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب وقال سبحانه ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه والصواب عند المحققين منهم انها

ترجمه نعلین آلوده تربیا و امثال این از گندگی آلودها و منکرات - فرمود خدای برتر در سوره احزاب رکوع هفتم وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما ○ نیست شما را که ایذا دهید رسول خدا را و نه اینکه نکاح کنید ازواج او را از پس او همیشه تحقیق اینها هستند نزد خدای برتر بسیار بزرگ داشته شده - و فرمود آنکه ذکر او بزرگ است در سوره احزاب رکوع هفتم ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا ○ هر آنانکه ایذا دهند خدا را و رسول او را لعنت کرد ایشان را خدا در دنیا و آخرت و تیار کرده برای شان عذاب خوار کننده - و در میان افراط و تفریط امور مشتبه اند که معارض شده اند در دلیلها و مختلف آمده اند در قولها مانند طواف گرد قبر شریف و بوسیدن آستانهٔ علیهٔ او صلعم و رخساره نهادن بر او و سودن و مس کردن دیوارهای او و بخاک غلطیدن بر آستانهای او و مثل او پس سخت گیرندگان از علما او را حرام کرده اند یا مکروه داشته اند برای باز داشت باب ذرائع فراخ روندگان و نزدیکی کنندگان تا ایشان سوی محرم یعنی آنچه حرام کرده شده است نرسند - از آنکه نبی صلی الله علیه وسلم فرموده است آنچه کثیرش مستی آورد پس قلیلش حرام است - برآورد او را ترمذی و ابو داود و غیر شان - و فراخ روندگان و سبک دارندگان از ایشان اند او را مباح دانسته اند و مستحب شمرده اند از راه برکت گرفتن بجناب معظم او - فرمود خدای برتر در سوره حج رکوع چهارم ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب یعنی و هر که بزرگ دارد شعائر یعنی نشانهای خدا را پس آنها از پرهیزگاری دلها است - و فرمود سبحانه در سوره حج رکوع چهارم ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه یعنی و هر که

تختلف باختلاف الناس والاحوال والاوقات فلا يمنع منها من لا يملك نفسه
من غلبة الوجد والحب في وقت الامن من الشيوع والتقليد العامة ويمنع منها
من يملك نفسه حين الخوف مما ذكر قال السيد السمهودي في الوفا قال الحافظ
ابو عبد الله بن محمد بن موسى بن نعمان في كتابه مصباح الظلام ان الحافظ
ابا سعيد السمعاني ذكر فيما روينا عنه عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال
قدم علينا اعرابي بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلثة ايام فرمى بنفسه
على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحثى من ترابه على راسه وقال يا رسول الله قلت
فسمعنا قولك ووعيت عن الله سبحانه ووعينا عنك وكان فيما انزل عليك ولو
انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله
توابا رحيما وجئتك لتستغفر لي فنودي من القبر انه غفر لك انتهى وقال العلامة تاج
الدين السبكي في الرد على ابن تيمية في مسئلة الزيارة ان عدم التمسح بالقبر ليس مما قام الاجماع عليه

ترجمہ مختلف باشد باعتبار اختلاف آدمیان واحوال واوقات - پس منع نشود ازینها آنکس را که اختیار
ندارد بر نفس خود از غلبۂ وجد وحب وقت امن از شیوع و تقلید عامہ یعنی وقتیکه از شائع شدن واز پیروی کردن
عوام بیخوف ومامون باشد - وباز داشته شود ازو آنکس که اختیار دارد بر نفس خود هنگام ترس از آنچه که ذکر کرده شد
گفت سید سمهودی در وفا که گفت حافظ ابو عبد الله محمد بن موسی بن نعمان در کتاب خود مصباح الظلام آنکه
حافظ ابو سعید سمعانی بیان کرد در آنچه که ما ازو روایت کردیم - از علی ابن ابی طالب رضی الله عنه که فرمود پیش آمد
بر ما اعرابی پس از آنچه که دفن کردیم ما رسول خدا را صلی الله علیه وسلم بسه روزها یعنی پس سه روز از دفن او صلعم - پس
بیانداخت او نفس خود را بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم واز تراب او بسرش خاک ریخت وگفت ای رسول خدا تو گفتی پس ما
قول تو شنیدیم ولو یاد کردی از خدای سبحانه وما یاد گرفتیم از تو وهست در آنچه که نازل کرده شد بر تو در سوره نساء ولو انهم
ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما ه
یعنی وچون هر آئینه وقتی که ستم کردند بر نفسهائی خود - آمدند بتو پس مغفرت خواستند بخدا واین رسول برائی شان
مغفرت خواست هر آئینه یافتندی شان خدا را بسیار متوجه ومهربان - وآمدم بتو تا مغفرت خواهی
برائے من پس ندا داده شد از قبر مبارک که هر آئینه او تعالی بخشید ترا انتهی + وگفت علامه تاج الدین سبکی در رد
ابن تیمیه در مسئله زیارت آنکه عدم تمسح بقبر یعنی قبر را دست نه سودن ومس نه کردن از آنچه که بر وی اجماع قائم شده نیست

السلف انما منعوا من ذلك لمصلحة قطع الناس عن ذلك المودّى التمكين منه الى مفاسد من العوام لا تنحصر كما هو ظاهر قال العز بن جماعة وفي كتاب العلل والسوالات لعبد الله بن الامام احمد عن ابيه رواية ابي علي بن الصواف عنه قال عبد الله سالت ابي عن الرجل يمس منبر النبي صلى الله عليه وسلم ويتبرك بمسه وتقبيله ويفعل بالقبر الشريف مثل ذلك رجاء ثواب الله عز وجل قال لا باس روى ابن عساكر بسند جيد ان بلالا رضي الله عنه لما قدم من الشام لزيارة النبي صلى الله عليه وسلم اتى القبر الشريف فجعل يبكي عنده ويمرغ وجهه عليه وفي تحفة ابن عساكر من طريق طاهر بن يحيى الحسيني قال حدثني ابي عن جدي عن جعفر بن محمد عن ابيه عن علي رضي الله عنه قال لما قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءت فاطمة رضي الله عنها فوقفت على قبره واخذت قبضة من تراب القبر ووضعت على عينيها وبكت

وانشاءت تقول

ترجمہ سلف کہ ازیں منع کردہ اند جز ایں نیست کہ بنابر مصلحت باز داشتن آدمیان است ازیں مودّی یعنی ادا رسانیدہ شدہ۔ کہ از و تمکین یعنی جا گرفتن است سوئی مفاسد از عوام کہ در حصر نیایند یعنی شمار نہ شوند۔ چنانچہ او ظاہر است۔ گفت عز بن جماعہ و در کتاب علل والسوالات کہ عبد اللہ بن امام احمد را است از پدر او کہ روایت ابی علی بن صواف است از و گفت عبد اللہ پرسیدم پدر خود را از آں مردی کہ مس میکند منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را و برکت میگیرد بمس او و لوسیدن او و ہمچنیں بقبر شریف میکند بامید ثواب خدائے عزّ وجل گفت باکے نیست باوی۔ و روایت کرد ابن عساکر بسند تازہ ہر آئنہ بلال رضی اللہ عنہ ہرگاہ کہ پیش آمد از شام برائی زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیامد قبر شریف را پس گریاں شد نزد او و روئی خود بروے در خاک می مالید۔ و در تحفۂ ابن عساکر است از طریق طاہر بن یحیی حسینی گفت حدیث کرد مرا پدر من از جد من از جعفر بن محمد از پدر خود از علی رضی اللہ عنہ گفت چوں قبر کردہ شد یا دفن کردہ شد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیامد فاطمہ رضی اللہ عنہا و بایستاد بر قبر شریف او و بگرفت مشتے از خاک قبر شریف و بر ہر دو چشمان خود نہاد و بگریست۔

و ایں شعرہا از خود گفتن گرفت

حاشیہ: مس: زمین کردہ شدہ

ماذا علیّ من شمّ تربة احمدٍ ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انها صبّت علی الایام صرن لیالیا

وذکر الخطیب بن حملة انّ ابن عمر رضی الله عنهما کان یدہ الیمنی علی القبر الشریف
وانّ بلالاً وضع خدّیه علیه ایضاً رضی الله عنه ثمّ قال ولا شکّ ان الاستغراق
فی المحبّة یحمل علی الاذن فی ذلك والمقصود من ذلك کله الاحترام والتعظیم
والناس تختلف مراتبهم فی ذلك کما کانت تختلف فی حیاته صلی الله علیه وسلم
فاناس حین یرونه لا یملکون انفسهم بل یبادرون الیه واناس فیهم اناة
یتاخرون والکلّ محل خیر قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضهم من مشروعیة
تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من آدمی وغیره فاما

ماذا علیّ من شمّ تربة احمدٍ ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انها صبّت علی الایام صرن لیالیا

که ترجمه اش بنظم اینست

این هر چه هست بر من از بوی خاک احمد تو بینداورا تنها خوشبوی اینچنینها
نازل شده مصائب بر من که گر همه او بر روزها بیفتند گردند همچو شبها

وذکر کرد خطیب بن حمله که تحقیق ابن عمر رضی الله عنهما دست راست خود بر قبر شریف می نهاد و
تحقیق بلال رضی الله عنه نیز هر دو رخسارهٔ خود بر او نهاده . باز گفت و شک نیست که هر آئینه استغراق
در محبت حمل شود بر اذن در این کار - و مقصود از ینهمه احترام و تعظیم است . و آدمیان مختلف می باشند
مراتب شان چنانکه اختلاف می کردند در حیات او صلی الله علیه وسلم - پس آدمیان اند
وقتی که می بینند اورا اختیار نمی دارند نفسهای خود را بلکه مبادرت ورزیدی می کنند
سوی او . و آدمیان اند که در ایشان وقار و آهستگی است درنگ می کنند و همه نیکان
خیر اند - گفت حافظ ابن حجر که بعض شان از مشروعیت بوسه دادن حجر اسود
استنباط کرده اند جواز بوسه دادن هر آنکس که سزاوار است
تعظیم را از آدمی و غیر او
ولیکن

تقبیل ید الآدمی فسبق فی الادب واما غیرہ فنقل عن الامام احمد انه سئل عن تقبیل منبر النبی صلی الله علیه وسلم وقبرہ الشریف فلم یر به باسا نقل ذلک عنه ابنه عبد الله کما تقدم ونقل عن ابن ابی الصیف الیمنی احد علماء مکة من الشافعیة جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین انتهی کلام الحافظ ونقل الطیب الناشری عن المحب الطبری انه یجوز تقبیل القبر ومسه وقال علیه عمل العلماء الصالحین وانشد۔

لو رأینا لسلمی اثرا ۔ لسجدنا الف الف للاثر

وقال الآخر

امر علی الدیار دیار لیلی ۔ اقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی ۔ ولکن حب من سکن الدیارا

ترجمہ بوسہ دادن دست آدمی پس سابق گذشت در بحث آدمی۔ ولیکن غیر او پس نقل کردہ شد از امام احمد کہ ہر آئینہ او پرسیدہ شد از بوسہ دادن منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و قبر شریف او پس او باکے ندید۔ نقل کرد ایں از و پسر او عبد اللہ چنانچہ پیش ازیں بیامد و منقول است از ابن ضیف یمنی کہ یکے از علمائے مکہ است از شافعیہ۔ جواز بوسہ دادن مصحف و جزوہائے حدیث و گورہائے نکوکاران۔ تمام شد کلام حافظ۔
ونقل کرد طیب ناشری از محب طبری ہر آئینہ آنکہ جائز می شود بوسہ دادن گور و سودن او گفت و بر و است عمل علمائے صالحین و خواند ایں شعر

لو رأینا لسلمی آثرا ۔ لسجدنا الف الف للاثر

ترجمہ

گر ز محبوب نشانے قدمے بینیم ۔ سجدہا بہر نشاں بجید و بعید آریم

وگفت دیگر کسے

امر علی الدیار دیار لیلی ۔ اقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی ۔ ولکن حب من سکن الدیارا

میگذرم بر دیار ہست گویا دیار لیلی ۔ می بوسم ہر جدار و ہر دیوار را ۔ نگرفت ایں دلم راحب (ہرگز) ۔ لیکن کسیکہ ساکن شد ایں دیار را

وَنقل بعضهم عن ابي خيثمة عن مصعب بن عبد الله عن اسمعيل بن يعقوب
التيمي قال كان ابن المنكدر يجلس مع اصحابه قال وكان يصيبه الصمات
وكان يقوم كما هو ويضع خده على قبر النبي صلى الله عليه وسلم ثم يرجع فعوتب
في ذلك فقال انه يصيبني خطرة فاذا وجدت ذلك استشفيت بقبر النبي
صلى الله عليه وسلم وكان ياتي موضعا من المسجد في الصحن فيتمرغ ويضطجع
فقيل له في ذلك فقال اني رايت النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الموضع اراه
قال في النوم انتهى نقلا من الوفا قال في المواهب ولله در القائل

فاح الصعيد بجسمه فكانه ... روض بهم بعرف المتارج
ما جسمه مما يغيره الثرى ... والروح منه كالصباح الابلج

ولله در الابوصيري رحمه الله تعالى قال حيث

لا طيب يعدل تربا ضم اعظمه ... طوبى لمنتشق منه وملتثم

ترجمه و نقل کرد بعض شان از ابی خیثمه از مصعب بن عبد الله از اسمعیل بن یعقوب تیمی که گفت بود ابن منکدر
که می نشست با اصحاب خود - گفت و او را در می رسید خاموشی پس بر می خاست چنانکه او هست و می نهاد رخسار خود بر قبر
نبی صلی الله علیه وسلم - باز بر می گشت پس عتاب کرده شد پس در یافتم درین پس گفت هر آئینه آنکه مرا خطره می رسد پس
چون این را می یابم شفا می طلبم بقبر نبی صلی الله علیه وسلم - و می آمد بموضعی از مسجد در صحن پس می غلطید بر خاک
و بر پهلو می خفت - پس گفته شد او را درین - پس گفت هر آئینه من دیده ام نبی صلی الله علیه وسلم را درین جای
که می بینم او را پس گفت در خواب - آخر شد این که نقل است از وفا - گفت در مواهب خدای راست خوبی گوینده

فاح الصعيد بجسمه فكانه ... روض بهم بعرف المتارج
ما جسمه مما يغيره الثرى ... والروح منه كالصباح الابلج

ترجمه

دمیده خاک بوی خوش ز جسم او که گویا ... معطر مرغزاری هست هر سو بوی خوش داده
چنان جسمی که خاک او را تغیر کے دہد گاہے ... چنان روحی کہ چوں صبح صادق نور پاشیده

و خدای راست خوبی ابوصیری رحمه الله تعالی که گفت است

لا طيب يعدل تربا ضم اعظمه ... طوبى لمنتشق منه وملتثم

بیت خوشبوی هیچ خاکی که با استخوانش ضم شده ... مژده باد ا بهر گوینده و بوسنده از وی

حیث عند من له ادنی تعلق بشریعة الاسلام ان قبره روضة من ریاض الجنة
واذا کان القبر کما ذکرناه وقد حوی جسمه الشریف علیه الصلوة والسلام
الذی هو اطیب الطیب فلا مریة انه لا طیب یعدل تراب قبره المقدس واذا
عرفت ما حررنا فی الجواب وفهمت ما حققنا فی الخطاب لا یبقی لک شبهة فی هذا
القیام العظیم بهذه الکیفیة عند النبی الکریم علیه افضل الصلوة والتسلیم بانه
لا مناسبة بینه وبین القیام الذی ورد فیه النهی فی بعض الاحادیث النبویة
لان ذلک من اخس الاخلاق الدنیویة انما قصد به عرض هذا الادنی وهذا من
اشرف الادب الدینیة حیث ارید به وجه ربه الاعلی فاستمع لما ینقل لک
من کلام شراح الحدیث المعول علیه (بازگرده شده و اعتماد کرده شده ۱۲) فی القدیم والحدیث قال شیخ الاسلام
الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری تحت حدیث قوموا
الی سیدکم قال ابن بطال فی هذا الحدیث امر الامام الاعظم باکرام الکبیر من
المسلمین ومشروعیة اکرام اهل الفضل فی مجلس الامام والقیام فیه لغیره من

ترجمہ۔ و شک نیست نزد کسی را کہ او را ادنی تعلق بشریعت اسلام باشد تحقیق آنکہ قبر شریف او صلی اللہ علیہ وسلم مرغزاری است از باغہائی بہشت بلکہ افضل از عرش است۔ و ہرگاہ این قبر شریف چنانکہ او را ذکر کردیم ہست حالانکہ تحقیق جا گرفتہ است جسم شریف او علیہ صلوۃ و سلام باد۔ آنکہ او خوشبوترین خوشبوہا است پس ہیچ گمان و شکی نیست کہ ہر آئینہ آنکہ نیست خوشبوئی کہ برابر شود خاک گور مقدس او را صلی اللہ علیہ وسلم۔ و چون بدانستی آنچہ در جواب تحریر کردیم و فہمیدی آنچہ در خطاب تحقیق کردیم ترا شبہی نخواہد ماند درین قیام عظیم بدین کیفیت نزد نبی کریم بروے بزرگترین صلوۃ و تسلیم باد۔ بتحقیق آنکہ مناسبت نیست درمیان او و درمیان قیامیکہ دروے نہی وارد شدہ در بعض احادیث نبویہ ازانکہ این از زبون ترین اخلاق دنیوی است۔ کہ جز این نیست کہ قصد کردہ شد بدو پیش کش این ادنی۔ و این از شریف ترین ادب دینی است چون باو ارادہ کردہ شود وجہ ربہ الاعلی یعنی روئی پروردگار خود کہ برتر از ہمہ است۔ پس گوش دار بانچہ کہ نقل کردہ شود برائی تو از کلام شارحان حدیث کہ بروے اعتماد و ناز کردہ شد در قدیم و حدیث یعنی در عہد پیشین و نو و در کلام قدیم و جدید۔ گفت شیخ الاسلام حافظ ابن عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری زیر حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوئی سردار شما۔ کہ گفت ابن بطال دریں حدیث کہ حکم کرد امام اعظم را بہ بزرگی کردن بزرگ از مسلمانان۔ و بمشروعیت اکرام اہل فضل یعنی جاری داشتن بزرگی بزرگان در مجلس خود۔ و قیام در وی برائے غیر خود از

بیان ضعف روایات احادیث نہی قیام و ثبوت قیام

قول شیخ الاسلام حافظ ابن حجر در شرح حدیث قوموا الی سیدکم

اصحابه واكرام الناس بالقيام الى الكبير منهم واجاب الطبري عن حديث لا تقوموا
كما تقوم الاعاجم يعظم بعضهم بعضًا بانه حديث ضعيف مضطرب السند
فيه من لا يعرف وحديث من احب ان يتمثل الرجال قياما الحديث اجاب عنه
الطبري بان هذا الخبر انما فيه نهي من يقام له عن السرور بذلك لا نهي من يقوم له
اكراما له واجاب عنه ابن قتيبة ايضا بان معناه من اراد ان يقوم الرجال على
راسه كما تقام بين يدي ملوك الاعاجم وليس المراد به نهي الرجل عن القيام لاخيه
اذا سلم عليه + واحتج ابن بطال لجواز القيام بما اخرجه النسائي من طريق عائشة
بنت طلحة عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا راى فاطمة ابنته قد اقبلت رحب بها ثم قام لها فقبلها ثم اخذ بيدها
حتى يجلسها في مكانه قلت حديث عائشة هذا اخرجه ايضا ابو داود والترمذي
وحسنه وصححه الحاكم وابن حبان واصله في الصحيح كما مضى في المناقب

ترجمه: اصحاب خود. واکرام آدمیان بقیام سوی کبیر از ایشان یعنی گرامی داشتن مردان قیام نموده بزرگان خود را و جواب
داد طبری نسبت حدیث لا تقوموا كما تقوم الاعاجم يعظم بعضهم بعضا یعنی برنخیزید چنانکه عجمیان برخیزند که
تعظیم میکنند بعض شان بعض را. بتحقیق که این حدیث ضعیف است بسند مضطرب که در وی کسی است که شناخته نمی‌شود
وحدیث من احب ان يتمثل الرجال قياما الحديث یعنی کسیکه پسند دارد آنکه مردمان بخدمت ایستاده شوند قیام کنان
تا آخر حدیث طبری از و جواب داد که بتحقیق این حدیث جز این نیست که در وی نهی است آنکس را که قیام کرده شود برای او بخوش شدن
از این قیام. نه نهی است آنکس را که قیام میکند او برای اکرام او. و جواب داد از وی ابن قتیبه نیز باینطور که معنیش آنکه هر آنکس
می‌خواهد برخاستن مردمان بر سر خود چنانکه پیش شاهان عجم استاده میشوند. و مراد نیست از نهی آن مرد از قیام که برادر خود را است
یا قیام برای کسیکه بر وی سلام کرد +
و حجت گرفت ابن بطال جواز قیام را بانچه نسائی او را آورده از طریق عائشه بنت طلحه از عائشه رضی الله عنها که
گفت حضرت عائشه رض بر گاه رسول خدا صلی الله علیه وسلم فاطمه دختر خود را میدید که او پیش آمد با و مرحبا میگفت باز برای
خاست برای او و بوسه میداد او را. باز دست او میگرفت تا آنکه بنشانیدی او را بجای خود. گفتم حدیث عائشه رض است
بر آورده است او را نیز ابو داود و ترمذی و او را حسن شمرده و حاکم و ابن حبان او را حدیث صحیح گفته
واصل او در صحیح است چنانچه گذشت در مناقب

وفی الوفات النبویۃ الی آخر ما قالہ الحافظ و قال العلامۃ الشیخ محمد طاہر الفتنی فی مجمع البحار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار و حدیث قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل و ھو غیر القیام المنہی لان ذلک بمعنی الوقوف و ھذا بمعنی النھوض و لیس ھو القیام الذی یتعاھدہ الاعاجم تعظیما و انما کان سعد وجعا لمارمی فی اکحلہ فامرھم بالقیام لیعینوہ علی النزول من الحمار لئلا یھیج عرقہ بالاضطراب و لو اراد التعظیم لقال قوموا لسیدکم و فیہ نظر لان الی افخم کانہ قیل قوموا واذھبوا الیہ تلقیا و کرامۃ یشعر بہ وصفہ بالسیادۃ و احتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا اقبلوا قال القاضی و لیس ھو من القیام المنھی عنہ انما ھو فیمن یقومون علیہ و ھو جالس و یمثلون قیاما طول جلوسہ و حدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضھم بعضا ای بعظم لاجل مالہ و منصبہ بل لا یعظم لصلاحہ و علمہ

ترجمہ ۔ در وفات نبویہ تا آخر آنچہ کہ اورا حافظ گفت ۔ و گفت علامہ شیخ محمد طاہر فتنی در مجمع بحار در غرائب تنزیل و لطائف اخبار ۔ و حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوئی سید شما ۔ در وی استحباب قیام است وقت در آمدن افضل ۔ و این غیر است از قیام منہی از انکہ او بمعنی وقوف یعنی استادن است ۔ و این بمعنی نہوض یعنی برخاستن ۔ و این آن قیامی نیست کہ عجمیان برائی تعظیم مقرر کردہ اند ۔ و جزاین نیست کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دردمند بود از انکہ در رگ او اکحل از ہفت اندام تیرے رسیدہ بود پس حکم کرد او صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بالقیام تا او را برفرود آمدن از حمار مدد کنند کہ باضطراب رگ او کشادہ نہ شود و اگر ارادہ کردے تعظیم را ہر آئینہ گفتی قوموا لسیدکم یعنی برخیزید برائی سید خود ۔ و درو نظری است از انکہ الی افخم است یعنی برائی بزرگی است ۔ گویا کہ او گفتہ شد قوموا و اذھبوا الیہ تلقیا و کرامۃ یعنی برخیزید و بروید بسوئی او بنابر ملاقات و بزرگی کہ یاد آگہی شود بوصف سیادت یعنی تا سرداری او ۔ و اندر افتہ شود ۔ و حجت گرفتہ اند باو ہمہ جمہور برائی اکرام اہل فضل بقیام وقتیکہ پیش بیایند آن اہل فضل ۔ گفت قاضی کہ او از قیام منہی عنہ نیست از انکہ این قیام منہی عنہ در حق کسی است کہ ہمہ بروئی استادہ باشند و او نشستہ و تا درازی نشست او ہمہ بخدمت برپا ایستادہ می باشند ۔ و حدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضھم بعضا ای یعظم لاجل مالہ و منصبہ بل لا یعظم لصلاحہ و علمہ یعنی برنخیزید شما ہمچو عجمیان کہ بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی تعظیم میکنند بسبب مال و منصب او نہ کہ تعظیم میکنند برائی صلاح او

وحديث كانوا اذا رأوه لم يقوموا له وذلك للاتحاد الموجب لرفع الحشمة
ومتى صفت القلوب استغنت عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام
وتركه بحسب الازمان والاشخاص انتهى وقال العلامة الملا علي القاري في
مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح تحت حديث قوموا الى سيدكم قيل اى
للتعظيم ويستدل به على عدم كراهيته فيكون الامر للاباحة او لبيان الجواز و
قيل قوموا لاعانته للنزول عن الحمار اذ كان به مرض واثر جرح اصابه يوم الاحزاب
ولو اراد تعظيمه لقال قوموا لسيدكم وتعقب الطيبي هذا بان الى في هذا المقام
افخم من اللام وقال بعض العلماء في الحديث اكرام اهل الفضل من علم و
صلاح او شرف بالقيام اذا اقبلوا هكذا احتج بالحديث جماهير العلماء وقال
القاضي عياض القيام المنهي عنه تمثلهم قياما طول جلوسه وقال النووي
هذا القيام للقادم من اهل الفضل مستحب وقد جاء احاديث ولم يصح في النهي عنه

ترجمه وحدیث کانوا اذا راوه لم یقوموا له یعنی اصحاب نبی صلی الله علیه وسلم هرگاه که آنحضرت صلعم را میدیدند نمی برخاستند
برای او صلی الله علیه وسلم - واین بنابر اتحادی است که موجب است برداشتن حیا و دبدبه را - وهرگاه دلها صفا پذیرند از
تکلف اظهار چیزی که در دل است بی نیازی شوند - وحاصل آنکه قیام وترک او بحسب زمانها و شخصها است
وگفت علامه ملا علی قاری در مرقات مفاتیح شرح مشکوة مصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم - که گفته شد
ای للتعظیم یعنی برای تعظیم او برخیزید سوی سردار شما - وبدو دلیل حاصل آید بر عدم کراهت او یعنی این قول دلیل است
که قیام برای تعظیم مکروه نیست پس این امر برای اباحت باشد یا برای بیان جواز یعنی این امر او صلعم برای مباح کردن یا جائز
نمودن قیام تعظیم آمده - وگفته شد قوموا لاعانته للنزول عن الحمار یعنی برخیزید برای اعانت فرود آمدن از حمار
از انکه او یعنی حضرت سعد رضی الله عنه مریض بود واثر زخم داشت برگ اکحل خود که بروز جنگ احزاب خورده بود و
اگر اراده داشتی تعظیم او را آنحضرت گفتی قوموا لسیدکم - وپس از گرفت طیبی یعنی بحر اتش گفت این که تحقیق الی درین
مقام از حرف لام فخیم وبزرگ است - وگفته اند بعض علمای الحدیث که اکرام اهل فضل القیام است که هرگاه که
بیایند بسبب علم وصلاح شان یا بشرف ایشان که درین حدیث است همچنین جماهیر علما ازین حدیث حجت گرفته اند
وگفت قاضی عیاض که قیام منهی عنه بخدمت ایستادن شان است برخاسته شده تا درازی نشستن او - وگفت نووی
این قیام که برای آینده از اهل فضل است مستحب است - وتحقیق احادیث آمده ودر نهی

فیصله ملا علی قاری در حدیث قوموا الی سیدکم مع اقوال تاویلی
جواب طیبی [illegible]

شئ صریح وقد جمعت کل ذٰلک مع کلام العلماء علیہ فی جزءٍ وقال الامامُ
حجۃُ الاسلام القیامُ مکروہٌ علی سبیلِ الاعظام لاعلی سبیل الاکرام ولعلّ اراد
بالاکرام القیامُ للتحیۃ لمزیدِ المحبۃِ کما تدل علیہ المصافحۃ وبالاعظام التمثّل لہ
بالقیامِ وھو جالسٌ علی عادۃِ الامراءِ الفخام وقال الملا علی المذکور فیہ ایضًا فی
حدیثٍ کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذٰلک ای لقیامھم تواضعًا
لربہ ومخالفۃً لعادۃِ المتکبرین والمتجبّرین بل اختار الثبات علی عادۃ العرب
فی ترک التکلّف فی قیامھم وجلوسھم واکلھم وشربھم ولبسھم ومشیھم
وسائر افعالھم واخلاقھم ولذا رُوی انا واتقیاءُ امتی براءٌ من التکلف +
قال الطیبی ولعل الکراھیۃ بسبب المحبۃ المقتضیۃ للاتحادِ الموجبۃ لرفع
التکلّف والحشمۃ ویدلّ علیہ قولہ لم یکن شخصٌ احبَّ الیھم من رسول اللّٰہ
صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وقال الامام ابوحامد مھما تمّ الاتحاد خفّت الحقوقُ

ترجمہ — در تحقیق جمع کردہ شد ایں ہمہ احادیث باکلام علماء کہ بروے ست در جزوی۔
وگفت امام حجۃ الاسلام کہ قیام مکروہ ست بر طریق اعظام یعنی بزرگی نمودن نہ بر طریق اکرام یعنی بزرگ داشتن۔
وباشد کہ ارادہ کردہ باکرام قیام برائی تحیت وسلام بسبب زیادتی محبت چنانچہ مصافحہ بروے دلالت میکند۔ و
باعظام برائی او بخدمت ایستادن برخاستہ درانحالیکہ او نشستہ باشد بر عادتِ امرائی فخام۔ وگفت ملا علی مذکور
نیز در مرقات درباب حدیث کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذٰلک یعنی چوں ایشاں
آں سلم را می دیدند برنمی خاستند از آنکہ می دانستند ... قیام شان از او ... برائی تواضع و
فروتنی برائی پروردگار خود و از روی مخالفت بعادتِ متکبرین ومتجبرین یعنی غرور کنندگان وظلم کنندگان۔
بلکہ اختیار کرد آں صلعم ثبات یعنی برجا بودن وقرار گرفتن را بر عادتِ عرب در ترک تکلف در نشست وبرخاست
شاں وخورد ونوش شاں وپوشش ورفتار شاں وہمہ افعال واخلاقِ شاں۔ وازیں رو روایت کردہ شد
انا واتقیاء امتی براءٌ من التکلف یعنی من وپرہیزگاران امت من از تکلف برئ اند وبیزار شدہ۔
گفت طیبی وباشد کہ کراہت بسبب محبت است کہ مقتضی برائے اتحاد است کہ موجب است مر رفع تکلف وحشمت را یعنی ایں اتحاد کہ تقاضا
محبت است ... وشرم برداشتن را موجب باشد وباز درمیان شاں تکلف وحشمت برخیزد ورنہ کراہیت آرد۔ ودلالت میکند برو قول او کہ لم
یکن شخص احبّ الیھم من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یعنی ایشاں را شخصے محبوب تر از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نبود۔ وگفت
امام ابوحامد ہر چند کہ اتحاد درست شد کم وسبک شدند حقوق ...

نقل طیبی بمعنی ...

تاویل ابوحامد رضی

بینهم مثل القیامِ والاعتذارِ والثناءِ فانها وان کانت من حقوق الصحبة لکن
فی ضمنها نوعٌ من الاجنبیةِ والتکلفِ فاذا تمّ الاتحاد یطوی بساط التکلف لکنه
فلا یسلک به الامساک نفسه لان هذه الاداب الظاهرة عنوان الاداب الباطنة
فاذا صفت القلوب بالمحبة استغنت عن تکلفِ اظهار ما فیها والحاصل ان القیام
وترکه یختلف بحسب الازمان والاشخاص والاحوال وقال الملا علی المذکور فیه
ایضًا فی حدیثِ من سره ان یتمثل له الرجال قیامًا الحدیث قیل هذا الوعید لمن
یسلك فیه طریق التکبر بقرینةِ السرور بالمثول واما اذا لم یطلب ذلك وقاموا من
تلقاءِ انفسهم طلبًا للثواب او لارادةِ التواضع فلا باس به وقد روی البیهقی فی شعب
الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یامرهم بذلك ویلزمهم ایاه علی مذهب
الکبر والنخوة قال وفی حدیث سعد دلالة علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس
الفاضل والوالی العادل او المتعلم للمعلم مستحبٌ غیر مکروه وقال البیهقی هذا القیام
یکون فی هذا المقام علی وجه البر والاکرام کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحة

ترجمہ که در میان شان اند چون قیام وعذر خواهی وثنا. پس هر آئینه اینها اگرچه از حقوق صحبت اند لیکن در ضمن
نوعی از اجنبیت وتکلف است. پس چون اتحاد درست شد بساط تکلف تمامه پیچیده میشود وطی گردد. وباو سلوک نکرده شود
یاره نگرفته شود مگر راه نفس او از انکه این آداب ظاهره عنوان آداب باطنه اند وچون دلها بمحبت صاف شدند مستغنی
شدند از تکلف اظهار آنچه که درو است. وحاصل اینکه قیام وترک او بحسب زمانها واشخاص واحوال مختلف میباشد. وگفت
ملا علی مذکور نیز درو. درباب حدیث من سره ان یتمثل له الرجال قیامًا الحدیث یعنی هر آنکه شاد کند او را آنکه مردان
برای او قیام کرده بخدمت ایستاده باشند. گفته شد این وعید است برای کسیکه ره گرفت در راه تکبر بقرینة السرور
بالمثول یعنی شاد شدن بهر کمربستگی خود. ولیکن هرگاه او نخواست این وقیام کردند ایشان بملاقی شدن نفسهای خود طلب
ثواب را یا بنا بر اراده تواضع پس باکی نیست باو. وتحقیق روایت کرده است بیهقی در شعب ایمان از خطابی در معنی این
حدیث ساد آنکه امر کند باین ایشان را وملازم کند ایشان را مر خود را بر مذهب کبر ونخوت. گفت در حدیث سعد رضی الله عنه
دلالت است بر اینکه قیام مرد پیش رئیس فاضل و والی عادل وقیام متعلم برای معلم مستحب است غیر مکروه وگفت بیهقی این قیام در قیام
بر وجه نکوئی واکرام باشد چنانکه قیام انصار رضی الله عنهم برای حضرت سعد رضی الله عنه. وقیام حضرت طلحه رضی الله عنه

تفسیر ملا علی قاری در حدیث
من سره ان یتمثل له الرجال قیامًا الحدیث

تاویل بیهقی در معنی حدیث

لکعب بن مالك ولا ینبغی الذی یقام له ان یرید ذلك من صاحبه حتی ان لم یفعل حقد علیه او شکاه او عاتبه، وقال الملا علی المذکور فیه ایضًا فی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضًا ای لماله ومنصبه وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکره ابن ملك وقال شارح من علمائنا ایضًا اذا کان القیام والتعظیم لله فحسن انتهی. تکمیل الجواب فی الاستشفاع بعالی الجناب قال السید السمهودی فی الوفاء اعلم ان الاستغاثة والتشفع بالنبی صلی الله علیه وسلم وبجاهه وبقربه الی ربه تعالی من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقه صلی الله علیه وسلم وبعد خلقه فی حیاته الدنیویة ومدة البرزخ وعرصات القیمة الحال الاولی ورد فیه اثار عن الانبیاء صلوات الله علیهم ولنقتصر علی ما رواه جماعة منهم الحاکم وصحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اقترف ادم الخطیئة قال یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا ادم وکیف عرفت محمدًا ولم اخلقه

ترجمه برای کعب ابن مالک رضی الله عنهما بود. ونمی زیبد کسی را که قیام کرده شود برای او آنکه خواهد از صاحب خود این را تا آنکه اگر نکند او کینه کند بر او یا او را شکایت کند یا بر او خشم گیرد. وگفت ملا علی مذکور درو نیز در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضًا ای لماله ومنصبه یعنی نه برخیزید چنانکه برخیزند عجمیان که بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی بنا بر مال ومنصب او. وجز این نیست که سزاوار باشد ومی زیبد تعظیم برای علم وصلاح که ابن ملک او را ذکر کرد. وگفت شارحی از علمای ما نیز هرگاه که قیام وتعظیم خدا را باشد ای لوجه الله پس حسن ونیک است انتهی. **تکمیل جواب** در شفاعت خواستن بعالی جناب. گفت سید سمهودی در وفا. بدانکه هر آئینه مدد وشفاعت خواستن بنبی صلی الله علیه وسلم وبمرتبه او وقرب او سوی پروردگار او تعالی از فعل انبیاء ومرسلین واز سیر نکوکاران پیشین واقع است در حال قبل پیدایش او صلی الله علیه وسلم وبعد پیدایش او صلعم در حیات دنیوی او ودر زمان مدت برزخ ودر میدانهای قیامت. حال اول یعنی قبل پیدایش وارد شده است درو آثار از انبیاء صلوات الله علیهم. وهر آئینه کوتاه میکنیم بر آنچه که روایت کرده است او را جماعه از ایشان حاکم است که او اسناد او صحیح کرده از عمر بن خطاب رضی الله عنه که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم که چون آدم علیه السلام خطا ورزید گفت اے پروردگار من از تو می خواهم بحق محمد صلی الله علیه وسلم برائے آنکه تو بخشی مرا. پس فرمود خدائے برتر اے آدم چگونه شناختی محمد را حال آنکه او را نیافریدم

تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم

استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث حضرت عمر رضی الله عنه

قال يا ربِّ لانك خلقتني بيدك ونفخت فيّ من روحك رفعتُ رأسي فرايتُ على قوائم العرشِ مكتوبًا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفتُ انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله تعالى صدقت يا آدم انه لاحبُّ الخلق اليّ اذا سألتني بحقه فقد غفرتُ لك ولولا محمدٌ ما خلقتك صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه رواه الطبراني وزاد وهو اٰخر الانبياء من ذريتك الى اٰخر ما قال **تنبيه** واما اعتاده الناس و صار متعارفا بينهم لا سيما في الحرمين الشريفين من القيام عند ذكر الولادة الشريفة النبوية في قرءة كيفية مولد الذات المصطفوية صلى الله عليه وسلم وشرف ومجد وعظم فهو بدعة حسنة لانه داخل تحت قواعد الشرع و اصوله وليس فيه مخالفة للسنة ولا مفسدة وبينوا لدخوله فيها وجوهات فقيل لتعظيمه صلى الله عليه وسلم عند ذلك وقيل لتحضر روحانيته صلى الله عليه وسلم حينئذ وقيل لتصور انتقاله من عالم الارواح الى عالم الاشباح او تخيل

واما اعتاده الناس من القيام عند ذكر ولادت الشريفة

ترجمه گفت اے رب از انکه هر آئینه تو پیدا کردی مرا بدست خود ودمیدی درمن از روح خود بلند کردم سر خود۔ پس دیدم بر قوائم عرش نوشته لا اله الا الله محمد رسول الله۔ پس دانستم که هر آئینه تو نسبت نکردی سوی نام خود مگر که محبوب ترین خلق الیٰ که هست سوی تو۔ پس فرمود خدای برتر۔ راست گفتی ای آدم که هر آئینه او محبوب ترین خلق است سوی من۔ هرگاه که تو خواستی مرا بحق او پس بتحقیق بخشیدم ترا و اگر محمد نبودی ترا نیافریدمی صلی الله علیه وسلم و علی آله و اصحابه۔ روایت کرد او را طبرانی و بیفزود اینکه وا و آخر انبیاء است از اولاد تو۔ تا آخر انچه گفت۔

تنبیه واما انچه آدمیان او را عادت گرفته اند و در میان شان مشهور و متعارف شده خصوصًا در حرمین شریفین از قیام وقت ذکر ولادت شریف نبوی در خواندن بیان مولد ذات مصطفوی رحمت باد و خدای برتر بر او و سلام باد و شرف و بزرگی و عظمت باد۔ پس او بدعة حسنه است از انکه داخل تحت قواعد شرع و اصول است۔ و در وی مخالفت از سنت نیست۔ و نه او مفسدت و بیان کرده اند برای دخول او در سنت وجوهات۔ پس گفته شد که برای تعظیم او است صلی الله علیه وسلم در ین وقت یعنی قیام که وقت ذکر ولادت شریف کرده میشود بنا بر تعظیم او صلعم است۔ و گفته شد که بنا بر حاضر آمدن روحانیه او است صلی الله علیه وسلم در ین وقت و گفته شد که بنا بر تصور انتقالی او است صلعم از عالم ارواح سوی عالم اشباح اے عالم اجسام۔ یا تخیل

بیان آنکه قیام در ذکر میلاد شریف بزرگ حسن است و این مخالف سنت نیست و نه مفسده و وجوه دخول او در سنت

بروزہا الشریف من بطن امہ المنیف وقیل غیر ذلک ولا یخفی ما فیہا من الانظار والابحاث والذی یفہمہ ہذا الفقیر ان اصلہ ہو شکر الحق تعالیٰ علی ایجادہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقتہ وبعثتہ التی ہی من اعظم نعم تعالیٰ علی العلمین واکبر منتہ سبحانہ علی کافۃ المؤمنین کیف لا وہی نعمۃ لولاہا ما خلق اللہ الخلق وما اظہر الربوبیۃ وما خلق الافلاک والجنۃ والنار ونطقت بہا الصحف والتورٰۃ والانجیل وبشر بہا الخلیل والکلیم وروح اللہ والانبیاء والرسل جیلاً بعد جیل صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم عموماً وعلی افضلہم خصوصاً قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم اٰیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ٥ وقال سبحانہ وما ارسلناک (الآیۃ) وقال صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً

ترجمہ بروز شریفش از شکم مادر عفیف خود بسبب خیال بستہ شدن ظہور شریف و سلیم از شکم مادر بزرگ خود۔ و گفتہ شد غیر ازین۔ و پوشیدہ نمی باشد آنچہ در وے ہست از نظرہا و بحثہا۔ و آنکہ می فہمد او را این فقیر آنکہ اصلش او شکر خدائے برتر است بر نعمت ایجاد او صلی اللہ علیہ وسلم و پیدائش او و بر انگیختن او برسالت آنکہ او بزرگترین نعمتہائے او تعالیٰ ہست بر عالمیان و بلند ترین منت ہائے او سبحانہ ہست بر گروہ مومنان۔ چگونہ نیست حالانکہ او نعمتی است کہ اگر او نبودے خدائے برتر خلق را پیدا نفرمودے و ربوبیت را ظاہر نفرمودے۔ و نہ آسمانہا و نہ جنت و دوزخ پیدا کردے کہ ناطق آمدہ اند باو صحیفہا و تورات و انجیل و بشارت دادہ اند باو خلیل و کلیم و روح اللہ و انبیاء و رسولان گروہ بعد گروہ درودہائے خدائے برتر و تسلیمہائے او بر ایشان عموماً باد و بر افضل شان خصوصاً۔

فرمود خدائے برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم اٰیٰتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ٥ یعنی برآئینہ بتحقیق منت نہاد خدا بر مومنان از آنکہ فرستاد درمیان شان رسولے از جنس شان کہ میخواند بر ایشان آیات او و صاف می کند شان را و می آموزد ایشان را کتاب و حکمت اگرچہ بیش ازیں البتہ در گمراہی بودند ظاہر باہر کنندہ از حق۔ و فرمود سبحانہ در سورۂ انبیاء رکوع ہفتم وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ٥ و نہ فرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان۔ و فر

اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار و
فی روایة ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا کذا عزاه الیهما الملا علی القاری فما لها
من نعمة ویجب علی کل الخلق شکرها والشکر علی النعمة یستلزم ذکرها وذکرها
فی الملاء خیر من ذکرها فی النفس لاجل ذلک وضع المحبون العاشقون اهل
السنة والجماعة لذلک الذکر کیفیة مخصوصة من اجتماعهم واستحضار
قلوبهم لذلک الشکر وتوجههم الیه بالکلیة وذکرهم کیفیة حمله صلی الله
علیه وسلم الذی هو صبح طلوع شمس وجوده الشریف وما ظهر فی اثناء ذلک
الحمل المنیف من الآیات الباهرات والخوارق والمعجزات وکیفیة وضعه
صلی الله علیه وسلم وطلوع شمس وجوده المسعود وبروزه من عالم الغیب الی
عالم الشهود وقدومه من عالم الارواح الی عالم الاشباح وحضور الملائکة الکرام
وآسیة ومریم بنت عمران وحضور حور الجنان وهتوف الهواتف واخماد النیران
وهدم ایوان کسری وفیض معین فی سماوة وغیض بحیرة ساوة واستبشار الانس
والجن والوحوش والطیور والملائکة واهل البر والبحر والدنیا والآخرة

ترجمہ که جبریل نزدم آمد و گفت ای محمد اگر تو نمی بودی جنت را پیدا کردمی و اگر تو نمی بودی دوزخ را پیدا نکردمی. و در روایت
ابن عساکر است اگر تو نمی بودی من دنیا را پیدا نکردمی. همچنان نسبت کرد او را ملا علی قاری سوی هر دو. پس کدام نعمت
بر چنین از نعمتی است و واجب است بر همه خلق شکر این نعمت. و شکر بر نعمت ذکر نعمت را مستلزم است. و ذکر نعمت
آشکارا بهتر است از ذکر نعمت در نفس. بنا بر این محبان و عاشقان اهل سنت و جماعت این ذکر را کیفیت مخصوصه وضع
کرده و بنا نهاده اند از اجتماع خود شان و حاضر آوردن دلها خود برای این شکر و متوجه شدن خود تمام سوی او
و بیان کردن شان کیفیت حمل او صلی الله علیه وسلم آنکه او صبح درخشیدن آفتاب وجود شریف او است. و آنچه در اثنای
این حمل بزرگ از نشانهای روشن و خوارق و معجزات ظاهر شده. و کیفیت وضع او صلی الله علیه وسلم یعنی زادن مادرش او را صلعم
و درخشیدن آفتاب وجود مسعود او صلعم. و بیرون آمدنش صلعم از عالم غیب سوی عالم شهود. و پیش آمدنش صلعم از عالم
ارواح سوی عالم اجساد. و حاضر شدن ملائکه کرام. و آسیه. و مریم بنت عمران. و حاضر شدن حوران جنتها. و ندا دادن ندا کنندگان
غیب. و سرد شدن آتش. و در افتادن طاقهای کسری. و روان شدن چشمه در سماوه. و پنهان شدن دریای ساوه.
و مژده رسانی انس و جن و وحشیان و پرندگان و فرشتگان و ساکنان بر و بحر و دنیا و آخرت

بیان آنکه میلاد شریف بیعت و جواز او در ماتی [illegible]

بقدومه صلی الله علیه وسلم ویسمّون مجموع ذلک بالمولد الشریف فیتلونه لیسرّوا
بکمال السرور ویجمّوا تمام الحبور ویشکروا الله علی حصول هٰذهِ النعمة العظمیٰ والدولة
القصویٰ ومن تمام ذالک الشکرِ اطعامُ الطعام عقب ذٰلک المولدِ المنیف وھٰذا
القیامِ ما ھو الا شکر الحق تعالیٰ علیٰ ھذه النعمة السنیة وقد کان یحق القیامُ لاداء
الشکر من شروع ذکر المولد الشریف الیٰ انتہائہ لان الشکر یلزم بمجرد ذکرِ النعمة وحیث
کان فی ذٰلک حرجٌ وتکلیفٌ اکتُفی بالقیام الشکری عند ذکر الجزء الاعظم مِنْ
میلادہٖ صلی الله علیه وسلم الذی ھو وضعہا المنیف وحین ظہور بدر وجوده
الشریف وتخصیص اداءِ الشکر بالقیام مدلّلٌ بدلیل عادة العربِ العرباءِ
بدلیل حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم للشکر والدعاء وحدیث براءة
عائشة رضی الله عنہا وبدلیل قیامِ المصلی وحمده وشکره علی التوفیق لاداء العبودیة
للملک المعبود فی الرکوع والسجود الا تریٰ اَن من فاته القیامُ مع الامام وادرک
الرکوع ادرک الرکعة ومن فاته الرکوع فاته الرکعةُ ۔ اما عادة العرب ففی تاریخ الخمیس
قال فی المنتقیٰ رُوی اَنَّ امنة لما ولدته صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: با مدِ تشریف آوریِ او صلی الله علیه وسلم ۔ ومجموعِ ایں بمولد شریف نام می نہند ۔ پس میخوانند اورا
تا خوشنود شوند بکمال سرور ۔ وشادی میکنند ہرچہ میتوانند کرد ۔ وشکر بجا آرند برائی خدائی برتر بر حصول ایں نعمتِ
عظمیٰ ودولتِ قصویٰ یعنی منتہا ۔ ولمد تمامِ ایں شکر پس ایں مولد بزرگ طعام خورانیدن ہست ۔ وایں قیام که
نیست و مگر شکرِ خدائی برتر بریں نعمتِ روشن ۔ وتحقیق سزاوار می بود ایں قیام ادائی شکر را از ابتدائے ذکر مولدِ شریف
تا انتہائی او از آنکه شکر لازم می شود بمجرد ذکرِ نعمت ۔ وہرجا که دریں حرج وتکلیف بود بقیامِ شکری بس کرده
شود وقت ذکرِ جزوِ اعظم از میلادِ او صلی الله علیه وسلم آنکه او از وضعِ منیفِ واست یعنی برآمدنِ او صلی الله علیه وسلم
از شکم بزرگ مادرش ۔ ووقت ظہورِ بدرِ وجودِ شریفِ واست صلعم که مراد از وقت تولد است ۔ وادائی شکر
بقیام خاص کردن مدلّل است بدلیل عادتِ عربِ عربا یعنی عربِ خالص ۔ وبدلیل حدیث قیامِ او صلی الله علیه وسلم
بعد ختمِ قرآن مجید برائی شکر ودعا ۔ وحدیثِ برأت حضرت عائشه رضی الله عنہا ۔ وبدلیل قیامِ مُصلّی وحمد وشکرِ او بر توفیق بنا برادائے بندگی ملک
معبود در رکوع وسجود ۔ آیا نمی بینی که ہر آئنه کسیکه از او قیام فوت شد با امام ودر گرفت رکوع را در گرفت رکعت را وکسیکه از و رکوع فوت شد فوت شد
از و رکعت لیکن عادتِ عرب پس در تاریخِ خمیس است گفت در منتقی روایت کرده شده که ہر آئنه حضرت آمنه چوں بزائید او صلی الله علیه وسلم را

ارسلت الی عبد المطلب وجاءه البشیر وهو جالس فی الحجر معه ولده ورجال
من قومه فاخبره ان آمنة ولدت غلاما فسر بذلک عبد المطلب وقام هو
من کان معه ودخل علیها فاخبرته بکل ما رأت وما قیل لها وما امرت به
فاخذه عبد المطلب فادخله جوف الکعبة وقام عندها یدعو الله ویشکره
علی ما اعطاه الی آخر ما قال واما حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم
للشکر والدعاء ففی النشر فی قرأة العشر للحافظ الجزری رحمه الله بروایة عن ابی
هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ختم القرآن دعا
قائما قال وکذا رواه ابو الفرج بن جوزی فی کتاب الوفا بروایة من ابی جعفر
قال کان علی بن الحسین رضی الله عنهما یذکر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه
کان اذا ختم القرآن حمد الله بمحامد وهو قائم ثم یقول الحدیث قال واخرجه
البیهقی فی شعب الایمان انتهی واما حدیث براءة عائشة رض ففی صحیح البخاری
عن عروة عن عائشة رضی الله عنها فی حدیث الافک قالت فوالله ما رام

ترجمه فرستاد خبر رسانی سوی عبد المطلب این مژده دهنده بیامد نزد او - و او نشسته بود در حجر یعنی اندرون
حطیم جانب دیوار شمالی کعبه - با او پسرش بود و مردمان از قوم او - پس آگهی داد او را که بر آمنه حضرت آمنه پسر زاییده
پس خوش شد ازین عبد المطلب و برخاست او و کسیکه با او بود - و در آمد نزد آمنه - پس خبر داد او را آمنه بهمه آنچه از دیده
و آنچه او را گفته شده - و آنچه باو حکم کرده شده - پس برگرفت عبد المطلب و صلعم را در آن بر ... از جوف کعبه
یعنی اندرون کعبه و استاد نزد کعبه که بخواند و دعا کند خدای را و شکر کند او را بر آنچه که عطا کرده او را تا آخر آنچه گفت
و لیکن حدیث قیام او صلی الله علیه وسلم بعد ختم برای شکر و دعا پس در کتاب نشر فی قراءات العشر است که برای
حافظ جزری است رحمه الله بروایت از ابو هریره رضی الله عنه گفت بودند رسول خدا صلی الله علیه وسلم بیگاه
قرآن ختم میکرد استاده دعا میخواند - گفت و همچنین روایت کرده او را ابو الفرج بن جوزی در کتاب وفا بروایت
است از ابو جعفر که گفت بود علی بن حسین رضی الله عنهما ذکر میکرد از نبی صلی الله علیه وسلم که هر آینه او صلعم چون ختم
قرآن میکرد حمد میکرد خدای را به محامد در حالیکه او صلعم بر پا بودی باز میگفتی تا آخر حدیث - گفت و بر آورده
او را بیهقی در شعب ایمان انتهی - و لیکن حدیث برات حضرت عائشه رضی الله عنها پس در صحیح بخاری است از عروه از عائشه
رضی الله عنها در حدیث افک یعنی دروغ بستن بر ایشان او رضی الله عنها پس قسم خدای را که قصد کرد او صلعم بادله

روایت قیام شکر حسب دعا بعد ختم ... از صحیحین ... مسلم

قول ... از حدیث برائة ... [illegible] بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا خرج احد من اھل البیت حتی انزل علیہ

فاخذہ ما کان یاخذ من البرحاء حتی انہ لیتحدر منہ مثل الجمان من العرق

وھو فی یوم شات من ثقل القول الذی ینزل علیہ قالت فلما سری عن رسول

اللہ صلعم وسری عنہ وھو یضحک فکانت اول کلمۃ تکلم بھا یا عائشۃ اما

اللہ فقد برءک فقالت امی قومی الیہ فقلت واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد

الا اللہ عز وجل الحدیث۔ قال القسطلانی قومی الیہ صلی اللہ علیہ وسلم

لاجل ما بشرک بہ ای اشکریہ علی ذلک بالقیام الیہ وکان القیام الیہ صلی

اللہ علیہ وسلم ھو الاکمل والافضل لھا فی ذلک المقام لاداء حقہ وشکرہ

علیہ افضل الصلوۃ والسلام ولکن غلبہا الحال المنزل علیہا من الحق المتعال و

حملہا علی الاول علی الخالق والجلال فکیف لا یجب القیام من یجب علیہ شکرہ

عند تذکر ما انعم علیہ بواسطتہ من النعم الظاہرۃ والباطنۃ والدنیویۃ و

الاخرویۃ فافھمہ فانہ ھو الاصل عند اولی الالباب وان اردت

ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ونہ بیرون آمد کسی از اہل بیت تا آنکہ وحی نازل کردہ شد بر او صلی اللہ علیہ وسلم پس درگرفت او را چیزے کہ درمیگرفت از شدت تپ تا آنکہ ہر آئینہ از و صلعم ہمچو مروارید از عرق می چکید حالانکہ او در روز سرما بود از بار قول کہ آن بر و فرود می آمد۔ گفت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پس ہرگاہ کہ کشف کردہ شد از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آنچہ کہ او را لاحق آمد واز و صلعم از وافاقہ گرفت یعنی بخود در آمد در حالیکہ او صلعم تبسم می فرمود اے بشگفت آمد پس شد اول کلمہ کہ بدو کلام فرمودہ یا عائشۃ اما اللہ فقد برءک یعنی اے عائشہ لیکن خدای برتر پس تحقیق ترا بری فرمود۔ پس مادر من گفت مرا برخیز سوئی او صلعم۔ پس گفتم من قسم خدائی را نخواہم برخاست سوئی او ونہ حمد کنم مگر خدائی عز وجل را تا آخر حدیث۔ گفت قسطلانی از قول او بحضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا برخیز سوئی او صلی اللہ علیہ وسلم از بہر آنچہ کہ ترا بشارت داد بآن یعنی است کہ شکر کن او را برین شرف بسوئے او ایستادہ۔ حالانکہ این قیام درین مقام سوئی آن صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ او اکمل وافضل برائے او است صلی اللہ عنہا برائے ادائے حق او وشکر او علیہ افضل الصلوۃ والسلام۔ ولیکن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا را در ان حال حالی غلبہ کرد کہ از حق متعال برو فرود آمدہ بود نزول کردہ۔ واو برداشت وحمل نمود صدیقہ رضی اللہ عنہا بنا ذکر شہا بر بنائے خلق و بر جلال۔ پس چگونہ واجب نشود قیام کسی را کہ واجب شود بروی شکر او صلی اللہ علیہ وسلم وقت یاد آوردن آنچہ کہ انعام کردہ بر او بواسطہ او صلعم از نعمتہائے ظاہرہ وباطنہ ودنیوی واخروی۔ پس

بیان آنکہ وجوب شکر قیام هنگام ذکر ولادت شریف واجب است واقوال علماء متقدمین بر وجوب آن اند وعمل بر آن

النقل من الکتاب فقال العلامۃ الشیخ علی ابن برهان الدین الحلبی فی کتابه انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المشهور بالسیرۃ الحلبیۃ جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللہ علیه وسلم ان یقوموا تعظیما له صلی اللہ علیه وسلم وهذا القیام بدعۃ حسنۃ لانه لیس کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمه صلی اللہ علیه وسلم من عالم الامۃ مقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره فقد حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشد بالقول الصرصری رحمه اللہ فی مدحه وشرفه وعظمه صلی اللہ علیه وسلم

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب ‌ ‌ ‌ علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ‌ ‌ ‌ قیاما صفوفا او جثیا علی رکب

تحفۃ ۱۲

ترجمہ واگر تو می خواہی نقل از کتاب پس گفت علامہ شیخ علی برہان الدین حلبی در کتاب خود کہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون است مشہور بہ سیرت حلبیہ کہ بسیار از آدمیان عادت گرفتہ اند کہ ہرگاہ کہ ذکر وضع یعنی ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم گویا شنوند آنکہ بر می خیزند بنا بر تعظیم برای او صلی اللہ علیہ وسلم۔ واین قیام بدعت حسنہ است از آنکہ ہر آئینہ آنکہ ہر بدعت مذموم نیست وتحقیق گفت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ در گرد آمدن آدمیان برای نماز تراویح نعمت البدعۃ یعنی نیکو است این بدعت۔ وتحقیق یافتہ شد این قیام وقت ذکر اسم او صلی اللہ علیہ وسلم از عالم امت وپیشوایان امامان کہ از راہ دین وپرہیزگاری است از حضرت امام تقی الدین السبکی۔ وپیروی کرد او در این عمل مشائخ اسلام در زمانہ خود۔ پس تحقیق حکایت کرد بعض شان کہ ہر آئینہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نزدش جمع کثیر از علمای عصر او جمع آمدند پس خواننده شعر گفتن آغاز کرد بقول ترجمہ خدای برتر او را رحم کند در مدح او وشرف او وعظمت او صلی اللہ علیہ وسلم اشعار

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب ‌ ‌ ‌ علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ‌ ‌ ‌ قیاما صفوفا او جثیا علی رکب

تحفۃ ۱۲

یعنی مدح مصطفی را صلی اللہ علیہ وسلم بزر نوشتن کسیکہ از کتب نیکو تر بر ورق سیم نوشتہ۔ وہر آئینہ ہنگام شنیدن او برخاستن اشراف قیام صف بستہ یا بزانو ایستادہ کاری اندک است کہ بنظم پارسی این چنین گفتہ آمد اشعار

گر مدح مصطفی را نیکوترین نگارے ‌ ‌ ‌ از زر نوشت بر سیم ہم کمترین کارے
اشراف در شنیدہ برخاستند صف ہا ‌ ‌ ‌ بر زانوی او بپا استادہ چون بہارے

قیام امام سبکی ... رحمہ اللہ وتقی الدین ...

فعند ذلك قام الامام السبكى رحمه الله تعالى وجميع من بالمجلس فحصل انس كثير بذالك المجلس ويكفى ذلك فى الاقتداء وقد قال ابن حجر الهيثمى رحمه الله والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة ومن ثم قال الامام ابوشامه شيخ الامام النووى رحمهما الله تعالى ومن احسن ما ابتدع فى زماننا ما يفعل كل عام فى اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلى الله عليه وسلم وتعظيمه فى قلب فاعل ذلك وشكر الله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله صلى الله عليه وسلم الذى ارسله رحمة للعالمين هذا كلامه قال السخاوى لم يفعله احد من السلف فى القرون الثلثة وانما حدث بعد ثم لا يزال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد

ترجمہ پس امام سبکی رحمہ اللہ در بوقت برخاست وہمہ آنان کہ درمجلس بودند۔ پس انس بسیار ازیں مجلس حاصل شد ولبس میشود این در اقتدای۔ وتحقیق گفت ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ وحاصل آنکہ بدعت حسنہ بر استحسان خود اتفاق کردہ شدہ۔ وعمل مولد۔ وبرای او اجتماع آدمیان ہمچنین است یعنی بدعت حسنہ است۔ وازینجا گفت امام ابوشامہ شیخ امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ وازنیکوترین آنچہ کہ نو آوردہ شد در زمانہ ما چیزے ہست کہ کردہ شود ہرسال دریں روز کہ روز مولد او صلی اللہ علیہ وسلم را موافق است از صدقہا واحسان واظہار زینت وسرور پس ہر آئینہ این با چیزے کہ فقرا را در وے از احسان ہست مشعر است بمحبت او صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم او در دل فاعل این۔ واز شکر است برائے خدائے برتر بر آنچہ منت نہاد باو از ایجاد رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ فرستاد او را رحمت برائے عالمیان۔ انیست کلام او۔
گفت سخاوی کہ نکرد او را کسے از سلف در قرون ثلاثہ وجز این نیست کہ بنا نہادہ شد بعد چنانچہ ازیں پس جاری شدہ ہمیشہ شد کہ اہل اسلام از ہمہ کرانہا ودر شہرہائے بزرگ عمل مولد شریف می کنند۔

قول ابوشامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد وفوائد آں۔

ویتصدّقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کلُّ فضلٍ عمیمٍ قال ابن الجوزی من خواصه انّه امانٌ فی ذلک العام وبُشری عاجلةٌ بنیل البغیة والمرام واوّل مَن احدثه من الملوک صاحب اِربل وصنّف له ابن دحیة رحمه الله کتاباً فی المولد سمّاه التنویر بمولد البشیر النذیر فاجازه بالف دینارٍ وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلاً من السنّة وکذا الحافظ السیوطی رحمهما الله تعالی انتهی مختصراً وهذا آخر ما اوردناه فی الجواب بعون الملک الوهاب من الاحادیث الصحیحة والنقول الصریحة والبراهین الباهرة والحجج الظاهرة والتحقیقات الدقیقة والتدقیقات الانیقة ویرحم الله المصنّف المتامل البصیر الناقد الذی اذا عرف الحق اذعن له وقبله ولم یعاند فقد ظهر الحقُّ واستنار ظهورُ

الشمس فی رابعة النهار +

ترجمه در شبهای او باقسام صدقها خیرات کنند و بخواندن مولد کریم او اهتمام نمایند و بر آنان از برکات او هر فضل عمیم ظاهر شود - گفت ابن جوزی از خواص او آنکه هر آئینه او امان است درین سال و دهنده به نزدیک است به بر آمدن هر حاجت و مراد و اوّل کسیکه او را بنا نهاد از شاهان صاحب اربل است و تصنیف کرد ابن دحیه رحمه الله او را کتابی در مولد که او را نام کرد التنویر بمولد البشیر النذیر پس شاه موصوف هزار دینار او را اعطا کرد - و تحقیق حافظ ابن حجر او را اصلی از سنت استخراج کرده - و همچنان حافظ سیوطی رحمهما الله تعالی - این مختصریست که بانجام رسید - و این آخر است آنچه او را در جواب وارد کردیم بعون ملک وهاب از احادیث صحیحه و نقول صریحه و برهان های روشن و حجتهای ظاهره و تحقیقهای باریک و دقیقه های بزرگ تر - و رحم کند خدای برتر انصاف کننده و تامل کننده و بینا و ناقد را یعنی سره کننده را آنکه هرگاه او شناخت حق را گردن نهاد او را و پذیرفت او را و ستیزه نه کرد - پس تحقیق حق ظاهر شده و روشنی گستر د ظهور آفتاب در چهارم روز +

بیان بنای مولد و تصنیف کتاب در وی

حافظ ابن حجر و سیوطی او را از سنت اصلی برآورده -

اختتام رساله و تصنیف بیان ... در وفا ... الخ

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل وھو حسبنا و نعم الوکیل
و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ وسلم علی
سیدنا محمد سید الانبیاء و المرسلین و شفیع المذنبین
المبعوث رحمۃ للعلمین و علی الہ و
اصحابہ ومن تبعھم باحسان
الی یوم الدین ٭ فقد تم المکتوب
اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک
و علی انوارہ کما تحبہ و
ترضاہ و شفعہ فینا
و ترحمنا

ترجمہ وخدائے برتر حق میگوید۔ و او ست کہ راہ راست می نماید۔ و او بس ست
ارا و نیکو است وکیل۔ و آخر خواست ما آنکہ ہمہ حمد مر خدائے را است کہ پرورندہ عالمیان
است۔ و رحمت کرد خدائے برتر و سلام فرستاد بر سردار ما کہ نام پاکش محمد است
سردار انبیاء است و رسولان و شفیع گنہگاران کہ رحمت فرستادہ
شدہ است بہر عالمیان۔ و بر آل و اصحاب او۔ و ہر کہ پیروی کرد
شاں را باحسان تا روز دین۔ پس تحقیق تمام شد
این مکتوب
اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک و علی انوارہ
کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ
خدایا رحمت و سلام بفرست بر محمد نبی صلعم کہ نور تست و بر انوار او چنانکہ تو او را دوست
می داری و باد خوشنود شوی و شفیع کن او را درمیان ما و رحمت کن
ما را باو٭

اردو از مصنف کتاب تذکرۃ الحق ٭

ذکر کیفیۃ دعا و اجابتش با مطالب دیگر [۲۷]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و
اصحابہ و اتباعہ اجمعین + از آنجاکہ در جانبی مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم
لازم مومن است و در جانبی موجودات ممکنہ چہ مسلوبات مخصوصہ در مقابلہ اغیار موجود
آرد پس دعا لازم تضرع و خشوع و خضوع مستلزم عجز حقیقی کہ میرساند تا مجیب الدعوات
بمعرفت تنوع افعالی با یجاد تنوع حاجات و قضائی آنہا خلاصہ عبادت است
قال صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء ہو العبادۃ و الدعاء مخ العبادۃ فی
المشکوٰۃ و چون برسد نظر داعی تا افعال رضا با فعال حق سبحانہ لازم مومن خواہد شد

ترجمہ　ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے [۲۷]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و
اتباعہ اجمعین + چونکہ ایک جانب میں وہ مسلوبات جو مخصوصہ محمدی صلعم ہیں مومن کو لازم ہیں
اور ایک جانب میں موجودات ممکنہ کیونکہ مقابلہ میں مسلوبات مخصوصہ کے موجودات کا اغیار حاصل ہوتا ہے
پس جس دعا میں تضرع اور خشوع اور خضوع یعنی رونا گڑگڑانا اور عاجزی کرنا لازم ہو عجز حقیقی اسمیں ضرور
لازم ہو جائیگا - یعنی دعا طرح طرح کی حاجتوں کی ایجاد یعنی پیدا کرنے اور قضا یعنی پورا کرنے کے سبب
موجد و مقضی یعنی پیدا کرنے والے اور پورا کرنیوالے کے قسم قسم کے افعال کی معرفت کا سبب ہوتی ہے
اور یہ معرفت مجیب الدعوات یعنی دعاؤں کے قبول کرنیوالے تک پہنچا دیتی ہے پس یہ دعا خلاصہ عبادت
ہے - جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے - دعا ہی عبادت ہے - اور دعا
خلاصہ عبادت ہے - اور جب دعا کرنیوالے کی نظر افعال تک پہنچ جائیگی تو مومن کو حق سبحانہ کے افعال پر راضی رہنا لازم ہو جائیگا

ذکر کیفیت دعا و اجابتش با مطالب دیگر [۲۷]

دعا خلاصہ عبادت است

ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے [۲۷]

بیان حقیقت دعا کہ عبادت و خلاصہ عبادت ہے

پس دعا اینکہ خلاصۂ عبادت است بمقصود خشوع و خضوع و اظہار ذل و افتقار مع الرضا
است و تا تمامی اثر فعل دعا افضل است و چوں برگزرد سکوت حق افضل هم و در
محل دعا باذن الطاعت است و خلاف اینہمہ ہوائی نفس است کہ می برد بمفہوم
افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ زین پس سخن است در کیفیت اجابت دعوات
قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاءً من قلب
غافل لاہٍ فی المشکوٰۃ وفیہ عن سلمان الفارسی رض قال قال رسول
اللہ تعالیٰ صلعم لا یرد القضاء الا الدعاء الحدیث رواہ الترمذی
باید دانست قضا دائر است میان قاضی و مقضی مراد و دعا دائر است میان داعی
و مدعو مراد پس او سبحانہ قاضی است باعتبارے و مدعو است باعتبارے

تفسیر حدیث شریف
لا یرد القضاء الخ

ترجمہ پس دعا خلاصۂ عبادت ہو مراد اُس دعا سے ہے جسمیں خشوع و خضوع اور ذلت اور محتاجگی کا اظہار مع رضا ہو یعنی جس دعا
میں ڈرنا عاجزی کرنا اور ذلت اور محتاجگی کا ظاہر کرنا افعال خدا پر خوشنودی کے ساتھ ہو وہی دعا خلاصۂ عبادت ہے۔ اور جب تک
نامی کے فعل کے اثر کا تمام ہے دعا اُسوقت تک افضل ہے یعنی دعا مانگنا فضیلت میں داخل ہے۔ اور جب دعا مانگنے والیکو فعل کے اثر
کا تمام زرہے اور اس حالت سے گذر جائے تو اُسکو سکوت افضل ہے چاہیے کہ طلب دعا میں خاموشی اختیار کرے۔ اور اس محل میں دعا
باذن اطاعت ہے یعنی اس محل میں دعا مانگنا صرف بجا آوری حکم اطاعت کیلیے ہے۔ اور خلاف ان سب کا ہوائے نفس ہے جو
اس آیت کے مفہوم کی طرف لیجا رہا ہے کہ سورۂ جاثیہ کے رکوع تیسرے میں ہے افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ یعنی کیا آپنے
اُسکو دیکھا جسنے ہوائے نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یا جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا ہے۔ اب اسکے بعد کلام دعاؤں کے قبول ہونیکی کیفیت
میں ہے + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو کہ بیشک خدا اُس دعا کو نہیں قبول کرتا ہے جو غافل اور لہو کرنیوالے دل
سے ہو۔ کہ مشکوٰۃ میں ہے اور اسی میں بروایت ترمذی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے فرمایا
رسول خدای برتر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی ہے قضا کو مگر دعا تا آخر حدیث۔
یہاں سمجھنا چاہیئے کہ قضا دائر ہے درمیان قاضی کے اور مقضی مراد کے یعنی جاری کرنا کام کا دائر ہوتا ہے جاری
کرنے والے اور اُسکے درمیان میں جس کا جاری کیا جانا مقصود ہے۔ اور دعا دائر ہے درمیان داعی اور مدعو مراد کے
یعنی دعا کرنے والے کے اور اُس کے جس کا دعا کیا جانا مراد ہے یا مراد جو دہاں سے ہے۔ پس حق سبحانہ ایک
اعتبار سے قاضی یعنی جاری کرنے والا یا پورا کرنے والا دعا کا ہے اور ایک اعتبار سے مدعو ہے یعنی
اُس سے دعا کی گئی ہے +

تفسیر حدیث شریف کی کہ قضا
کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا +

تحقیق معنی قضا و
دعا مع حد د

پس یعنی آنکہ میگرداند او سبحانہ کہ بمراد مدعو است قضا را کہ بمراد مقتضی است بدعای
داعی سبب را ذکر فرمود صلعم بلاغت المرام و فصاحت الکلام پس او سبحانہ بر او است
برائے فعل خود نہ غیرش از آنکہ مانع و منازع نیست مر فعل او سبحانہ را پس قضا در دفع
از فعل او سبحانہ معلوم او سبحانہ است باید دانست قضا بمعنی اجراء است لقولہ تعالیٰ
وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وگاہے تجرید کردہ می شود بمعنی
مضاف الیہ خود پس محکوم می شود بآں بالعرض پس بمعنی اجراء در ینجا حجابی حادث
است بدلیل رد ش بتعلیق دعا در مرتبہ مبرم ممنوع التغیر و تقیید قضا در امر بزمان

ترجمہ پس یعنی یہ ہوئے کہ پھیر دیتا ہے حق سبحانہ جس سے مراد مدعو ہے قضا کو جس سے مراد مقتضی ہے
داعی کی دعا سے یعنی حق سبحانہ جو مدعو مراد داعی ہے داعی کی دعا سے قضا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا
ہے۔ اسجگہ حضور صلعم نے بجائے مسبب سبب کو ذکر فرمایا کہ بلاغت مرام و فصاحت کلام ہے کیونکہ دعا
سبب ہے مدعو مراد کے لیے کہ وہ مسبب ہے پس بجائے مدعو مراد کہ مسبب ہے دعا کو جو سبب ہے ذکر کرنا کلام کو
مختصر کرکے معنی کثیر میں بیان کرنا اسطرح کہ عام فہم ہو یہی فصاحت و بلاغت ہے۔ اب معنی حدیث دوم یہ ہیں
کہ حکم اجرائے خدا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے کوئی نہیں پھیرتا ہے مگر پکارنے والے کی پکار یعنی کہ مراد اسکی پکار کر
وہی خدا ہے اسی کو اسنے پکارا ہے اپنے حکم کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ پس وہی خدائے پاک اپنے
فعل کا رد کرنیوالا اور پھیرنیوالا ہے نہ کوئی غیر کیونکہ خاص فعل خدائے پاک کے لیے مانع اور منازع نہیں ہے
تاکہ خدائے پاک کے فعل کو کوئی رد کرے یا اسمیں جھگڑے۔ پس قضائے فعل اور رد فعل حق سبحانہ کا فعل ہے جو حق
سبحانہ کا معلوم ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ قضا کے معنی جاری کرنیکے ہیں کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ بقر رکوع ۱۴ و مریم
رکوع ۲۔ مومن رکوع ۷ میں وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ یعنی اور جب کسی امر کو جاری کرتا ہے
تو یہی اسکو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یہی لفظ قضا اپنے مضاف الیہ کے معنی میں مجرد
و تنہا کر دیا جاتا ہے۔ پس اسی مضاف الیہ کا بسبب عارض ہو جانیکے محکوم ہو جاتا ہے۔ پس قضا بمعنی اجراء
یہاں پر مرتبہ حادث میں ایک حجاب حادث ہے اس دلیل سے کہ اس کا رد دعا سے متعلق کرنے کے سبب مرتبہ
مبرم میں ممنوع التغیر ہے یعنی ایسے مضبوط مرتبہ میں ہے جس کا بدلنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث
مذکور میں استثناء حصر دعا کیساتھ نفع دیکر اس کے تغیر کا مانع ہے۔ اور اس دلیل سے کہ قضا نے
امر آیت مذکورہ میں مقید بزمان ہے جو بسبب اِذَا کے حدوث وقت کا مقتضی ہے ۝

قضا بمعنی اجراء

باید دانست قضا و قدر از صفات اضافیہ متعلق بصفات حقیقیہ او سبحانہ بمعنے مخصوص خود است نہ آنکہ قضا مرتبہ اجمال معلوم است و قدر مرتبہ تفصیل معلوم از آنکہ علم قدیم اجمال و تفصیل را بکمال بسطِ خودش نتابد و الا جہل در جہتی لازم است والا اجمال و تفصیل باطل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و فرمود سبحانہ

تفسیر کریمہ و اذا سالک عبادی الخ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ ترجمہ و محقق الوقوع است کہ ہر زمانی سوال کنند ترا بندگان من بر کیفِ ما یجوز فی المضافات (مخلوقات) و آں چنان است کہ سوال از من پس تحقیق نزدیکم بذاتِ خودش این قید بذات تحقیق در خلافِ آنست کہ گفتہ شد نزدیک است بصفات خود نہ بذات تحقیق این در ذکر کیفیۃ المعیۃ والقربۃ والاحاطۃ مذکور است ہم برائے اجابۃ چنانکہ قبول میکنم دعائے داعی را ہرگاہ کہ خواند مرا

ترجمہ سمجھنا چاہیئے قضا و قدر خدائے سبحانہ کی اُن اضافیہ صفتوں سے ہیں جو حق سبحانہ کی حقیقیہ صفات سے متعلق ہیں یہ اپنے مخصوص معنی پر ہیں یعنی اُن کے وہی معنی ہیں جنکے واسطے یہ صفات مخصوص ہیں نہ یہ کہ قضا اجمال معلوم کا مرتبہ ہے اور قدر تفصیل معلوم کا مرتبہ اس سبب سے کہ علم قدیم اپنے علم کے کمال بسط کے سبب اجمال و تفصیل کی طرف نہیں پھرتا ہے نہ اسکو چاہتا ہے ورنہ اجمال و تفصیل کی صورت میں ایک جہت میں جہل لازمی ہوگا نہیں تو بسبب کمال بسط اجمال و تفصیل باطل ہے تاکہ جہل لازم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمہ کریمہ از مصنف رح

اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقرہ رکوع ۲۳ میں وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ یعنی اور محقق الوقوع ہے یا بالتحقیق ایسا واقع ہونا ہے کہ ہر زمانہ میں میرے بندے مَا یجوز فی المضافات کے کیف سے یعنی اُس حالت پر جو مخلوقات میں جائز ہے تجھسے سوال کریں گے اور وہ اس طرح سے ہے کہ سوال مجھ سے ہے پس یقینی میں نزدیک ہوں اپنی ذات کے ساتھ = یہ قید ذات کی تحقیق ہے اس بات کے خلاف میں کہ کہا گیا اپنی صفات کے ساتھ نزدیک ہے نہ ذات کے ساتھ ۔ اس کی تحقیق کیفیت معیتہ اور قربت اور احاطت کے بیان میں مذکور ہے = قبولیت کے لیئے جیسا کہ قبول کرتا ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جبکہ مجھے پکارتا ہے

ہرگاہ چنین است پس باید کہ جواب خواہند بقبول مسئول بہ یا جواب دہند بقبول مخبر بہ کہ ش کاف بیانِ قبولِ قضاءِ مسئول ہم خاص برای من است در طورِ دعا کہ مسالت با رسول صلعم واقع شود یا برای من ای رضاءِ من یا قربت یا اجابت خصوصاً یا عموماً بی تردید و باید کہ ایمان آرند بمن درین مسالت با رسول صلعم واستجابہ کہ منتج نتائجِ رضاء وغیرہ خصوصاً یا عموماً است پس شفقتاً و رحمۃً بحوالہ اختیار اضافی عباد فرمود امید است ش امید میکنیم یا کنند ہم کہ ایشان براہ شوند بقبول این دعا ش ای مسالت با رسولِ کریم صلعم و اجابت از و سبحانہ و مسلّم است کہ ایمان

ترجمہ جب ایسا ہی تو چاہیے کہ مسئول بہ یعنی جسکا سوال ہے اسکی قبولیت کی نسبت جواب کے خواہاں ہوں یا مخبر بہ یعنی جسکی خبر دی گئی ہے اسکے قبول کی نسبت جواب دیں کہ یہ سئول کے اجرا کی مقبولیت خاص میرے لیے ہی ہے اسطرح کی دعامیں کہ رسول صلعم کے ساتھ مسلت واقع ہووے یا میرے واسطے ہے یعنی میری خوشنودی یا میری قربت یا قبولیت کے لیے جو خاص کر ہو یا عام کر بے تردید۔ اور چاہیے کہ ایمان لاویں مجھپر اس سوال کرنے میں کہ رسول صلعم کے ساتھ ہی اور استجابت سے جو رضا وغیرہ خصوصاً یا عموماً کے نتیجوں کی منتج ہے۔ پھر براہ شفقت و رحمت بحوالہ اختیار اضافی عباد یعنی بندوں کے اضافی اختیار کے حوالہ پر فرمایا امید ہی یعنی میں امید کرتا ہوں یا وہ امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے قبول ہی راہ پالینگے یا راستہ پر لگ جینگے یعنی یہ دعا جو رسول کریم صلعم سے مسلت یعنی سوال کرینگے اور خدا سبحانہ سے اجابت یعنی قبولیت کا کہ مطلب یہ کہ یقینی ایسا ہونا ہی کہ میرے بندے ہر زمانہ میں اسی حالت و کیفیت پر رہتے ہیں [illegible] و جاتے ہیں تجھسے سوال کرینگے اور تجھسے سوال کرنا گویا مجھی سے سوال کرنا ہے پس میں یقینی ایسے سوال کرنیکو قبول کرنیکے لیے اپنی ذات سے نزدیک یعنی اپنی ذات سے قبول کرتا ہوں کیونکہ تجھسے سوال کرنا گویا مجھ سے سوال کرنا ہے پس اسکا جلد قبول کرنا بھی میری ذات سے ہے کہ اسکی اجابت کے لیے مع ذات قریب ہوں یعنی اسطرح جیسا پکارنیوالا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اسکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب ایسی بات ہے تو انھیں چاہیے کہ اس چیز کی قبولیت کی بابت جسکا انھوں نے سوال کیا ہے جواب مانگیں کہ اس قسم کی مانگ و دعا کے اجرا اور پورا کرنیکی مقبولیت جسمیں رسول صلعم کے آگے سے سوال ہوا ہو میرے لیے خاص ہے یا جسمیں میری خوشنودی یا قربت یا اجابت خاص یا عام طور پر ہے تو دیدار و بے تغیر ذکی ہوئی ہے۔ یا خود جس چیز کے قبول ہونیکا جسکی خبر دیگئی ہے جواب دیدیں کہ میں اس قسم کی مانگنے و دعا کی جلد اجابت کیلیئے مع ذات قریب ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اسطرح کی دعا کی اجابت کیلیئے جسمیں رسول صلعم کے وسطہ سے سوال ہو مثل پکارنیوالے کی پکار کے جو مجھی کو پکارتا ہو میں اپنی ذات سے قریب ہوں جب ایسا ہو تو چاہیے کہ جس چیز کی قبولیت کی بابت انکا سوال ہی جواب کے طالب ہوں اسکا پورا کرنا خاص میرا کام ہے یا جسمیں میری رضا و قربت و اجابت بالخصوص یا بالعموم بے تردید ہی چاہیے کہ وہ آپ اس سوال کے مقبول ہونیکا یہ جواب دیدیں کہ میں اسکی اجابت کے لیے بذات خود قریب ہوں۔ اور انھیں چاہیے کہ اسطرح جسے مجھسے سوال کرنیمیں جسکی مانگ رسول صلعم کے ساتھ ہوئی ہو۔ اور اس قبولیت کے چاہنے میں جسمیں میری خوشنودی وغیرہ کے خاص یا عام نتیجے حاصل ہوتے ہیں مجھپر ایمان لاویں اور یقین کریں۔ بعد اسکے شفقت اور رحمت کی راہ سے بندوں کے اضافی اختیار کا حوالہ دیکر انکی نسبت فرمایا میں امید کرتا ہوں یا وہ اپنے لیے امید کریں کہ وہ اس دعا کے

مطالب و خلاصہ ازمترجم

صفتِ اختیاریۂ عبد است پس ترجی مشیرِ شفقت و رحمت تواند شد نہ مشیرِ احتیاج کہ عدم
احتیاج خود ظاہر تر است ہم باید دانست اِذَا مخصوص است بشرطِ عام الزمان
و محقق الوقوع پس مقتضی است برابا خۂ سوال مذکور الکیف دواماً و حذفِ
مفعول ثانی مشیر توسعش ہست و عبادی بالاضافۃ عام است بمظہریۃ تضمنی و
التزامی بموجوداتِ قدیمہ بنا بر عمومِ لفظ و خاص است بمظہریۃ تضمنی بموجوداتِ قدیمہ
بنا بر خصوصِ محل ہے مسالت با رسول کریم صلعم و استعارت مفید مبالغۂ مشبہ
و قربِ ذاتی مسلّم اہل تحقیق و حذفِ مفعول قریب بتوسعش مشیرِ تفاوت
مراتبِ قرب بر وفقِ تفاوتِ مراتبِ مفعول پس قرب لعبد سائل از رسول کریم صلعم

ایمان صفت اختیاری بندہ ہے

ترجمہ بندہ کی اختیاری صفت ہے۔ پس لعد ایمان لعلّ کے لفظ سے رجاء و امیدواری دینا یا دلانا
اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ سب امیدواری براہ شفقت و رحمت ہے نہ یہ اشارہ بغرض احتیاج
ہے کیونکہ عدم احتیاج خود ظاہر تر ہے۔ اسلیے کہ بندہ کا ایمان اُسکی صفت اختیاری ہونیکے سبب احتیاج کا
نہ ہونا اچھی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ اور انّی قریب کے معنی ہیں قربت ذاتی کی قید جیسا ترجمہ کریمہ میں مذکور ہوا ہے تاکہ
ہے کہ قربت ذاتی کا تحقق و ثبوت ہو جائے بخلاف اسکے جو کہا گیا ہے کہ اپنی صفات سے قریب ہے نہ ذات سے
اسکی تحقیق و تردید ذکر کیفیت معیت و قربت و احاطت میں مذکور ہے وہاں دیکھنے سے ذات مع الصفات قریب
ہونیکا حال بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اِذَا ایسی شرط کے ساتھ مخصوص ہے جسمیں زمانہ
عام ہو اور اُس شرط کا واقع ہونا محقق اور یقینی ہو چکا ہو۔ پس آیت کریمہ میں اِذَا مذکور الکیف سوال کے
ہمیشہ باقی رہنے کا تقاضا کر رہا ہے۔ اور سَاَلَکَ فعل کے دوسرے مفعول کا حذف ہونا اُس مفعول کے متوسع
ہونیکا اشارہ کر رہا ہے۔ اور لفظ عباد جو متکلم حقیقی قدیم کی طرف مضاف ہے عموم لفظ کی بنا پر عام ہے کہ بندے
خواہ موجودات قدیمہ کے تضمنی مظہر ہوں خواہ التزامی۔ اور یہی لفظ خصوص محل کی بنا پر کہ رسول کریم صلعم کے
ساتھ مسالت ہے خاص ہے کہ وہی بندے موجودات قدیمہ کے خاص مظہر تضمنی ہوں نہ التزامی۔ اور یہ استعارہ
کہ رسول کریم صلعم سے سوال کرنا گویا خدا سے مسالت ہے مبالغۂ مشبہ کو مفید ہے یعنی رسول صلعم سے سوال کرنے اور
مانگنے میں مبالغہ کرنے کے لیے مفید ہے۔ اور قرب ذاتی جل جلالہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے جو اسکو اپنی
مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور لفظ قریب کے مفعول کا حذف ہونا مفعول کے متوسع ہونیکے سبب مفعول کے متفاوت
مراتب کی موافقت پر مراتب قرب کے متفاوت ہونیکی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پس قرب خدا ایسے بندہ سے جو رسول کریم صلعم
سے سائل ہے

بمقتضائی مفعول مخصوص محل از متشابہات است وبمقتضائی عموم لفظ از
محکمات ونیز باید دانست این کریمہ باشارت از معنی فلیستجیبوا بمعنی خاصہ طلب
وبمعنی فلیجیبوا رازی دیگر دارد ارتفاع جہل است از نشاء بصفت بہ تثبیت و
توصیف صفت اضافی رسول اللہ تعالی صلعم باچنین فضائل کہ ہست ونفی
استقلال از صفتش صلعم چنانکہ در کریمہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا
است باخبار پیشین اعجازا دربصورت فلیستجیبوا بمعنی خاصہ طلب ہست وضمائر
امر غائب واسم لعل راجع لعباد بمراد مخصوص المحل یا اثبات فضیلت صفات
اضافی رسول کریم است صلعم باچنین فضائل کہ ہست ودرمقابلہ منکرین باخبار
پیشین اعجازا ودربصورت فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا یا رجوع ضمائر امر غائب

ترجمہ بتقاضائے مفعول مخصوص محل متشابہات میں سے ہے یعنی وہ بندہ جو رسول کریم صلعم
کے حضور میں سائل ہے یہ مسئلت چونکہ مخصوص محل مفعول کی خواہاں ہے لہذا یہ مفعول بندہ
مخصوص ہوگا اسکے ساتھ جو قرب خدا ہوگا وہ متشابہات سے سمجھا جائے گا۔ اور عموم لفظ عباد
چونکہ مفعول کا خواہاں ہے لہذا عام بندہ کے ساتھ خدا کی قربت محکمات سے شمار ہوگی موافق حکم
قرآنی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ فلیستجیبوا لی کے معنی کی اشارت پر کہ معنی
خاصہ طلب جواب ہو۔ اور یہ کہ بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنی میں ہو ایک
راز جداگانہ کو شامل ہے کہ وہ نشاء یہ صفت کی نسبت جہل کا اٹھ جانا ہے جو رسول خدا کی
برتر کی صفت اضافی کے ثابت کرنے اور وصف کرنے میں ہوتا تھا ایسے فضائل کے ساتھ
کہ ہیں یعنی رسول اللہ تعالی صلعم کی صفت اضافی کو ان فضائل کے ساتھ جو یہاں ہیں ثابت
کرنے اور انکا وصف کرنے میں جو جہل صفت کے متشابہ ہونیکی نسبت سمجھ ہوتا تھا وہ اب نہ
رہا اور آنحضرت صلعم کی صفت سے استقلال کی نفی بھی ہوگئی جیسا اس آیت کریمہ میں مع اخبار
پیشین اعجازا ہے یعنی بطور معجزہ پہلے سے خبر دینے کی اطلاع ہے۔ جو سورہ اعراف رکوع تیئیس ۲۳
میں ہے قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی اختیار سے خاص اپنی
جان کے بھلے برے کا یا نفع نقصان کا بطور استقلال کہ خاصہ الوہیت ہے مالک نہیں ہوں (تفسیر اس آیت
کی بحث ذکر ثبوت منافقہ میں ہے جو عنقریب کو ہوگی) اس صورت میں فلیستجیبوا لی کے خاصہ طلب ہے اور ضمیر امر غائب

واسم لعل بسوئے عباد بمراد عموم لفظ غیر مخصوص المحل است تدبر واجب است نہ پراگندہ مغزی و بہر صورت جواب سائل از قریب مذکور شانِ نزول است با زیادت مطالب دیگر بتعلیم طریقۂ احسن دعا و مبالغۂ اجابت بدلالت ترجی و استعارت۔

ترکیب نحوی اذا سالک عبادی مشبہ عنی بتقدیر کانہ سال عنی مشبہ بہ استعارتًا مع عن مفید تجاوز پس مشبہ و مشبہ بہ شرط محقق الوقوع عام الزمان بخاصیۃ اذا است فانی قریب مع تقدیر بالاجابت متعلق قریب جملہ مستانفہ عنہا مشبہ اجیب الخ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعار بتقدیر حرف تشبیہ ای کما اجیب الخ مشبہ بہ پس این مجموعہ جزاء شرط اذا سالک الخ است جملہ خبریہ و این سر استیناف و تشبیہ از فصل مطلق توان دریافت

ترجمہ اور اسم لعل کا راجع عباد کی طرف ہی مخصوص المحل مراد پر جیسا اوپر مذکور ہوا۔ یا رسول کریم صلعم کی صفات اضافی کی فضیلت کا اثبات ہی ایسے فضائل کے ساتھ کہ یہاں ہیں منکرین کے مقابلہ میں جسمیں بطور اعجاز پیشین گوئی کی اطلاع ہے۔ اور اس صورت میں کہ فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب بنی کے معنے میں ہے کہ اسمیں ضمائر امر غائب اور اسم لعل کا رجوع اُن عباد کی طرف ہے جو بنا بر مراد عموم لفظ مخصوص المحل نہیں ہیں۔ یہاں تدبر اور سوچنا واجب ہے نہ پراگندہ مغزی۔ اور بہر صورت یہ جواب ہے سائل کا قریب مذکور شانِ نزول سے مع زیادتی دوسرے مطالب کے جسمیں دعا کے بہت اچھے طریقہ کی تعلیم ہے اور بدلالت ترجی اور استعارہ کے قبلیت کا مبالغہ ہے۔ **ترکیب نحوی** آیت مذکورہ۔ اذا سالک عبادی مشبہ عنی کا جو مشبہ ہے جسکی تقدیر یہ ہے کانہ سال عنی کہ یہ بطور استعارہ مع عن مفید تجاوز ہے۔ پس مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوا کہ اس شرط کا عام زمانہ یعنی ہر زمانہ میں واقع ہونا لفظ اذا کی خاصیت پر محقق ہے فانی قریب کہ اسمیں بالاجابت بتقدیر ہی جو کہ قریب کا متعلق ہے۔ یہ اسم و خبر مع متعلق ملکر ایک جملہ مستانفہ کہ اس سے بنا ہے مشبہ ہوا جس کا مشبہ بہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ہے کہ یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ ہے جسمیں حرف تشبیہ مقدر ہے یعنی اصل یوں ہے کما اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ مشبہ بہ ہی اُسی جملہ مستانفہ مشبہ کا یعنی فانی قریب بالاجابۃ کا۔ اب یہ دونو جملے مستانفہ کہ مشبہ و مشبہ بہ ہیں ملکر جزا ہوئے شرط مقدم اذا سالک عبادی عنی کے جو مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوئے تھے۔ اب یہ مجموعہ شرط و جزا ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اس استینافی جملوں اور تشبیہ کا بھید فصل مطلق یعنی وقف مطلق سے جس کا اشارہ حرف ط سے ہو رہا ہے معلوم کرنا چاہیے

ترکیب نحوی آیت مذکورہ

والا وصل توصیفا یا عطف جزا را با اہمال شرط متاخر می باید فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی
جملہ معطوفہ جزا است شرط محذوف ای اذا کان الامر کذا و موید این مدعا کریمہ ولو انہم
اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا
اللہ توابا رحیما است و اعینونی یا عباد اللہ نیز باید دانست در صورت اختیار
عن حکایتا طوالت بحذف بیدلالت قل لابد منہ جزا بسبب عدم استقامت معنی این جزا [illegible] ای فانی قریب برین شرط
ای اذا سالک [illegible] مربوط است بطوالت [illegible] وحذف بی مقصود و تاویل نامناسب
بلطف خاص رب بعباد بمقابلہ وساطت با رسول نامحمود وہم شرط و تعمیم اذا
بی معنی بود بل کلام ہمچو یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و
یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو مستقیم المعنی شود

ترجمہ ورنہ توصیف کی حالت میں وصل یا جزا کی حالت میں عطف چاہیے باوجود اہمال شرط متاخر کے کیونکہ شرط کا آخر میں آنا مہمل ٹھہرتا ہے۔ اور فلیستجیبوا لی اور لیؤمنوا بی دونوں جملے معطوفہ جزا ہیں شرط محذوف یعنی اذا کان الامر کذا کی۔ اور اس مدعا کی مؤید یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ نساء رکوع نہم میں ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اور اگر وہی حقیقت جب اپنی جانو پر ظلم کریں آئیں آپ کے پاس پھر وہ آپ کے واسطے اللہ سے مغفرت کے خواہاں ہوں اور یہ رسول انکے لیے مغفرت مانگیں البتہ وے اللہ کو رجوع کرنیوالا مہربان پائینگے۔ اور یہ حدیث ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد اور اعانت کرو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حرف عن کے معنی بطور حکایت اختیار کرنیکی صورت میں طوالت ہے حذف کے ساتھ بے دلالت قل کہ جزا کیلیے اس قل سے چارہ نہیں ہے بسبب استقامۂ معنی نہونے اس جزا یعنی فانی قریب کے اس شرط یعنی اذا سالک پر۔ مطلب یہ کہ اذا سالک عنی میں حرف عن بجائی معنی تجاوز حکایت اختیار کیا جاوے تو بغیر دلالت قل کے حذف میں طوالت ہوگی حالانکہ جزا کے لیے اس لفظ قل سے چارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دلالت قل کے اس جزا یعنی فانی قریب کے معنی اس شرط یعنی اذا سالک پر مستقیم نہ ہونگے۔ اور حذف بے مقصود ہوگا اور تاویل نامحمود ہوگی کیونکہ بندونکی طرف پروردگار کے لطف خاص ہی جو اشارہ ہے وہ اس وساطت کے مقابلہ میں جو رسول کے ساتھ ہے اور یہ تاویل تعریف کے قابل نہیں۔ اور شرط بھی اور اذا کی تعمیم بھی بے معنی ہو جاویگی۔ بلکہ کلام مانند آیات کریمہ کے مستقیم المعنی ہو جاویگا جیسا کریمہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع دس میں ہے۔ یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں روح کی بابت کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور کریمہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کہ سورۂ بقرہ کے ستائیسویں رکوع میں ہے۔ یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کس قدر خرچ کریں کہدیجئے کہ عفو یعنی زائد حاجت سے +

تائید مدعا از آیت وحدیث +

بیان رفع دخل دیگر معانی کا +

اِذا گمان بُردہ شود بماضی بر حسب سوال تجرید اً جزاء بلفظ قُل بنا بر سلب
اتصالِ زمانی در جزاءِ شرطِ باذا الغو است ش اے شرطیکہ باذا است تحقق
باتصالِ زمان خواہد کہ شرط را تاثیر در جزاء است و حال آنکہ شرط
تحقق الوقوع مفید الزمان بالماضی است پس استقامتہ معنی بجزاء بلفظِ قُل چو
تواند شد ہم و نیز ش عطف است بر جملہ بنا بر دلیل لغویت ہم صحتِ جزاء
بشرطِ ممکن الوقوع بجعلِ جاعل است پس ما وقع شرط نبود مگر بوقت جعل جاعل
بحذفِ اُذکُر بشرطِ اِذا و اِن تحققَ ش صیغۂ ماضی ہم بشرطِ اِن ش ای
وقت جعلِ جاعل وقتِ شرط است نہ وقتِ وقوع بحذفِ اُذکُر بشرطِ اِذا
وحذفِ اِن تحققَ بشرطِ اِن ہم کہ در ینجا مستقیم المعنی نیست بتخالفِ نظم و شانِ
نزول در تعیینِ فاعل ش ای در نظم صیغۂ جمع فاعل سالک است و در
سوالِ مذکور شانِ نزول تفرد سائل ہم فہم سخن بر لبیب است

ترجمہ اور اگر اِذا سالک میں فعل ماضی ہونیکے سبب سوال کی موافقت پر اذا زمان ماضی میں گمان کر لیا جاوے
اس حالت میں جزا کا حرف لفظ قُل سے مجرد کرنا بسبب اتصال زمانی سلب ہونیکے جزا میں کیونکہ اتصال زمانہ کا جزا میں
مسلوب ہے۔ شرطِ اِذا کے ساتھ لغو ہے یعنی جو شرط کہ اِذا کے ساتھ ہو وہ اپنی جزا کو زمانہ متصل میں متحقق یعنی واقع
ہونیکو چاہتی ہے اسلئے کہ شرط کی تاثیر جزا میں ہے۔ اور حالانکہ شرط جو زمانہ ماضی کے ساتھ مفید ہے اسکا واقع
ہونا محقق ہے پس جزا میں معنی کا مستقیم ہونا لفظ قُل کے ساتھ کیسے ہو سکے گا۔ پھر شرط کا لغو ہونا
بیان اس بنا پر بھی ہے کہ جزا کی صحت جعل جاعل سے ہے جبکہ شرط ممکن الوقوع ہو یعنی واقع ہونا
اُس کا ممکن ہو۔ پس ما وقع یعنی جو کچھ واقع ہوا شرط نہ ہوگا مگر جعل جاعل کے وقت یعنی
کرنے والے کے کرنے کے وقت کہ وہی شرط کا وقت ہے نہ واقع ہونے کا وقت جس میں اِذا
کی شرط کی صورت میں لفظ اُذکُر یعنی یاد کر حذف ہوگا۔ اور اِن سے شرط ہونے کی صورت میں
اِن تحققَ کا حذف مانا جائے گا اس لیئے کہ یہاں نظم اور شان نزول کے باہم فاعل کی تعیین میں
متخالف ہونے کے سبب معنی مستقیم نہیں ہیں کیونکہ نظم میں سالک کا فاعل صیغۂ جمع ہے اور شان
نزول کے سوال مذکور میں سائل کا تفرد ہے۔ یہاں کلام کو سمجھنا عقلمند کا کام ہے

و اگر گمان برده شود بمستقبل خلاف زمانِ سوال مذکور است لیکن آنکه جواب
سائل از قرب درین ضمن منصور گردد و جزا ممکن الوقوع متتابع و مخصوص الزمان
باشد ش اشارت است باستقامۃ معنی قل بمقابله شرط مستقبل مخصوص الزمان
بوجود عالم شهود م ولیکن تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل مروی نیست۔ و اگر
باشد مقوله قل انّه است ولیکن انّی مشیر بر تخصیص اظهار رحمت بقرب و اجابت
تواند شد و هنوز حذفِ قل و استقامتِ معنی تعمیم اذا بمفهوم شرط و جزا بر قل
همچنان منظور فیه است و اگر گمان برده شود بعمومِ زمان اهمال سوال قرب
در زمان عام بتحصیل حاصل بشهرت تحقق قرب حق تعالیٰ از کتاب ش الله
تعالیٰ و کتاب الرسول صلعم م است و اهمالِ جواب بعدم اهلیت استماع بعض
سائل ش است م یا عدم جواب به بعض سائل مخالف امر ش است
و این تردید است بر اهمالِ جواب م با وجود شمول سائل بعموم عباد

ترجمہ اور اگر اذا زمان کے مستقبل کے ساتھ گمان کر لیا جاوے تو یہ خلاف زمانِ سوال مذکور ہے
لیکن یہ کہ سائل کا جواب قرب کی نسبت اسی ضمن میں منصور ہوگا اور جزا ممکن الوقوع متتابع اور
مخصوص الزمان ہو جائیگی۔ کیونکہ شرط مستقبل کے مقابلہ میں کہ عالم شہود میں ہونیکے سبب
زمانہ مخصوص میں ہے قل کے معنے کے استقامت پر اس سے اشارہ ہوتا ہے یعنی جزا کے ممکن
الوقوع اور مخصوص الزمان ہونے کا شرط کی تبع ہیں۔ ولیکن شرط کے زمانہ مستقبل میں واقع
ہونے کا تحقق مروی نہیں ہے۔ اور اگر تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل ہووے تو مقولہ قل کا
انّہ ہے ولیکن لفظ انّی قرب و اجابت کے ساتھ رحمت ظاہر کرنے کی تخصیص پر مشیر ہو سکتا
ہے۔ اور ابھی تک حذفِ قل اور اذا کی معنی تعمیم کی استقامت بمفہوم شرط میں اور مفہوم
جزا کا قل کے ساتھ اسی طرح منظور فیہ ہے۔ و اگر گمان کر لیا جاوے عموم زمان کا تو قرب کا
سوال زمان عام میں تحصیل حاصل کے سبب مہمل ہوگا اسلیئے کہ قرب حقتعالیٰ کا تحقق کتاب اللہ اور کتاب
الرسول صلعم سے مشہور ہے۔ اور جواب کا اہمال بعض سائل کے اہلیت استماع نہ ہونیکے سبب ہے یا جواب کا نہ ہونا بعض سائل
کی نسبت مخالف امر ہے با وجود شامل ہونے سائل کے عموم عباد میں۔ اور یہ اہمال جواب پر تردید ہے۔

وفصل مطلق مانع توصیف وعطف فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا بجزای شرط ای اذا دعوتہم او دعوتہم منافی ایمان وطاعت ماسبق حاصل عباد است چہ امر بر غیر حاصل تواند شد ہمچنیں ولیومنوا نیز و نیز ایمان بر ایمان حاصل باطل است و معنی تاکید را شرط مانع چہ تاکید بر معدوم باطل و تاویل لعل با لقد عدم وقوعش بر فعل مانع و افادت معنی تقلیل فائدہ فلیستجیبوا ولیومنوا را ناقص میکند والبتہ تاویلش بمعنی راجین حاضرین یا غائبین نیکوتر است بموافقت اصلش کہ بمعنی تمنی است و نیز بایدہ انست کہ ایں کریمہ دلیل دعوی استغاثہ از رسول کریم صلعم تواند شد و نیز دعا بتوسل مقیمان عالم روح و عالم شہود و عالم برزخ عموماً از انبیاء و اولیاء و ملائکہ علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام فرمود صلعم توسلوا بی الیٰ ربّکم۔ وآں خواست شفاعت از وے است صلعم یا خواستن از حق تعالیٰ بکرامتی کہ بجناب او است صلعم

ترجمہ۔ اور فصل مطلق یعنی وقف مطلق توصیف اور عطف کا مانع ہے۔ اور جزا فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا مع اس شرط یعنی اِذَا دَعَوْتُھُمْ اَوْ دَعَوْتُھُمْ کے یعنی جبکہ میں انکو بلاؤں یا میں نے انکو بلایا۔ نفی کرنے والی ہے ایسی ایمان وطاعت کی جو پہلے سے بندوں کو حاصل ہوا سلیئے کہ امر غیر حاصل پر ہو سکتا ہے نہ حاصل پر۔ اور اسی طرح ولیؤمنوا بھی۔ اور یہی ایمان ایمانِ حاصل پر باطل ہے۔ اور معنی تاکید کے لیئے شرط مانع ہے اسلیئے کہ تاکید معدوم پر باطل ہے۔ اور لعلّ کی تاویل کو قد کے ساتھ اس کا فعل پر نہ واقع ہونا مانع ہے۔ اور معنی تقلیل کا فائدہ دینا فلیستجیبوا ولیؤمنوا کے فائدہ کو ناقص کرتا ہے۔ اور البتہ لعلّ کی تاویل راجین حاضرین یا غائبین یعنی حاضر یا غائب امیدواروں کے معنی میں بسبب موافقت اپنی اصل کے کہ لعلّ کے معنی تمنا کے ہیں بہت اچھی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثت اور مدد مانگنے کے دعوی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ کے رہنے والوں کی توسل سے دعا مانگنے کے دعوی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے عام ہے کہ وہ انبیا ہوں خواہ اولیاء ہوں خواہ ملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسلوا بی الیٰ ربّکم یعنی اپنے رب کی طرف مجھکو وسیلہ پکڑو۔ اور یہ حضور صلعم سے طلب شفاعت ہے یا حق تعالیٰ سے مانگ ہے اس کرامت کے طفیل میں جو حضور صلعم کے حال کو

چنانکه در حدیث شریف از حضرت آدم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام مذکور
است یا رب اسئلك بحق محمد ان تغفر لی و از آنحضرت صلعم اللهم انا
نسئلك بحق السائلین علیك ان تقبلنی فی هذه الغداة والعشیة
وان تجیرنی من النار و چون در لحد حضرت فاطمه بنت اسد در آمد صلعم دعا کرد صلعم الله الذی یحیی
ویمیت وهو حی لا یموت اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیك
والانبیاء قبلی فانك ارحم الراحمین باید دانست هرچه کند او سبحانه از نفع و ضر و خیر و شر همه راجع بحکمت معلوم آن سبحا
نه لوجوب وحق وغرض که مستلزم جبر و اضطرار باشد سبحان الله عن ذلک
البته بمقتضای کرم و رحم او سبحانه و کرامتی که بحال بعض عباد است حقی غیر واجب
که شائبه از وجوب دارد بر او است سبحانه کما قال سبحانه حقا علینا ننجی
المؤمنین ۰ وکان حقا علینا نصر المؤمنین ۰ ش تنبیه [illegible]

ترجمہ جیسا حدیث شریف میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوة والسلام سے مذکور ہے یا رب ا
سالك بحق محمد ان تغفر لی یعنی اے میرے رب میں تجھسے بحق محمد سائل ہوں کہ تو مجھے بخشدے
اور خود آنحضرت صلعم سے اسطرح اللهم انا نسئلك بحق السائلین علیك ان تقبلنی
فی هذه الغداة والعشیة وان تجیرنی من النار یعنی اے میرے خدا ہم تجھسے سائل
ہیں بواسطہ اس حق کے کہ مانگنے والوں کا تجھپر ہے کہ مجکو اس صبح و شام میں قبول کرے اور یہ کہ مجکو
آگ سے نجات دے۔ اور جبکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی لحد میں حضور صلعم اترے تو آپنے یہ دعا کی الله
الذی یحیی ویمیت وهو حی لا یموت اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیها
مدخلها بحق نبیك والانبیاء قبلی فانك ارحم الراحمین یعنی اے وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے
اور وہ زندہ ہے نہیں مرتا ہے بخشدے تو بخشدے میری ما فاطمہ بنت اسد کو اور اسپر اسکے داخل ہونیکی جگہ کو
چوڑا کردے تیری نبی کے حق کے سبب اور مجھسے پہلے انبیاء کے حق کے بیشک تو ہی بڑا مہربان ہے مہربانوں میں
سمجھنا چاہیے جو کچھ حق سبحانہ نفع اور نقصان بھلائی اور برائی سے کرتا ہے سب اسی حق سبحانہ کی حکمت معلوم کیطرف
راجع ہے نہ یہ حق سبحانہ پر واجب ہے کہ ایسا کرے اور اسپر حق ہے کہ اسکے نہ ہو گیا ہو اور کسی غرض سے کیا ہو جس سے جبر و اضطرار
لازم ہوتا ہو۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ البتہ حق سبحانہ کے کرم و رحم کے تقاضے سے اور اس کرامت کی خواہش سے جو بعض
بندوں کے حال کے موافق ہے ایک غیر واجب حق جسمیں واجب ہونے کا شبہ ہوتا ہے حق سبحانہ پر ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے
سورہ یونس رکوع گیارہ میں حقا علینا ننجی المؤمنین یعنی ہمپر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دینگے اور سورہ روم
رکوع پانچ میں کان حقا علینا نصر المؤمنین یعنی ہمپر حق ہو گیا ہے مومنین کی مدد کرنا۔ تنبیہ مثل اس کا [illegible]

بیان [illegible]

در ترتیب اثر دعا باجابت حق سبحانه

که گفتند حق فلان گفتن ممنوع است چه بر خدای عزوجل حقی از کسی نباشد
اے وائی دلیلے آوردند برین از عدم وجوب امری بر حق سبحانه و نظر نکردند بر قرآن
مجید و حدیث شریف هم زین پس سخن است در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانه
وآن بالحال است حسب مراد تخصیصاً باعجاز یعنی آنچه اشتراک غیر اعجاز هم
و تعمیماً غالباً بکرامت یعنی آنچه باشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت هم و شذوذاً
بمعونت یا بالمستقبل تخصیصاً غالباً بکرامت و معونت و شذوذاً باعجاز غالباً
بحکمت معلومه یا باول است به بدل تخصیصاً غالباً بمعونت و شذوذاً بکرامت
وآن نیز بالحال است یا بالمستقبل الی الآخرة و نیز بدلی است بما فات۔

ترجمہ جنھوں نے کہا کہ بحق فلاں کہنا منع ہے اسلیئے کہ خدائے عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے آئے
افسوس انھوں نے اسپر وہ دلیل اختیار کی جو حق سبحانہ پر کسی امر کے واجب نہ ہونیکی نسبت ہے اور قرآن مجید
اور حدیث شریف پر انھوں نے نظر نہ کی۔ اس کے بعد کلام ہے دعا کے ترتب اثر میں خدا کے مقبول ہونے
پر۔ اور وہ موافق مراد بالحال یعنی اسی وقت ہے بطور خصوصیت اعجاز ہے جسمیں غیر معجزہ کا اشتراک نہ ہو۔ اور
بطور عموم اکثر کرامت سے جسمیں اشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہو۔ اور بطور شاذ و نادر معونت سے۔ یا موقوف
مراد بالمستقبل یعنی آیندہ ہی بطور خصوصیت اکثر کرامت اور معونت سے۔ اور بطور شاذ و نادر اعجاز سے اکثر
حکمت معلومہ کے موافق۔ یا آخر ول سے بدل سے بطور خصوصیت اکثر معونت سے اور بطور شاذ و نادر کرامت
سے۔ اور وہ بالحال بھی ہے یا بالمستقبل آخرت تک۔ اور یہ وہ بدل بھی ہے مافات سے۔ یعنی دعا
خدا کی جناب میں مقبول ہوکر حسب مراد خواہ اسی وقت اسکا اثر مترتب ہو جاوے اعجاز کے سبب خصوصیت
کی راہ سے کسی پیغمبر کے اظہار معجزہ کے لیے کہ غیر اعجاز کا اسمیں اشتراک نہ ہو کیونکہ معجزہ سے بمقابلہ پیغمبر
غیر کا عاجز کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا پیغمبر کے لیے اسکی خصوصیت ہے۔ اور خواہ یہ دعائے مقبول کسی ولی
کی اظہار ولایت کے لیئے عام طور پر اکثر بذریعہ کرامت مترتب ہو کہ اسمیں اشتراک غیر ہے یعنی اعجاز و
معونت ہر دو مشترک ہیں۔ اور خواہ نادر طور پر مومن متقی کے لیئے بسبب معونت مترتب فی الحال ہو۔ یا حسب مراد
دعائے مقبول کا ترتب اثر آیندہ ہو غالباً بطور خصوصیت بسبب کرامۃ و معونت۔ اور بصورت نادر بذریعہ اعجاز
اکثر حکمت معادہ کے موافق۔ یا دعا مقبول ہوکر بدل کے ساتھ تادیل کر دی جاوے غالباً بطور خصوصیت بسبب معونت
بصورت نادر بذریعہ کرامۃ اور اس اجابت دعا کا ترتب اثر بالحال یا بالمستقبل آخرۃ تک کبھی ہے۔ اور یہ مافات کا بدل بھی ہو جاتی ہے

دبایدد انست کہ در بدل بمقتضای حکمت و رحمت و نعمت است حفظ از
ضرر خواستہ و ایصال بہ نفع ناخواستہ و این ش داعی ہم ہنوز با وجود علم از اغراض
حکمت و کفران رحمت و این ہمہ ش است ترتب اثر دعا با انواع مذکورہ بمقتضای
انطباق دعا با ارادت الٰہی جلّت ارادتہ است زین پس سخن است در اجابت دعوات
کفار و آن نیز مقبول است کما قال سبحانہ اُجیبُ دعوةَ الداعِ اذا دعانِ الآیۃ
بالعموم داعی و اذا مسّ الانسان ضرٌّ دعا ربّہ منیباً الیہ ثمّ اذا خوّلہ
نعمةً منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للّٰہ انداداً لیضلّ
عن سبیلہ ط و نحو دعای ابلیس فرمود سبحانہ قال ربّ فانظرنی الی یوم
یبعثون ہ قال فانک من المنظرین ہ و دعای فرعون استدراجاً الیہ

مربوط است بہ [illegible] مقبول

دعوات کفارہ

ترجمہ۔ اور سمجھنا چاہیے کہ بدل میں حکمت اور رحمت کے مقتضا سے دو نعمتیں ہیں ایک ضرر خواستہ سے
محفوظ رہنا۔ دوسری ناخواستہ فائدہ کو پہنچنا۔ اور یہ داعی ابھی تک با وجود علم کے اغراض حکمت اور
کفرانِ نعمت میں ہے۔ اور یہ سب یعنی دعا کے اثر کا انواع مذکورہ میں مترتب ہونا ارادت الٰہی جلّت
ارادتہ کے ساتھ منطبق ہونے کے مقتضا پر ہے۔ اس کے بعد گفتگو ہے کفار کی دعاؤں کے قبول ہونے
میں۔ اور یہ بھی مقبول ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اُجیبُ دعوةَ الداعِ اذا دعانِ الآیۃ
یعنی میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب مجھ کو پکارتا ہے کوئی ہو مومن خواہ کافر کیونکہ
اس میں داعی یعنی پکارنے والا عام ہے۔ چنانچہ تفسیر اس آیت کی ابھی مذکور ہو چکی ہے۔ اور کریمہ
اِذا مسّ الانسانَ ضرٌّ دعا ربّہ منیباً الیہ ثمّ اذا خوّلہ نعمةً منہ نسی ما
کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للّٰہ انداداً لیضلّ عن سبیلہ ط کہ سورۂ زمر کے رکوع
اول میں ہے یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف رجوع ہو کر
پھر جب خدا اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو جسکی طرف پہلی پکارتا تھا اسکو بھول جاتا ہے
اور اسکے لیے شریک بناتا ہے اسکے رستہ سے بہکانے کے لیے۔ اور اسی طرح ابلیس کی دعا کہ فرمایا حق سبحانہ نے
سورہ حجر رکوع تین و سورۂ ص رکوع پندرہ میں قال ربّ فانظرنی الی یوم یبعثون ہ قال
فانک من المنظرین ہ یعنی بولا اے رب تو مجھکو ڈھیل دے اُس دن تک کہ وہ اٹھائے جاویں۔ فرمایا کہ
تحقیق تو ڈھیل والوں میں ہے۔ اور دعا فرعون کی۔ کہ یہ سب دعائیں انکے لیے جو بطور استدراج ہیں مقبول ہیں

بیان اجابت دعوات کفار کا

تفسیر کریمہ فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء الآیہ +

بآید و السنت در کریمه فیکشف ما تدعون الیه ان شاء الآیه ان شاء متعلق بکشف
ماتدعون الیه است ای بالحال حسب مراد بانفارق (ای ان یشاء) مراتب مذکور ش کہ در ترتب اثر
دعا مذکور است هم پس نفی نمیکند اجابت دعا را کہ ترتب اثرش بالمستقبل باشد
یا ببدل ورنہ معارض باشد عموم اجیب دعوة الداع را و ازینکہ سلب نسبت احتیاج
محتاج بمحتاج الیه کہ بحقیقت خودش غیر منقطع است مطلقاً ش نیز از سلب
نسبت احتیاجی هم سلب مطلق محتاج خواهد فکیف و بعضاً موافق دعوی است
ش را ے بقضائی بعض حاجات پس نفی بعض ماوّل باشد بہ بدل بالحال
یا بالمستقبل یا بمافات هم و اگر قطع نظر کرده شود از دعا بانجاح حاجات کفار
استدراجاً لهم بمشیته غیر معلق بدعا دعوی بے دلیل خلاف ما ثبت و بداهت است
ازین پس سخن است در تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ٥

تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال

تفسیر کریمہ فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء الآیہ +

ترجمہ سمجھنا چاہیئے اس آیت کریمہ کو جو سورہ انعام کے چوتھے رکوع میں ہے فیکشف ماتدعون
الیہ ان شاء الآیہ یعنی پس کھول دیتا ہے وہ اس چیز کو کہ تم پکارتے ہو اسکی طرف اگر چاہتا ہے۔ اور
ان شاء متعلق فیکشف ماتدعون الیہ کا ہے۔ یعنی ترتب اثر دعا میں کشف حسب مراد
اسی وقت بالحال ہوتا ہے اگر وہ چاہتا ہے مع تفارق ان مراتب کے جو مذکور ہوئے۔ پس یہ مضمون
آیت کریمہ اس دعا کی اجابت کی نفی نہیں کرتا ہے جس کا اثر آئندہ مترتب ہوتا ہے یا اسکا ترتب اثر
بدل سے ہوتا ہے ورنہ یہ آیت معارض ہوگی عموم کریمہ اجیب دعوة الداع الخ کے۔ اور یہ بھی معلوم ہو
کہ محتاج کی محتاج الیہ کے ساتھ جو نسبت احتیاجی ہے وہ اپنی حقیقت میں غیر منقطع ہے اسکا مطلقاً
سلب محتاج کا اس سلب مطلق چاہے گا پس محتاج کے ہوتے نسبت احتیاجی کا مطلق سلب کیسے ہو سکتا ہے
اور سلب بعض نسبت احتیاجی کا یہ موافق دعوی کے ہے جسمیں بعض حاجات کا پورا ہونا ثابت ہے
پس نفی بعض کی ماوّل ہوگی بدل یا بالحال کے ساتھ یا بالمستقبل کے ساتھ یا مافات کے ساتھ۔ اور اگر قطع نظر کی جاوے
دعائے کفار سے انکی حاجات کے پورا ہونے میں جو انکے لیے استدراج ہے اسلیے کہ مشیتہ حق اس دعا کے ساتھ معلق
نہیں ہے تو دعوی بے دلیل خلاف ہے بداہت کے۔ اسکے بعد گفتگو ہے تحقیق معنی میں اس آیت کریمہ کے
جو سورہ مومن کے پانچویں رکوع میں ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی
ضلال ٥ یعنی اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر جنس گمراہی میں +

تحقیق معنی آیت کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال میں

پیدا آنکہ دعا مضمونِ عبادت است و مضمونِ خواست نیز در دنیا و ہم در آخرت پس با
تخصیص مفعول بہ یعنی بتان یا اللہ تعالیٰ ہم موافق محلِ نزول حکم کردہ شود
ای آنچہ دریں عالم از کفار نسبت بہ بتان است استعانۃ باشد یا عبادۃ ضلال است
بصلہ فی اشارۃ بمفعول فیہ جزئی یعنی نیست عبادت و خواستۂ کافر مگر در جنسِ ضلال
اے گمراہی و بطالت یا بجائی رسیدنی نارسیدہ یا گم شدنی اے نیست و نابود شوندہ
عند اللہ تعالیٰ احترازاً سخن در رد و قبولِ دعا است و آنچہ در آخرت است
از اللہ سبحانہ است استعاذۃ و آنہم گم شدنی است اجابۃً پس تعارض نیست
زیں پس باید دانست انکارِ اجابتِ دعا کفر است بانکارِ نصوصِ قطعیہ العیاذ
باللہ تعالیٰ منہ + اللّٰھم وفقنا لما تحبہ وترضاہ + اللّٰھم صلِ وسلم
علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

انکار اجابت دعا کفر است

ترجمہ معلوم ہو کہ دعا مضمونِ عبادت ہے اور مضمونِ خواست وطلب بھی یعنی دعا ایسی چیز ہے جس کے
ضمن میں عبادت اور طلب دونوں موجود ہیں خواہ دعا بغرضِ عبادت ہو یا بالطلب۔ خواہ وہ مطلب
دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ پس باعتبار تخصیص مفعول بہ کہ مراد اس سے بت ہوں یا خدائے برتر محلِ
نزول کے موافق اسمیں حکم کیا جاوے گا یعنی کفار سے بتوں کی نسبت جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ بطور
استعانت ہو یا بطور عبادت ضلال ہے کیونکہ صلہ فی جزئی مفعول فیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے
یعنی نہیں ہے کسی کافر کی عبادت اور خواستگاری مگر جنسِ ضلال میں یعنی گمرہی اور بطالت میں یعنی
بجائے رسیدنی نارسیدہ میں یعنی بجائے پہنچنے والے کے نہ پہنچنے میں یا گم شدہ ہونے میں یعنی نیست و نابود
ہونیوالی خدائے برتر کے نزدیک از روئے احتراز کے۔ نہ گفتگو دعا کے رد و قبول میں ہے۔ اور جو کچھ کفار سے
آخرت میں ہے وہ بطور استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کے بطور حق سبحانہ سے ہے۔ اور وہ بھی اجابتاً گم شدنی
ہے یعنی کفار آخرت میں جو کچھ خدا سے پناہ کے طالب ہوں گے وہ بھی براہ مقبولیت گم شدنی ہی ہے پس
تعارض جاتا رہا۔ اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ مقبولیت دعا کا انکار کفر ہے بسبب انکار نصوص قطعیہ کے
اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحبہ وترضاہ یعنی اے خدا ہمیں توفیق دے اسکی
جو تجھے محبوب ہے اور جس سے تو راضی ہے اللّٰھم صل وسلم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ
آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

انکار مقبولیت دعا کفر ہے انکار نص قطعیہ

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیدًا +

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا و حدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدًا +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلّی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود صلعم لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا ترجمہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا سنگ بت + باید دانست اخذ افادت میکند بر معنی ممنوع الجواز پس اتخاذ نیز کما فی قولہ تعالٰی خُذُوا مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الآیہ پس استفادۂ تاکید نہی باصل ست نش اے باصل اخذ است نہ بعرض حرف تاکید ہم و استفادۂ ثبوت متقدم باقتضائے نہی

ترجمہ ذکر بیان تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا. و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیدًا + ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلّی علٰی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا یعنی ہرگز مت اختیار کرو میری قبر کو سنگ بت - سمجھنا چاہیے کہ لفظ اخذ ایسے معنی کو مفید ہے جس میں جواز منع ہے - پس اتخاذ بھی اپنی اصل پر کہ فرع اخذ ہے اسی طرح حکم منع جواز میں ہے جیسا خدائے تعالٰی کے قول میں خُذُوا مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الآیہ دیکھو سورۂ حشر وغیرہ میں یعنی لے لو اور اختیار کرو جو اس رسول نے تمھیں دیا آخر تک - پس لَا تَتَّخِذُوا کی نہی سے تاکید کا فائدہ حاصل کرنا اس کے اصل مادّہ کی بنا پر ہے کہ لفظ اخذ ہے جو جواز کا مانع ہے اور اختیار کا موکّد نہ حرف تاکید کے عارض ہونے کے سبب - اور ثبوت متقدم کا استفادہ نہی کے اقتضا سے ہے کیونکہ نہی ثابت کے عوارض سے ہوتی ہے کہ وہ ثابت اس سے پہلے ہو اور نہی بغیر اس کے نہیں ہو سکتی پس ثبوت متقدم کا فائدہ اسی نہی کی خواہش سے حاصل ہوتا ہے +

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا و حدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدًا +

تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا + بیان لفظ اخذ و اتخاذ مفید معنی جواز و تاکید ہے بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم ہے +

ولطافت اختیار لفظ وثن بحذف حرف تشبیه بدلیل امتناع مفعولیت ثانیه
تابعه مر اسم غیر صفت را مفید توسعهٔ وجوه تشبیه در عوارض ذاتیه اقرب به تشبیه
و عوارض عارضیه ابعد به تشبیه وثن و تاکید منهی عنه بالضلال بمفعول بواسطت
ش عطف تاکید بر توسعه است و باز تعلیل بر الضلال متعلق مفید یا تاکید م
و مقصود تشبیه از عوارض ذاتیه اقرب به تشبیه است ش نه از عوارض عارضیه
ابعد به تشبیه م پس حاصل آنکه هرگز اختیار مکنید قبر مرا حجر محض یا غیر نافع و مکروه
ہمچو وثن بل اثری دارد از مقبور صلعم کما قال صلعم من زار قبری کنت له
شفیعا او شهیدا + و این حدیث شریف ش یعنی لا تتخذوا قبری وثنا م
متضمن دو اعجاز است بدلالت بالاشارت به پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را
صلعم وقتیکه وجود یابد ہمچو وثن باقتضائے نہی مر ثبوت متقدم را که انطباق پذیرفت

ترجمہ اور لفظ وثن کے اختیار کرنے کی لطافت مع حذف حرف تشبیہ کے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر
صفت کا مفعول ثانی ہونا کہ تابع ہے منع ہے۔ مفید توسع ہے وجوہ تشبیہ کے عوارض ذاتیہ میں جو
اقرب بہ تشبیہ ہیں اور عوارض عارضیہ میں جو ابعد بہ تشبیہ ہیں۔ اور مفید تاکید ہے منہی عنہ کے لیے
بسبب متصل ہونے مفعول بہ کے۔ یعنی لفظ وثن کا حرف تشبیہ حذف کرکے اس دلیل سے
کہ خاص اسم غیر صفت کا تابع ہوکر مفعول ثانی ہونا منع ہے۔ اختیار کرنے میں یہ خوبی ہے کہ
اس میں وجوہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ ہے اس کے عوارض ذاتیہ میں جو وثن کی تشبیہ میں قریب تر
ہیں اور عوارض عارضیہ میں کہ تشبیہ وثن میں بعید تر ہیں۔ اور مفعول بہ سے اسکے متصل ہونیکی سبب
منہی عنہ کی تاکید کا نفع ہے تاکہ جس کی ممانعت ہے اسکے اختیار نہ کرنے کی تاکید سمجھیں۔
اور مقصود عوارض ذاتیہ کی تشبیہ ہے جو تشبیہ میں قریب تر ہیں نہ عوارض عارضیہ کی کہ تشبیہ میں بعید
تر ہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ ہرگز میری قبر کو محض پتھر یا غیر نافع اور مکروہ بت کی طرح مت اختیار کرو
بلکہ آپ کے مقبور ہونیکے سبب بہت کچھ اثر رکھتی ہے جیسا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری قبر
کی زیارت کی میں اسکے لیے شفیع اور گواہ ہونگا۔ اور یہ حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا دو اعجاز کی متضمن
ایک تو بالاشارت دلالت سے اسطرح کہ نہی خاص ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس اس نہی سے جو حضور صلعم کی
قبر مبارک کو صورت کہ وہ وجود پاوے بت کیطرح اختیار کرنیکی پیشین گوئی کا اعجاز کہ اپنے محل پر منطبق ہو چکا

بیان لطائف باختیار لفظ وثن با حذف حرف تشبیہ باسم غیر صفت [illegible]
حاصل معنی حدیث
اعجاز پیشین گوئی [illegible]

البتہ دریں زمان کسانند کہ قبر شریف حضرت صلعم را وثن گفتند بمعنی غیر نافع
سؔں اعجازیست بپیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم غیر نافع و دومی گفتن
لفظ وثن ھ ونیز بعد تحقیق حقیقت عابدیت و معبودیت سؔں تحقیق حقیقۃ
عابدیت و معبودیت از جای تحقیقش در ذکر کیفیت العلم و المعرفت واضح است
و درینجا اشارت است بابطال آنکہ در وجہ تشبیہ بمعبودیت الوثن پوشانیدن ردا و
غلاف بر قبر و ریختن گل و صندل برآں گرفتہ اند ای وائی بریں فہم ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ھ و عبادت سؔں تحقیق عبادت در ذکر کیفیۃ
صحت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ مذکور است ھ محمول میتواند شد کہ معبودیت
مخصوصۃ الوثن کہ از عوارض عارضیہ البعد یہ تشبیہ است مقصود باشد چنانکہ
از حدیث شریف لاحق و السنۃ می شود یا ہماں اعجاز اگر انطباق پذیرفتہ باشد
ورنہ بعدم ثبوت متقدم ہنی بجائی نرسد و معدوم حکمی بمقابلہ موجود حقیقی اعتباری نگیرد

ترجمہ البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے قبر شریف حضور صلعم کو وثن بمعنی غیر نافع کہا ہے
قبر مبارک حضرت صلعم کو غیر نافع خیال کرنے کی پیشین گوئی یہ ایک اعجاز ہے۔ اور دوسرا لفظ وثن
یعنی بت کہنا یہ دوسرا اعجاز ہے۔ اور بعد تحقیق حقیقت عابدیت اور معبودیت کے کہ انکی حقیقت کی
تحقیق ذکر کیفیت العلم و المعرفت میں انکی تحقیق کے موقع پر واضح ہے۔ وہاں دیکھو۔ اور یہاں
اشارہ ہے اس بات کے ابطال کا جنھوں نے معبودیت وثن کے ساتھ قبر پر چادر و غلاف اڑھانے
اور پھول اور صندل اسپر چڑھانے کو وجہ تشبیہ میں اختیار کرلیا ہے یعنی یہ باطل ہے کہ چادر پھول وغیرہ
قبروں پر چڑھانے میں اس کی ایک قسم کی مشابہت بت کے ساتھ معبود ہونے کی ہوتی ہے اور یہ چیزیں
وجہ تشبیہ میں داخل ہیں لہذا ان چیزوں کا وجہ تشبیہ میں اختیار کرنا خیال باطل ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی کچھ قدرت و قوت نہیں ہے مگر خدائی برتر و بزرگ
کی مدد سے۔ اور بعد تحقیق عبادت کے کہ اسکی تحقیق ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی باللہ سبحانہ میں مذکور ہے وہاں
دیکھو۔ ان تینوں کی تحقیقات کے بعد یہ بھی گمان کیا جا سکتا ہے کہ وثن سے یہی معبودیت مقصود ہو جو بت
کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ وثن کے عوارض عارضہ میں سے بہت ہی بعید تشبیہ ہو اگر اسی اعجاز کے ساتھ جیسا حدیث شریف لاحق سے سمجھا جاتا ہے انطباق
پایا ہو ورنہ ثبوت متقدم نہونیکے سبب نبی بر محل نہ واقع ہوگی۔ اور موجود حقیقی کے مقابلہ میں موجود حکمی کچھ اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

ش انطباقِ ثبوتِ متقدم موجودِ حقیقی است و عدمِ ثبوتِ متقدم معدومِ حکمی
است بعدمِ سابق بخلاف عدمِ لاحق کہ معدومِ حقیقی است م وقولہ صلعم
اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا
قبور انبیاءھم مساجد ش اخرجہ الامام مالک وغیرہ م موید
این احتمال آخر نتواند شد چہ درین محل ثبوت متقدم بفعل عباد مقصود نیست بلکہ
محرز عنہ است بدلالت خطاب مگر بفعل مخاطب پس دانا بیے آں ش کہ اے
ثبوتِ متقدم بفعل مخاطب م رسول اوست صلعم و اعجاز است بہ پیشین گوئی بدلالت
الاشارت م باقتضای نہی مر ثبوت متقدم را کہ بعد وجود قبر شریف در ترقب انطباق
است بخلاف لا تتخذوا ش کہ مقصود اینجا ثبوت متقدم بفعل عباد

ترجمہ کیونکہ ثبوت متقدم کا منطبق ہونا موجود حقیقی ہے اور عدم ثبوت متقدم یعنی
متقدم کا ثبوت نہ ہونا بسبب عدم سابق کے کہ اسکے پہلے نہ ہونا ہے معدوم حکمی ہے بخلاف
عدم لاحق کے کہ یہ معدوم حقیقی ہے حالانکہ قول حضور صلعم اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا
یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (یعنی اے
میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنا ہو کہ پوجی جاوے اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہے جنہوں نے اپنے نبیوں کی
قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں۔ اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ پس یہ قول اس احتمال
آخر کا موید و مددگار نہیں ہوسکتا اسلیے کہ اس محل میں ثبوت متقدم فعل عباد سے مقصود نہیں ہے
بلکہ بدلالت خطاب محرز عنہ ہے یعنی ثبوت متقدم کا فعل عباد سے بچا ہوا ہونا دلالت خطاب سے
معلوم ہو رہا ہے مگر مخاطب کے فعل سے متقدم کے ثبوت کا گمان و احتمال ہے پس اس ثبوت متقدم کا جاننا
والا جسکا احتمال فعل مخاطب پر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے البتہ نہی اسکے دانا
اور یہ قول حضور صلعم کا اعجاز ہے بسبب پیشین گوئی کے دلالۃ بالاشارۃ سے بسبب نہی کے جو ثبوت متقدم کی مقتضی
ہے یعنی یہ معجزہ پیشین گوئی کا اس قول حضور صلعم سے اسطرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جس چیز سے نہی ہے وہ
اس چیز کے ثابت ہونیکو چاہتی ہے جسکی یہ نہی ہے۔ پس یہ قاعدہ اپنے ثابت متقدم کی طرف اشارہ کرتا ہے
دلالت ہو رہی ہے کہ بعد وجود قبر شریف کے اسکے منطبق ہونیکی امید ہے یعنی امید ہے کہ یہ پیشینگوئی جو
نہی کے اشارہ سے اسکے ثبوت متقدم کی طرف ہو رہی ہے مطابقت پا جاوے۔ بخلاف لا تتخذوا کے
کہ یہاں ثبوت متقدم مقصود ہے فعل عباد سے

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا

هم و نیز لفظ یُعبَد مدلل بعوارض عارضیه فارق است میان مقصود حدیثین در
وجه تشبیه بعوارض ذاتیه و عوارض عارضیه باید دانست که از اصل اخذ پیدا است که
مسجد جز قبر انبیاء عم را جائز نمیداشتند و الا فضل عبادت در جوار صلحاء رض ثابت است
یعنی سجده میگرفتند ش بمعبودیت مخصوصة الوثن چه مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر
میمی بمعنی سجده مستقیم المعنی نیست تا ل کنی دریابی و البته درینوقت کسانند که پیر را
بخدائش می پرستند لیس چه اعتقاد باشد برسول الله تعالی صلعم تواند شد که گور را هم
همین اعتقاد در باطن خود پرستیده باشند ازینجا تواند شد که بنا بر راز نهان عرض
نمود صلعم اللّٰهمّ لا تجعل قبری وثنا یُعبَد امید است که این از نهان کیت بر
عا حضرت صلعم و حرمت قبر شریف عیان نشود چه معبودان اصنام تار باشند صلی
الله تعالی علی قبر محمد فی القبور و اشتدّ جمله خبریه بنا بر تحذیر است ازینکه چه حال باشد
در گرفتن متبرها نند وثن

ترجمہ اور لفظ یعبد بھی جس سے عوارض عارضیہ پر دلالت ہو رہی ہے وجہ تشبیہ میں عوارض ذاتیہ اور
عوارض عارضیہ کے سبب دونوں حدیثوں کے مقصود کے درمیان فارق ہے کیونکہ ان دونوں حدیثوں کے
مقصود میں وجہ تشبیہ سے کہ اول میں عوارض ذاتیہ ہیں اور حدیث آخر میں عارضیہ الی الجملہ یعبد بھی
ہے فرق پیدا ہو رہا ہے کہ یہ لفظ بھی دونوں حدیث کے مقصود میں فارق ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ اخذ
کے قاعدہ سے ظاہر ہے کہ وہ سوائے قبر انبیاء علیہم السلام کے مسجد جائز نہیں رکھتے تھے ورنہ جوار صلحاء
میں عبادت کی فضیلت ثابت ہے۔ یا وے سجدہ کے سامنے قبر انبیاء عم کو لے لیتے تھے نہ بطور معبودیت
مخصوصہ بت کے اسلئے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنی نہیں ہے
تدبر کیا تو پالے گا۔ اور البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جو پیر کو اسکی خدائی کے ساتھ پوجتے ہیں پس
کیا اعتقاد ہوگا خدا تعالی کے رسول صلعم پر۔ ممکن ہے کہ گور کو بھی اسی اعتقاد سے اپنے دل میں پوجتے
ہونگے یہیں سے ہو سکتا ہے کہ حضور صلعم نے بسبب راز نہاں کے عرض کیا جناب الٰہی میں اللّٰھمّ لا تجعل
قبری وثنا یعبد اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے۔ امید ہے کہ یہ راز نہاں حضور صلعم کی دعا کی برکت سے اور
اور قبر شریف کی حرمت کے سبب ظاہر نہ ہو اسلئے کہ معبودان اصنام یعنی بت [illegible] المعبود اگ میں رہنگی صلی اللہ تعالی علی قبر
محمد فی القبور یعنی اللہ تعالی قبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رحمت کرے۔ اور اشتد جملہ خبریہ بنا بر تحذیر ہے یعنی

حق نہ دعائیہ مخالف شانِ رحمت ہم درین حدیث شریف ہم دعا است و ہم تحذیر
و ہم تحذیر نہ آنکہ ادب و زیارت و تعظیم قبر مرا مکنید بآنکہ زیارت و ادب و تعظیم قبر و
مقبور ثابت است باید دانست ترک ہر سوءِ ادب ادب است پس نہی از ادب بعد
ترک سوءِ ادب بنہایت کفر رساند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰۃ علی رسولہ المحمود فرمود صلعم لا تتخذوا
قبری عیدا ترجمہ زنہار اختیار مکنید قبر مرا عید باید دانست اخذ و اتخاذ مفید
کما فی قولہ تعالیٰ خذوا ما اتینٰکم بقوۃ الآیہ پس نہی نیز و وجہ تشبیہ عرض بعرض
بغیر مشبہ و مشبہ بہ مش اے قبر شریف و عید ہم یعنی مش اے عرض بعرض ہم زیارت زائر
و لقائی مومنین ترینت و سرور بروز عید کہ در سالے از دوبار بیش نباشد یعنی کمتر

ترجمہ نہ جملہ دعائیہ کہ مخالف شان رحمت ہی۔ اس حدیث شریف میں دعا بھی ہے اور تحذیر بھی
اور تحذیر یعنی پرہیز کرنا بھی۔ نہ یہ کہ ادب اور زیارت اور تعظیم میری قبر کی مت کرو اس سبب سے کہ زیارت
اور تعظیم قبر اور مقبور دونوں کے ثابت ہی۔ سمجھنا چاہیے ہر بے ادبی کا ترک یعنی چھوڑنا ادب ہے پس مخالفت
ادب سے بعدم ترک سوءِ ادب یعنی بے ادبی ترک نہ ہونیکے سبب نہایت کفر کو پہنچا دیگی واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب یعنی اور صواب و درستی کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے +

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰۃ علی رسولہ المحمود یعنی خدائے معبود کے نام سے شروع کرتا ہوں
اور اسکے رسول محمود پر رحمت ہو جیو۔ فرمایا حضور صلعم نے لا تتخذوا قبری عیدا یعنی زنہار مت اختیار کرو
میری قبر کو عید۔ سمجھنا چاہیے کہ اخذ اور اتخاذ مقصود کے منع جواز کا فائدہ دیتا ہے جیسا خدائے برتر کے کلام میں
ما اتینٰکم بقوۃ تا آخر سورہ بقر کے رکوع آٹھ میں ہی۔ یعنی جو ہم نے تمہیں دیا مضبوطی سے پکڑو۔ پس اسکی نہی بھی
مقصود کے منع جواز کو مفید ہے۔ اور وجہ تشبیہ اسمیں عرض کی عرض کے ساتھ ہی جو قائم بغیر ہے یعنی
مشبہ کے ساتھ جو قبر شریف ہے اور مشبہ بہ کہ عید ہے۔ پس مراد وجہ تشبیہ عرض بعرض سے زیارت زائر اور لقائے
مومنین ہی جو زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہی کہ سال میں دوبار سے زیادہ نہیں ہوتی بہت کم ہے +

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

تشبیہ عرض ذاتیہ کہ استقامت معنی نیارد ش عرض ذاتیہ عید تعیین عبادت از عباد و تعیین مراحم از رحمن دراں روز است ہم و حذف حرف تشبیہ باستفادہ توسعہ و وجہ تشبیہ و تاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است ش عطف تاکید بر توسعہ و تعلیل بر اتصال باستفادہ ہم پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید زیارت قبر را بحو لقائی مومنین بزینت و سرور روز عید کہ کمتر است پس نہی مشیر است بر تاکید حضور بیشتر غیر مقید بزینت و سرور اے بہر حالیکہ باشید یارب ع در رہش ہر دو دیدہ یا کنم ہٗ آنکہ بہجوم و زینت و سرور میائید یا آنکہ بہجوم ناگزیر است از ادب و تعظیم لوجہ اللہ تعالیٰ ثابت قال سبحانہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ ترجمہ اے اولاد ادم اختیار کنید زینت خود از لباس و غیر آن نزدیک ہر مسجد + باید دانست لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز است و لفظ زینت عام است بمعنی زینت ملباس و صلاح ظاہر و باطن و تاویل زینت

ترجمہ تشبیہ عرض ذاتیہ میں ہے کہ اس نے استقامت معنی یہاں نہیں حاصل ہوتے کیونکہ عید کے عرض ذاتیہ بندوں سے عبادت کی تعیین اور رحمن سے تعیین مراحم یعنی خدا کی طرف سے رحمتوں کا اس روز میں معین کرنا ہے اور حرف تشبیہ کے حذف سے وجہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ حاصل ہے اور مفعول بہ سے متصل ہونے کے سبب تاکید کا فائدہ۔ پس حاصل یہ کہ میری قبر کی زیارت کو ایسا ہرگز مت اختیار کرو جیسا کہ لقا روز یارت زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے جو کمتر ہے۔ پس نہی و ممانعت اشارہ کر رہی ہے بیشتر حاضر ہونے کی تاکید پر غیر مقید زینت و سرور کے ساتھ یعنی جس حال میں کہ تم ہوا کرو ع اسکی رہ میں سر کے بل ہو دو تو آنکھیں پا کروں ہٗ یہ کہ ہجوم کر کے زینت و سرور سے آؤ یا ہو دیکھ ہجوم سے چارہ نہیں ہے۔ اور زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعالیٰ تعظیم ثابت ہے اللہ نے سورہ اعراف رکوع تین میں یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ یعنی اے اولاد ادم اپنی زینت اختیار کرو لباس وغیرہ سے ہر مسجد کے نزدیک۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز ہے یعنی مختار کہ زینت ہے اسکے اختیار کو مفید ہے اور اسکا جواز منع کیا گیا ہے مطلب یہ کہ مسجد کے متصل زینت کا اختیار کرنا واجب مختار ہے اور بسبب اختیار وجوب اسکا جواز منع ہے

رضی اللہ تعالیٰ عنہم در منع مکث بر مزار با برکت و انوار رحمۃ للعالمین صلعم

ور روایت ایں حدیث شریف نہ در منع وقوفِ لازمِ حضور موصوف مروی است از کتب اہل

سنت جماعت باید دریافت چہ وقوف حضرات ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ

علی النبی الامی و علیہم اجمعین بجوارِ مزار رحمت آثار صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم خود ثابت است فکیف منع عن الوقوفِ لازم الحضور

الثابت و دریں حدیث شریف ہم اعجاز لیست بہ پیشین گوئی سستی مردمان

بزیارتِ مزار با برکتِ لازم السعادت بدلالت بالاشارت

باقتضائی نبی ثبوتِ متقدم را یا ایہا الناس افلا تعقلون

اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی

جمالہٖ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ

فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار با برکت و

انوار پر ٹھہرنے کی جو ممانعت میں ہے وہ منع روایت اس حدیث شریف کے اُس وقوف کے منع

میں نہیں ہے جو حاضر ہونیوالوں کو لازم ہے اور جو مروی ہے کہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں سے معلوم

کرنا چاہیئے اسلیئے کہ حضرات آئمہ اہل بیت صلوات اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و

اجمعین کا وقوف۔ خدائی برتر کی رحمتیں نبی اُمی پر اور اُن سب پر ہو جو مزار

صلعم کے جوار میں خود ثابت ہے پس اُس وقوف کا کیسے منع ہو سکتا ہے جو لازم حضور

ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ایک اعجاز پیشین گوئی بھی ہے جو لوگوں کی

سستی ہے زیارت مزار با برکت لازم السعادت کے لیئے کہ سعادت اُسکو لازم ہے۔

بطرف اشارتاً اس مضمون سے دلالت ہورہی ہے کہ نہی ثبوت متقدم کو بالخصوص چاہتی ہے

سستی زیارت میں ہی جو مثل عید کمتر ہے حالانکہ صحابہ وتابعین وغیرہ کے زمانہ قریب میں یہ حضور سے منتشر تھا

جلکی رفع سستی کی تاکید ہے اور زبان حال کی سستی پیشین گوئی کا معجزہ ہے یا ایہا الناس افلا تعقلون اے لوگو کیا اب بھی

تم نہ سمجھو گے اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

۲۸

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آن با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی
آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

باید دانست نوشتن قرآن مجید از نجاست کفر است خفیفہ باشد یا غلیظہ
باشد اندک یا کثیر و دم مسفوح ہم درین است شیخ در تخصیص دم مسفوح
است ہم چہ اہانتش ظاہر کما فی شرح العقائد فی بحث والکبیرۃ لا تخرج
العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر ولا نزاع فی ان المعاصی
ما جعلہ الشارع امارۃ للتکذیب و علم کونہ کذلک بالادلۃ الشرعیۃ

ترجمہ ذکر بیان اس بات کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا منع ہے
اور اس کا جلانا بھی منع اور دوسرے مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ
اجمعین سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا کفر ہے خواہ نجاست خفیفہ
غلیظہ تھوڑی ہو یا بہت اور خون جاری بھی اسی میں ہے - اور اسکی خصوصیت
ہے کہ دم مسفوح کے احکام ناکمل ہیں اسی وجہ سے ہم کو یہ لکھنا پڑا - اور یہ
کہ اس سے اہانت کلام الٰہی کی ظاہر ہے جیسا کتاب شرح عقائد میں کبیرہ کی بحث
توجیہ ہے + اور گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہیں خارج کرتا
میں اس کو داخل کرتا ہے - اور اس میں جھگڑا نہیں ہے کہ بے شک [illegible]
جنکو شارع نے تکذیب یعنی جھٹلانے کے لیے امارت اور نشانی مقرر کر دیا اور شرعی
دلیلوں سے بھی ان کا اسی طرح ہونا معلوم ہو گیا +

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب +

ذکر بیان اسکا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا اور جلانا منع ہے اور [illegible] مطالب

قرآن مجید نجاست سے لکھنا کفر ہے اور دم مسفوح سے بھی کہ اہانت ہے +

کسجود الصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمات الکفر ... ثبت بالادلۃ انہ کفر انتہی فالقائہا علیہ کذلک العیاذ باللہ

قطع نظر از قرانیت کفری دیگر است بانکارش واگر قرآن مجید نیست پس ... قطع نظر معنی ندارد و از بحث خارج است و ہر انکہ قطع نظر در عوارض از یکی بدیگر است نہ در ذات مگر نوشتن متشابہات بقرآن مجید بعض آں کفر است ہمچو اسماء الٰہی جلت وجلت ورسول اللہ تعالیٰ صلعم وبعض آں نہ مگر از قباحات سوء ادب خالی ... نوشتن ہمچو ننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین نزد ... اگر باقرار آیت نوشت یا بقطع نظر ازاں کفر است واگر متشابہات قرآن مجید است بضمیر متکلم کفر است پس از سوء ادب چہ محل سخن است حیرت از آنانکہ ... اکراہ جوازش فرمودند وحسرت بر آنکہ بہوائی نفس اصرارش نمودند تا انجا کہ سخن ... این از بعض فقہاء بنا بر منافع خلق بقطع نظر از قرآنیت یا بے قطع نظر ازاں مذکور است

ترجمہ جیسے بُت کا سجدہ اور مصحف شریف کا گندگیوں میں ڈالنا اور کلمات کفر کا بولنا اور مثل اسی کے ہر ... دلیلوں سے ثابت ہوگئیں تحقیق وہ کفر ہیں۔ تمام ہوا مضمون کتاب ... پس اسیطرح گندگیوں کا ... کتاب الٰہی پر ڈالنا بھی ہے۔ خدائے برتر اس سے پناہ میں رکھے۔ اور قطع نظر کر قرآن ہونے سے اسکے ایک دوسرا کفر ہے اسکے انکار کے سبب۔ اور اگر قرآن مجید نہیں ہے تو قطع نظر کرنے کچھ معنی نہیں کہ خارج از بحث ہے۔ اور معلوم ہو کہ قطع نظر یعنی نظر کا قطع کرنا عوارض میں ہوتا ہے لیکہ عرض سے نظر قطع کرکے دوسرے ... نظر کرنا نہ ذات میں۔ مگر جو چیزیں کہ قرآن مجید سے متشابہ ہیں یا وہ الفاظ کہ متشابہت رکھتی ہیں انمیں سے ... یا دم مسفوح سے لکھنا کفر ہے جیسا خدائے برتر وبزرگ کے اسمائے مبارک۔ اور رسول خدائے برتر صلعم کے ... متشابہات کا لکھنا کفر نہیں ہے لیکن بے ادبی کی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر لکھنے میں ... ل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے یعنی ہم قرآن ... سے وہ مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ وہ نزدیک ہے جسکا علاج نہیں کیونکہ اگر اسکو اسکے قرآن مجید ... ہونے کے لکھا ہے یا اس سے قطع نظر کرکے لکھا ہے ہر حال میں کفر ہے۔ اور اگر متشابہات قرآن مجید سے سمجھ کر ... ساتھ سلو نجاست یا دم مسفوح سے لکھا ہے تو بھی کفر ہے پس بے ادبی کی نسبت کیا گنجائش محل کلام ہے حیرت ہے ان ... نے بلا ضرورت اکراہ کے اسکو جواز فرما دیا۔ اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنھوں نے ہوائے نفس سے اسکا اصرار کیا۔ اس ...

که محمول بر خطای اجتهادی تواند شد در تکفیر مجوزین احتراز واجب [illegible]
تواند شد نه در انجاس دیگر و البته سوختن از امارات اہانت و اعراض بالفعل
تا تحقیق علت حکمی نتوان کرد چه حکم بر علت است آری سوختن با اہانت
و بے مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن آمد بفعل حضرت ذی النورین رضی
الله تعالیٰ عنه که بضرورت مصلحت دین که مقصود از بعث رسول صلعم بود استدلال برای
ہوای نفس نتواند شد فاتقوا الله العظیم یا اولی الالباب پس از تبرک و توسل
و اسمای طیبات و تبرک و استعانت از الله تعالیٰ و انبیاء و اولیاء صلوٰ[ات]
علیہم از روی تعظیم مقتضای دین و عقل است [illegible]
تعالیٰ من الشرور و الله تعالیٰ اعلم و الیه المرجع اللہم صل
علیٰ محمد نبی الرحمة و علیٰ آله کما تحبه و ترضاه و تشفعه فینا
و ترحمنا

ترجمہ وہ خطائے اجتہادی پر محمول ہو سکتی ہے اسلئے اسکے جواز کا حکم کرنیوالوں کی تکفیر میں احتراز واجب [illegible]
کی غیر مصحف کے ساتھ ہوگی اہانت ہے اور نجاستوں میں کہ وہ نہیں تاویل کی جاسکتیں اور البتہ قرآن
اور اعراض کے امارات یعنی نشانیوں سے ہے۔ پس جب تک جلانے کی علت کی تحقیق نہ کرے کوئی حکم نہیں کرنا
حکم علت پر ہے۔ البتہ اہانت اور اعراض سے اسکا جلانا کفر ہے۔ اور بغیر مصلحت شرعی کے ایسا کرنا بے ادبی ہے
اور شرعی مصلحت سے مستحسن یعنی نیک کام ہے۔ اور بفعل حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو
ضرورت کے سبب کہ مقصود بعثت رسول صلعم سے تھا الغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہو سکتا
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کا
کہ مقصود اسکا بعثت رسول سے تھا۔ پس اے حضرات عقل خدائے بزرگ سے ڈرو۔
معلوم ہو کہ کلمات طیبات اور اسمائے طیبات سے برکت حاصل کرنا اور وسیلہ پکڑنا اور
اور اسکے ولیوں سے برکت لینا اور مدد مانگنا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیاء و علیہم
عقل کا مقتضی ہے شرک کے طریق سے نعوذ باللہ من الشرور و اللہ تعالیٰ اعلم
خدا کی پناہ مانگتے ہیں بدیوں سے۔ اور خدا برتر دانا ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے اللہم صل علیٰ محمد
و علیٰ آله کما تحبه و ترضاه و تشفعه فینا و ترحمنا بها

تبرک بکلمات طیبات و اسمای طیبات و بخدا و انبیاء و اولیاء براه تعظیم مقتضای عقل نه از راه شرک ۔ پناه خدا کی

[illegible]